فبشر عبادِ الذين يستمعون القول فيتبعون أحسنه

هذا الكتاب مستطاب من تصنيف العالم العامل الفاضل الكامل كاشف دقائق المعقول والمنقول جامع الفروع والأصول عمدة الفقهاء زبدة العلماء مولانا ابو محمد شاه قيصر القادري تلميذ محقق المسائل الفقهية بالادلة القوية والاحاديث الصحيحة المدقق الفهيم مولانا الحاج المولوي ابي رجا محمد زمان خان الشهيد نور الله مضجعه

احسن التنبيهة

للسد

عن الاقوال الشنيعة

قد اهتم لطبعها لنفع الانام من الخواص والعوام اضعف العباد محمد عبد الرحمن غفر الله ذنوبه وستر عيوبه وحشره في زمرة الابرار بيوم القيام في سنة عشرين وثلاثمائة بعد الالف من الهجرة النبوية على صاحبها وآله واصحابه وازواجه افضل الصلوة والسلام

مطبع قيصرية بلدة حيدرآباد دكن صانها عن الفتن والشرور

فہرست مضامین مقدمے کتاب احسن الذریعہ الی صون اسد عن الاقوال الشنیعہ

فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه

هذا الكتاب مسمّى بالحسن الذريعه

للسد عن الاقوال الشنيعه مزينا

بتقليد محقق المسائل الفقهيه بالايت

الصريحه والاحاديث الصحيحه

للمدقق الفريد مولانا الحاج

المولوي ابي رجا محمد

زمان خان الشهيد

محمد شاه قبيصي

القادري

كان الله

له

در مطبع برقی واقع بلدهٔ حیدرآباد دکن صانها الله عن الشرور والفتن

صرف ٹائیٹل پیج مطبع ہذا میں طبع ہوا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ذي المعارج جاعل دين الاسلام اوضح المناهج واصدق النتائج
والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد الراقي الى اعلى المنازل وارفع المدارج وعلى
آله واصحابه الذين هم السابقون في المداخل والصادقون في المخارج وبعد فيا
ايها الخلان وجماعة الاخوان من زمرة سيد الانس والجان اعلموا اكرمكم الله تعالى
ووفقكم بالاكتساب لما يرضى به الرحمن والاجتناب عن هوى النفس وخطوات
الشيطان انه قد وقع من سوانح هذا الزمان زمان الشر والطغيان ان بعض العلماء قد اكبوا
على افتراء الزور واعلان البهتان واشاعة الاكاذيب واقاويل البطلان واطفاء انوار
الحق وكتمان العرفان واظهار فضائلهم وكمالاتهم بافواههم بين
ابناء الزمان فانتحلوا بالاشراف وانتسبوا بالاسلاف ووزنوا انفسهم
معهم في الميزان مع انهم ليسوا منهم بالايقان فمنهم الذي صنف

بسم الله الرحمن الرحيم

سب تعریفین ثابت ہین خدا تعالے کو کہ مرتبون والا ہے اور دین اسلام کو تمام ادیان مین زیادہ روشن
اور صادق ترنتیجون کا بنانے والا اور درود وسلام رسولون کے سردار حضرت پر کہ بلند ترمنزلون
اور رتبون اور سچے درجون پر پہنچنے والا ہے اور اوسکے آل و اصحاب پر کہ بہشت کے گھرون والے
ہین داخل ہونیکے مقامون مین اور راست باز رہنے نکلنے کے مواقع مین اور حمد وصلوۃ کے
بعد پس اے دوستو اور دینی بھائیون کے سردار و جانو تم بڑھاوے تم کو خدا تعالی
اور توفیق دے تم کو اون امور کے حاصل کرنے کی جن سے رحمن راضی ہوتا ہے
اور نفسانی خواہشون اور شیطان کے قدمون پیچھے چلنے سے بچنے کی تحقیق واقع ہوا
منجملہ واقعات اس زمانہ کے کہ شر وطغیانی کا زمانہ ہے یہہ کہ بعض علما جھپک پڑے ہین زور
وبہتان کے ظاہر کرنے اور جھوٹی باتون اور باطل قولون کے شایع کرنے پر
اور حق کی روشنیون کے بجھانے اور معرفت کے چھپانے پر اور اپنے فضایل
اور کمالات اپنے مونہہ سے اپنے زمانہ مین بیان کرنے پر پس ان علما نے
شریف خاندانون مین اپنے کو داخل کر دیا ہے اور سلف صالحین کے
طرف منسوب ہوگئے ہین اور اپنے کو اون اکابرون کے ساتھہ ایک ترازو مین
تولا ہے حالانکہ یقینًا یہہ لوگ اون مین سے نہین ہین پس انہین علما مین سے

الفقيه الاكبر فى هذه الاوان وطبعه واشاعه فى البلدان وادعى فيه بانه عالم
قريش وسع طباق الارض علما ومحيى لعلوم اهل البيت حتما ومجدد المئة الامة
دينها على راس المائة الثالث عشر بالحجة والبرهان وسيعلم مما نحققه بالتحقيق والبيان انه
ليس كذلك بل افترى على نفسه كذبا واجترى فى الدين علما ونسبوا واختار فيه مذهب العدا
المتقين بل سلك مسلك الطاعنين وصنع صنيع المتعسفين الذين لهم تعصب وتعنت
باعظم الفقهاء والمحدثين وان تبرء منه واعترف بانه من المخلصين وتشبث باقوال غير
مرضية فى صحته ممن لا يعبأ بهم ولا يعتمد عليهم فى امور الدين ووثق بما جمعوا ونقلوا
كتبهم وان كانوا فيه من الكذبين واعترفوا بكذبهم وانهم من المفترين حسبة لله
واعانة للدين وما علموا بان الله متم نوره فى كل وقت وحين على رغم انف الملحدين
واختار لنفسه الشهرة بين الناس فى الفضائل وكمالات الدين مع انها ليست فيه
باليقين والذى قاده الى هذا الصنيع الفظيع انه راى الائمة الاربعة والمشاهير من
الامة تنسب اليهم الفضائل وتنزل عليهم الاحاديث والاثار الواردة فى تلك
الشمائل فاستحسن لنفسه الاشتراك فى تلك الاوصاف ونسب بنفسه لنفسه اياها بالاف
والاعتساف وما درى انهم رحمهم الله تعالى ما اختاروها بانفسهم بل العلماء المحققون بعد
انقضاء زمانهم وانتشار علومهم فى طباق الارض وتلقى الامة اقوالهم ومجتهداتهم بالقبول

کتاب تحفۂ اکبر جو اہل بیت اطہر کو اس زمانہ مین تصنیف کیا ہے اور اوسکو طبع کرا کر شہرون مین پھیلا دیا
ہے اور اوس کتاب مین دعوے کیا ہے کہ مین ایسا قریشی عالم ہون کہ روے زمین مین اوس کا علم پھیل گیا
ہے اور علوم اہل بیت کا زندہ کرنے والا ہون قطعی طور پر اور اس امت کے دین کا مجدد ہون تیرہوین صدی
کے سر پر ثبت اور براہان کے ساتھ اور ہمارے تحقیق اور بیان شافی سے قریب معلوم ہو جائے گا کہ یہہ
شخص ایسا نہین ہے بلکہ اسنے اپنے نفس پر جھوٹ بولا ہے اور علم و نسب کے اعتبار سے دین مین جو رستہ
کر بیٹھا ہے اور اس نے اس کتاب مین کاملین محققین کا مذہب نہین اختیار کیا بلکہ طعنہ زنون کی چال چلا ہے
اور آن بے انصافون کا کام کیا ہے جنکو اعظم فقہا و محدثین کے ساتھ تعصب اور بیر تھا گو اوس نے اپنے کو اس فعل سے
بری ظاہر کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین اون کے مخلصون مین سے ہون اور اون ناپسندیدہ اقوال کو پکڑا ہے
جو بعض غیر معتبر اور امور دین مین بے اعتبار لوگون سے صادر ہوئے ہین اور جو کچھ انہون نے جمع کیا اور اپنی
کتابون مین نقل کیا اوس کو دستاویز بنا لیا اگرچہ انہون نے جھوٹ کہا ہو اور اپنے جھوٹ بولنے کا اقرار بھی
کیا ہو اور بیان کر دیا کہ ہمنے یہ افترا طلب ثواب اور دین کی مدد کیواسطے کیا ہے اور انہون نے یہہ نجانا کہ
خداے تعالی اپنا نور تمام کرنیوالا ہے ہر وقت اور ہر زمانہ مین اور اس نے اپنے نفس کے لئے فضائل
و کمالات مین شہرت کو پسند کیا ہے حالانکہ یقیناً وہ کمالات اس مین نہین ہین اور وہ امر کہ جس نے اس کو
اوس ننگ کام کیطرف کھینچا ہے یہہ ہے کہ اس نے چارون امامون اور امت محمدیہ کے مشہور فاضلون کو دیکھا
کہ اون کے طرف فضائل منسوب کئے جاتے ہین اور جو حدیثین و آثار اون فضائل مین وارد ہوئے ہین
اون پر چسپان کئے جاتے ہین پس اپنے نفس کے واسطے اون اوصاف مین شریک ہونا پسند کیا اور
خود ہی اون اوصاف کو دعوے اور زبردستی سے اپنی نفس کیطرف منسوب کر لیا اور یہ نجانا کہ اون بزرگون نے
اللہ اونپر رحم کرے اون فضائل کو خود اپنی طرف نسبت نہین کیا ہے بلکہ محقق عالمون نے اون کا زمانہ گزرنے اور روے زمین
مین اون کے علوم پھیلنے اور اون کے اقوال و اجتہادات کو امت مرحومہ کے قبول کر لینے کے بعد اون فضائل کو اون

نسبوها اليهم وجعلوهم مصداقها بالظن والتخمين كما قال الامام السيوطيؒ في تمام
الدرايه وقد ورد في الحديث التبشرة بالشافعيؒ ومالكؒ فروى الطيالسيؒ في مسندہ
والبيهقيؒ في المعرفة حديث لا تسبوا قريشا فان عالمها يملاء الارض علما قال الامام احمدؒ
وغيره وهذا العالم هو الشافعيؒ لانه لم ينتشر في طباق الارض من علم عالم قريشي من
الصحابة وغيرهم ما انتشر من علم الشافعيؒ وروى الحاكم في المستدرك وغيره حديث
يضربون اكباد الابل فلا يجدون عالما اعلم من عالم المدينة قال سفيانؒ هذا العالم
مالكؒ بن انسؒ انتهى وايضا قال في تبييض الصحيفة في مناقب ابي حنيفةؒ وقد بشر
النبي صلى الله عليه وسلم بالامام ابي حنيفةؒ في الحديث الذي اخرجه ابو نعيم في
الحلية عن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان
العلم معلقا بالثريا تناوله رجال من ابناء فارس واخرج الشيرازي في الالقاب عن قيس بن
سعدؒ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان العلم معلقا بالثريا لتناوله قوم
من ابناء فارس وحديث ابي هريرة في صحيح البخاري ومسلم بلفظ لو كان الايمان عند
الثريا لناوله رجال من فارس وفي لفظ مسلم لو كان الايمان عند الثريا لذهب به
رجل من ابناء فارس حتى يتناوله وفي معجم الطبراني الكبير بلفظ لو كان الايمان
معلقا بالثريا لا تناوله العرب لناله رجال من فارس وفي الطبراني ايضا عن ابن مسعودؓ

اون اکابر کے طرف منسوب کیا ہے اور اپنے گمان اور تخمین سے اون کو اون احادیث کا مصداق ٹھہرایا
چنانچہ امام سیوطیؒ نے اتمام الدرایت مین بیان کیا ہے کہ تحقیق حدیث مین امام شافعیؒ و امام مالکؒ
کی بشارت وارد ہوئی ہے پس طیالسی نے اپنی مسند مین اور بیہقی نے معرفت مین حدیث
روایت کی ہے کہ تم قریش کو گالی مت دو اس لئے کہ اون مین کا عالم روئے زمین کو علم سے
بھر دیگا امام احمدؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ عالم امام شافعی ہین اس لئے کہ روئے زمین پر
کسی قریشی عالم کا علم خواہ وہ عالم صحابی ہو یا غیر صحابی اس قدر نہین پھیلا ہے کہ جتنا امام شافعیؒ کا
علم پھیلا ہے اور حاکم نے مستدرک مین اور اوس کے غیر نے حدیث بیان کی ہے کہ
لوگ اونٹون کو مسافت دراز مین پیٹ پیٹ کر چلا وینگے پھر بھی کوئی عالم مدینہ کے عالم
زیادہ نہ پاوینگے سفیان ثوریؒ نے کہا ہے کہ وہ عالم مدینہ امام مالک بن انسؒ ہین تمام
ہوا قول امام سیوطیؒ کا اور نیز امام سیوطیؒ نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مین کہا ہے
اور تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہؒ کوفی کی بشارت دی ہے اور حدیث مین
جس کو ابو نعیم نے حلیہ مین نقل کیا ہے ابو ہریرہؓ سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر علم ثریا (چند ستارون کا گچھا) مین معلق ہوتا فارس کے چند مرد اوس کو
حاصل کر لیتے اور شیرازی نے القاب مین نقل کیا ہے قیس بن سعدؓ سے کہا اونہون نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم ثریا مین معلق ہوتا البتہ فارس کے لوگون کی ایک جماعت
اوس کو حاصل کر لیتی۔ اور ابو ہریرہؓ کی حدیث صحیحین مین اس طور پر ہے اگر ایمان ثریا کے قریب ہوتا البتہ
لے لیتے اوس کو چند لوگ فارس کے اور مسلم مین اس طور پر بھی ہے۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا البتہ اوس کو
فارسیون کا ایک مرد لیجاتا یہان تک کہ اوس کو حاصل کر لیتا اور معجم طبرانی کبیر مین یون ہے اگر ایمان ثریا مین
معلق ہوتا نہ حاصل کرتے اوس کو عرب البتہ اوس کو فارس کے چند لوگ حاصل کر لیتے اور طبرانی مین بروایت عبد اللہ بن مسعودؓ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله ناس من ابناء
فارس فهذا اصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة انتهى ذكره الطحاوي في
شرح الدر المختار فهذه الاحاديث تدل على ان المجتهد باعتبار الاتباع والافراد باعتبار
الاصل هو ابو حنيفة فاتيان رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك الطرق اشارة
الى ان اتباع ذلك الرجل كانوا امثلة فائقين على غيرهم بفضل الاصابة في فروعه
واصوله فلذا قال الامام الشافعي من اراد الفقه فليلزم اصحاب ابي حنيفة فان المعاني
قد تيسرت لهم قال العلامة ابن حجر المكي في الخيرات الحسان في ترجمة النعمان ومما يصح
الاستدلال به على عظم شان ابي حنيفة ما روي عنه عليه الصلاة والسلام انه قال
ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة ومن ثم قال شمس الائمة الكردري ان هذا
الحديث محمول على ابي حنيفة لانه مات تلك السنة انتهى فشتان بين هذا المدعي وبين
هؤلاء الكرام كما قيل في الفارسية ع چه نسبت خاک را با عالم پاک + وقد رايت في
كتابه هذا عدة اسقام رواية ودراية يجب على اهل السنة والجماعة ازالتها و
بادلة العقل والنقل ازاحتها لان احقاق الحق وابطال الباطل سنة سنية للسالفين
والخالفين من العلماء والمجتهدين وهكذا صنعوا في كل زمان ونصروا الحق و
صانوا الدين المتين من هفوات همزات الشياطين فسبحان من حفظ دينه وعصم

اگردین ثریا مین لٹکا ہوتا البتہ اوس کو فارسیون کے چند لوگ حاصل کر لیتے پس یہ ایک دلیل صحیح قابل
اعتماد ہے بشارت و فضیلت کے باب مین ذکر کیا اسکو طحطاوی نے درمختار کی شرح مین
پس یہہ چند حدیثین دلالت کرتی ہین اسپر کہ جمع کا صیغہ اتباع و افراد کے اعتبار سے ہے اور مفرد کا
اصل کے اعتبار سے اور وہ اصل امام ابو حنیفہ ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمانا
اس طور پر اشارہ ہے اس طرف کہ پیرو اوس مرد کے اوس کے مثل ہونگے کہ اپنے غیر سے
فایق ہونگے صواب کو پانے کی فضیلت مین اوس مرد کے قواعد و اصول کی پابندی سے پس
اسیوجہ سے امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص فقہ کا ارادہ کرے پس اوس کو ابو حنیفہ کے
اصحاب کی اتباع لازم ہے اس لئے کہ تحقیق معانی اون پر آسان ہوگئے ہین اور علامہ ابن حجر
مکی نے خیرات حسان فی ترجمۃ النعمان مین بیان کیا ہے کہ اون دلائل مین سے کہ جن کے ساتھ
امام ابو حنیفہؒ کی عظمت شان پر استدلال ہو سکتا ہے وہ حدیث ہے کہ جو روایت کی گئی ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا ہے۔ دنیا کی آرایش اوٹھ جائیگی سن ایکسو پچاس
مین۔ اور یہین سے شمس الائمہ کردری نے فرمایا ہے کہ تحقیق یہہ حدیث امام ابی حنیفہ پر
محمول ہے اس لئے کہ انہون نے اسی سال مین وفات پائی ہے تمام ہوا کلام ابن حجر مکی کا
پس بڑا فرق ہے اس مدعی اور ان اکابرین میں جیسا کہ فارسی زبان مین کہا گیا ہے
ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎ اور تحقیق دیکھی اس کی اس کتاب مین روایت و درایت کے
لحاظ سے چند ایسی خرابیان دیکھی ہین کہ اہل سنت پر اون کا دور کرنا اور عقلی و نقلی دلیلون
اون کا رد کرنا واجب ہے اس لئے کہ حق کو ثابت کرنا اور باطل کو جھٹلانا سلف و خلف کے علماء مجتہدین
کا عمدہ طریقہ ہے اور ہر زمانہ مین انہون نے ایسا ہی کیا ہے اور انہون نے حق کی مدد کی ہے اور دین متین کو بچایا
ہے شیاطین کے اتباع کی بیہودہ خیال سے پس پاک ہے وہ کہ جس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور نگہبانی کی

نبيه ونصر حزبه وخذل عدوه ووفق المؤمنين لضرب اعناق الجاحدين ورد اقوال الحاسدين للدين الحق فان اعلم باني لست من ارباب التدوين والتاليف وليس الفراغ لي من نفسي لاني غريب للحرمية الحق القراح وحماية الصدق الصراح ومطالبة بعض الخلان والاجلة من الاخوان دعاني الى هذا التاليف فالآن اشرع في رد اقاويله التي وقعت في كتابه بحيث انقل اولاً من عبارته جمله معنوناً بها بعنوان قال واورد جوابه بعد نقله قولاً قولاً بعنوان قوله وما اقدح به عليه بعنوان اقول والمأمول من اهل الانصاف ان ينظروا في هذا الكتاب بعين الانصاف لا بالعناد والاعتساف

مقدمة الكتاب

وليعلم اولاً ان المصنف في كتابه هذا قد خلط الحق والباطل وفتح باب الطعن والبهتان على اهل الفضائل ونسب الاكاذيب اليهم ترويجاً لمذهبه الفاسد وتمويهاً لمتاعه الكاسد في مواضع فمنها ما قال في صفحة (٣٢) قال اعظم الفقهاء الاربعة ابو حنيفة في الفقه الاكبر اه اختار الفقهاء الاربعة وكف لسانه عن لفظ الائمة الاربعة لما في ضميره من سوء الاعتقاد بهم ولحصاره الائمة في الاثنى عشر تقليداً للشيعة واظهر به ان الامام جمع بنفسه الفقه الاكبر الذي نقل منه هذا القول كما ينبئ من لفظ قال وهذا غلط منه وبهتان على الامام الاعظم تعمداً وانما وقع في هذه الورطة بتقليد امامه ابن تيمية فانه نقل في فتاواه اقوالاً عن الفقه الاكبر المتداول ونسبها اليه ورده العلامة الحلبي كما نقله المفتي محمد سعيد في التنبيه وقال فيه في صفحة (٢٣٣) قلت هذه الرواية لو نقلها العلامة الحلبي عنه لما نتكلم فيها بشيء والمراد بالفقه الاكبر هذا هو غير المتداول نحو جزء برواية ابي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي عن الامام ابي حنيفة وما نقل ابن تيمية من اوله بقوله سئلت ابا حنيفة الخ هو عبارة غير المتداول واما المتداول المنسوب الى الامام الذي

اپنے نبی کی امداد اپنے گروہ کی مدد فرمائی اور اپنے دشمن کو رسوا کیا اور مومنوں کو منکروں کی گردن مارنے اور دین کے مفسدوں کے اقوال کو
رد کرنے کی توفیق دی اور میں اگرچہ جانتا ہوں کہ میں تصنیف و تالیف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں اور نہ مجھکو اپنے نفس کے
محاسبے سے غیر کی طرف متوجہ ہونیکی فراغت ہے لیکن حق صریح کی تائید اور خالص سچائی کی حمایت کے لیے اور بعض دوستوں اور جلیل القدر دینی بھائیوں کے
تقاضا نے مجھکو اس تالیف کی طرف بلایا پس اس میں مصنف کے اقوال کا رد شروع کرتا ہوں جو اس کتاب میں واقع ہوئے ہیں اور جیسے کہ پہلے اوسکی عبارت نقل کرونگا
اور اگر ضرورت ہوئی تو اوسکے پہلے اور پچھلے کا جواب لکھونگا اور اوسکی پوری کلام کو ایک قول قرار دیکے اوسکو نقل کیا اور جو کچھ قدح کرونگا اقول کے عنوان سے لکھونگا اور
منصف لوگوں سے امید ہے کہ اس کتاب میں انصاف کی آنکھ سے نظر کریں نہ ضد اور بے انصافی سے ۔۱۲

مقدمہ کتاب کا

پہلے جاننا چاہیے کہ مصنف نے اپنی اس کتاب میں حق اور باطل کو مخلوط کر دیا اور دین کے اکابر پر طعن و بہتان کا دروازہ کھول دیا
اور ان کی طرف جھوٹے اقوال کو منسوب کیا اپنے خیال باطل کے رواج دینے اور کھوٹی پونجی کی بناوٹ کے واسطے چند مقامات میں منجملہ اون
مقامات کے وہ ہے کہ جو صفحہ ۲۲۴ میں کہا ہے کہ فقہاء اربعہ کے بزرگ ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں آہ فقہا نے ابوحنیفہ کو اختیار کیا اور ائمہ اربعہ کہنے
زبان کو روکا اسواسطے کہ اونکے دل میں ان چاروں سے سوء اعتقاد ہے اور شیعوں کے نزدیک امامت بارہ ہی میں منحصر ہے باتباع شیعہ اور ظاہر کیا اس قول میں کہ
فقہ اکبر کو امام ابو حنیفہ نے خود جمع کیا ہے جس میں جو مصنف نے امام کا قول نقل کیا ہے جیسا کہ لفظ قال سے سمجھا جاتا ہے اور مصنف کی غلطی ہے اور امام پر دانستہ
بہتان ہے مصنف اس بہتان میں اپنے امام ابن تیمیہ کی پیروی کرتا ہے اسواسطے کہ ابن تیمیہ نے اپنی فتاوے حمویہ میں چند اقوال اوس فقہ اکبر سے نقل کیے ہیں جو مولج
پائی گئی ہے اور اون اقوال کو امام اعظم کی طرف منسوب کیا اور علامہ حلبی نے ابن تیمیہ کے اس قول کا رد لکھا ہے چنانچہ مفتی محمد سعید صاحب نے تنبیہ میں اوسکو نقل کیا ہے
اور تنبیہ کے صفحہ ۳۴۳ میں کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس روایت کو علامہ حلبی نے اوس سے نقل نہیں کیا اور نہ اوس میں کچھ کلام کیا اور مراد اوس فقہ اکبر سے
وہ ہے کہ جو غیر مشہور ہے بقدر ایک جزو کے بروایت ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی امام اعظم صاحب سے اور جو عبارت
ابن تیمیہ نے اوس کی شروع سے نقل کی ہے اپنے قول سالت ابا حنیفہ کے ساتھ وہ عبارت
فقہ اکبر غیر مشہور کی ہے اور لیکن مشہور فقہ اکبر جو امام صاحب کی طرف منسوب ہے اور جس کی

وشرحه علي بن محمد القاري من متأخري الحنفية فهو لا لابي حنيفة نعمان بن الثابت الكوفي بل لابي حنيفة
محمد بن يوسف البخاري كما حققه العلامة بن نجيم في فتاواه ونقله العلامة الطحطاوي في
حاشية الدر عنه انتهى وقال ايضا بعيد هذا ثم هذه العبارة ما وجدتها في نسخة قديمة عندنا
من الفقه الاكبر للامام ابي حنيفة برواية صاحبه ابي مطيع رواه ابو المعين ميمون بن محمد بن محمد
بن معتمد المكحولي النسفي عن الامام ابي عبد الله الحسين بن ابي الحسن الكاشغري الملقب بالفضل
عن ابي مالك نصران بن نصر بن الختلي عن ابي الحسن علي بن الحسن بن محمد الغزالي عن ابي الحسين
علي بن احمد الفارسي عن نصير بن يحيى الفقيه قال سمعت ابا مطيع الحكم بن عبد الله البلخي قال
سئلت ابا حنيفة النعمان بن ثابت عن الفقه الاكبر قال فذكره وهي قد كتبت سنة
تسع وخمسين وستمائة نعم قد رايتها في نسخ جديدة ذكر في اولها حدثنا الشيخ ابو الفضل عبد المولى
الا انتهى فالعجب من المصنف انه يعلم ان هذه الرواية الفاسدة ليست في نسخة الغير المتداولة
للفقه الاكبر الذي هو موجود عنده كما علمنا ومع ذلك ينقل هذه الرواية من المتداول وينسبها
الى الامام ان هذا الا اختلاق وغير المتداول ايضا ليس من تاليف الامام بل كتب سنة
تسع وخمسين وستمائة برواية تلميذ الامام ابي مطيع البلخي في خوارزم كما مر فكيف يصح
قوله قال اعظم الفقهاء الاربعة في الفقه الاكبر ان هذا الا التعهد بالوضع واتباع الكرامية
والطائفة المبتدعة كما قال السيد السند في اصول الحديث الملحقة في اول السنن الترمذي
وقد ذهب الكرامية والطائفة المبتدعة الى جواز وضع الحاديث كما سيجيء في ادعية التسبيحات ثم
عن ابي عصمة نوح بن ابي مريم انتهى فظهر من هذا ان المصنف يتعمد بالاكاذيب
والاباطيل شاعة للباطل واتباعا لهوى النفس العاطل نعوذ بالله سبحانه منه ومنها واما قال
في صفحة (١٣٢) قال اعظم الفقهاء الاربعة واقدم متكلمي صفار التبع المتبعة الخ

ملا علی قاری نے لکھی ہے جو پہلا حنفیہ سے ہیں وہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کی نہیں ہے بلکہ ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی
ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے اپنے فتاوے میں اس کی تحقیق کی ہے اور علامہ طحطاوی نے درمختار کے حاشیہ میں اس کو نقل
کیا ہے تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا اور اس کلام کے کچھ بعد نیز مفتی صاحب نے کہا ہے پھر اس عبارت کو میں نے نہیں پایا
فقہ اکبر امام اعظم کے قدیم نسخہ میں جو میرے پاس موجود ہے بروایت ابو مطیع تلمیذ امام روایت کیا اس کو ابو المعین
میمون بن محمد بن محمد بن معتمد مکحولی نسفی نے امام عبد اللہ حسین بن ابی الحسین کاشغری سے جو ملقب ہیں ساتھ فضل کے انہوں نے
روایت کیا ابی مالک نصران بن نصر بن ختلی سے اور انہوں نے ابو الحسن علی بن حسن محمد غزالی سے انہوں نے
ابو الحسین علی بن احمد فارسی سے انہوں نے نصیر بن یحیی الفقیہ سے کہا انہوں نے سنا میں نے ابو مطیع حکم بن عبد اللہ
بلخی سے کہا انہوں نے پوچھا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے فقہ اکبر کو کہا ایسی ذکر کیا امام نے اس کو اور وہ
لکھی گئی ہے ۵۹۶ھ میں کہا ہاں اس عبارت کو میں نے دیکھا ہے جدید نسخہ میں کہ جس کے شروع میں
حدیث بیان کی ہم سے شیخ ابو الفضل عبد المومن نے آخر تک تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا تنبیہ میں (پس
تعجب ہے مصنف سے اس پر کہ وہ جانتا ہے کہ یہ عبارت فاسد فقہ اکبر غیر مشہور میں نہیں ہے جو اب
موجود ہے جیسا کہ ہم کو معلوم ہے اور باوجود اس کے اس روایت کو مشہور فقہ اکبر سے نقل کر کے
امام اعظم کے طرف منسوب کیا ہے یہ فعل محض بناوٹ ہے اور فقہ اکبر غیر مشہور بھی امام اعظم کی
تصنیف نہیں ہے بلکہ ۵۹۶ھ میں لکھی گئی ہے بروایت تلمیذ امام ابو مطیع بلخی ایک جز کے مقدار میں جیسا کہ
گذرا پھر مصنف کا یہ قول کہ (امام اعظم فقہا اربعہ نے فقہ اکبر میں) کیونکر صحیح ہو سکتا ہے یہ تو دانستہ جھوٹ جوڑنا ہے اور گمراہ
گروہ اہل بدعت کی پیروی کرتا ہے جیسا کہ سید سند نے کہا ہے اصول حدیث میں جو ترمذی کی شروع میں لگا ہوا ہے (اور گمراہ
اور ایک جماعت اہل بدعت کی گئی ہے طرف جواز وضع حدیث کے ترغیب اور ترہیب کے باب میں اور اسی قبیل کے ہے جو کہ روایت کیا حاکم نے ابو عصمہ نوح بن
ابی مریم کی تمام ہوا کلام سید سند کا پس اس نقل سے ظاہر ہو گیا کہ مصنف دانستہ جھوٹی روایتیں اور بے اصل باتیں نقل کرتا ہے اور ہم باطل نسبت کو بھی [illegible] ناکارہ [illegible]
پیروی کرتے ہیں ہم پناہ مانگتے ہیں ساتھ خدا کے اس فعل اور انہیں موافق یہی ہے جو کہا صفحہ (۱۳۲) میں کہا اعظم فقہا اربعہ [illegible]

فما بال له لفظ اعظم الفقها وكف لسانه من لفظ الامام وجعله فيه من صغار التبع مع انه من التابعين فكيف
يصح جعله من صغار تبعهم معاذ الله من هذا الكذب وغض البصر من فضل الامام قال السيد السند
في اصول الحديث وجيه الدين في شرح الشرح والشيخ محمد في خاتمة مجمع البحار قيل لابي عصمة
نوح بن ابي مريم من اين لك عن عكرمة عن ابن عباس في فضائل القران سورة سورة فقال
رايت الناس قد اعرضوا عن القران واشتغلوا بفقه ابي حنيفة ومغازي ابن اسحاق فوضعتها
حسبة انتهى وابو عصمة نوح من كبار تبع التابعين ومن معاصري الامام مالك كما قال ابن حجر
في التقريب نوح بن ابي مريم ابو عصمة المروزي القرشي مشهور بكنيته ويعرف بالجامع
لجمعه العلوم لكن كذبوه في الحديث من السابعة مات سنة ثلاث وسبعين ومائة ومالك بن
انس المدني الفقيه امام دار الهجرة من السابعة مات سنة تسع وسبعين ومائة انتهى وقال ايضا
في صدره السابعة كبار اتباع التابعين كمالك وقال الامام محمد في شرح موطا قوله اخبرنا
مالك بن انس مشهور انه من تبع التابعين وقيل ادرك بعض الصحابة كابي الطفيل وقيل انه روى
عن عائشة بنت ابي وقاص فعلى هذا يكون تابعيا كابي حنيفة الا انه تابعي بلا خلاف كما
بينته في مسند الامام شرح الامام والتوربشتي انتهى فنقل ذلك القول عن نوح تصريح بان
الناس اهل القرن الثاني والثالث والرابع كانوا مشتغلين بفقه الامام ابي حنيفة وانه
كان مقبول الناس في زمانه في باب الدين وانه من التابعين لا من صغار تبعهم كما زعمه
المصنف لانه لو كان من صغار التبع كيف يشتغل كبارهم بفقهه وان نوح بن مريم
كان وضاع الحديث ومن حاسدي الامام ابي حنيفة فلما اخذ المصنف بروايته وزكاه
ثبت حسده في الطعن مع الامام وكونه خصيما للخائنين وقد قال الله تعالى ولا تكن
للخائنين خصيما ونقل في صفحه ١٣٦ قصة مناظرة المراة الجهمية مع الامام

پس اختیار کیا لفظ اعظم الفقہا کو اور لفظ امام تیئیے سے اپنی زبان کو روکا اور بعض اتبع تابعین میں امام کو قرار دیا باوجودیکہ
امام اعظم صاحب تابعین میں داخل ہیں پس کیونکر صحیح ہوتا ہے اونکو بعض اتبع تابعین میں قرار دینا خدا کی پناہ ایسی جھوٹ سے
اور امام کی بزرگی سے چشم پوشی کرنے سے سید سند نے اصول حدیث میں اور وجیہ الدین نے شرح الشرح میں اور شیخ محمد نے مجمع البحار
کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ ابوعصمہ نوح بن ابی مریم سے پوچھا گیا کہ تم کو کہاں سے حاصل ہوئی روایت عکرمہ کی ابن عباس سے فضائل
قرآن میں ایک ایک سورت کے باب میں پس ابوعصمہ نے کہا کہ میں لوگوں کو دیکھا کہ اونہوں نے قرآن سے مونھہ پھیر لیا اور
ابوحنیفہ کی فقہ اور ابن اسحاق کی مغازی میں مشغول ہو گئے لہذا بنائے اون روایتوں کو گھڑ لیا بغرض طلب ثواب تمام ہوا کلام
اونکا اور ابوعصمہ نوح کبار تبع تابعین سے ہے اور امام مالک کے ہمعصروں میں داخل ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے تقریب التہذیب
میں کہا ہے نوح بن ابی مریم ابوعصمہ مروزی قرشی اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں اور جامع کر کے مشہور ہیں اسوجہ سے کہ اونہوں نے علوم
کو جمع کیا ہی لیکن محدثین نے علم روایت حدیث میں اونکو جھوٹا کہا ہے وہ ساتویں طبقہ سے ہیں سنہ ۱۷۳ میں مرا اور مالک بن انس فقیہ دار الہجرۃ
امام بھی ساتویں طبقہ کے ہیں سنہ ۱۷۹ میں انہوں نے وفات پائی تمام ہوا کلام ابن حجر کا اور نیز اوسی کتاب کے شروع میں ابن حجر نے کہا ہی ساتویں طبقہ
کبار تبع تابعین کا ہی جیسے کہ امام مالک اور شرح موطا میں کہا ہی اور امام محمد نے اپنی موطا مالک بن انس کی شرح میں مشہور ہے کہ امام مالک تبع تابعین سے ہیں اور کہا ہی ساتھ
کہ انہوں نے بعض صحابہ کو پایا ہے جیسے کہ ابوالطفیل صحابی اور کہا گیا ہی کہ انہوں نے عائشہ بنت ابی وقاص سے روایت بھی کی تو اس بنا پر وہ تابعی ہیں
مثل امام ابی حنیفہ کے مگر فرق یہہ ہے کہ امام ابوحنیفہ بلا اختلاف تابعین ہیں جیسا کہ علی قاری نے اوسکو بیان کیا ہی مسند امام میں اور امام نوری انتہی پس نوح کا یہہ کلام
تصریح ہی اسبات کی کہ دوسرے اور تیسرے اور چوتھے قرن کے لوگ امام ابوحنیفہ کی فقہ سے شغل رکھتے تھے اور وہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں
مقبول تھے دین کے معاملہ میں اور وہ تابعین سے تھے نہ بعض اتبع تابعین سے جیسا کہ مصنف نے کہا ہی اسلیے کہ اگر وہ بعض اتبع تابعین میں ہوتے تو
اون سے کبار امام کی فقہ سے کیونکر شغل رکھتے اور نوح کے کلام سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ نوح [illegible] حدیث [illegible] اور امام اعظم کے
حاسدین میں تھا اور جبکہ مصنف نے اسکی روایت لکھ لیا اور اوسکا جرح بیان کیا تو امام اعظم کے ساتھ
مصنف کا حسد رکھنا اور اہل خیانت کی طرفداری کرنا بھی ثابت ہوگیا حالانکہ حق تعالے نے فرمایا ہے
کہ تو خیانت کرنے والوں کا طرف دار مت بن اور صفحہ (۱۳۱) میں مصنف نے نقل کیا ہے قضیہ جمعہ جھوٹ کی [illegible] امام

الاعظم برواية ابي عصمة وبما من نقلها الطعن عليه بانه عجز وسكت في مقابلة امرأة و
قال في صفحة (١٤٠) فطعن بعضهم في ابي حنيفة وبن الحسن انهما جهميان فقي غاية البطلان
انتهى اراد بهذا القول تزكية الامام وتلميذه من الجهمية ظاهرا
واعلان كونهما ممن يختلف في جهميتهم باطنا والجهمية يقال
لاصحاب جهم بن صفوان وهو من الجبرية الخالصة ظهرت بدعته بترمذ وقتله سالم بن
احوز المازني بمرو في اخر ملك بني امية ووافق المعتزلة في نفي الصفات الازلية وزاد عليهم اشياء
كما في الملل والنحل ومنها ما نقل في صفحة (١٣٨) برواية ابي عصمة يعني قول الامام ابي حنيفة
في جواب رجل سأله عن اية وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ انه قال هو كما تكتب الى الرجل
اني معك وانت غائب عنه والمعنى بالسماء في حديث الجارية السوداء وقول ابي حنيفة
الجهة السامية انتهى في هذه الرواية ايضا بهتان على الامام واختلقها ابو عصمة
حسدا عليه كما عرف به فيما حكي عنه واثبات الجهة لله تعالى ليس من مذهب
الامام حاشاه عن ذلك بل افتراه المصنف كذبا عليه نعوذ بالله منه ومنها ما قال
في صفحة (٢٣) وقال في الوصية الايمان اقرار باللسان وتصديق بالجنان الى ان نقل
وكذلك المعرفة وحدها اي مجرد التصديق لا يكون ايمانا انتهى اراد بنقله من كتاب
الوصية ان الامام الاعظم موافق له بزعمه في ان مجرد التصديق ليس بايمان ولهذا
فسرها به بقوله اي مجرد التصديق فلزم ان التصديق وحده ليس بايمان عند الامام
وهذا تعمدا بالكذب على مذهبه لان مجرد التصديق عنده ايمان والاقرار شرط له
في احكام الدنيا كما هو مصرح في كتب العقائد وسنذكره في محله ان شاء الله تعالى
ومنها ما نقل في صفحة (٢٦) من مناظرة الامام ابي يوسف مع شيخه الامام ابي حنيفة

کے ساتھ جس کا راوی ابو عصمہ مذکور ہی اور اوس قصہ کی نقل سے امام اعظم صاحب پر طعن کا قصد کیا ہے بایںطور کہ وہ ایک عورت کے مقابلہ مین
عاجز و ساکت ہو گئے اور صفحہ (۱۴۰) مین کہا ہی کہ ابو حنیفہ اور اون کے شاگرد محمد بن حسن کے باب مین جو بعض لوگون سے منقول ہی کہ وہ دونون جہمی
تھے پس وہ بالکل بے اصل ہی انتہی اس قول مین بظاہر تو ان دونونکا جہمی ہونیسے انکار کیا قصد کیا ہے اور درحقیقت اس بات کے اعلان کا قصد کیا ہے
کہ دونون ایسے ہین کہ جن کے جہمی ہونے مین لوگون کا اختلاف ہی اور جہمیہ کہا جاتا ہی جہم بن صفوان کے اصحاب کو اور وہ جبریہ خالصہ مین ہی اوسکی بدعت
ترمذ مین ظاہر ہوئی اور سالم بن احوز مازنی نے اوسکو بنی امیہ کی اخیر حکومت مین مرو مین قتل کر ڈالا اور جہم مذکور معتزلہ کے موافق تہا صفات
ازلیہ کے نفی کرنے مین اور کچہ معتزلہ کے اقوال پر اور بھی اضافہ کئے ہین جیسا کہ ملل و نحل مین ہے اور انہین مین سے موضع ثانی مین ہی جو صفحہ (۱۳۸) مین بروایت ابو عصمہ نقل کیا ہے
یعنے امام ابو حنیفہ کا قول ایک مرد کے جواب مین کہ جسنے امام اعظم سے آیت (اللہ تمہارے ساتھ ہی جہان کہین تم ہو) کا مطلب پوچہا تہا وہ قول یہ ہے
کہ امام صاحب نے کہا کہ یہہ ایسا ہی کہ جیسے تو کسیکو لکہے کہ مین تیرے ساتھ ہون اور تو اوس سے دور ہو اور معنی ہمارے حال پر سوداء کی حدیث مین اور اللہ
کے قول مین ہی الیہ یصعد الکلم الطیب تمام ہوا کلام مصنف کا اس روایت مین بہی امام صاحب پر اور اس روایت کو ابو عصمہ نے امام صاحب پر حسد کرنیکی وجہ سے بنایا ہے
چنانچہ ابو عصمہ نے اس کے بنانیکا اقرار کیا ہے اس قول مین جو ابو عصمہ سے منقول ہی اور جہت کو اللہ تعالی کے واسطے ثابت کرنا امام صاحب کا مذہب نہین ہے
وہ اس سے پاک ہین بلکہ مصنف نے امام صاحب پر جہوٹ بولنے کے واسطے یہ افترا پردازی کی ہی خدا کی پناہ اس افترا سے اور بعض اون مواقع مین
سے وہ ہے کہ جو صفحہ (۱۴۴) مین کہا ہے (اور کہا امام ابو حنیفہ نے وصیت مین ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنے اور دل سے
سچا جاننے کا یہانتک کہ نقل کیا اور اسی طرح سے معرفت تنہا یعنے صرف تصدیق ایمان نہین ہے انتہی اس قول کو کتاب الوصیت
سے نقل کرنے سے یہ ارادہ کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ مصنف کے موافق ہین مصنف کے نزدیک اس امر مین کہ صرف تصدیق ایمان نہین ہے
اور اسی وجہ سے معرفت کی تفسیر تصدیق کے ساتھ بیان کی اپنے قول اے مجرد التصدیق سے پس لازم آیا کہ تنہا تصدیق
امام صاحب کے نزدیک ایمان نہین ہے اور یہ دانستہ جہوٹ بولنا ہے امام صاحب کے مذہب پر اس لئے کہ صرف تصدیق
امام صاحب کے نزدیک ایمان ہے اور زبان سے اقرار کرنا ایمان کیلیے شرط ہے دنیاوی احکام مین جیسا کہ
یہہ امر عقائد کی کتابون مین بصراحت مذکور ہے اور ہم اس کو اس کے مقام مین عنقریب بیان کرین اگر خدا نے
چاہا اور بعض اون مواقع سے وہ ہی جو صفحہ (۱۲۶) مین نقل کیا ہی یعنے مناظرہ کرنا امام ابو یوسف کا اپنے شیخ امام ابو حنیفہ کے ساتھ ایک بار تہا

برواية البيهقي الى سنة جوداء ثم استقرار رايهما على عدم خلق القرآن وفي هذا النقل ايضاً
مزيد تزكيتهما بحسب الظاهر ويظهر كونهما من المختلفين في خلقه في بدء الامر وهذه
الصيغة من المصنف مع ادعائه نصرة مذهب الامام ابي حنيفة وكونه من اهل السنة والجماعة
وكونه رادّاً المذهب الشيعة ومحبّاً لعلوم اهل البيت ومجدداً لهذا العصر من العجائب كيف
ولو كان صادقاً في هذه الدعاوى لما غض البصر عن فضائل اكابر اهل السنة ولما سرد
المصنف مثالب الامام الاعظم التي سرت اجوبتها منا مجملة في شينها وفي مقامها مفصلة وغض
البصر عن فضائل حان لنا ان نذكر هٰهنا نبذاً منها تنشيطاً للقلوب وتمحيصاً للحق الصريح على
طالبيه سيّما اخواننا القادرية لان الامام الاعظم شيخ شيخنا اعني داود الطائي كما قال الاستاذ
ابو القاسم القشيري في رسالة مع صلابته في مذهبه وتقدمه في هذه الطريقة من ابي
القاسم النصيرابادي قال انا اخذت هذه من الشبلي وهو اخذها من الجنيد وهو
اخذها من السري السقطي وهو من معروف الكرخي وهو من داود الطائي وهو اخذ العلم والطريقة
من ابي حنيفة وكل اثنى عليه واقر بفضله انتهى واذا تمهد هذا فاعلموا اخواني ان ابا حنيفة
النعمان من اعظم معجزات المصطفى بعد القرآن لانه اخبر به قبل وجوده بالاحاديث
الواردة التي ذكرنا بعضاً منها ثم انها حملت عليه قطعاً وحسبك من مناقبه اشتهار
مذهبه في الآفاق ما قال قولاً الا اخذ به امام من الائمة الاعلام وقد جعل الله
الحكم لاصحابه واتباعه من زمنه الى هذه الايام الى ان يحكم بمذهبه عيسى بن مريم عليه السلام
وهذا يدل على امر عظيم اختص به من بين سائر العلماء العظام كيف لا وهو كالصديق رضي الله
عنه له اجره واجر من دون الفقه وفرع احكامه على اصوله العظام الى يوم الحشر والقيام
وقد اتبعه على مذهبه كثير من الاولياء الكرام ممن اتصف بثبات المجاهدة

بروایت بیہقی بہر دو نون کی رائے کا قرآن کے مخلوق نہ ہونے کا ٹھہرجانا اور اس نقل مین بھی اون دونون کی چھپانا کا ارادہ کرتا ہے
ظاہر مین اور اعلان کرتا ہے اسکا کہ وہ دونون ابتدائی امر مین قرآن کے مخلوق ہونے مین اختلاف کرنیوالون مین تھے مصنف کی
یہہ حرکت باآنکہ وہ مدعی ہے مذہب امام کی نصرت کا اور اپنے سنی ہونے کا اور مذہب شیعہ کا رد کرنیوالا اور علوم اہل بیت کو زندہ کرنیوالا اور
اس زمانہ کا مجدد ہونیکا عجائبات سے ہے کیونکہ اگر مصنف ان دعوون مین سچا ہوتا تو اکابر اہل سنت کے فضائل سے چشم پوشی نہ کرتا
اور جبکہ مصنف نے امام اعظم کے معائب کو بیان کیا ہے کہ جس کے جوابات مجمل طور پر ہماری طرف سے دئے گئے اور ہم اون کے مقام مین مفصل
طور پر بیان کرینگے اور امام صاحب کے فضائل سے چشم پوشی کی تو ہم کو موقع ملا کہ ہم یہان کچھ فضائل امام صاحب کے بیان کردین تا اون معائب کے
مقابلہ پوش ہون اور حق بات طالبین حق پر کھل جاوے خاصکر ہمارے قادریہ بھائیون پر اس لئے کہ امام اعظم صاحب ہمارے
شیخ طریقت حضرت داود طائی کے شیخ ہین چنانچہ استاد ابو القاسم قشیری نے اپنی رسالہ قشیریہ مین بیان کیا ہے حالانکہ اون کو اپنی مذہب مین
تشدد رہا ہے اور وہ طریقت مین سبقت رکھتے ہین کہ سنا مینے استاد ابو علی دقاق سے کہ وہ کہتے تھے کہ مینے یہہ طریقہ حاصل کیا حضرت
ابو القاسم نصیر آبادی سے انہون نے کہا کہ مینے اس کو حاصل کیا حضرت شبلی سے اور شبلی نے حاصل کیا حضرت جنید سے اور حضرت جنید نے
حاصل کیا حضرت سری سقطی سے اور انہون نے حضرت معروف کرخی سے اور انہون نے حضرت داود طائی سے اور انہون نے علم طریقت کو حاصل کیا امام ابو حنیفہ سے
اور ان سب بزرگون نے امام صاحب کی تعریف بیان کی اور اُن کی بزرگی کا اقرار کیا اور جبکہ یہہ مقدمہ بیان ہو چکا اب ہم کہتے
ہیں اے بھائیو بیشک ابو حنیفہ نعمان حضرت نبی مصطفے صلعم کے بڑے معجزون مین سے ہین بعد قرآن کے اسوجہ سے کہ اونکی خبر دی گئی ہے اونکی پیدایش
قبل اُن حدیثون مین جنمین سے بعض کا ذکر ابھی ہم کر چکے کیونکہ وہ حدیثین قطعی طور پر امام صاحب پر ہی حمل کی گئی ہین اور امام صاحب کی اوصاف
جہان مین اون کے مذہب کی شہرت سے جو بات انہون نے کہی ہے کسی نے کسی امام جلیل القدر نے اوس پر عمل درآمد کر لیا ہے اور اللہ تعالی نے اون کا
کا حصہ کردیا فوت سے دنیا امام صاحب کے زمانہ سے لیکر اس زمانہ تک یہان تک کہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام امام صاحب ہی کے مذہب پر فتوی دینگے
اور یہہ امر دلیل ہے امام صاحب کی بڑی فضیلت پر جس کے ساتھ اونہین کی خصوصیت ہے تمام علماء اعظام پر کیونکر نہ ہو حال یہ ہے کہ حضرت امام اعظم علما مین بمنزلہ
حضرت صدیق اکبر کے ہین صحابہ مین اون کو اجر ہے اون کے اجر کا اور اجر ہے ہر شخص کا کہ جس نے علم فقہ کو جمع کیا اور فقہ کے مسائل
امام صاحب کے بزرگ اصول پر نکالے قیامت تک اور امام صاحب کی بیت مین ہر وہ بیت ... اگر امام زکی ہی جو موصوف تھے کہ صحابہ مین اور تابعین

واتباع احكام الاسلام بكمال الاهتمام كما مر ذكرهم في الثقافة التيمية لم تكن لك اسوة حسنة
في هؤلاء السادات الكرام اما كانوا مهتدين في هذه الاقرار والافتخار وهم ائمة هذه
الطريقة وارباب الشريعة والحقيقة ومن بعدهم في هذه الامر فلهم تبع وكل ما خالف
ما اعتمدوه فهو مردود ومحدث وايضًا فقد اتبع على مذهب ممن اتصف بثبات المجاهدة
وركض في ميدان المشاهدة ابراهيم بن ادهم وشقيق البلخي ومعروف الكرخي وابو يزيد
بسطامي وفضيل بن عياض ووكيع بن الجراح وابو بكر الوراق وعبد الله بن المبارك
وغيرهم ممن لا يحصى عليهم وقد قال بعض الاكابر من العلماء تسلسل العلم من الله
عز وجل الى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صار الى
التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط ومنها انه نقل قصة
الاحراق بالنار اللتي هي مما يذكره الخارجيون في مطاعن سيدنا علي كرم الله تعالى وجهه
التي يتبرع منها اهل السنة والشيعة من محبي ذلك الجناب ويدفعونها عنه باجوبة انيقة
في كتبهم في صفحة (٥٨) بعنوان التنبيه عن فتح الباري وقال بعد تمامها وقد حدثت
في هذا الزمان احداثة على آثارهم يهرعون وانا لله وانا اليه راجعون يجب اشد
الوجوب على اولى الامر ويتحتم اكد التحتم على اهل العلم والقدرة ان يعتنوا ويهتموا بازالة
هذا الامر وعظًا وبيانًا وبعده وهو غاية التغدير حبسًا وضربًا وقتلًا اعلانًا انتهى
ومقصوده من نقلها اغراء اولى الامر على تعذيب اهل الحق الذين قالوا بتنزيه الصفات
لله عز وجل من صفات المخلوق كما يشهد به اتيانه بهذه القصة بعدما بينهم وما
درى ان هذه القصة وان كانت صحيحة من حيث النقل الا انها مردودة مرجوع
عنها كالمنسوخ وصارت كانها لم تكن ويتضح ذلك من حديث عكرمة ان عليًا حرق

اور احکام اسلام کی پیروی کرنے کے ساتھ کمال اہتمام سے جیسا کہ مذکور ہوا قشیریہ کی عبارت منقولہ مین کیا اون سادات
کرام کے باب مین تیرے لئے نیک پیروی نہین ہے کیا یہ اکابر فضل امام اعظم کے اقرار اور اون کے طریقہ عالیہ اختیار کرنیمین ہدایت
نہ تھے حالانکہ یہی حضرات طریقت کے پیشوا اور شریعت و حقیقت والے تھے اور اون کے بعد والے امر شریعت مین پیرو ہین اور جو فیصلہ ان اکابر کے
حکم کے خلاف ہے مردود و بدعت ہے اور نیز امام اعظم کے مذہب کی پیروی کی ہی اونہین سے جو ثبات مجاہدہ اور میدان مشاہدہ مین گھوڑا کدانیکے ساتھ
موصوف تھے حضرت ابراہیم بن ادہم اور شقیق بلخی و معروف کرخی و ابا یزید بسطامی و فضیل بن عیاض و وکیع بن جراح و ابوبکر وراق و عبداللہ بن
مبارک نے اور اون کے سوا بہت سے اکابر نے جن کا عدد و شمار مین نہین آسکتا اور بعض اکابر نے کہا ہی کہ آیا یہ علم اللہ عز و جل کے پاس سے
محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین آیا پھر اون سے صحابہ مین آیا پھر تابعین مین آکر امام ابوحنیفہ مین جمع ہو گیا اب جو چاہے
اُن سے اس فضیلت پر خوش ہو اور جو چاہے ناخوش ہو اور اون مواضع مین سے یہ ہے کہ مصنف نے اون مین جہمیہ کا قصہ جو
اون قبایح مین سے ہے کہ جن کو خارجی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اون مطاعن مین ذکر کیا کرتے ہین کہ جن سے
سنی و شیعہ تمام آنجناب سے محبت رکھنے والے بیزار ہین اور آن جناب کی طرف سے اپنی کتابون مین عمدہ
جوابات دے کر اون کو دفع کرتے ہین صفحہ (۱۰۵) مین بعنوان تنبیہ فتح الباری سے نقل کیا ہے اور اوس کے
خاتمہ پر کہا ہے اور اس زمانہ مین کچھ لوگ پیدا ہوئے ہین اونہین سوختگان کے نقش قدم پر دوڑتے ہین
اور ہم اللہ ہی کے ہین اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہین حکام وقت پر واجب ہے اشد وجوب اور
علمائے ذی مرتبہ لوگون پر لازم ہے اوکد لزوم کرکے یہ کہ اس بدعت کے دور کرنے مین توجہ کرین اور
وعظ بیان سے اہتمام کرین اور حبس و ضرب و قتل و اعلان کے ساتھ ان بدعتیون کے حد و رجم کی تقریر
دیوین انتہی اور اس قصہ کے نقل کرنے سے مصنف کا مقصود حکام کو آمادہ کرنا ہے اور اون اہل حق کو عذاب
کرنے پر کہ جو صفات الٰہی کو صفات مخلوق سے منزہ کرتے قایل ہین چنانچہ ان لوگون کا ذکر کرنے کے بعد اس قصہ کو نقل کرنا
ہمارے مدعا پر شاہد ہی اور مصنف نے نہ سمجھا کہ یہ قصہ اگرچہ نقل کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن وہ مردود ہے کہ اوس کا رجوع
ثابت ہے بمنزلہ منسوخ کے گویا اوس کا وجود ہی نہ تھا اور یہ امر حضرت عکرمہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی

قوما ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لقتلتهم لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه ولم اكن لاحرقهم لان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تعذبوا بعذاب الله فبلغ عليا فقال صدق ابن عباس رواه الترمذي وقال هذا حسن صحيح انتهى فلا يجترئ على نقلها وحدها الخارجيون الذين يسبون عليا ويظهرون مثالبه ويعدون نهاية المنكرات ومثالبه قسمان الاول ما تفرد به النواصب الطائفتان اللتان هما من محبيه انكرتاه وهذا القسم مما لا يعبأ به لانه من مفتريات النواصب كالشركة في قتل عثمان وفي قذف عائشة وان نزول والذي تولى كبره منهم له عذاب عظيم في حقه نعوذ بالله منه والثاني ما نقل في كتب الطائفتين بطرق صحيحة وقد تصدى الطائفتان لجوابه كما اجاب الشريف مرتضى في تنزيه الانبياء والائمة من علماء الشيعة وابن حزم في التفصيل من علماء اهل السنة ومنه وما قيل انه تصرف في سلاح عثمان وماله بعد قتله وما رده على ورثته وان طلبوه منه ومال المسلم لا يستحل بوجه من الوجوه ومنه الاحراق بالنار كذا في التحفة ومنها انه كذب وافترى على الامام الهمام ذي الحسب الزكي والنسب العلي سيد العلماء وارث خير الانبياء جعفر الصادق وجعله من مثبتي الجهة لله عز وجل وتعالى عنها علوا كبيرا وتصرف في كلامه الشريف لاثبات مرامه مع انه برهان جلي على نفيه فضلا من ان يثبته كما قال في صفحة (٠) وقال حافظ الصوفية ابو القاسم عبد الكريم القشيري في الرسالة المشهورة وقال جعفر الصادق من زعم ان الله في شيء او من شيء او على شيء فقد اشرك اذ لو كان على شيء لكان محمولا زاد المصنف ههنا من عنده) اي وليس محمولا بل هو حامل بقدرته وحافظ برحمته كل حامل ومحمول (ولو كان في شيء لكان محصورا) زاد بعده (اي وليس محصورا ولا مقصورا

اوس قوم کو جلا دیا جو دین اسلام سے پھر گئے تھے پس یہ خبر حضرت عبداللہ بن عباس کو پہونچی انہون نے کہا کہ اگر مین ہوتا تو ان لوگون کو
قتل کرتا بسبب فرمانے رسول اللہ صلعم کے کہ جو شخص دین کو بدلے پس اوسکو مار ڈالو اور مین اونکو نہ جلاتا اس لیے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے
فرمایا ہے کہ مت عذاب دو تم آگ کا عذاب پس یہ فرمانا حضرت عبداللہ بن عباس کا حضرت علیؑ تک پہونچا تو آپ نے فرمایا سچ کہا ابن
عباس نے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حسن صحیح ہے انتہی پس تنہا اس قصہ کو نقل کرنے کی جرات خوارج کرتے ہین کہ
جو حضرت علیؑ کو گالیان دیتے ہین اور اون کے عیوب بیان کرتے ہین اور اون عیوب کو منکرات سے شمار کرتے ہین اور عیوب حضرت علیؑ کو
جو بیان کیے جاتے ہین دو طرح کے ہین پہلی قسم وہ عیوب ہین جن کے بیان کرنے مین فرقہ ناصبیہ ہی منفرد ہے اور حضرت علی سے محبت
رکھنے والے دونون فرقے اون عیوب کا انکار کرتے اور اس قسم کا کچھ اعتبار نہین ہے اسوجہ سے کہ یہ محض فرقہ ناصبیہ کی گھڑت اور بناوٹ
جیسا کہ حضرت عثمان کے قتل مین اور حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانے مین شریک ہونا اور یہ کہ آیت والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب
عظیم کا نزول حضرت علی کے حق مین نعوذ باللہ منہ اور دوسری قسم وہ عیوب ہین جو سنی شیعہ دونون گروہ کی کتابون مین صحیح طریقون سے منقول
ہین اور یہ دونون فرقے انکی جواب دہی کے درپے ہوئے ہین چنانچہ علما شیعہ مین سے شریف مرتضی نے تنزیہ الانبیا والائمہ مین اور علما اہل سنت مین
ابن حزم نے فیصل مین جواب دیا ہے اور اسی قسم ثانی مین سے ہے جو کہا گیا کہ حضرت علی نے حضرت عثمان کے سلاح و مال مین اون کے قتل ہونیکے بعد قبضہ کر لیا اور
ورثہ نے ہر چند مطالبہ کیا مگر اون کو وہ سپرد نہ کیا حالانکہ سلاح کا مال کسی جہت سے حلال نہین سمجھا جاتا ہے اور اسی قبیل سے ہے زندیقین جلانیکا قصہ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ
مین مذکور ہے اور انہین مواضع مین سے یہ ہے کہ مصنف نے امام ہمام صاحب حسب نسب علی سید علما وارث خیر الانبیا حضرت
امام جعفر صادقؑ پر دروغ گوئی و افترا پردازی کی اور اون کو اس جماعت مین داخل کر دیا جو کہ اللہ عزوجل کے جہت علو ہونے کا
اثبات کرتے ہین اور امام موصوف کے کلام مین اپنا مدعا ثابت کرنے کو کمی بیشی کی حالانکہ وہ کلام شریف روشن برہان ہے جہت
کی نفی پر چہ جائیکہ جہت کا مثبت سمجھا جائے جیسا کہ صفحہ (۰۰) مین کہا ہے اور کہا امام فقیہ ابو القاسم عبد الکریم قشیری نے اپنے
رسالہ مشہورہ مین اور کہا امام جعفر صادقؑ نے جس نے اعتقاد کیا کہ اللہ کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے
تو وہ بیشک مشرک ہو گیا اسلیے کہ اللہ کسی شی پر ہوتا تو وہ اٹھایا ہوا ہوتا (یہان مصنف نے اپنی طرف سے اضافہ کیا) یعنی اور وہ اٹھایا ہوا نہین ہے بلکہ وہ اٹھانے والا ہے اپنی
قدرت سے اور نگہبان ہے اپنی عظمت سے اور اگر کسی شی مین ہوتا تو البتہ گھیرا ہوا ہوتا) اسکے بعد مصنف نے اضافہ کیا (یعنی اور وہ گھیرا ہوا ہے اور نہ وہ کائنات

بل هو حاضر وقاصر لكل محصور ومقصور وانما نحو قوله تعالى الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى
وقوله تعالى ءَ اَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ تجلى على عظيم و تعلى جلى فخيم من تجلياته و
تعلياته من غير ان تكون له حاجة الى العرش ولا شئ من الفرش و سيبين (ولو كان
من شئ لكان محدثا) زاد بعده اى وهو ممتنع مطلقا انتهى واهل الحق الذين يقولون
بنفي الجهة لله تعالى يستدلون بهذا الكلام الشريف والبيان المنيف بدون التصرف
فيه كما قال المفتي محمد سعيد في التنبيه في صفحي (۴۰) البرهان الاول وهو المقتبس من
ذي الحسب الزكي والنسب العلي سيد العلماء وارث الانبياء وجعفر الصادق قال
لو كان الله في شئ لكان محصورا وتقرير هذه الدلالة انه لو كان في جهة مشارا اليه
لزم تناهيه وذلك لانه اذا كان في هذه الجهة دون غيرها فقد حصل فيها دون غيرها
ولا معنى لتناهيه الا ذلك وكل متناه محدث لان تخصيصه بهذا المقدار دون سائر
المقادير لا بد لذلك من مخصص فقد ظهر بهذا البرهان الذي يبهر العقول ان القول
بالجهة يوجب كون الخالق مخلوقا والرب مربوبا وان ذاته متصرف فيها ويقبل الزيادة
والنقصان تعالى الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا انتهى والشيعة ايضا على حسب مقتضاء
هذا الكلام المنيف قائلون بنفي الجهة لله تعالى كما قال العلامة القوشجي في شرح التجريد
للمحقق الطوسي ويدل اى وجوب الوجود على نفي الجهة لان كل ما هو في جهة فهو جسم او
جسماني وكل منهما ممكن بل حادث لما بينا من حدوث الاجسام انتهى وقال في نهج المسترشدين
في اصول الدين من كتب مذهب الشيعة انه تعالى ليس في جهة انتهى كذا في التنبيه فعلم من هذا
التحقيق ان المصنف لاثبات ما هو بصدده وهو المذهب اليه الوهابية النجدية
يتصرف في كلام الاكابر من الائمة و يفترى عليهم ما هم بريئون عنه كما شهد

بلکہ وہ گھیرنیوالا ہے اور روکنے والا ہے ہر گھیرے ہوئے اور روکے ہوئے کا اور مثل قول خدائے تعالیٰ کے رحمن عرش پر مستوی ہوا اور قول خدا تعالیٰ سے
کیا بے ڈر ہو گئے تم اوس سے جو آسمانوں میں ہے نہیں ہے مگر ایک عظیم الشان تجلی اور روشن و بزرگ تعلی اوس کی تجلیون
و تعلیون مین سے بغیر اس کے کہ اوسکو حاجت ہو عرش کی یا کسی فرش کی اور یہہ قریب بیان کیا جائے گا
(اور اگر ہوتا کسی شے سے تو ہوتا نوپیدا) اس کے بعد اضافہ کیا اور یہہ مطلقاً محال ہے اور اہل حق جو حق تعالیٰ سے
جہت کی نفی کے قایل ہین دلیل لاتے ہین اس کلام شریفکو بیان مصنف سے نفی جہت پر بدون کمی بیشی کے چنانچہ
مفتی محمد سعید نے کتاب تنبیہ کے صفحہ (۴۰) مین کہا ہے پہلی برہان اور رد وہ نکالی ہوئی ہے صاحب حسب کی
ونسب علی سید علما وارث انبیا امام جعفر صادق کے کلام سے یہہ ہے کہ اونہون نے فرمایا (اگر ہوتا اللہ کسی
شے مین تو ہوتا گھیرا ہوا) اور بیان اس دلیل کا یہہ ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کسی جہت مشار الیہ
مین ہوتا تو اوس کا فنا ہی و محدود ہونا لازم آتا یہہ اس وجہ سے کہ وہ جبکہ ہوا کسی جہت مین نہ اس کے
غیر مین تو اسی مین موجود ہوتا نہ اوس کے غیر مین اور اوس کے محدود ہونے کے یہی معنی ہین اور محدود
نوپیدا ہے اسوجہ سے کہ اوس کا خاص ہونا اس مقدار معین کے ساتھ نہ اور مقدارون کے ساتھ
بالضرور محتاج ہے خاص کرنے والے کا۔ پس اس برہان سے جو کہ عقلوں کو دنگ کرنے والی ہے
ظاہر ہو گیا کہ جہت کا قول واجب کرتا ہے خالق کے مخلوق ہونے اور رب کے مربوب ہونے کو اور
اوس کے ذات مین غیر کے متصرف ہونے اور کمی و بیشی کے قابل ہونے کو برتر ہے خدا اون اوصاف سے
جن کو ظلم کرنیوالے اوسکی طرف منسوب کرتے ہین بہت برتر ہونا انتہی اور شیعہ بھی اس کلام شریف کے مطابق خدا تعالیٰ سے جہت کی نفی کرنیکو قایل
ہین چنانچہ علامہ قوشجی نے محقق طوسی کی تجرید کی شرح مین کہا ہے اور وجوب وجود دلالت کرتا ہے جہت کی نفی پر اس لئے کہ ہر چیز جہت مین ہے
جسم ہوتی ہے یا جسمانی اور یہہ دونون ممکن ہین بلکہ نوپیدا ہین اس لئے کہ جسمونکا نوپیدا ہونا ہم بیان کر چکے ہین انتہی اور نہج المسترشدین فی اصول الدین
مین جو کہ شیعون کی کتاب ہے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت مین نہین ہے انتہی جیسا کہ تنبیہہ مین ہے پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصنف اپنا مذہب ثابت کرنے کے
واسطے جو کہ درحقیقت وہابیہ نجدیہ کا مذہب ہے بڑے بڑے ایمہ دین کی کلام مین تصرفات کرتا ہے اور اپر تہمت لگاتا ہے اون عقائد کی کہ جن سے وہ بزرگ بری ہین چنانچہ انکی [illegible]

به علماء اهل السنة والشيعة كلهم في كتب عقائدهم فالعجب من المصنف انه يدعي
حب اهل البيت واحياء علومهم ونصرة اهل السنة في مقابلة الشيعة ويأتي في كتبه
بعجائب لا يرضى بها احد منهم منها ما قال في حاشية صفحة (٢٢) لا يخفى ما في هذا وما
مضى من اخلاص خواص اهل السنة المودة على اختصاص العقيدة من دون تقية
شقية في هؤلاء الائمة التقية النقية منها انتهى اودع في صنعة هذه العبارة ان التقية
قسمان شقية ونقية فالاول مذهب الامامية والثاني مذهب خواص اهل السنة الذين
سلك المصنف مسلكهم وهم النجدية لا عوامهم اهل سنتهم مقلدي الائمة الاربعة
ونقول في جوابه ان اهل السنة والامامية كلهم يجوزون التقية في القول والفعل جميعا وهي كلها
عندهم شقية وحرام وتقسيمها الى قسميها المذكورين انما هو مختار المصنف وائمته الذين
هم النجدية كما قال صاحب الملل والنحل وكان نجدة بن عامر ونافع بن ازرق قد اجتمعا
مع الخوارج على ابن زبير ثم تفرقا عنه فاختلف نافع ونجدة فصار نافع الى البصرة ونجدة
الى اليمامة وكان سبب اختلافهما ان نافعا قال التقية لا تحل والقعود عن القتال كفر
واحتج بقول الله تعالى يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ وبقوله تعالى
اذا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللهِ وخالفه نجدة وقال التقية جائزة واحتج
بقوله تعالى وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيمَانَهُ وقال القعود جائز
والجهاد اذا امكنه افضل وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ اَجْرًا عَظِيمًا وقال
نافع هذا في اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم حين كانوا مقهورين واما في غيرهم
مع الامكان فالقعدة كفر لقوله تعالى وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللهَ وَرَسُولَهُ وقالوا
اي الامامية والخوارج يحرم التقية في القول والفعل واحتجوا بان التقية كتمان امر

وشیعہ کے علما نے اپنی کتابون مین شہادت دی ہے پس مصنف سے تعجب ہے کہ وہ حب اہل بیت اور اون کے علوم
کے زندہ کرنے اور شیعہ کے مقابلہ مین سنیون کی تائید کرنے کا دعوے کرتا ہے اور اپنی کتاب مین ایسے عجائب امور
لاتا ہے کہ جنسے نہ سنی راضی ہین نہ شیعہ اونہین مقامات سے وہ ہے کہ جو صفحہ ۲۴ کے حاشیہ مین لکہا ہے کہ
دو شیعہ نہین ہے جو کہ اس مقام مین ہے اور اس کے پہلے گذشتہ مقام مین یعنی مخلص ہونا اہل سنت مودت
کے خواص کا عقیدہ کی خصوصیت پر بدون تقیہ شنیعہ کے ان امامون کے باب مین کہ جو تقیہ و تقیہ والے ہین انتہی
اس عبارت کی بناوٹ مین یہہ بات رکہی ہے کہ تقیہ دو قسم پر ہے ایک شنیعہ دوسرا تقیہ پس قسم اول امامیہ کا مذہب ہے
اور قسم ثانی خواص اہل سنت کا مذہب ہے جن کے مذہب پر مصنف چلا ہے اور وہ نجدیہ ہین نہ عوام اہل سنت کا جو ائمہ
اربعہ کے مقلد ہین ہم اس کے جواب مین کہتے ہین کہ اہل سنت وامامیہ تمام تقیہ کو چاہے قول مین ہو یا فعل حرام
جانتے ہین اور تقیہ مطلقاً اون کے نزدیک شنیعہ و حرام ہے اور تقیہ کی تقسیم کرنا دو قسمون مذکورہ کی مصنف
اور اوس کے امامون ہی کے مذہب مین مختار ہے جو نجدیہ ہین جیسا کہ صاحب ملل ونحل نے کہا ہے (اور
نجدۃ بن عامر اور نافع بن ازرق خارجیون کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی مخالفت پر جمع ہوئی تہے پہر متفرق
ہو گئے اوس سے اور مختلف مقام مین چلے گئے پس نافع بصرہ مین چلا گیا اور نجدۃ یمامہ مین اور اون کے اختلاف کا
سبب یہ ہوا کہ نافع نے کہا تقیہ حلال نہین ہے اور جنگ سے بیٹہہ رہنا کفر ہے اور وہ حجت لایا اللہ تعالے کے
اس قول سے (قتال کرتے ہین اللہ کی راہ مین اور ملامت کرنے کے ملامت سے باک نہین رکہتے) اور اس قول سے
ناگاہ ایک گروہ اون مین کا ڈرتا ہے لوگون سے خدا سے ڈرنیکی طرح اور مخالف ہوا اس قول کا نجدۃ اور اللہ تعالے
کے کلام سے حجت لایا (اور کہا ایک ایمان دار مرد نے آل فرعون مین سے جو کہ اپنے ایمان کو چہپاتا تہا) اور کہا لڑائی سے
بیٹہہ رہنا جائز اور جہاد جبکہ ہو سکے افضل ہے اور فضیلت دی خدا نے جہاد کرنیوالون کو بیٹہہ رہنے والون پر بہت بڑا اجر اور نافع نے کہا
یہ کلام اصحاب نبی صلعم کے باب مین وارد ہے جبکہ وہ مغلوب تہے اور لیکن اون کے غیر مین باوجود امکان جہاد کے پس بیٹہہ رہنا کفر ہی بسبب قول خدا تعالے
کے (اور بیٹہہ رہے وہ لوگ کہ جہوٹ بولے اللہ اور اسکے رسول سے) اور ازارقہ خوارج نے کہا کہ تقیہ قول و فعل مین حرام ہے اور اس پر حجت لائے بایں طور کہ تقیہ ایک کام کو چہپانا ہے

واظهار خلافه دفعًا للضرر فهو نفاق والنفاق حرام فالتقية كذلك وبانها لو جازت لجاز على الانبياء اظهار كلمة الكفر تقية ولو جاز على الانبياء لعدم الدين بالكلية لاسيما في اوائل الاوقات لابتداء الدعوة لكثرة العدو والمنكر حينئذٍ وذلك باطل انتهى وايضا روى محمد بن يعقوب الكليني في الكافي عن عبد الله بن المنكدر قال لا ينبغي للمؤمن ان يجلس مجلسًا يعصى الله فيه فلا يقدر انتهى فما رامه المصنف في هذا القول من نسبة التقية الشقية الى الامامية على طور التعريض مما افتلذ بهم وما ارتضاه لخواص اهل السنة من عزاء التقية البقية اليهم كناية يعرفها العاقلون فان اراد بهم المجدية فهو صحيح لكنهم ليسوا من اهل السنة فضلًا ان يكون من جواهر ام اكابر اهل السنة فهو افتراء عليهم حاشاهم عن ذلك فافهم ولا تغفل ومنها انه نقل المذهب المردود لتيمية وشيخ المجدية ابن تيمية من رسالة التدمرية وفتاوى الحموية في تشبيه الصفات لله تعالى واثبات الجهة له قال في صفحة (٠،) بعبارة طويلة ما حاصله انه هو لما نوه عن السلف وائمتهم وفي صفحة (٠٠،) والاخبار والآثار في الباب اهل البيت النبوة والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتب الالهية السابقة مملوءة من اثبات الجهة الفائقة وكذا كلام الانبياء المتقدمين وادعيتهم وجد بعضها الى الآن في التوراة والانجيل وصحائف انبياء بني اسرائيل ويوجد الفاظها متفرقة في مواضع شتى وكثير منها لا يوجد الآن في هذه الكتب الموجودة انتهى وهكذا ايد بيانه ومشيد اركانه وبسط كل البسط لسرد الادلة ونقل الاقوال للائمة وتطبيق كلام السلف والخلف عليه بالتصرفات الواهية حتى سوّد سطور كتب هذه بيانات فاسدة واستدلالات كاسدة تمجها الطبع السليم ويستخفها الفهم

اور اوسکے خلاف کو ظاہر کرنا دفع ضرر کے لئے اور یہہ نفاق ہے اور نفاق حرام ہے پس
اور باین طور کہ اگر تقیہ جائز ہوتا البتہ انبیاء کو کلمۂ کفر کہنا بطور تقیہ کے جائز ہوتا اور انبیاء کو کلمۂ کفر
کہنا اگر جائز ہوتا تو دین بالکل معدوم ہوجاتا خاص کر شروع دعوت اسلام کے ابتدائی اوقات مین
دشمنون اور منکرون کے زیادہ ہونے کے سبب سے اسوقت مین اور یہہ امر باطل ہے انتہی اور
نیز محمد بن یعقوب کلینی نے کافی مین عبد اللہ بن منکدر سے روایت کی ہے کہ انہون نے
کہا مومن کو لایق نہین ہے کہ ایسی مجالس مین بیٹھے کہ جس مین خدا کی نافرمانی کیجاوے
اور اسکو دفع کی قدرت نہو انتہی پس مصنف نے اس قول کو جو تقیہ شقشقیہ کی نسبت بطور
تعریض کے امامیہ کی طرف قصد کی ہے اون کے مذہب کے خلاف ہے اور تقیہ کو
منسوب کرنا خواص اہل سنت کے طرف جو پسند کیا ہے بطور کنایہ کے کہ جس کو عقلا سمجھتے ہین
پس خواص اہل سنت سے نجدیہ کو ارادہ کیا ہے تو یہہ نسبت کرنا صحیح ہے لیکن نجدیہ اہل سنت ہی
نہین ہین چہ جائیکہ اہل سنت کے خواص مین سے ہون اور اکابر اہل سنت کو ارادہ کیا ہے تو یہہ اون پر
افترا پردازی ہے وہ اس سے بری ہین اے ناظر کتاب تو اس کو سمجھ لے اور غافل نہو اور ان مواضع مین سے
یہہ ہے کہ مصنف نے اپنی اور نجدیہ کے شیخ ابن تیمیہ کا مردود مذہب نقل کیا ہے رسالۂ نزول و فتوائے حمویہ کے
خدائے تعالی کی صفات مین تشبیہ اور اوسکے لئے اثبات جہت کے باب مین اور صفحہ (۵۰) مین ایک طول طویل عبارت مین
لکہا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ یہی مذہب سلف صالحین اور اونکے اماموں سے منقول ہے اور انبیاء و اخبار و آثار و اہل بیت نبوت و اصحاب سے بہتیرا ہے
اور پہلی کتب الہیہ فوقیت کی اثبات سے بالامال ہین اور اسیطرح انبیائے سابقین کا کلام اور اونکی دعائین کہ بعض اونمین سے ابتک توریت و انجیل و صحف انبیاء بنی اسرائیل مین موجود ہین
اور اونکے الفاظ متفرق طور سے مختلف مقامات مین پائے جاتے ہین اور بہتیرے اون مین سے مفقود ہوگئے ہین لیکن جو موجود ہین انتہی اور اسیطرح پر اوسکے بیان کو قوت دی اور اوسکے
ارکان کو محکم بنایا اور پہیلایا اور کہا کہ اوس کو پہیلایا دلائل کے بیان کرنے اور اماموں کے اقوال نقل کرنے اور علمائے سلف و خلف کے کلام سے اپنے مطلب
کرنیکی ساتہہ وایسی تصرفات کرکے یہان تک کہ ایک بڑا حصہ اپنی اوس کتاب کا سیاہ کردیا ہے تاکہ فاسدہ اور ان باتونکا فاسدہ کہ جن کو طبع سلیم رد کرتی ہے اور فہم

المستقيم فنقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف في هذا الباب اقتدى بمذهب ابن تيمية
وهو مبني على اصلين احدهما التلفيق بين مذهب المتكلمين ومذهب المشبهة
كما هو دأب الوهابية خذلهم الله تعالى وثانيهما تجويز ترجمة الصفات المتشابهة
بلغة اخرى وهو ايضا مخالف لقول السلف صريحا ويتضح ذلك من التنبيه للعلامة
المفتي محمد سعيد وعبارته هذا قال ابن تيمية في الحموية وجماع الامر ان الاقسام
الممكنة في آيات الصفات واحاديثها ستة اقسام كل قسم عليه طائفة من اهل القبلة
قسمان يقولون على ظواهرها ويقولون على ظواهرها وقسمان يسكتون اما الاولون فقسمان
احدهما من يجريها على ظاهرها ويجعل ظاهرها من جنس صفات المخلوقات فهؤلاء
المشبهة ومذهبهم باطل انكره السلف واليه توجه الرد بالحق والثاني من يجريها على
ظاهرها اللائق بجلال الله انتهى اقول فاجراؤهما على الظاهر ثم اتصافه باللائق بالجلال
جمع بين مذهب المجسمة والمتكلمين فان المجسمة حملتها على الظاهر والمتكلمين اعتقدوا
لها معنى لائقا بجلال الله من غير تعيين وارادة الظاهر تعيين للمعنى المراد ووصفه
باللائق بالجلال غير تعيين لما انتهى فالذي اختاره ابن تيمية لمذهبه في الصفات كلام
متعارض ومتناقض وتلفيق وجمع بين المذهبين وفيه ايضا فما قاله ابن تيمية في الحموية
الاستواء معلوم يعلم معناه وتفسيره ويترجم بلغة اخرين واما كيفية ذلك الاستواء
فهو التاويل الذي لا يعلمه الا الله مخالف لقول السلف صريحا فان الاستواء وان كان
معناه معلوما في اللغة لا مجهولا فانه لفظ مشترك بين معان متعددة لكن تعيين المراد
منه متوقف ومفوض الى الله ولهذا لا يجوز تفسيره ولا يترجم انتهى فما ترجم المصنف
من الصفات بالهندية هكذا صفحہ (۱۴۹) اور اللہ کا چہرہ ہی ہے ہر شے ہلاک ہو گی بجز اس کے

درست خفیف سمجھتی ہے پس ہم کہتے ہین اللہ کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہ مصنف تنبیہ نے ابن تیمیہ کے مذہب کی پیروی کی ہے اور یہہ مذہب ابن تیمیہ
در اصل پہنچی ہی ایک اون مین سے ملا دینا اور جمع کر دینا ہے مذہب متکلمین و مذہب مشبہہ کو جیسا کہ وہابیون کا خاصہ ہے خدا اونکو خوار کرے
اور دوسری اہل صفات متشابہہ کا ترجمہ دوسری زبان مین کرنیکو جائز کر دینا ہے اور یہہ ہی علمائے سلف کے قول سے صریح مخالف ہے اور یہہ امر مفتی
محمد سعید علامہ کی تنبیہہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکی عبارت یہہ ہے (ابن تیمیہ نے حمویہ مین کہا ہے) اور خلاصہ اس امر کا یہہ ہے کہ آیات
و احادیث صفات متشابہہ مین جس قدر احتمالات ممکن ہین چہہ قسم پر ہین اور اون مین سے ہر ایک قسم اہل قبلہ کے گروہ کا مذہب ہے دو گروہ
اون کے ظاہری معنے کے قایل ہین اور دو گروہ اون کے خلاف ظاہر کے قایل ہین اور دو گروہ اون مین سکوت کرتے ہین لیکن پہلی دو گروہ
دو قسم پر ہین ایک گروہ اون مین کا وہ ہی کہ ظاہری معنے پر اونکو جاری کرتا ہے اور اس ظاہری معنی کو صفات مخلوقات کی جنس سے قرار دیتا ہے
پس یہہ گروہ تو مشبہہ ہین اور اون کا مذہب باطل ہی کہ علمائے سلف نے اس کا انکار کیا ہی اور اسی مذہب پر اہل حق کا رد وارد ہوتا ہے اور دوسرا
گروہ وہ ہی کہ اونکو ظاہر معنی پر جاری تو کرتا ہی پر اوس ظاہری معنی کو جلال الہی کے لایق ارادہ کرتا ہی انتہی فائدہ یہی اخیر گروہ ابن تیمیہ کی عبارت
ہی جو ہمارا مشبہہ و متکلمین کے دونون مذہبون کو خلط ملط کر دیا ہی جس کو مفتی صاحب استاد جیسے رد کرتے ہین (مین کہتا ہون پس اونکو جاری کرنا
اون کے ظاہری معنی کو پہر اوس کو معنی موصوف کرنا لایق جلال الہی کے ساتھ جمع کر دینا ہے مجسمہ و متکلمین کے مذہبون کو اس لئے کہ مجسمہ نے
اون کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور متکلمین نے اون کے ایسے ارادے کئے ہین جو جلال الہی کے لایق ہون بدون تعیین کرنے کسی خاص معنی کے
اور ظاہر معنی کو ارادہ کرنا معنی مرادی کو معین کر دینا ہے اور اوس ظاہر کو لایق بجلال الہی کے موصوف کرنا یعنی مراد کو غیر معین کرنا ہے
تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا) پس جس مذہب کو ابن تیمیہ نے نفی صفات مین اختیار کیا ہے وہ ایک متعارض و متناقض قول ہی اور خلط کر دینا ہی
دو مذہب مذکور کو اور نیز تنبیہہ مین مذکور ہی دلیل یہہ جو حمویہ مین ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ استوا معلوم ہی اوسکی معنی اور اوسکی تفسیر جانی جاتی ہین)
اور دوسری زبان مین ترجمہ کئے جاتی ہین اور لیکن استوا کی کیفیت پس وہ ہی اوس کی تاویل ہے کہ جسکو بجز خدا کے کوئی نہین جانتا ہی یہہ قول علمائے سلف کے قول
سے صریح مخالف ہی اس لئے کہ استوی کی معنی لغوی اگرچہ معلوم ہین کہ وہ ایک لفظ مشترک ہی چند معانی مین لیکن جو معنی کہ اوس سے مراد لئے گئے ہین
اون مین توقف کیا گیا ہے اور وہ اللہ کی مشیت مین سونپے گئے ہین اور اسی وجہ سے نہ اوسکی تفسیر درست ہے اور نہ اوس کا ترجمہ
کیا جاتا ہے انتہی پس جو مصنف نے صفات متشابہہ کا ترجمہ کیا ہی سندھی زبان صفحہ ۲۹۰ مین اسطرح (اور اسکی چہرہ بہی ہی ہر ہالک ہوگی بجز اوس کے

جیسے کہ۔ اسے محمد تیرے رب صاحب کرامت کا چہرہ باقی رہیگا صفحہ (۱۵۱) اور اللہ آسمان و دنیا پر اوترتا
اور اللہ کا کان نہیں ہی اور اللہ کیلئے انگلی بھی ہے کوئی دل نہیں مگر وہ اللہ عز وجل کے انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے
اندر ہے بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے صفحہ (۱۵۳) ساتوین آسمان پر اپنی عرش کے اوپر اپنی مخلوق
جدا ہے اور اوسکا علم وقدرت ہر مکان میں ہے اللہ تعالی عرش پر ہی اور کرسی اوسکے دونوں پیرون کی جگہ ہی صفحہ ۱۵۵
اللہ عز وجل اپنی عرش پر بیٹھا ہے صفحہ (۱۵۷) اور ہم کل مسلمانوں کو دعا کیوقت آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں اسلیے
اللہ عز وجل عرش پر بیٹھا ہی جو آسمان کے اوپر ہی اگر وہ عرش پر نہوتا تو عرش کے طرف مسلمان اپنی ہاتھ نہ اٹھاتی وعلی ہذا القیاس فی مواضع اخر

فنقول له فی جوابه ما تقول فیما ورد من ذکر العیون بصیغة الجمع وذکر الجنب وذکر
الساق الواحد وذکر الایدی فان اخذت بظاهر هذا یلزمك اثبات شخص له وجه واحد
علیه عیون کثیرة وله جنب واحد وعلیه اید کثیرة وله ساق واحد فای شخص یکون فی الدنیا
ابشع من هذا وان تصرفت فیه بجمع وتفریق بالتاویل ففیه اما اولا فهو خلاف مذهبك
واما ثانیا فلم یذکره الله ورسوله وسلف الامة قال العلامة الحلبی قادحا علی ابن
تیمیه فیما زعم فلیت شعری هل هذا فی کلام الله تعالی علی هذه الصورة التی نقلها عن
کتاب ربه وسنة نبیه صلی الله علیه وسلم وهل فی کتب الله تعالی کلمة مما قال به
حتی یقول ان فیه نصا والنص هو الذی لا یحتمل التاویل البتة وهذا مراده فانه جعل غیر
الظاهر یعطفه له علیه وای ایة فی کتاب الله تعالی نص بهذا الاعتبار انتهی قال المحقق الدوانی
فی شرح العضدیة ولابن تیمیة واصحابه میل عظیم الی اثبات الجهة ومبالغة فی القدح
فی نفیها وقد صرح بکون الفوق جهة لله تعالی حقیقة من غیر تجوز انتهی وقد علم مما سبق
ان عقیدة الجهة باطل واهل السنة والشیعة وائمتهم کلهم علی خلافها وقد قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار وایضا من

چہرہ کے ۔ اے محمد بہتر سے رب صاحب کرامت کا چہرہ باقی رہیگا صفحہ (۱۵۱) اللہ آسمان دنیا پر اوترتا ہے اور اللہ کانا نہین ہے اور اللہ کیلئے بھی
بھی ہے کوئی دل نہین مگر وہ اللہ عزوجل کی انگلیون مین سے دو انگلیون کے اندر ہے بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے
صفحہ (۱۵۲) ساتوین آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اپنی مخلوق سے جدا ہی اور اس کا علم و قدرت ہر مکان مین ہے اللہ تعالے عرش پر ہے اور
کرسی اوس کے دونون پیرون کی جگہ ہے صفحہ (۱۵۵) اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے صفحہ (۱۵۶) اور یہہ کل مسلمانون کو دعا کیوقت
آسمان کے طرف ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھتے ہین اس لئے کہ اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے جو آسمانون کے اوپر ہے اگر وہ عرش پر نہوتا
تو عرش کیطرف مسلمان اپنے ہاتھ نہ اوٹھاتے اور اسیطرح سے اور مقامات مین ترجمہ کیا ہے پس ہم اوس کے جواب مین کہتے ہین کیا کہیگا
تو اون حدیثون مین کہ جنمین چند آنکھونکا ذکر ہے جمع کے صیغہ کے ساتھ اور ایک پہلو اور ایک پنڈلی اور چند ہاتھون کا ذکر ہی پس اگر ظاہر
معنی پر تو نے عمل کیا تو لازم آئیگا تجھپر ثابت کرنا ایسے شخص کا کہ جس کا ایک چہرہ ہے اور اوس پر بہت آنکھین ہین اور اوس کے ایک پہلو ہی اور اوس کے
بہت سے ہاتھ ہین اور اوسکی ایک پنڈلی ہی پس کون شخص دنیا مین اس سے زیادہ بدصورت ہوگا اور اگر تو نے جمع و تفریق کے ساتھ تاویل کر کے اون مین
تصرف کیا پس اسمین پہلا اعتراض یہہ ہی کہ تاویل تیرے مذہب مذکور کے مخالف ہی اور دوسرا اعتراض یہہ ہے تیری اس تاویل کو نہ خدا نے
ذکر کیا ہی نہ اوس کے رسول نے اور نہ امت کے سلف صالحین نے علامہ حلبی نے فرمایا ہے پس کاش مین جانتا کہ آیا یہہ کلام اللہ مین وارد ہوا ہے
جس طرح پر کہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہی اپنے رب کی کتاب سے اور اوس کے نبی کی حدیث مین ہی اور کیا کلام اللہ مین اوس کے قول کا ایک کلمہ وارد ہوا ہے
جسکی وجہ سے یہہ کہتا ہی کہ اسمین نص وارد ہی اور نص تو وہی کلام ہے کہ جو قطعاً تاویل کا احتمال نہ رکھے اور یہی ابن تیمیہ کی مراد ہی اس لئے کہ
اُس نے تاویل کو غیر ظاہر قرار دیا ہے تاویل کا عطف ظاہر پر کر کے اور کلام اللہ مین اس لحاظ سے کونسی آیت اس بات مین وارد ہے اور اوسکی نفی پر قدح
کرنے مین مبالغہ اور صاف طور سے بیان کر دیا ہی خدا تعالے کیلئے حقیقتاً جہت فوق ہونیکو بلا ارادہ مجاز کے انتہی مرجمی رغبت ہی خدا تعالے
کے لئے جہت کے اثبات مین اور اوس کے نفی پر قدح کرنے مین مبالغہ اور اس نے صاف طور سے بیان کر دیا ہے
خدائے تعالے کے لئے حقیقتاً جہت فوق ہونے کو بلا ارادہ مجاز کے انتہی اور بیان سابق سے معلوم ہو چکا کہ
عقیدہ اثبات جہت کا باطل ہے اور سنی و شیعہ اور اون کے کل ائمہ اوس کے خلاف پر ہین اور رسول اللہ صلعم
نے فرمایا ہے کہ تم بڑے گروہ کی اتباع کرو کہ جو اون سے جدا ہوا دوزخ کی آگ مین جا پڑا اور نیز فرمایا ہے جو شخص

فارق الجماعة فاقتلوه فيجب على الموجودين في زماننا من الطائفتين ان لا يقبلوا ما اتى
به المؤلف في هذا الكتاب اتباعاً لشيخه ابن تيمية ونشراً لمذهبه في الامة بل يردوه وينكروه
كل الانكار ولا يحسبوه من اخوانهم الاخيار واعوانهم والانصار فانه من انصار اهل البدعة
الذين مضوا قبل على هذه العقيدة ولو لم يكن من احوالهم الا انه نسج على منوالهم لكان الحق
قوله باقوالهم وهم المشابهة اعني الهشامين هشام بن الحكم صاحب المقالة في التشبيه
وهشام بن سالم الجواليقي الذي نسج على منواله في التشبيه وكان هشام بن الحكم من متكلمي
الشيعة وجرت بينه وبين ابي الهذيل مناظرات في علم الكلام منها في التشبيه حكى ابن الراوندي
عن هشام بن الحكم انه قال ان بين معبوده وبين الاجسام تشابهاً ما بوجه من الوجوه ولو
لا ذلك لا دلت عليه وحكى الكعبي عنه انه قال هو جسم ذو ابعاض له قدر من الاقدار
ولكن لا يشبه شيئاً من المخلوقات ولا يشبهه شيء ونقل عنه انه قال هو سبعة اشبار
بشبر نفسه وانه في مكان مخصوص وجهة مخصوصة وانه يتحرك وحركته فعله وليست من
مكان الى مكان وقال هو متناهٍ بالذات غير متناهٍ بالقدرة وحكى عنه ابو عيسى الوراق
انه قال ان الله تعالى مماس لعرشه لا يفضل منه شيء وقال هشام بن سالم انه تعالى
على صورة انسان اعلاه مجوف واسفله مصمت وهو نور اسود لكنه ليس بلحم ولا دم و
هذا هشام بن الحكم صاحب غور في الاصول لا يجوز ان يغفل عن الزاماته على المعتزلة
فان هذا الرجل وراء ما يلزمه على الخصم ودون ما يظهره من التشبيه وذلك
انه لزم العلاف فقال انك تقول الباري تعالى عالم بعلم وعلمه ذاته فيشارك المحدثات
في انه عالم بعلم ويباينها في انه علمه ذاته فيكون عالماً لا كالعالمين فلم لا تقول هو جسم
لا كالاجسام وصورة لا كالصور وله قدر لا كالاقدار الى غير ذلك ومحمد بن نعمان الملقب

جماعت سے ایسی کو قتل کر دو پس ہمارے زمانے کے موجودین سنی و شیعہ پر واجب ہے کہ جو کچھ مصنف اس کتاب مین لایا ہی باتباع اپنے شیخ
ابن تیمیہ کے اور امت مرحومہ مین اوس کا مذہب پھیلانے کی غرض سے اوسکو قبول نکرین بلکہ اوسکو رد کرین اور پوری طرح سے اوسکا انکار
کرین اور مصنف کو اپنی نیک دعاؤن سے نجات نہین اور نہ اپنا خواہان و انصار جانین اسلیے کہ مصنف اون بیوقوفون کے انصار مین سے ہی جو ابر
ہیولی اس عقیدہ پر کہ گذری ہین اور اگر یہ اوس کا مذہب نہین ہوتا تو اون کے طریقہ پر اپنی کتاب نہ لکھتا اور اپنا قول اون کے اقوال سے
مطابق نہ کرتا اور بعضی لوگ کہتے ہین وہ ہشام کی پیروی ایک ہشام بن حکم ہی جس نے تشبیہ مین ایک کتاب تصنیف کی ہی اور دوسرا
ہشام بن سالم جوالیقی ہی جو پہلے ہشام کے طریقہ پر چلا ہی تشبیہ کیا ہی اور ہشام بن حکم اوسکا بیشتر متبع تھا اور یہی ابو الہذیل بن علاف
مناظرہ ہوئے ہین علم کلام مین اوسین مناظرہ ہوئی ایک مناظرہ تشبیہ مین ہوا ہے ابن راوندی نے ہشام بن حکم سے حکایت کی ہی کہ اوس نے بیان
بیان کیا ہی کہ اوس کے معبود اور اجسام مین ایک قسم کی مشابہت ہے اور اگر وہ مشابہت نہوتی تو اجسام اوسپر دلالت کرتے اور کعبی نے اوس سے روایت
کیا ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ معبود ایک جسم ہی کہ جس کے اجزا ہین اور اوسکی ایک مقدار ہی مقادیر مین ولیکن وہ مخلوقات مین کسی کے مشابہ نہین
اور نہ کوئی شی اوس کے مشابہ ہی اور اوس سے منقول ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ اللہ اپنی نفس کی بالشت سے سات بالشت کا ہی اور وہ خاص جگہ مین ہی اور خاص
جہت مین اور وہ حرکت کرتا ہی اور اوسکی حرکت اوس کا فعل ہی اور اوسکی حرکت ایک جگہ سے دوسری جگہ تک نہین ہی اور کہا ہی کہ وہ باعتبار اپنی ذات
محدود ہی اور باعتبار اپنی قدرت کے غیر محدود ہی اور ابو عیسی وراق نے اوس سے نقل کیا ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ اللہ تعالی اپنی عرش سے ملا ہوا ہی کہ نہ
عرش کا اوس سے چھوٹا ہوتا ہین ہی اور یہ ہشام بن سالم نے کہا ہی کہ اللہ تعالی آدمی کی صورت پر ہے اور اوپر کا حصہ اوس کا خولدار ہی اور نیچے کا حصہ
ٹھوس ہی اور وہ سیاہ نور ہی لیکن وہ گوشت اور خون نہین ہی اور یہ ہشام بن حکم جس نے اصول مین ایک کتاب لکھا ہی اوسی
جو الزامات معتزلہ پر وارد کئی ہین یاد رکھنے کے لائق ہین اسلیے کہ یہ شخص دشمنون کو الزام دینے مین بلند پرواز ہے اور تشبیہ کے
بیچ ایسا ہوا ہی اور اسکا بیان یہ ہے کہ اوس نے علاف کو الزام دیا کہ تو کہتا ہی کہ خدا تعالی عالم ہی ساتھ صفت علم کے اور اوس کا علم عین ذات ہی پس لہذا
چیزون کی وہ شریک ہو گیا اس صفت مین کہ وہ عالم ہے ساتھ صفت علم کے اور اون کے مخالف ہوا اس امر مین کہ اوس کا
علم اوس کی ذات کا عین ہی پس وہ عالم ہوگا نہ مثل اور عالمون کے پس تو کیون نہین کہتا ہے کہ وہ جسم ہے نہ مثل اجسام کے اور صورت
ہے نہ مثل اور صورتون کے اور اوس کے واسطے مقدار ہے نہ مثل اور مقادیر کے اسی طرح پر ہین اور صفات اوس کے اور محمد بن نعمان جسکا لقب

بشيطان الطاق والشيعة تقول هو مؤمن الطاق وافق هشام بن الحكم في ان الله تعالى
نور على صورة انسان ويأبى ان يكون جسما لكنه قال قد ورد في الخبر ان الله خلق آدم
على صورته وعلى صورة الرحمن فلا بد من تصديق الخبر ويحكى عن مقاتل بن سليمان
مثل مقالته في الصورة وكذا يحكى عن داؤد الجواربي ونعيم بن حماد المصري وغيرهما
من اصحاب الحديث انه تعالى ذو صورة واعضاء ويحكى عن داؤد الجواربي انه قال
اعفوني عن الفرج واللحية واسئلوني عما وراء ذلك فان في الاخبار ما يثبت
ذلك ويونس بن عبد الرحمن القمي مولى آل يقطين زعم ان الملئكة تحمل العرش والعرش
يحمل الرب تعالى اذ قد ورد في الخبر ان الملئكة يطاحيانا من وطاءة عظمة الله تعالى
على العرش كذا في الملل للشهرستاني ومنهم محمد بن كرام السجستاني شيخ الكرامية سقط
الحديث على بدعة قال بن حبان خذل حتى التقط من المذاهب اردأها ومن الاحاديث
اوهاها وايضا قال الحجاج محمد بن كرام الايمان قول لا بالمعرفة وقال بن كرام الايمان قول
باللسان ومن اعتقد الكفر بقلبه فهو مؤمن ومن بدع الكرامية قولهم في المعبود تعالى
انه جسم لا كالاجسام وقد سقت اخبار بن كرام في تاريخ الكبير وله اتباع ومريدون
وقد سجن بنيسابور لاجل بدعته ثمانية اعوام ثم اخرج وسار الى بيت المقدس ومات
بالشام في سنة خمس وخمسين ومائتين وعكف اصحابه على قبره مدة كذا في الميزان
الاعتدال للذهبي قال المفتي محمد سعيد في التنبيه في صفحه (٣٧) هذه اقوال المحدثين
سيما قول الامام الطحاوي والبيهقي من اهل الرواية والدراية والمحققين من الفقهاء
والمحدثين والمتكلمين والصوفية وغيرهم اول دليل على انه تعالى منزه عن الجهة باتفاق
اهل السنة وخالفت في ذلك المشبهة فخصصوه بجهة الفوق اتفاقا ثم اختلفوا

مختلف مقامات مین منتشر ہو گئے ہین اور بہت سے الفاظ اون عبارات کے ان کتب موجودہ مین اب مفقود ہین پس احتمال
ہو سکتا ہے کہ یہود و نصاری نے اپنی عادت مشہورہ کے مطابق اون الفاظ کو نکال ڈالا ہو جیسا کہ نصاری کے مفسرین نے اسکا
اقرار کیا ہے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ وہ عبارتین حضرت موسیٰ کی احادیث کی کتابون سے اور نیز انبیاے بنی اسرائیل کی
کتابون سے نقل کی گئی ہون انتہی پھر صفحہ (۲۰۶) مین لکھا کہ (اور دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ توراۃ و زبور و انجیل وغیرہ دنیا سے
مفقود ہو گئی ہین انتہی فقط اس فرقہ سے محققین علماے اسلام کی جماعت مراد ہے پھر اس فرقہ پر اسی صفحہ کے آخر مین اسطرح
فتوے دیا ہے پس یہہ لوگ قواعد شرعیہ کے خلاف کرتے ہین اور کتب منزلہ کی شان مین ایسے کلمات بولتے ہین کہ جن سے مومنون کے
رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین پس اگر انکی تکفیر مین کوئی شخص احتیاط کرے اس وجہ سے کہ یہہ لوگ کتابونکی اصلیت کا اقرار کرتے ہین
اور اون کے گم ہو جانے کا اعتقاد رکھتے ہین پس اس مین تو شک نہین ہے کہ یہہ لوگ بہت بڑے بدعتی کفر کے مرتکب ہین جس کی وجہ
کفر کے قریب پہنچ گئے ہین ہم کو پناہ مین رکھے خدا اون کی شرارتون سے انتہی ان عبارتون سے مصنف کے چند دعوے معلوم ہوے
اول یہہ کہ کتب سابقہ ہنوز موجود ہین دوم یہہ کہ قرآن ان موجودہ کتب کو مانتا ہے سوم یہہ کہ اہل کتاب مین مفسرین و محدث
ہوتے ہین چہارم یہہ کہ جو شخص کتب سابقہ کے موجود ہونیکا انکار کرے وہ بدعتی ہے کہ کافر ہونیکے قریب ہے اور یہہ تمام دعوے باطل ہین
قوت القلوب کے مصنف نے اوسکی جلد ثانی کے صفحہ (۱۳۰) مین لکھا ہے (اور ان امور مین سے کہ جنکی وجہ سے خدا تعالی نے اس امت کو
باقی تمام امتون پر فضیلت بخشی ہے اور اسی امت کو اونکے ساتھ خاص کیا ہے تین چیزین ہین ایک اس امت مین اسناد کا باقی رکھنا ہے
بالکل سلف سے لیکر خلف تک کہ متصل ہے ہمارے نبی صلعم تک ہمارے علما کے سوا اور دوسرون مین یہہ بات نہین ہے اگلی امتون مین صرف
یہہ بات تھی کہ صحیفون کو لکھہ رکھتے تھے جب وہ پرانے و بوسیدہ ہو جاتے دوسرا صحیفہ لکھہ کر تیار کر لیتے پس یہی طریقہ علم کے نقل کا اون مین
تھا اور دوسرا امر اس امت مین قرآن شریف کو بر زبان کر لینا ہے اور اگلی امتین اپنی کتابون کو صرف ناظرہ تلاوت
کرتی تہین اور کوئی کتاب آسمانی بتمامہ کبھی حفظ نہین کی گئی ہماری کتاب یعنے قرآن کے سوا مگر
ہان جس کو خدا تعالی نے حضرت عزیر پر الہام کیا تھا یعنی توراۃ بعد اس کے کہ بخت نصر نے توراۃ کے کل نسخون کو
جلا دیا تھا جبکہ اوس نے بیت المقدس کو جلا یا تھا اور اسی سبب سے یہود کے ایک گروہ نے کہا ہے

بسلطهم اليهود انه ابن الله عز وجل عن ذلك علوا كبيرا لما خصه به وافرده من حفظ جميع التورية
والثالث كل مؤمن من هذه الامة يسئل عن علم الايمان ويسمع قوله ويوخذ من
رائه وعلمه مع حدوث سنه ولم يكونوا فيما مضى يسمعون العلم الا من الاحبار
والقسيسين والرهبان لا غير من الناس ثم فما نسبه ان بقية الاسناد خصيصة لنا
لا لغيرنا فلم يكن ذريعة بقاء العلم التي هي رواية الاسناد موجودة في غيرنا فكيف يظن
بقاء العلم المنزل فيهم وايضا وقعت فيهم حوادث عظيمة في زمن بخت نصر وبعده
فيها اعناقهم واحرقت كتبهم واوراقهم حتى صارت كانها لم تكن شيئا مذكورا فكيف
يستيقن ان هذه الموجودة في ايدي النصارى واليهود التي اثنى عليها المصنف وتبع فيها
كذا وكذا هي المنزلة من الله ويؤيده ما نقل صاحب عقائد الاسلام من علماء الاعلام
وقد صرح به الامام القرطبي في الاعلام والامام الرازي وغيره جميع علماء الاسلام
حتى صارت هذه المسئلة مما اتفقت عليه الامة لسيد الانس والجن وسياتي بيانها
في مقامها ان شاء الله تعالى فعلم ان حكم الابتداع والتفسيق على منكري الكتب الموجودة
منه ليس بصحيح ومنها ان المصنف لما راى بين عقيدة الجهة والاستقرار على العرش
ثم انه صريحه لعقيدة العينية والوحدة مذهب الى ابطال العينية وشمر ذيله لتكفير
ارباب وحدة الوجود وافترى على شيخ العرفة واصحابه بانهم موافقون له في اثبات
الجهة وبينونة وجود الخالق عن الخلق حيث قال في صفحه (٦٤) واما قول الملاحدة
ما ثقة الاماتري فانكار لوجود الحق سبحانه تعالى ملحدة لانهم يقولون العالم كله
هو الله وليس غيره شئ معه موجود في الخارج كالكلي الطبيعي وجزئياته ليس غيرها
موجود ولا شك ان قول التينية بهذه المعنى كفر صريح بل اشد كفرا اذ ليس كفر ولا مشرك

عزیر اللہ کے بیٹے ہین اور اللہ اون کے اس قول سے بہت پاک ہے یہہ زعم یہود کو اسوجہ سے ہوا کہ حفظ توریت کے ساتہہ حضرت
عزیر علیہ السلام ہی کو خاص و منفرد کیا اور تیسرا امر یہہ ہے اس امت کے مسلمان سے مسئلہ ایمان مین سوال کیا جاتا ہے اور
اسکا قول سنا جاتا ہے اور اوس کی راے عمل کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کم سن ہو اور اگلی امتین صرف احبار و قسیسین
و رہبانون سے علم کو دریافت کرتے تہے نہ دوسرے لوگون سے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ اسناد باقی رکہنا
ہمارا ہی خاصہ ہے نہ ہمارے غیر کا پہر اہل کتاب مین علم کے باقی رہنے کا اعتقاد کیونکر کیا جاے اور نیز بخت نصر کے
زمانہ مین اور پہر بڑے بڑے حادثے برپا ہوے ہین کہ جن مین اون کی گردنین ماری گئی اور اونکی کتابین اور اوراق
جلاے گئے یہان تک کہ گویا اون کتابون کا وجود ہی نہ تہا پہر کیونکر یقین کر لیا جاے کہ یہہ کتابین جو یہود و نصاری
کے ہاتہون مین موجود ہین اور جن کی مصنف نے تعریف کی ہے اور جہان جہان اون کے اوصاف بیان کئے ہین
وہی کتابین ہین جو خدا کے پاس سے نازل کی گئی تہی اور اسی کی تائید کرتا ہے وہ کلام جسکو عقاید الاسلام کے مصنف نے
نقل کیا ہے زبردست علما سے اور امام قرطبی نے اعلام مین اور امام رازی وغیرہ تمام علماے اسلام نے اسکی صراحت
کردی ہے یہان تک کہ یہہ مسئلہ حضرت سید انس و جان صلعم کی امت مین متفق علیہا ہو گیا ہے اور اس کا بیان عنقریب
اس کے مقام مین آئیگا پس معلوم ہوا کہ کتب موجودہ کے انکار کرنے والو پر بدعتی و فاسق ہونے کا فتوے دینا
صحیح نہین ہے اور اون مواقع مین سے یہہ ہے کہ مصنف نے جبکہ جہت و عرش پر ہونے مین اور علیہ وحدت وجود
صریح مخالفت دیکہی پس شیخیت کے باطل کرنیکی طرف قدم بڑہایا اور وحدت وجود کے قائلین کو کافر کہنے پر آمادہ ہوا
اور معرفت کے شیخ محی الدین بن العربی اور اون کے اصحاب پر افترا پردازی کی کہ یہہ لوگ اثبات جہت اور وجود حق
کے مخلوق سے باین ہونے مین مصنف کے موافق تہے چنانچہ صفحہ (۴۲) مین لکہا ہے (اور لیکن ملحدون کا یہہ قول کہ
نہین ہے مگر یہہ کہ جو تو دیکہ رہا ہے پس یہہ انکار ہے حق تعالے کے علیحدہ موجود ہونیکا اسواسطے کہ یہہ لوگ کہتے ہین
کہ عالم بتمامہ وہی ہے اور اوس کا غیر کوئی شے اوس کے ساتہہ خارج مین موجود نہین ہے جسطرح کلی طبعی اور اوسکی جزئیات مین کہ خارج اونکا
موجود نہین ہے اور [illegible] کا قول کرنا [illegible] کہلانا کفر ہے بلکہ بدتر ہے کفر ہے اسلیے اونکی تکفیر

ينكر وجود الحق على حدة عز وتعالى عما يقول الظالمون علواً كبيرا انتهى وقال في صفحه (۲۲) وقد
اكثر الشيخ وغيره من اهل المعرفة السالفة والخالفة في تصانيفهم من ذكر مثال ظل
الانسان وعكسه في المرآة فقولهم موافق لقول علماء السلف ان الله على عرشه
بائن من خلقه فان الانسان بائن من ظله وعكسه انتهى فنقول بتوفيق الله وعونه ان
اهل الاسلام في مسئلة وجود الحق تعالى على ثلثة انحاء ايجادية وشهودية ووجودية
فالاولون ذهبوا الى غيرية وجود الحق تعالى عن وجود الخلق والنسبة بينهما عندهم
كالكلال والكوزة والشهودية وهم اصحاب الظل والعكس قائلون بان وجود الحق
اصل ووجود الخلق ظله وعكسه وعلى قول هذه الطائفة لا يأتي الحمل بالمواطاة
فلا يقال همه اوست بل يقال همه از وست والوجودية ارباب العينية والوحدة يقولون
ان الوجود هو الله ولا وجود غير الله فالموجود هو الله والله هو الموجود وعندهم
يصح الحمل بالمواطاة ويقال همه اوست كما قال عارف بالله المرزا مظهر جانجانان
في المكتوبات الثالث من مكتوباته بالفارسية بدانكه نسبت در لغت عرب عبارت است
از علاقه بين الطرفين ودر اصطلاح صوفيه مراد از علاقه ايست كه خالق جل مجده وخلق واقع ست ومتكلمين تعبير
ازان نسبت بصانعيت ومصنوعيت ميكنند چون نسبت كلال با كوزه واز كتاب وسنت همين معلوم مى شود و
صوفيه اگر وجوديه اند تعبير ازان نسبت بظهور وحدت در كثرت ميكنند مثل ظهور آب در صور موج وحباب
ومیگویند که این کثرت اعتباری مزاحم وحدت حقیقی با مطلق نیست وحاصل این تعبیر اثبات عینیت
خلق ست با حق واین معنی را بتاویلات وتمثیلات شرع ومعقول می سازند اگر شهودیه اند نسبت
ظل با اصل چون نسبت اضواء منبسطه شمس با شمس میفرمایند وظل اسما بمعنی تجلی ست یعنی ظهور شئ
در مرتبه ثانیه واین کثرت ظلی نیز مخل وحدت حقیقی شمس نمی تواند شد این قدر فرقست میان این تعبیر

اللہ تعالے علیحدہ وجود کا منکر نہین ہے برتر ہے خدا ان ظالمون کے قول سے بہت بڑا برتر ہونا انتہی اور صحیفہ صفحہ ۳۴
مین لکہا ہے اور محقق شیخ محی الدین عربی اور دوسرے محققین عارفون نے اپنی کتابون مین انسان کے سامنے
اور آئینہ مین اوس کے عکس کی مثال کو اکثر بیان کیا ہے پس ان بزرگون کا قول علماے سلف کے قول
موافق ہے کہ اللہ تعالے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے اس لئے کہ انسان اپنے سامنے اور عکس سے جدا
انتہی اسکے بعد اللہ کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہتے ہین کہ تمام مسلمان وجود حق کے مسئلہ مین تین قسم پر ہین اتحادیہ
وشہودیہ ووجودیہ پس اتحادیہ قائل ہین کہ وجود حق غیر ہے وجود مخلوق کا اور نسبت ان دونون وجودون مین اوس کے
نزدیک کوزہ گر اور کوزہ کی ہے اور شہودیہ اوسی کے ظل وعکس کی مثال دیتے ہین قائل ہین کہ وجود حق اصل
ہے اور وجود مخلوق اوس کا ظل وعکس ہے اور اس گروہ کے قول پر مثل المرآۃ دیکھنے مین ... نہ کہا جائیگا کہ
سب وہی ہے بلکہ کہا جائیگا کہ سب اوسی سے ہین اور وجودیہ کی جماعت جو وحدت وجود کا قول کرتے ہین اون کا قول
یہ ہے کہ وجود ایک ہی ہے اور کوئی وجود اللہ کا غیر نہین ہے پس موجود اللہ ہی ہے اور اشیا ...
مذہب پر مثل بالمرآۃ ہے اور کہا جاتا ہے کہ سب اشیا وہی ہے جیسا کہ عارف باللہ حضرت مرزا مظہر جان جانان
نے اپنی مکتوبات کے تیسرے مکتوب مین فارسی عبارت مین فرمایا ہے (جاننا چاہئے کہ نسبت عربی زبان مین
دو چیزون مین علاقہ سے عبارت ہے اور صوفیہ کی اصطلاح مین عبارت ہے اوس علاقہ سے کہ خالق جل مجدہ اور
اوس کی مخلوق کے درمیان واقع ہے اور علم کلام والے اوس نسبت کی تعبیر صانعیت ومصنوعیت کیساتھ
کرتے ہین جیسے کوزہ گر کو کوزہ سے نسبت ہے اور کتاب وسنت سے یہی معلوم ہوتا ہے اور صوفیہ
اگر وجودیہ ہین اوس نسبت کی تعبیر کثرت مین وحدت کے ظاہر ہونے کے ساتھ کرتے ہین جیسا کہ ... صورتون مین ظاہر ...
اور کہتے ہین کہ یہ اعتباری کثرت مطلق ... حقیقی ... ہے اور اوس ... ثابت کرنا حق کے ساتھ
اور اس معنی کو تاویلون اور مثالون سے شرع ... معقول کرتے ہین اور اگر شہودیہ ہین اصل وظل کی نسبت سے تعبیر کرتے ہین جیسا کہ آفتاب ...
کیونکہ آفتاب کو نسبت ہے اور ظل کے معنی پیدا ہونے تجلی کے ہین یعنی شے کا ظاہر ہونا دوسرے مرتبہ مین ...

اول و ثانی که جز سایهٔ ظل بحقیقت دیگر غیر از اصل نیست همان اصل در مرتبهٔ ثانی ظهور کرده خود را ظل وانمود ساخته است
اما ظل و ظلمات که مرتبهٔ دیگر است اثبات غیر نیست و در صورت امواج دریا همان دریا است پس شهودیان ازین تعبیر متوجه
اثبات غیر نمی‌شوند که بیکبارگی مانند بطور دیگر در توحید وجود و حقیقت خلل کنند و معنی را از کتاب و سنت باسانی توان استنباط
کرد انتهی فعلم ان الصوفیة وجودیة کانت او شهودیة کلهم متفقون فی مسئلة الوحدة
غیر قائلین بالمباینة کما فهمه المصنف من مثال الظل والعکس غایة ما فی الباب ان الشهودیة
منهم قائلون بالمغائرة الاعتباریة من وجه بحیث لا تخل بالوحدة الحقیقة اصلا
واین المغائرة الاعتباریة من المباینة الحقیقیة فنسبة المباینة الحقیقیة الیهم سیما الی
شیخ المعرفة وهو امام الوجودیة عجیب جدا ولما تمهد هذا فاقول ان الشیخ محی الدین
بن عربی قدس الله سره العزیز من الوجودیة بل هو امامهم فی هذا الباب کما قال
صاحب جواهر الحقائق فی صفحه (۷۸) شیخ محی الدین بن عربی بحر حقائق است کمالات و
از مصنفات شیخ خصوصاً فصوص و فتوحات شیخ هویدا است متقدمان و هرکه هر چه در غلبات سکر سخنان
توحید و اتحاد باشارات و رموز انا الحق سبحانی گفته اند اما هیچ یکی ازین طائفه پیش از شیخ بتفصیل آن پرداخته
و وجه اتحاد را باین نهج بیان نکرده و باین علوم و اسرار زبان نکشاده است اوست که سخن معرفت و
عرفان بنیاد نهاده است و شرح و بسط داده اوست که از توحید و اتحاد و تفصیل آن سخن گفته و منشأ تعدد و
تکثر را بیان فرموده است و اوست که بیرون خانهٔ علم ظهوری اثبات نکرده و در باور اعیان و مظاهر
شهود و مشاهده در دیده تجویز نموده است و اوست که وجود را بالکل بحق سبحانه داده و عالم را موهوم
و متخیل ساخته است و اوست که عالم را عین حق دانسته است و متاخرین او از کلمات و اشارات او استفاده نموده اند
از معارف خط وافر گرفته اند و عیال او اند پس شیخ برهان متقدمان و حجت متاخران است
جزاه الله سبحانه عنا جزاء الخیر و قدوهٔ قائلان وحدت وجود است بسیاری از فقها و علما ظاهر در وی طعن کرده اند

پہلی اور دوسری تعبیر کا اسی قدر فرق ہے کہ اگرچہ سایہ کی کوئی حقیقت اپنی اصل کے سوا نہیں ہے اوسی اصل نے دوسرے
مرتبہ میں ظاہر ہوکر اپنے سایہ کو ظاہر کیا ہے لیکن حمل ہو او ات اوسکا دوسرے پر اس قول پر صحیح نہیں ہے اور موج و
دریا کی صورت میں صحیح ہے پس شہودیہ اس تعبیر سے ایک طرح کی غیریت ثابت کرتے ہیں ایسی طور پر کہ وجود حقیقی کی توحید میں
خلل انداز نہو اور اسمعنی کو کتاب و سنت سے بآسانی ثابت کرنا ممکن ہے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ تمام صوفیہ وجودیہ ہوں
یا شہودیہ وحدت وجود کے مسئلہ میں متفق ہیں اور مباینت کے قائل نہیں ہیں جیسا کہ مصنف نے ظل و عکس کی
مثال سے سمجھ لیا ہے غایت یہ ہے کہ شہودیہ ایک قسم کی مغایرت اعتباری کے قائل ہیں اس طور پر کہ وحدت حقیقیہ
میں اصلا خلل انداز نہیں ہے اور اعتباری مغایرت کو حقیقی مباینت سے کیا نسبت پھر مباینت حقیقی کی نسبت
کرنا صوفیہ کی طرف خصوصا معرفت کے شیخ محی الدین بن العربی کی طرف جو وجودیہ کے امام ہیں قطعا عجیب ہے
اور جبکہ یہ مقدمہ ثابت ہو چکا تو ہم کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ العزیز وجودیہ میں ہیں
بلکہ وہ اصحاب میں وجودیہ کے امام ہیں چنانچہ جواہر الحقائق کے مصنف نے صفحہ (۴۸) میں لکھا ہے کہ شیخ محی الدین
بن عربی نے حقایق کو دریا میں اون کے کمالات اونکی کتابوں سے خاص کر اونکی فصوص اور فتوحات روشن
ہیں اون سے پہلوں نے اگرچہ سکر کے غلبہ میں توحید و اتحاد کی باتیں اناالحق و سبحانی کے رموز و اشارات میں
کہے ہیں لیکن کوئی شخص اس گروہ میں سے شیخ سے پیشتر اوس کی تفصیل میں مشغول نہیں ہوا اور اتحاد
وجہ کو شیخ کے مانند بیان نہیں کیا اور ان علوم و اسرار میں زبان نہیں کہولی اوسی نے معرفت و عرفان کے مسئلہ کی
بنیاد قایم کی اور اوسکو اچھی طرح بیان کیا ہے کشف و عیان کیا اوسنے توحید و اتحاد اور اوسکی تفصیل میں کلام کیا اور تعدد و تکثر کا منشا
اوسنے خانہ علم کو یا ہستی کے ظہور کا اثبات جائز نہیں رکہا اور مجالی و مظاہر کے اسرار میں شہود و مشاہدہ و رویت کو ناجائز رکہا اور اوسنے
وجود کو بالکل حق سبحانہ میں منحصر کر دیا اور عالم کو محض موہوم اور خیالی قرار دیا اور اوسی نے عالم کو عین حق جانا اور اوسکے
برکتوں سے فیض پایا اور اوسکے معارف کا حصہ لیا اور ادنی عبید الدین ہے پس شیخ پہلوں کی برہان اور پچھلوں کی حجت ہوا ہے
اور اوسکو ہر طرف سے اچھا بدلا دے وحدت وجود کے قائلین کا وہ پیشوا اور پہلے سے ملاؤں اور ظاہر کے علماء اوس سے

فعلم من هذا التحقيق ان ما نسبه المصنف الى الشيخ من مثال الظل والعكس ليس
على التحقيق لانه منصوص لمذهب الشهودية وهو الشيخ من الوجودية فكيف يتبع هذا
المثال على قول الوجودية واما نسبة الجزئية والاستقلال اليه افتراء عظيم عليه حاشاه عن
ذلك اما بيان مسئلة الجزئية علاوة على الاجمال فيحث بكشف حقيقة الحال فنقول
بتوفيق الله تعالى وعونه ان حقيقة الحق سبحانه عند الوجودية هو الوجود المطلق وليست
شيئا سواه والوجود هو تلك الحقيقة فليس هو شيئا غيرها وتلك الحقيقة هو الموجود
فليست هي غير موجود اصلا والوجود هو تلك الحقيقة لا موجود ما اصلا ما لكن الذي
مظهر الشهود ان حقيقة كل شيء عندهم هي الحقيقة الحقة مع اعتبار ما من الاعتبارات
اللازمة لها المقتضية للآثار والاحكام فبان من سراية الحقيقة في الحقائق كلها
وهو يستلزم تحقق جميع الاعتبارات في كل حقيقة حقيقة لكونها لازمة لها وهو ترتب
الآثار في كل منها لاجل كونها مشتملة على الاعتبارات ولهذا التزمهم القول
بانه ساج في كل شيء وترتب آثار جميع الاشياء على كل شيء الا ان اصحاب الكمون
والبروز خصوا الانتساج بالاجسام والصوفية عمموا في جميع الحقائق كلها وكون
الحقائق حقيقة عند اصحاب الكمون اعتبارية عند الصوفية لكن الظاهر الفرق وقال
الشيخ قدس سره ان النظام اصاب في قوله بان العالم اعراض مجتمعة واخطأ في انه لم يقل
بقيام تلك الاعراض بالذات ولهذا لم يثبت لها امر ثابت هو حقيقة الحق سبحانه
على نحو الاستقلال وقالت الصوفية حقائق العالم كلها اعراض مجتمعة بعضها الى بعض
وقيامها تلك الاعراض بالذات القائمة بالذات القيومة فانك لو فصلت حقيقة
الانسان وحللتها لم تجد فيها الا اعراضا متعلقة كالنطق والحيوة والحركة

پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصنف نے ظل و عکس کی مثال لاکر اونکی نسبت جو شیخ کی طرف کی ہے خلاف تحقیق ہے اس لئے کہ یہ مثال
شہودیہ کے مذہب کی تصویر ہے اور شیخ محی الدین ابن عربی وجودیہ میں سے ہیں پس یہ مثال اون کے مذہب پر کیونکر درست
ہوگی اور یہ زیبا نہیں ہو اور بعض پر پوشیدہ نہیں کہ عقیدہ غیر شیخ کا طرف شیخ کی منسوب کرنا شیخ پر بہت بڑی تہمت ہے شیخ اس سے بری ہے پھر شیخ اس سے بری ہے
لیکن عینیت کے مسئلہ کا بیان اجمالی طور پر کہ جس سے حقیقت حال کھل جائے پس ہم بیان کرتے ہیں خدا کی توفیق و مدد سے کہ حق سبحانہ
کی حقیقت وجود ہے کہ مذہب میں صرف وجود مطلق ہے پس حقیقت بجز وجود مطلق اور کچھ نہیں ہے اور وجود مطلق عین
حقیقت حق ہے پس سوا حقیقت حق وجود مطلق اور کچھ نہیں ہے اور وہی حقیقت موجود ہے پس وہ اس کے
غیر موجود نہیں اور موجود وہی حقیقت ہے پس غیر حقیقت موجود نہیں ہے اسیطرح لکھا ہے مظہر نور میں اور
ہر شے کی حقیقت وجود ہے کے نزدیک وہی حقیقت حقہ ہے مع ایک اعتبار کے اوس کے اعتبارات ہیں جو کہ اوسکو
لازم ہیں اور آثار اور احکام خارجیہ کے مقتضی ہیں پس اس قول پر حقیقت حقہ کا سرایت کرنا تمام حقایق میں لازم
ہے اور وہ حقیقت ہر ہر حقیقت میں پائے جانیکو واسطے اپنے جملہ اعتبارات کے پائے جانیکو مستلزم ہے کیونکہ وہ
اعتبارات حقیقت حقہ کو لازم ہیں اور وہ مرتب ہوتا ہے آثار کا ہر حقیقت میں کیونکہ وہ حقایق اعتبارات کے مقتضی
ہیں اسی وجہ سے اون پر لازم ہوگیا ہے قول کرنا اندراج کل کا کل میں اور وہ مرتب ہونا آثار تمام اشیا کا ہر ہر
پر مگر اصحاب کمون و بروز نے اندراج کو اجسام ہی کیساتھ خاص کیا ہے اور صوفیہ نے جملہ اشیا میں اندراج کو
عام رکھا ہے ایسا ہی لکھا ہے مظہر نور میں اور شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ نظام اپنے اس
قول میں کہ عالم نام ہے اعراض مجتمعہ کا مصیب ہے لیکن وہ چوک گیا ہے اس میں کہ وہ ان اعراض کے قایم ہونے کا ایک
ذات میں کہ اونکی قایم رکھنے والی ہو قائل نہیں ہوا پس جبکہ کوئی حقیقت مستقل طور پر حقیقت حق کے سوا ثابت نہوئی صوفیہ
قائل ہوگئے کہ عالم کی حقایق سب کی سب اعراض مجتمعہ ہیں بعض اون کے بعض کے ساتھ اور اون سب کا قیام ذات حق کے ساتھ ہے
کہ جو بالذات قایم ہے اور دوسرے حقایق کو قایم رکھنے والی ہے اس لئے کہ تو اگر انسان کی حقیقت کی تفصیل کرے
اور اوسکو کھول کر دیکھے اوسمیں اعراض متعددہ کے سوا کچھ نہ پائے گا کہ وہ نطق و حس و حرکت ہے انتہی

قال صاحب جواهر الحقائق باید دانست کہ نزد ارباب وحدة الوجود وجود خارجی عین وجود حق سبحانہ تعالی
است بدلیل آیت وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ وکونه هو الاول والآخر والظاهر
والباطن وحدیث لو دلیتم احدکم الی الارض السابعة لهبط علی الله وحدیث واذا مرضت
فلم تعدنی الی وغیرها من الآیات والاحادیث والاقاویل والدلائل الدالة علی العینیة
چنانچہ موج عین بحر وسیب عین جسم است ہمچنان وجود خارجی عین وجود عام بود چہ نزد وجود بہ موجود بکہ در خارج
بود وآثار خارجی بروے مترتب شود در وجود محتاج بضم ضمیمہ است یا نہ اول ممکن بود وثانی واجب وایں ضمیمہ
وجود منبسط ہمہ کل موجود است وقایم بذاتہ ومقوم لغیرہ است وبالذات متعین شود وبنوعی از آثار کہ
عند الناس معلوم اند مختص نباشد در قدیم قدیم ودر حادث حادث واورا وجود وصادر اول نیز گویند
اما صدورا ومقارن حق ازلیت (وقال فی حاشیہ صفحہ (۲)) چہ وجود بمنزلہ کلی طبعی است بوجود
یک فرد موجود میشود وچون وجود حقیقی فردے از افراد است پس بتحقیق وجود حق در ازل این
وجود منبسط نیز ازل متحقق خواہد شد وزمانے نیست انتہی بقدر الحاجة ومن شاء التفصیل
فلیرجع الیہ وقال مولانا عبد الرحمن الصوفی فی کلمة الحق ان التوحید اقدم رکن من
ارکان الایمان وکلمة التوحید لا الہ الا اللہ اول الکلمات الخمس التی بنی علیها الاسلام
والتصدیق بحقیة مضمونها واجبة علی کل مسلم ومسلمة والامة المرحومة کلها الا واحدة
من الصوفیة الصافیة قدست اسرارهم زعموا ان لا مدلول للکلمة الطیبة الا انہ سبحانہ
واحد ومستحق للعبادة ولیس الامر کذلک لان مشرکی العرب ایضا کانوا مصدقین بوحدة
سبحانہ ومقرین بان اللہ مستحق للعبادة ولم یقل احد للصنم انہ اللہ رب العالمین
لقولهم ما نعبدهم الا لیقربونا الی اللہ زلفی وهؤلاء شفعاؤنا
عند اللہ فلو کان مدلول الکلمة الطیبة هو

جواہر الحقایق کے مصنف نے کہا ہے (جاننا چاہیے کہ وجودیہ کے نزدیک وجود خارجی وجود حق سبحانہ کا عین ہے بدلیل آیت (اور نہیں پھینکا تو نے جبکہ پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا) اور بدلیل آیت (وہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے) و بدلیل حدیث (اگر پھینکا جائے ایک تم میں کا ساتویں زمین کی طرف اسی پر جا کر منتہی ہوگا) و بدلیل حدیث (اور جبکہ میں بیمار ہوا پس تو نے میری عیادت نہ کی) اور اس کے سوا اور بہت سی آیتیں و حدیثیں و اقوال و دلائل ہیں کہ وجود کے عین ہونے پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ موج عین دریا ہے اور تلوار عین جسم ہے اسی طرح وجود خارجی عین وجود عام ہے اس لئے کہ وجودیہ کے نزدیک جو موجود کہ خارج میں ہے اور آثار خارجی اوس پر مترتب ہوتے ہیں وجود میں ضمیمہ ملانے کا محتاج ہے یا نہیں ہے اول ممکن ہے اور دوسرا واجب اور یہ ضمیمہ ایک وجود ہے کہ تمام موجودات کے ہیکلوں پر پھیلا ہوا ہے اور اپنی ذات سے قایم اور اپنے غیر کا قایم کرنے والا ہے اور بذات خود غیر متعین ہے اور خاص قسم کے آثار سے کہ جو لوگوں کو معلوم ہیں مخصوص نہیں ہے قدیم میں قدیم ہے اور حادث میں حادث ہے اور اوسی کو وجود عام اور صادر اول بھی کہتے ہیں لیکن اوس کا صدور حق ازلی کے مقارن ہے (اور اوس حاشیہ میں کہا ہے) اس لئے کہ وجود بمنزلہ کلی طبیعی کے ہے ایک فرد کے وجود سے موجود ہو جاتا ہے اور جبکہ وجود حقیقی اوس وجود عام کا ایک فرد ہے پس وجود حق کے ازل میں ہونے سے یہ وجود منبسط بھی ازل میں پایا جائیگا اور زمانہ کی ساتھ مقید نہیں ہے تمام ہوا کلام صاحب جواہر الحقایق کا بقدر حاجت اور جو شخص تفصیل کو چاہے اس کتاب کی طرف رجوع کرے اور مولانا عبد الرحمن صوفی نے کلمۃ الحق میں لکھا ہے (تحقیق کہ توحید ارکان ایمان کا پہلا رکن ہے اور کلمہ توحید لا الہ الا اللہ اول اون پانچ کلمات کا ہے کہ جن پر اسلام بنا کیا گیا ہے اور اس کلمہ کے مضمون کی تصدیق واجب ہے ہر مسلم و مسلمہ پر اور کل امت مرحومہ نے سوائے صوفیہ کرام کے اعتقاد کر لیا ہے کہ کلمہ طیبہ کے معنی یہی ہیں کہ اللہ پاک یکتا ہے اور عبادت کا مستحق ہے حالانکہ کلمہ طیبہ کا مضمون ایسا نہیں ہے اس لئے کہ عرب کے مشرک بھی خدائے پاک کے یکتائی کے قائل تھے اور اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے اور کسی مشرک نے نہیں کہا کہ بت خدا ہیں پروردگار سارے جہان کے اون کا قول تو یہ ہے کہ ہم بتوں کو صرف خدا کی یہاں نزدیکی حاصل ہونے کے واسطے مانتے ہیں اور بت ہماری سفارش کرنیوالے ہیں خدا کی درگاہ میں پس اگر کلمہ طیبہ کا مضمون یہی

المعنى المذكور فقط لم يكن بين المشركين والمسلمين فرق ولا ريب انها نزلت لرد زعم المشركين وجميع الانبياء عليهم الصلوة والسلام امروا بالقائها اليهم مطلقًا وقال نبينا و شفيعنا محمد رسول الله صلعم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فعلم ان مدلول الكلمة الطيبة امر قد انكره المشركون انكارا شديدًا وزعموا الغيرية بينه سبحانه وبين الالهة وسائر الاشياء فنزلت في ردهم لا اله الا الله يعني كلما توهمتموه غير الله ليس بغير الله بل عينه وسيظهر صحة هذا المعنى بالا مزيد عليه ان شاء الله تعالى انتهى فقد ظهر من هذه النقول ان المصنف غلط في فهم مذهب الصوفية ومنشائه انه لما كان منهمكا ومستغرقًا في لجج العقائد الباطلة من اثبات الجهة والاستقرار على العرش والبينونة وغيرها لله تعالى وكان مصداقًا للكريمة والذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله نظر وقاس كلام العرفاء على ما ارتكز في زعمه واشرب في قلبه وشغفه حبه فوقع فيما وقع لا محالة والعجب منه انه يدعي الصوفية ويصف نفسه بهذا الوصف ولا يعلم ما التصوف وما التوحيد عند ارباب هذا العلم ولو كان من مسترشدي هذه الطائفة العالية وطالبيهم ومريدهم ومصاحبيهم لبلغ مبلغهم ودرك مسلكهم ومشربهم كما قال صاحب مظهر النور بنيان معتقد الصوفية في هذه المسئلة بل في جميع المسائل ليس على الاقضية والدلائل بل على العيان الصريح والكشف الصحيح وما يحصل به الكشف والعيان نور يودعه الله تعالى في عين القلب يرى به الاشياء على ما هي عليه ويدرك به ما لا سبيل للعقل اليه وملاك ظهور هذا النور وان كان على عناية الله تعالى التي يجتبي بها من يشاء من عباده لكنه قد ربطه الله تعالى

معنی مذکور ہوتا تو مشرکوں اور مسلمانوں میں کچھ فرق نہ ہوتا اور اس میں شک نہیں کہ کلمہ طیبہ مشرکوں کا عقیدہ رد
کرنے کے واسطے نازل ہوا ہے اور کل انبیا علیہم السلام مامور ہوئے ہیں اس کلمہ پاک کو مطلقاً اپنی امتوں میں شایع کرنیکو بھیجا
اور یہاں سے یہی اور شفاعت کرنیوالے حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں
تک کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کریں پس معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کا مضمون ایسا امر ہے کہ جسکا مشرکین منکر تھے انکار کرتے تھے
اور اونکا عقیدہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ایک ہے اور بتوں اور تمام اشیا میں حلول کئے ہوئے ہے پس اس عقیدہ کے رد میں نازل ہوا کہ
لا الہ الا اللہ یعنی جسکو تم نے خدا کا غیر سمجھ لیا ہے وہ خدا کا غیر نہیں ہے بلکہ خدا کا عین ہے اور اس معنی کی صحت
عنقریب ظاہر ہو جاویگی اس تفصیل سے کہ جس پر بیان آئندہ ہوگی کہ اگر خدا تعالیٰ انتہی پس اس عبارت سے صاف
ظاہر ہو گیا کہ صوفیہ کا مذہب سچے ہیں مصنف نے غلطی کی ہے اور اس غلطی کا منشا یہ ہے کہ مصنف تصوف کا
گرداب میں ڈوبا ہوا تھا جیسے پیدا اسکی تحریر سے ثابت کرتا اور فرش پر بیٹھے اور خواص سے جدا ہونیکا قول کیا
اور اس زمانہ کا مسلمان ہو گیا تھا اور جنگل و اودان میں بھی ہو رہ قرآن سے مشابہ اسکے تجربہ میں خشک کی تلاش میں
اور اوسکی تاویل کی سنجوین ہوا لاکن اوسکی تاویل نہ بن ہی جاتا ہے انہیں مصنف نے اپنے مرکز نظر پر علما ربانی کے کلام کو بھی پہنچا
کر دیا پس لاچار انکار ہو گیا جس میں بیان ہے کہ واقع ہوا اور مصنف تعجب ہے کہ وہ صوفی ہونیکا دعویٰ کرتا ہے اور اس
وصف کے ساتھ اپنی کو موصوف کرتا ہے اور اوسکو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ صوفیوں کے مذہب میں اصطلاح صوفیہ کیا چیز
اور اس طائفہ عالیہ کے معتقدوں اور طالبوں اور مریدوں اور تربیت یافتہ لوگوں میں ہوتا تو ضرور اونکی مبلغ کو
پہونچتا اور اون کا طریقہ معلوم کرتا جیسا کہ مظہر النور کے مصنف نے کہا ہے (صوفیہ کے اعتقاد کی بنا مسئلہ توحید میں
بلکہ تمام مسائل میں عقلی قیاسات اور عقلی دلائل نہیں ہیں بلکہ کھلا مشاہدہ اور کشف صحیح ہے اور جس چیز کا کشف و مشاہدہ حاصل ہوتا ہے وہ یقینی
جسکو حق تعالیٰ دل کی آنکھوں سے دکھلا کر اوسپر تمام اشیا کی حقیقت کھل جاتی ہے اور وہ چیزیں معلوم ہو جاتی ہیں کہ جنکی طرف عقل کا گذر نہیں ہے
اور اس روشنی کے ظہور کے مدار اگرچہ حق تعالیٰ کی عنایت پر ہے کہ جب تک کی وجہ سے جسکو
چاہتا ہے اپنے بندوں میں مقبول کر لیتا ہے لیکن حق تعالیٰ نے اوسکو مربوط کر دیا ہے قبلہ اطاعت کیجانب

بالتوجه التام إلى القبلة الأحدية وعلى طريقة التنبيب الله يجتبي إليه من يشاء ويهدي
إليه من ينيب انتهى وقال أيضاً وللتوجه طرق شتى يهتدي السالكون ويرشدون إليها
على حسب استعداداتهم ومناسباتهم لها وشرائطها كثيرة أعظمها تفريغ القلب وتطهيرها بقلع
الأفكار التي تتلبس بها وعلوم وإدراكات ألقاها إليه الآباء والأمهات والمعلمون والمربون
في أول الأمر وبدء الفطرة كما علموا وتلقوا من آبائهم ومعلميهم حين كانت نفوسهم هيولانية
حتى صارت عندها كأنها ضروريات أوليات أو فطريات وعلوم استخرجها من الحجج التي
مبادئها تلك العلوم المألوفة الكاذبة الموهمة بالصدق والبداهة حتى يتيقن بها أيضاً
نتيجة وبينة انتهى هذا وأما التكفير لأرباب العينية فمن الطغام وللمسلمين المخالفين لهم في
عقائدهم الباطلة فهو لعمري أمر فليس من صنيع الصحابة ولا التابعين ولا من سنة أهل
السنة وأئمتهم ومقلديهم بل هو من خصائص الخوارج وشنائع أهل البدعة كما قال
(١٢) صاحب الصواعق الإلهية في الرد على الوهابية المطبوعة في نخبة الأخبار في المصر صفحة
ثم إن الخوارج اعتزلوا وبدعوا المسلمين الإمام ومن معه بالقتال فسار عليهم علي رضي الله
عنه ومن معه من المسلمين فعلهم أمور هائلة يطول وصفها ومع هذا كله لم يكفرهم الصحابة
والتابعون ولا أئمة الإسلام ولا قال لهم علي ولا غيره من الصحابة أنتم كفار
الحق وبينا الحق فانظر رحمك الله إلى طريقة أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
في الإجماع على تكفير من يدعي الإسلام انتهى وأيضاً قال في صفحة (٢) اليوم ابتلي
الناس بمن ينتسب إلى الكتاب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالي من خالفه وإذا
طالبت منه أن يعرض كلامه على أهل العلم لم يفعل بل يوجب على الناس الأخذ بقوله
وبمفهومه ومن خالفه فهو عنده كافر هذا وهو لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال

پوری توجہ کرنیکا ساتھ [illegible] عالم اسباب [illegible] کر لیتا ہے جس کو چاہے اور ہدایت کرتا ہے اپنی طرف اوسکو جو اوسکی طرف پوری توجہ کرے
انتہی اور نیز [illegible] مقام میں [illegible] اور [illegible] رہنمائی کیجاتی ہے اوسکے مراتب اور مناسبات کے موافق
اور توجہ کی بہت سی [illegible] سے [illegible] اوس آثار کے [illegible] ساتھ [illegible] ارادہ ہو گیا ہے
اور وہ آثار [illegible] علوم [illegible] دل میں القا کرتا تھا اور [illegible] اون سے احوال امر
[illegible] استاد [illegible] دیکھتا تھا [illegible] اون کے نفوس عقول
[illegible] اوس کے [illegible] کہ وہ [illegible] اون کے [illegible] اولی [illegible] میں ہو گئے
اور [illegible] علوم [illegible] اون کے مقامات [illegible] علوم کے
[illegible] اون کا [illegible] اون کے [illegible] صراحت کر گیا
انتہی اسکو یاد رکہنا چاہیے [illegible] سنت [illegible] قائلین [illegible] مقام میں اور اون [illegible]
جو [illegible] مقامات میں [illegible] صحابہ [illegible] تابعین اور [illegible] اہل سنت کا قول ہے
[illegible] صاحب صواعق المحرقہ فی الرد علی الروافض نے
اس کتاب [illegible] صفحہ (۱۱) میں کہا ہے [illegible] مسلمانوں اور اون کے امام کے ساتھ لڑنا شروع
کیا جیسے علی رضی اللہ عنہ [illegible] اون کا [illegible] ہے اور باوجود اونکی تمام حرکات
کے [illegible] تابعین [illegible] اسلام کے [illegible] صحابہ میں [illegible] ہو گئی اور تمہارے سامنے
ہم نے حق کو بیان کر دیا [illegible] خدا رحم کرے اصحاب رسول اللہ صلعم کے سکوت [illegible] اون لوگوں کی تکفیر سے کہ جو اسلام
[illegible] اور نیز اسی کتاب کے صفحہ (۴۹) میں کہا ہے [illegible] کتاب و سنت پر عمل کا دعوی کرتا ہے اور کہا [illegible]
علوم کا اثبات کرتا ہے [illegible] کتاب و سنت سے [illegible] نہیں رکہتا اور جب اوس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ تو اپنے کلام کو
علماء کے سامنے پیش کر تو نہیں مانتا ہے بلکہ اپنے قول پر عمل کرنا لوگوں پر واجب کرتا ہے اور جو کوئی اوس کے خلاف کا
قائل ہے وہ اوس کے نزدیک کافر ہے [illegible] ایسا شخص ہے [illegible] مجتہدین کی [illegible] ایک صفت ہی

اهل الاجتهاد ولا والله عشر واحدة ومع هذا فراج كلامه على كثير من الجهال فانا لله
وانا اليه راجعون انتهى ومنها انه شيد اركان الامامة كالامامية على نهج يوافق
الامامية ويخالف اهل السنة والجماعة وتفصيله ان اصول الامامة التي هي مدار الاختلاف
بين الفريقين خمسة عند الشيعة كما افصح عليه عمدة المفسرين وزبدة المحدثين مولانا شاه
عبد العزيز في التحفة حيث قال في صفحة (٢٣٩) بايد دانست كه مدار مخالفت در ميان شيعه و اهل
سنت در امامت و مسائل امامت بر پنج اصول موقوف است و هر يك از اين پنج اصل تا ثابت نشود به اثبات مذهب
قائل شيعه بين پنج اصل اول آنكه حضرت امير امام بود بلا فصل اصل دوم آنكه امامت منصوص
لا ثبت بدون عليه ولا بتعيين منه اصل سوم طول عمر امام آخر و اختفا او و رجعت او ولعل المراد
على الاختلاف فرقهم في ذلك اين هر سه امر از كتاب الله و اخبار متواتره هرگز ثبوت نمى شود
و نخواهد شد اصل چهارم در اعتقاد كفر صحابه و كتمان حق اهل بيت و اجتماع همه ايشان بر امور شنيعه با وجود
آنكه بايشان نيست الا ... ماول ايشان صريح باطل اصل پنجم اعتقاد تقيه در جناب ائمه
كه ايشان چيزى را باظهار مى گفتند كه از ديگران مخفى و مستور ميداشتند بالاكان و ديگران همه شاگردان و
تلامذه آنحضرت بودند و اخذ علم و طريقه از ايشان كرده اند بلا وجه و بدون باعث دروغ گفتن حضرت
امير را چه ضرور بود انتهى بقدر الحاجة واذا تمهد هذا فنقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف
قد اورد هذه الاصول الخمسة التي عند الشيعة في باب الامامة بمنزلة الاركان الخمسة
للاسلام في هذا الكتاب وغيره من مصنفاته متفرقة ليعلم المؤمنون انه من
مقلدي الشيعة في هذا الباب وما ذهب ان المؤمن يرى بفراسة الايمان وينظر بنور الله
المنان فالاصل الاول وهو ما يدل عليه حديث غدير الذي اورده في هذا الكتاب غير مرة
كما ان الشيعة ايضا ياتون به لاثبات الاصل الاول واهل السنة يجيبون بانه

نہین ہی بلکہ ایک صفت کا دوسرا جسم ہی اور یہ نہین اور اس علم و دانش پر وہ اپنا کلام بہت جاہلون مین پہیلاتا
ہے پس ہم اللہ ہی کے ہین اور ہم اوسی کے طرف لوٹنے والے ہین انتہی اور منجملہ اون مقامات کے یہہ ہی کہ مصنف نے امامت کے
ارکان کو بلند کیا ہی امامت کے طور پر اس طرح سے کہ امامت کے موافق ہو اور اہل سنت کے مخالف ہے تفصیل اسکی یہہ ہی کہ امامت کے
اصول کہ جن پر شیعہ و اہل سنت کی مخالفت کا مدار ہی شیعہ کے نزدیک پانچ ہین جیسا کہ عمدۃ المفسرین و زبدۃ المحققین مولانا شاہ
عبد العزیز نے تحفۂ اثنا عشریہ مین اس کی تصریح کی ہے چنانچہ تحفہ کے صفحہ ۲۰۳ مین فرمایا ہے (دانا چاہیئے کہ شیعہ و اہلسنت
مین مخالفت کا مدار امامت کا مسئلہ ہے اور یہہ مسئلہ پانچ اصول پر موقوف ہے اور ان پانچ اصول مین ہر ایک ثابت ہوتی
ہے ایسی اصل ہے کہ مذہب کے قائل ہے پہلی اصل یہہ ہی کہ حضرت امیر بلافاصلہ امام تھے دوسری اصل یہہ ہے کہ امامت کے
کل امام ایک خاص عدد مین منحصر ہین نہ اوس سے زیادہ ہین نہ کم ہین تیسری اصل یہہ ہے کہ پہلا امام دراز
عمر ہے اور مخفی ہے یا یہہ کہ مرگیا ہے پہر لوٹیگا یہہ بہی اون کے باہم اختلاف ہے یہہ تینون اصول قرآن
و حدیث متواتر سے ہرگز ثابت نہ ہوئے ہین اور نہ ہوینگے چوتھی اصل صحابہ کا مرتد و کافر ہونا اور حق کو چھپانا
اور باطل کو ظاہر کرنا اور اون سب کا امور شنیعہ پر اتفاق کرنا باآنکہ کہلی کہلی آیتین اون کے حال اور مآل کی
خوبی پر صریح ناطق ہین پانچوین اصل جناب ائمہ مین تقیہ کا اعتقاد کرنا کہ شیعون کے لئے ایسی باتین ظاہر کرتے تھے کہ وہ خود
اون کو مخفی سمجہتے تھے حالانکہ وہ دوسرے ہی اون حضرات کے شاگرد رشید تھے اور علم طریقت کو امامون ہی سے انہون نے لیا ہی اور یہہ سبب بہی
حضرات ائمہ کو جہوٹ بولنا کیا ضرور تہا انتہی بقدر حاجت اور جبکہ یہہ تمہید ہوچکی تو ہم خدا تعالیٰ کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہتے ہین کہ مصنف
ان پانچون اصول کو جو شیعہ کی نزدیک امامت کے باب مین ارکان خمسہ اسلام کے درجہ مین ہین اس کتاب مین اور اپنی دوسری
تصانیف مین متفرق طور پر لایا ہے تاکہ مسلمانونکو جو فراست ایمانی رکہتے ہین معلوم ہوجائے کہ مصنف اسباب مین شیعہ کا مقلد
اور مصنف نے یہہ نجانا کہ مومن سمجہ لیتا ہے ایمانی فراست سے اور دیکہہ لیتا ہے خدائے منان کی نور سے پس
پہلی اصل کے طرف اشارہ کیا ہے حدیث خم غدیر سے جسکو مصنف اس کتاب مین کئی مرتبہ لایا ہی جیسا کہ شیعہ بہی
اس حدیث کو اصل اولیٰ کے اثبات مین نقل کرتے ہین اور اہل سنت اس حدیث کو مان کر ایسے عمدہ جواب دیتے ہین

هذا الحديث بأبي هريرة انه لا يثبت بهما سواهم ولا ينقص كما هو مبسوط
في كتب اهل السنة والاصل الثاني لخص اليه ما قاله في اثناء السند الخبر المسلسل بالائمة
العشرة الكمل فان العشرة تثبت من هذا القول والاثنان يثبتان باضافة السيد
المجيب الذي اثبت غيبته في صفحة (٥٣) والامام الحسن الذي هو مقبول الطرفين
فيتم العدد ويكمل الى اثنا عشر الذي هو عند الشيعة مقبول ولا يزيد عليه ولا ينقص
منه والاصل الثالث اثبته بعبارات الحاشية في صفحة (٥٣) هكذا (یعنی امام محمد
بن حسن جن کی غیبت ہونے کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ بچپنا الی موضع سر من رای میں
ایک غار کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہوگئے تھے انتہی) فلما ذکر هذه القصة ولعلها على
الشهرة وقبل مضمونها بانه سكت بعد نقلها وما ردها وانكر علم انها مقبولة
عنده ومتفقة بها لان السكوت في معرض البيان بيان والاصل الرابع اشار اليه
تحريف عبارة الدعاء المنقولة من الصحيفة السجادية بالزيادة والنقصان حيث قال
في صفحة (٥٤) واتباع الرسل عامة واتباع حبيبك محمد خاصة الذين احسنوا الصحابة
انتهى فانه يوهم بزيادة لفظة عامة وخاصة وتغيير احسنوا الصحبة الذي كان في
الاصل بصيغة الماضي من الاحسان وبصيغة المصدر المفعول به للماضي المذكور وزيادة
لفظة خاصة قبله وكان يفيد الدعاء الخير لجميع الصحابة الى احسنوا الصحابة بصيغة
افعل التفضيل من الحسن واضافتها يوهم الى ان بعض الصحابة ليسوا كذلك بل هم
جائرون نائون عن الحق وان هو الا ما عليه الشيعة من الاصل الرابع واهل السنة يقولون
الصحابة كلهم عدول ثقة ثبت حجة دلائل الرشاد ونجوم الاهتداء لحديث اصحابي
كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم وغيره مما ورد في هذا الباب فهذه التي في نسخ

کہ ان سے شیعون کا مدعا ثابت نہین ہوتا اور اونکا کلام ناتمام رہجاتا ہے جیسا کہ اہل سنت کی کتابون مین منفصل طور پر مذکور ہے
اور دوسری اصل کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے اثناے سند مین بایطور کہ کہا (اتحجب المسلمین بالائمۃ العشر الاکمل)
اس لئے کہ دوسرا امور کا ثبوت تو اس قول سے کیا اور دو امام ثابت ہوتے ہین سید محجوب کے ماننے سے جن کے غائب ہونے کو
ثابت کیا ہے صفحہ (۲۳۹) مین اور امام حسن کے ماننے سے جو طرفین مین مقبول و مسلم ہین پس اماموں کا عدد پہنچا تا ہے اور کامل
ہوجاتا ہے بارہ تک کہ جو شیعہ کے نزدیک مقبول و معتبر ہے اور اس سے عدد ائمہ نہ زیادہ ہے نہ کم ہے اور تیسری اصل کو حاشیہ
صفحہ (۲۰۳) کی عبارت مین اس طرح ثابت کیا (یعنی امام حسن عسکری کے محجوب ہونیکا واقعہ یہ ہے کہ آپ نے بجھا اگلی موضع سرمن راے مین
ایک غار کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہوگئے تھے) پس جبکہ امر مذکور کو ذکر کیا اور شہرت پر حوالہ کیا اور اس کے مضمون کو
قبول کر لیا باینوجہ کہ اس کے نقل کرنیکے بعد سکوت کیا اور اس کا رد و انکار نکیا اس سے معلوم ہوگیا کہ یہ عقیدہ مصنف کے
نزدیک مقبول ہے اور عقیدہ کے موافق ہے اس لئے کہ بیان کے موقع پر سکوت کرنا بمنزلہ بیان ہے اور
چوتھی اصل کی طرف اشارہ کیا ہے اوس دعا کی عبارت مین جو اونہونکے کہ جس کو کسی وقتی کے ساتھ صحیفہ سجادیہ
نقل کیا ہے چنانچہ صفحہ (۲۰۴) مین کہا ہے (اور رسولون کے خاص اتباع پر اور اپنے حبیب محمد کے خاص اتباع پر
جو صحابہ مین بہتر تھے انتہی اس لئے کہ اس کلام مین لفظ عامہ و خاصہ کا اضافہ ہے اور احسنو الصحبۃ کو جو اصل
دعا مین تھا ماضی کے صیغہ پر باب افعال سے اور مصدر کا صیغہ مفعول بہ تھا ماضی مذکورہ کا اور لفظ خاصہ
اس کے قبل نہ تھا اور تمام صحابہ کے واسطے دعا خیر کا مقتضی تھا مصنف نے بدلدیا ہے احسنوا الصحابۃ کے
ساتھ کہ جس مین احسنوا کا لفظ اسم تفضیل ہے حسن سے اور اوسکی اضافت صحابہ کی طرف اشارہ کرتی
ہے اس امر کا کہ بعض صحابہ ایسے نہ تھے بلکہ وسے صاحب جو رستے حق سے دور تھے اور یہہ
مضمون وہی شیعہ کی چوتھی اصل ہے اور اہل سنت کہتی ہین کہ تمام صحابہ متقی ہین ثقہ ہین قابل وثوق ہین حجت ہین
راستی کی دلیلین ہین راہ پانیکے ستارے ہین اس حدیث سے (میرے صحابہ ستارون کے مانند ہین
تم نے جس کی پیروی اون مین سے کی راہ حق پالیا) اور اس کے سوا دوسری حدیثون جو اسباب مین وارد ہین

فيها المصنف ينقل من قبل اهل السنة فى مقابلة الشيعة فى ان الائمة كانوا راضين
من الصحابة كلهم وداعين لهم بالخير والرضا من الله عز وجل فالامر فيها المصنف
الى ما عرفت فى صنيعه من زعم الشيعة وضعت وبطل تشبث اهل السنة بها والا دل
الاخص اشبه بالعبارة المصرحة المندرجة فى حاشية صفحة (٢٠٣) لا يخفى ما فى هذا
وفيما مضى من اخلاص خواص اهل السنة المودة على اختصاص العقيدة من دون
تقية شقية فى هؤلاء الائمة النقية التقية منه ووجه الاثبات قد مضى هنا فى
بيان هذه العبارة فلا نعيدها ولترجع اليه ومنها انه سلك مسلك الشيعة فى
اخر هذا الكتاب ايضا سالكه فى اولها فى ان القران الموجودة فى ايدى الامة
ناقص والتكميل غايتا فى بعض القران الذى كان لعلى اليه وهو الان مفقود منا و
مدفون فى موضع سر من راى ومتى يظهر الامام الاخير يكمل به هذا الموجود فى
ايدينا حيث قال فى صفحة (٢٥٢) وهى الصفحة الاخيرة لهذا الكتاب رفقد علم انه
كرم الله وجهه جمع القران قديما الى ان قال ثم جمعه بعد وفاته صلى الله عليه وسلم
كما تقرر فى العرضة الاخيرة الى ان قال فكان كانه العلم كله قال ابن حجر مكى فى المنح
المكية واختلى اى المرتضى بعد موته صلى الله عليه وسلم فكتب كتابا فيه العلم
الجمة حتى قال ابن سيرين لو اصبت ذلك الكتب لظفرت بالعلم كله انتهى وقد
تمت مضامين هذا الكتب الى هذه العبارة فعلم منه ان القران الكريم لم يكمل بعد
ما لم يضم اليه ذلك الكتب الذى تمنى ابن سيرين باصابته والذى عليه اهل السنة
لا سيما على كرم الله وجهه ان هذا القران الموجود جامع لجميع العلوم وشامل
لجملة ما اتى به نبى صلعم بطريق الوحى المتلو وما بقى دونه حرف وحقيقته ان اول

اور یہہ عبارت جس کو مصنف نے تصرف کرکے نقل کیا ہے اسکو اہل سنت شیعہ کے مقابلہ مین لاتے ہین اس
امر کے اثبات مین کہ ائمہ اہل بیت تمام صحابہ سے راضی تھے اور اون کے لیے دعاء خیر کیا کرتے تھے اور
خدا کی خشنودی چاہتے تھے پس جبکہ مصنف نے اس عبارت کو بدل دیا اسطرح پر کہ جس سے شیعہ کا عقیدہ قوی ہوگیا اور اہل سنت کا
اس عبارت سے دلیل لانا ضعیف یا باطل ہوگیا اور پانچوین اصل کو ثابت کیا ہے اوس عبارت سے جس کو مصنف نے
لکھکر صفحہ (۲۴۳) کے حاشیہ مین درج کیا ہے (پوشیدہ نہین ہے کہ جو کچھ اس مین ہے اور گذشتہ مضمونوں مین سے
بعضے اخلاص خواص اہل سنت موت کا عقیدہ کے خاص کرتے ہین پر بدون تقیہ تشیع کے ان اماموں کے باب مین
جو تعبیر تقیہ والے ہین) اور اس عبارت سے پانچوین اصل کے اثبات کی وجہ مذکور ہوچکی ہے اس عبارت کے بیان مین
لہذا یہان ہم اوس کا اعادہ نہین کرتے جسکو دیکھنا ہو وہان دیکھ لے اور منجملہ اون مقامات کے یہہ ہے کہ اس کتاب کے
آخر مین بھی مصنف نے شیعہ کے حال لکھا ہے جیسا کہ اس کے اول مین لکھا تھا اس امر کے بیان مین کہ جو قرآن کہ امت کے
ہاتھ مین موجود ہے ناقص ہے اور اس کی تکمیل جب ہوگی کہ حضرت علی کا قرآن اوس مین شامل کیا جاویگا اور
وہ قرآن اس وقت مفقود ہے اور موضع سر من رای مین مدفون ہے اور جب امام آخر اوس کو نکالینگے اور ظاہر ہونگے
تب یہہ قرآن تکمل ہوگا چنانچہ صفحہ (۲۵۲) مین کہ جو اس کتاب مطبوعہ کا آخر صفحہ ہے بیان کیا ہے (پس تحقیق
معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہلے ایک قرآن جمع کیا تھا) یہانتک کہ لکھا ہے (پھر جمع کیا نبی صلعم کی وفات کے بعد جیسا کہ ثابت ہوا
آخیر دور مین) یہانتک کہ کہا ہے (پس گویا کہ تمام علوم ہی قرآن تھا ابن حجر مکی نے صواعق مین لکھا ہے کہ تنہائی کی انہوں حضرت علی نے نبی صلعم کی
وفات کے بعد پس ایسی ایک کتاب لکھی کہ جسمین تمام علوم تھے یہانتک کہ امام ابن سیرین نے کہا ہے کہ اگر مین اس کتاب کو پاتا تو علوم پر آگاہ ہوجاتا
اس کتاب کے مضامین اس عبارت مذکورہ تک تمام ہوچکے پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم مین ہنوز سب علوم نہین ہین چنانچہ
کتاب اوس کے ساتھہ ملائی جاوے کہ جس کے پانیکی تمنا امام ابن سیرین کو تھی اور جس عقیدہ پر اہل سنت ہین خاصکر حضرت علی کا وہی
عقیدہ ہے وہ یہہ ہے کہ یہی موجودہ قرآن ہمارا ہے تمام علوم کا اور شامل ہے تمام اون امور کو کہ جنکو نبی صلعم
وحی متلو کے طریق سے لائے ہین اور اس کے سوا ایک حرف باقی نہین رہا اور تحقیق اس عقیدہ کی یہہ ہے کہ اول

من جمع القرآن ابوبكر الصديق فانه جمع اولاً خمس صحايف ارسلها الى الاطراف وابقى مصحفا
واحداً عنده ثم لما استشهد القراء في اخر زمن عمر الفاروق واختلف الصحابة في
القراءة وفيهم ابن مسعود ان المعوذتين ليستا من القرآن بل هما من الادعية وزاد
بعضهم فيه تفسيرا سمع من النبي صلى الله عليه وسلم وايقن انه من القرآن حتى
اتى زمن عثمان وقال له حذيفة بن اليمان ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا في
الكتب اختلاف اليهود والنصارى فجمع عثمان جملة للمصاحف التي كانت متفرقة
عندهم حتى ان ابن مسعود لما توقف في اعطاء المصحف الذي كان عنده تشدد عليه
واخذ منه جبرا وجمع الموجود بين الدفتين وحرق ما دونه صونا له وما بقي شيء عند
احد سواها هذا القرآن حتى اجتمع الصحابة كلهم على انه هو القرآن وما عداه
ليس بقرآن وكان علي يقول في خطباته غير مرة ان ما سوى هذا الذي جمعه
عثمان ليس عندي لكني رجل اوتي فهما لو شئت لاوقرت سبعين بعيرا من تفسير
سورة الفاتحة انتهى وما تشبث به من رواية ابن سيرين في هذا الباب فجوابه انه ضعيف
كما صرح به الملا علي القاري في المرقات وقد ثبت بسند جيد عن علي رضي الله عنه انه
قال اعظم الناس في المصاحف اجرا ابوبكر رحمة الله على ابي بكر هو اول من جمع كتاب الله انتهى ولا
يعارضه رواية محمد بن سيرين لانه ضعيف كما مر والشرط في التعارض ان يكون المتعارضان
متساويين في القوة والضعف وفيه ايضا وعلى تقدير الصحة فالمراد بالجمع الحفظ برأسه
او الجمع منفردا واما جمع ابي بكر فهو اجماعي لا يحتمل الزيادة والنقصان من المتعددين ولهذا
استحسن علي جمع ابي بكر ودعا له بالاجر والرحمة والله اعلم بالصواب وعنده ام الكتاب

تمت المقدمة ههنا بفضل الله تعالى وعونه

جس نے قرآن کو جمع کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں اس لئے کہ انہوں نے پہلے پانچ صحیفے جمع کئے جنکو اطراف ملک میں بھیج دیا اور ایک اپنے
اپنے پاس رکھ لیا پھر حضرت عمر فاروق کے آخر زمانہ میں قاری شہید ہو گئے اور صحابہ نے قراءت میں اختلاف کیا حضرت ابن مسعود نے سمجھ لیا کہ معوذتین
قرآن میں نہیں ہیں یا یہ خیال ہوا کہ دعائیں ہیں اور بعض صحابہ نے جو تفسیر نبی صلعم سے سنی تھی قرآن میں بڑھا دی اور یہ یقین کر لیا کہ یہ قرآن کا
جزو ہے یہاں تک کہ حضرت عثمان کا زمانہ خلافت آگیا اور حذیفہ بن الیمان نے عرض کیا کہ اس امت کو سنبھالو قبل اس کے کہ اختلاف کرے
قرآن میں یہود و نصاریٰ کی طرح سے اپنی کتاب میں پس حضرت عثمان نے اون تمام مصاحف کو جمع کیا جو اسوقت لوگوں کے
پاس پہلے سے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ابن مسعود نے بھی اپنے مصحف کو دینے میں توقف کیا جو اون کے پاس تھا اور نیز حفصہ کی اور جبرا اون سے
لے لیا اور جو کچھ بیچ دفتین کے اس وقت موجود تھی اس کو جمع کیا اور اس کی حفاظت کی واسطے اس کے ماسوا کو جلا دیا تاکہ کوئی جز
قرآن کا اس موجود کے سوا کسی کے پاس نہ رہا یہاں تک کہ تمام صحابہ نے اتفاق کر لیا اس پر کہ یہی موجود قرآن ہے اور اس کے ماسوا قرآن
نہیں ہے اور حضرت علی اپنی خلافت میں بار بار فرماتے تھے کہ سوا اس قرآن کے جسکو عثمان نے جمع کیا ہے میرے پاس نہیں ہے لیکن میں ایک
مرد ہوں کہ جسکو فہم دی گئی ہے اگر چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ کو لاد دوں انتہی اور وہ جو روایت ابن سیرین
سے مصنف نے اس باب میں استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقات میں اسکی
تصریح کی ہے اور بسند صحیح حضرت علی سے ثابت ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا قرآن جمع کرنے والوں میں زیادہ اجر ابوبکر کو ہے خدا کی رحمت
ہو ابوبکر پر سب سے پہلے انہوں نے قرآن کو جمع کیا انتہی اور اس روایت کا معارضہ محمد بن سیرین کی روایت سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ
ضعیف ہے جیسا کہ گذر چکا اور تعارض میں شرط ہے کہ دونوں دلیلیں قوت و ضعف میں برابر ہوں اور نیز مرقات میں ہے کہ برتقدیر
صحت پس مراد جمع سے پورے قرآن کو یاد کرنا ہے یا تنہا جمع کرنا ہے اور ابوبکر صدیق کا جمع کرنا اجماع سے ہوا ہے کہ جس میں دشمنوں کی
طرف سے کمی و بیشی کا احتمال نہیں ہے اور اسی وجہ سے حضرت امیر نے ابوبکر صدیق کے جمع کو پسند فرمایا اور اون کو دعا
خیر دی اور اللہ زیادہ جانتا ہے امر حق کو اور راوی کو اصل کتاب کا علم ہے یہاں تک خدا کی توفیق و مدد سے
مقدمہ کتاب کا تمام ہوا فقط

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وفقنا بإتمام المقدمة من كتبنا فلما انتهينا إلى أن نرد على مقدمة الفقه الأكبر
المولوي حسن الزمان التركماني تسليما لحبيبنا بادي موطننا فأنشرع فيه بعون المعبود الصمد المسجود
قال الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اللهم لك الحمد واليك المشتكى وانت المستعان ولا حول
ولا قوة الا بالله العلي العظيم ونستعينك على فساد ديننا ونسئلك صلاح امرنا كله الحمد لله الذي
احيا من شاء من عباده علوم اهل البيت لسيد عباده عليه وآله صلوة وداده وجمع على يديه
ما تفرق منها وانتشر في الزبر لاهل السنة بعد ما نشد وند روكاد ان يكون ثم اقل فقيد واندرس
ما تفضل عليه به والقى في قلبه من تحقيقات وتدقيقات واجتهادات واستنباطات واستدراكات
ونشر بين الجن والبشر تشويقا الى ذلك وتوفيقا له من فضله لما فقه له به وقد تحقق له هذا الذي صدق
حديث ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها امر دينها وحديث
وان عالم عالم من قريش يسع طباق الارض انتهى قوله الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى
اقول ومن الله التوفيق كان عليه ان يصلي ولا تسليم لان السلام دون الصلوة لا يفيد في الاستعمال
بالنبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم ولا يصلى على غيره الا تبعا والسلام عام له ولغيره وما اتى به دونها ترك
عليه ايرادان احدهما ان ترك الصلوة لا سيما في مقامها اليس من سنن المحدثين كما قال في مقدمة سنن
الدارمي في ذكر فضيلة علم الحديث ومن شرف اهله ايضا ما رويناه من حديث ابن مسعود رضي الله تعالى عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان أولى الناس بي يوم القيمة اكثرهم على صلوة رواه الترمذي وحسنه
قال ابن حبان في صحيحه في هذا الحديث بيان صحيح على ان اولى الناس برسول الله صلعم في القيمة اصحاب الحديث وليس من هذه
الامة قوم اكثر صلوة عليه منهم انتهى فعلم ان كتبه هذا اليس على سنن اتباعهم وثانيهما انه سلك فيه مسلك الشيعة لانهم قائلون بان ائمة اهل البيت
معصومون كالانبياء ويستحقون في استحقاق الدعاء لهم والصلوة عليهم مثلهم ولهذا يتركون لفظة
على ويقولون اللهم صل على محمد وآل محمد ويستدلون عليه بما روي من فرق بيني وبين آلي بلفظ على فقد
جفاني واهل السنة كثرهم الله تعالى يفرقون ههنا بلفظ علي بكسر اللام والياء المشددة ويقولون ان معناه
ان اولاد الحسنين يقال لهم آل محمد ولا يقال لهم آل علي فالمصنف لما كان يصدد اقتداء الشيعة واقتفائهم
اختار من اول الامر مختارهم واقتفى في بدئه آثارهم قوله اللهم لك الحمد واليك المشتكى الخ اقول
هذا الدعاء محجوب لانه ترك فيه الصلوة وقد اخرج الديلمي انه صلى الله عليه وسلم قال الدعاء محجوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستائش بے نہایت اوس خدا کو ہے جسنے ہم کو ہماری اس کتاب کا مقدمہ تمام کرنیکی توفیق عطا فرمائی پھر ہم اوس کتاب کے مقدمہ کا رد کرنیکی طرف متوجہ ہوئے جو مولوی
[illegible] القرآن [illegible] حیدرآبادی کی تصنیف ہے اور چاہتے ہیں کہ ہم کتاب مذکور کے مقدمہ کا رد شروع کریں [illegible] بمدد خالق کی مدد سے کہا مصنف نے
[illegible] و سلام اوس [illegible] اون [illegible] کو اوس نے برگزیدہ کیا [illegible] واسطے [illegible] لوگوں کا شکوہ بیان کیا جاتا ہے اور توہین
[illegible] اور گناہ [illegible] اور عبادت [illegible] بزرگی [illegible] اور فساد کے دور کرنے میں
[illegible] اور اپنے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] زندہ کیا [illegible] چاہا [illegible] عباد
یعنی رسول اللہ کے اہل بیت کے [illegible] آل [illegible] اور [illegible] جو اہل سنت کی [illegible] متفرق [illegible]
[illegible] اور [illegible] واجبات [illegible]
[illegible] کے [illegible] عطا فرمائی [illegible] تاکہ لوگوں کو [illegible] شوق پیدا
ہو اور [illegible] اوس حدیث کا [illegible]
[illegible] ایک [illegible] اور [illegible] اس حدیث کا [illegible] ایک قریشی عالم کا علم رو
زمین [illegible] کہتا ہوں اور توفیق خدا ہی [illegible] مصنف نے کہا [illegible] خدا کو اور سلام [illegible] پر [illegible] مصنف کو چا
[illegible] اور [illegible] سلام [illegible] سلام [illegible] استعمال [illegible] صلعم [illegible] اور آپکے [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] کے ساتھ لاکر اور سلام [illegible] درود [illegible] سمجھا جاتا ہے اور [illegible] مصنف نے سلام کو ذکر کیا اور درود کو ذکر کیا تو اوس پر دو اعتراض وارد ہوئے ایک یہہ کہ درود کو
ترک کرنا [illegible] محدثین کا طریقہ نہیں ہے جیسا کہ [illegible] کہا ہے کہ علم حدیث کی فضیلت کے ذکر میں [illegible] محدثین کی فضیلت میں ہے وہ
[illegible] کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود سے ہم کو پہنچی ہے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ زیادہ [illegible] قیامت کے دن [illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور [illegible] اپنی صحیح میں [illegible] اس حدیث [illegible] قیامت کے دن [illegible]
[illegible] کوئی جماعت [illegible] انتہی [illegible] معلوم ہوا کہ مصنف کی [illegible] طریق [illegible] اور دوسرا اعتراض یہہ ہے کہ [illegible] مصنف نے سلک [illegible] کی [illegible]
[illegible] انبیا کے [illegible] اور درود و سلام [illegible] انبیا کی طرح حق رکھتے ہیں [illegible] شیعہ [illegible] اللهم صل علی محمد
[illegible] اور [illegible] اس حدیث [illegible] علی کے ساتھ [illegible] اور اہل سنت [illegible] جماعت [illegible]
[illegible] علی کو [illegible] کے [illegible] اور [illegible] اس حدیث [illegible] کی اولاد کو آل محمد کہا جاتا ہے اور
[illegible] مصنف [illegible] شیعہ کی [illegible] اور [illegible] پیروی [illegible] اون کے مذہب [illegible] اختیار کیا اور شروع ہی میں
[illegible] مصنف نے کہا [illegible] خدا [illegible] لوگوں کا [illegible] بیان کیا جاتا ہے [illegible]
میں کہتا ہوں کہ [illegible] دعا خدا [illegible] ذکر چھوڑ دیا ہے [illegible] حدیث [illegible] صلعم نے فرمایا کہ دعا [illegible]

حتى يصلي محمد واهل بيته قوله الحمد لله الذي اجتبى من شاء من عباده علوم اهل البيت لسبيل عباده

الى اخره انقل في الصدر الاول ومن الله سبحانه التوفيق كل ادعاء باطل واستدعاء عاطل لا ينبغي

لاهل الفضل ان يتكلموا به لانفسهم ويفتخروا عليه بانفسهم وايضا ليس هو من داب اهل السنة بل هو

من عادات الشيعة فان اهل السنة لما رأوا ان مقصود الدين وهو التقرب الى الله تعالى انما يحصل بالاتباع لما

جاء به النبي صلى الله عليه وعلى اله وسلم من الايات والاحاديث وما علموه من الصحابة واهل البيت رضوان

الله عليهم اجمعين وكلهم عندهم عدول في باب الدين جمعوا ونشروا ما وصل اليهم بالطرق الصحيحة والاسنا

المعتبرة من دون فرق بين طائفة او شخص منهم والتزموا الاعتقاد ان الائمة المخصوصين هم المعصومون من

بين الامة والصحابة اكثرهم مناقفون عندهم نعوذ بالله تعالى منه اعتقادا والتخصيص في الرواية بالائمة المخصوصين

وتركوا ما دونها فعلم من هذا البيان ان المصنف في هذا التصنيع من مقلدي مذهب الشيعة وان ادعى انه

من اهل السنة كثرهم الله تعالى واما بطلان ما ادعاه من انه اجتبى وجمع ونشر علوم اهل البيت بعد ما صار

مندرسة منتشرة في زبر اهل السنة فلان اهل السنة جمعوا ونشروا جملة العلوم لجملة اهل البيت كما هو مدون

مبسوط في كتبهم كل البسط وتفصيله ان علوم اهل البيت على ثلثة اقسام الاول ما روي عن النبي صلى الله

عليه وعلى اله وسلم بدون الواسطة والثاني ما نقلوه عنه بواسطة غيرهم والثالث ما افادوه من عند انفسهم

ويقال لها علوم لدنية كما روي في التفسير النيسابوري عن علي كرم الله وجهه انه قال ان رسول الله صلى الله

عليه وسلم ادخل لسانه في فمي فانفتح في قلبي الف باب من العلم وقال لو شئت لاوقرت سبعين بعيرا من

تفسير سورة الفاتحة وقال لو بنيت لي وسادة فجلست عليها لحكمت لاهل التورية بتوراتهم ولاهل الانجيل

بانجيلهم ولاهل الزبور بزبورهم ولاهل الفرقان بفرقانهم انتهى وهذا القسم الاخير اصل علم الطريقة

الذي وصل الينا من اولاده سيد الاولياء علي كرم الله تعالى وجهه بواسطة المعروف كرخي وبايزيد بسطامي

رضي الله تعالى عنهما ويعمل به في جميع السلاسل للاولياء الكرام واما اهل البيت عند اهل السنة فهم الازواج

المطهرات وبنو فاطمة الذين يقال لهم ال العباء وبنو عباس الذين يقال لهم ال العباس وبنو هاشم ومرويا

كثيرة لا يحصى عددها كما وقع في تذهيب التهذيب وغيره من ان مرويات المرتضى على خمسمائة وست وثمانون

ومرويات فاطمة الزهراء ثماني عشرة ومرويات عائشة الفان ومائتان وعشرون ومرويات حفصة بنت عمر ستون

ومرويات ام سلمة بنت ابي سفيان خمس وستون ومن زينب بنت جحش كثيرة ومن سودا بنت زمعة كثيرة

ومن صفية بنت حيي بن اخطب كثيرة ومن الامام الحسن ثلثة عشر ومن الامام الحسين ثمان ومن عباس بن عبد المطلب

ومن عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما ست مائة وثلثون ومن عقيل بن ابي طالب كثيرة

جہانتک کہ مشکل ہوا اور اہل بیت مطہر پر درود و تحیۃ بھیجا جاتا ہے اور مصنف کا یہ قول کہ سب تفضیلیہ یا دس فرقوں کو جس نے اپنی جمعیت بنا رکھا ہے سب شیعہ تھا اور
پیغمبر رسول خدا کے اہل بیت کے علوم کو زندہ کر دیا قول مذکور الصدر کے آخر تک جس کو میں نے کہا ہوں اور توفیق خدا سے پاک ہی کی طرف سے ہے یہ تمام جھوٹ اور محض
ہے اور بیہودہ خواہش ہے اہل فضل کو زیبا نہیں ہے کہ اپنے مذہب کے اپنے نفس کے واسطے اس کو بیان کریں اور خود ہی اس دعویٰ پر اتفاق کریں اور شیعہ
اہل سنت کا یہ طریق نہیں ہے بلکہ یہ شیعہ کی عادت ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اہل سنت نے جیسا دیکھا کہ دین کا مقصود اور مدعا خدا سے قربت حاصل کرنا ہے
آیات و احادیث کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے اور راوی ان تک پہنچانے والے صحابہ و اہل بیت ہیں جو ان سب سے راضی ہوا اور سب تمام مومنین کے پاس ہیں اہل سنت کے
نزدیک ثقہ اور سچے ہیں ایسے ہی کہ اہل سنت نے روایات صحیحہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور اہل بیت سے پایا اس کو جمع کیا اور تمام امت میں اس کو شائع کر دیا اور
حسب اپنی سمجھ کے صحابہ و اہل بیت میں سے کسی خاص جماعت یا خاص شخص کی روایت پر اکتفا نہ کیا بلکہ جو روایت اہل بیت کی تمام امت میں معلوم ہیں
اور وہ بالکل موافق ہیں [illegible] اہل بیت کی تفسیر [illegible] اور
غیر کی روایات کو بھی بیان کیا ہے اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ مصنف اپنی اس بات میں شیعہ کے مذہب کا مقلد ہے [illegible] کہ جن کی اہل
ہوں اور یہ جو مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ میں نے علوم اہل بیت کو زندہ کیا اور ایک سے زیادہ شائع کیا اس لئے کہ وہ علوم اہل سنت کی کتابوں میں
کامل مرتب اور مشہور ہو چکے تھے [illegible] اور یہ دعویٰ کہ اہل سنت نے تمام علوم اہل بیت کو جمع کر لیا ہے [illegible] اہل بیت کی کتابوں میں
ایسا کہ ساتھ وہ علوم مدون ہو چکے ہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ علوم اہل بیت دو قسم کے ہیں ایک وہ علوم ہیں جن کو انہوں نے [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے دوسری قسم وہ علوم ہیں جن کو انہوں نے آنحضرت صلعم سے بواسطہ پیغمبر کے نقل کیا ہے دوسری قسم وہ علوم ہیں
جن کو انہوں نے اپنی طرف سے افادہ فرمایا ہے اور اس قسم کو علوم لدنیہ کہا جاتا ہے جیسا کہ تفسیر [illegible] میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کا لعاب میرے منہ میں داخل فرمایا پس میرے قلب میں علم کے ہزار
باب مفتوح ہو گئے اور نیز فرمایا اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر ستر اونٹ کا بوجھ مہیا کر دوں اور فرمایا کہ اگر میرے لئے ایک فرش بچھایا جائے
تو میں اس پر بیٹھ کر اہل توریت کے لئے ان کی توریت کے مطابق فیصلہ کروں اور اہل انجیل کے لئے ان کی انجیل کے مطابق اور اہل زبور کے لئے ان کی
زبور کے مطابق اور اہل قرآن کے لئے ان کے قرآن کے مطابق انتہی اور یہی دوسری قسم علم طریقت کی اصل ہے جو ہم کو سینہ بسینہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے حضرت شیخ معروف کرخی اور حضرت بایزید بسطامی کے واسطے سے پہنچا ہے اور تمام اولیاء کرام کے سلسلوں میں
اسی پر عمل کیا جاتا ہے اور لیکن حضرات اہل بیت اہل سنت کے مذہب میں پس وہ ازواج مطہرات اور بنی فاطمہ ہیں کہ ان کو آل عبا کہا جاتا
اور بنی عباس جن کو آل ملائے کہا جاتا ہے اور کل بنی ہاشم ہیں اور ان تمام کی احادیث اس قدر ہیں کہ جن کا شمار کرنا دشوار ہے چنانچہ
تقریب کتاب تہذیب التہذیب میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی حدیثیں پانسو چھیاسی (۵۸۶) ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا کی اٹھارہ ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ
کی دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) ہیں اور حضرت حفصہ بنت عمر کی ساٹھ ہیں اور رملہ بنت ابی سفیان کی پینسٹھ ہیں اور زینب بنت جحش
کی گیارہ ہیں اور سودہ بنت زمعہ کی پانچ ہیں اور صفیہ بنت حیی بن اخطب کی دس ہیں اور حضرت امام حسن کی تیرہ ہیں اور حضرت
امام حسین کی آٹھ ہیں اور حضرت عباس بن عبد المطلب کی پینتیس ہیں اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی (۱۶۶۰) ایک ہزار چھ سو ساٹھ ہیں اور حضرت عقیل بن ابی طالب کی چند ہیں

حمزة بن عبد المطلب كثيرة ومن جعفر بن ابي طالب الهاشمي ذو الجناحين بن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم
كثيرة روى عنه جماعة من الصحابة والتابعين ومن زبير بن العوام كثيرة وام صفية بنت عبد المطلب و
اسماء بنت ابي بكر زوجة الزبير كثيرة ومن فضل بن عباس ابن عبد المطلب كثيرة ومن سلمان الفارسي
واسامة بن زيد مولى رسول الله صلعم وبن مولاه وبلال بن رباح المؤذن وثوبان الهاشمي مولى النبي
صلعم كثيرة ومن اهل البيت لحديث مولى القوم منهم ومن الامام زين العابدين برواية الزهري التي
وصفها الاسانيد في الموطا كثيرة ومن اولاده الامام محمد باقر والامام عبد الله الباهر والامام
زيد الشهيد والامام عمر الاشرف والامام حسين الاصغر كثيرة ومن اولادهم ايضا كثيرة ومن الامام
جعفر الصادق واولاده كثيرة ومن الامام موسى الكاظم واولاده كثيرة ومن الامام علي الرضا و
اولاده كثيرة ومن الامام محمد التقي والامام علي النقي واولاده كثيرة ومن الامام حسن عسكري
وايضا الامام جعفر ومن يكنى بابي كرين كثيرة ومن اولاده وهم الذين يقال لهم رضويون ومن
العلماء العظماء الذين تفاصيلهم مذكورة في كتب النسابة كثيرة ومن اولاد الامام حسن المجتبى
زيد بن الحسن المجتبى واولاده والامام الحسن المثنى واولاده الامام عبد الله المحض والامام
ابراهيم الغمر والامام الحسن المثلث الذي يكنى بابي علي والامام داود والامام جعفر ومن
اولاد الامام عبد الله المحض الذين منهم محدثون اجلاء الامام محمد ذي النفس الزكية والامام
ابراهيم القتيل الباخمري والامام موسى الجون والامام يحيى الديلمي والامام سليمان والامام
ادريس كثيرة وبعض مروياتهم مذكورة في الصواعق المحرقة في مناقب الشيخين ومن اولاد
الامام الحسن المثلث الامام ابي الحسن علي العابد واولاده كثيرة وفي تراجم هؤلاء الاكابر و
فضائلهم كتب كتاب عمدة الطالب في انساب آل ابي طالب فالاحاديث المروية عن جميعهم تبلغ عددا لا
يحصى في كتب اهل السنة مملوة منها والمصنف بسبب دعواه الاحصاء والجمع لهذا العلم ما اتى في
كتابه بجملة مرويات شخص منهم فظهر ان نسبته ومع جميعها والبعض منها الذي اتى به روا
من طرق مجروحة مجروحة تركها علماء اهل السنة عمدا فلذا منهم بانها اليست مما يعتمد
به ويعتقد عليه وسياتي بيان ضعفها في موضعه انشاء الله تعالى واما الطلاق لكونه قرشيا
فلانه تركا من جهة الاباء لا قرشي كما اعترف في لوح هذا الكتاب حيث قال بانه
حسن النعمان محمد بن قاسم بن علي بن ذو الفقار علي بن امام قلي الى ان قال والتركماني
الاسجلوي بالانتساب الابوي انتهى والعبرة في الانساب للآباء واما الانتساب الى

اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی متعدد ہیں اور حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی ذو الجناحین بن عم رسول اللہ صلعم کی متعدد ہیں ان سے صحابہ
و تابعین کی بڑی جماعت نے روایت کی ہے اور حضرت زبیر بن العوام کی متعدد ہیں اور ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب کی اور اسماء
بنت ابی بکر زوجہ حضرت زبیر کی متعدد ہیں اور فضل بن عباس بن عبد المطلب کی متعدد ہیں اور حضرت سلمان فارسی و اسامہ بن زید کی کہ
خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن خادم آپکے تھے اور بلال بن رباح موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ثوبان ہاشمی خادم حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی متعدد ہیں اور یہ حضرت بھی اہل بیت میں داخل تھے کیونکہ حدیث میں وارد ہوا ہے (قوم کا غلام بھی قوم میں داخل ہے)
اور احادیث حضرت امام زین العابدین کی زہری کی روایت سے جو موطا میں اعلی درجہ کی سند ہے متعدد ہیں اور انکی اولاد امام محمد باقر و امام
عبد اللہ باہر و امام زید شہید و امام عمر اشرف و امام حسین اصغر کی حدیثیں بہت سی ہیں اور انکی اولاد کی اولاد سے بیشمار حدیثیں مروی ہیں اور
امام جعفر صادق اور ان کی اولاد سے متعدد ہیں اور امام موسے کاظم اور ان کی اولاد سے متعدد ہیں اور امام علی رضا اور اون کی
اولاد سے بہت ہیں اور امام محمد تقی سے اور امام علی نقی سے اور انکی اولاد سے بہت ہیں اور امام حسن عسکری اور ان کے بھائی امام جعفر
سے جن کی کنیت ابو کریں تھی بہت ہیں اور ان کی اولاد سے کہ جنکو رضویہ کہتے ہیں اور ان میں بڑے بڑے علما ہوئے ہیں کہ جنکی
تفصیلیں انساب کی کتابوں میں مذکور ہیں بہت حدیثیں مروی ہیں اور امام حسن کی اولاد یعنے امام زید بن حسن مجتبے اور ان کی
اولاد و امام حسن مثنے اور اون کی اولاد و امام عبد اللہ محض اور امام ابراہیم غمر و امام حسن مثلث جن کی کنیت ابو علی ہے
اور امام داؤد و امام جعفر سے بہت ہیں اور امام عبد اللہ محض کی اولاد کہ جن میں بعض جلیل القدر محدث ہیں یعنے
امام محمد صاحب نفس زکیہ و امام ابراہیم قتیل باخمرہ و امام موسے جون و امام یحیے دیلمی و امام سلیمان و امام ادریس
بہت ہیں کہ بعض اونمیں کی صواعق محرقہ میں فضائل شیخین کے باب میں مذکور ہیں اور امام حسن مثلث کی اولاد یعنے
امام ابو الحسن علی عابد اور اون کی اولاد سے بہت ہیں اور انہیں سادات کے احوال و فضائل میں کتاب عمدۃ المطالب
فی آل ابی طالب مدون ہوئی ہے پس ان تمام مذکورین سے جس قدر حدیثیں مروی ہیں اون کا شمار
کرنا دشوار ہے اور اہل سنت کی کتابیں اون سے مالا مال ہیں اور مصنف نے باآنکہ ان تمام علوم کو ہیچ و ژند کرنے کا
دعوی پہلا اپنی کتاب میں اہل بیت مذکورین میں سے ایک شخص کی حدیثوں کو بھی بیان نہیں کیا سب کی کل حدیثوں کا زند
وجمع کرنا تو کجا اور بعض حدیثیں جو بیان کی ہیں سو ایسے مجروح و مجروح طریقوں سے کہ جن کو علماے اہل سنت
نے درشتی چھوڑ دیا ہے نا قابل و غیر معتبر سمجھکر اور اون کے بیان عنقریب اپنے مقام میں آئے گا اگر خدا نے
چاہا اور لیکن قریشی ہونے کا دعوے جو مصنف نے کیا ہے اس وجہ سے باطل ہے کہ مصنف باپ دادا کی
طرف سے قریشی نہیں ہے بلکہ ترکمانی ہے چنانچہ اپنی کتاب کے دیباچہ میں خود اس نے اقرار کیا ہے جہاں پر یہ لکھا ہے کہ مؤلف کتاب
حسن الزمان محمد بن قاسم علی بن ذو الفقار علی بن امام قلی تا آنکہ گفتہ ترکمانی اسجلوی ہی باپ کی طرف سے انتہی اور نسب میں اعتبار باپ دادا کا ہوتا ہی اور ماں

غيرهم فقد ورد منه التحذير العظيم في الشرع فكيف ينتسب الى غيرهم ويفتخر به اما التحذير فقد
روى في صحيح البخاري عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من انتسب الى غير
ابيه او تولى الى غير مواليه فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين والاحاديث في هذا الباب
كثيرة مشهورة فلا نطيل الكتب بذكرها فلما منع من الانتساب الى نسب غير الاب مطلقا فكيف الى
اشرف الانساب الذي هو نسب سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم اعاذنا الله من الكذب عليه وعلى
ابنائه واوليائه من عترته وحشرنا في زمرة اهل البيت النبوي المعظم والمكرم فانا من محبيهم وخدمة
جنابهم ومن احب قوما رجا ان يكون معهم بنص الحديث الصحيح وقد قال ابن حجر الهيتمي في الصواعق
المحرقة في نسبه صلى الله عليه وسلم ينبغي لكل احد ان يكون له غيرة على هذا النسب الشريف وضبطه
حتى لا ينتسب اليه صلى الله عليه وسلم احد الا بحق ولم يزل انساب اهل البيت النبوي مضبوطة على
تطاول الايام واحسابهم التي بها يتميزون محفوظة عن ان يدعيها الجهال واللئام قد الهم الله من يقوم
بتصحيحها في كل زمان ومن يعتني بحفظ تفاصيلها في كل اوان خصوصا انساب الطالبيين والمطلبيين ولكن
ثم وقع الاصطلاح على اختصاص الذرية الطاهرة بني فاطمة من بين ذوي الشرف كالعباسيين والجعافرة
بلبس الاخضر اظهارا لمزيد شرفهم واما فضل القريش على غيرهم فقد اخرج البخاري في الادب والحاكم
والبيهقي عن ام هانئ ان النبي صلى الله عليه وسلم قال فضل الله قريشا بسبع خصال لم يعطها احد
قبلهم ولا يعطاها احد بعدهم فضل الله قريشا اني منهم وان النبوة فيهم وان الحجابة فيهم وان السقاية
فيهم ونصرهم على الفيل وعبدوا الله عشر سنين لا يعبده غيرهم وانزل الله فيهم سورة من القران لم يذكر
فيها احد غيرهم لايلاف قريش انتهى واما بطلان كونه من المجددين الدين فلانه لا يوجد فيه شرط
من شروط التجديد فضلا من ان يتصف بجميع الشروط التي يصح بها كونه مجددا اقلها التفقه
واقرب الناس الى المجددية المحدثون القدماء كالبخاري ومسلم واحمد بن حنبل قال احمد بن المنادي
سال رجل احمد بن حنبل اذا حفظ الرجل مائة الف حديث هل يكون فقيها قال لا قال فمائتي الف
حديث قال لا قال فثلث الف مائة حديث قال لا قال فاربعمائة الف حديث قال نعم قال ابو الحسين فسالت
جدي كم كان يحفظ احمد قال اجاب عن ستمائة الف حديث قال ابو اسحق لما جلست في جامع المنصور
للفتيا ذكرت هذه المسئلة فقال لي رجل فانت تحفظ هذا المقدار حتى تفتي الناس قلت لا انما افتي
بقول من يحفظ هذا المقدار انتهى وقال صاحب الصواعق الالهية في الرد على الوهابية في صفحة ٣٣
... وقال الامام ابو بكر الهروي اجمعت العلماء قاطبة على انه لا يجوز لاحد ان يكون اماما في الدين والمذهب

غیر کی طرف نسبت بیان کرتے ہیں بڑی مخالفت شرعی وارد ہے بہر کیون کہ مصنف اپنے کو غیر آبا کی طرف نسبت کرکے افتخار کرتا ہے اور مخالفت شرعی کی دلیل وہ حدیث ہے جو بخاری مین بروایت حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہا انہون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ اپنے باپ کے غیر کے طرف اپنا نسب لگاوے یا اپنے آقاون کے غیر سے اپنی غلامی بتاوے تو اوس پر خدا اور ملائکہ اور تمام لوگون کی پھٹکار ہے اور حدیثین اس باب مین کثیر و شایع ہین لہذا اون کے ذکر سے اس کتاب کو ہم دراز نہین کرتے ہین پس جبکہ باپ کے غیر کے طرف نسب لگانا مطلق منع ہوا پھر کیونکر نہ منع ہوگا نسب لگانا اوس غیر اب کی طرف کہ جو اشرف و بہترین انساب ہے یعنی نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہم کو بچاوے حضرت پر اور آپکی اولاد و احباب پر جھوٹ جوڑنے سے اور اہل بیت نبوی کے زمرہ مین جو عظمت و کرامت والا ہے ہم کو اوٹھاوے اس لیے کہ ہم اونکو دوست رکھتے ہین اور اونکی درگاہ مقدس کے خادم ہین اور جو شخص دوست رکھتا ہے کسی قوم کو اوس کی بقا یہی ہوتی ہے کہ اون کے ساتھ ہووے جیسا کہ حدیث صحیح کی نص سے ثابت ہے اور ابن حجر ہیتمی نے صواعق محرقہ مین نبی صلعم کے نسب شریف کے بابت کہا ہے کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اس نسب شریف کے ضبط پر غیرت رکھے تاکہ غیر شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مین خلاف حق ناحق لگاوے اور اہل بیت نبوی کے انساب ہمیشہ سے مضبوط رہے ہین اور اون کے حالات خاصہ محفوظ رکھے گئے ہین اس امر سے کہ جہال و نالایق ان کا دعوی کرین ہمیشہ ہر زمانہ مین حق تعالی الہام فرماتا رہا ہے برگزیدہ اشخاص کو اونکی نسبت قایم رکھنے کا اور اونکی حفظ تفاصیل کا ہر وقت مین اہتمام رکھنے کا خاصکر بنی طالب و بنی مطلب کے انساب کیلیے اور یہین سے اصطلاح واقع ہوگئی ہے نسبت اولاد حضرت فاطمہ کو خاص سبز لباس کیساتھ کہ جو دوسرے ذوی شرف انساب عباسین و جعافرہ وغیرہ ہاشمیین سے اون کی سیادت و زیارت شرف کے ظاہر کرنے کے واسطے رہا قریش کا فضل اون کے غیر پر اوس کے ثبوت مین بخاری مفرد ادب مین اور حاکم و بیہقی نے ام ہانی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے قریش کو سات خصال مین فضیلت بخشی ہے کہ وہ اون سے پہلے کسی کو دیگئی نہین اور نہ اون کے بعد والون کو دی جاینگی ایک فضیلت قریش کو یہہ ہے کہ مین اون مین سے ہون دوسری فضیلت یہہ ہے کہ نبوت اون مین ہے تیسری یہہ ہے کہ کعبہ شریف کی دربانی اون مین ہے چوتھی یہہ کہ پانی پلانا حجاج و زوار کعبہ کو اون مین ہے پانچوین یہہ کہ خدا نے اصحاب فیل پر اون کو نصرت دی چھٹی یہہ کہ دس برس تک انہون نے خدا کی عبادت کی اس طرح پر کہ اون کے سوا اوس وقت کوئی موحد نتھا ساتوین یہہ کہ قرآن مین خدا نے ایک سورت خاص قریش کے باب مین نازل فرمائی ہے اوس مین اون کے غیر کا ذکر نہ کیا وہ سورہ **لایلف** ہے انتہی اور لیکن باطل ہونا مصنف کے مجدد ہونیکا وہ اسوجہ سے ہے کہ مصنف مین تجدید کی شرطون مین سے ایک شرط بھی موجود نہین ہے چہ جائیکہ تمام شرطین تجدید کی کہ جن پر اون کا مجدد ہونا موقوف ہے اوسمین پائی جائین صاحب تفہیمات نے کہا ہے کہ مجدد ہونیکے قریب تر لوگون مین اگلے محدثین ہین جیسے امام بخاری و مسلم و امام احمد بن حنبل احمد بن مناوی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ جب کسی شخص کو ایک لاکھ حدیثین یاد ہوون تو کیا وہ فقیہہ یعنی مجتہد ہو جاتا ہے فرمایا نہین کہا اگر دو لاکھ حدیثین یاد ہوون فرمایا نہین کہا اگر تین لاکھ یاد ہوون فرمایا نہین کہا اگر چار لاکھ یاد ہون تب کہا ہان یعنی ہو سکتا ہے ابو الحسین نے کہا ہے کہ مین نے اپنے دادا سے پوچھا کہ امام احمد بن حنبل کو کسقدر حدیثین یاد تہین کہا کہ جواب دیا امام نے چھ لاکھ حدیثین ابو بختری نے کہا ہے کہ جب مین جامع منصور مین فتوے دینے کو بیٹھا تو یہی مسئلہ کا ذکر کیا پس مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا تم کو چار لاکھ حدیثین یاد ہین جسکی بنا پر تم لوگون کو فتوے دیتے ہو مینے کہا نہین مین تو صرف فتوے اوس شخص کے قول پر دیتا ہون جسکو یہہ مقدار یاد ہوا انتہی اور صاحب صواعق الہیہ نے اسی کتاب کے صفحہ (۳۳) مین کہا ہے کہ (ابو بکر ہروی کا قول ہے کہ تمام علماے اہل سنت کا اتفاق ہے اسپر کہ کسی شخص کو دین و مذہب مین امام ہونا جایز نہین ہے۔

المستفيد حتى يكون جامعاً لهذه الخصال وهي ان يكون حافظاً للغات العرب اختلافها ومعاني اشعارها
واصنافها واختلاف العلماء والفقهاء ويكون عالماً فقيهاً وحافظاً للاعراب وانواعه والاختلاف عالماً
بكتب الله حافظاً له ولاختلاف قراءته واختلاف القراء فيها عالماً بتفسيره ومحكمه ومتشابهه وناسخه
ومنسوخه وقصصه عالماً باحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم مميزاً بين صحيحها وسقيمها ومتصلها ومنقطعها
ومراسيلها ومسانيدها ومشاهيرها واحاديث الصحابة موقوفها ومسندها ثم يكون ورعاً دينا صائناً لنفسه
صدوقاً ثقة يبني مذهبه ودينه على كتب الله وسنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا جمع هذه الخصال
يجوز ان يكون اماماً وجاز ان يقلد ويجتهد في دينه وفتاويه واذا لم يكن جامعاً لهذه الخصال او اخل
بواحدة منها كان ناقصاً ولم يجز ان يكون اماماً وان يقلده الناس الى ان قال ولو ذهبنا نحكي من حكي الاجماع
لطال وفي هذا الكفاية للمسترشد وانما ذكرت هذه المقدمة لتكون قاعدة يرجع اليها فيما نذكره فان
اليوم ابتلي الناس بمن ينتسب الى الكتب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالي من خالفه واذا طلبت
منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يجب على الناس الاخذ بقوله وبمفهومه ومن خالفه
فهو كافر عنده هذا وهو لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال اهل الاجتهاد ولا والله عشر واحدة ومع
هذا اعوج كلامه على كثير من الجهال فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ انتهى بقدر الحاجة واما بطلان كونه
عالما قرشي بسبع طباق الارض على ما تقدم في الخطبة باحسن الوجوه فلا نعيدها قال اشهد ان لا اله
الا الله رباً رؤفاً ملكاً كبيراً صمداً سبوحاً قدوساً رحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما واحد الاشريك له
واشهد ان محمداً عبده ورسوله ووده ومقبوله ورضيه وخليله وحبيبه فارد الاشبيه له امنا
بالله كما هو في ذاته الاحدية وصفاته الواحدية وملائكته وكتبه ورسله وانبيائه وما
ورد من الامر في اليوم الاخر والقدر من الله القدير القادر اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما
صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد وبارك على محمد وعلى آل محمد لما باركت
على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم اجعل صلواتك وبركاتك على محمد النبي وازواجه
امهات المومنين وذريته واهل بيته كما صليت على آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم وعلى حملة
عرشك الذين لا يفترون من تسبيحك ولا يسئمون من تقديسك والملئكة الذين اختصصتهم لنفسك
اللهم وصل على رسولك وانبيائك من آدم الى الخاتم اللهم واتباع الرسل عامة اللهم واصحاب
حبيبك مولنا محمد خاصة الذين احسنوا الصحابة وابلوا البلاء الحسن في نصره وكانفوه واسرعوا
الى وفادته وسابقوا الى دعوته اللهم والتابعين لهم باحسان اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا

جب تک یہہ چند خصال اوسمین نہ ہون اور وہ خصال یہ ہین لغات عرب کا حافظ ہونا مع اختلاف لغت کے اشعار عرب کے معانی کو جاننا
مع اونکی اقسام کے اور اختلاف علماء و فقہا کو جاننا اور ذی علم تجہدار ہونا علم نحو سے مسائل مسلمہ و مختلف فیہا سے ماہر ہونا قرآن شریف کا
عالم ہونا اور سارا اوس کو یاد رکہنا مع اوس کے اختلاف قرارت و اختلاف قراء کے اور قرآن کی تفسیر اور اوس کے محکم و متشابہ و ناسخ و منسوخ
و قصص کا عالم ہونا احادیث رسول اللہ سے واقف ہونا مع انکے صحیح و سقیم و متصل و منقطع و مرسل و مسند و مشہور وغیرہ کے اور اسی طرح احادیث
صحابہ سے واقف ہونا اور اونکے موقوف و مسند کے پہر پرہیزگار دیانت دار نفس کو نگاہ رکہنے والا راست گو معتبر ہونا کہ اپنے مذہب و
دین کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر مبنی کرتا ہو پس جبکہ ان خصال کا جامع ہو تو اوس کو امام ہونا جایز ہے اور یہہ لوگ اوس کی تقلید
کرین اور وہ اپنے دین و احکام مین اجتہاد کرے اور جب کہ یہ سب خصال اوس مین نہ ہون یا ایک بہی آن مین سے کم ہو تو وہ شخص
ناقص رہیگا اور اوس کا امام ہونا درست نہ ہوگا اور نہ لوگون کا اوسکی تقلید کرنا جائز ہوگا یہان تک کہ کہا ہے کہ اگر ہم اس مسئلہ مین
اتفاق علماء کے اقاویل کو بیان کرنا چاہین تو کتاب دراز ہوجائے اور اسی قدر کافی ہے طالب رستی کے واسطے اور یہہ مقدمہ اس لیئے
ہم نے ذکر کیا ہے کہ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہوجائے اون مباحثہ کے لئے جن کا ہم آگے ذکر کرینگے اس لیئے کہ آج کل مسلمانون کو ایک ایسے شخص
سے سابقہ پڑا ہے کہ جو کتاب و سنت کی طرف اپنے کو منسوب کرتا ہے اور اون کے علوم سے مسائل نکالتا ہے اور کسی کے مخالف ہونے سے
کا کسیطرح خوف نہین رکہتا ہے اور جب علماء پر اپنا کلام پیش کرنیکے واسطے کہا جاتا ہے تو پیش نہین کرتا ہے بلکہ اپنے ہی قول و مفہوم پر عمل
کرنا لوگون پر واجب کرتا ہے اور جو شخص اوس کے قول سے مخالف ہو تو اوس کے نزدیک کافر ہے تو اوس کی حالت اور اوس
ساتہہ کیفیت یہہ ہے کہ اوس مین مجتہدین کے اوصاف مین سے ایک وصف بہی موجود نہین ہے بلکہ سچا ایک وصف کا دسوان حصہ بہی بالکل
نہین ہے اس پر اپنے کلام کو بہت سے جاہلون مین شایع کر دیا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ تمام ہوا بقدر حاجت اور لیکن
مصنف کے اس دعویکا بطلان کہ مین قریشی عالم ہون جسکا علم روئے زمین پر پہیلنے کی حدیث مین بشارت وارد ہے پس مقدمہ مین بخوبی ذکر
ہو چکا ہے لہذا یہان ہم اوس کا اعادہ نہین کرتے کہا مصنف نے (مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہیں سوا خدا کے جو پروردگار مہربان
بادشاہ بزرگ بے نیاز پاک و پاکیزہ دنیا و آخرت مین رحمن و رحیم ہے یکتا ہے کہ جس کا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد اوس کے بندے اور رسول
و محبوب و مقبول و رضی و خلیل و حبیب ہین ایسے یکتا ہین کہ جنکا نظیر نہین ہے اور ہم خدا پر ایمان لائے جیساکہ وہ ہے اپنی ذات احدیت اور اپنی صفات واحدیت مین اور اوس کے
فرشتون اور کتابون اور تمام رسولون و انبیاء پر اور اون امور پر جو آخرت مین ہونیوالے ہین اور خدائے قدیر قادر کی اشیاء کو مقدر فرمانے پر اے خدا درود بہیج محمد
پر اور آل محمد پر جیساکہ تو نے درود بہیجا ابراہیم و آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اے خدا اپنی رحمتین اور برکتین نازل کر محمد نبی پر اور اونکی بیبیون پر کہ مومنون کی
مائین ہین اور اون کی اولاد و اہل بیت پر جیساکہ رحمت نازل کیا تو نے آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اے خدا اپنے عرش کے اٹہانیوالے فرشتون پر جو کہ تیری تسبیح
سے سستی نہین کرتے اور تیری تقدیس سے نہین تہکتے اور اون فرشتون پر جنکو تو نے اپنی ذات کیلئے خاص کیا ہے اور پیدا اور سردار تمام نبیون پر اوس کو کیا خاتم الانبیاء یہانتک آئے اور رسولونکی تابعین پر اے خدا اور
حبیب ہمارے مولیٰ محمد کے اصحاب پر جو بہترین صحابہ تہے اور راحتی آزمایش مین آزمائے گئے حضرت کے مدد کرنے مین اور
محافظ ہوئے حضرت کے اور حضرت کا پیغام پہنچانے مین جلدی کی اور دعوت اسلام کو جلد قبول کیا اور پیروی کرنیوالے نیکی مین جو کہ کہتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار بخشدے ہمکو اور ہمارے بہائیون کو

الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ انتهى قوله ان
امهات المومنين وذريته واهل بيته ۲ اقول ومن الله التوفيق في افراد الازواج من اهل البيت مع نقل عمها
عليهم والفصل بالذرية بينهما ايماء الى انهما خارجة منهم وفي الاتيان بهم بعد الذرية تلميح الى توهم
ان الذرية لا من الازواج فحصل بهذين الكلامين قياس على الترتيب الشكل الثاني ان اهل البيت هم
الذرية والازواج ليست بذرية فاهل البيت ليسوا بالازواج وينعكس الى ان الازواج ليست باهل البيت
ويؤيده ما قال صاحبه في ازالة الخفاء في صفحه ۲۱۱ حضرت عائشه ام المومنين محبت اهل بيت نبوى انتهى
يعني انها من محبيهم لا منهم ويؤيده ايضا انه لم يرو في هذه الكتب عنهن حديثا ولا اثرا استقلالا الا
مع ان موضوع مباحث هذه الكتب علوم اهل البيت لا غيرهم وهذا القياس فاسد لان صغراه متنوعة
مخالفة لمذهب اهل السنة لان الازواج المطهرات عندهم من اهل بيت نبي صلى الله عليه وسلم اصالة
والذرية داخلة فيهم تبعا كما نص عليه في التحفة حيث قال في صفحة (۲۳۱) منها البتى و محققين برانند که مرید
آیت رد نجاست ازواج و اثبت الحكم العبرة لعموم اللفظ لا بخصوص السبب جميع اهل بيت در بين بشارت و اخلند و جناب
پیغمبر صلعم این دعا در حق چهار کس موصوف فرمود و قطع تخصیص سبب بود و نیز قرابین خصوصیت بازواج نسابق و لاحق کلام در یافته نرسید
که مبادا خاص بازواج باشد و لهذا در روایة صحیح بیهقی مثل این معامله با حضرت عباس و پسران او نیز ثابت شده و مدعای آن
حضرت صلعم همین بود که جمیع اقارب خود را در لفظ اهل البیت که در خطاب الهی وارد شده و اخل سازند مانند آنکه پادشاه کریم
یکے از صاحبان خود را بفرماید که اهل خانه خود را حاضر کن تا خلعت دهم و نوازش فرمایم این صاحب عالی همت همه متوسلان خود
را گوید که اینها اهل خانه من اند تا در خلعت و نوازش پادشاهی بر همه را نصیب باشد انتهى لقد رجاءت قوله على حملة العلم
الذين لا يفترون من ابتهالات ولا يسئمون من نقل بيشة اقول فيه براعة ظاهرة لما بسطه في هذا
الكتب من عقايد والمجسمة المشبهة ان الله تعالى جالس على عرشه فوق سبع سموات بائن من
خلقه وجلاله على كرسيه ليس باعور يضحك وينزل الى سماء الدنيا على الحقيقة ونحو تبليغ لهذه
العقائد الفاسدة في حاشية صفحة ۱۲۳ برواية محمد بن اسحق الذي هو من المدلسين عند المحققين
كما سياتي في تلك الصفحة من لم يقر ان الله تعالى على عرشه قد استوى فوق سبع سموات فهو كافر
بربه يستتاب فان تاب والا ضربت عنقه والقي على بعض المزابل حيث لا يتاذى المسلمون او لا
المعاهدون بنتن ريحه وكان ماله فيئا لا يرثه احد من المسلمين اذ المسلم لا يرث الكافر كما
قال صلعم انتهى وهذه العقيدة المردودة من مزعومات اهل البدعة ردها علماء اهل السنة سلفا

جو ایمان مین ہم سے پہلے گذر گئے ہین بخش دے اور ہمارے دلون مین مومنون کے طرف سے کدورت نہ رکھ اے ہمارے پروردگار بیشک تو مہربان
اور رحیم ہے۔ انتہی یہہ جو مصنف کا قول ہے اور اون کی بیبیون پر جو مومنین کے مائین ہین اور اونکی اولاد اور اہل بیت پر مین کہتا ہون اور
خدا ہی کے طرف سے توفیق ہے ازواج کو اہل بیت سے جدا کرنے مین اونکو اہل بیت پر مقدم کرنے کے ساتھہ اور اولاد سے اون دونون مین فرق کرنے
مین اشارہ ہے اسکے طرف کہ ازواج اہل بیت سے خارج ہین اور اہل بیت ذریت کے بعد لانے مین اشارہ ہے اس طرف کہ اہل بیت ذریت مین
ہین نہ ازواج مین سے پس ان دونون کلام کے ملانے سے شکل ثانی کی ترتیب پر یون قیاس مرتب ہوا کہ اہل بیت ذریت مین سے ہین اور ازواج
ذریت مین سے نہین پس اہل بیت ازواج نہین اور اس کا عکس یون ہوگا کہ ازواج اہل بیت نہین ہین اور اسی کو موئد ہے جو مصنف کے
شاگرد نے ازالۃ الخفا کے صفحہ (۱۱) مین کہا ہے (حضرت عائشہ ام المومنین محب اہل بیت تہین) انتہی مراد یہہ ہے کہ حضرت عائشہ اہل بیت کو
دوست رکھنے والی تہین نہ یہہ کہ اہل بیت تہین اور نیز اس کا موئد ہے یہہ کہ مصنف نے اس کتاب مین ازواج مطہرات سے مستقل طور پر
نہ کوئی حدیث روایت کی نہ کوئی اثر بلا کہ اس کتاب کے مباحث کا موضوع اہل بیت کے علوم ہین اور انکا غیر اور یہہ قیاس فاسد ہے اس لئے کہ
اسکا وقوع ممنوع ہے اور مذہب اہل سنت کے مخالف ہے کیونکہ ازواج مطہرات اون کے نزدیک اسما اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین اور حضرت کی
اولاد اون مین داخل ہین تبعا جیسا کہ تحفہ مین اس کی تصریح کی ہے جہان پر کہ صفحہ (۲۲۴) مین لکہا ہے (اور محققین اہل سنت اس پر ہین کہ ہر چند
یہہ آیت ازواج کے خطاب مین واقع ہے لیکن چونکہ عموم لفظ کا اعتبار ہے نہ خصوص سبب کا کل اہل بیت اس بشارت مین داخل ہین
اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہہ دعا چار اشخاص موصوف کے حق مین فرمائی بلحاظ خصوص سبب کے تہی اور نیز ازواج خاص کی قرینہ
کلام الہی کے سابق و لاحق مین پا کر حضرت کو خیال پیدا ہوا کہ مبادا یہہ بشارت ازواج ہی کیلئے خاص ہو اسی وجہ سے بیہقی کی صحیح روایت
مین اس معاملہ کے مثل حضرت عباس اور اونکی اولاد کے حق مین بہی ثابت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدعا یہی تہا کہ اپنی تمام اقارب کو اہل بیت کے
لفظ مین جو کہ خدا کے کلام مین وارد ہوا ہے داخل کردیوین جس طرح سے کہ بادشاہ کریم اپنے کسی مصاحب کو حکم کرے کہ اپنے تمام اہل خانہ کو حاضر کر تا مین
اون پر خلعت وغیرہ سے نوازش کرون یہہ مصاحب عالی ہمت اپنی کل علاقہ دارون کو فراہم لاکر کہدیوے کہ یہہ سب میرے گہر کے
لوگ ہین تاکہ بادشاہی خلعت و عطیہ مین سب حصہ دار ہوجاوین قولہ اور اپنے عرش کے اوٹہانے والون پر جو کہ تیری تسبیح سے سستی نہین
کرتے انتہی مین کہتا ہون کہ اس قول مین مصنف پر طعن استدلال ہے اون عقاید کے لئے جو مصنف نے اس کتاب مین بسط کے ساتھہ
لکہی ہے یعنے مجسمہ و مشبہہ کے عقاید کہ اللہ تعالی نے اپنی عرش پر بیٹہا ہے اپنے سات آسمانون سے اوپر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے اس کے
دونون پیر اوسکے کرسی پر ہین کانا نہین ہے فائدہ یعنی دونون آنکہین اوسکی صحیح و سالم ہین ہنستا ہے اور نیچے سے آسمان کی طرف حقیقتا اوترتا ہے
اور ان عقائد فاسدہ کی تبلیغ کو صفحہ ۱۳۲ کے حاشیہ مین صفحہ ۵ محمد بن اسحاق کی روایت جو کہ محققین کے پاس اس تہا جیسا کہ اوسمین
اوسکا اسطرح پر لکہا ہے (جو شخص کہ اقرار نکرے اسکا کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر بیٹہا ہے سات آسمانون کے اوپر وہ اپنے رب کا منکر ہے اوس سے توبہ
کرائی جاوے اگر توبہ کرے تو خیر ورنہ اوسکی گردن ماری جاوے اور گہوڑے پر پہینکا جاوے تاکہ مسلمان اور ذمی کفار اوسکی بدبو سے ایذا نپاوین اور اسکا مال غنیمت کا حکم رکہتا
نہ وارث ہوگا اوسکا کوئی مسلمان اسلئے کہ مسلم کو کافر کا ترکہ نہین پہونچتا جیسا کہ حضرت صلعم نے فرمایا انتہی اور یہہ مردود عقیدہ اہل بدعت کے عقاید سے ہے نہ اہل سنت سلف کے

وخلفا كما مر بيانه منه في المقدمة وسياتي بقيته في مقامه ان شاء الله تعالى قوله اللهم واتباع الرسل
عامة واصحاب حبيبك مولانا محمد خاصة الذين احسنوا الصحابة وابلوا البلاء الحسن الخ اقول و
من الله التوفيق اورد هذه العبارة مقتبسا من الصحيفة السجادية التي هي كالصحيفة الالهية وكالزبور القرآن
لدى الشيعة في الدعوة والصلوة تنشيطا لقلوب الامامية وتغليطا لما زعمه اهل السنة والجماعة وايقاد
النار النائرة التي هي في قلوب الطائفتين كامنة ولذا تصرف فيها بالنقص والزيادة كي يدفع ما اراده
اهل السنة ويثبت ما رامه الامامية وتفصيله ان اهل السنة قائلون بان الصحابة كلهم عدول من
ابغض واحدا منهم او تكلم فيه بشيء فهو مبتدع ضال زنديق داخل في زمرة اهل الشناعة وخارج عن
دائرة اهل السنة والجماعة كما قال ابن حجر في الصواعق المحرقة اعلم ان الذي اجمع عليه اهل السنة والجماعة
انه يجب على كل مسلم تزكية جميع الصحابة باثبات العدالة لهم والكف عن الطعن فيهم والثناء عليهم
فقد اثنى الله سبحانه عليهم في آيات من كتابه منها قوله تعالى كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ فاثبت
الله لهم الخيرية على سائر الامم ولا شيء يعادل شهادة الله لهم بذلك لانه تعالى اعلم بعباده وما
انطووا عليه من الخيرات وغيرها بل لا يعلم ذلك غيره تعالى فاذا شهد تعالى فيهم بانهم خير الامم وجب
على احد اعتقاد ذلك والايمان به والا كان مكذبا لله في اخباره ولا شك ان من ارتاب في حقية
شيء مما اخبر الله او رسوله به كان كافرا باجماع المسلمين انتهى بقدر الحاجة وقال امام عصره ابو زرعة
الرازي من اجل شيوخ المسلم اذا رأيت الرجل ينقص احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاعلم انه زنديق وذلك ان الرسول حق والقرآن حق وما جاء به حق وانما ادى الينا كله الصحابة فمن جرحهم
انما اراد ابطال الكتاب والسنة فيكون الجرح به الصق والحكم عليه بالزندقة والضلالة والكذب والفساد
هو الاقوم الاحق وقال ابن حزم الصحابة كلهم من اهل الجنة قطعا وانه لا يدخل احد منهم النار لانهم
المخاطبون بالآية انتهى كذا في الصواعق وذهب جمهور العلماء الى ان الصحابة كلهم عدول قبل فتنة عثمان
وعلي وكذا بعدها كذا في شرح فقه الاكبر وقال ابن دقيق العيد في عقيدته وما نقل فيما شجر بينهم
واختلفوا فيه فمنه باطل وكذب فلا يلتفت اليه وما كان صحيحا اولناه بتاويلات حسنة لان الثناء
عليهم من الله سبق وما نقل من الكلام اللاحق محتمل التاويل والمشكوك والموهوم لا يبطل المحقق
والمعلوم هذا وقال الشافعي تلك دماء طهر الله ايدينا عنها فلا نلوث السنتنا بها انتهى كذا في
شرح فقه الاكبر والشيعة يعتقدون ان بعض الصحابة بل اكثرهم منافقون قد ارتدوا واتلفوا الدين
وغصبوا الخلافة من مستحقيها وجاروا على الامام الحق وافسدوا بين الخلق نعوذ بالله من هذه

خلفائے ثلثہ اس کا رد کرتے آئے ہیں چنانچہ اس کا کچھ بیان مقدمہ میں گذر چکا ہے اور باقی اپنے مقام میں اگر خدا نے چاہا مذکور ہوگا مصنف کا
قول ہے خدا اور رسول انکے پیروؤں پر عموماً اور اپنے حبیب رسول خدا کے یاروں پر خاص کر جنہوں نے صحبت کو اچھی طرح سے کیا
اور اطاعت میں اچھی طرح ساتھ لگے رہے انتہیٰ میں کہتا ہوں کہ اس عبارت کو مصنف نے صحیفہ سجادیہ سے اخذ کیا ہے جو کہ صحیفہ آلِ محمد اور قرآن کے مثل
شیعوں کے مذہب میں سمجھا جاتا ہے اسوجہ [illegible] اقتدار سے امامیہ کے قلوب خوش کرتے اور اہل سنت کا رد کرتے اور جھگڑے کی
آگ بجھانا [illegible] کے [illegible] ہوئی ہے اور [illegible] کی [illegible] کرکے اصل عبارت میں [illegible] کیا ہے تا [illegible]
استدلال اس عبارت سے [illegible] ہوجاوے اور امامیہ کا مطلب ثابت ہوجاوے [illegible] اہل [illegible] کے مذہب میں صحابہ
[illegible] ایک [illegible] کہا گیا [illegible] الزام [illegible] شخص [illegible] گروہ [illegible] داخل
اور اہل سنت کی [illegible]
ہے کہ کل صحابہ کی صفائی اور انکی [illegible] اثبات [illegible] اور [illegible] کیا [illegible]
کہ حق سبحانہ نے کلام مجید کی بہت سی آیتوں میں انکی مدح فرمائی ہے [illegible] قول خدا [illegible] کہ [illegible] کی اطاعت
[illegible] گئی ہے [illegible] تمام امتوں سے بہتر ہونا ثابت فرمایا [illegible] ولی [illegible]
ہوسکتی ہے اس لئے کہ حق تعالے [illegible] کا حال [illegible] ہے [illegible] کا
علم ہی نہیں ہے [illegible] تمام امتوں سے افضلیت بیان فرمائی ہے جو شخص [illegible]
حق تعالے کو جھٹلانا لازم آئیگا اور [illegible] کہ جو شخص [illegible] اور [illegible] رسول [illegible] کے حق [illegible]
اسلام کے اجماع سے کافر ہوجائیگا تمام ہوا یہ کلام [illegible] اور امام وقت [illegible] جو کہ مسلم [illegible]
ہے [illegible] کو [illegible] کسی صحابی کی [illegible] کرتا ہے تو [illegible] کہ رسول [illegible] اور قرآن [illegible]
ہے اور قرآن کا [illegible] صحابہ [illegible] سمجھا ہے اور تمام قرآن [illegible] ہم [illegible] ہے پس جو کہ صحابہ [illegible] کرتا ہے [illegible]
کتاب و سنت [illegible] ایسی جرح [illegible] شخص [illegible] اسی طرح [illegible] میں [illegible]
میں لکھا ہے [illegible] کہ تمام صحابہ [illegible] حضرت [illegible] اسی طرح [illegible]
اور ابن دقیق العید نے اپنے عقیدہ میں لکھا ہے (اور جو کچھ صحابہ کے باہمی [illegible] منقول ہوا ہے اور [illegible] کا [illegible]
ہوا ہے اوسکی روایتیں [illegible] سے بعض بے اصل اور [illegible] اور [illegible] جا [illegible] اور جس [illegible] میں
صحیح میں ہم انکی تاویل [illegible] بیان [illegible] کی [illegible] حق تعالی [illegible] اور [illegible] خلاف [illegible]
بعید ہے اور تاویل کا احتمال رکھتا ہے اور [illegible] باطل [illegible]
قول ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین [illegible] خدا [illegible] کہ [illegible] تمام ہوا یہ قول [illegible]
اور شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ بعض صحابہ [illegible] منافق [illegible] اور امام [illegible]

الا افاويل الواهيات الاباطيل فعلماء اهل السنة ناظروهم في هذه المسئلة وردوا عليهم في الكتب ووضعوا
هذه المطاعن بطرق معتبرة في البحث والمناظرة فيها انهم ردوا على الامامية قائلين هذه العبارة من
الصحيفة السجادية قائلين بان الائمة كانوا يحبون الصحابة كلهم ويدعون لهم بالخير وانتم يا معشر الامامية
تدعون حب الائمة وتخالفون سيرتهم في افعالهم وسيرتهم في اقوالهم فلما غير المصنف هذه العبارة حيث
زاد في صدرها اللهم واتباع الرسل عامة ونقص كثيرا من الحروف الزم منه ان عموم الدعاء وارد في حق اصحاب
الانبياء السابقين وخصوصه لبعض اصحاب نبينا صلى الله عليه وسلم الذين اتصفوا بالاوصاف المذكورة
واما غير الموصوفين بها كمعاوية وغيره فخارجون منه وان هو الا ما رامه الشيعة ونفاه اهل السنة فقوى
ما زعمه الامامية على رغم اهل السنة وضعف ما استدل به اهل السنة على خلاف الامامية فاشتعل
نار النزاعة بعد ما كانت كامنة في قلوب الجماعة وقد قال الله تعالى وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا
وقال تعالى إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ اعاذنا الله تعالى من افساد المفسدين وايقادهم نار الفتنة
بعد خمودها بين المسلمين قال اما بعد فلقد امتد ما انتهى الي من اقوال الفرق المتشيعة ان اهل السنة
وهم جماعة الموالي على المرتضى وشيعته وخاصته على الحقيقة وان لم يتسموا بذلك اتقاء من وضع التسمية خلافا
للمتشيعة حيث تسموا بالشيعة والخاصة وسموا اهل السنة بالعامة انهم سلفا وخلفا قد تركوا مذهب
الائمة من اهل البيت النبوة بما اسلكوا من مذاهب الصحابة والتبعة في اصول الديانة واصول الرواية و
واصول الدراية وجل الفروع الفقهية على غاية الكثرة وتركوا سائر ما عنهم من انواع العلم وكما قالوا مع
ان جل علوم اجل القوم امام الائمة على المرتضى انما هو عند اهل السنة انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
ان هذا الكلام لا يخلو عن الاسقام ومع ذلك لا يدل على المرام لغاية الابهام اما اولا فلان من في قوله من
اقوال الفرق المتشيعة اما تبعيضية او بيانية على الاول يبقى لفظ ما في قوله ما انتهى الي بغير بيان فلا يدل
على المرام لكمال الابهام وعلى الثاني لا يطابق قوله من اقوال الفرق المتشيعة لما بعده لان ما بعده قول
واحد لا اقوال واما ثانيا فلان لفظ انهم في قوله انهم سلفا وخلفا مكرر لان اهل السنة اسم ان وقوله
قد تركوا الى آخره خبره فما الفائدة في زيادة انهم وان ادعى التاكيد الكثير بينه وبين المؤكد منه يوهن
دعويه واما ثالثا فلان قوله وهم جماعة الموالي على الى آخره اما من مقولة الشيعة فهو يقلع هذا الاعتراض
من اصله وايضا يخالف زعمهم في الواقع واما من مقولة المصنف كما هو الظاهر فيقتضي التناقض
كما سيأتي واما من مقولة الغير فالسباق والسياق ابيان عنه كل الاباء فلا بد له من البيان وبدونه
فصار الكلام من ادنى مراتب البلاغة ويشتمل على الحشو لا طائل تحته واما رابعا فلان هذا الاعتراض

شیعون کی ان واہی تباہی باتون سے پس علماے اہل سنت نے اس مسئلہ مین اون سے مناظرہ کیا اور اپنی کتابون مین شیعون کا رد لکہا اور شیعون کے اون
مناظرون مین اون مناظرہ کے منتشر طرق سے دفع کیا پس ان طرق مین سے بعض یہہ ہے کہ اہل سنت نے شیعون کو الزام دیا صحیفہ سجادیہ کی عبارت مذکورہ کو
نقل کرکے یا نہ جانو کہ ائمہ اہل بیت تمام صحابہ کو دوست رکہتے تہے اور اونکو دعاے خیر دیتے تہے اور تم لوگ اے امامیہ کی جماعت ائمہ کی محبت کا دعوی کرتے ہو
اور اونکی سیرت افعال و سیرت اقوال کے خلاف کرتے ہو پہر جبکہ مصنف نے اس عبارت کو منتشر کردیا اس طرح سے کہ اس کے اول مین صلحۃ کا لفظ بڑہا دیا
اور اس سے کچہ کم کردیا تو اس سے سنت نے زعم کیا کہ یہہ دعا انبیا و رسل سابقین کے اصحاب کے حق مین وارد ہے اور مخصوص شیعون کا وارد ہے
بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کہ اون صفات کے ساتہ موصوف تہے اور جنکہ اون اوصاف کے ساتہ موصوف تہے جیسے معاویہ وغیرہ
اور اس مطابقت سے خارج ہین اور یہی تو شیعون کا مدعا ہے اور سنیون کے منافی ہے پس اس تغییر مصنف سے امامیہ کا مطلب قوی ہوگیا بڑہانے سے اہل سنت
اور اہل سنت کا استدلال شیعون کے مقابلہ مین اس عبارت سے ضعیف ہوگیا اس ... کی ... کیا ... لوگون کے دلون مین بہی
... اور حق تعالے نے فرمایا ہے اور وصیت ... کو زمین مین ... اور ... فرمایا ... اللہ فسادیون کو دوست
نہین رکہتا ہے ... کہ یہہ ... فساد ... آگ کو ... اسی ... کا فیصلہ ... مصنف
... کے بعد ... شیعون کا یہہ اعتراض ... علی مرتضی کے شیعہ اور ... اگرچہ وہ اپنے کو شیعہ
... کہلاتے ... شیعون کے ... اہل سنت کو ... ایک زمانہ
ائمہ اہل بیت کے مذہب کو چہوڑ کر مذہب صحابہ و تابعین کو اختیار کرلیا ہے علم عقائد یا علم روایت و اصول و روایت و جملہ مسائل فقہیہ مین
باوجود ان کی کثرت کے اور نیز کل انواع علوم جو اہل بیت سے منقول ہین جیسے ... اس طور سے شیعہ اس اعتراض کی تقریر
کرتے ہین حالانکہ اجلاء قوم امام ائمہ علی مرتضی کے علوم کا بڑا ذخیرہ اہل سنت ہی کے یہان ہے تمام ہوا کلام مصنف کا اب خدا کی توفیق
و مدد سے مین کہتا ہون کہ مصنف کا یہہ کلام چند اسقام سے خالی نہین ہے اور باینہمہ غایت ابہام و پیچیدگی کی وجہ سے اصل مطلب پر
دلالت نہین کرتا ہے پہلا سقم یہہ ہے کہ مصنف کے قول (ومن اقوال الفرق المتشیعة) مین لفظ من یا تبعیضیہ ہے یا بیانیہ ہے شق
اول پر اوس کے قول (وانتقل الی) مین لفظ ما بلا بیان رہجاتا ہے پس ابہام کے سبب سے مقصود پر دلالت نہین کرتا اور شق ثانی پر مصنف کا
قول (ومن اقوال الفرق المتشیعة) اپنے مابعد کے جملہ سے مرتبط نہین ہوتا ہے اس لئے کہ اوس کے بعد مین ایک قول ہے نہ کہ اقوال دوسرا
سقم یہہ ہے کہ مصنف کے قول (وانہم سلفنا خلفنا) لفظ انہم کی بیکاری ہے اس لئے کہ اہل السنة ان کا اسم ہے اور مصنف کا قول قد ترکوا
آخر تک ان کی خبر ہے پس لفظ انہم کے بڑہانے مین کیا فائدہ ہے اگر تاکید کا دعوے ہو تو تاکید اور مؤکد مین بڑا فاصلہ لازم آتا
جو مصنف کے دعوی تاکید کو مردود کرتا ہے تیسرا سقم یہہ ہے کہ مصنف کا قول وہم جماعة المولی علی آخر تک یا تو شیعہ کا قرار دیا جاوے
تو یہہ قول اعتراض مذکور کو جڑ سے اوکہاڑ دیتا ہے اور واقعی مین بہی شیعہ اس کے قائل نہین اور یا مصنف کا قول قرار دیا جاوے اور یہی احتمال
ظاہر ہے تو اس تقدیر پر تناقض لازم آتا ہے جیسا کہ آگے اس کا مذکور ہوگا اور یا کسی غیر شخص کا قول ہے پس اس احتمال سے کلام سابق و لاحق بالکل
انکار کرتا ہے پس اس کے لئے کوئی قرینہ ضرور ہے ورنہ یہہ کلام ادنی مرتبہ بلاغت سے نکل جاوے گا اور ایک بیکاری ہے کہ جس مین کچہ بہی فائدہ نہین ... چوتہا سقم یہہ ہے کہ بعد اعتراض

اما ثانیا فلانه من الدلیل بیان لا یسمع واما ثالثا فلا بد له من التصحیح بان ینسب الی الکتب
من کتب ... او ثقة من ثقاتهم وکلاهما مفقودان فکیف یصغی الیه بالرد او التسلیم واما
خامسا فلان قوله انه موضع التهمة لیس له محل لان اهل السنة یفتخرون بکونهم من شیعة
المرتضی کرم الله وجهه ویباهون ویحتجون به کما صرح به فی التحفة فی صفحة ۳۹ اول کید
آنکه گویند مذهب شیعه مذهب جماعه مهاجرین و انصار و تابعین ایشان باحسان است که متابعت حضرت مرتضی نمودند و در شکر
جناب ایشان و یاری ایشان نمودند و ملازمت صحبت ایشان اختیار کردند و با محاربین ایشان جنگ نمودند و مطیع اوامر و نواهی ایشان
بودند ... و ... این لقب ... بود ... شیعه تفضیلیه ظاهر
شد ... شیعه سبیه که اعاظم صحابه و امهات المؤمنین را سب و طعن میکردند و ایشان متفرق شدند بفرق
کثیره ... ترتیب ... مذهب است ... امیر المؤمنین بود باغواء عبد الله بن سبا
الیهودی ... فکیف یتفوه طائفة من مظان التهمة ان هو الا کذب بحت افتراء محض منه
علیهم وانما فعله لتشتعل به نیران الخلاف والشقاق بین الطائفتين اعاذنا الله منه والعجب منه انه
یقول لان اهل السنة یفتخرون به ایضا کما قال وهم جماعة الموالی علی المرتضی وشیعته وخاصة علی الحقیقة مع
دعواه انه من اهل السنة ان هو الا تناقض صریح کما وعدناه سابقا واما سادسا فلان
قوله تقلید مذاهب الائمة من اهل بیت النبوة بما سلکوا مذاهب الصحابة والتبعة باطل لان
المذاهب ... علی بعض العلماء من الائمة فی فهم الشریعة فیضع ذلك العالم قواعد بعقله
و ... فهمه یستنبط بها المسائل الشرعیة عن ماخذها ولهذا تحتمل الخطاء والصواب فلنسبته
الی الصحابة واهل بیت النبوة لیس بمعقول کما وقع من المصنف وتعرض الاعتراض ولهذا لا
ینسب الی الله ورسوله والملائکة واهل السنة ایضا لا ینسبونه الی فقهاء الصحابة مع کونهم افضل من
الائمة الاربعة بیقین عندهم والامام نائب الرسول معصوم من الخطاء عند الامامیة فکیف یصح
منهم ان ینسبوا المذاهب الیه بل نسبته الی ائمة اهل البیت او الصحابة غیر خالیة عن سوء الادب
وانما اقوال الائمة والصحابة ماخذ المذاهب لا انفسها کذا فی التحفة واما سابعا فقوله فی اصول
الدینیة واصول الروایة واصول الدرایة وجعل الفروع الفقهیة علی غایة الکثرة ایضا لا یخلو
عن سخافة لان هذه الفنون انما دونت بعد قرون الثلاثة المشهود علیها بالخیر وما کانا
فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه من العلوم علم الایمان وعلم القرآن وعلم الروایة
وعلم الفتیا کذا فی قوت القلوب والنحو ایضا دون بامر المرتضی کرم الله وجهه فی زمنه فکیف

جس کو مصنف نے شیعون کے جانب سے نقل کیا ہے یا تو مصنف کو ادعا محض ہے تو اس کیلئے دلیل کا ہونا ضرور ہے ورنہ قابل سماعت نہ
سمجھا جائیگا یا نقل ہے پس اس کی تصحیح کیلئے مصنف پر لازم ہے کہ شیعہ کی کسی کتاب یا اون کے کسی معتبر شخص کا حوالہ نقل کرے اور
یہہ دونون امر یہان پر مفقود ہین پھر کیونکر تسلیم یا رد کے طور پر اس اعتراض کے طرف توجہ کیجائے پانچوان سقم یہہ ہے کہ مصنف کا
قول (اتقاء موضع التهمة) بے محل ہے اس لئے کہ اہل سنت یا علی کے شیعہ ہونے پر فخر کرتے ہین اور قابل مباہات وحسنات سمجھتے
ہین چنانچہ مولانا نے تحفہ کے صفحہ ۳۹ مین اس کی تصریح کی ہے جس کا نام شیعہ رکھا گیا مہاجرین وانصار اور اون کے تابعین باحسان کی جماعت
ہے کہ جنہون نے حضرت مرتضی کی رفاقت واطاعت کی تھی اون کی خلافت کے زمانے مین اور ہمراہی صحبت کو لازم پکڑ کر اون کے مخالفین
لڑے اور نواہی اور اون کے احکام کی اطاعت کرتے رہے اور انہین کو شیعہ مخلصین کہتے ہین اور اس لقب کی ابتدا سن ستائیس
ہجری مین ہوئی پھر دو تین برس کے بعد شیعہ تفضیلیہ ظاہر ہوئے یہان تک کہ ان کے بعد شیعہ سبیہ ظاہر ہوئے کہ جو بہت صحابہ اور
امہات مومنین پر لعن طعن کرتے ہین پھر ان کے بعد شیعہ غلاۃ ہوئے جیسا کہ مذکور ہوا [illegible] شیعہ مخلصین کے ظاہر
ہونے کے لحاظ سے یہہ نہ چھپا ہوا ان سب فرقون کا حضرت امیر کے عہد ہی مین [illegible] سمجھا کہ جنکا [illegible]
ہوا ہے تمام ہوا یہ کلام اتقاء موضع التهمة پر کیونکر اس کو موضع تہمت سمجھ کر اس سے احتراز کرینگے بہت تعجب ہے شیعہ اور
مصنف کے طرف سے سنیون کے اوپر افترا ہے اور یہہ جا مصنف نے [illegible] کیا ہے کہ اس کو پڑھکر شیعہ
وسنی دونون فرقون مین مخالفت وعداوت کی آگ خوب روشن ہو خدا اس سے پناہ مین رکھے اور تعجب تو
مصنف سے یہہ ہے کہ خود ہی ایسا کہتا ہے اور خود ہی فخر کرتا ہے جیسا کہ قول مصنف (وهم الجماعة الاولى الى لقبوا
وشيعة وخاصة على الخليفة) سے ظاہر ہے اور اپنے سنی ہونے کا دعوے بھی مصنف کو ہے پس مصنف کے اس
کلام مین تناقض صریح لازم آگیا جیسا کہ ہم نے سابق مین وعدہ کیا تھا چھٹا سقم یہہ ہے کہ قول مصنف (وقد تركوا
الائمة من اهل بيت النبوة بالسلوك الى مذهب الصحابة والتبعة) باطل ہے اس لئے کہ مذہب ایسا طریقہ ہے کہ بغیر
علمائے امت پر کھولا جائے مسائل شریعت کے سمجھنے کو پس وہ عالم کچھ قاعدے بناوے اپنی عقل اور دقت
فہم سے جن کی بنا پر شرعیہ مسائل کو اون کے ماخذ سے نکالے اور اسی وجہ سے مذہب [illegible] دونون کا انتہا
پس مذہب کی نسبت صحابہ واہل بیت نبوی کیطرف جیسا کہ مصنف نے اعتراض کی تقریر مین واقع ہوئی ہے سراسر نامعقول ہے اور اسی وجہ خلفاء
رسول اور صحابہ کی طرف مذہب کی نسبت نہین کیجاتی اور نیز اہل سنت فقہاء صحابہ کیطرف اپنے مذہب کی نسبت نہین کرتے بالکل [illegible]
صحابہ افضلیت مین ائمہ اربعہ [illegible] اور شیعہ کے نزدیک امام نائب رسول ہی خلیفہ معصوم ہین پھر کیونکر اون کی جانب مذہب کی نسبت امام کیجانب کرنا درست ہو سکتا ہے
بلکہ مذہب کی نسبت اہل سنت یا صحابہ کیطرف بے ادبی سے خالی نہین ہے کیونکہ صحابہ وائمہ اہل بیت کے اقوال [illegible]
مذکور [illegible] ساتوان سقم یہہ ہے کہ قول مصنف (في اصول الديانات واصول الروايات والعمل الى رواية قبل الفروع الفقهية على غاية التفرقة) [illegible]
[illegible]

يصح قوله بما اسلكوا من مذاهب الصحابة والتبعة في اصول الدينة الخ ان هذا الاختلاف وان ثابتا فلا نترك مذهب الائمة من اهل النبوة ففي هذه الفنون ايضا غير صحيح لان اهل السنة كلهم متفقون في عقائدهم غير مختلفين فيها والاشعري منهاجهم كما قال الحافظ بن عساكر في تبيين كذب المفتري لستنا نرى الائمة الاربعة في اصول الدين مختلفين انتهى وقال الشيخ تاج الدين السبكي في معيد النعم ومبيد النقم وهذه المذاهب الاربعة ولله الحمد في العقائد واحدة الامن لحق منها باهل الاعتزال والتجسيم والا فجمهورها على الحق يقرون عقيدة ابي جعفر الطحاوي التي تلقاها العلماء سلفا وخلفا بالقبول ويدينون الله برأي شيخ السنة ابي الحسن الاشعري الذي لم يعارضه الا مبتدع انتهى وامهات العقائد قد اخذوها من ائمة اهل بيت النبوة كما قال في التحفة صفحه (۱۳۳) از رئيس فقهاء اهل سنت ابو حنيفه مرويست كه گفت قلت لابي عبد الله جعفر بن محمد الصادق يا ابن رسول الله هل فوض الله الامر الى العباد فقال الله اجل من ان يفوض الربوبية الى العباد فقلت هل جبرهم على ذلك فقال الله اعدل من ان يجبرهم على ذلك فقلت وكيف فقال بين بين لا جبر ولا تفويض ولا اكراه ولا تسليط انتهى بهمين روايت اهل سنت اساس مذهب خود نهاده اند ودر نفي خلق از عباد واثبات كسب مرايشان مطابق ارشاد حضرت صادق اعتقاد دارند وهمين روايت را بعينها از كتب شيعه اثنا عشريه نيز بايد شنيد تا صدق وكذب اهل سنت ظاهر گردد وروى محمد بن يعقوب الكليني عن ابي عبد الله انه قال لا جبر ولا تفويض ولكن امر بين امرين وروى الكليني ايضا عن ابراهيم عن ابي عبد الله مثل ذلك وروى الكليني ايضا عن ابي الحسن محمد بن رضا نحوه انتهى فعلم من هذه الروايات المتفق عليها بين الطائفتين ان مذهب الائمة من اهل البيت لا جبر ولا قدر ولكنه بين بين وان هو الا اعتقاد اهل السنة والشيعة على خلافه يقولون بخلق العباد للافعال ويأولون قول الامام الى التأويلات الركيكة السخيفة لا يقبلها السليم ان رضي بها السفيه فلزم عليهم ما الزموه على اهل السنة من ترك مذاهب الائمة والمصنف ما رضي عن هذا الجواب وان كان قويا مسكتا للخصم مصرحا بالكتب لانه ليس في الحقيقة من منتصري اهل السنة بل هو من مقلدي مذهب المجسمة والمشبهة والوهابية الذين هم اصحاب الجهة والنزول والاستقرار وغيرها من العقائد الباطلة كما هي مبسوطة في كتبهم هذا او كان مرامه من تصنيف هذا الكتاب ترويج هذه العقائد الواهية وهي مردودة غير مقبولة كلها عند الطائفتين من السني والشيعة كما ستبين انشاء الله تعالى في هذا الكتاب فكيف يمكن ترويجها بينهما فاخترع من عند نفسه دسيسة عجيبة مختلفة من الدسيسين من

صحیح ہو سکتا ہے مصنف کا یہہ قول (رجاسکلوا من مذاہب الصحابۃ والتابعین فی اصول الدیانۃ) یہہ تو مجمل ہا رشتہ ائمہ و آپ سے تم تو کہتے ہیں کہ
ائمہ اہل بیت ہو سکتے مذہب کو ان قدیموں ترک کرنا بھی غیر صحیح ہے اس لئے کہ تمام اہل سنت عقاید میں متفق ہیں اصلا اختلاف نہیں رکھتے اور امام
اشعری اون کے طریقہ پر ہیں جیسا کہ حافظ ابن عساکر نے کتاب تبیین کذب المفتری میں کہا ہے کہ ہم ائمہ اربعہ کو عقاید میں مخالف نہیں دیکھتے ہیں
انتہی اور شیخ تاج الدین سبکی نے کتاب معید النعم و مبید النقم میں کہا ہے کہ اور یہہ چاروں مذہب خدا کا شکر ہے کہ عقاید میں ایک ہیں مگر جو
ان میں سے معتزلی اور مجسم ہو گیا اور جمہور ارباب اربعہ کے حق پر ہیں اور ابوجعفر امام طحاوی کا عقیدہ جس کو اگلے پچھلے تمام نے مقبول کر لیا ہے
تسلیم کرتے ہیں اور [illegible] عبادت کرتے ہیں [illegible] شیخ سنت امام ابوالحسن اشعری کے جن کا مخالف نہیں ہے مگر [illegible]
اور اصل الاصول عقاید [illegible] ۳۲۴ [illegible]
کے سردار امام ابوحنیفہ [illegible]
سے پوچھا [illegible] فرمایا [illegible]
فرمایا کہ [illegible]
بالکل [illegible]
بندوں سے [illegible]
ہیں [illegible]
ہو جاتے [illegible] امام جعفر صادق [illegible]
لیکن ایک شخص [illegible] امام جعفر صادق [illegible]
اور [illegible] امام ابوالحسن [illegible]
و سنی دونوں متفق ہیں [illegible] دونوں کے درمیان ہے
اور یہی حق [illegible] اہل سنت [illegible] اور امام جعفر صادق کے
قول مذکور کا جواب [illegible] صحیح المزاج آدمی قبول نہیں کرتا اگرچہ بد مزاج آدمی
اون سے خوش ہو جاتے [illegible] اہل سنت [illegible] الزام [illegible]
شیعہ پر الٹ پڑا اور مصنف نے اس جواب کو [illegible] اہل سنت میں صراحت مذکور ہے کہ
یہہ ہی کہ در حقیقت مصنف اہل سنت [illegible] مذہب کا جن کے عقاید [illegible]
واسطے تقریر وغیرہ جیسا کہ [illegible] مصنف کی اصل غرض [illegible] رواج دینا تھا
حالانکہ یہہ تمام عقیدہ شیعہ و سنی دونوں کے مذہب میں [illegible] چنانچہ ہم [illegible] بیان کریں گے
پس اس کیفیت کیسا [illegible] عقاید [illegible] سنی و شیعہ میں رواج دینا [illegible] کیونکر ہو سکتا ہے پس یہہ بھی ایک عجیب فریب کی بات بنائی ہو کر

دسائس الشيعة المذكورتين في التحفة هكذا اكيد شصت و سيوم آنكه طعن كنند بر اهلسنت كه ايشان در روايت واحاديث تميز نميكنند در منافقين و مخلصين زيراكه بعد از وفات آنحضرت صلعم منافق از مخلصين متميز نمى شد با نقطاع وحى و ايشان از هر صحابه روايت وارند بخلاف شيعه كه ايشان از غير اهل بيت روايت نكنند و پاكى و طهارت اهل بيت در نواب رجس از ايشان منطوق است انتهى كيد شصت و چهارم آنكه طعن كنند بر اهل سنت و جماعت كه ايشان مذهب ابو حنيفه و شافعى و مالك و احمد اختيار ميكنند و مذهب ائمه را اختيار نمى كنند حالانكه ائمه احق اند باتباع انتهى ونسب تلك الدسيسة بعنوان الاعتراض الى الشيعة ووضع هذا الكتاب موضع جوابه من جانب اهل السنة ونسب جملة ما املاها فيه الى ائمة اهل البيت واكابرهم واطبق اقوال الاكابر علمائهم عليها رجاء ان يقبلها العوام من الطائفتين لحسن ظنهم بالاكابر الذين نسب المصنف الاقاويل الموضوعة في هذا الكتاب اليهم وما درى ان الناقد بصير واللبيس خبير واما ثانيًا فلان قوله وتركوا سائر ما عندهم من انواع العلم اه كما قالوا في غاية البطلان و نهاية البهتان على الطائفتين لان مزعوم الشيعة ان اهل السنة لا يحتاطون في اخذ الروايات والمذاهب لانهم لا يقتصرون فيه على الائمة المعصومين بل ياخذ ونها عنهم وعن غيرهم من الصحابة والتابعين فبناءً على زعمهم ان مذهب اهل السنة صار مشتبهًا مختلطًا بالحق والباطل بخلاف مذهب الشيعة فانه ماخوذ من المعصومين فلهذا بقى على صرافة الحق ومحوضة الصدق وما نسبه المصنف اليهم في هذا القول فحاشاهم عنه وان ادعى به فعليه النقل عن ثقة او كتب معتبر عندهم وكيف يقولون به وانهم يتلون الكتاب قال الله تعالى قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وهم يتلون الكتب وقال الشاعر اقلي اللوم عاذل والعتابن ٭ وقولي ان اصبت لقد اصابن واما ثالثًا فلان قوله مع ان جل علوم اجل القوم امام الائمة علي المرتضى انما هو عند اهل السنة ايضًا لا يخلو عن خدشة لان علومه المعتبرة عندهم قسمان معارف وغيرها والاول معمول به في طرق الصوفيه الصافية والثاني ما هو مذكور في الصحاح منقح عدده خمسمائة وستة وثمانون فان اراد بها هذه فلا غبار عليه وان اراد بها غيرهما فانهم بريؤن عنه وليسوا براضين عن هذه الجملة قال فما حالت به علومه عندهم مسند له وليس سيرة على خرجه حافظ اليمن من همدان الجوال الرحال ابو اسحق ابراهيم بن الحسين بن ديزيل الكسائي المتوفي في اخر شعبان سنة احدى وثمانين ومائة و توافه صنفه بعد مائة وخمسين سنة ومسند له خرجه حافظ بغداد احمد بن ابراهيم الدورقي صاحب المسند المتوفي سنة ثلثين وست اربعين عن ثمان وسبعين ومسند له خرجه حافظ جرجان المحدث الكبير ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن سنجر صاحب المسند المتوفي في ربيع الاول سنة مائتين وثمان

شیعوں کے دو گروہوں سے منجملہ ان گروہوں کے جو تحفہ میں مذکور ہیں اس طرح سے سترھواں کید یہ ہے کہ سنیوں پر طعن کرتے ہیں کہ یہ لوگ اعتقاد
و روایت میں منافقوں اور مخلصوں میں تمیز نہیں کرتے ہیں کہ اس وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مخلص سے منافق کی تمیز ہو نہ سکتی تھی
بسبب انقطاع وحی کے اور سب صحابی سے روایت کرتے ہیں بخلاف شیعہ کے کہ یہ لوگ اہل بیت کے غیر سے روایت نہیں لیتے اور اہل بیت کی
پاکی و صفائی اور پاکیزگی کا اونسے دور ہونا قطعی امر ہے انتہی۔ اٹھارھواں کید یہ ہے کہ سنیوں پر طعن کرتے ہیں کہ یہ لوگ ابوحنیفہ و شافعی
و مالک و احمد کا مذہب اختیار کرتے ہیں اور ائمہ اہل بیت کا مذہب اختیار نہیں کرتے حالانکہ ائمہ اتباع کے زیادہ حقدار ہیں انتہی
اور مصنف نے اس فریب کی بات کو شیعوں کا اعتراض قرار دے کر شیعہ تصنیف کتاب کی تمہید میں ذکر کیا اور اپنی اس کتاب کو
سنیوں کے طرف سے اعتراض مذکور کا جواب قرار دیا اور سمجھا اس کتاب میں کہا اوس کو ائمہ و اکابر اہل بیت کا مذہب قرار دیا
اور اہل سنت کے اکابر علماء کے اقوال اوس پر نقل کیے تا اس امر پر کہ وہ اون گروہ کے عوام الناس جو فرق عقیدہ ہونے کی وجہ
اسکو ان امین کے کہ جن کی نسبت مصنف نے اس کتاب کے اقوال و علماء [illegible] کو منسوب کیا ہے اور [illegible] سمجھا کر یہ کہ جو [illegible] والا تمیز
نظر ہے اور ہوشیار با خبر ہے لیکن اون پر قسم ہے کہ مصنف کا قول (وشرکوا سائرهم مما عندهم من انواع العلم او جسما قالوا) انتہا وجہ کا باطل
اور پہلے امر کا بہتان ہے دو گروہ ہو نہ رہیں لئے کہ شیعہ کا قول یہ ہے کہ اہل سنت روایت [illegible] کے اختیار کرنے میں احتیاط نہیں کرتے
اس وجہ سے کہ وے ائمہ معصومین پر بس نہیں کرتے بلکہ اون سے اور اون کے غیر سے روایت کرتے ہیں [illegible]
شیعہ کا یہ ہے کہ اہل سنت کا مذہب منتخب اور [illegible] ہو گیا ہے اور شیعہ کا مذہب [illegible]
لیا گیا ہے اسی وجہ سے حق [illegible] اور صدق محض [illegible] باقی ہے اور مصنف نے اس قول میں جو کچھ شیعہ کے طرف منسوب کیا ہے وہ اس
سے بری ہیں اور اگر مصنف کو دعوی ہو تو شیعہ کے کسی ثقہ کے قول یا اونکی کتاب معتبر سے اسکو ثابت کرے اور شیعہ کیونکر ایسا کہہ سکتے ہیں وہ بھی تو
آخر کتاب الہی کی تلاوت کرتے ہیں فرمایا خدا تعالی نے کہ یہود نے کہا نہیں ہیں نصاری کسی شی پر اور نصاری نے کہا کہ نہیں ہیں یہود کسی شی پر
حالانکہ یہ سب کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور [illegible] ایسا ہی [illegible] کو کم کرا [illegible] اگر حق بات کہوں اوس کی نسبت تو کہ
کہ حق بات کہا ۔ انیسواں قسم یہ ہے کہ مصنف کا یہ قول (وهذا حمل علوم اهل القوم [illegible] الائمة على الحقيقة [illegible] عند اهل السنة) بھی [illegible]
خالی نہیں ہے اس لیے کہ حضرت امیر کے علوم جو اہل سنت کے بیان [illegible] پہلی قسم پر تمام [illegible]
اور دوسری قسم وہ ہے کہ جو کتب احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں [illegible] علوم [illegible] اعتبار نہیں
اور اگر انکا حصر قصد کیا ہے تو اہل سنت اوس سے بری ہیں اور [illegible] مصنف [illegible] اہل سنت کے پاس [illegible]
منجملہ اون کے ایک مسند علی ہے اور مسند علی [illegible] ابو اسحق ابراہیم بن [illegible]
دیبلی کسائی ہے جس کی وفات آخر شعبان ۲۸۱ میں ہوئی تھی [illegible]
جس کا مصنف حافظ [illegible] ابراہیم [illegible] جس کی وفات [illegible]
جس کا مصنف حافظ [illegible] ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ [illegible] ماہ ربیع الاول ۴۵۸ [illegible]

وخمسين قال الحافظ قطب الدين عبد الكريم الحلبي ثم المصري الحنفي في تاريخ مصر وعندي مسند علي رضي الله
عنه عن يحيى بن عبيد ويزيد بن هارون وابن نمير وخلائق في تذكرة الحفاظ للحافظ الذهبي الشافعي
ومسند له وقد يسمى اخبار علي ومسيره ايضًا لتضمنه لها خرجه حافظ البصرة نزيل بغداد الحافظ الشهير
يعقوب بن شيبة السدوسي صاحب المسند الكبير الذي ما صنف مسند احسن منه ولكنه ما اتمه
قال الذهبي بلغني ان مسند علي له خمس مجلدات ومات في ربيع الاول سنة مائتين واثنتين وستين
ومسند خرجه حافظ العراق قاضي المالكية اسمعيل بن اسحق المتوفى سنة مائتين واثنتين وثمانين
ومسند خرجه حافظ مصر والقاضي ابو بكر احمد بن حنبل صاحب كتب العلم وكتب جمة المتوفى سنة
مائتين وتسعين واثنتين ومسند خرجه حافظ حضرموت ابو جعفر محمد بن عبد الله عرف بمطين
المتوفى سنة مائتين وسبع وتسعين وهو في اثني عشر جزءًا ومسند خرجه حافظ نسا احمد بن شعيب
ثالث ائمة الحديث الستة المتوفى سنة ثلث وثلثمائة ومسند خرجه الحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن عثمان
بن ابي نصر المتوفى سنة وجملة صالحة من اخباره وآثاره في كتاب خلاف اهل العراق عليًا وعبد الله لثاني
ائمة المذاهب الاربعة الشافعي وفي كتب الام له وفي كتب اخرى سواهما له ايضًا وفي كتب خلاف اهل
العراق عليًا وعبد الله لمحمد بن نصر المروزي وكذا اخبار وآثار جمة عن المولى المرتضى علي والذرية
العلية في كتب الحفاظ الايقاظ المتقدمة الائمة من اهل السنة ككتاب السنن والآثار لابن شهاب
الزهري المدني التابعي مع خاصة الامام زين العابدين وهو اول كتب في الباب والسيرة والسنن لصالح
بن كيسان المدني ومصنف هشام بن حسان البصري والسنن لابن جريج المكي والجامع لمعمر بن
راشد البصري نزيل اليمن والسنن لسعيد بن عروبة البصري ومصنف الربيع بن صبيح البصري اول من
صنف الكتب بالبصرة والجامع والفرائض لسفيان الثوري الكوفي والخراج لابي يوسف الكوفي
ومسند له تخريج ابي عوانة الحراني له وتصانيف نعمان بن عبد السلام الاصبهاني وتصانيف عبد الله
بن سليمن الاشل المروزي نزيل الكوفة ومحمد بن الحسن الشيباني الكوفي والوليد بن مسلم الدمشقي و
وكيع بن الجراح الكوفي وجامع عبد الله بن وهب المصري وموطاه وجامع سفيان بن عيينة الكوفي
ثم المكي وسننه وتفسيره وكتب يحيى بن آدم الكوفي ومسند ابي داود سليمن بن داود الطيالسي
البصري والتفسير والعلم لآدم بن ابي اياس العسقلاني وفي كتب ابي عبيد القاسم بن سلام البغدادي
واصبغ بن الفرج المصري والسنن لسعيد بن منصور الخراساني نزيل المكة وكتب نعيم بن حماد
المروزي نزيل المصر ومسدد بن مسرهد البصري واسحق بن راهويه المروزي ورابع الائمة المذاهب

حافظ قطب الدین عبد الکریم حلبی نے جو مصری حنفی ہے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ میں نے اس حافظ عبدان مذکور کا ایک مسند علی
کے جو بیس جزو میں ہے دیکھا ہے کہ یعلی بن عبید و یزید بن ہارون و ابن نمیر و خلائق کثیر سے روایت کی ہے ایسا ہی مذکور ہے حافظ ذہبی
شافعی کی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں چوتھا مسند علی ہے کہ جس کا نام اخبار علی رضی اللہ عنہ ہے اس وجہ سے کہ اوس میں آنکا
مسند ذکر ہے میں اوس کا مصنف حافظ ابو زرعہ و ... افضل حافظ مشہور یعقوب بن شیبہ سدوسی ہے کہ جس نے ایسا
بڑا مسند لکھا ہے کہ جس سے بڑھ کر مسند تصنیف نہیں ہے لیکن وہ اوس کو تمام کرنے نہیں پایا ذہبی نے کہا ہے
کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ سدوسی کا مسند علی کی پانچ جلدیں ہیں اور وہ ماہ ربیع الاول ۲۶۲ھ میں وفات پائی ہے
اور پانچواں مسند ہے کہ جس کو حافظ عراق مالکی کے قاضی اسمٰعیل بن اسحٰق نے کہ وفات ۲۸۲ھ میں ہوئی ہے تصنیف
کیا ہے چھٹا مسند ہے کہ جس کو حافظ مروزی قاضی ابو بکر احمد بن علی نے تصنیف کیا ہے کہ جو مصنف ہے کتب علم اور بہت سی
کتابوں کا اور ۲۹۲ھ میں اوس نے وفات پائی ہے ساتواں مسند ہے کہ جس کو حافظ حضرت ابو جعفر محمد بن عبد اللہ
عرف مطین نے کہ جس کی وفات ۲۹۷ھ میں ہوئی ہے تصنیف کیا ہے اور یہ مسند بارہ جزو میں ہے آٹھواں مسند
ہے کہ جس کو حافظ نسائی احمد بن شعیب نے کہ جو صحاح ستہ کے مصنفوں میں سے ایک ہے اور ۳۰۳ھ میں وفات
پائی ہے تصنیف کیا ہے نواں مسند ہے کہ جس کو حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن عثمان بن ابی نصر نے تصنیف کیا ہے
کہ جن کی وفات [illegible] سنہ میں ہوئی ہے اور ایک بڑا مجموعہ حضرت کے اخبار و آثار کا کتاب خلافت اور اوراق علیا
عبد اللہ میں ہے کہ جو محمد بن نصر مروزی کی تصنیف ہے اور اسی طرح اخبار و آثار کثیرہ مولی مرتضیٰ اور ذریت
علیہ کے حفاظ الفاظ سابقہ کی کتب میں ہیں کہ جو اہل سنت کے امام تھے جیسے کتاب السنن و الآثار ابن شہاب
زہری مدنی تابعی کی کہ جو امام زین العابدین کے خاص لوگوں میں سے تھے اور پہلا سا بیان پہلے کتابت اور جمع
علم و سنن علی صالح بن کیسان مدنی کی اور جیسے مصنف ہشام بن حسان بصری کی اور سنن ابن جریج مکی کی اور جامع معمر بن
راشد بصری نزیل یمن کی اور سنن سعید بن ابی عروبہ بصری کی اور مصنف ربیع بن صبیح بصری کی جو بصرہ کے مصنفین میں
پہلا ہے اور جامع و فرائض سفیان ثوری کوفی کی اور حجاج ابو یوسف کوفی کی اور سنن اوزاعی کہ جس کو ابو عوانہ
حرانی نے اون سے روایت کیا ہے اور تصانیف نعمان بن عبد السلام اصبہانی کی اور تصانیف عبد الرحیم بن
سلیمان اشل مروزی نزیل کوفہ کی اور محمد بن حسن شیبانی کوفی کی اور ولید بن مسلم دمشقی اور وکیع بن جراح
کوفی کی اور جامع سفیان بن عیینہ کوفی مکی کی اور انہیں کی سنن و تفسیر اور کتب یحییٰ بن آدم کوفی کی اور مسند
ابی داود و مسند سلیمان بن داود طیالسی بصری کی اور کتاب التفسیر و العلم آدم بن ابی ایاس عسقلانی کی اور
کتب ابو عبید قاسم بن سلام بغدادی اور اصبغ بن فرج مصری کی اور سنن سعید بن منصور خراسانی
نزیل مکہ اور کتاب سنن نعیم بن حماد مروزی مقیم مصر اور مسدد بن مسرہد بصری اور اسحاق بن راہویہ مروزی نزیل نیشاپور

الاربعة احمد بن محمد بن حنبل المروزي نزيل البغداد ومحمد بن يحيى بن ابي عمر العدني نزيل المكة واحمد بن
منيع البغوي نزيل البغداد وعبد بن حميد الكشي ويعقوب بن ابراهيم الدورقي واخيه احمد وائمة
الحديث الستة وائمة جمة لا يحصون كثرة ومسند علي من الافعال فضلا عن الاقوال من جمع الجوامع
لخاتمة الحفاظ جلال الدين السيوطي مع حذف السند مجلد وسوى ذلك عنه في زبره سيما تفسيره
الدر المنثور وجملته كله وليس من جميع ذلك المذكور عند المتشيعة نبذة ولا يوجد لهم عنه مسند صغير
فضلا عن كبير ولسيدة نساء العالمين فاطمة الزهراء ومسند مخرجه حافظ العراق ابو حفص عمر بن شاهين
البغدادي وفي مسانيد الحفاظ الايقاظ عنها جملة يعتد بها وكذا في سائر اصناف الكتب الحديثية ولحافظ
الحنفية ابي بشر محمد بن احمد الدولابي من متقدمين كتب الذرية الطاهرة ولحافظ الحنابلة عبد العزيز
بن الاخضر الجنابذي البغدادي من المتاخرين معالم العترة النبوة ومعارف اهل البيت الفاطمية و
غيرهما من مسانيدهم ما فيهما وقد صنف مفيد بغداد في وقته المحدث المكثر مؤلف مسند ابي حنيفة ابو
عبد الله الحسين بن محمد بن خسرو البلخي الحنفي مناقب اهل البيت وكلام الائمة وكذا اعتنى حفاظ
اهل السنة سواهم كحافظ صنعاء واليمن عبد الرزاق وحافظ الكوفة والعراق بن ابي شيبة وحافظ الاندلس
والمغرب بقي بن مخلد في تفاسيرهم ومصنفاتهم وكذا اعتنى جميع سواهم عن المولى علي والذرية
العلية المكرمة الى الامام جعفر الصادق رضي الله عنهم علوما جمة وجلها مستند اليهما علما ومعتمد
عليهما علما وعملا اعتمادا عليهم انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه قد اجاب المصنف عن الاعتراض الذي
في هذه العبارة بان اهل السنة ما تركوا علوم اهل بيت النبوة بل جملة علومهم عندهم وسرد في بيانه كتبا
كتب صرح باسامي بعضها وابهم لحيتها لا يبلغ عددها خمسين وافتخر وقال وليس من جميع ذلك
المذكور عند المتشيعة نبذة ولا يوجد لهم عنه مسند صغير فضلا عن كبير وما درى ان هذا الجواب ليس
بمسكت لهم ولا يرضى لاهل السنة اما اولا فلان كتب علوم الائمة من اهل بيت النبوة عندهم
اربعمائة من اربعمائة العلماء كما قال صاحب التحفة في صفحة ٢٣٣ واما كتب اخبار پس احاديث پیغمبر وائمه
پس خیلی بسیار بود والعهدة في الرواية عليهم چهار صد نسخه بود از چهار صد مصنف كه آنرا اصول مي گفتند ودر تتبع
آن همه نسخها ضايع شد و جماعه تلخيص آن نسخها نمودند و چند نسخه پرداخته اند انتهى فكيف يوزن ذلك العدد اليسير من
هذا العدد الكثير وكيف يباهي به بل يضحك الخصم ويصير باعثا لشماتة الاعداء على الاحباء وموهنا
الاقوياء بايدي الضعفاء واما ثانيا فلان ما ذكره من المسانيد والسنن والجوامع والسير وكتب
الاخبار والتواريخ فحالها عند اهل السنة عند لا تعتبر بالمرتبة مؤلفوها غثها من ثمينها

چوتھے امام احمد بن محمد حنبل مروزی مقیم بغداد اور محمد بن یحیی بن ابی عمر عدنی مقیم مکہ اور احمد بن منیع بغوی وارد بغداد اور عبد بن حمید
کشی اور یعقوب بن ابراہیم دورقی اور اون کے بھائی احمد اور صحاح ستہ کے مصنفین اور دوسرے بہت سے اماموں کی کہ
جنکا شمار کرنا دشوار ہے اور مسند علی امام جلال الدین سیوطی کی کہ جو مرتب کیا ہے ایک مجلد ہے اور اس کے سوا امام سیوطی کی اور
کتابون میں جمع جوامع اونکی درمنثور میں حضرت امیر کی روایات کا ایک بڑا مجموعہ ہے اور شیعہ کے پاس اس تمام مذکور میں سے
کچھ بھی نہیں ہے اور نہ اون کے یہان حضرت امیر کا کوئی چھوٹا سا مسند ہے بڑا مسند تو کجا اور تمام جہان کی سردار حضرت فاطمہ زہرا
کا ایک مسند ہے کہ جس کو حافظ عراقی ابو حفص عمر بن شاہین بغدادی نے تصنیف کیا ہے اور حفاظ ایقاظ کی بہت سی مسندوں میں
حضرت فاطمہ زہرا کی روایات کا ایک اچھا ذخیرہ ہے اور اسیطرح کتب حدیث کی اصناف میں اور حافظ خیثمہ ابی بشر محمد بن احمد دولابی
کہ جو متقدمین میں سے ہیں کتاب الذریۃ الطاہرہ میں اور حافظ ابو عبد العزیز بن الاخضر جنابذی بغدادی کی کہ جو متاخرین میں سے ہیں کتاب
معالم العترۃ النبویہ ہے اور دوسری معارف اہل البیت الفاطمیہ ہے اور ان دونوں میں اہل بیت اطہار کے مناقب بہت کچھ ہیں اور
اپنے وقت کے مرشد بغداد محدث کثیر مسند ابی حنیفہ کے مؤلف ابو عبد اللہ حسین بن محمد خسرو بلخی حنفی نے مناقب اہل بیت و کلام ائمہ
کو جمع کیا ہے اور اسی طرح اہل سنت کے دوسرے حفاظ حدیث کے پاس جیسے کہ حافظ صنعانی یعنی عبد الرزاق و حافظ کوفہ و عراق
ابن ابی شیبہ و حافظ اندلس و مغرب بقی بن مخلد ان ائمہ کی تفسیرون اور تصنیفون میں اور اسی طرح ان کے علاوہ ایک جماعت علما
کے پاس مولی علی اور ذریۃ طیبہ مکرمہ سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم تک کے علوم اہل بیت کا بڑا مجموعہ ہے کہ وہ تمام اونکی طرف منسوب
ہے اور علم و عمل کے باب میں تمام علما کے نزدیک اوس پر اعتماد ہے تمام ہوا کلام مصنف کا میں کہتا ہون خدا تعالی کی توفیق
و مدد سے کہ مصنف نے اس عبارت میں اعتراض مذکور کا جواب دیا ہے بایں طور کہ اہل سنت نے علوم اہل بیت کو ترک نہیں کیا ہے
بلکہ اہل بیت کے تمام علوم اہل سنت ہی کے یہان موجود ہیں اور اس دعوے کے بیان میں چند کتابیں بتائیں کہ جن کے بعض کا نام
ذکر کیا اور بعض کا مبہم رکھا اور اون تمام کتابون کا عدد پچاس تک نہیں پہونچتا ہے اور اسی قدر پر مصنف نے فخر کیا ہے کہا ہے کہ شیعہ کے
پاس اس مذکور میں سے کچھ نہیں ہے اور نہ اون کے پاس کوئی چھوٹا سا مسند علی ہے بڑا تو کجا اور مصنف کو یہ خیال ہوا کہ یہ جواب
شیعون کے لئے ساکت کرنیوالا ہے اور نہ اہل سنت کو مقبول ہے امر اول کا بیان یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت کے علوم کی کتابیں
شیعہ کے یہان چار سو ہیں جنکو چار سو عالمون نے تصنیف کیا ہے جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ (۲۲۳) میں کہا ہے کہ کتب
اخبار یعنی احادیث پیغمبر و ائمہ کے متعلق شیعہ کا قول ہے (اور ذمہ اس قول کی روایت کا اونہین پر ہے) کہ چار سو نسخے تھے چار سو
مصنفون کی تصنیف سے کہ اون کتب کو اصول کہتے تھے رفتہ رفتہ وہ تمام کتابیں ضائع ہو گئیں اور ایک گروہ علما نے اون کل کتابون
چند کتابین بنائی ہیں یعنی یہ مصنف کا بتایا ہوا عدد و قابل اس عدد کثیر کے ہو نہین کیون کر ہو سکتا ہے اور اس پر کیون کر فخر کیا جائے بلکہ
خصم کے ہنسنے اور دشمنون کے طعنہ مارنیکا باعث ہے اور ضعیف نگی کا تہمت ہوا اور اون کو کمزور بنانیوالا ہے اور دوسرے امر کا بیان یہ ہے کہ مصنف نے
جسقدر مسانید و سنن و جوامع و کتب اخبار و تواریخ کو ذکر کیا ہے ان کا حال اہل سنت کی یہی ہے کہ ہرگز قابل اعتبار نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ ان کے مصنفین الخ کو ذاتی

و ردیها من زیفها و لم یطالعوها بامعان النظر و تعمق الفکر کرات و مرات و لم یحصلوها کما قال سند المتاخرین
فی بستان المحدثین فی صفحه (۱۳۰) بر هر عاقل پوشیده نیست که مرویات شخص از هر رطب و یابس مجموع و مخلوط
می باشد تا وقتیکه خود آن شخص که اعتقاد بزرگی و فضیلت او داریم آن مخلوط را تمییز نکند و بارها بنظر امعان و تعمق مطالعه
ننماید و شاگردان خود را تعلیم نکند محل اعتقاد چه قسم توانند بود و تفصیل این اجمال آنکه مسند امام اعظم که بالفعل مشهور است تالیف
قاضی القضاة ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی است که در سنه ششصد و هفتاد و چهار آن را ترتیب ساخته مسانید امام اعظم
را که علمای سابق پرداخته بودند درین مسند جمع کرده بر ترتیب فقه چیزی را از مرویات امام اعظم ترک نکرده و قبل از وی
مسانید بسیار بر مرویات امام اعظم ساخته بودند چنانچه خود وی در خطبه این مسند نام آنها و مصنفین آنها و سند خود بآن
مصنفین بیان نموده اما بیشتر رایج و مشهور دو مسند بود و تا حال موجود و مسند اول است اول مسند حافظ المحدثین محمد بن یعقوب
بن الحارثی دوم مسند حافظ الوقت حسین بن محمد بن خسرو رحمة الله علیه چنانچه اجازات این هر دو مسند براقم الحروف نیز از شیوخ
رسیده پس این مسند را نسبت بحضرت امام کردن از آن باب است که مسند ابی بکر را مثلا از مسند امام احمد نسبت بحضرت ابی بکر
صدیق نمایم و از تصانیف ایشان انگاریم و آن مغلطه بیش نیست انتهی و ایضا قال فی صفحه باید دانست که قاعده مقرره اهل
سنت است که حدیثی را که بعض ائمه فن حدیث در کتابی روایت کنند و صحت ما فی الکتاب را التزام نکرده باشند مثل
بخاری و مسلم و بقیه اصحاب صحاح و صحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب یا غیر او از محدثین ثقات تصریح نکرده
باشند قابل احتجاج نیست زیرا که جماعه از محدثین اهل سنت که در طبقه متاخر پیدا شدند مثل دیلمی و خطیب بن عساکر چون
دیدند که احادیث صحاح و حسان را متقدمین مضبوط کرده رفته و جا برای سعی آنها نمانده مائل شدند بجمع احادیث ضعیفه و
موضوعه و مقلوبة الاسانید المنقولة تا بطریق بیاض یکجا فراهم آورده نظر ثانی نمایند و موضوعات را از حسان لغیرها
ممتاز سازند بسبب قلت فرصت و کوتاهی عمر خود آنها را این مهم انجام نشد اما متاخرین که از ایشان بعد تر پیدا شدند بر تنقیح
کردند ابن الجوزی موضوعات را جدا ساخت و متحاذی(?) حسان لغیره را در مقاصد علیحده نوشت و سیوطی در تفسیر در منثور
پرداخت و غوغای جمع کنندگان در مقدمات کتب خود این غرض را و رسالت(?) گفته اند با وجود علم بحال آن کتب
بتصریح مصنفین آنها در یافته باشیم احتجاج بان حدیث چگونه روا باشد و لهذا صاحب جامع الاصول نقل کرده که
خطیب از تفسیر مرتضی برادر رضی احادیث شیعه روایت کرده است بهمین غرض که بعد از جمع و تالیف در آنها نظر
کند و تحقیقات نماید که [illegible] دارند انتهی فما قاله المصنف فی آخر هذا القول من ان جلها مستند الیها و معتمد
علیها عاما او عمدة عند جلهم فی غایة السخافة و مما لا ینبغی ان یصغی الیه ما دام لم یثبت هذا الکلام
بصحیح النقل عن کتاب معتبر او ثقة معتمد و اما قوله و کذا عند جمع سواهم عن الموطی علی
ان الروایة العالیة المکرمة للامام جعفر صادق رضی الله عنهم علی وجه انتهی ففیه السوال من ثلث

اور بہت وجہ تعبد ان کی یہ ہے کہ بالاستیعاب نظر کرکے تعمق کے ساتھ بار بار ان کا مطالعہ نہ کیا ہو اور طالب العلموں کو چند مرتبہ تعلیم نہ کیا ہو
جیسا کہ سند متاخرین نے بستان المحدثین کے صفحہ (۲۳۰) میں فرمایا ہے (ہر عاقل پر مخفی نہیں ہے کہ مرویات انسان کی ہر طرح رطب
و یابس سے مجموع و مخلوط ہوتی ہیں جب تک کہ وہ خود انسان کہ ہم اوسکی بزرگی و فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہیں اوس مخلوط کو
الگ نہ کر دیوے اور بارہا امعان و تعمق کے ساتھ اون کا مطالعہ نہ کرے اور اپنے شاگردوں کو اون کی تعلیم نہ کرے جب تک
محل اعتماد کیونکر ہو سکتی ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مسند حضرت امام اعظم کی کہ آج کل مشہور ہے قاضی القضاۃ
ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کی تالیف ہے کہ سنہ ۶۶۵ھ میں اوس کو رواج دیا ہے جبکہ مسانید امام اعظم کہ علما سے
سابق نے بنائی تھی ان مسندوں میں جمع کرکے اپنے گمان میں امام اعظم کے مرویات کچھ بھی نہ چھوڑا تھا اور اوس سے
پہلے اگرچہ بہت سے مسند امام اعظم کی مرویات کے علما نے بنائے تھے چنانچہ مصنف اس مسند کے خود ان
مسانید اور راویوں کے مصنفین کے نام اور اپنی مسند کو اون مصنفین کے طرف بیان کیا ہے لیکن زیادہ تر رائج و
مشہور وہی مسند تھے اور مشہور یہ ہی اب جو مستعمل میں ہے یا مسند حافظ حدیث عبد اللہ بن یعقوب بن حارثی کا دوسرا
مسند حافظ وقت حسین بن محمد بن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا چنانچہ ان تینوں مسندوں کی اجازت راقم الحروف
بھی اپنے اساتذہ سے پہنچی ہے پس اس مسند کو حضرت امام کے طرف منسوب کرنا اسی قبیل سے ہے کہ
مثلا مسند ابو بکر کو جو امام احمد نے بنایا ہے حضرت صدیق کے طرف منسوب کریں اور انہیں کی تصنیف کہا
کریں اور یہ محض غلطی ہے انتہی اور نیز تحفہ میں فرمایا ہے (جاننا چاہیے کہ اہل سنت کا ایک قاعدہ مسلم ہے
کہ جس حدیث کو بعض ائمہ فن حدیث نے کسی کتاب میں روایت کریں اور راوی الکتاب کی صحت کا التزام انہوں نے
نہ کیا ہو جیسا کہ امام بخاری و مسلم و باقی اصحاب صحاح نے کیا تھا اور اس حدیث کی صحت خاص طور پر اوس
کتاب کے مصنف یا دوسرے ثقہ محدثین نے بصراحت بیان نہ کی ہو وہ قابل احتجاج کے نہیں ہے اس لئے کہ ایک جماعت محدثین اہل سنت
کی کہ پچھلے طبقہ میں گذری ہے جیسے کہ دیلمی و خطیب و ابن عساکر وغیرہ دیکھا کہ احادیث صحاح و حسان کو پہلے محدثین بالکل ضبط کر چکے ہیں اور
اونمیں سعی کرنے کی جگہ باقی نہیں ہے احادیث ضعیفہ و موضوعہ و مقلوبۃ الاسانید کی جمع کرنے کی طرف متوجہ ہوگئے تا کہ ماہرین فن بطور پرکھ کے نظر ثانی کریں اور
موضوع حدیثوں کو حسن اور صحیح سے علیحدہ کر دیویں لیکن فرصت و عمر کی کوتاہی کی سبب سے اون سے اس کام کا سر انجام نہ ہوا پچھلے محدثین نے جو کہ اون کے بعد پیدا ہوئے
علیحدہ کر دیا چنانچہ ابن جوزی نے موضوع حدیثوں کو علیحدہ کرکے اوس کو مقابلہ میں حسان لغیرہا کو مقاصد حسنہ اپنی کتاب میں علیحدہ لکھا اور سیوطی نے تفسیر در منثور لکھا [illegible]
ان جمع کرنے والوں نے اپنی کتب کے مقدمات میں اس غرض کو صاف صاف کہہ دیا ہے اب ہم کو اون کتابوں کا حال اون کے مصنفوں کی تصریحات سے معلوم ہو گیا تو اوس حدیث سے
دلیل لانا کیونکر جائز ہوا اور اسی وجہ سے جامع الاصول کے مصنف نے نقل کیا ہے کہ [illegible] شریف مرتضیٰ [illegible] شیعہ کی حدیثیں روایت کی ہیں [illegible] غرض [illegible] جمع کرنیکو [illegible]
نظر کرکے بحث کہ [illegible] اصل [illegible] آخر میں کہہ دیا کہ [illegible] حدیث قابل اعتماد [illegible] نزدیک [illegible] تحفہ [illegible]
[illegible] امام جعفر صادق [illegible]

الجماعة على المصنف بانه لم لم يصرح باسماء اشخاصها ولو كشف عن اساميهم لعشا عن احوالهم
والبحث على عدم التصريح بها انهم جماعة من الامامية يقال لها الحكمية والهشامية ومذهبهم
مذهب المجسمة فلما كان المصنف موافقًا لهم في مذهبهم سلك معهم مسلك الخليط الشاطر و
اخفى اسمهم ورسمهم من عيني القريب النظر وما درى الناقد البصير فنحن نخبر الناظرين عن حالهم
ومقالهم حتى يتضح عليهم ما ستره المصنف من بالهم قال صاحب التحفة في صفحة ١٣ واما امامية
پس بدانکه مذهب ایشان وقاعده مشترکه جمیع فرق ایشان آنست که زمان تکلیف خالی نمی باشد از امام فاطمی و
مجموع ایشان سی ونه فرقه اند الی ان قال سیوم حکمیه اند وایشان را هشامیه نیز گویند اصحاب هشام بن الحکم گویند که بعد از امام حسین
امامت تعلق بامام حسین واولاد ایشان گرفت وتا امام جعفر صادق بترتیب معتقد امامت اند لیکن در حق باری تعالی قائل
بتجسیم صریح میشوند گویند معبود ایشان بصورت جسمی است طویل وعریض وعمیق وابعاد ثلاثه او باهم متساوی اند وصورتی
از صور متعارفه اجسام ندارد انتهی فمنهم هشام بن الحكم وهشام بن سالم ومحمد بن نعمان ابو جعفر الاحول الملقب
بشيطان الطاق والشيعة تقول هو مومن الطاق ويونس بن عبد الرحمن القمي مولى آل يقطين وغيرهم من الشيعة و
كذلك يحكى عن مقاتل بن سليمان وداود الجواربي ونعيم بن حماد المصري وغيرهم من اصحاب الحديث ومن عقائدهم
انه تعالى ذو صورة واعضاء وانه على صورة انسان ويحكى عن داود انه قال اعفوني عن الفرج واللحية واسئلوني
عن ما وراء ذلك فان في الاخبار ما يثبت ذلك ومنها ان الملائكة تحمل العرش والعرش يحمل الرب تعالى اذ قد
ورد في الخبران الملائكة تاط احيانا من وطاة عظمة الله تعالى على العرش كذا في الملل والنحل ومنها ما ذكرته
في المقدمة ومن متابعة المصنف لهذه الفرقة انه ملأ هذه العقائد في هذا الكتاب حيثما وجد لها مناسبة
في مواقع شتى ومنها انه استعمل فيه الفاظا مصطلحة لهم كلفظة العامة والخاصة كما قال في صفحة (١٠)
وهو فقه العلم وايمان العامة يستوي فيه الخاصة والعامة انظروه وهو موافق لما روي ان ابن نعمان الملقب
بشيطان الطاق قد صنف كتابا حجة الشيعة منها افعل لا تفعل ومنها افعل لا تفعل وذكر فيها ان
كبار الفرق اربعة القدرية والخوارج والعامة والشيعة ثم عين الشيعة بالنجاة في الآخرة من هذه
الفرق كذا في الملل وعنى بالعامة اهل السنة والجماعة الذين لا يدخلون الجنة في زعمه نعوذ بالله منه
ومن متابعته لهذه الفرقة انه ترك ذكر الامام الحسن المجتبى واولاده الانجاد وبعض اولاد الامام
الحسين الذين ليسوا ائمة عند هذه الفرقة في هذا الكتاب مع التزامه لاحياء علوم اهل البيت وايضا
ذكرهم في سلسلة الائمة وهذا لان هذه الفرقة تعتقدون ان الامامة منحصرة في سلسلة اولاد الامام
الحسين ومنقطعة عن اولاد الامام الحسن المجتبى وهذا يفضي الى سوء الادب معهم وترك لبعض ما وجب

پس اس قول مین مصنف پر سوال ہوتا ہے کہ وہ جماعت کونسی ہے جن کے اشخاص کے نام مصنف نے ذکر نہین کئے اگر اون کے نام ذکر کر دیتا تو پھر احوال سے تشکیک اور نام نہ ذکر کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ وہ امامیہ کی ایک جماعت ہے کہ جنکو حکمیہ و ہشامیہ کہا جاتا ہے اور اون کا تجسیم کا مذہب ہے پس چونکہ مصنف اون کے مذہب مین خود اون کا موافق تھا لہذا اون کے ساتھہ چالاکی کی اور مکرانہ کی چال چلا اور اون کے نام و نشان کو ہوشیار اہل نظر کی آنکھون سے چھپا دیا اور یہہ سمجھا کہ صفحہ دیکھنے والا ہے پس ہم ناظرین کو اوس جماعت کا حال و قال بتائے دیتے ہین تاکہ جو کچھ مصنف نے چھپایا ہے اون پر واضح ہو جائے مولنا شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحفہ کے صفحہ (۳۱) مین فرمایا ہے (اور امامیہ لیس اون کے مذہب کا مدار اور اون کے کل فرقون کے عقائد مین قدر مشترک یہہ امر ہے کہ اون کے نزدیک تکلیف کا زمانہ کسی امام فاطمی سے خالی نہین ہوتا ہے اور اون سب کے کل انتالیس فرقے ہین یہان تک کہ فرمایا دوسرا فرقہ حکمیہ ہے اور ان کو ہشامیہ بہی کہتے ہین یہہ لوگ ہشام بن الحکم کے اصحاب ہین اون کا قول ہے کہ امام حسن کے بعد امامت کا تعلق امام حسین اور اون کی اولاد کے ساتھہ ہو گیا اور امام جعفر صادق تک ترتیب امامت کے معتقد ہین لیکن حق تعالی کے حق مین صریح تجسیم ہونے کے قایل ہین کہ ہمارا معبود جسم کی صورت مین ہے لمبا چوڑا گہرا اور اوس کی تینون مقدار برابر ہین مگر اجسام کی صورتون مین سے کسی صورت مین نہین ہے انتہی پس اوسی جماعت مین سے ہین ہشام بن حکم و ہشام بن سالم و محمد بن نعمان ابو جعفر احول ملقب بشیطان طاق ہے اور شیعہ اوس کو مومن طاق کہتے ہین اور یونس بن عبد الرحمن قمی مولی آل یقطین وغیرہم شیعہ کی جماعت سے اور ایسا ہی منقول ہے مقاتل بن سلیمان و داود جواربی و ابراہیم بن حماد مصری وغیرہم اصحاب حدیث سے اور نقل ان کے عقائد یہہ ہے کہ یہہ کہ اللہ تعالی عرش پر قرار پکڑتا ہے اور وہ انسان کی شکل پر ہے اور داود جواربی سے منقول ہے کہ اوس سے کہا گیا کہ فرج و ریش کے سوال ... ... اس کا ثبوت موجود ہے ... اون کا یہہ ہے کہ فرشتے عرش کو اوٹھائے ہوئے ہین اور عرش پر ... گا کہ اوٹھائے ہوئے ہے اس لئے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ فرشتے کبھی کبھی خدا کے بوجھ سے عرش پر سے آواز کرنے لگتے ہین جیسا کہ ... اور اون کے ... ہم مقدمہ مین ذکر کر چکے ہین اور اسی فرقہ کی پیروی کے سبب سے مصنف نے اون عقاید کو اپنی اس کتاب مین متفرق مقامات پر ... اس کتاب مین اکثر مصطلح الفاظ کو مشتبہ استعمال کیا ہے جیسا کہ لفظ عامہ و خاصہ چنانچہ صفحہ ... مین کہا ہے ... اور ... کا ایمان ہے کہ جس مین ... الفقہ اور یہہ استعمال صرف اوس روایت کے کہ ابن نعمان ملقب بشیطان الطاق کے باب مین کی گئی ہے کہ اوس نے شیعہ کے مذہب مین چند کتابین تصنیف کی ہین اون مین سے ایک کا نام (افعل لم فعلت) ہے اور ایک کا نام (افعل لا تفعل) ہے اور اون کتب مین ذکر کیا ہے کہ بہت فرقے چار ہین قدریہ و خوارج و عامہ و شیعہ پھر نجات اخروی شیعہ کے ساتھہ متعین کی اور ان چارون مین سے اسی طرح سے طعن کئے اور لفظ عامہ سے اہل سنت کو قصد کیا کہ وہ اوس کے اعتقاد مین نعوذ باللہ منہ جنت مین داخل نہ ہون گے اور اسی فرقہ کی اتباع کی وجہ سے مصنف نے امام حسن مجتبی اور انکی اولاد امجاد کے علوم کو اس کتاب مین ذکر نہین کیا اور نہ اون بعض اولاد امام حسین کے علوم کو ذکر کیا کہ جو اس فرقہ کے نزدیک امام نہ تہے باوجودیکہ مصنف نے التزام کیا ہے اس کتاب مین علوم اہل بیت کو زندہ کرنے کا اور نیز اماموں کے سلسلے مین اون کا ذکر ترک کر دیا اور یہہ اس وجہ سے کہ اس فرقہ کے عقیدہ مین امامت مختص ہے امام حسین کی اولاد کے ساتہہ اور امام حسن مجتبی کی اولاد سے امامت منقطع ہے اور اس سے اون کا بزرگی شان مین بے ادبی لازم آتی ہے اور بعض امر واجب الاتباع

علينا فيما يجب علينا ان نذكر شيئاً من فضائل اولاد الحسن المجتبى واولاد الحسين الذين ترك المصنف ذكر
هم وشيئاً من علومهم حيث انا نرى المصنف في هذا الباب ذكر ما لا نقتصه مع احداثه احيانا في هذا الكتاب
والله الموفق للصواب والميسر للصعاب فنقول بتوفيقه تعالى وعونه ان الامام الحسن المجتبى سبط النبي
المصطفى صلى الله عليه وسلم ولد له ثلاثة عشر ذكرا وست بنات فاعقب من ولده اربعة زيد والحسن المثنى
والحسين الاثرم وعمرو الا ان الحسين الاثرم وعمرا انقرضا سريعا وبقي عقبه من رجلين لا غير زيد والحسن المثنى
فمنهما الامام ابو الحسن زيد عاش مائة سنة وامه فاطمة بنت ابي مسعود الانصاري ومن ولده نفيسة
بنت زيد بن الحسن المجتبى قبرها في المصر يزورها الناس ويعظمونه ويتبركون بها ومنهم الامام الحسن
بن زيد اعقب سبعة ذكور منهم قاسم وعلي وزيد وابراهيم وعبد الله واسحق فاعقب من الامام القاسم
عبد الرحمن الشجري وحمزة ومحمد البطحاني الذي هو اكثر الاولاد في طبرستان وري وقم وغيرها من كل
البلاد وتفصيلهم في عمدة الطالب في آل ابي طالب والامام الحسن المثنى بن الامام الحسن المجتبى كان قد خطب
الى عمه الامام الحسين احدى بناته فابرز اليه فاطمة وسكينة وقال يا ابن اخي اختر ايهما شئت فاستحيى
الحسن وسكت فقال الامام الحسين رضي الله عنه قد زوجتك فاطمة فانها اشبه الناس بامي فاطمة بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال البخاري تزوج الحسن فاطمة بنت عمه الحسين وكان يتولى صدقات
امير المؤمنين علي كرم الله وجهه ونازعه فيها الامام زين العابدين علي بن الحسين رضي الله عنهما ثم
سلمها له فلما كان زمن الحجاج سأل عمه عمر بن علي كرم الله وجهه ان يشركه فيها فابى فاستشفع عمر
بن علي من الحجاج فبينا الحسن يسائر الحجاج ذات يوم قال الحجاج يا ابا محمد ان عمر بن علي عمك وبقية اهل بيتك
فاشركه معك في صدقات ابيه فقال الحسن والله ما اغير ما شرط علي فيها ولا ادخل فيها من لم يدخله وكان
امير المؤمنين قد شرط ان يتولى صدقاته ولده من فاطمة دون غيرهم من اولاده فقال الحجاج اذن ادخله
معك فنكص عنه الحسن حين سمع كلامه وذهب من فوره الى الشام فامر عبد الملك بادخاله فدخل فحياه عظمه
واكرمه واجلسه معه على سريره وقال ما الذي جاء بك يا ابا محمد فذكر له حكاية عمه عمر فكتب عبد الملك الى
الحجاج كتابا ان لا يعارض الحسن بن الحسن في صدقات جده ولا يدخل معه من لم يدخله علي وختم
الكتاب وسلمه اليه وامر له بجائزة وصرفه مكرما ثم لحق بالمدينة ومات مسموما وعمره اذ ذاك خمس
وثلاثون سنة وكان اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم واعقب من خمسة رجال عبد الله المحض و
ابراهيم الغمر والحسن المثلث وداود وجعفر فعبد الله المحض امه فاطمة بنت الامام الحسين ولقب بالمحض لانه من
الحسنين لان اباه الحسن بن الحسن المجتبى وامه فاطمة بنت الحسين وكان يشبه جده رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترک ہو گیا ہے پس ہم کو ضرور ہوا کہ اولاد حسن مجتبیٰ اور بعض اولاد امام حسین کہ جن کے علوم کو مصنف نے نہیں ذکر کیا ہے اون کے کچھ فضائل
اور کچھ علوم بیان کر دیویں تاکہ مصنف نے جو کچھ اس باب میں کمی کی ہے اوس کا جبیرہ اور تکمیل ہو جاوے حالانکہ اس کتاب میں مصنف کا وعدہ
ہے احیاے علوم اہل بیت کا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور دشواریوں کا آسان کرنیوالا ہے پس خدا کی توفیق و امداد سے ہم کہتے ہیں کہ امام
حسن مجتبیٰ سبط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ فرزند اور تیرہ دختر تھے پر اون کے پدر اون کی اولاد میں سے چار شخص باقی رہے زید و حسن مثنیٰ و حسین
اثرم و عمر پس دو لا ولد گذر گئے اور اولاد امام حسن مجتبیٰ صرف دو مردوں زید و حسن مثنیٰ سے جاری رہی ہے پس ہمارے سردار امام
ابو الحسن زید سو سال تک زندہ رہے اون کی والدہ فاطمہ ابو مسعود انصاری کی بیٹی ہیں اور اونہیں کی بیٹی نفیسہ ہیں کہ جن کی قبر مصر میں ہے
کہ مسلمان اوس کی تعظیم و زیارت کرتے ہیں اور اوس سے برکت لیتے ہیں اور اونہیں کی اولاد میں سے ہیں امام حسن بن زید کہ جن کے
سات بیٹے ہوئے کہ جن میں سے قاسم علی اسمٰعیل ابراہیم عبد اللہ اسحاق ہیں پس امام قاسم کی اولاد سے عبد الرحمن شجری و حمزہ و محمد بطحانی
ہیں اور محمد بطحانی کی اولاد کثیر ہے کہ جن کا مسکن طبرستان و ری و قم وغیرہ تھا اور اونکی تفصیل کتاب عمدۃ المطالب فی آل
ابی طالب میں مذکور ہے اور امام حسن مثنیٰ بن امام حسن مجتبیٰ نے اپنے چچا امام حسین سے ان کی ایک صاحبزادی کے لیے خواستگاری کی درخواست
کی تھی پس امام حسین نے فاطمہ و سکینہ کو اون کے سامنے کر کے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے ان میں سے جس کو جی چاہے پسند کر لے پس امام
شرما کر خاموش ہو گئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تم سے فاطمہ کا عقد کر دیا اس لیے کہ یہ لڑکی میری والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کے
ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے اور کہا گیا ہے کہ روایت کی ہے کہ امام حسن مثنیٰ نے اپنے چچا کی دختر فاطمہ کو پسند کر لیا تھا اور آپ ہی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے صدقات کے متولی تھے پس امام زین العابدین حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے [illegible] آپ سے نزاع کی [illegible]
امام صدقات اون کے حوالہ کر دی اور جب کہ حجاج کا زمانہ آیا تو آپکے چچا عمر بن علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے تئیں شریک [illegible]
آپ نے نامنظور کیا تو عمر بن علی نے اس بارے میں حجاج سے سفارش چاہی پس ایک دن امام حسن حجاج کے پاس تشریف لیجاتے تھے کہ حجاج نے آپ سے کہا کہ
عمر بن علی تمہارا چچا ہے اور تمہارے دادا کی اولاد کا بقیہ ہے پس اس کو بھی اپنے ساتھ اپنے باپ کے صدقات میں شریک کر لو امام حسن نے فرمایا کہ میں
حضرت علی کی شرط کو نہ بدلونگا اور صدقات میں جسکو انہوں نے داخل نہیں کیا ہے داخل نہ کرونگا اور حضرت علی نے شرط لگائی تھی کہ آپکے صدقات
کی تولیت اولاد فاطمہ زہرا کے لیے ہے پس حجاج نے کہا کہ میں اوسکو تمہارے ساتھ داخل کر دونگا پس حضرت حسن [illegible] امام حسن کو
اور [illegible] شام کی طرف روانہ ہو گئے پس عبد الملک نے آپکے داخل شام ہونے کا حکم دیا جب آپ داخل ہوئے تو بہت کچھ آپ کی تعظیم و تکریم بجا لایا اور اپنے ساتھ
تخت پر بٹھایا پھر پوچھا کہ اے ابو محمد کس وجہ سے تشریف لائے ہیں آپ نے حجاج کا قصہ اوس سے بیان کر دیا تو عبد الملک نے حجاج کے نام ایک خط لکھا کہ حسن بن حسن
اور ان کے دادا کے صدقات میں [illegible] کسی شخص کو شریک کیا جاوے اور خط تمام کر کے آپ کو دیا اور ایک بڑے جائزہ کا آپ کی نذر میں پیش کرنے کا
حکم دیا اور بہت تعظیم سے آپکو واپس کیا پھر آپ مدینہ پہونچ کر زہر کی وجہ سے وفات پائی اور آپ کی عمر اوس وقت پینتیس برس کی تھی اور آپ حضرت صلعم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ تھے
اور آپکے پانچ بیٹے ہوئے عبد اللہ محض - ابراہیم غمر - حسن مثلث - داود - جعفر پس عبد اللہ محض کی والدہ فاطمہ بنت امام حسین ہیں اور آپ کا لقب اس وجہ سے ہوا کہ
آپ کو والدین کی طرف سے حسنین سے قرابت ہے اس لیے کہ آپکے والد حسن بن مجتبیٰ ہیں اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت حسین ہیں اور آپ رسول اللہ صلعم کے مشابہ تھے

يكان شيخ بني هاشم في زمانه وقيل له بما صرتم افضل الناس قال لان الناس كلهم يتمنون ان يكونوا منا
ولا نتمنى ان نكون من احد وكان قوي النفس شجاعا وريا قال من الشعر ولما قدم الى العباس السفاح واهله ابو سلمة
الخلال الكوفة ستر امرهم وعزم ان يجعلها شورى بين اولاد علي والعباس حتى يختاروا هم من ارادوهم ثم قال اخاف
ان لا يتفقوا فعزم على ان يعدل بالامر الى ولد علي من الحسن والحسين فكتب الى ثلثة نفر منهم جعفر بن محمد بن
علي بن الحسين وعمر بن علي بن الحسين وعبد الله بن الحسن بن الحسن ووجه بالكتب مع رجل من مواليهم من
ساكني الكوفة فبدا بجعفر بن محمد فلقيه ليلا واعلمه انه رسول ابي سلمة وان معه كتابا اليه فقال وما انا و
ابو سلمة هو شيعة لغيري فقال الرسول تقرأ الكتاب وتجيب عليه بما رايت فقال جعفر لخادمه قدم مني السراج
فقربه فوضع عليه كتاب ابي سلمة فاحرقه فقال الا تجيبه فقال قد رايت الجواب فخرج من عنده واتى عبد الله
بن الحسن بن الحسن فقبل كتابه وركب الى جعفر بن محمد فقال له جعفر اي امر جاء بك يا ابا محمد لو اعلمتني
لجئتك فقال هو امر يجل عن الوصف قال وما هو يا ابا محمد فقال هذا كتاب ابي سلمة يدعوني الى امر ويراني احق
الناس به وقد جاءت شيعتنا من خراسان فقال له جعفر الصادق عليه السلام ومتى صاروا شيعتك
انت وجهت ابا مسلم الى خراسان وامرته بلبس السواد هل تعرف منهم احدا باسمه ونسبه كيف يكونون
من شيعتك وانت لا تعرفهم ولا يعرفونك فقال عبد الله ان كان هذا الكلام منك لشيء فقال جعفر قد
علم الله تعالى اني اوجبت على نفسي النصح لكل مسلم فكيف ادخره عنك فلا تمنين نفسك الاباطيل فان هذه
الدولة ستتم لهؤلاء القوم ولا تتم لاحد من آل ابي طالب وقد جاءني مثل ما جاءك فانصرف غير راض
بما قاله واما عمر بن علي بن الحسين فرد الكتاب وقال ما اعرف كاتبه فاجيبه ومات عبد الله المحض في حبس
ابي جعفر الدوانيقي مخنوقا وتوفي عبد الله وهو ابن خمس وسبعين وكان يشبه صدقات امير المؤمنين
علي عليه السلام بعد ابيه الحسن المثنى والحسن المثلث يكنى ابا علي عدة اولاد منهم ابو الحسن علي العابد
ذو الثفنات استقطع ابوه عن مروان فكان لا ياكل منها شيئا وكان مجتهدا في العبادة وحبسه الدوانيقي مع
اهله فمات في الحبس وهو ساجد فحركوه فاذا هو ميت ومن اولاد الامام عبد الله المحض محمد ذو النفس الزكية
وابراهيم القتيل بباخمرى وموسى نقل في الصواعق في صفحة ١٤٠ في فضائلهم اخرجه يحيى صاحب الديلمي بل
قصة الامام جعفر الصادق انه سعى به (اي بجعفر الصادق) عند المنصور لما حج فلما احضر الساعي به يشهد
قال له اتحلف قال نعم فحلف بالله العظيم الى آخره فقال احلفه يا امير المؤمنين بما اراه فقال له حلفه فقال له
قل برئت من حول الله وقوته والتجأت الى حولي وقوتي لقد فعل جعفر كذا وكذا وقال كذا وكذا فامتنع الرجل
ثم حلف فما تم حتى مات فقال امير المؤمنين لجعفر لا باس عليك انت المبرأ الساحة المأمون الغائلة ثم

اور اپنے زمانہ میں بنی ہاشم کے سردار تھے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کا گھرانہ کس وجہ سے تمام جہان کے لوگوں سے افضل ہو گیا آپ نے جواب دیا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ
تمام لوگ ہم میں سے ہونے کی تمنا رکھتے ہیں اور ہم کو کسی غیر سے ہونے کی تمنا نہیں ہے اور آپ بڑے قوی بہادر تھے اور کبھی کبھی شعر بھی کہا کرتے تھے جبکہ ابو العباس سفاح اور اس کا
مصاحب ابو مسلم خلال کوفہ میں آئے تو سفاح نے امر خلافت کو مخفی رکھا اور عزم کر لیا کہ اولاد علی و عباس کے مشورہ پر اوسکو موقوف کیجئے تاکہ وہ جسکو چاہیں خلافت کے لئے انتخاب کر لیویں پھر
اوسنے کہا کہ مجھکو اس دوسرے میں اس کا بھی ڈر ہے کہ وہ سب باہم اتفاق نہ کریں گے پس اپنے عزم کو حسنین کی اولاد سے مشورہ کرنے کی طرف پھیر دیا اور تین اشخاص کی طرف خطوط لکھے ایک جعفر
بن محمد بن علی بن حسین کی طرف دوسرا عمر بن علی بن حسین کی طرف تیسرا عبداللہ بن حسن بن حسن کی طرف اور یہ تینوں خط ایک غلام کوفی کے ہاتھ روانہ کئے پس وہ پہلے جعفر بن محمد کے پاس رات کے وقت
پہنچا اور کہا کہ میں ابو مسلم کا ایلچی ہوں اور آپکے نام اوس کا ایک خط میرے ساتھ ہے انہوں نے جواب دیا کہ مجکو ابو مسلم سے کیا علاقہ وہ ہمارے غیر کی گروہ سے ہے ایلچی نے کہا خط پڑھ لیجئے پھر جو کچھ آپکی رائے
ہو جواب لکھئے پس جعفر نے خادم سے چراغ طلب کیا جب چراغ قریب آیا آپ نے ابو مسلم کا خط اوس پر رکھکر جلا دیا ایلچی نے کہا کیا آپ اس کا جواب نہیں دیجئے گا آپ نے فرمایا جواب تو نے دیکھ لیا پس
ایلچی وہاں سے نکلکر حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن کے پاس پہنچا اونہوں نے خط کو لے لیا اور جعفر بن محمد کے پاس تشریف لائے حضرت جعفر نے فرمایا کونسا کام تمکو یہاں لایا اے ابو محمد اگر آپ مجکو اطلاع
کرتے تو میں خود آجاتا حضرت عبداللہ نے فرمایا وہ کام بہت عظیم الشان ہے کہا وہ کیا ہے کہا یہ ابو مسلم کا خط ہے وہ مجکو بلاتا ہے اور اپنے کام کے لئے ہم میں سے زیادہ حقدار جانتا ہے
سب لوگوں سے اور ہماری جماعت خراسان میں اس کے گرد جمع ہو گئی ہے جعفر صادق نے کہا وے لوگ کب آپکی جماعت کے ہو گئے آپ نے ابو مسلم کو خراسان میں بھیجا تھا اور آپ نے اوسکو سیاہ لباس پہننے کا حکم دیا تھا کیا اون میں
کسی شخص کا نام و نسب آپکو معلوم ہے کیونکر وے لوگ آپکی جماعت ہو سکتے ہیں حالانکہ نہ آپ اونکو پہچانتے ہیں اور نہ وے آپکو پہچانتے ہیں پس حضرت عبداللہ نے کہا اگر اونکا یہ کلام کسی خاص وجہ سے
ہوتا تو [illegible] پس حضرت جعفر نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے [illegible] اپنے نفس پر ہر مسلمان کی بہی خواہی کو واجب کر لیا ہے پھر آپ کیونکر [illegible] رکہوں گا آپ ہرگز اپنے نفس کو آرزو
[illegible] میں گرفتار نہ کرو [illegible] یہ دولت [illegible] لوگوں کے لئے بالکل ہو جائے گی اور آل ابوطالب میں سے کسی کے راستہ آئے گی اور [illegible] پاس پہنچا [illegible] ایک خط آیا ہے
پس حضرت عبداللہ اون کے کلام سے خوش نہوئے اور واپس آگئے اور لیکن عمر بن علی بن حسین پس انہوں نے ابو مسلم کا خط واپس کر دیا اور کہہ دیا کہ اس کے کاتب کو میں نہیں جانتا ہوں کہ جواب
لکھوں اور عبداللہ محض نے قید خانہ میں وفات پائی جبکہ ابو جعفر دوانقی نے بخوف امارت آپ کو قید کر دیا تھا اور آپ کی عمر پچھتر سال تھی آپ ہی [illegible] اور حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صدقات کے متولی تھے اور حضرت حسن مثلث کے جنکی کنیت ابو علی ہے چند فرزند تھے منجملہ اون کے ابو الحسن علی عابد ذو الثفنات ہیں آپ کے
والد نے مروان سے ایک [illegible] لیا تھا آپ اوسکی آمدنی پرہیزگاری کے سبب نہیں لیتے تھے اور عبادت میں نہایت کوشاں تھے آپکو دوانقی نے مع اہل و عیال کے قید کر دیا تھا پس
اوسی قید میں سجدہ کرتے ہوئے آپ نے دنیا سے انتقال فرمایا جب لوگوں نے ہلا کر دیکھا تو آپ مر چکے تھے اور امام عبداللہ محض کی اولاد میں سے تھے محمد ذو النفس الزکیہ اور ابراہیم قتیل
باخمری اور موسیٰ جون اور یحییٰ صاحب دیلم اور ادریس [illegible] معروف بمحمد [illegible] ١٧٧ میں حضرت موسیٰ جون اور اون کے بھائی یحییٰ صاحب دیلم کے فضائل میں نقل کیا ہے امام جعفر صادق کے قصہ کے
اندر اس طرح پر کہ حضرت جعفر صادق کی منصور کے دربار میں کچھ برائی بیان کی گئی جبکہ اوس نے حج کیا تھا پھر جبکہ چغل خور دربار میں قسم کہانے کو طلب کیا گیا منصور نے اوسکو کہا کیا تو
قسم کہائیگا کہا ہاں پس اسنے اللہ کی قسم کہا کر آخر تک اوس کو بیان کیا پس امام جعفر صادق نے کہا اے امیر المومنین جسطرح میں کہوں اوس سے قسم لو منصور نے کہا کہ آپ ہی
اپنی خوشی سے اس سے قسم لیلو پس آپ نے چغل خور سے کہا کہہ میں اللہ کی حول و قوت سے علیحدہ ہو کر اپنی حول و قوت کے اعتماد پر کہتا ہوں کہ جعفر نے ایسا ایسا کام کیا
ہے اور ایسی ایسی بات کہی ہے پس وہ شخص پہلے تو رکا پھر قسم بطریق مذکور کھا گیا ہنوز اوس کی قسم پوری ہونے نہ پائی تھی کہ اوسی جگہ پر فوت ہو گیا
پس امیر المومنین نے امام جعفر صادق سے کہا کہ آپ پر اس کے متعلق کچھ الزام نہیں ہے آپ کا میدان [illegible] اور اس کے [illegible] سے آپ محفوظ

انصرف بحلفه اليمين بخاتمة مصنفه وقيل مسنده والحكاية تتمة ووقع نظير هذه الحكاية ليحيى بن عبد الله بن حسن
بن الحسن المثنى بن الحسن السبط ان شخصا من الزبيريين سعى به الى الرشيد فطلب تحليفه فتقدم فحلف والرشيد فقال يحيى
تحليفه بذلك فما تم يمينه حتى اضطرب وسقط لجنبه فاخذوا برجله ومات فسال الرشيد يحيى عن سرعة ذلك فقال
يحيى ان الله في اليمين يعجل المعاجلة في العقوبة وذكر المسعودي ان هذه القصة كانت بين يحيى وبين المتلقب بابي
البختري وان الزبيري سعى به الى الرشيد فطال الكلام بينهما فقال له موسى تحلف فحلف فقال موسى
الله اكبر حدثني ابي عن جدي عن ابيه عن جده علي ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما حلف احد بيمين
اي وهي تقلدت الحول والقوة دون حول الله وقوته الى حولي وقوتي الا عجل الله له العقوبة
قبل ثلاث والله ما كذبت ولا كذبت فوكل علي يا امير المؤمنين فان مضت ثلاث ولم يحدث بالزبيري حادثة فدمي لك
حلال فوكل به فلم يمض عصر ذلك اليوم حتى اصاب الزبيري جذام فتورم جسده حتى مات كالزق فلما كان في اول الليل
دفن ولما انزل في قبره انخسف قبره وخرجت رائحة مفرطة النتن فطرحت فيه احمال الشوك فانخسف ثانيا فاخبر
الرشيد بذلك فزاد في الهيبة ثم امر لموسى بالف دينار وساله عن تلك اليمين فروى له حديثا عن جده علي بن
ابي طالب عن النبي صلى الله عليه وسلم ما من احد يحلف بيمين يمجد الله فيها الا استحيى من عقوبته وما من احد حلف
بيمين كاذبة نازع الله فيها حوله وقوته الا عجل الله له العقوبة قبل ثلاث انتهى ويحيى صاحب الديلم وسليمان
وادريس واخو محمد النفس الزكية ويكنى ابا عبد الله وقيل ابا القاسم ويلقب المهدي وهو المقتول باحجار الزيت
قال وانما لقب المهدي للحديث المشهور عن رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدي من ولدي اسمه اسمي واسم
ابيه اسم ابي تطلعت نفوس بني هاشم وعظمته وكان جم الفضائل كثير المناقب وحكى ان الشيخ ابو الفرج الاصفهاني
انحنى بركابه ذات يوم حتى ركب فقيل له في ذلك فقال ويحك هذا مهدينا اهل البيت وكان المنصور قد بايع له و
لاخيه ابراهيم مع جماعة من بني هاشم فلما بويع لبني العباس اختفى محمد وابراهيم مدة خلافة السفاح فلما ملك المنصور
وعلم انهما على عزم الخروج جد في طلبهما وقبض على ابيهما وجماعة من اهلهما فلما بلغ ابا جعفر المنصور خروج
محمد بن عبد الله بن حسن قال لبعض اصحابه فقال له ويحك قد ظهر محمد قال واين ظهر قال بالمدينة فقال غلبت عليه
ذهب بالكبة قال وكيف قال لانه خرج بحيث لا مال ولا رجال فعاجله بالحرب فارسل اليه عيسى بن موسى بن
عبد الله العباسي بجيش كثيف فحاصر محمدا خارج المدينة وتفرق اصحابه عنه حتى بقي وحده فلما احس بالخذلان
دخل داره وامر بالتنور فسجر ثم عمد الى الدفتر الذي اثبت فيه اسماء الذين بايعوه فالقاه في التنور فاحترق ثم خرج فقاتل
حتى قتل باحجار الزيت كان ذلك مصداق تلقيبه بالنفس الزكية لانه روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال يقتل باحجار
الزيت من ولدي النفس الزكية وكان مالك بن انس الفقيه ممن افتى الناس بالخروج مع محمد وبايعه وانه قد نقم المنصور عليه

پھر آپ وہاں سے چلے گئے تو ربیع آپ کے پاس تحفے خلعت و نافرہ امیر کی طرف سے لایا اور اس قصہ کا تتمہ یہ ہے اور اسی قصہ کے متعلق یہ بھی بیان ہوا ہے
بیان ہوا [illegible] کہ ایک زبیری نے خلیفہ رشید کے دربار میں آپ کی چغلی کھائی میں رشید نے اوس سے
حلف طلب کیا تو وہ حلف کرنے لگا [illegible] رشید نے اوس کو [illegible] حلف [illegible] کے واسطے مقتول ہو گئے پس قسم پوری نہ کر دیا
تھا کہ [illegible] مر گیا اور اسی حال میں [illegible] رشید نے اس بات کو کسی سے پوچھا پس آپ نے فرمایا کہ قسم میں خدا کی تعظیم دینا
ہے [illegible] زبیری نے موسیٰ جون کی چغلی رشید کے
دربار میں کھائی [illegible] زبیری سے حلف طلب کیا پس زبیری نے حلف کھا لیا تو موسیٰ جون
نے فرمایا کہ اللہ اکبر [illegible] بیان [illegible] میرے جد [illegible] نے فرمایا ہے کہ نہیں قسم
کھائی کسی نے [illegible] اپنی حول و قوت [illegible] ایسا نہیں کہا) اور وہ اس بیان سے جھوٹا ہو
مگر [illegible] عذاب [illegible] امیر المومنین اگر تین دن زبیری کو [illegible] گذر جائیں تو
میرا خون حلال ہے [illegible] زبیری کو جذام کا عارضہ ہوا اور بدن پھول کر مشک کی طرح
ہو گیا پس [illegible] قبر میں رکھا گیا تو قبر [illegible] بدبو [illegible] پھر دوبارہ
[illegible] جب رشید کو اوس کی اطلاع دی گئی [illegible] موسیٰ جون [illegible] حکم دیا اور [illegible] دریافت کیا
پس انہوں نے رشید سے ایک حدیث بیان کی [illegible] رسول اللہ صلعم سے کہ نہیں کوئی شخص کہ اپنی قسم میں خدا کی عظمت کا بیان کرتا ہے مگر [illegible] خدا اوس کے
[illegible] اور نہیں کوئی شخص کہ جھوٹی قسم کھاتا ہے [illegible] حضرت امام جعفر صادق فرزند محمد [illegible]
[illegible] آپ کی کنیت ابو عبداللہ [illegible] ابو القاسم [illegible] آپ کا لقب [illegible] ایک حدیث
مشہور [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہاشم [illegible]
[illegible] ہیں اور [illegible]
تیری خرابی [illegible] بنی ہاشم [illegible] ابو العباس [illegible] خلافت
[illegible] منصور بادشاہ ہوا [illegible]
اور [illegible] ابو جعفر منصور [illegible] محمد [illegible] عبداللہ [illegible] کہا کس جگہ
کہا [illegible] طرف
منصور [illegible] عبداللہ عباس [illegible] رہ گئے پھر
پھر آپ [illegible] ڈال کر چلا دیا پھر
باہر تشریف لا کر [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
فرمایا [illegible]

واما ابراهيم فقتيل باخمرى بن عبد الله المحض ويكنى ابا الحسن وكان شديد الايد فيحكى انه كان واتفق مع اخيه محمد
وابيه وابل لهم ترعى فيها ناقة شرود لا تقاد فاقبلت مع الابل ترد فقال محمد لابراهيم وهو ملتف في شملة ان رددتها
فلك كذا اولك او ثب ابراهيم فقبض على ذنبها فشردت وتبعها ابراهيم حتى اذا بعدت غابت عن اعينهم فقال عبد الله المحض
بابنه محمد ما صنعت عرضت اخاك للتلف فلما كان بعد ساعة اقبل ابراهيم ملتفا بشملة فقال له محمد الم اقل لك انك
لا تقدر على ردها فاخرج ذنب الناقة فالقاه وقال ما تقدر من جاء بهذا وكان ابراهيم من كبار العلماء في فنون
كثيرة فقال انه كان ايام اختفائه بالبصرة وقد اختفى عند المفضل بن محمد الضبي فطلب منه دواوين العرب
ليطالعها فاتاه بما قدر عليه فاعلم ابراهيم على ثمانين قصيدة فلما قتل ابراهيم استخرجها المفضل وسماها بالمفضليات
وقرئت بعد على الاصمعي فزاد فيها وظهر ابراهيم ليلة الاثنين غرة رمضان سنة خمس واربعين ومائة بالبصرة
وبايعه وجوه الناس منهم بشر الرحال والاعمش وسليمان بن مهران وعباد بن المنصور القاضي صاحب مسجد
عباد بالبصرة والمفضل بن محمد في نظرائهم ويقال ان ابا حنيفة الفقيه بايعه ايضا وكان قد افتى الناس بالخروج
معه فيحكى ان امرأة اتته فقالت انك افتيت ابني بالخروج مع ابراهيم فخرج فقتل فقال لها ليتني كنت مكان
ابنك كذا في عمدة المطالب واما ادريس بن عبد الله المحض فخرج بالمغرب في ايام ابي جعفر المنصور كذا في الملل
والنحل وهذا انبذ من فضائلهم واما شيء من علومهم فقد اخرج الدارقطني عن عبد الله المحض انه سئل عن المسح على
الخفين فقال امسح فقد مسح عمر فقال له السائل انما سألتك انت تمسح قال ذلك اعجز لك اخبرك عن عمر وتسألني عن
رأيي فعمر خير مني وملاء الارض فقيل له هذه التقية فقال نحن بين القبر والمنبر اللهم هذا قولي في السر والعلانية فلا
تسمع قول احد بعدي كذا في الصواعق المحرقة وهذا الكلام الشريف منه يدل دلالة نيرة كالشمس في نصف النهار
على ان التقية ليس من سنن السادات الكرام بل هي من خصائص اهل البدع اللئام وايضا اخرج عنه انه قال
من هذا الذي يزعم ان عليا كان مقهورا وان النبي صلعم امره بامر فلم ينفذه فكفى بهذا ازراء ومنقصة له انتهى
واخرج الدارقطني ايضا عن ولده الملقب بالنفس الزكية انه لما سئل عن الشيخين لهما عندي افضل من علي انتهى وايضا اخرج
عن محمد الباقر انه قال اجمع بنو فاطمة رضي الله عنهم على ان يقولوا في الشيخين احسن ما يكون من القول واخرج ايضا
عن جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر انه جاء رجل الى ابيه زين العابدين علي بن الحسين رضي الله تعالى عنهم فقال اخبرني
عن ابي بكر فقال عن الصديق تسأل فقال تكلمت امه قد سماه صديقا رسول الله صلى الله عليه وسلم والمهاجرون والانصار
ومن لم يسمه صديقا فلا صدق الله عز وجل قوله في الدنيا والآخرة اذهب فاحب ابا بكر وعمر رضي الله عنهما واخرج
ايضا عن عروة بن عبد الله سألت ابا جعفر الباقر عن حلية السيف قال لا بأس به قد حلى ابو بكر الصديق سيفه
قال قلت وتقول الصديق قال نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل الصديق فلا صدق الله قوله في الدنيا

اور لیکن ابراہیم قتیل باخمری بن عبداللہ محض آپکی کنیت ابوالحسن تھی اور آپکے دست و بازو بہت قوی تھے چنانچہ منقول ہے کہ ایک دن آپ اپنے بھائی محمد و باپ کیساتھ
کھڑے تھے اور اونکے اونٹ دوڑ رہے تھے اون میں ایک مست اونٹنی تھی کہ جسپر قبضہ کرنا دشوار تھا پس وہ اونٹوں کے ہمراہ پانی پینے کو آئی پس محمد نے ابراہیم سے کہا اور وہ اوس وقت
چادر میں لپٹے ہوئے کھڑے تھے کہ تم اس اونٹنی کو کھینچ لیا تو ہم تمکو اتنا مال دینگے پس ابراہیم نے کود کر اونٹنی کی دم پکڑ لی تو وہ بھاگی اور ابراہیم اوسکی دم پکڑے ہوئے
اوسکے پیچھے ہو لیے یہانتک کہ دونوں لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئے پس حضرت عبداللہ محض نے اپنے فرزند محمد سے کہا کہ تمنے بہت برا کیا اپنے بھائی کو ہلاکت میں
ڈالدیا پھر جبکہ ایک ساعت گذری ابراہیم چادر اوڑھے ہوئے سامنے آئے محمد نے اونسے کہا کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ تم اوسکو واپس لانے پر قادر نہیں ہو
پس ابراہیم نے اونٹنی کی دم نکال کر سامنے ڈالدیا اور کہا کیا تم معذور نہیں رکھتے اوسکو کہ جو اوسکی دم کو لے آئے اور ابراہیم بہت سے فنون میں علما کبار میں
تھے چنانچہ مروی ہے کہ جب آپ بصرہ میں مفضل بن محمد ضبی کے گھر میں مخفی تھے تو آپنے دواوین عرب مطالعہ کیلئے منگائے پس جسقدر ممکن ہوا اوس سے فراہم کرکے
پس آپنے اسی قصیدے پر نشان کر دیا تھا پھر جبکہ آپ مقتول ہوگئے تو مفضل نے اون قصاید کو نکالا اور اونکا نام مفضلیات رکھا یعنی مفضل کے منتخب قصیدے اور مفضل
کے بعد وہ قصاید امام اصمعی کے درس میں داخل ہوئے اور اصمعی نے اون قصاید میں کچھ اور قصاید بھی اضافہ کیے اور ابراہیم کا ظہور شب دوشنبہ یکم رمضان ١٤٥ ہجری
بصرہ میں ہوا ہے اور جلیل القدر اشخاص نے آپکی بیعت کی ہے اونمیں سے بشیر رحال اعمش سلیمان بن مہران و عباد بن منصور قاضی کہ جنہوں نے بصرہ میں
مسجد عباد بنائی تھی وغیرہ ہیں اور مفضل بن محمد اونکے امثال ہیں اور مشہور ہے کہ امام ابوحنیفہ فقیہ بھی اونسے بہت ملے ہوئے تھے اور لوگوں کو اونکے ہمراہ جاکر جہاد کرنے کا
فتوی بھی اونہوں نے دیا تھا پس منقول ہے کہ ایک عورت نے آکر کہا تونے ہی حکم دیا تھا میرے بیٹے کو ابراہیم کیساتھ خروج کرنیکا پس اوس نے خروج کیا اور مارا گیا پس امام
ابوحنیفہ نے کہا کاش میں تیرے بیٹے کے قائم مقام ہوتا الیاسی مذکور ہے عمدۃ المطالب میں اور لیکن ادریس بن عبداللہ محض سو انہوں نے ملک مغرب میں بعہد منصور کے زمانہ میں خروج کیا
جیسا کہ ملل و نحل میں مذکور ہے اور یہہ بیان تھا اونکے کسیقدر فضائل کا اب کچھ بیان اونکے علوم کا ہے دارقطنی نے عبداللہ محض سے روایت کی ہے کہ اون سے پوچھا گیا کہ کیا آپ
موزوں پر مسح کرتے ہیں فرمایا کہ میں مسح کرتا ہوں اسلئے کہ عمر نے مسح کیا ہے پس سایل نے کہا کہ میں تو آپکے مسح کو پوچھتا ہوں فرمایا کہ میرا جواب تیرے حق میں زیادہ سخت ہے
میں تجھکو عمر کا حال کہہ رہا ہوں اور تو میری رائے کو دریافت کرتا ہے پس عمر مجھسے زیادہ ہے اور مجھسے بھرا زمین کی بہتری ہے پھر کہا گیا کہ آپ کیا یہہ تقیہ ہے تو کہا کہ
ہم قبر و منبر کے بیچ میں ہیں اے اللہ یہہ کلام میرا ہے … اور پس تو … کسی کی بات … الیاسی مذکور ہے سو اونکے فخر میں اور آپکا یہہ کلام مثل
آفتاب نصف النہار کے صاف اور روشن دلالت کرتا ہے اس پر کہ سادات کرام کے فضائل سے نہیں ہے بلکہ یہہ اہل سنت و جماعت کے شعار میں سے ہے
اور نیز دارقطنی نے عبداللہ محض سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ … علی … کیسا کلام … پر انہوں نے اوسکو نافذ کیا پر
اونکی منقصت و عیب اونکو لگانا اونکا کلام ہے انتہی اور نیز دارقطنی نے … روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ … شیخین کا … کیا گیا کہ
میرے نزدیک وے دونوں افضل ہیں علی سے انتہی اور نیز دارقطنی نے محمد باقر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بنی فاطمہ کا اتفاق ہے اس پر کہ
شیخین کے باب میں اعلی درجہ کا کلام کہیں اور نیز جعفر صادق سے اونہوں نے اپنے باپ محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص میرے باپ زین العابدین علی بن حسین
پاس آکر کہا کہ مجھکو ابوبکر کا حال کچھ سناؤ پس کہا انہوں نے کہ صدیق کا حال سناؤں پھر کہا … اونکا نام صدیق رکھتے ہیں پس فرمایا تیری ماں تجھکو روئے اونکا نام صدیق
رسول اللہ صلعم نے رکھا ہے اور مہاجرین و انصار نے اور جو اونکو صدیق نہ کہے خدا اوسکا قول سچا نہ کرے … پس جا شیخین رضی اللہ عنہما کو دوست رکھ اور نیز عروہ … نے محمد باقر سے روایت کی
کہ … جعفر … تلوار کی … مسئلہ پوچھا … ابوبکر صدیق نے بھی تلوار پر زیور چڑھایا تھا میں نے کہا کہ آپ صدیق کہتے ہیں فرمایا کہ ہاں صدیق ہاں صدیق ہاں صدیق اور جو کہ صدیق

والآخرة واخرجه ابن الجوزي في صفوة الصفوة وزاد فوثب وثبة واستقبل القبلة فقال نعم الصديق نعم الصديق
نعم الصديق الخبر واخرج ايضا عن جعفر الصادق انه قال ما ارجو من شفاعة علي شيئا الا وانا ارجو من شفاعة ابي بكر مثله
ولقد ولدني مرتين واخرج ايضا عن زيد الشهيد بن علي انه قال لمن تبرأ منهما اعلم والله ان البراءة من
الشيخين البراءة من علي فتقدم او تأخر وزيد هذا كان اماما جليلا استشهد في صفر سنة احدى وعشرين و
مائة ولما صلب عريانا جاءت العنكبوت ونسجت على عورته حتى سترت عن رؤية الناس فانه استمر مصلوبا
مدة طويلة وكان قد خرج وبايعه خلق من الكوفة وحضر اليه كثير من الشيعة فقالوا له ابرأ عن الشيخين ونحن
نبايعك فابى فقالوا انا نرفضك فقال اذهبوا فانتم الرافضة فمن حينئذ سموا الرافضة وسميت الشيعة به بالزيدية
واخرج الحافظ عمر بن شبة ان زيدا هذا الامام الجليل قيل له ان ابا بكر انتزع من فاطمة فدك فقال انه كان
رحيما وكان يكره ان يغير شيئا تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتته فاطمة رضي الله عنها فقالت له ان
رسول الله صلعم اعطاني فدك فقال هل لك بينة فشهد لها علي وام ايمن فقال لها فبرجل وامرأة
تستحقيها ثم قال زيد والله لو رجع الامر فيها الي لقضيت بقضاء ابي بكر رضي الله عنه واخرج عنه ايضا قال
انطلقت الخوارج فبرئت ممن دون ابي بكر وعمر ولم يستطيعوا ان يقولوا فيهما شيئا وانطلقتم انتم فظفرتم اي وثبتم
فوق ذلك فبرئتم منهما فمن بقي فوالله ما بقي احد الا برئتم منه واخرج ايضا وابن عساكر عن سالم بن ابي الجعد قال قلت
لمحمد بن الحنفية هل كان ابو بكر اول القوم اسلاما قال لا قلت فبم علا ابو بكر وسبق حتى لا يذكر احد غير ابي بكر قال لانه كان
افضلهم اسلاما حين اسلم حتى لحق بربه واخرج الدارقطني عن سالم بن ابي حفصة وهو شيعي لكنه ثقة قال سألت ابا جعفر محمد
بن علي وجعفر بن محمد عن الشيخين فقال يا سالم تولهما وابرأ من عدوهما فانهما كانا امامي هدى واخرج عنه ايضا قال دخلت على
ابي جعفر وفي رواية على جعفر بن محمد فقال واراه قال ذلك من اجلي اللهم اني اتولى ابا بكر وعمر واحبهما اللهم
ان كان في نفسي غير هذا فلا نالتني شفاعة محمد صلعم يوم القيامة واخرج عنه ايضا قال جعفر يا سالم
ايسب الرجل جده ابو بكر جدي لا نالتني شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم ان لم اكن اتولاهما وابرأ من عدوهما
واخرج عن جعفر ايضا انه قيل له ان فلانا يزعم انك تبرأ من ابي بكر وعمر فقال برئ الله من فلان اني لارجو ان ينفعني
الله بقرابتي من ابي بكر ولقد مرضت فاوصيت الى خالي عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن ابي بكر رضي الله عنهم و
اخرج هو ايضا والحافظ عمر بن شبة عن كثير قلت لابي جعفر محمد بن علي اخبرني اظلمكم ابو بكر وعمر من حقكم شيئا فقال
ومنزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا ما ظلمنا من حقنا ما يزن حبة خردل قلت افاتولاهما
جعلني الله فداك قال نعم يا كثير تولهما في الدنيا والآخرة قال وجعل يصك عنق نفسه ويقول ما اصابك فبعنقي
هذا ثم قال برئ الله ورسوله من المغيرة بن سعيد وبنان فانهما كذبا علينا اهل البيت واخرج ايضا عن

تھے تو خدا اوسکی بات کو دنیا و آخرت میں سچی کریگا اور روایت کو ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ میں نقل کیا ہے اور اسمیں اسقدر اور بڑہا دیا ہے پس آپ اور روئے
روبقبلہ ہو کر فرمانے لگے ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق آخر تک اور نیز جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا جس امر میں شفاعت علی کی امید ہے عتبہ شفا اوسکا
بہی میں امیدوار ہوں مثل علی کے اور مجہکو دو مرتبہ اوس سے تولد حاصل ہے اور نیز زید شہید بن علی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اوس شخص سے کہ جو شیخین سے بیزار تہا جاننا چاہیے
سچا امام تھے شیخین سے بیزار ایسی ہی علی سے بیزار ہے پس آگے پڑہا اوس زمانہ میں پانچ برس اور یہ زید ہیں امام تھے ماہ صفر ۱۲۱ میں شہید ہوئے اور جسکو انکو نہیں کرکے سولی پر چڑہایا تو
لکڑی کی آکر انکی شرمگاہ پر جالا تنیا یہانتک کہ لوگونکی نظر سے چھپا دیا اس لیے کہ وہ ننگے اوتنک سولی پر رہے تہے اور انہوں نے خروج کیا تہا اور کوفہ کی بہت سی مخلوق نے او
بیعت کی تہی اور بہت شیعہ انکے پاس حاضر ہوکر کہا کہ شیخین سے تبرا کریں تو ہم آپ سے بیعت کرینگے آپ نے اس سے انکار کیا تو شیعون نے کہا کہ ہم آپکو چھوڑتے ہیں پس
آپ نے فرمایا کہ جاؤ تم سب رافضی ہو لیا اوسیوقت سے اون شیعونکا نام رافضی ہوگیا اور آپکی جماعت کا نام زیدیہ رکہا گیا اور حافظ عمر بن شبہ نے روایت کی ہے کہ اس زید امام
جلیل القدر سے کہا گیا کہ ابوبکر نے فاطمہ سے فدک کو غصب کر لیا ہے پس یہ جواب دیا کہ ابوبکر رحمدل تہے اور مکروہ جانتے تہے رسول اللہ صلعم کی ترکہ میں تغیر کرنا لیکن فاطمہ رضی اللہ
عنہا انکے پاس آئیں اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فدک مجہکو دیا تہا ابوبکر نے کہا کہ آپکے پاس گواہ ہیں پس فاطمہ گواہی دینے کو علی و ام ایمن لائیں پس ابوبکر نے فاطمہ سے کہا کہ
صرف ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت پر تم فدک کو لینا چاہتی ہو پھر اسکے بعد امام زید نے فرمایا کہ قسم خدا کی اگر فدک کا مقدمہ اگر میرے پاس فیصل ہوتا تو میں ابوبکر کی طرح فیصلہ کرتا
اور نیز اون سے روایت کی ہے کہ فرمایا انہوں نے کہ خارجیون نے ایک چال چلی تہی پس باہر ہوگئے شیخین سے بیزار ہوگئی مگر اونکو شیخین کے باب میں لیا اونکا مرتبہ حاصل ہوسکا اونکو ایک
راہ اختیار کی پس کودپڑے تم اوس سے اوپر کو کہ تم شیخین سے بیزار ہوگئے پس اب کوئی ہی تمہاری بیزاری سے بچا اور نیز دارقطنی و ابن عساکر نے سالم بن ابی الجعد
سے روایت کی ہے کہ میں نے محمد بن الحنفیہ سے پوچھا کہ کیا ابوبکر اسلام میں سب سے پہلے تھے کہا نہیں میں نے کہا پھر کیوں کہ وہ بلند و مشہور ہو گئے یہانتک کہ غیر ابوبکر کا ذکر
نہیں ہوتا کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ ابوبکر کا اسلام سب سے افضل تہا جبکہ وہ اسلام لائے یہانتک کہ اپنے رب سے جا ملے اور دارقطنی نے سالم بن ابی حفصہ
سے روایت کی ہے اور سالم شیعی تہا لیکن ثقہ تہا ایک روایت میں کہا سالم نے کہ میں نے جعفر کے باپ محمد بن علی و جعفر بن محمد سے شیخین کا مرتبہ پوچھا تو دونون نے فرمایا کہ اے
سالم تو اون دونونکو دوست رکہہ اور اون کے دشمن سے بیزار رہ اس لیے کہ شیخین رہنما ہدایت کے امام تھے اور نیز سالم سے روایت کی ہے کہا اوس نے کہ میں ابوجعفر کے پاس
گیا اور ایک روایت میں جعفر بن محمد کے پاس پس کہا انہوں نے اور میرے گمان میں مجہکو سنا کر کہا تہا اے خدا میں دوست رکہتا ہوں ابوبکر اور عمر کو اور محبوب جانتا
ہوں اونکو اے خدا اگر میرے دل میں اسکا غیر ہو تو مجہکو قیامت کے دن محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہ ہو اور نیز سالم سے روایت کی کہ کہا مجھ سے جعفر صادق نے
اے سالم کیا کوئی شخص اپنے دادا کو گالی دیتا ہے ابوبکر میرے دادا ہوتے ہیں مجہکو محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں اون دونون کو دوست نہ رکہوں اور اون کے
دشمن سے بیزار نہ ہوں اور نیز دارقطنی نے جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ اون سے کہا گیا کہ فلان شخص کہتا ہے کہ ابوبکر و عمر سے بیزار ہیں پس فرمایا کہ خدا اوس شخص
میں تو اوس کا امیدوار ہوں کہ مجہکو نفع دیگا خدا ابوبکر کی قرابت سے جو مجہکو حاصل ہے اور میں بیمار ہوا تہا تو وصیت کی اپنے ماموں عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر کو
ایسی امر کی وصیت کی تہی اور نیز دارقطنی و حافظ عمر بن شبہ نے کثیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے کہا کہ مجہکو خبر دو کیا ابوبکر و عمر نے اہل بیت کے
حق میں کچھ ظلم کیا تہا پس جواب دیا کہ اپنی بندہ پر قرآن اوتارنے والے کی قسم ہے تاکہ وہ بندہ سارے جہان کو عذاب الٰہی سے ڈراوے کہ اون دونون نے
ہمارا حق میں رائی کے دانہ برابر بہی ظلم نہیں کیا کہا کہ پھر میں نے پوچھا کیا میں اونکو دوست رکہوں کہ خدا آپ پر قربان کرے کہا ہاں اے کثیر تو اون دونونکو دوست رکہہ دنیا اور آخرت میں
کہا اور اپنی گردن کو پیٹ کر فرمانے لگے کہ جو کچھ اس باب میں تجھے پہنچے تو اوسکا میری گردن پر ہو پس فرمایا کہ خدا اور رسول مغیرہ بن سعید اور بیان سے بیزار ہیں انہوں نے ہم اہل بیت پر جہوٹ باندہا

لبسام الصيرفي قلت لابي جعفر ما تقول في ابي بكر وعمر فقال والله اني لاتولاهما واستغفر لهما وما ادركت احدا من
اهل بيتي الا وهو يتولاهما واخرج ايضا عن الشعبي رضي الله عنه عن جعفر بن ابي طالب قال ولينا ابو بكر فخير خليفة
وارحمه لنا واحناه علينا وفي رواية فما ولينا احد من الناس مثله وفي اخرى فما رأينا قط كان خيرا منه واخرج
ايضا عن ابي جعفر الباقر انه قيل له ان فلانا حدثني ان عليا بن الحسين قال ان هذه الاية وَنَزَعْنَا مَا فِي
صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ نزلت في ابي بكر وعمر وعلي قال والله انها لفيهم انزلت فيمن انزلت الا فيهم قيل فاي
غل هو قال غل الجاهلية ان بني تيم وعدي وبني هاشم كان بينهم شيء في الجاهلية فلما اسلم هؤلاء القوم
تحابوا فاخذ ابا بكر الخاصرة فجعل علي يسخن يده ويكمد بها خاصرة ابي بكر فنزلت هذه الاية فيهم وفي
رواية له عنه ايضا قلت لابي جعفر وسالته عن ابي بكر وعمر فقال من شك فيهما فقد شك في السنة ثم ذكر
ان كان بين تلك القبائل شحناء فلما اسلموا تحابوا ونزع الله ذلك من قلوبهم حتى ان ابا بكر لما اشتكى خاصرته
يسخن علي يده ويضمد بها فنزلت فيهم الاية واخرج ايضا عن علي ان هذه الاية نزلت في هذه البطون
الثلثة تيم وعدي وبني هاشم وقال منهم انا وابو بكر وعمر واخرج ايضا عن ابي جعفر الباقر انه قيل له هل كان
احد من اهل البيت يسب ابا بكر وعمر قال معاذ الله بل يتولونهما ويستغفرون لهما ويترحمون عليهما واخرج
عن ابي جعفر ايضا عن ابيه علي بن الحسين رضي الله عنهما انه قال لجماعة خاضوا في ابي بكر وعمر ثم عثمان الا تخبروني
انتم المهاجرون الاولون الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ قالوا لا قال فانتم الذين تبوؤا الدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجر اليهم ولا
يجدون في صدورهم حاجة مما اوتوا ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ قالوا لا قال اما انتم فقد برئتم ان تكونوا في احد هذين الفريقين وانا اشهد انكم لستم من الذين
قال الله عز وجل فيهم وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ
فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ واخرج ايضا عن فضيل بن مرزوق سمعت ابراهيم بن الحسن
بن الحسن اخا عبد الله بن الحسن يقول والله قد مرقت علينا الرافضة كما مرقت الحرورية على علي رضي الله عنه
واخرج عنه ايضا سمعت حسن بن حسن يقول لرجل من الرافضة والله لان امكننا الله منكم لنقطعن ايديكم و
ارجلكم من خلاف ولا نقبل منكم توبة واخرج ايضا عن محمد بن حاطب قال ذكر عثمان عند الحسن والحسين
رضي الله عنهم فقالا هذا امير المؤمنين اي علي ياتيكم الان يخبركم عنه فجاء علي قال الراوي ما ادري سمعهم
يذكرون عثمان او سالوه عنه فقال عثمان من الَّذِينَ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ مِنَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
واخرج عنه ايضا من طرق قال دخلت على علي فقلت يا امير المؤمنين اني اريد الحجاز وان الناس يسئلوني

اور نیز بسام صیرفی سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو جعفر سے کہا کہ ابو بکر و عمر کے باب میں تم کیا کہتے ہو کہا انہوں نے بخدا میں تو ان دونوں کو
دوست رکھتا ہوں اور انکے لیے طلب مغفرت کرتا ہوں اور جنکو اہلبیت میں سے پایا انکو دوست ہی رکھتے ہوئے پایا اور نیز امام
سے انہوں نے جعفر بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ کہا انہوں نے کہ حاکم ہوئے ہمپر ابو بکر بہتر خلق خدا کے اور رحم دل زیادہ اور مہربان
زیادہ تمام لوگوں سے ہمپر اور ایک روایت میں ہے پس انکے مثل لوگوں میں سے کوئی ہمپر حاکم نہیں ہوا اور ایک روایت میں ہے پس ہرگز کبھی انکے مثل
نہیں پایا اور نیز جعفر کے باپ محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ فلاں شخص نے مجھسے بیان کیا کہ علی بن الحسین نے کہا ہے کہ آیت (ونزعنا ما فی صدورہم من غل) الخ
ابو بکر و عمر و علی کے باب میں نازل ہوئی ہے کہا انہوں نے بخدا کہ یہ آیت انہیں کے باب میں نازل ہوئی ہے اور انکے باب میں نہیں تو پھر کسکے باب میں پھر پوچھا گیا کہ آیت مذکور میں غل سے
کیا مراد ہے کہا غل سے مراد جاہلیت کے پرانے کینے ہیں کیونکہ بنی تیم و عدی و بنی ہاشم میں ایام جاہلیت میں کچھ رنجش تھی پھر جبکہ یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو باہم دوست ہو گئے
ابو بکر کے پہلو میں درد پیدا ہوا تو علی اپنا ہاتھ گرم کرکے ابو بکر کے پہلو کو سینکتے تھے پس یہ آیت انکے باب میں نازل ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ زین العابدین سے کسی نے
ابو بکر و عمر کا حال دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ بیشک کیا ان دونوں میں تو اور [illegible] سنت میں [illegible] کیا اسکے بعد فرمایا کہ غل مذکورہ میں بغض و عداوت ہی ہے جو [illegible]
ہو گئی تھی اور دوست ہو گئے اور خدا انکو دونوں ہی جو دلوں میں عداوت تھی نکال لیا یہاں تک کہ ایک بار ابو بکر کے پہلو میں درد پیدا ہو گیا تھا تو علی اپنا ہاتھ گرم کرکے انکا پہلو
سینکا پس یہ آیت انکے باب میں نازل ہوئی اور نیز دارقطنی نے علی سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا نزول انہیں لوگوں یعنی تیم و عدی و بنی ہاشم کے باب میں ہوا اور ایسا
کہا ہیں قبائل میں ہو میں اور ابو بکر و عمر ہیں اور نیز جعفر کے باپ محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ آیا اہلبیت میں سے کوئی ابو بکر و عمر کو برا کہتا تھا فرمایا کہ
خدا کی پناہ بلکہ اہلبیت انکو دوست رکھتے تھے اور انکے لیے دعاے مغفرت کرتے تھے اور رحم اور مہربانی کرتے تھے اور نیز ابو جعفر سے روایت کی ہے اور انہوں نے اپنے
باپ علی بن حسین سے کہ فرمایا انہوں نے چند لوگوں سے کہ ابو بکر و عمر کے باب میں کلام کر رہے تھے پھر عثمان کے باب میں کہ جو سخت کرتے تھے تم مجھکو نہیں بتلاتے کہ کیا تم
اولین مہاجرین میں سے ہو جو اپنے وطنوں و اموال سے نکالے گئے اور وہ خدا کے فضل و خوشنودی کے طالب تھے اور خدا و رسول کی مدد کرتے تھے وہی لوگ سچے تھے کہا انہوں نے کہ نہیں
پھر پوچھا کہ کیا پھر تم انصار ہو کہ جنہوں نے پہلے انکے گھروں میں ٹھکانا دیا ان لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی اور ایمان کو دوست رکھا اور جو انکے پاس ہجرت کر کے آیا انکو دوست رکھتے
تھے اور اپنے اموال میں اپنے دلوں کی خواہش نہیں پاتے تھے اور دوسروں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے تھے اگرچہ وہ خود بھی صاحب حاجت تھے اور جو لوگ بخل نفس سے الہی
محفوظ ہوں وہی مراد کو پہنچے ہیں کہا انہوں نے کہ نہیں پھر فرمایا کہ ان دونوں جماعتوں سے تو تم علیحدہ ہو گئے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ انمیں
گروہ میں بھی نہیں ہو جنکی تعریف میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ (اور جو لوگ کہ انکے بعد آئے یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بخشدے ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو جو ایمان میں
ہم سے سابق ہو چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں مومنوں کی عداوت نہ رکھ اے ہمارے پروردگار تو ہی مہربان رحم کرنے والا ہے) اور نیز فضیل بن مرزوق نے
روایت کی ہے کہ سنا میں نے ابراہیم بن حسن بن حسن سے کہ کہتے تھے کہ بخدا رافضیوں نے ہمپر زیادتی کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمنے ابو بکر کو عمر کو ایسا ہی قتل کیا جیسا کہ سلطانوں کو قتل کیا جاتا
قوم حروریہ نے اور نیز فضیل سے روایت کی ہے کہ میں نے حسن بن حسن کو کہتے سنا ہے ایک رافضی سے کہ بخدا اگر ہمکو خدا نے قدرت دی اور تم ہمارے ہاتھ آئے تو تمہارے ہاتھ پاؤں
قطع کر دینگے کاش تم توبہ کرتے اور تمہاری توبہ قبول نہ کرینگے اور نیز محمد بن حاطب سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ حسین کے پاس عثمان غنی کا ذکر ہوا
راضی ہو خدا ان سے ہو اور پس حسین نے کہا کہ یہ امیر المومنین ابھی تمہارے پاس علی اس وقت آوینگے ان کا حال بیان فرماوینگے پس تھوڑے دیر نہ ہوئی تھی کہ علی آگئے
راوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں یاد رہا یا حضرت علی نے عثمان کا ذکر کیا تھا ہو ۔ پھر فرمایا کہ عثمان ان لوگوں میں سے ہیں

ثم انعل في قتل عثمان وكان متكئا فجلس وقال يا ابن حاطب والله اني لارجو ان اكون انا وهو كما قال الله تعالى ونزعنا ما في صدورهم
من غل الاية واخرج ايضا عن سالم بن ابي الجعد قال كنت جالسا عند محمد بن الحنفية فذكروا عثمان فنهانا محمد وقال كفوا عنه
فقلنا يوما آخر فنلنا منه اكثر مما كان قبل فقال الم انهكم عن هذا الرجل قال وابن عباس جالس عنده فقال يا ابن عباس
تذكر عشية الجمل وانا عن يمين علي وفي يده الراية وانت عن يساره اذ سمع هدة في المربد فارسل رسولا فجاء الرسول فقال هذه
عائشة تلعن قتلة عثمان فرفع علي يديه حتى بلغ بهما وجهه مرتين او ثلاثا وقال وانا العن قتلة عثمان لعنهم الله في السهل
والجبل قال فصدقه ابن عباس ثم اقبل علينا فقال في وفي هذا لكم شاهدا عدل واخرج ايضا عن الحسين بن محمد بن الحنفية
انه قال يا اهل الكوفة اتقوا الله عز وجل ولا تقولوا لابي بكر وعمر ما ليسا له باهل ان ابا بكر الصديق رضي الله عنه
كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الغار ثاني اثنين وان عمر اعز الله به الدين واخرج ايضا عن
جندب الاسدي ان محمد بن عبد الله بن الحسن اتاه قوم من اهل الكوفة والجزيرة فسألوه عن ابي بكر وعمر فالتفت الي
فقال انظر الى اهل بلادك يسئلوني عن ابي بكر وعمر لهما عندي افضل من علي واخرج ايضا عن عبد الله بن الحسن
انه قال والله لا يقبل الله عز وجل توبة عبد تبرأ من ابي بكر وعمر وانهما ليعرضان على قلبي وادعو الله عز
وجل لهما اتقرب به الى الله عز وجل واخرج ايضا عن فضيل بن مرزوق انه قال قلت لعمر بن علي بن
الحسين رضي الله عنهم افيكم امام تفترض طاعته تعرفون ذلك له من لم يعرف ذلك فمات ميتة
جاهلية فقال لا والله ما ذاك فينا من قال هذا فهو كاذب فقلت انهم يقولون ان هذه المنزلة
كانت لعلي ان رسول الله صلعم اوصى اليه ثم كانت للحسن ان عليا اوصى اليه ثم كانت للحسين بن علي
ان الحسن اوصى اليه ثم كانت لعلي بن الحسين ان الحسين اوصى اليه ثم كانت لمحمد بن علي الباقر اخي عمر
المذكور ان علي بن الحسين اوصى اليه فقال عمر بن علي بن الحسين فوالله ما اوصى ابي بحرفين اثنين فقاتل
هم الله لو ان رجلا اوصى في ماله وولده وما يترك بعده ويلهم ما هذا من الدين والله ما هؤلاء الا متأكلين
بنا واخرج ايضا عنه انه سئل عنهما فقال ابرأ ممن ذكرهما الا بخير فقيل له لعلك تقول ذلك تقية فقال
انا اذا من المشركين ولا نالتني شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم واخرج عنه ايضا انه قال ان الخبثاء
من اهل العراق يزعمون انا نقع في ابي بكر وعمر وهما والداي اي لان امه ام فروة بنت القاسم
الفقيه بن محمد بن ابي بكر وامها اسماء بنت عبد الرحمن بن ابي بكر ومن ثم صح قوله ولدني ابو بكر مرتين
واخرج ايضا عنه اي جعفر الباقر قال من لم يعرف فضل ابي بكر وعمر فقد جهل السنة قال بعض
ائمة اهل البيت صدق والله انما نشأ من الشيعة والرافضة وغيرهما ما نشأ من البدع والجهالات
من جهلهم بالسنة وفي الطيوريات بسند لابي جعفر بن محمد عن ابيه قال قال رجل لعلي بن

ہین جو فوت ہو گئے کہ ایمان لائے پھر تقوی کیا پھر احسان کے درجہ کو پایا اور خدا احسان کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے اور نیز محمد بن حاطب سے چند طرق کی ساتھ
روایت کی ہے کہ مین حضرت علی کے پاس گیا مین نے کہا کہ اے امیر المومنین مین نے حجاز کا ارادہ کر لیا ہے اور لوگ مجھسے عثمان کا واقعہ دریافت کرینگے پس آپکا قول
اسباب مین کیا ہے حضرت علی تکیہ لگائے ہوئے تھے سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا اے ابن حاطب بخدا مین امیدوار ہون اسکا کہ مین اور عثمان دونون ایسے ہی ہونگے
جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے (اور ہمنے دور کردیا جو کچھہ انکے دلون مین کینہ تھا) اور نیز سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہا اوس نے کہ محمد بن الحنفیہ کے پاس بیٹھا تھا
پس لوگون نے عثمان غنی کا تذکرہ شروع کردیا پس محمد نے ہمکو منع کیا اور فرمایا کہ عثمان کے باب مین بس نہ ملاؤ پھر ہم ایکروز علی الصباح اونکے پاس گئے تو پہلی مرتبہ سے زیادہ
ہمنے اونکو منع کرتے پایا اور فرمایا کہ کیا مین تمکو انکے باب مین گفتگو کرنے سے منع نہین کرچکا یہ کہا اور ابن عباس اونکے پاس بیٹھے تھے پھر اونہون نے پوچھا کہ اے ابن عباس تمکو جنگ جمل
کی شام کا ماجرا یاد ہے اوس وقت حضرت علی کی داہنی بازو کی طرف تھا اور میری کہا یا ہاتھ مین تھا اور تم اونکی بائین طرف تھے کہ یکایک [illegible]
پس ایک شخص کو بھیجکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عائشہ صدیقہ قاتلین عثمان پر لعنت کر رہی ہین پس علی نے اپنے دونون ہاتھہ اوٹھائے یہانتک کہ اونکو چہرہ تک
پہونچایا دو مرتبہ یا تین مرتبہ اور کہا مین بھی قاتلین عثمان پر لعنت کرتا ہون خدا اونپر لعنت کرے میدان مین پہاڑ مین پھر کہا کہ اس حکایت کی ابن [illegible]
نے تصدیق کی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ہم دونون تمہاری گواہی دیتے ہین اور نیز حسین بن محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ اے اہل کوفہ خدا سے
ڈرو اور ابوبکر و عمر کی باب مین نازیبا بات مت کہو ابوبکر صدیق غار مین رسول اللہ صلعم کے ساتھہ رہے [illegible] اور عمر سے خدا نے دین کو عزت دی اور نیز
[illegible] سے روایت کی ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن کے پاس کوفہ کے کچھ لوگ آئے اور انسے ابوبکر و عمر کا حال پوچھنے لگے پس میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا
ہم وطنون کو دیکھو ابوبکر و عمر کا حال پوچھتے ہین میرے نزدیک وہ دونون یقینا علی سے افضل ہین اور نیز عبد اللہ بن حسن سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ خدا
اوس شخص کی توبہ قبول نکرے جو ابوبکر و عمر سے بیزار ہو اور بیشک وہ دونون میرے دل مین جگہ رکھتے ہین اور مین اونکے لئے خدای پاک کی حضور مین دعائے خیر کرتا ہون
اور اوسکو موجب قرب الہی سمجھتا ہون اور نیز فضیل بن مرزوق سے روایت کی ہے کہ مین نے زید بن علی بن حسین سے کہا کیا آپکے گھرانے مین کوئی شخص امام ہے کہ جسکی اطاعت
اہل اسلام پر فرض ہو جو آپ اوسکو مستحق امامت جانتے ہین اور جو اوسکو مستحق امامت نجانے تو اوسکی موت موت جاہلیت ہوگی کہا بخدا ہم مین کوئی ایسا نہین ہے
جو ایسا کہے جھوٹا ہے پھر مین نے کہا لوگ کہتے ہین کہ یہ مرتبہ علی کا تھا اسلئے کہ حضرت صلعم نے اونکو وصی بنایا تھا پھر امام حسن کا یہ مرتبہ ہوا اسلئے کہ اونکو علی نے وصی بنایا پھر حسین
بن علی کا ہوا اسلئے کہ امام حسن نے اونکو وصی بنایا پھر علی بن حسین کا ہوا اسلئے کہ امام حسین نے اونکو وصی بنایا پھر محمد باقر بن علی کا ہوا جو مذکور کے بھائی تھے اسلئے
کہ علی بن حسین نے اونکو وصی بنایا پس زید بن علی بن حسین نے فرمایا کہ بخدا میرے باپ نے دو حرف کی بھی وصیت نہین کی خدا انکو ہلاک کرے وصیت تو مرد کی مال و
اولاد و ترکہ مین ہوا کرتی ہے خرابی ہو انکی اسکو دین سے کیا علاقہ بخدا یہ رافضی تو ہمارے حق مین ناسزا ہو گئے ہین اور نیز انہین سے روایت کی ہے کہ انسے شیخین کا حال
پوچھا گیا پس فرمایا کہ مین بیزار ہون اوس سے جو انکا ذکر خیر کے ساتھہ نہ کرے پھر کہا گیا کہ شاید آپکا یہ قول تقیہ کے طور پر ہوگا تو فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو مین نصیب نہون
اور محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہو اور نیز انہین سے روایت کی ہے کہ فرمایا اونہون نے کہ عراق کے رافضی لوگ کہتے ہین کہ ہم اہلبیت شیخین کی اہانت کرتے ہین
حالانکہ وہ دونون میرے اجداد ہین یعنی مان انکی ام فروہ بنت قاسم فقیہ بن محمد بن ابوبکر ہے اور نانی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابوبکر ہین اور راوی نے
انکا کلام نقل کیا ہے کہ مین دو بار ابوبکر سے متولد ہوا ہون اور نیز محمد باقر سے روایت کی ہے کہ اونکا قول ہے کہ جس نے ابوبکر و عمر کا فضل نہ جانا تو سنت سے
جاہل رہا اس کلام شریف کی نسبت بعض ائمہ اہلبیت نے کہا ہے کہ واللہ سچ فرمایا ہے اسلئے کہ شیعہ وغیرہ روافض وغیرہ نے جو شیخین اور جہالت کی باتین

ابي طالب تسمعك تقول في الخطبة اللهم اصلحنا بما اصلحت به الخلفاء الراشدين المهديين فمنهم فاغرورقت
عيناه فقال هم حبيباي ابو بكر و عمر اماما الهدى و شيخا الاسلام و رجلا قريش المقتدى بهما بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم من اقتدى بهما عصم ومن تبع آثارهما هدى الى الصراط المستقيم ومن تمسك
بهما فهو من حزب الله انتهى فهذه اقاويل المعتبرين من اهل البيت رواها عنهم الائمة الحفاظ الذين عليهم المعول في
معرفة الاحاديث والآثار وتمييز صحيحها من سقيمها باسانيدهم المتصلة كذا في الصواعق ولم ينقلها المؤلف
مع دعوته الاحياء علوم اهل البيت لما مر فتذكر قال محشي الغيرة يحق الحق على ان عبدت وعلى فضل الله
اعتمدت الى ان ادون علوم المولى المرتضى والنبوية العلية رضي الله عنهم في تسعة عشر كتابا انكون لما
بلغني من علومهم نصابا الكتاب الاول كتب فقه الايمان المسمى كتب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر
الكتاب الثاني كتب العلم المترجم بكتب اصول رواية العلم عن اهل البيت مدينة العلم - الكتاب الثالث
كتب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية - الكتاب الرابع كتب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل
الكتاب الخامس كتب فقه الاسلام عن اهل بيت النبوة الاعلام - الكتاب السادس كتب قراءات
القرآن عن اهل بيت الذكر والاتقان الكتاب السابع كتب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان - الكتاب
الثامن كتب انباء العالم عن آل النبي المكرم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الكتاب التاسع كتب الحكمة و
الموعظة عن اهل البيت الفطنة والمعرفة - الكتاب العاشر كتاب الادب عن اهل بيت النبي المؤدب عليه
وعليهم صلوة الرب الكتاب الحادي عشر كتب الطب عن اهل البيت الحب صلى الله عليه وآله وسلم كما يحب
ويحب الكتاب الثاني عشر كتب الادعية والاذكار عن اهل البيت الاطهار الملقب بالصحيفة الفاضلة
الكتاب الثالث عشر كتب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان الكتاب الرابع عشر كتب آيات النبوة
عن رايات الفتوة الكتاب الخامس عشر كتب جوامع الاخبار والآثار عن اهل البيت الاخيار الكتاب السادس عشر
كتب الصحف المطهرة لعلومة الموفرة العلوية الكتاب السابع عشر كتب اصول العربية المحصول من الحضرة
العلوية اذكر فيه الاصول النحوية والقواعد الصرفية والماخذ الاشتقاقية واتخلص الى قواعد اللغة
العربية والعجمية المروية عن اهل بيت النبوة واللطائف البديعية والبيانية والظرايف العروضية
والاشعار الاهلبية المأثورة عن اهل بيت النبوة الكتاب الثامن عشر كتب الكتب والخطب عن آل
بيت العلوم الرتب الملقب بمنهاج البلاغة الكتاب التاسع عشر كتاب معرفة الرجال الرواة عن اهل
بيت الكمال هل امرء ان قلت ببضاعتي فيما كانت توفيقي ان ذلك لتوفيقي من اضاعة وحتى فتح بعد
استخارة الله واستشارة اهل الله ما هممت به في الامر تيمما مستعينا بالله وعلى الهداية انتهى

عالم میں فاش ہوئی ان سنت کے بچانے میں ہوئی اور ٹیو بات ہیں بسند دارقطنی جعفر بن محمد کی روایت اپنے باپ سے ہے کہا کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ ہم
آپسے خطبہ سنتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اے خدا ہمکو درست بنا اون افعال کے ساتھ کہ جن سے تونے خلفائے راشدین مہدیین کو درست بنایا (پس یہ خلفاء کون لوگ ہیں یہ سنکر
حضرت علی کی آنکھیں آنسو بھر لائیں اور فرمایا کہ یہ خلفا میرے دو حبیب ابوبکر و عمر ہیں کہ ہدایت کے دو امام اور اسلام کے دو بزرگ اور قریش کے دو مرد تھے جنکی اقتدا
کیگئی رسول اللہ صلعم کے بعد جسنے کہ انکی اتباع کی محفوظ رہا اور جو انکے نقش قدم پر چلا ہدایت کیا گیا سیدھے راستہ کی طرف اور جس نے ان سے تمسک کیا وہ خدا کے گروہ میں
داخل ہوگیا انتہی پس یہ احادیث اقوال اہلبیت کے معتبر اشخاص سے مروی ہیں بروایت ایسے حفاظ حدیث کے کہ معرفت حدیث کا جنکے قول پر دارومدار ہے اور حدیث
صحیح و غیر صحیح میں امتیاز انکی اسانید متصلہ پر موقوف ہے جیسا صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہے مولف ان حدیثوں کو نقل نہ کیا تاکہ علوم اہلبیت کے
زندہ کرنیکا مدعی ہے اسوجہ سے کہ جو چیز وہ بیان کرتا ہی تو یاد کر لیتی ہے کہا مصنف نے پس جبکو امر حق کی غیرت نے اسپر آمادہ کر دیا کہ میں نے قصد کیا اور خدا کے
فضل پر اعتماد کیا اس امر میں کہ جو نہیں کی اور ذریت علیہ رضی اللہ عنہم کے علوم کو انیس کتابوں میں جمع کروں کہ وہ کتابیں میری تمام معلومات کا جو علوم اہلبیت کے متعلق ہیں کو
جامع ہیں نصاب ہو جاویں پہلی کتاب فقہ الایمان ہے جسکا نام ہی فقہ اکبر از اہلبیت اطہر دوسری کتاب کتاب العلم ہے جسکا نام ہے کتاب اصول روایت علم از اہلبیت پیغمبر علم
(تیسری) کتاب اصول درایت از اہلبیت ہدایت (چوتھی) کتاب اصول مسائل از اہلبیت فضائل (پانچویں) کتاب فقہ الاسلام از اہلبیت نبوت اعلام (چھٹی)
کتاب قرأت قرآن از اہلبیت قرآن (ساتویں) کتاب علوم قرآن از اہلبیت نبوت و عرفان (آٹھویں) کتاب انباء عالم از آل نبی اکرم صلعم (نویں) کتاب
حکمت و موعظت از اہلبیت فطانت و معرفت (دسویں) کتاب ادب از اہلبیت نبی مؤدب برو کرنیوالی پریشانی باطلوات ربہ (گیارھویں) کتاب طب
از اہلبیت حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برصی و تکیب (بارھویں) کتاب ادعیہ و اذکار اہلبیت اطہار جسکا لقب صحیفہ فاضلہ ہے (تیرھویں) کتاب فقہ احسان
از اہلبیت حکمت و عرفان (چودھویں) کتاب آیات نبوت از رایات فتوت (پندرھویں) کتاب جوامع اخبار و آثار از اہلبیت اخیار (سولھویں) کتاب
صحف مطہرہ علویہ برائے بارگاہ باوقار علویہ (سترھویں) کتاب اصول عربیت محصول از درگاہ علویت جس میں اصول نحوی و قواعد صرفی و مآخذ
اشتقاقی کو میں ذکر کرونگا اور لغات عربی و عجمی کے نادرات کو جو اہلبیت نبوت سے مروی ہیں اور فن بدیع و بیان کے لطائف و معنوی ظرافت
والہی اشعار کو جو اہلبیت نبوت سے منقول ہیں مخص کرونگا (اٹھارھویں) کتاب کتب و خطب از اہلبیت علو رتبہ جسکا لقب
منہاج البلاغت ہے (انیسویں) کتاب معرفت رجال روایت کنندگان از اہلبیت کمال) یہ قصد تو ہوا مگر میری بے بضاعتی نے اوقات
وہم دلاتی تھی کہ اس کام میں میری تضیع اوقات ہوگی بالآخر استخارہ اور اہل اللہ کے اشارہ سے جس کام کا میں نے پختہ عزم کر لیا ہے
مجھپر ظاہر ہوگیا درانحالیکہ میں طالب مدد تنہا خدا سے کہ ہدایت کا مالک ہے انتہی میں کہتا ہوں اور خدا ہی کی طرف سے توفیق ہے
یہ تمام مصنف کی تقریر باطل ہے نہ اسکا کچھ حاصل ہے اور اسکے معنے میں کچھ فائدہ ہے لیکن بطلان اوسکے اس کلام کا لہ (فقشی العبار)

حتی الحق علی ان عمدت علی فضل اللہ لتعمدت الی ان ادون علوم المولی المرتضی والذریۃ الطیبۃ
… کتابا تکون لما بلغنی من علومہم نصابا پس اسوجہ سے ہے کہ آج تک مصنف نے مولی علی و ذریت علیہ
کے علوم کو ایک پوری کتاب میں بھی تصنیف نہیں کیا چہ جائیکہ ۱۹ کتابیں تصنیف کی ہوں اور انکو علوم مذکورہ کا نصاب بنایا ہو اور
جسقدر تصنیف کیا ہے وہ صرف کتاب فقہ اکبر کا ایک حصہ ہے جیسا کہ اس کتاب کے آخر میں لکھا ہے کہ کتاب فقہ اکبر کا پہلا حصہ پورا

اقول ومن الله التوفيق هذا الكلام باطل فليس له حاصل ولا تحته طائل اما بطلان قوله حتى العترة يحيى
الحق علي ابن عبد ت وعلى فضل الله اعتقدت الى ان ادون العلوم المولى المرتضى والذرية العلية في تسعة عشر
كتابا تكون لما بلغني من علومهم نصابا انتهى فلانه ما دون علوم المولى المرتضى والذرية العلية الى الان في كتب
تام فضلا ان دونها في تسعة عشر كتابا وسماها لها نصابا وما دونه انما هو جزء من هذه الكتب لما قال في اخر
كمل الجزء الاول من كتب الفقه الاكبر ويتلوه الجزء الثاني من الايمان بانبياء الله ورسله تعالى ولو دونها
كما ذكر فهذا او فيما غيره من موضع آخر لطبعها في الزبر قبل ان يناله الكبر ويرد الى ارذل العمر ففعله
في هذا الباب يبعد قوله وعجزه عن الاتيان بواحد منها يومن ما ادعى به طوله مع انه جاوز ثمانين سنة
ولفظة النقلة من الكبر والسنه فان لم يف بما وعده الى هذا الزمان فمتى ياتي بما هو الادعاه بالتشهير و
الاعلان فحق عليه الوعيد بهذا الخطاب المجيد يا ايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله
ان تقولوا ما لا تفعلون فعليه ان يتوب الى ذي العزة والجبروت من هذه الدعاوى التي فاتت منه او
تفوت قبل ان يهرم او يموت واما الاسماء التي اخترعها للكتب من نفسه فليس لها من سلطان ولا
على مصادقيها ومسمياتها من برهان وانما هي دسيسة عظيمة منه رام بها شهرته في الامصار بكونه
جامعا لفضائل العلوم والاثار ليقتنص بها المجد والفخار والجاه والاعتبار ويجلب القنطار من ايدي
الاغبياء والاخيار ومع هذا ابو جو عليها الثواب من الكريم الوهاب حيث قال في صفحة (١٦) وارجو من
فضل ربي ذي المنن ان يمن علي لسوح خليقته الرحمة وارفقه بحسن اتمامها وحسن قبولها وبان لا يجعلها
عملا ينقطع عقيب وفاة كاسبه بل يجعلها علما ينتفع به بعد ممات صاحبه انتهى وما درى انه سيسأل
في القبر والمحشر بين يدي خالق القوى والقدر عما اودعه في هذه الاوراق من العقايد الفاسدة
المشهورة في الافاق بالبطلان والاختلاق وبانها منسوبة الى اهل النفاق والشقاق غير معزية الى ارباب
المعارف والاذواق واصحاب الفضائل ومكارم الاخلاق فما عزاها الى الائمة الحذاق ليس له عليها في
الاخرة من خلاق وان وصلت سهام ادعيته الى السبع الطباق وقد قال الله تعالى ليس للانسان الا
ما سعى وان سعيه سوف يرى والى الله المشتكى واليه المآل والرجعى وما سمع انه قد قيل طوبى لمن
مات فماتت ذنوبه معه ولم يوخذ بها بعد وقال بعض العلماء لا تذنب فان كان لا بد فلا تحمل غيرك
على الذنب فتكتب مذنبين وقد يعيش العبد اربعين سنة ثم يموت فتبقى ذنوبه بعد مائة سنة يعاقب
عليها في قبره اذ كان قد سن سنة سيئة واتبع عليها الى ان تندرس او يموت من كان يعمل بها ثم تسقط
عنه وليس يتبع منها واما عد هذه الاسماء المخترعة فهو ايضا غير مضبوط بعد فقد علم من التقريظ

ہو گیا اور اسکے بعد دوسرے حصہ کا آغاز ایمان بالنبیاء و رسل سے ہوگا اور اگر اون اوّل کتابون کو تصنیف کر چکا ہوتا جیسا کہ مصنف نے
اس کتاب مین اور اشتہار وغیرہ دوسرے مواقع مین اوسکو ذکر کیا ہی تو ضرور اونکو طبع کرا دیتا قبل اسکے کہ بڑھاپا آئے اور ارذل عمر کی
طرف مصنف کو رد کیا جائے پس اس بارہ مین مصنف کا فعل اوسکے قول کو رد کر رہا ہے اور ایک کتاب پوری پیش کرنے سے عاجز ہے اور اوسکے
دعوی کو سست کرتا ہو حالانکہ اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی اور کلان سالی کیوجہ سے غفلت اور اوسکے پہلے نے مصنف کو دبا دیا پس
اگر ہنوز مصنف نے اپنے وعدہ کو پورا نہین کیا تو پھر کب وہ کیا کریگا وہ کتابین جنکی اوسکو ہوس ہی اور تشہیر و اعلان کے ساتھ اونکی
تصنیف کا دعوی کر رہا ہو پس مصنف پر کلام مجید کی یہ وعید چسپان ہو رہی ہی کہ (اے ایمان والو کیون کہتے ہو جو کام تم نہین کرتے
اللہ کے نزدیک نہایت ناپسند ہی یہ کہ تمہارا قول تمہارے فعل کے برخلاف ہی) پس مصنف پر واجب ہے کہ رب العزت کی حضور مین توبہ کرکر
اپنے دعاوی سے جو مصنف سے نہو سکے باز رہیگا پہر قدرت ہوتے یا مرنے سے پہلا اور لیکن نام اون کتابونکے کہ جنکو مصنف نے
اپنے جی سے بنا لیا ہی پس اون کیلئے بھی کوئی کچھ نہین ہی اور نہ اونکے مصداق وجود پر کوئی گواہی و دلیل ہے بلکہ صرف یہ مصنف کا ایک
بہت بڑا منصوبہ ہی کہ جسکے ذریعہ سے شہر و ملک مین اپنی شہرت مصنف کو منظور ہے بایطور کہ مصنف علوم و آثار کے فضائل کا جامع ہی تاکہ
مجد و فخار و جاہ و اقتدار کو شکار کرے اور امرا و اغنیاء سے دولت کا ذخیرہ ہاتھ مین لاسکے اور اس بہانے سے خدا کریم و وہاب سے
ثواب کا بھی امیدوار ہی جیسا کہ صفحہ ۱۲ مین کہا ہے وارجو من فضل ربی ذی المنن ان یمن علی لیجعلہا الباقیہ
ورافقہ بحسن اتمامہا وزین قبولہا وبان لایجعلہا عملاً ینقطع عقب وفات کاسبہ بل یجعلہا عملا
ینتفع بہ بعد ممات صاحبہ انتہی اور یہ نہین سمجھا کہ قبر و محشر مین خالق قوی قدیر کے سامنے سوال کیا جائیگا
اون عقائد فاسدہ کا کہ جنکو ان اوراق مین مصنف نے درج کیا ہی اور جہان مین اونکا بطلان و فساد مشہور ہی اور یہ بھی مشہور ہی کہ وہ عقائد منافقین و
مخالفین اسلام کی طرف منسوب ہین نہ کہ اولیاء اللہ و علما و صلحا کی طرف اور مصنف نے جبکہ ائمہ کاملین کی طرف اون عقائد فاسدہ کو منسوب کر دیا
تو آخرت مین اس حرکت پر کوئی حصہ نہ ملیگا اگرچہ مصنف دعاون کی تیرون کو ساتون آسمان تک پہونچاوی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ (انسان کو
کچھ ثواب نہ ملیگا مگر اپنی سعی کا اور قریب اپنی سعی اوسکو معلوم ہو جائیگی) اور خدا ہی کے سامنے ہمارا شکوہ ہی اور اوسی کی طرف مآل و رجوع ہی اور
مصنف نے بعض علما کا قول نہین سنا ہی کہ (مژدہ ہو اوسکو کہ اوسکی موت کے ساتھ ہی اوسکے گناہ بھی مر جائین اور اوسکی بعد اونپر عمل نہ کیا جائے اور بعض علما
نے کہا ہی کہ (گناہ مت کر پس اگر ضرور ہی کرنا ہی تو اپنے گناہ پر دوسرے کو آمادہ مت کر کہ اس صورت مین دو گناہ تیرے ذمہ لکھے جائینگے اور
بعض اوقات بندہ کی عمر چالیس برس کی ہوتی ہی پہر مر جاتا ہے اور اوسکے گناہ اوسکے بعد سو برس تک باقی رہتے ہین اور قبر مین
اونکا عذاب اوسکو دیا جاتا ہے جبکہ اوسنے کوئی برا طریقہ جاری کیا تھا اور اوسکی اتباع لوگ کرنے لگے تھی یہانتک کہ وہ برا طریقہ
مٹ جائے یا اوسپر عمل کرنے والے مر جائین تب اوس بندے سے وہ گناہ ساقط ہوتا ہے اور اوسکو اپنے گناہ سے
فراغت ملتی ہے اور لیکن شمار ان بے بنیاد نامونکی سو وہ بھی ہنوز غیر منضبط ہے اسلئے کہ جو تقریظ اس کتاب
کے شروع مین مولوی حیدر علی مرحوم کی طرف منسوب کیگئی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتابین اٹھارہ ہین

المنسوبة الى المولوى حيدر على المرحوم انها اثنا عشر وكتب اصول العلم مدون فى الرواية والدراية وعلم من قوله هذا انها
تسعة عشر وكتب اصول العلم المدون فى الرواية فقط وما دون فى الدراية فهو كتب على حدة وايضا علم من التقريظ المذكور ان
كتب فقه الاسلام المترجم باحياء الميت بفقه اهل البيت كتب لخراسن منه فى فهرست هذه الكتب ولا اقل من ان تكون
عشرين لا تسعة عشر كما اشتهر وعلم ايضا انه مشتمل على نيف من هذه الكتب انها ستة الفقه الاكبر وكتب اصول الرواية
العلم وكتب علم القران وكتب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية وكتب اصول المسائل وكتب فقه
الاحسان فهذه الاضطراب والاختلاف فى عددها يدل دلالة واضحة على انها فرضيات محضة
ومخترعات صرفة ليست بواقعة على اصل يستند ولا على مبنى يعتمد ومع ذلك اشتهر فى الاشتهار
انها التجديد به مولفها من الايات او لاية من الكرامات وعلى اختصاصه من بين سائر الامة من البنا
نعوذ بالله من هذه الخرافات والكلمات الواهيات والدعاوى المهلكات التى لا يدعيها من يخشى
وعلى صاحبها من القاصمات واما قوله هذا مع ان قلت بضاعتى ربما كانت توهمنى ان ذلك
لو فتى من اضاعتى حتى يسر لى بعد استخارة الله واستشارة اهل الله ما هممت به فى الامر تصميما
مستعينا بالله ولى الهداية انتهى فهذا ايضا يخبر عن كذبه ويأبى عن صدقه لان الصدق ابلج والباطل
يتلجلج وشرح الصدر علامة الايقان وضيق القلب امارة البطلان واضاعة الوقت انما هى فى
السيئات لا فى الحسنات التى هى من الباقيات الصالحات والاستخارة والاستشارة ايضا ينبغى
ان تكونا فى امر لا يلوح خيره بل يخطر فى القلب خيره وشره وما كان من اوضح الخيرات واكمل الحسنات
فلا حاجة فيه الى الاستخارة ولا الى الاستشارة لانهما يرجحان احد جانبى الامر الذى يحتمل الخير
والشر وما كان خيره او شره قطعيا فلا بد فيه من الامتثال ان كان خيرا ومن الاجتناب ان كان شرا
ومن ثم قال ع در كار خير حاجت هيچ استخاره نيست وايضا قوله مع ان قلة بضاعتى
توهمنى ان كان صدقا فكيف يكون قليل البضاعة من المجددين مدعوا التجديد ينافيه وان كان كذبا
فلا يكون الكاذب مجددا ولا واسطة بينهما على قول الجمهور فان تشبث بقول الجاحظ واقر بالواسطة
فيلزم دخوله فى المجانين والمجنون ايضا لا يستطيع التجديد فلزم الفرار على ما عنه الفرار واما نفس
اسامى الكتب فهى ايضا ليست على ما ينبغى لان بعضها محرف من اسامى الكتب المشهورة للشيعة
كالصحيفة الفاضلة حرف من الصحيفة الكاملة للشيعة ومنهاج البلاغة حرف من نهج البلاغة
الشيعة وبعضها طويل عريض فى ثلاثة سطور لا يكاد يوجد نظيره فى الكتب المشهورة للعلماء من المتقدمين
والمتأخرين وقد قيل خير الكلام ما قل ودل فكيف بالاسم الذى يقصد منه تعبير المسمى باوجز لفظ و

اور کتاب اصول علم تصنیف کی گئی ہے روایت و درایت دونوں کے بیان میں اور اس قول مصنف سے جو مذکور ہوا ہے یہ معلوم ہوا کہ
وہ کتابیں اُنیس ہیں اور کتاب اصول علوم صرف روایت کے بیان میں لکھی گئی ہے اور درایت کے بیان میں علیحدہ ایک اور کتاب لکھی گئی
ہے اور نیز اُس فقرہ مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب فقہ الاسلام کہ جسکا نام احیاء المیت بفقہ اہل البیت ہے علیحدہ ایک کتاب ہے
جسکا اس کتاب کی فہرست مذکورہ میں نام ہے نہ نشان ہے پس لازم آیا کہ وہ کتابیں بیس ہوں نہ کہ اُنیس جیسا کہ مصنف نے شہرت دی ہے
اور اس کتاب کے صفحہ (۲۰) کے حاشیہ میں مصنف کی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ کتابیں جو ہیں فقہ اکبر، کتاب اصول روایۃ العلم، کتاب علوم القرآن
کتاب اصول الولایۃ، منہاج البیت الہدایۃ، کتاب اصول المسائل، کتاب فقہ الاحسان پس اون کتابوں میں کی شمار میں اسقدر اختلاف
و انحراف صاف صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ اسماء فرضی کا محض اختراعی صرف ہیں نہ انکی کوئی اصل ہے اور نہ بنیاد ہے اس حالت پر اشتہاروں میں بعض
شہرت دی گئی ہے کہ یہ کتابیں مؤلف کے مجدد ہونے کی آئینہ ہیں اور اوسکی ولایت کی کرامتیں اور تمام امت میں مؤلف کی خصوصیت کے واسطے
حجتیں ہیں خدا کی پناہ ہے ان خرافات کلمات و اہانت و دعاوی باطلہ سے جو اپنے نفس کو فضیلت کرنے والے ہیں اور اپنے صاحب کو بُرا
لگانیوالے ہیں لیکن مصنف کا یہ قول (مع ان قلۃ بضاعتی ربما کانت توھمنی ان ذلک لوقوعہ من اضاعتی حتیٰ تبین
لی بعد استخارۃ اللہ واستشارۃ اھل اللہ ما صممت بہ فی الامر تصمیما استغنیا بالاسعلی الھدایۃ انتہیٰ)
پس یہ قول بھی مصنف کے کذب کا مخبر ہے اور صدق کا منکر ہے اسلئے کہ صدق روشن ہوتا ہے اور باطل خیرہ رہتا ہے اور ہمیشہ کا ذرا نقش ہوتا ہیں کا
نشان ہے اور دل کی تنگی بطلان کی علامت ہے اور وقت کی تضیع رائی نہیں ہوتی ہے کیونکہ یقین ہے کہ نیکی صرف باقیات صالحات ہے اور استخارہ واجب
شبہ بھی ایسے امور میں ہونی چاہئیں کہ جنکی خوبی واضح ہو بلکہ خیر و شر دونوں کا دل میں خطرہ گذرے اور ہر عمل کا وقوع خیرات کا اور انکی حسنات کا
ہوا ہے نہ استخارہ کی حاجت ہے اور نہ طلب مشورت کی اسلئے کہ یہ دونوں ایک جانب کو ترجیح دیا کرتے ہیں ایسے کام کو کہ جو خیر و شر دونوں کا
احتمال رکھتا ہو اور جس کام کی خوبی یا برائی مشتبہ نہ ہو تو اوسمیں کرنا ہی متعین ہے اگر وہ کام خیر ہے اور ترک ہی متعین ہے اگر شر ہے اور دین میں جو داخل کیا ہو
ز نیک کام میں استخارہ کی حاجت کچھ نہیں ہے اور نیز مصنف کا قول (مع ان قلۃ بضاعتی توھمنی) اگر صادق ہے تو قلیل البضاعت کیونکر
مجدد ہو سکتا ہے پس تجدید کا دعوی اس قول کی مخالفت سے اور اگر وہ دروغ ہے تو دروغ گو مجدد نہیں ہوتا ہے اور ہر کلام خبری کیلئے صدق یا کذب کو
ہونا جمہور علماء کے مذہب میں ناگزیر ہے قسم ثالث نہیں ہے اور اگر مصنف نے اسطوطی کا مذہب اختیار کر کے واسطہ کا اقرار کریگا اور مصنف کا مجنون ہونا لازم
آئیگا اور مجنون بھی تجدید کا اہل نہیں ہے پس جس سے فرار کیا تھا اوسپر قرار لازم آگیا اور لیکن کتب کے یہ اسامی فی نفسہا بھی قابل سماعت نہیں ہیں
اسلئے کہ بعض بلکہ اکثر شیعہ کے مشہور کتب کے ناموں کو اپنی تحریف کر کے بنائے ہیں جیسا کہ (صحیفہ فاضلہ) محرف ہے شیعہ کے صحیفہ کاملہ سے اور جیسا کہ
منہاج البلاغۃ محرف ہے شیعہ کی نہج البلاغہ سے اور بعض اون میں نام کیسے چوڑے ہیں اور تین سطر دو تک کہ جنکا نظیر علماء متقدمین
و متأخرین کی مشہور کتابوں میں نہ نکلیگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اچھا کلام وہ ہے کہ کم ہو اور پُر مضمون پس اُس
اسم کا کیا حال ہوگا کہ جس سے مقصود معنی کو بیان کرنا ہے چھوٹے لفظ اور مختصر کلمہ کے ساتھ تاکہ اوس سے
معنی کی طرف جلد انتقال ذہنی ہو پس کہ اور اسم سے مراد قصوں اور حکایتوں کی تصویر نہیں ہوتی تھی کہ ہر

كلمة كي ينتقل منه الى المسح بالسرعة ولا يرا منه تصوير القصص والحكايات حتى كالمجلات المطولات
كما لا يخفى على الماهر الاديب والشاعر الاريب قال والقصد تجميع الراجد الرواية عن هؤلاء ائمة
الولاية من القسم ان اورد من رواياتهم من غيرهم من فضلاء الصحابة والتبعة وقليلا ما هو وما
اقله وفي كل مسئلة معضلة او فوائد او شيئ من علوم القرآن او غير ذلك من العلوم ان اشتمل
قدر ما تيسر لي في ذلك عن الصحابة والتبعة واهل المذاهب المتبعة وغيرهم من الاجلة تقوية
بالشهادة لسند الرواية وتوطية للموافقة والمتابعة في الدراية وكل ذلك مع الاهتمام بالالتزا
التصحيح والتعليل والتجريح والتعديل في شروطها اهل السنة الحسنى باتباعها يجلي في بعض كتبنا
مما لا ذمام له ولا خطام هنا الا تعليقات اهل الرواية الثقات كالفقهاء الاربعة واصحابهم
فالبخاري والترمذي فابن المنذر فابي عمر بن عبد البر وجماعات اخر فانهم اخذوهما وافق من
بفضل الله سلم الصواب في كل باب من كل كتب ما ناسب ذلك من ايات اعظم الثقلين كتاب
الله الحكيم العليم الوهاب ثم نورد المرفوع والموقوف والمقطوع عن ثاني الثقلين الاطايب ولا نعتمد
الا ما قد ورد بسند جيد معتمد صحيح او حسن او مقارب بما له من عاضد او عواضد من المتابعات
او الشواهد وارجو من فضل ربي ذي المنن ان يمن على العبد خاطيه الى رحمته يوم اقه بحسن اتمامها
وزين قبولها وبان لا يجعلها عملا ينقطع عقيب وفاته كاسبه بل يجعلها عملا ينتفع به بعد ممات
صاحبه اللهم امين بجاه حبيبك الامين انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف
قد ادعى في هذا الكتب مما يخالف دعوله في هذا القول وبيانه انه ادعى في هذا القول بدعاوي
الاول انه يورد في هذا الكتب روايات الائمة من اهل البيت في كل باب وان لم يجد منها من القسم
فروايتهم من غيرهم من الصحابة والتبعة الثاني انه يشتمل ما في ذلك الباب عن غيرهم من الاجلة
تقوية بالشهادة لسند الرواية وتوطية للموافقة والمتابعة في الدراية الثالث انه يفعل كل
ذلك مع الاهتمام بالتزام التصحيح والتعليل والجرح والتعديل بالشروط المعتبرة عند اهل السنة
الرابع انه يجتنب عما يحكى في بعض كتب اهل السنة بدون السند المعتبر الا ما علقها الثقات من
اهل الرواية الخامس انه يقدم في كل باب ما ناسبه من الكتب ثم يورد المرفوع والموقوف
والمقطوع من السنة السادس انه لا يعتمد على غير ما ورد بسند جيد معتمد صحيح او حسن او مقارب
بما له عاضد او عواضد من المتابعات او الشواهد وبعد هذه الدعاوي الستة رجاء من الله
ان يمن عليه بحسن اتمام هذه الكتب وزين قبولها في الحيوة وبعد الممات ونحن نذكر منها ما يتعلق به

جملون کے مانند بڑہا دیا جائے جیسا کہ یہ امر باہر ادیب و شعرا سے پر مخفی نہین ہے کہ لکھا مصنف نے اور قصد یہ ہے کہ جس
مسئلہ مین خاص ان ائمہ ولایت کی روایت پاونگا تو اور صحابہ و تابعین سے جو اونکی روایات ملینگی اونکو لکھدونگا اور ایسا
بہت ہی کم اتفاق ہوا ہے اور بہر و شواہد مسئلہ یا قرأت یا اور کسی مین علوم قرآن سے ہو یا دیگر علوم سے یہ قصد ہے کہ جو کچھہ روایات
صحابہ و تابعین و اہل مذاہب متبوعہ وغیرہ کی میسر ہونگی اونکو بھی ظاہر کرونگا اسناد روایت کی شہادت کا تقویہ ہو جائے اور درایت مین
موافقت و پیروی کی تنبیہ ہو جائے اور اس تمام کے ساتھ تصحیح و تعلیل و تجریح و تعدیل کا بھی اہتمام کے ساتھ التزام رکھا جائیگا
اون عمدہ شروط کے ساتھ کہ جو اہلسنت کے نزدیک معتبر ہین اور اون کتب اہل سنت کے حوالہ سے اجتناب کیا جائیگا کہ جنکا کچھہ اعتبار
نہین ہے بلا سند ہونیکے سبب سے ہان البتہ بلا سند وہ ہین ثقہ راویونکی جیسے امہات ائمہ اور اونکے اصحاب مثل بخاری اور ترمذی اور ابن
منذر و ابی عمر بن عبد البر اور دوسرے معتبر جامعین کہ اونکو بھی اس کتاب مین لیا جائیگا اور مین خدائے علیم کے فضل سے
کتاب کے ہر ایک باب مین پہلے کتاب اللہ کی آیتین جو مناسب اوس باب کے ہین ذکر کرونگا پہر حدیث مرفوع و موقوف و مقطوع اہلبیت
کرام کی نقل کرونگا اور راوی حدیث پر اعتماد کرونگا کہ جسکی سند جید قابل اعتماد ہو صحیح یا حسن یا قریب حسن کہ جسکی توابع و شواہد سے قوت ہو
اور مین اپنے پروردگار ذوالمنن کے فضل سے امید کرتا ہون کہ اپنی رحمت و کرم کی زیادہ محتاج بندہ پر احسان فرمائے اس کتاب کے حسن اتمام و
زینت قبول سے اور اوسکو ایسا کام نہ بناوے کہ جو اپنے فاعل کی وفات کے بعد منقطع ہو جاتا ہے بلکہ اوسکو ایک ایسا علم بناوے کہ مصنف کے
مرنے کے پیچہے بہی اس سے نفع ہوتا رہے اور اخلاص قبول کرا اپنے حبیب رسول امین کی برکت سے انتہی۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے
کہ مصنف نے اس کتاب مین ایسی باتین ذکر کی ہین جو اوسکے اس قول کے دعوی ضمیمہ کے مخالف ہین بیان اس امر کا یہ ہے کہ مصنف نے
اس قول مین چند دعوی کئے ہین اول یہ کہ اس کتاب مین ہر ایک باب کے ثبوت مین ائمہ اہلبیت کی روایتین ذکر کریگا اور اگر اونکی
وافی روایات کسی موقع پر نملی تو اونہون نے جو روایتین اپنے شہر و ان صحابہ و تابعین سے بیان فرمائی ہین اونکو ذکر کریگا دوم یہ کہ ایسا
باب مین غیر اہلبیت سے مثل اجلہ صحابہ و تابعین و غیرہم کے جو روایات ہونگی سند روایت کی تقویت کرنے اور عقیدہ مین موافقت
ہونیکی تنبیہ کیلئے اونکو بہی ذکر کریگا سوم یہ کہ یہ سب کام نہایت اہتمام سے اور تصحیح و تعلیل و جرح و تعدیل کے التزام کے ساتھ
کریگا اون شروط کی کہ جو اہلسنت کے یہان معتبر ہین چہارم یہ کہ جو روایتین بعض کتب مین بلا سند معتبر کے مذکور ہین
اونکے ذکر سے اجتناب کریگا ہان جو اون مین سے ثقہ لوگون کی مرویات ہونگی وہ ترک نہکیجائینگی پنجم یہ کہ ہر باب مین
پہلے اوسکے مناسب کتاب اللہ کی آیت ذکر کریگا پہر حدیث مرفوع و موقوف و مقطوع کو ششم یہ کہ غیر جید حدیث پر اعتماد
نکریگا بلکہ صحیح ہو یا حسن یا مقارب حسن شواہد و متابعات کی وجہ سے اوسی سے دلیل لائیگا پہر ان چہہ دعوون کے
بعد خدا سے امید کی ہے اس کتاب کے حسن اتمام و زینت قبول کی حیات و ممات دونون کے زمانہ مین اب ہم
اس کتاب کی مطبوعہ کی کچھہ عبارت نقل کرتے ہین جس سے مصنف کے دعوی کا کذب اور ہمارے قول کا
صدق ظاہر ہو جائیگا پس ہم کہتے ہین کہ مصنف نے اس کتاب کو ایمان کے مسئلہ سے شروع کیا ہے اور اوسکی

في الجزء المطبوع من هذا الكتاب كي يتبين كذب ما ادعاه وصدق ما قلناه فنقول انه يدعي هذا
الكتاب في مسألة الايمان واورد لاثباته اربعة احاديث اثنان منها عن علي بن موسى الرضا برواية
ابي الصلت الهروي احدهما في صفحة (٢٠) هكذا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح انتهى وثانيهما في صفحة (٢٢) هكذا قال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل عليه السلام قال قال الله تعالى اني انا الله الذي
لا اله الا انا فاعبدوني من جاء منكم بشهادة ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل في
حصني ومن دخل في حصني امن من عذابي انتهى واثنان آخران منهما عن الامام حسن العسكري برواية بلاذري
احدهما الذي قال انه مسلسل بالائمة العشرة مع ان في سنده محمد بن علي رضا وليس له استماع الحديث
من ابيه باتفاق الطائفتين لان اباه توفي في المشهد وهو حينئذ ابن خمس او ست كان في بغداد
فكيف يكون حديثه مسلسلا بالائمة لان الامامة في هذا السن لا تعتبر عند احد والمسلسل
بالائمة هو الذي تكون رواته كلهم ائمة فكونه مسلسلا مخالف لما عليه الجمهور من المحدثين وهذا
الحديث نقله في صفحة (٢٣) هكذا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان معرفة بالقلب
وقول باللسان وعمل بالاركان انتهى وثانيهما ما نقله في صفحة (٣٨) هكذا قال حدثني محمد بن عبد الله
سيد الانبياء قال حدثني جبرئيل سيد الملائكة قال قال الله سيد السادات اني انا الله لا اله
الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل حصني امن من عذابي انتهى ونقل في سند هذا الحديث
قصة اختفاء ابي سعيد المجوسي النار فيه ووضع سره من رائحة ولما ثبت هذه القصة في حاشية تلك الصفحة
على الشهرة وهذا ايضا مخالف لاهل السنة كلهم مردود عندهم فكيف اورده في هذا الكتاب
مع كونها مخالفة لدعوته السابقة من الذي مر ذكره في تلخيص هذا القول منا وقال لهذا الحديث
ايضا انه مسلسل بالائمة العشرة الكمل وفيه ايضا ما فيه ثم قال لهذا الحديث في صفحة (٢١٢)
وكذا الحديث الاول المسلسل بالائمة العشرة الكمل في فضل الايمان انتهى وناظر ذلك في عدم
دخول العمل في اصل الايمان انتهى وقال في صفحه (٣٣) والظاهر من هذه الاحاديث والآثار عن
اهل البيت الاطهار وغيرهما مذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد والاوزاعي كمذهب
اهل البيت ان العمل داخل في الايمان انتهى ونحن نتكلم اولا في سند هذه الاحاديث ونقول اما
الحديثان الاولان ففي سندهما ابو الصلت الهروي وهو مجروح بالتشيع ومتهم بالكذب عند
الثقات كما قال الذهبي في ميزان الاعتدال في ترجمة علي بن موسى بن جعفر الرضا قال ابن طاهر يأتي

اثبات کیلئے چار حدیثین لایا ہی دو ان مین علی موسی رضا سے ہین ابو الصلت ہروی کی روایت سے یکے صفحہ (۳۴۲) مین اسطرح ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
الایمان اقرار باللسان ومعرفۃ بالقلب وعمل بالجوارح انتہی اور دوسری صفحہ (۳۴۴) مین ہی اس طرح ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن جبرئیل علیہ السلام
قال قال اللہ سبحانہ تعالی انی انا اللہ الذی لا الہ الا انا فاعبدونی یا عبادی من جاء منکم بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ بالاخلاص دخل فی حصنی ومن دخل فی حصنی امن
من عذابی انتہی اور دوسری دو حدیثین ان مین کی امام حسن عسکری سے ہین بروایت بلاذری ایک وہ ہی کہ جسکو مصنف نے کہا ہی کہ یہ حدیث دریا موتی کی
روایت سے مسلسل ہی حالانکہ اسکی سند مین محمد بن علی رضا ہین اور انکو حضرت علی رضا سے حدیث کی سماعت باتفاق سنی و شیعہ ثابت نہین ہی اسوجہ سے
کہ علی رضا نے جب مشہد مین وفات پائی تو محمد اسوقت پانچ یا چھہ سال کے بغداد مین تہے پھر کیونکر انکی حدیث مسلسل بائمہ ہو سکتی ہی کیونکہ اس سن مین امام
ہونا کسیکے مذہب مین معتبر نہین ہی اور مسلسل بائمہ وہی حدیث ہوتی ہی کہ جسکے کل راوی امام ہون پس اس حدیث کا مسلسل ہونا جمہور محدثین کی اصطلاح کے
مخالف ہی اور اس حدیث مین صفحہ (۳۴۴) اسطرح سے لایا ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الایمان معرفۃ بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان) انتہی اور
دوسری ان مین کی وہ حدیث ہے کہ جسکو صفحہ ۳۵ مین اسطرح سے لایا ہی (قال حدثنی محمد بن عبد اللہ سید الانبیاء قال حدثنی جبرئیل سید الملائکۃ قال قال اللہ
سید السادات انی انا اللہ لا الہ الا انا من اقر لی بالتوحید دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی انتہی اور اس حدیث کی سند مین ابو السید کے نیشاپور
آنے مین جہنی کا قصہ نقل کیا ہی اور اسکی ثبوت کیواسطے اسی صفحہ کے حاشیہ مین شہرت پر محمول کیا ہی اور یہ بھی تمام سنیون کو مخالف ہی اور انکے نزدیک مردود ہی
پس اس کتاب کے مؤلف کیونکر اس قصہ کو ذکر کیا حالانکہ یہ مخالف مصنف کے قول مذکور مین جو دعوے کا جسکو ہم انکی عبارت مین بلفظہا اسکر ذکر کیا ہی
اور اس حدیث کو بھی مصنف نے مسلسل بائمہ عشرہ کل کہا ہی اور اسمین بھی وہی اعتراض مذکور وارد ہی پہر اس حدیث کی نسبت صفحہ ۴۴ مین کہا ہی
وکذا الحدیث الالہی المسلسل بالائمۃ العشرۃ الکمل فی فضل الایمان انما ہو ظاہر فی عدم دخول العمل فی الایمان انتہی اور صفحہ ۴۲ مین کہا ہی
ودال ظاہر ہذہ الاحادیث والاثار عن اہل البیت الاطہار ونحوہا ذہب اصحاب الحدیث ومالک والشافعی واحمد والاوزاعی کمذہب اہل البیت
ان العمل داخل فی الایمان انتہی اور ہم پہلے ان حدیثون کی سند مین کلام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ پہلی دو حدیثون کی سند مین ابو الصلت ہروی ہے
اور وہ تشیع کے ساتھہ مجروح ہی اور ثقات محدثین کے نزدیک متہم بالکذب ہی جیسا کہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین علی بن موسی بن جعفر رضا کے
احوال مین کہا ہی کہ ابن طاہر نے کہا ہی کہ اپنے باپ سے عجائب نقل کرتے ہین مین کہتا ہون کہ اسکی طرف سند کی ثبوت مین بحث ہی ورنہ بس یہ
ایسا شخص ہی کہ جسپر جہوٹ کہا جاتا ہی اور ایک کتاب مشہور اسکی نسبت بنائی گئی ہی جیسا کہ اسکو اور ابو جعفر صادق پر جہوٹ جوڑا گیا ہے
پس اس سے ابو الصلت ہروی کہ متہم لوگون مین سے ہے روایت کی ہی اور دارقطنی نے کہا ہی اسکو ابن حبان نے خبر دی ہی اور کہا ہے
کہ علی بن موسی رضا اپنے باپ کی طرف سے عجیب باتین روایت کرتے ہین اور وہم وخطا سے خالی نہین ہین اور ابی احمد عامر بن سلیمان طائی کی
ایک بڑی کتاب ان سے مروی ہی اور داود بن سلیمان قزوینی کی اسکی طرف سے ایک کتاب ہی اور علی بن مہدی قاضی کی اسکی جانب
سے ایک کتاب ہی انتہی اور جو کہ مصنف نے جواب دیا ہی اور جرح کیا ابو الصلت ہروی پر ثقات محدثین کی طرف سے کی گئی ہین اور
اسکی اس حدیث کو ترک کر دینے کا صفحہ ۴۳ مین باینطور (اور لیکن ہروی کی ابو الصلت کی اس حدیث کی روایت مین علی رضا
سے محمد بن اسلم نے پس ذکر کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین کہا کہ تکلم کیا ابو الصلت اس حدیث کی ذمہ داری سے انتہی لیس نبات

عن ابيه بعجائب قلت انما الشان فی ثبوت السند اليه والا فالرجل قد كذب عليه ووضع عليه نسخة
سائرة كما كذب على جده جعفر الصادق فروى ابو الصلت الهروی احد المتهمين وقال الدار قطنی
اخبرنا ابن حبان قال علی بن موسى رضا يروی عن ابيه عجائب يهم ويخطی ولابی احمد عامر بن سليمان الطائی
عنه نسخة كبيرة ولداود بن سليمان الجرجانی عنه نسخة ولعلی بن مهدی القاضی عنه نسخة انتهى
(۱۳۰)
وما اجاب به المصنف عن جروح الثقات عليه وتركهم هذا الحديث المروی عنه من قوله فی صفحه
ولكن تابعه على رواية هذا الحديث عن الرضا محمد بن اسلم فذكره عن البيهقی فی الشعب قال فخرج
ابو الصلت من عهدته انتهى ففی غاية البطلان ونهاية البهتان لان ما خرجه محمد بن اسلم الطوسی هو من الحديث
المتروك انما هو حديث آخر مقبول عند اهل السنة كما قال فی الصواعق ابی زرعة الرازی ومحمد بن اسلم الطوسی عن الامام علی الرضا
قال حدثنی ابی موسى الكاظم عن ابائه عن المرتضى عن المصطفى قال حدثنی حبيبی وقرة عينی رسول الله صلعم قال حدثنی جبرئيل قال سمعت
رب العزة يقول لا اله الا الله حصنی فمن قالها دخل حصنی ومن دخل حصنی امن عذابی وفی رواية ان الحديث المروی
الايمان معرفة بالقلب واقرار باللسان وعمل بالاركان ولعلهما واقعتان انتهى فعلم من هذا النقل ان
المصنف قد كذب على محمد بن الطوسی حيث جعله تابعا للهروی فی حديثه المتروك من جهة
والعياذ بالله تعالى من هذه الفرية واما تزكية المصنف الهروی على خلاف جمهور المحدثين
وجلتهم فمما يناقض دعوته الثالث واما الحديثان الآخران ففی سندهما ابو محمد البلاذری وهو
شيعی مستور الحال غير مقبول الرواية لا سيما فيما يقوی به مذهبه قال صاحب العجالة النافعة
علامت وضع حديث وكذب راوی چند چيز است اول آنكه مخالف تاريخ مشهور روايت كند
دوم آنكه راوی رافضی باشد وحديث در تائيد مذهب خود روايت كند وناصبی باشد
وحديث در مطاعن اهل بيت كند وعلى هذا القياس سوم آنكه چيزے روايت كند كه بر جميع
مكلفين معرفت آن وعمل بر آن فرض باشد واو منفرد بود بروايت چهارم آنكه وقت وحال قرينه
باشد بر كذب او پنجم آنكه مخالف مقتضای عقل وشرع روايت كند وقواعد شرعيه او را تكذيب
نمايد ششم آنكه در حديث قصه سائر باشد از امر حسی واقع كه اگر بالحقيقت متحقق ميشد
هزاران كس آن را نقل ميكردند انتهى وهذه الوجوه الستة متحققة فی هذه الرواية للبلاذری
دالة على كذبه فی هذه اما الاول فلانه خالف التاريخ المشهور بين الطائفتين فی ان سماع
محمد الجواد عن ابيه غير ثابت لما مر بيانه منا واما الثانی فلانه شيعی كما يفهم من قوله فی
سند الحديث الرابع ابو السيد المحجوب امام عصره بمكة لان بقاء الامام فی كل عصر انما هو من معتقد

بطلان مین ہے اور حسد درجہ کا بہتان ہے اسلیے کہ جس حدیث کو محمد بن اسلم طوسی نے روایت کیا ہے وہ یہ حدیث منکر ولا نہین ہے
بلکہ وہ اہل سنت کے نزدیک حدیث الہی مقبول ہے جیسا کہ صواعق محرقہ مین بروایت ابو زرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی امام علی رضا نے
روایت کی ہے کہ حدیث بیان کی ہے مجھسے میرے باپ موسی کاظم نے اپنے اجداد کی روایت سے حضرت علی مرتضی سے اونہون نے مصطفی صلعم
سے فرمایا کہ حدیث بیان کی مجھسے میرے حبیب و میری آنکھ کی ٹھنڈک رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھسے بیان کیا جبرئیل نے کہ سنا
مین نے رب العزت سے کہ فرماتا ہے (لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے پس جس نے کہا اسکو کہ وہ میرے قلعہ مین داخل ہوگیا اور جو شخص کہ میرے
قلعہ مین داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امن مین رہا اور ایک روایت مین ہے کہ اس روایت کی حدیث یہ ہے کہ (الایمان معرفة بالقلب
اقرار باللسان وعمل بالارکان اور شاید دو واقعہ مین ایسا ہوا ہوا انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ مصنف نے محمد بن اسلم طوسی کو
بہتان لگایا ہے کہ اوسکو مہردی کی حدیث مترو کس کا تابع بنایا ہے حالانکہ بنا اوس بہتان کی یہ ہے کہ مصنف نے بر خلاف مشہور روایت
کے اوپر جلیل القدر لوگون کی مہردی کی منافی بیان کی ہے سو وہ مصنف کے پیچھے دعوی کی خلاف ہے لیکن دوسری وجہ یہ ہے کہ اونکی
سند مین ابو محمد بلاذری داخل ہے اور یہ شخص شیعی مستور الحال غیر مقبول الروایت ہے خصوصا ایسی حدیث مین کہ جس سے اسکے مذہب کی تائید ہو
کرتا ہے مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے اپنے عجالہ نافعہ مین کہا ہے کہ حدیث کے موضوع ہونے اور کذب راوی کی علامات چند امور ہین
اول یہ کہ تاریخ مشہور کے خلاف روایت کرے دوم یہ کہ راوی رافضی ہو اور حدیث اپنے مذہب کی تائید مین روایت کرے یا ناصبی ہو اور اہلبیت
کے مطاعن مین حدیث روایت کرے اور علی ہذا القیاس سوم یہ کہ ایسی چیز کی روایت کرے کہ جسکا مکلف لوگون پر اوسکی معرفت اور اوسپر عمل
کرنا ضروری ہے افرض ہو اور وہ شخص روایت مین تنہا ہو چہارم یہ کہ وقت اور حالت اوسکی کذب پر قرینہ ہو پنجم یہ کہ مقتضائے عقل و شرع
کے برخلاف روایت کرے اور قواعد شرعیہ اوس روایت کی تکذیب کرتے ہین ششم یہ کہ اوس حدیث مین ایک شے واقعی محسوس کا قصہ مذکور ہو
کہ اگر حقیقت مین وہ قصہ واقع ہوتا ہزارون آدمی اوسکو نقل کرتے انتہی اور چھون وجہین بلاذری کی اس روایت مین موجود ہین
اور اس حدیث مین اوسکے کاذب ہونے پر دلالت کرتی ہین وجہ اول اسوجہ سے موجود ہے کہ بلاذری نے اس حدیث کی روایت مین خلاف
کیا ہے اوس تاریخ کا جو سنی شیعہ کے دونون گروہ مین مشہور ہے اسباب مین محمد جواد کا انتفاع حدیث اپنے باپ سے غیر ثابت ہے جیسا کہ ہم
اسکو بیان کر چکے ہین دوسری وجہ کا ثبوت اسوجہ سے ہے کہ بلاذری شیعی ہے جیسا کہ ہم چوتھی حدیث کی سند مین اوسکا یہ قول (ابو السید
المجوب امام عصرہ بمکتہ) اسپر دال ہے اسلیے کہ امام کا باقی رہنا ہر زمانہ مین شیعہ کے عقائد سے ہے اور سلسلہ امامت کو ثابت کرنیکی غرض سے
اوس نے یہ حدیث اسطرح پر روایت کی ہے تیسری وجہ کا ثبوت اسلیے ہے کہ اوس نے ایسا مسئلہ روایت کیا ہے کہ جملہ مکلفین پر اوسپر عمل کرنا
واجب ہے اور وہ مسئلہ ایمان ہے باینطور کہ ایمان مرکب ہے امور ثلثہ مذکورہ سے اور بلاذری اس قول مین تنہا ہے اسلیے کہ تمام اہلسنت کا
اجماع اسکے خلاف پر ہے کیونکہ اونکے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اقرار شرط ایمان ہے دنیوی احکام جاری
ہونیکے واسطے اور امور ثلثہ مذکورہ اہلسنت کے نزدیک ایمان مین غیر معتبر ہین نہ تنہا تنہا نہ اونکا مجموعہ جیسا کہ ہم اگر خدا نے
چاہا اسکو بیان کرینگے اور چوتھی وجہ کا وجود اسلیے ہے کہ وقت اور حال دونون اوسکی روایت کو جھٹلاتے ہین اسلیے کہ جو شخص

الشيعة وروى هذا الحديث بهذا الوجه لغرض اثبات سلسلة الائمة واما الثالث فلانه روى
شيئاً يجب العمل به على سائر المكلفين وهو الايمان بان الايمان مركب من هذه الامور الثلثة وهو متفرد
في هذا القول لان اهل السنة والجماعة كلهم مجمعون على خلافه لان الايمان عندهم هو التصديق والاقرار
شرط له في الاحكام الدنيوية وهذه الامور الثلاثة غير معتبرة عندهم في الايمان لا انفراداً ولا
اجتماعاً كما سنبين ان شاء الله تعالى واما الرابع فلان الوقت والحال يكذبان ما رواه لان المحدثين
الموجودين في زمنه مع كثرتهم واهتمامهم هذا الشان لم ينقلوا هذه الرواية ممن اخذها منه وقد
ذكر السيوطي في تاريخ الخلفاء كل من كانوا من المحدثين الاعلام في زمن الامام علي رضا الى زمن الحسن
العسكري وقد توفي الامام علي رضا سنة ثلث المائتين والاثنين والثالث ومن هذا الزمان كان المحدثون المتقنون
كسفيان بن عيينة والامام الشافعي وعبد الرحمن المهدي وابي داود الطيالسي وغيرهم المذكورين
في تاريخ الخلفاء واسامي من مات ايام المعتصم من الاعلام الحميدي شيخ البخاري وابو نعيم وغيرهما و
من مات في خلافة الواثق بالله المسدد وخلف بن هشام والبويطي صاحب الشافعي والاخرون و
في خلافة المتوكل ابو ثور والامام احمد حنبل واخرون وفي ايام المعتز السري السقطي والعتبي و
هرون بن سعيد وفي ايام المعتمد البخاري ومسلم والترمذي وابن ماجة والمزني وغيرهم وقد
توفي الامام الحسن العسكري في ايام المعتمد كذا في تاريخ الخلفاء فهؤلاء الاكابر كانوا في هذا الزمان
من اجلة المحدثين ومع ذلك لم ياخذ وهذه الرواية فالوقت والحال مكذبان لها لا
محالة واما الخامس فلان هذه الرواية مما يكذبه العقل والنقل لان الايمان هو الاذعان والقبول
ومحله القلب والقول والعمل كلاهما من الجوارح فلا دخل فيهما للقلب والمعرفة وان كانت من
القلب لكنها تحصل اضطراراً للكفار ايضاً يعرفون الدين والرسول كالمومنين لكنهم ليسوا بمؤمنين
كالمومنين كما قال الله تعالى يعرفونه كما يعرفون ابناءهم وقال الله تعالى واذا قيل لهم امنوا كما امن
الناس قالوا انؤمن كما امن السفهاء مع ان المعرفة كانت حاصلة لهم فلما سلبهم التصديق احالوه
السفاهة وايضاً كون المعرفة والقول والعمل من الايمان مخالف للآيات والاحاديث المتواترة معنى الواردة
في باب الايمان كالحديث الاتي المذكور وغيره ولهذا اجمع اهل السنة على ان الايمان هو التصديق لا غير قال
العلامة التفتازاني في شرح العقائد في صفحه (٦٢) الايمان في اللغة التصديق اي اذعان حكم المخبر وقبوله
وجعله صادقاً انتهى وقال فيه ايضاً في صفحه (٦٢) واذا عرفت حقيقة معنى التصديق ان الايمان في الشرع
بما جاء به الرسول من عند الله تعالى اي تصديق النبي عم بالقلب في جميع ما علم بضرورة مجيئه

بلاذری کے ہمعصر تھے انہون نے باوجود اپنی کثرت اور امر حدیث کے اہتمام کی اس حدیث کو بلاذری کے مروک
عنہ سے نقل نہین کیا ہے اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ذکر کیا ہے جتنے اشخاص کہ محدثین اعلام مین سے
امام علی رضا سے حسن عسکری کے زمانہ تک موجود تھے اور امام علی رضا کی وفات ۲۰۲ھ یا ۲۰۳ھ مین ہوئی ہے
اور اس زمانہ سے حسن عسکری کے زمان وفات تک کہ جو مامون کی خلافت کا زمانہ ہے اجلہ محدثین مثل سفیان بن
عیینہ و امام شافعی و عبد الرحمن مہدی و ابو داود و طیالسی وغیرہ جنکا ذکر تاریخ الخلفا مین مبسوط ہے موجود تھے اور ان
محدثین کے نام کہ جنکی وفات معتصم باللہ کے زمانہ مین ہوئی ہے حمیدی شیخ بخاری و ابو نعیم وغیرہ ہین اور جن
محدثین کی وفات واثق باللہ کی خلافت مین ہوئی ہے مسدد و خلف بن ہشام و بویطی صاحب امام شافعی اور
دیگر محدثین ہین اور متوکل کی خلافت کے محدثین ابو ثور و امام احمد حنبل و دیگر اشخاص ہین اور معتز کی خلافت کے
محدثین سری سقطی و عتبی و ہارون بن سعید ہین اور معتمد کے زمانہ مین بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و مزنی وغیرہ
تھے اور اسی زمانہ مین امام حسن عسکری نے وفات پائی ہے جیسا کہ تاریخ الخلفا مین مذکور ہے پس اس زمانہ
مین اجلہ محدثین سے یہ اکابر موجود تھے اور باوجود اس کے بلاذری کی حدیث کو انہون نے اخذ نہین کیا پس
لامحالہ وقت و حال دونون اوس کے مکذب ہین اور پانچوین وجہ کا ثبوت اس لئے ہے کہ عقل و نقل اس
روایت کو جھٹلاتی ہین اس لئے کہ ایمان صرف اذعان و قبول کا نام ہے اور اس کا محل قلب ہے اور قول
و عمل دونون جوارح کے فعل ہین اون مین قلب کو کچھ دخل نہین ہے اور معرفت اگرچہ قلب سے ہوتی ہے
لیکن اوس کا وجود بے اختیار ہوجاتا ہے اور کفار کو بھی دین و رسول کی معرفت حاصل تھی لیکن اون کو
مومنون کی طرح تصدیق نہ تھی جیسا کہ حق تعالے فرمایا ہے پہچانتے ہین اوسکو جیسا کہ پہچانتے ہین اپنی
اولاد کو اور نیز فرمایا ہے کہ جبکہ اون سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اور لوگ لائے ہین تو کہتے ہین کیا ہم
بیوقوفون کی طرح ایمان لائین اور معرفت تو کفار کو حاصل ہی تھی پھر جب اون سے تصدیق کا مطالبہ کیا
گیا تو اوسکو انہون نے بیوقوفی قرار دیا اور نیز معرفت و قول و عمل کا جزو ایمان ہونا مخالف ہے آیات و احادیث کے
جو معنی متواتر ہین اور ایمان کے باب مین وارد ہین جیسے کہ حدیث الٰہی مذکور وغیرہ اور اسیوجہ سے اہل سنت کا اجماع ہوگیا
ہے اس پر کہ ایمان صرف تصدیق ہے عبارت علامہ تفتازانی نے شرح عقاید کے صفحہ (۶۲) مین کہا ہے
کہ ایمان لغت مین تصدیق ہے یعنی اعتقاد مخبر کے حکم کا اور قبول کرنا اوس کو اور صادق قرار دینا انتہی
اور نیز اوسکے صفحہ (۶۷) مین کہا ہے اور جبکہ تجھکو معنی تصدیق کی حقیقت معلوم ہوگئی پس جان تو کہ ایمان

به من عند الله تعالى اجمالا فانه كاف في الخروج عن عهدة الايمان ولا ينحط درجته عن
الايمان التفصيلي انتهى وقال فيه ايضا في صفحه (٧٨) وذهب جمهور المحققين الى انه هو التصديق
بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحكام في الدنيا لما ان التصديق القلب امر باطن لا
بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مومن عند الله وان لم يكن مومنا في
احكام الدنيا انتهى وقال فيه ايضا وايضا الاجماع منعقد على ايمان من صدق بقلبه وقصد الاقرار
باللسان ومنعه منه مانع من خرس ونحوه انتهى واما السادس فلان هذه الرواية مخبرة
عن حقيقة الايمان وهو من الامور الضرورية التي لا بد منها للمسلم بل هو اولها واجلها
لان مدار النجاة في الآخرة والتكاليف بالامور الشرعية الفرعية عليه فلو كانت
هذا هو حقيقة الايمان لما انعقد على خلافه اجماع اهل السنة وصار متواترا بين
اخبار الامة فعلم كذب هذا الحديث ووضعه من الطريق الاتم وايضا ظهر
ما قال المصنف في صفحة (٣٢) والظاهر من هذه الاحاديث والآثار عن اهل بيت الطهارة
نحو ما ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد والاوزاعي من المذهب ان اهل البيت
ان العمل داخل في الايمان انتهى ثم نتكلم ثانيا في نفس هذه الاحاديث ونقول ان الاول
والثالث منها نص على ان المعرفة والاقرار والعمل كلها داخل في الايمان والثاني والرابع
منها نص على ان الايمان نفس التصديق لا غير والامور الثلاثة المذكورة ليست من
الايمان والحديث الاخير الذي نقله برواية الحاكم من تاريخ نيسابور عن علي رضي الله
تعالى عنه في صفحه (٣٦) هكذا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان
قول وعمل انتهى وفي سنده ايضا ابو الصلت الهروي احد المتهمين دال على ان التصديق
والمعرفة ايضا خارجان من الايمان فهذه الخمس المذكورة متعارضة ومتناقضة معنى
فاذا تعارضت تساقطت عن الاعتبار والاحتجاج بها فبطل كلما بني عليها المصنف
وآخرها اي السند مسلسل بالائمة السبعة او بالائمة العشرة وصار المصنف
كالتي نقضت غزلها وسرى به الصحفي من كشفه من الجرح والتعديل والتصحيح في
التعليل وبطل جل دعاويه المذكورة في هذا القول وسنبين بطلانها في ما يأتي

شرع میں تصدیق کرنا اون احکام کی کہ جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے طرف سے لائے ہیں یعنی سچا جاننا نبی علیہ السلام کو دل سے اون تمام امور میں جنکا منزل من اللہ ہونا بالبداہت معلوم ہے اجمالی طور پر اس لئے کہ اس قدر کافی ہے ایمان کے عہدہ سے نکلنے کے واسطے اور اس کا درجہ تفصیلی ایمان سے کم نہیں ہے انتہی اور نیز اوس کے صفحہ (۸۰) میں کہا ہے (اور جمہور محققین اسی طرف گئے ہیں کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اقرار شرط ایمان ہے اجراے احکام کے واسطے دنیا میں اس لئے کہ تصدیق قلبی ایک باطنی امر ہے کہ جس کے لئے کوئی علامت ضرور چاہئے پس جس شخص نے دل سے مان لیا اور زبان سے اقرار نکیا تو وہ شخص خدا کے نزدیک ایماندار ہے اگرچہ دنیا میں اوسکو مومن نہ جانا جائے انتہی اور نیز اوس میں کہا ہے (اور نیز اجماع منعقد ہوا اوس شخص کے مومن ہونے پر کہ جسنے اپنے دل سے مان لیا اور زبان اقرار کرنے کا ارادہ کیا پر اوسکو عرص وغیرہ اقرار کرنے سے مانع ہو گئی انتہی اور چھٹی وجہ اسلئے ثابت کہ یہہ روایت حقیقت ایمان کی مخبر ہے اور وہ ان امور ضروریہ سے ہے کہ جن کا وجود مسلمان کے لئے ضروری ہے بلکہ حقیقت ایمان کا جاننا امور ضروریہ میں اول واہم ہے اس لئے کہ مدار نجات کا آخرت میں اور مسائل شرعیہ فرعیہ کی تکلیف کا دنیا میں اسی پر ہے پس اگر قول و عمل و معرفت کا ہی مجموعہ ایمان کی حقیقت ہوتی تو اوسکے خلاف پر اہل سنت کا اجماع منعقد نہ ہوتا اور یہی مجموعہ اخبار امامت میں متواتر ہوجاتا پس اس عمدہ طریق حدیث بلاذری کا کذب و موضوع ہونا کہل گیا اور اوس کا کذب بہی معلوم ہو گیا جو کہ مصنف نے صفحہ (۱۳۲) میں کہا ہے کہ (والی ظاهر هذه الاحاديث والآثار عن اهل بيت الاطهار ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد والاوزاعي كمذهب اهل البيت ان العمل داخل في الايمان) انتہی پہر ہم دوسری مرتبہ نفس ون احادیث میں کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلی اور تیسری ان چاروں میں سے نص ہے اسپر کہ معرفت و اقرار و عمل میں سے ہر ایک ایمان میں داخل ہے اور دوسری و چوتھی حدیث ان میں سے نص ہے اس پر کہ ایمان صرف تصدیق ہی ہے اور اس اور تینوں امور مذکورہ ایمان میں داخل نہیں ہے اور ایک حدیث جسکو مصنف نے بروایت حاکم تاریخ نیشاپور سے حضرت علی سے صفحہ (۱۲۶) میں اس طرح سے نقل کیا ہے (قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان قول وعمل) انتہی دال ہے اس پر کہ تصدیق اور معرفت بہی ایمان سے خارج ہے اور اس حدیث کی سند میں بہی ابو الصلت ہروی احد المتہمین داخل ہے پس یہہ پانچوں احادیث مذکورہ اپس میں باعتبار معنی کے متعارض و متناقض ہیں پس جبکہ متناقض ہیں تو اعتبار و احتجاج کے قابل نہ رہے پس باطل ہو گیا جو کچھ مصنف نے ان حدیثوں پر بنا کیا اور اوسپر فخر کیا اور اپنی کتاب کے صفحوں کو اوس سے سیاہ کیا یعنی جرح و تعدیل و تصحیح و تعلیل اور اوسکے وجوہ پر قبول نا کردینا

من مواضعها ببيان شاف لامزيد عليه ان شاء الله تعالى قال تنبيه قال خاتم الحفاظ
جلال الدين سيوطي في اول كتابه جمع الجوامع بعد ما ذكر رموز البخاري ومسلم و
ابن حبان والحاكم في المستدرك والضياء المقدسي في المختارة وجميع ما في هذه الكتب
الخمسة صحيح فالعزو اليها معلم بالصحة سوى ما في المستدرك من المتعقب فانبه عليه
قلت ما تعقب الذهبي في تلخيص المستدرك فبعضه عندي متعقب مستدرك ولم
ينبه عليه من بعد كان في علمي فانا انبه عليه في هذه الكتب حيث اقف ان شاء الله
تعالى انتهى نقول انه ما وفا بهذا الوعد في هذا الجزء المطبوع فنثريب به نجيبه ان شاء الله
تعالى قال وكذا ما في موطأ مالك وصحيح ابن خزيمة وابي عوانة وابن السكن في المنتقى
لابن الجارود والمستخرجات فالعزو اليها معلم بالصحة ايضاً قال بعد ذكر رمز
ابي داود وما سكت عليه فهو صالح وما بين ضعفه نقلت عنه وذكر رمز الترمذي
قال وانقل كلامه على الحديث قلت وما ينبغي من الكلام على رواتهما انبه عليه
ان شاء الله تعالى ثم ذكر رمز ابن ماجه والنسائي وابي داود الطيالسي وعبد الرزاق
وسعيد بن منصور وابن ابي شيبة واحمد وابنه عبد الله وابي يعلى والطبراني
والدارقطني وابو نعيم والبيهقي قال وهذه فيها الصحيح والحسن والضعيف فابينه
غالبا قلت وحيث لم يبينه فانا ابينه حيث اقف عليه ان شاء الله تعالى قال وكل ما
كان في مسند احمد فهو مقبول فان الضعيف الذي فيه يقرب من الحسن قلت
وانا انبه عليه ان شاء الله تعالى والبحث فيه مستوفى في القول المستحسن في فخر الحسن
وذكر رموز العقيلي في الضعفاء وابن عدي في الكامل والخطيب وابن عساكر
في تاريخه قال وكل ما عزي لهؤلاء الاربعة او الحكيم الترمذي في نوادر الاصول
او الحاكم في تاريخه او الديلمي في مسند الفردوس فهو ضعيف فيستغنى بالعزو
اليها او الى بعضها عن بيان ضعفه قلت وجملة صالحة للاعتداد منها صالحة
للاحتجاج بها فانبه عليه حيث اقف ان شاء الله تعالى وقد جرى السيوطي على هذا
الاصطلاح في كتبه الدر المنثور في تفسير المأثور وسائر كتبه والناس عنه غافلون

گذر رہے ہین باطل ہوگئے اور ہم اون کا بطلان آیندہ مواقع مین بہی بیان شافی کے ساتھ جس پر زیادتی نہین ہو سکتی
ہے بیان کرینگے اگر خدا نے برتر نے چاہا ـ کہا مصنف نے (تنبیہ) کہا خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے
اپنی پہلی کتاب جمع الجوامع مین بعد اس کے کہ ذکر کیا رموز بخاری و مسلم و ابن حبان کو و رموز حاکم کو مستدرک
مین و رموز ضیاء مقدسی کو مختارہ مین (اور جو کچہ ان پانچون کتابون مین مذکور ہے صحیح ہے) پس ان کتابون
کی طرف نسبت کرنا صحت کی نشانی ہے سوائے اون حدیثون مستدرک کے جنکا تعقب کیا گیا ہے پس مین
اون کو بتادونگا (مین کہتا ہون) جن حدیثون پر ذہبی تلخیص مستدرک مین تعقب کیا ہے پس بعض تعقب ذہبی
کے میرے نزدیک تعقب کے قابل ہین اور قابل گرفت ہین اور اوس کے بعد والے اوس پر مطلع نہین ہو
پس مین ان کتابون مین جسجگہ اوس پر مطلع ہونگا اوسکو بتادونگا اگر خدا نے برتر نے چاہا انتہی ہم کہتے
ہین کہ مصنف نے اس وعدہ کو اس جزو مطبوع مین پورا نہین کیا پس جبکہ اوس کو پورا کریگا انشاء اللہ تعالی
ہم اوسکا جواب دینگے (کہا مصنف نے) اور اسی طرح جو حدیثین موطا امام مالک و صحیح ابن خزیمہ و ابی
عوانہ و ابن سکن و منتقی ابن جارود و دیگر مستخرجات مین ہین وہ بہی صحت کا نشان رکہتی ہین اور کہا سیوطی نے
ابو داود کے رموز ذکر کرنیکے بعد اور جن حدیثون پر ابو داود نے سکوت کیا ہے وہ بہی صالح احتجاج
کی ہین اور جن کا ضعف اوس نے بیان کیا ہے اوس کو مینے ابو داود سے نقل کردیا ہے اور ترمذی کی رمز
کو ذکر کیا اور کہا کہ مین اوس کا کلام جس حدیث پر ہے نقل کرونگا مین کہتا ہون کہ جو کچہ کلام ان دونون
کے روایت پر وارد ہوتا ہے مین اوسکو بتادونگا اگر خدا نے چاہا پہر سیوطی نے رموز ابن ماجہ و نسائی
و ابو داود طیالسی و عبد الرزاق و سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و احمد اور اون کے فرزند عبد اللہ کو و رموز
ابو یعلی و طبرانی و دارقطنی و ابو نعیم و بیہقی کو ذکر کرکے کہا اور ان کتابون مین صحیح و حسن و ضعیف حدیثین موجود
ہین پس اون کو غالبا بتادونگا مین کہتا ہون اور جن حدیثون کو سیوطی نے نہین بتایا مین جسجگہ اون پر واقف
ہونگا بتادونگا اگر خدا نے چاہا کہا سیوطی نے مسند احمد مین جسقدر حدیثین ہین مقبول ہین اس لیے
کہ اوسکے ضعیف حدیث بہی حسن کے قریب ہین کہتا ہون اور مین اون کو بتادونگا اگر خدا تعالی نے
چاہا اور اون کی بحث پورے طور پر ہماری کتاب (القول المستحسن فی فخر الحسن) مین مذکور ہے اور
سیوطی نے عقیلی کی رموز ضعفا مین اور ابن عدی کی رموز کامل مین اور خطیب و ابن عساکر کی رموز
اوسکی تاریخ مین ذکر کرنے کے بعد کہا اور جو حدیثین ان چارون کے طرف یا حکیم ترمذی کے نوادر

[illegible]

فليكن منك على ذكرى ولم يذكر السيوطي تهذيب الاثار لابن جرير في كتب الصحيح والظاهر
من تسمية اياه به انه عنده مهذب صحيح خلاف ما صرح انه غير صحيح قال تلميذ لابي محمد الفرغاني
وابن جرير ابتدا بتصنيف كتب تهذيب الاثار وهو من عجائب كتبه ابتدا بما رواه ابو بكر الصديق
مما صح وتكلم على كل حديث وعلله وطرقه وما فيه من الفقه واختلاف العلماء وحججهم واللغة
فتم مسند العشرة واهل البيت والموالي ومن مسند ابن عباس قطعة ومات وقال الخطيب
وله كتب تهذيب الاثار لم ار سواه في معناه انتهى وتم منه ههنا اقول بتوفيق الله تعالى
وعونه تنبيه ومما يجب ان يعلم في هذا المقام ان المصنف في كتابه هذا الذي صنفه لاثبات
اصول الدين على طبق مذهب اهل البيت ومذهب اهل السنة والجماعة قد اثبت مسئلة
الايمان بالاحاديث المروية بالطرق الواهية والاسناد المتروكة الشاذة وعدل رواتها مع
كونهم من المتهمين المجروحين عند الثقات المتقدمين من اجلة المحدثين كالامام احمد والدارقطني
والسيوطي والحاكم وغيرهم وادعى وفور علمه وعثور فهمه في مقابلتهم في علم الحديث واني اعلم
قدره في هذا الشان وفي جل العلوم لاني معاصريه ومن تلامذة استاذه ومن اهل بلده عشت
معه منذ سنين ودارسته وباحثته في زمرة الطالبين فلما رايت عجبه برايه واعتماده على نفسه
دون غيره من السالفين والخالفين مع زلة قدمه عن جادة التحقيق وزيغ قلبه في مقام
التدقيق واتباعه الباطل معرضا عن الحق الحقيق وجب علي ان انبهه وابين له ما اوقع فيه نفسه
وما ازاغه قدمه نصحا في الدين له ولسائر المسلمين وما ابرئ نفسي ان النفس لامارة
بالسوء الا ما رحم ربي ان ربي غفور رحيم قال الامام ابن حجر المكي في الزواجر الكبيرة التاسعة
عشرة الكبر والفخر والخيلاء والعجب والتيه وسياتي في باب اللباس بسطه وكذلك العلماء الذين
تهافتت عليهم سيما الصالحين يسرع اليهم الكبر لان الناس يترددون اليهم تضاعيفا بهم والمبالغة
في اكرامهم فيرون حينئذ انهم ارفع واحق بان يكون الناس دون لعلمهم ووصولهم الى صور عليهم
وما دروا ان ذلك ربما يكون سببا لسلبهم كما وقع لكثير وقال ابن مسعود الهلاك في اثنين القنوط
والعجب اي لان القانط ايس من نفع الاعمال ومن لازم ذلك تركها والمعجب يرى انه سعد
والظفر بمراده فلا يحتاج لعمل ومن ثم قال تعالى فلا تزكوا انفسكم هو اعلم بمن اتقى ومن

مسند فردوس مین منسوب ہین وہ ضعیف ہین پس اون کی نسبت کرنا اون کتابون کے کل یا بعض کیطرف
بیان ضعیف سے مستغنی ہے مین کہتا ہون کہ ان کتب کی حدیثون کا ایک معتدبہ مجموعہ کی صحت ہونیکی قابل ہے
مین اوسکو بتاؤن گا جس مقام مین کہ اوسپر اطلاع پاؤن گا اگر خدا نے چاہا اور سیوطی اپنی کتاب تفسیر
در منثور مین اور اپنی کتابون مین سے اسی اصطلاح پر چلا ہے اور لوگ اس سے غافل ہین تجکو یاد رکہنا
چاہیے اور سیوطی نے صحیح حدیث کی کتابون مین ابن جریر کی تہذیب الآثار کو ذکر نہین کیا ہے اور اس کتاب کے
نام ہی سے ظاہر ہے کہ مصنف کے نزدیک اسکی احادیث مہذب و صحیح ہین مگر اون حدیثون کے کہ جن کے
صحیح نہ ہونے پر اوس نے تصریح کردی ہے ابو محمد فرغانی کے تلمیذ نے کہا ہے کہ ابن جریر نے کتاب تہذیب الآثار
کی تصنیف سے ابتدا کی ہے اور یہ اوس کے عجیب کتابون مین سے ہے اس کی ابتدا ابو بکر صدیق کی مرویات
صحیحہ سے ہوئی ہے اور ہر حدیث پر مصنف نے کلام کیا ہے اور اسکی اور اسکے طرق کی علت بیان کی ہے اور
جو مسئلہ اوس سے نکلتا ہے اور جو کچہ اوسمین علما کا اختلاف اور اون کی حجتین ہین اور اوس کے معانی
لغویہ یہ سب امور بتائے ہین پس عشرہ مبشرہ و اہل بیت اور اون کے موالی کا ایک کامل مسند ہوگیا
ہے اور مسند ابن عباس مین سے بہی کچہ مذکور ہے اور انتقال کر گیا خطیب نے کہا ہے ابن جریر کی کتاب
تہذیب الآثار ایسی ہے کہ اوس کی صفت مین اوس کا مثل مینے نہین دیکہا ہے تمام ہوا کلام مصنف کا اور کسکی
کتاب فقہ اکبر کا مقدمہ یہان تک تمام ہوگیا مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور تائید (تنبیہ) اور منجملہ اون امور کے کہ جنکا جاننا اسمقام
مین واجب ہے ایک یہ امر ہے کہ مصنف نے اپنی اس کتاب مین کہ جسکو عقائد سنیہ مطابق اہل بیت و مذہب
اہل سنت بیان کرنے کی غرض سے تصنیف کیا ہے ایمان کا مسئلہ ایسی حدیثون سے ثابت کیا ہے کہ جو مروی
ہین واہی طریقون اور متروک و شاذ سندون سے اور اون کے راویون کی صفائی بیان کی ہے باوجودیکہ وہ ثقات
متقدمین اور اجلہ محدثین کے نزدیک متہم و مجروح ہین مثلاً امام احمد حنبل اور دارقطنی و سیوطی و حاکم وغیرہم
نے اون راویون کی خوب قلعی کہولدی ہے پر مصنف نے ان بزرگون کے مقابلہ مین علم حدیث مین اپنی وفور
علم و منقولہ فہم کا دعوے کیا ہے اور مجہکو اسکے علم مین اور دوسرے علوم عقلیہ مین مصنف کی مقدار معلوم ہے
اس لئے کہ مین مصنف کا ہمعصر ہون اور اوسکے استاد کا شاگرد ہون اس کا ہم وطن ہون برسون سے
اس کے ساتہ رہا ہون اور طالب العلمون کی جماعت مین اوس کا ہمدرس و ہمکلام رہا ہون پس جبکہ مین نے
اوسکا عجب اپنی رائے پر اور اوسکا اعتماد اپنے نفس پر نہ متقدمین و متاخرین مین سے کسی پر معائنہ

تركيبة اعتقاد انها بارة وهو معنى العجب انتهى وقال فيه ايضاً وللعجب آفات كثيرة منها انه يدعو الى
الكبر عينه كما مر فتكون آفات الكبر آفات العجب لانه الاصل وهذا مع العباد والعجب غرته نفسه بربه
فأمن مكره وعقابه وعد نفسه ان له على الله حقاً بعمله فزكى واعجب برايه وعقله وعلمه
حتى استبد بذلك ولم تطمئن نفسه ان يرجع لغيره في علم ولا عمل فلا يسمع نصحاً ولا وعظاً
لنظره الغير بعين الاحتقار وقد علم مما تقرر الفرق بين الكبر والعجب وايضاً ان الكبر اما باطن وهو
خلق في النفس واسم الكبر بهذا احق واما ظاهر وهو اعمال تصدر من الجوارح وهي ثمرات
ذلك الخلق وعند ظهورها يقال له تكبر وعند عدمها يقال في نفسه كبر وقد اخبر صلى الله
عليه وسلم ان هذا يغلب في اخر هذه الامة اذ جميع اهل البدع والضلال انما اصروا عليها
لعجبهم بارائهم الفاسدة وبذلك هلكت الامم السابقة لما افترقوا فرقاً واعجب كل برائه كل
حزب بما لديهم فرحون انتهى وقال فيه ايضاً ومن ثم جعل صلى الله عليه وسلم من علامة
الكبر بطر الحق اي رده وغمط الناس اي احتقارهم وازدرائهم ثم الحامل على التكبر هو اعتقاد كمال
تميزه على الغير بعلم او عمل او نسب او مال او جاه او قوة او كثرة اتباع فالتكبر اسرع الى العلماء
الذين لم يمنحوا نور التوفيق منه الى غيرهم لان الواحد منهم يرى غيره بالنسبة اليه كالبهيمة
في قصر في حقوقه التي طلبها الشارع منه كالسلام والعيادة والبشر ويطالب منه ان لا يخل
بشيء من حقوقه لمحبته الترفع عليه وفاعل ذلك اجهل الجاهلين لانه جهل مقدار نفسه وربه
وخطر الخاتمة وعكس الموضوع اذ من شان العلم ان يوجب مزيد الخوف والتواضع لعظم حجة
الله عليه بالعلم وتقصيره في شكر نعمته لكن سبب ذلك ان علمه اما يرجع الى الدنيا او لانه
لم يخلص النية فيه فخاض فيه على غير وجهه فانتج له تلك النتائج انتهى بقدر الحاجة وفيه
الكفاية لطالب الهداية ومن شاء الزيادة بادر الى الزواجر بحسن النية والارادة والله ولي
العصمة ومنه الوقاية عن القواسير هذا بيان ما اوقع فيه نفسه واما بيان ما ازل عنه قدمه
فتفصيله سياتي في ردكتابه بكمال البسط والتكميل وههنا نذكر نبذة منه على حسب ما يقتضيه
كلامه في هذا المقام فنقول ان المصنف قد عد نفسه من المحدثين ومن اجلة المحدثين ومن اصحب
الجرح والتعديل ومن ارباب الارشاد والتكميل فلذا اشتغل في كل باب منها اكابر رجاله في الفقه

کیا باآنکہ اوس کا قدم جادہ تحقیق سے لغزش کر گیا اور مقام تدقیق مین اوس کا قلب کج ہوگیا اور باطل کا پیرو و
حق حقیق سے منحرف ہوگیا تو مجھپر واجب ہوگیا کہ اوس کو ہوشیار کردون اور جن مواقع مین اوسنے اپنے نفس کو گرایا
اور اپنے قدم کو ڈگمگایا اوس کے اور تمام مسلمانون کی خیرخواہی کی غرض سے اون مواقع کو بیان کردون اور
مین اپنے نفس کو خطا سے بری نہین کرتا ہون بیشک نفس بدی کا حکم کرنیوالا ہے مگر جسپر میرے رب نے رحم کیا
کیونکہ میرا رب مغفرت و رحم کرنیوالا ہے امام ابن حجر مکی نے زواجر مین لکہا ہے کہ (۱۹) اونیسوان کبیرہ کبر اور فخر اور خیلا
و عجب اور اترانا ہے اور اوس کا بیان خوب بسط کے ساتھ باب اللباس مین عنقریب آنے والا ہے اور اسیطرح
پر وہ علما کہ جن سے صالحین کے آثار نمایان ہے اون کے طرف کبر بہت جلد جاتا ہے اسوجہ سے کہ لوگون کو اپنے
قضاے حوائج کے لیے اون کے پاس آمد و رفت کرنی ہوتی ہے اور اون کی تعظیم مین مبالغہ کرتے ہین تو اونکو
اوسوقت گمان ہوتا ہے کہ ہمین سب سے بلند ہین اور مستحق ہین اس کے کہ اور لوگ ہمارے تحت حکم رہین یہ خیال
اون کو اسوجہ سے پیدا ہوا کہ اور لوگ اون کے اعمال ظاہری تک نہین پہنچے ہین اور یہ نہ سمجھے کہ یہ خیال سبا اوقات
اون کے سلب کمال کا سبب ہوجائے گا جیسا کہ بہت سے علما کے حق مین واقع ہوا ہے اور ابن مسعود نے فرمایا
ہے ہلاکی دو مین ہے ناامیدی و خودپسندی اس لئے کہ ناامید اعمال کے نفع کی امید نہین رکہتا ہے اور جس کو یہ
یہ خیال لازم ہوجائے اعمال کو ترک کردیتا ہے اور خودپسند خیال کرتا ہے کہ مین نیک بخت ہون اور اپنی مراد کو پہنچ گیا
ہون اسوجہ سے عمل کا محتاج نہین رہتا ہے اور یہین سے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ تم اپنے نفسون کو پاکیزہ مت سمجھو
خدا ہی کو خوب معلوم ہے جو شخص کہ متقی ہے اور پاکیزہ سمجھنے ہی سے یہ خیال ہوتا ہے کہ میرا نفس نیک ہے اور یہی
معنی ہین خودپسندی کے اور نیز زواجر مین کہا ہے اور عجب کے آفات بہت ہین منجملہ اون کے پیدا ہونا کبر کا ہے عجب کے
سبب جیسا کہ گذرا اس لیے کہ کبر کے آفات ہی عجب کے آفات ہین اس لیے کہ عجب ہی تو کبر کی اصل ہے یہ تو بندون کے تئین صاحب عجب کا
حال ہے اور پروردگار کے ساتھ ہی صاحب عجب کو اوس کے نفس نے دہوکا دیا ہے اس لیے کہ اوس کے مکر و عذاب
سے بیخوف ہوگیا ہے اور سمجھ لیا ہے کہ میرا اللہ پر حق ہوگیا ہے بسبب عمل کرنے کے پس نفس کو پاکیزہ سمجھ لیا
اور اپنی راے و عقل و علم کو عجب کمان کیا یہان تک کہ اوس پر استقلال کر لیا اور اوس کا نفس غیر کیطرف
علم و عمل مین رجوع کرنے پر راضی نہین ہے پس نصیحت سنتا ہے نہ وعظ اپنے غیر کو حقارت کی آنکھ سے دیکھنے کے
سبب سے اور بیان مذکور سے کبر و عجب مین فرق معلوم ہوگیا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ کبر یا ایک باطنی حالت
ہے اور وہ نفس کی عادات اور لفظ کبر اسی پر زیادہ چسپان ہی ہے یا ظاہری حالات اور وہ اعمال ظاہری ہین

قابل الفقها الاربعه وفي الحديث قابل ابن حجر المكي والسيوطي والحاكم واحمد بن حنبل والذهبي
وغيرهم من اجلة هذا الفن وفي اصول الحديث قابل اكابره وفي التصوف والمعرفة قابل الشيخ
محي الدين بن العربي والقشيري وغيرهما من كبراء هذا الفن وهذا القول الذي ذكره لعنوان
التنبيه في اخر مقدمة هذا الكتب يشير الى صقا بله المحدثين واصحاب الجرح والتعديل ومن
مقتضاها ان يهون بعض ما وثقوه ويقوي ما ضعفوه فلهذا اجرحه اولا على تعقبات الذهبي
في تلخيص المستدرك التي سلمها السيوطي وغيره من المحققين في هذا الشان وقال قلت ما
تعقب الذهبي في تلخيص المستدرك فبعضه عندي متعقب مستدرك اقول بتوفيق الله تعالى
وعونه وجه مخالفته للذهبي في بعض ما تعقبه في المستدرك انه رأى ذلك البعض موافقا
لمذهبه في تفضيل علي رضي الله عنه على عثمان رضي الله عنه ولهذا ترك ذكر عثمان رضي الله عنه
في هذا الكتاب والحاكم صاحب المستدرك ايضا كان يرى ذلك وقال مولانا شاه عبد العزيز
في بستان المحدثين صفحه (۲۲۲) لیکن خطیب بغدادی در حال او نوشته است کان
الحاكم ثقة وكان يميل الى التشيع بعضی از علما گفته اند که معنی تشیع او نسبت به وی قائل بود
بتفضیل حضرت علی بر حضرت عثمان که مذهب جمیع از اسلاف هم بود والله اعلم و چون بسیار
از احادیث مستدرک او حکم بصحت آنها نموده مثل احادیث صحیحین انگاشته علماء
او را تخطیه کرده اند و برو انکار نموده از انجمله است حدیث الطیر که در مناقب حضرت
مرتضی علی مشهور و معروف است ولهذا ذهبی گفته است که حلال نیست کسی را که بر
تصحیح حاکم غره شود تا وقتیکه تعقبات و تلخیصات مرا نه بیند و نیز گفته است احادیث
بسیار است در مستدرک که بر شرط صحت نیست بلکه بعضی از احادیث موضوعه نیز هست که
تمام مستدرک بانها معیوب گشته انتهى وهذا احما يقوي بعض ما ضعفوه ثم خرج على السيوطي بعدما ذكر قوله هكذا قال
قال وكل ما عزي لهؤلاء الاربعة او الحكيم الترمذي في نوادر الاصول او الحاكم في تاريخه
والديلمي في مسند الفردوس فهو ضعيف فيستغني بالعزو اليها او الى بعضها عن بيان
ضعفه قلت وجملته صالحة للاعتداد ومنها صالحة للاحتجاج بها فانه عليه حيث
اقف ان شاء الله تعالى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه وجه مخالفته للسيوطي في هذا القول

کہ ظاہر اعضا سے صادر ہوتی ہین اور اسی کبر باطنی کے ثمرات ہین جب یہہ اعمال ظاہر ہوتی ہین تو اوسکو کہا جاتا ہی کہ فلان نے
تکبر کیا اور انکی نظاہر تکبر وقت کہا جاتا ہی کہ اوسکے نفس مین کبر ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ کبر غالب ہوجائے کا اس
امت کے پچھلون مین) اسوجہ سے کہ تمام بدعت و گمراہی والے اپنی بدعات پر جو مصر ہوئے تو صرف اپنی
آرا سے فاسدہ کو اچھا جانکر اور اسی صفت کے سبب پہلی امتین ہلاک ہوگئین کیونکہ وے فرقہ فرقہ ہوگئے اور
ہر ایک نے اپنی راے کو پسند کیا ہر گروہ اپنے خیالات پر خوش ہے انتہی اور نیز زواجر مین لکہا ہے اور اسی وجہ سے
نبی صلعم نے کبر کی علامت قرار دیا ہو حق کو رد کرنا اور لوگون کو حقیر جاننا اور عیب لگانا پہر تکبر کا باعث اپنے کمال امتیاز کا اعتقاد
ہی غیر پر علم یا عمل یا نسب یا مال یا جاہ یا قوت یا کثرت اتباع مین پس تکبر جلدی آجاتا ہے ایسے عالمون کو جنہون نے نہین عطا کئی گئی نور
خدا کو بنسبت غیر اونکی کو اس لئے کہ اون مین کا ہر ایک اپنی نسبت غیر کو چارپایون کی طرح سمجہتا ہے پس غیر کے حقوق مین
کہ جن کا شارع نے اوس سے مطالبہ کیا ہے جیسے سلام کرنا بیمار پرسی و خندہ روئی کمی کرتا ہے اور غیر سے چاہتا
کہ غیر حقوق مین ذرہ برابر کمی نکرے اپنی ترفع کو دوست رکھنے کی وجہ سے اور ایسا شخص جاہلون سے زیادہ
جاہل ہے اس لئے کہ وہ اپنے نفس اور اپنے رب کی مقدار سے انجان ہے اور خاتمہ کے اندیشہ سے ناواقف ہے
اور معاملہ برعکس ہوجانے سے غافل ہے اس لئے کہ علم کی شان سے زیادہ ہونا خوف و تواضع کا کیونکہ علم کی وجہ
اسکی حجت اوس پر تمام ہوگئی اور نعمت پروردگار کے شکر مین اوس سے تقصیر ظاہر ہوگئی لیکن اوس کا سبب یہی معلوم
ہوتا ہے کہ یا تو اوس کا علم دنیاوی حاجت کے لئے حاصل ہوا ہے یا یہ کہ اوس نے تحصیل علم کیوقت نیت کو خالص نہین
کیا تہا پس علم کو بطور حاصل کیا الہ جسکی وجہ سے یہہ نتایج پیدا ہوگئے تمام ہوا کلام ابن حجر کا بقدر حاجت اور طالب ہدایت
کے لئے اسی قدر مین کفایت ہوسکتی ہے اور جو شخص زیادہ کا خواہان ہے تو حسن نیت و ارادہ کے ساتہہ زواجر کیطرف
سبقت کرے اور خدا ہی مالک ہی حفاظت کا اور اوس کے طرف سے بچاؤ گمراہی سے یہہ بیان ہے اوس موقع کا کہ
جس مین مصنف نے اپنی نفس کو گرادیا اور لیکن بیان اوس محل کا کہ جس سے مصنف نے اپنا قدم ڈگادیا تو اوسکی تفصیل
کمال بسط و تکمیل کے ساتہہ اوس کی کتاب کے رد مین عنقریب آنیوالی ہے اور یہان بہی ہم اوسمین سے تہوڑا سا بیان کردیتے
ہین کہ جس قدر کو مصنف کا کلام اسمقام مین مقتضی ہے پس ہم کہتے ہین کہ مصنف نے اپنی نفس کو شمار کیا ہے مجددین
مین اور راہ محدثین مین اور اصحاب جرح و تعدیل و ارباب ارشاد و تکمیل مین پس اسی وجہ سے فنون مذکورۂ بالا مین
ہر ایک کے باب مین اکابر رجال سے مقابلہ کیا ہی پس فقہ مین مقابلہ کیا ہے فقہاء اربعہ سے اور حدیث مین مقابلہ کیا
ہے ابن حجر مکی و سیوطی و حاکم و احمد بن حنبل و ذہبی وغیرہ اس فن کے اجلہ سے اور اصول حدیث مین اوس کے اکابر سے مقابلہ

انه رای مادة الادلة مذهبه فی هذا الکتب فارادتزکیتها ولا یحتج باحادیثها الضعاف فی مقام یراکمناسبا له ثانیا فنقول فی جوابه ان الاحتجاج باخبار الاحاد لاثبات العقائد الدینیة مخالفة لما علیه الطائفتان من اهل السنة والشیعة قال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم فی باب صحة الاحتجاج بالحدیث المعنعن قال العلماء الخبر ضربان متواتر واحاد فالمتواتر ما نقله عدد لا یمکن تواطئهم علی الکذب ویستوی طرفاه والوسطه ویخبرون عن حسی لا مظنون و یحصل العلم بقولهم واما خبر الواحد فهو ما لم یوجد فیه شروط المتواتر سواء کان الراوی له واحدا او اکثر واختلف فی حکمه فالذی علیه جماهیر المسلمین من الصحابة والتابعین فمن بعدهم من المحدثین والفقهاء واصحب الاصول ان خبر الواحد الثقة حجة من حجج الشرع یلزم العمل ویفید الظن ولا یفید العلم انتهی وقال صاحب الکنز فی منار الاصول الاول فرض وهو ما ثبت بدلیل لا شبهة فیه کالایمان والارکان الاربعة وحکمه اللزوم علما وتصدیقا بالقلب وعملا بالبدن حتی یکفر جاهده ویفسق تارکه بلا عذر والثانی واجب وهو ما ثبت بدلیل فیه شبهة کصدقة الفطر والاضحیة وحکمه اللزوم عملا لا علما حتی لا یکفر جاحده انتهی وقال ابن خلدون فی مقدمة تاریخه ولا یرجع الی تعدیل الرواة حتی یعلم ان ذلک الخبر فی نفسه ممکن او ممتنع واما اذا کان مستحیلا فلا فائدة للنظر فی التعدیل والتجریح انتهی هذا ما نصه المحققون من اهل السنة فی هذا الباب واما اقوال الامامیه فمنها ما ذکره فی آیات البینات فی صفحه (١١٣) هکذا اجاب مولنا سید محمد مجتهد صاحب حبیبه یہ ہیں فرماتے ہیں کہ متکلمین ومجتہدین امامیہ اصول دین میں دلائل قطعیہ پر اعتماد کرتے ہیں اہ پس انتہی وقال فیه ایضا فی صفحه (١٠٩) هکذا اجاب مولانا دلدار علی صاحب نے صوارم میں متعلق اخبار احاد کے اپنے مذہب کا یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ فرقہ حقہ امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ اصول اور اعتقادات میں یقین حاصل کرتے ہیں اور ظن اور تقلید کو اصول دین میں جائز نہیں رکھتے انتہی فما ذهب الیه المصنف فی هذا الکتب من الاحتجاج بالاحاد لاثبات الاصول الدینیه والعقائد الشرعیه مردود عند الطائفتین وغیر مرضی لاحد منهما ثم قال وقد جری السیوطی علی هذا الاصطلاح فی کتابه الدر المنثور فی تفسیر الماثور وسائر کتبه والناس عنه غافلون فلیکن

کیا اور تصوف و معرفت مین شیخ محی الدین بن العربی و قشیری وغیرہ اس فن کے کبرا سے مقابلہ کیا ہے اور یہ قول کہ جسکو مصنف نے تنبیہ کے عنوان سے مقدمۂ فقہ اکبر کے آخر مین ذکر کیا ہے محدثین و اصحاب جرح و تعدیل سے مقابلہ کرنیکی طرف اشارہ کرتا ہے اور مقابلہ کے لوازم سے ہے یہ کہ ضعیف کرے بعض اون امور کو کہ جنکو اونہون نے قوی کیا اور قوی کرے بعض اون امور کو کہ جنکو اونہون نے ضعیف کیا پس اسیوجہ سے پہلے تعقبات ذہبی پر کہ جنکو ذہبی نے تلخیص المستدرک مین ذکر کیا ہے اور سیوطی وغیرہ اس فن کے محققین نے اون کو مان لیا ہے جرح کی اور کہا کہ مین کہتا ہون تلخیص مستدرک مین جو ذہبی نے تعقبات کئے ہین پس بعض اونکے میرے نزدیک قابل تعقب و مستدرک ہین آخر تک) مین کہتا ہون خدا کے تعالی کی توفیق و مدد سے مصنف نے جو بعض تعقبات ذہبی سے مخالفت کی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوس بعض کو مصنف نے اپنے مذہب کے موافق دیکھا حضرت علیؓ کو فضیلت دینے مین عثمان غنیؓ پر اور اسی سبب سے حضرت عثمانؓ کا ذکر اس کتاب مین نہین کیا اور حاکم صاحب مستدرک کا عقیدہ بھی ایسا ہی تھا چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز نے بستان المحدثین کے صفحہ ۷۴ مین فرمایا ہے لیکن خطیب بغدادی نے حاکم کے حال مین لکھا ہے کہ حاکم ثقہ تھا اور کسیقدر شیعیت کی طرف میل رکھتا تھا بعض علما نے کہا ہے کہ تشیع حاکم کے معنے یہ ہین کہ وہ قائل تھا حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دینے کا کہ یہ مذہب ایک جماعت کا متقدمین مین سے بھی رہا ہے اور خدا دانا تر ہے اور مستدرک کی بہت سی حدیثین کہ حاکم نے اون کو مثل احادیث صحیحین گمان کیا ہے جلیل القدر علما کے نزدیک حاکم نے اون مین خطا کی ہے اور وہ حدیثین منکر ہین منجملہ اون کے ایک حدیث الطیر ہے کہ حضرت علیؓ کے مناقب مین مشہور و معروف ہے اور اسیوجہ سے ذہبی نے کہا ہے کہ کسیکو حلال نہین ہے یہ کہ حاکم کی تصحیح پر غرہ ہو جاوے جبتک کہ میرے تعقبات والحاقات کو نہ دیکھلے اور یہ بھی کہا ہے کہ مستدرک کی بہت سی حدیثین صحت کی شرط پر نہین ہین بلکہ بعض حدیثین موضوع بھی اوسمین ہین جنکی وجہ سے تمام مستدرک عیب وار ہو گئی ہے انتہی۔ اسکے بعد مصنف نے سیوطی پر جرح کی بعد ذکر کرنے قول سیوطی کے اسطرح پر (قال وکل ما عزی لہؤلاء الاربعۃ او الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول او الحاکم فی تاریخہ او الدیلمی فی مسند الفردوس فہو ضعیف فیستغنی بالعزو الیہا او الی بعضہا عن بیان ضعفہ قلت وجملۃ صالحۃ للاعتداد منہا صالحۃ للاحتجاج بہا فانبہ علیہ حیث اقف انشاء اللہ تعالی) مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس قول مین سیوطی کی مخالفت اسوجہ سے کی ہے کہ ان کتابون مین مصنف کو اپنے مذہب کی ادلہ کا مادہ نظر آیا پس پہلے اون کی صفائی بیان کرنیکا ارادہ کیا تا جس مقام کے مناسب اونکی ضعیف حدیثون سے استدلال کا موقع معلوم ہو تو وہان اون سے حجت لاسکے پس ہم اسکے جواب مین کہتے ہین

مناشٍ على ذكري اقول ومن الله التوفيق هذا منه افتراء عظيم على السيوطي وما
نسبه على الناس من غفلتهم عن هذا الاصطلاح منسوب اليه والناس بفضل الله
تعالى بريئون عنه كيف وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم يد الله على الجماعة وعليكم
بالجماعة فمن شذ شذ في النار والامام السيوطي رح في هذا الشأن موافق للجمهور وما
اخترع اصطلاحا مخالفا لهم لا في تفسيره الدر المنثور ولا في سائر كتبه بل جعل
لها مراتب ومنازل بين غرضها فيها كما صرح به في التحفة حيث قال بايد دانست
كه قاعده مقرره اهل سنت است كه حديثي را كه بعضي ائمه فن حديث در
كتابي روايت كنند وصحت ما في الكتاب را التزام نكرده باشند مثل بخاري
ومسلم وبقيه اصحاب صحاح ولصحت آن حديث بالخصوص صاحب آن كتاب
يا غير او از محدثين اهل سنت كه در طبقه متاخر پيدا شده اند نيست زيرا
كه جماعه از محدثين اهل سنت كه در طبقه متاخر پيدا شده اند مثل ديلمي
وخطيب وابن عساكر چون ديدند كه احاديث صحاح وحسان را متقدمين
مضبوط كرده رفته وجائي سعي دران نمانده مائل شدند بجمع احاديث
ضعيفه وموضوعه ومقلوبة الاسانيد والمتون تا بطريق بياض بيكجا فراهم
آورده نظر ثاني كنند وموضوعات را از حسان لغيرها ممتاز سازند بسبب
قلت فرصت وكوتاهي عمر خود انها را اين مهم سرانجام نشد اما متاخرين كه از
ايشان بعد نرسيده اند امتياز كردند ابن الجوزي موضوعات را جدا
ساخت وسخاوي حسان لغيرها را در مقاصد حسنه علحده نوشت وسيوطي
در تفسير در منثور پرداخت وخود ان جمع كنندگان در مقدمات كتب
خود اين غرض را واشگاف گفته اند با وجود علم بحال ان كتب كه بتصريح
مصنفين انها دريافته باشيم احتجاج بان حديث چگونه روا باشد انتهى
ولهذا اجمع السيوطي رح مروياته المتواترة علحدة في كتابه الفوائد المتكاثرة
في الاخبار المتواترة ثم لخص منه رسالة وجيزة سماها بالازهار المتناثرة في الاخبار

کہ اخبار احاد سے حجت لانا عقائد دینیہ کے اثبات کیلئے سُنّی وشیعہ دونون گروہ کے مخالف ہے چنانچہ امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین حدیث معنعن سے حجت لانیکی صحت کے بیان مین کہا ہے (کہا علما نے کہ حدیث کی دو قسم ہین متواتر و خبر واحد پس متواتر وہ حدیث ہے کہ جسکو نقل کرنیوالے اتنے ثقہ لوگ ہون کہ جنکا جھوٹ پر اتفاق کرنا غیر ممکن ہو اور اوسکے دونون کنارے اور بیچ مین برابر یہی صفت پائی جاوے اور مضمون اونکی صفت کا امر محسوس ہو نہ ظنی وخیالی اور اونکے قول سے یقین حاصل ہوجاوے۔ اور خبر واحد وہ ہے کہ اوسمین متواتر کی شرطین نپائی جاوین خواہ اوسکا راوی ایک ہو یا زیادہ اور اوسکے حکم مین علماء کا اختلاف ہے پس جمہور اہل اسلام یعنے صحابہ و تابعین اور اونکے بعد والے محدثین و فقہاء و اصولین کی رائے قایم ہے یہ ہے کہ ایک شخص معتبر کی خبر شرعی حجتون مین سے ایک حجت ہے کہ جسپر عمل کرنا واجب ہوجاتا ہے اور مفید ظن ہوتی ہے مفید یقین نہین ہوتی ہے۔ انتہی۔ اور صاحب کنز نے منار الاصول مین کہا ہے (اور قسم اول فرض ہے اور فرض وہ حکم ہے کہ جسکا ثبوت قطعی دلیل سے ہو جیسا کہ ایمان اور چارون ارکان اور فرض کا حکم لازم ہوجاتا ہے دل سے ماننے اور یقین کرنے اور بدن سے اوسپر عمل کرنیکی روسے یہانتک کہ اوسکا منکر کافر ہوجاتا ہے اور اوسکا تارک بلا عذر فاسق ہوجاتا ہے اور دوسری قسم واجب ہے اور واجب ایسا حکم شرعی ہے کہ جسکا ثبوت دلیل ظنی سے ہو جیسے صدقۂ فطر و قربانی اور اوسکا حکم لازم ہوتا ہے باعتبار عمل کے نہ کہ باعتبار یقین کے یہانتک کہ اوسکا منکر کافر نہین ہوتا ہے۔ انتہی اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ مین کہا ہے اور راویونکی صفائی کی طرف رجوع نہ کیا جاوے جبتک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خبر فی نفسہ ممکن ہے یا ممتنع ہے اسلئے کہ جب خبر ممتنع ہو تو صفائی وجرح رواۃ مین نظر کرنا بے سود ہی انتہی یہ وہ قاعدہ ہے کہ جسکے محققین اہل سنت نے اسباب مین تصریح فرمائی ہے ولیکن شیعون کے اقوال پس منجملہ اونکے ایکیہ قول ہے کہ جسکو آیات بینات کے صفحہ ۱۱۳ مین اسطرح بیان کیا ہے جناب مولنا سید محمد مجتہد نے ضربت حیدریہ مین فرماتے ہین کہ متکلمین و مجتہدین امامیہ اصول دین مین دلائل قطعیہ پر اعتماد کرتے ہین اور بس انتہی۔ اور نیز اوسکے صفحہ ۱۰۹ مین اسطرح بیان کیا ہے کہ جناب مولنا دلدار علی صاحب نے صوارم مین متعلق اخبار و احادیث کے اپنے مذہب کا یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ فرقۂ محقہ امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ اصول اور اعتقادات مین یقین حاصل کرتے ہین اور ظن اور تقلید کو اصول دین مین جایز نہین رکھتے انتہی۔ پس چونکہ مصنف نے اس کتاب مین اخبار احاد سے اصول دینیہ و عقائد شرعیہ کا اثبات اختیار کیا ہے دونون گروہ سنی و شیعہ کے نزدیک مردود ہے اور ان دونون مین سے کسیکے نزدیک پسندیدہ نہین ہے

پھر کہا مصنف نے (وقد جری السیوطی علی ہذا الاصطلاح فی کتابہ الدر المنثور

المتواترة وقال في ديباجتها وبعد فاني جمعت كتابا سميته الفوائد المتكاثرة
في اخبار المتواترة اوردت فيه ما رواه من الصحابة عشرة فصاعدا
مستوعبا طرق كل حديث والفاظه فجاء كتابا حافلا لم اسبق الى مثله
الا انه لكثرة ما فيه من الاسانيد انما رغب فيه من له عناية بعلم الحديث
واهتمام بالرجال وقليل ما هم فرايت تجريد مقاصده في هذه الكراسة ليعم
نفعه بان اذكر الحديث وعدة من رواه من الصحابة مقرونا بالعزو
الى من خرجه من الائمة المشهورين وفي ذلك مقنع للمستفيدين وسميته
الازهار المتناثرة في اخبار المتواترة ورتبته على الابواب كاصله انتهى
ثم اخذ السيوطي لعدم ذكره تهذيب الآثار لابن جرير في كتب الصحيح
بان الظاهر من تسمية ابن جرير هذا الكتاب بتهذيب الآثار انه مهذب
صحيح عنده واستشهد على صحته بقولين احدهما قول تلميذ ابي محمد الفرغاني
وثانيهما قول الخطيب واشار الى ما فيه بالاجمال بحيث يعلم منه انه مشتمل
على علوم اهل البيت فحصل ما هو بصدده من جمع علومهم بذلك الكتاب
ايضا ولا يخفى على الماهرين الكاملين بهذا القدر من البيان لا يتم ما عناه
ولا ينكشف معناه بل قوله خلاف ما صرح انه غير صحيح يوهن ما ادعاه
ويضرمل عاه وايضا ترك السيوطي اياه وعدم عده به في الصحاح مع
تجره وعثوره وجلالة شانه ووفوره لا يخلو عن شيء ومع ذلك قد صرح
العلماء واجمعوا على ان للكتب الحديث طبقات ودرجات بعضها فوق بعض
وبينوها وعينوها بان ما يصلح منها للاحتجاج فهو مقبول وما ليس
فليس كما قال في مقدمة سنن الدارمي الفصل الاول في انواع كتب هذا
العلم كثر الله تعالى اهلها وما يتصل بذلك ولها طرق متنوعة منها الجامع
وهو ما يوجد فيه جميع اقسام الحديث من العقائد والاحكام والرقاق
وآداب الاكل والشرب والسفر والقيام وما يتعلق بالتفسير والتاريخ

فی التفسیر الماثور و سائر کتبه والناس عنه غافلون فلیکن منک علی ذکر منی) مین کہتا ہون یہ مصنف کی طرف سے
علامہ سیوطی پر بہتان عظیم ہے اور لوگون کی طرف جو اس اصطلاح سے غافل ہونا منسوب کیا ہے درحقیقت
مصنف کی طرف راجع ہے اور لوگ اس سے بفضلہ تعالی بری ہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (اللہ
کا ید جماعت پر ہے) اور تم جماعت کو لازم پکڑو اسلئے کہ جو علیحدہ ہوا جماعت سے علیحدہ ہوا آگ مین) اور امام سیوطیؒ
اس امر مین جمہور کے موافق ہین اونہون نے کوئی اصطلاح مخالف جمہور نہین تراشی نہ اپنی تفسیر درمنثور مین اور اپنی
اور کتابون مین بلکہ اونہون نے کتابون کے مراتب اور درجے مقرر کئے ہین اور جو کچھ اونکی تدوین سے غرض
تھی اون مین اوس غرض کو بیان کردیا ہے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین اسکی تصریح موجود ہے جسجگہ کہ فرمایا ہے
(جاننا چاہئے کہ اہل سنت کا قاعدہ مقررہ ہے کہ جس حدیث کو بعض امام فن حدیث کے کسی کتاب مین
روایت کرین اور اوس کتاب کی حدیثون کی صحت کا التزام اونہون نے نہ کیا ہو جسطرح کہ امام بخاری و مسلم
اور باقی اصحاب صحاح نے التزام کیا ہے اور خاص اوس حدیث کی صحت کو اوس کتاب کے مصنف یا دوسرے
اہل سنت کے ثقہ محدثین نے بصراحت نہ بیان کیا ہو وہ حدیث قابل دلیل بنانیکے نہین ہے اسلئے کہ ایک
جماعت محدثین اہل سنت نے جو پچھلے طبقہ مین پیدا ہوئے ہین جیسے دیلمی و خطیب و ابن عساکر جب یکھا
کہ صحیح و حسن حدیثون کو پہلے محدثین مضبوط کر گئے ہین اور اب اونمین سعی کرنیکی جگہ نہین رہی لہذا احادیث
ضعیفہ و موضوعہ و مقلوبہ کے جمع کرنیکی طرف متوجہ ہو گئے اس غرض سے کہ بیاض کے طور پر سب کو ایک جگہ
فراہم کرکے نظر ثانی کرین اور موضوع حدیثون کو حسان لغیرہا سے علیحدہ کردیوین پر کم فرصتی اور عمر کی کوتاہی
کے سبب سے اونسے یہ مہم انجام کو نہ پہونچا لیکن اون سے بعد کے محدثین نے جدا کردیا ابن جوزی نے موضوع
حدیثون کو جدا کردیا اور اون کے مقابل حسان لغیرہا کو مقاصد حسنہ مین علیحدہ لکھا اور سیوطی نے تفسیر منثور
بنائی اور خود ہی ان جمع کرنیوالون نے اپنی کتابون کے مقدمون مین اس غرض کو صاف بتا دیا ہے پھر ان کتابونکا
حال معلوم ہوتے ہوئے کہ اون کے مصنفون کی تصریح سے ہمکو معلوم ہوا ہے اوس حدیث سے دلیل پکڑنا کیونکر
جائز ہے انتہی۔ اور اسیوجہ سے امام سیوطیؒ علیہ نے اپنی احادیث مرویہ متواترہ کو علیحدہ کتاب مسمی بفوائد
متکاثرہ فی الاخبار المتواترہ) مین جمع کردیا پھر اوس کتاب سے تلخیص کرکے ایک چھوٹا سا رسالہ بنایا اور اوسکا
نام (الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) رکھا اور اوسکے دیباچہ مین لکھا (اور حمد و صلوۃ کے بعد معلوم ہو
کہ مین نے ایک کتاب مسمی بفوائد متکاثرہ در اخبار متواترہ) لکھی اوسمین وہ حدیثین لایا کہ جنکے راوی دس

والسير والفتن والمناقب والمثالب ومنها المسند وهو ما يذكر فيه
الاحاديث على ترتيب الصحابة بحيث يوافق حروف الهجاء او السوابق الاسلامية
او الشرافة النسبية ومنها المعجم وهو ما تذكر فيه الاحاديث على ترتيب الشيوخ
والغالب هو الترتيب على حروف الهجاء ومنها الجزء وهو تاليف الاحاديث
المروية عن رجل واحد من الصحابة او من بعدهم وقد يختارون من المطالب
المذكورة في صفة الجامع مطلبا جزئيا يصنفون فيه مبسوطا ومنها السنن و
هو الكتب المرتب على ابواب الفقه من الايمان والطهارة والصلوة والصوم
الى اخره ومن المستخرج وهو ما استخرج لاثبات احاديث كتاب اخر مع رعاية
ترتيبه ومتونه وطرق اسناده ومنتهى سنده الى شيخ ذلك المصنف او شيخ
شيخه وهلم جرا بحيث لا يحول المصنف بينه وبين السند ومنها المستدرك
وهو ما ذكر فيه ما فات من كتاب اخر شرطيته واما طبقات كتب هذا العلم
فالاولى من الموطا والصحيحين اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان جميع
ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران الى مصنفيهما وانه
كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المومنين والموطا كالام
لهما واثار الصحابة والتابعين في الموطا تزيد عليهما والثانية منها كتب لم تبلغ
مبلغ الموطا والصحيحين ولكنها تتلوهما في الوثوق كسنن ابي داود وجامع
الترمذي ومجتبى النسائي وكاد مسند احمد يكون من جملة هذه الطبقة والثالثة
منها مسانيد وجوامع ومصنفات قبل الشيخين او في زمانهما او بعدهما ولم يشتهر
في العلماء ذلك الاشتهار وان زال عنها اسم النكارة المطلقة كمسند ابي يعلى
ومصنف عبد الرزاق ومصنف ابي بكر بن ابي شيبة ومسند عبد بن حميد والطيالسي
وكتب البيهقي والطحاوي والطبراني وكان قصدهم جمع ما وجدوه لا تلخيصه
وتهذيبه وتقريبه من العمل وبين هذه الكتب تفاوت وتفاضل بعضها اقوى
من بعض منها سنن ابن ماجة ومسند الدارمي وسنن دارقطني وصحيح ابن حبان

یا زیادہ صحابی ہین اور ہر حدیث کے تمام طرق و الفاظ کو پورے طور پر لکھا پس ایک ایسی عجیب کتاب ہو گئی کہ اوسکی
مثل مجھسے پہلے کوئی کتاب نہین لکھی گئی مگر کثرت اسناد کی وجہ کہ جو اوسمین لکھی گئی تھی اوس کتاب کی جانب
تھوڑی لوگ متوجہ ہوے کہ جنکو علم حدیث مین اہتمام مدنظر ہے اور ایسے لوگ کمتر ہوتے ہین پس مین نے اوسکے
مقاصد کو ملخص کرکے اس مختصر مین لکھدیا تا اوسکا نفع عام ہو جاوے باین طور کہ حدیث کو مع عدد روات کے کہ وہ
صحابہ ہین ذکر کردیا اور اسکے ساتھ اوسکے مخرجین کو کہ ائمہ مشہورین تھے بھی بتادیا اور اس رسالہ مین فائدہ لوگونکو
حصول قناعت ہے اور اس رسالہ کا نام (الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) رکھا اور اسکے ابواب کی ترتیب اسکے
اصل کے مطابق رکھی — پھر مصنف نے سیوطی پر مواخذہ کیا کہ ابن جریر کی تہذیب الآثار کو سیوطی
نے کتب صحاح مین ذکر نہین کیا حالانکہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب مصنف کے نزدیک
مہذب اور صحیح ہے اور دو قول سے اسکی صحت پر شہادت لایا ایک قول تلمیذ ابی محمد فرغانی کا اور دوسرا قول
خطیب کا اور اس کتاب کے مضامین کیطرف اجمالاً اشارہ کردیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین علوم اہل بیت
مدون ہین پس جسکے مصنف درپے ہے یعنی علوم اہل بیت کا جمع کرنا اس کتاب سے بھی حاصل ہو گیا اور ناظرین
کاملین پر مخفی نہین ہے کہ اسقدر بیان سے کتاب کا مدعا تمام نہین ہو سکتا ہے اور نہ اوسکے مضمون کا انکشاف
ہو سکتا ہے بلکہ اوسکا قول (خلا ما صرح انہ غیر صحیح) اوسکے دعوے کو سست کرتا ہے اور اوسکے مدعا کو مضر ہے
اور نیز سیوطی کا اس کتاب کو چھوڑ دینا اور کتب صحاح مین اوسکو شمار نکرنا باوجود سیوطی کی تبحر و عقور و جلالت شان و
وفور علم کی شبہہ سے خالی نہین ہے اور نیز علما نے تصریح کی ہے اور اتفاق کرلیا ہے اسپر کہ کتب حدیث کی طبقے
اور مراتب ہین بعض اونمین فوق ہین بعض سے اور اون طبقات و مراتب کو بیان کردیا اور مقرر کردیا باین طور
کہ جو اون مین سے احتجاج کے قابل ہے مقبول ہے اور جو ایسی نہین ہے مقبول بھی نہین ہے چنانچہ سنن دارمی کے
مقدمہ مین لکھا ہے (پہلی فصل کتب علم حدیث کی اقسام کے بیان مین۔ زیادہ کرے اللہ تعالی اس علم کے علما
کو اور اوس چیز کے بیان مین جو اس بیان کے ساتھ مناسب ہے) کتب حدیث کے متعدد اقسام ہین منجملہ اونکے
ایک قسم جامع ہے اور جامع وہ کتاب ہے کہ جسمین ہر قسم کی حدیثین از قسم عقائد و احکام و رقاق و آداب اکل و
شرب و سفر و قیام اور متعلقات تفسیر و تاریخ و سیر و فتن و مناقب و مثالب کی پائی جائین اور دوسری قسم
مسند ہے اور مسند وہ کتاب ہے کہ جسمین صحابہ کی ترتیب پر حدیثین ذکر کیجائین اسطرح کہ حروف ہجا یا سوابق
اسلامیہ یا شرافت نسبیہ موافق ہو اور تیسری قسم معجم ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اوسمین حدیثین شیوخ کی

ومستدرك الحاكم والرابعة منها كتب قصد مصنفوها بعد قرون متطاولة جمع
ما لم يوجد في الطبقتين الاوليين وخلطوا وضبطوا فيها ومظنة هذه كتاب الضعفاء
لابن حبان وكامل ابن عدي وكتب الخطيب وابي نعيم والجوزقاني وابن عساكر وابن
النجار والديلمي وكاد مسند الخوارزمي يكون من هذه الطبقة ما كان ضعيفا محتملا و
اسواءها ما كان موضوعا او مقلوبا شديد النكارة وهذه الطبقة مادة كتاب
الموضوعات لابن الجوزي فليت هذه الاحاديث صالحة للاعتماد عليها حتى
يتمسك بها في اثبات عقيدة او اثبات عمل ولنعم ما قيل شعر فان كنت لا تدري فتلك
مصيبة * وان كنت تدري فالمصيبة اعظم * ومنها كتب الضعفاء للعقيلي وتصانيف
الحاكم وتصانيف ابن مردويه وتصانيف ابن شاهين وفردوس الديلمي وتصانيف
ابي الشيخ والخامسة منها ما اشتهر على السنة الفقهاء والصوفية والمورخين
ومن نحوهم وليس لها اصل في هذه الطبقات الاربع اما الطبقة الاولى والثانية
فعليهما اعتماد المحدثين وحوم حماهما مرتعهم والثالثة فلا يباشرها للعمل عليها
والقول بها الا النحارير الجهابذة الذين يحفظون اسماء الرجال وعلل الاحاديث
نعم ربما يوخذ منها المتابعات والشواهد وقد جعل الله لكل شيء قدرا
واما الرابعة فالاشتغال بجمعها او الاستنباط منها نوع تعمق من المتاخرين وان
شئت الحق فطوائف المبتدعين من الرافضة والمعتزلة والمبتدعة وغيرهم خذلهم
الله تعالى يتمكنون بادنى عناية ان يلخصوا منها شواهد مذهبهم فالاقتصار
عليها غير صحيح في معارك العلماء بالحديث هذا ملخص ما في حجة الله البالغة
وغيره واما الاحتجاج في الاحكام فبالخبر الصحيح مجمع عليه وكذلك بالحسن
لذاته عند عامة العلماء وهو ملحق بالصحيح في باب الاحتجاج وان كان دونه
في المرتبة والحديث الضعيف الذي بلغ بتعدد الطرق مرتبة الحسن لغيره
ايضا يحتج به وهو احسن من الراي فيه مباحث كثيرة تصدى لبيانها العلماء
في كتب اصول الحديث لا نطول بذكرها ولكل قسم من هذه الاقسام الثلاثة

ترتیب پر مذکور ہون اور اسمین ترتیب اکثر حروف ہجا پر ہوتی ہے اور چوتھی قسم جزء ہے اور وہ ایسی
کتاب ہے کہ جسمین ایک شخص کی احادیث مرویہ جمع کی جائین وہ شخص صحابی ہو یا بعد والون مین سے
اور کبھی اون اصناف مین سے کہ جنکا ذکر جامع کے بیان مین گذرا ایک خاص صفت کو لیکر اوس کے
بیان مین بڑی کتاب تصنیف کرتے ہین اور پانچوین قسم سنن ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جسمین ابواب
فقہ یعنی ایمان وطہارۃ وصلوۃ وصیام وغیرہ کی ترتیب پر حدیثین مرتب ہون اور چھٹی قسم مستخرج ہے اور
وہ ایسی کتاب ہے کہ جسمین دوسری کتاب کی حدیثین ثابت کی جائین مگر اسکے ساتھ اصل کتاب کی
ترتیب اور متون واسناد احادیث بھی ملحوظ رہے اور منتہی اسناد کا مصنف کے شیخ تک ہو یا اسکے
اوپر جہانتک چاہین پر مصنف اصل کتاب کا سند مین مذکور نہو۔ ساتوین قسم مستخرج ہے اور وہ ایسی
کتاب ہے کہ جسمین وہ حدیثین مذکور ہون کہ جنکا ذکر دوسری کتاب مین چھوٹ گیا ہے حالانکہ وہ حدیثین
اوس کتاب کی شرط کے موافق تھین اور لیکن کتب حدیث کے طبقے پس پہلا طبقہ اون مین موطا و صحیحین
ہین صحیحین کی یہ کیفیت ہے کہ کل محدثین کا اتفاق ہو گیا ہے اسپر کہ جو حدیثین ان دونون مین متصل مرفوع
ہین قطعاً صحیح ہین اور اسپر کہ یہ دونون کتابین اپنے اپنے مصنف تک متواتر ہین اور اسپر کہ جو شخص انکی
اہانت کرے بدعتی ہے غیر سبیل مومنین کا پیرو ہے اور موطا بمنزلہ انکی اصل کے ہے اور صحابہ و تابعین
کے آثار موطا مین صحیحین سے زائد ہین اور دوسرا طبقہ اون مین وہ کتابین ہین کہ جو اگرچہ پہلے طبقہ کے
مرتبہ مین نہین ہین لیکن وثوق مین اوسکے قریب ہین جیسے سنن ابو داود و جامع ترمذی و مجتبی النسائی
اور مسند احمد بھی ایسی قابل ہے کہ اس طبقہ مین شمار کیا جاسے اور تیسرا طبقہ اون مین ایسی مسند اور جوامع
اور دوسری کتابین ہین کہ جنکی تصنیف شیخین سے پہلے یا اونکے زمانہ مین یا بعد ہوئی ہے مگر صحیحین کی
مانند علما مین اون کی شہرت نہین ہوئی گو بالکل مجہول بھی نرہی ہون جیسے مسند ابو یعلی و مصنف عبد الرزاق
و مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ و مسند عبد بن حمید و مسند طیالسی و کتب بیہقی و طحاوی و طبرانی۔ ان
کتب کے مصنفین کا قصد اسیقدر تھا کہ جو کچھ اون کو ملے جمع ہو جاسے اور اوسکو ملخص کرنا یا مہذب کرنا
مقصود نہ تھا اور نہ یہ کہ یہ کتابین عمل کے قابل ہو جائین اور ان کتابون مین بعض بعض سے اقوی ہین اور
انہین مین سنن ابن ماجہ و مسند دارمی و سنن دارقطنی و صحیح ابن حبان و مستدرک حاکم داخل ہین اور چوتھا طبقہ وہ ہین
ایسی کتابین ہین کہ جنکے مصنفون نے بعد گزرنے قرنون دراز کے وہ حدیثین جمع کر دی ہین کہ جو پہلے دو طبقون مین

انواع كثيرة تكفلت لشرحها كتب الحفاظ والمحدثين كالحافظ ابن حجر وامثاله رحمهم
الله وبلاد الهند لكن تركها هذا العلم الشريف الذي هو اصل من اصول الدين منذ فتحها
اهل الاسلام بل كان غريبا جدا وانما صناعة اهلها من قديم الزمان فنون الفلسفة وحكمة
اليونان مع اضرابهم عن علوم السنة والقرآن الا ما يذكر من الفقه الحنفي الى ان درج على
ذلك زمن كثير ودهر طويل حتى من الله عليها باقاضة هذا العلم على بعض علمائها
كالشيخ ولي الله المحدث الدهلوي واولاده الامجاد فاحيا بهم بعض هذا العلم غضا طريا
بعد ما صار نسيا منسيا وقد نفع الله تعالى بعلومهم كثيرا من عباده المؤمنين
ما ليس يخاف على احد من العالمين وانما سعد من ذلك بلاد الحجاز لا سيما قطر
اليمن وما يليه كما ورد في الحديث الايمان يمان والحكمة يمانية ومن ثم ظهر به
جمع جم من العلماء الاعلام والمجتهدين الكرام الى هذا اليوم وكان في من ينتمي
اليهم ويعول عليهم كما يتضح ذلك بالعثور على تاليفهم وهم الذين ينطبق عليهم التعليل
النبوي الوارد في الاحاديث الصحيحة ولذلك قال صاحب التفهيمات واقرب الناس
الى المجدد في القرون المتقدمة كالبخاري ومسلم واشباههم انتهى وهو كما قال وقال
ايضا المجدد رجل رزقه الله سبحانه حظا من علم القرآن والحديث ثم البس لباس
السكينة فجعل يفيع التحليل والتحريم والوجوب الكراهة والاستحباب والاباحة مواضعها
وينقح الشريعة عن الاحاديث الموضوعة واقيسة القائسين وعن كل افراط وتفريط
في الدين وبالله التوفيق انتهى وانما طولنا رد هذه المقدمة بذكر هذا الفصل الشريف
بتمامه لينكشف الغطاء عن احوال المصنف ودعوى تجديده ويتضح على الناظرين
مقتضاها تشييده وتمهيده وكونه من المبتدعين المخربين في الدين لا من المحدثين
المجددين وذلك لانه تشبث باقوال الروافض والمشبهة والوهابية والمجسمة
المسرودة في كتبهم المطروحة المردودة عند اكابر اهل السنة والجماعة كثرهم
الله تعالى ونصرهم وجعلهم من حزبه وجندة ايدهم من عنده باتباع عبده الذي
لا نبي من بعده وقال فيهم وعلينا نصر المؤمنين وحزب الله هم الغالبون فمن نصرهم

موجود نہین ہین اور اونمین بہت کچھ خبط ربط کیا ہے اور اس طبقہ کا مظنہ ہے کتاب الضعفا ابن حبان کی اور کامل ابن عدی کی اور خطیب و ابونعیم و جوزقانی و ابن عساکر و ابن نجار و دیلمی کی کتابین اور مسند خوارزمی اسی طبقہ مین ہونیکے قابل ہے اور بہتر اس طبقہ کی وہ حدیث ہے کہ ضعیف محتمل الصحۃ ہو اور بدتر وہ حدیث ہے کہ موضوع یا مقلوب شدید النکارۃ ہو اور اسی طبقہ کی کتابین ابن جوزی کی کتاب الموضوعات کا مادہ ہین پس ایسی حدیثین اعتماد کے قابل نہین ہین یہانتک کہ اون سے کوئی عقیدہ یا عمل ثابت کیا جاے اور البتہ کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ اگر تو اون کو نہین جانتا ہے تو یہ مصیبت ہے اور اگر تو جانتا ہے تو یہ اور زیادہ مصیبت ہے اور اسی طبقہ مین داخل ہین کتاب الضعفاء عقیلی کی اور حاکم و ابن مردویہ و ابن شاہین و ابن الشیخ کی تصانیف اور فردوس دیلمی کی اور پانچوان طبقہ اون مین وہ احادیث ہین کہ فقہاء و صوفیہ و مورخین اور اونکے امثال کی زبانون پر جاری ہین اور اونکی اصل ان چارون طبقون مین نہین ہے اور پہلے دونون طبقے پس اونہین دونون پر محدثین کا اعتماد ہے اور اونہین کی چار دیواری کے آس پاس اونکی چراگاہ ہے اور تیسرا طبقہ پس اوس سے تمسک کرنیکا حق نہین ہے مگر بڑے محققین ماہرین کو کہ جنکو اسماء رجال و علل احادیث ازبر یاد ہون البتہ بعض اوقات متابعات اور شواہد اس طبقہ سے لیلئے جاتے ہین اور تحقیق اللہ نے ہر شے کیلئے ایک مرتبہ رکھا ہے اور لیکن چوتھا طبقہ پس اوسکے جمع کرنے مین مشغول ہونے اور اون سے استنباط مسائل کرنے مین متاخرین علما کو ایک طرح کا تعمق ہے اور اگر تو حق بات کا طالب ہے تو روافض و معتزلہ و مبتدعہ کے کل فرقے خدا انکو رسوا کرے ادنی سے معاملہ مین اپنے مذہب کے شواہد ان کتابون سے تلاش کرنے لگتے ہین پس علماء کاملین کے معرکون مین ان کتابون پر بس کرنا صحیح نہین ہے یہ بیان ملخص ہے حجۃ اللہ البالغہ اور دوسری کتابون کا اور لیکن احکام فقہ کیلئے حجۃ لانا خبر صحیح سے تو مجمع علیہ ہے اور ایسا ہی حسن لذاتہ سے عام علماء کے نزدیک کیونکہ وہ حجۃ کے باب مین خبر صحیح کے ساتھ ملحق ہے اگرچہ مرتبہ مین اوس سے کم ہے اور حدیث ضعیف بھی جبکہ تعدد طرق سے حسن لغیرہ کے مرتبہ مین آگئی ہو حجۃ مانی جاتی ہے اور مجرد قیاس سے احسن ہے اور اسکے متعلق بہت سے مباحث ہین جنکو علما نے اصول حدیث کی کتابون مین بیان کیا ہے اون مباحث کے ذکر سے ہمکو طول دینا منظور نہین ہے اور تین قسمون سے ہر ایک کی بہت سی قسمین ہین جنکے بیان کے ذمہ دار حفاظ محدثین مثل حافظ ابن حجر وغیرہ کی کتابین ہین اور ہند کے شہرون مین یہ علم شریف کہ دین کے اصول کی اصل ہے نہ تھا جیسے کہ ہند کو اہل اسلام نے فتح کیا ہے بلکہ نہایت نادر الوجود تھا اہل ہند کی صناعت تو قدیم زمانہ سے فنون فلسفہ و حکمت یونان تھی اور علوم سنت و قرآن سے بجز فقہ حنفی کے چند مسائل کے

نصر ومن غدر بهم وخان فيهم خذل ونرجو فلله المنة والاحسان وعليه الاعتماد و
التكلان وقد ابغض المصنف رئيس المحدثين ورأسهم في الهند ومولانا ومقتدانا الشيخ
ولي الله الدهلوي ونجله الرشيد وولده السعيد سند المحدثين والمفسرين مولانا شاه
عبد العزيز مع ان سنده في الحديث يصل اليهما وهما من اكابر شيوخه في هذا العلم فكيف
يصح سنده وكيف تبقى سلسلته في اسناد الحديث بل صار سنده مقطوعا واصله مقلوعا
ومن بغضه اياهما انه كفر الشيخ ولي الله رحمه الله في بعض المسائل وجهل ابنه الرشيد في
حواشي كتبه هذا الحديث قال في هامش صفحة (١٢٠) ورواه الكليني في الكافي عن ابي جعفر في
التوحيد وعيون اخبار الرضى عنه عن ابائه الى المرتضى عن المصطفى عليه وآله السلام
وفي ذلك استدراك على صاحب التحفة الاثني عشرية حيث جهله كله ١٢ لكاتبه انتهى
وهذا كله مما يوجب نقمته وحرمانه وخيبته وخسرانه لان الشكر النعمة يزيدها و
كفرانها ينقصها ويبيدها وقد قال تعالى لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي
لَشَدِيدٌ وقال قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا وقال صلى الله عليه وسلم من لم يشكر الناس
لم يشكر الله فالى الله المشتكى وهو الموئل والملتجا والمجد دشانه ان يفحص الحق
الحقيق ويميزه الباطل الذى لا يليق والمصنف قد صنع خلافه حيث وضع الحديث الغريب والمردود
من جهة ابي الصلت الهروي موضع الحديث الالهي المتواتر معنى المقبول متنا وسندا
الذى اخرجه الحافظ ابن حجر في الصواعق عن ابي زرعة الرازي ومحمد بن اسلم الطوسي
وقد قال في اخره قال احمد لو قرأت هذا الاسناد على مجنون لبرئ من جنته انتهى
فهذا الفضل انما هو السند الالهي المروي لمحمد بن اسلم الطوسي لا السند ما رواه
الهروي فشرع المصنف الباطل بالحق واثبت فضل سند الالهي بسند الحديث
الهروي حيث قال في صفحة (٤٣) وكان بعض سلفنا من المحدثين اذا روى بهذا
الاسناد قال لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق انتهى وجعل رواية الهروي المردودة
اصلا ورواية محمد بن اسلم الطوسي تبعا حيث قال في صفحة (٣٢) ولكن تابعه على روايته

بالکل اعراض تھا یہانتک کہ اسی حالت پر ایک زمانہ دراز اور مدت طویلہ گذر گئی بالآخر اہل ہند پر خدا نے احسان کیا کہ
بعض علماے ہند پر (جیسے شیخ ولی اللہ محدث دہلوی اور اونکی اولاد امجاد) اس علم کا افاضہ فرمایا پس ان حضرات کیوجہ
سے یہ علم کسیقدر تر و تازہ ہو گیا بعد اسکے کہ اسکا رنگ اوڑ گیا تھا اور حق تعالی اونکے علوم سے بہت سے مومن بندونکو
وہ نفع پہنچا کہ کسی پر مخفی نہین رہا اس علم کا معدن تو ملک حجاز ہے خاصکر یمن اور اوسکے قرب و جوار کا حصہ جیسا کہ حدیث
مین وارد ہوا ہے کہ ایمان یمانی ہے اور حکمت یمانیہ ہے) اور اسی خطہ سے ابتک بڑے بڑے جید علما کی ایک جماعت
اور مجتہدین کرام کا ظہور ہوا ہے اور اسیطرح وہ لوگ کہ انکے مقلد و تلامذہ ہین چنانچہ یہ امر اونکی تصنیفات کو معلوم کرنے
سے ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ وہ لوگ ہین کہ تغیر و تبدیل نبوی جو صحیح حدیثون مین وارد ہوئی ہے متعلق ہے اسیوجہ سے صاحب
تفہیمات نے کہا ہے (مجدد ہونیکے قریب تر قدماے محدثین ہین جیسے بخاری و مسلم اور اونکے امثال انتہی۔ اور ایسا ہی
ہے ــ اور نیز کہا ہے کہ مجدد وہ مرد ہے کہ جسکو حق سبحانہ نے علم قرآن و حدیث کا بڑا حصہ عطا کیا ہو پھر لباس سکینہ سے اسکی
مشروعیت کیا ہو پھر وہ تحلیل و تحریم و وجوب و کراہت و استحباب و اباحت کو اونکے مواقع مین رکھنا شروع کرے اور بنائی ہوئی
باتون اور قیاسات واہیہ اور دین مین ہر قسم کی افراط و تفریط سے شریعت کو پاک و صاف کر دیوے اور خدا ہی کیطرف
سے توفیق ہے انتہی اور ہم نے تمام فصل کی نقل سے اس مقدمہ کے رد کو اسوجہ سے طول دیا ہے کہ ناظرین پر مصنف
کی حقیقت حال اور اوسکے دعوی تجدید کی قلعی کھلجاے اور معلوم ہو جاے کہ مصنف اہل بدعت اور دین کے خراب
کرنیوالون مین سے ہے نہ کہ محدثین و مجددین سے اور یہ اسلیئے کہ مصنف نے روافض و وہابیہ و مجسمہ کے اون اقوال
کو دستاویز بنایا ہے جو اونہین کی کتابون مین درج ہین اور اکابر اہل سنت و جماعت کے نزدیک مطروح و مردود ہین حق تعالی
نے اہل سنت ہی کو بڑہایا اور اون کا مددگار ہوا اور اپنے گروہ و لشکر مین سے اونکو بنایا اور اپنی طرف سے اون کو
قوت بخشی بسبب اتباع نبی کریم کے کہ جنکے بعد کوئی نبی نہوگا اور اہل سنت ہی کے باب مین فرمایا کہ (ہمپر لازم ہے
مدد کرنی مومنین کی) اور اللہ کی جماعت ہی غالب رہتی ہے پس جسنے اہل سنت کی مدد کی وہ مدد کیا گیا اور جسنے
اونسے غدر کیا اور اونکے معاملہ مین خیانت کی رسوا ہوا اور پچھاڑا گیا پس خدا کا شکر و احسان ہے اور اوسی پر اعتماد و توکل
ہے اور مصنف کو سند کیسے رئیس المحدثین اور اونکے سردار ہمارے مولے اور ہمارے پیشوا الشیخ ولی اللہ دہلوی اور
اونکے فرزند رشید و ولد سعید مسند المحدثین و رئیس المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز کے ساتھ تعلق ہے حالانکہ حدیث کی
سند مصنف کو اونہین کے سلسلہ سے ہے اور یہ دونون مصنف کے اکابر شیوخ سے ہین علم حدیث مین پھر کیونکر
مصنف کی سند فن حدیث مین صحیح ہو سکتی ہے اور کسطرح اسناد احادیث مین اوسکا سلسلہ باقی رہ سکتا ہے بلکہ اوسکی

هذا الحديث عن الرضى محمد بن اسلم انتهى وان هذا الا ترجيح المرجوح
وتفضيل المتبوح وايضا اخرج حديث البلاذري عن الحسن العسكري
المنقطع من جهة محمد التقي وافتخر به افتخارا عظيما حيث قال في
صفحه (٢٢) ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر ما صنف من ذوي
الرواية بالاجتماع بالامام علي الرضى وحفيد ابنه الامام الحسن العسكري
والاستماع منهما الا اهل السنة ولله المنة انتهى وهذا الافتخار انما
يصح اذا ثبت الاجتماع والاستماع لاحد من افراد اهل السنة وهو بعد غير
مسلم الخصم وبدونه خرط القتاد والعهدة فيه على المصنف ولان
اثبته للبلاذري او لابي الصلت الهروي فهما ليسا من اهل السنة كما في
ميزان الاعتدال فلزم منه الافتخار المذكور للخصم وهو مخالف لما ادعاه و
ليس هذا من شان المجدد المؤيد بل من شان المفتري المجرب
وقد تم بتوفيق الله تعالى ومقدمته الى
ههنا ويتلوه رد كتابه الفقه الاكبر
عن اهل البيت الاطهر
ان شاء الله تعالى

سند کٹ گئی اور اوسکی اصل اوکھڑ گئی اور اون دونون سے بغض رکھنے کی وجہ سے بعض مسائل مین مصنف نے شیخ ولی اللہ رحمۃ اللہ
کی تکفیر کی ہے اور اونکے فرزند رشید کو جاہل کہا ہے اسی کتاب کے بعض حواشی مین جیسا کہ صفحہ ۱۲ کے حاشیہ مین کہا ہے اور روایت
کیا اوسکو کلینی نے کافی مین اور ابو جعفر سے اور قمی نے توحید مین اور عیون اخبار الرضی مین اونسے اونکے آبائی سلسلہ سے
مرتضی تک اونہون نے محمد مصطفی صلعم سے اور اسمین استدراک ہے تحفہ اثنا عشریہ کے مصنف پر کہ ان سب کو
اوسنے بہلا دیا انتہی اور یہ کل جو کہا ہے مصنف کے لقمت حرمان و غیبت خسران کا موجب ہے اسلئے کہ نعمت کا
شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے اور ناشکری نقصان زوال کا سبب ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے اگر تم شکر کروگے
تو ہم اور زیادہ تمکو دینگے اور اگر کفران نعمت کروگے تو میرا عذاب البتہ سخت ہے اور فرمایا کہو اے محمد کیا ہم بتادین
تمکو اعمال مین زیادہ نقصان والون کو یہ وہ لوگ ہین کہ جنکی سعی دنیا کی زندگی مین بہک گئی اور وہ سمجھتے ہین کہ ہم اچھا کام
کرتے ہین اور نبی صلعم نے فرمایا جسنے مخلوق کا شکر نہ کیا اوسنے خدا کا شکر بھی نہین کیا پس خدا ہی کیطرف شکر ہے اور
وہی ہمارا مرجع و ماوا ہے اور مجدد کی شان یہ ہے کہ حق کی حمایت کرے اور باطل نالائق کو علیحدہ کردیوے اور
مصنف نے بالکل اسکے برخلاف کیا ہے اسلئے کہ حدیث غریب ابو الصلت ہروی کی جہت سے مردود کو رکھدیا ہے
حدیث الی کی جگہ مین جو متواتر ہے معنی اور مقبول ہے متنا و سندا جسکی تخریج کی ہے حافظ ابن حجر نے صواعق مین ابو زرعہ
رازی و محمد بن اسلم طوسی سے اور اوسکے آخر مین کہا کہ امام احمد حنبل کا قول ہے کہ اگر اس حدیث کی یہ سند مجنون پر پڑھی جا
تو وہ اپنے جنون سے اچھا ہوجاتا انتہی پس یہ فضیلت حدیث الی کی سند کیلئے ہے جسکی روایت محمد بن اسلم طوسی نے کی ہے نہ کہ
ہروی کی حدیث کی سند کیلئے پس مصنف نے باطل کو حق کے عوض خرید لیا اور سند حدیث الی کا فضل حدیث ہروی کی سند کیلئے
ثابت کردیا جیسا کہ صفحہ ۳ مین الکہا ہے کہ ہمارے بعض محدثین سلف جب اس سند کی روایت کرتے تو کہتے تھے کہ اگر یہ سند مجنون پر پڑھی جاوے تو
اچھا ہوجاتا انتہی اور ہروی کی مردود روایت کو اصل بنایا اور محمد بن اسلم کی مقبول روایت کو اوسکا تابع بنایا جیسا کہ صفحہ ۳ مین کہا ہے اور لیکن اس حدیث
کو جسکو ہروی علی رضا سے روایت کیا ہے محمد بن اسلم نے بھی کیا ہے انتہی اور یہ قول مصنف کا صریح کو راجح کرتا ہے اور شیخ کو فضیلت نہ بنا اور نیز بلاذری کی حدیث کو
جو حسن عسکری سے مروی ہے اور محمد تقی کی جہت سے منقطع ہو محدثین سے نقل کیا اور اوسپر بہت افتخار کیا جیسا کہ صفحہ ۲۲ مین لکھا ہے کہ دیکھنا مصنف اہل روایت کا انکی
تصانیف مشہورہ و معروفہ مین کوئی اوسکا ذکر نہین ہے امام علی رضا اور اونکے پوتے امام حسن عسکری کی اسناد حدیث مشہور نہین ہے جو اہل حدیث کا انتہی اور یہ افتخار
صحیح ہوتا اگر جیسا کہ دعا کا پڑھ حدیث الی کا اصل کرنا اور محمد بن اسلم کی تحقیق کو ثابت ہو اور یہ امر بغیر مسلم ہی اور ہر دو ان ثبوت کا قول کی کرتا کہ
چہپا نا یعنی سمجھ مشہور ہو اور اسکا پار مصنف پر اور اگر اسکا ثبوت بلاذری یا ابو الصلت ہروی کیلئے مصنف کا ادعا ہو تو یہ دونون اہلسنت مین نہین
ہین جیسا کہ میزان الاعتدال مین مذکور ہے پس تعجب ہے اہل الرحمن کو پہنچاتے نہ کہ مصنف کیلئے اور اللہ تعالی کی توفیق مصنف کے مقدمہ کا رد بیان کہ

[illegible]

فبشر عبادي الذين يستمعون القول فيتبعون أحسنه

هذا الكتاب المستطاب أحسن الذريعة
للسد عن الأقوال الشنيعة

من مؤلفات تلميذ محقق المسائل الفقهية بالآيات
الصريحة والأحاديث الصحيحة المدقق
الفريد مولانا الحاج المولوي
أبي رجا محمد زمان خان
الشهيد محمد شاه
قدس سره القدسي
كان الله له

مطبع ونوسر واقع بلدة حيدرآباد دكن صانها عن الشر والفتن

بسم الله الرحمن الرحيم

واذ قد فرغنا من رد مقدمته بعونه تعالى فحان لنا ان نشرع في رد كتابه على السنن الذي مرّ في رد مقدمته قال هذا ولنشرع الان في مقاصد الكتب الاول بعون الله الكريم الوهاب كتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر وقد يقال ذلك الدين القيم للمرء المسلم وهو فقه العلم وايمان العامة يستوى فيه الخاصة والعامة فيه الابانة عن اصول الديانة من عدة عقيدة لابد من اعتقادها للكل داخل في الملة واليه الاشارة في حديث جبرئيل عليه السلام بالايمان انتهى وقال في هامشه على اصول الديانة ٥٢ اعلم ان الاصول لما به الى مقصود الدين اصول نوعان اصول الشريعة واصول الطريقة فاصول الشريعة ثلثة انواع اصول الديانة وهى العقائد كما في هذا الكتب والفقه الاكبر الحنفي واصول الرواية وهي اصول علم الاثر كما في كتاب اصول رواية العلم عن اهل بيت مدينة العلم وما في الكفاية في علم الرواية للخطيب اصول الدراية وهي نوعان اصول التفسير كما في مقدمة كتاب علوم القران عن اهل بيت النبوة والعرفان وما

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور جبکہ ہم مصنف کی کتاب فقہ اکبر کے مقدمہ کا ذکر نے سے بعونہ تعالیٰ فارغ ہو چکے تو ہمارے لئے وقت آگیا
کہ ہم اوس کی کتابِ مذکور کا ذکر شروع کرین اوسی طرز پر کہ اوس کے مقدمہ کے ذکر مین گذر چکا ہے۔ کہا
مصنف نے (مقدمہ کا مضمون تمام ہوا اور اب ہم کو چاہیے کہ پہلے کتاب کے مقاصد کا بیان شروع کرین خداوند
کریم بخشنے والے کی مدد سے (کتاب فقہ اکبر اہل بیت اطہر سے) اور کبھی اس کو دین قیم مرد مسلم کا) بھی
کہا جاتا ہے اور یہ فقہ علم و ایمان عامہ ہے اس مین فرقۂ خاصہ اور عامہ برابر ہے اس مین اظہار ہے اصول
دیانت کے چند عقیدون کا کہ جن کا اعتقاد رکھنا ملت اسلام مین ہر ایک داخل ہونے والے پر واجب و فرض ہے
اور انہین عقاید کے طرف اشارہ ہے جبرئیل علیہ السلام کی حدیث مین لفظ ایمان سے انتہی اور مصنف نے اس
حاشیہ مین اصول دیانت کی تحقیق پر لکھا ہے سنہ جان تو کہ اصول اس چیز کے کہ جس سے مقصود دین تک
پہونچنا ہوتا ہے دو قسم ہین۔ ۱ اصول شریعت۔ ۲ واصول طریقت۔ پھر اصول شریعت تین قسم کے ہین ایک اصول
دیانت اور اسی کو عقاید کہتے ہین جیسا کہ اس کتاب فقہ اکبر حنفی مین مذکور ہے اور اصول روایت اور اس کو
اصول علم اثر کہتے ہین جیسا کہ اصول روایت علم عن اہلبیت مدینۃ العلم مین اور کفایہ فی علم الروایۃ مصنفہ خطیب مین
مذکور ہے اور اصول درایت اور یہ بھی دو قسم پر ہے ایک اصول تفسیر جیسا کہ
کتاب علوم القران عن اہل بیت النبوۃ والعرفان کے مقدمہ مین او

في الاتقان في علوم القرآن واصول فقه الفروع وهي نوعان احدهما
اصول الدلائل كما في كتاب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية و
اصول الجصاص والسرخسي والبزدوي ورسالة الشافعي وما بعدها و
غالب اصول الرواية يندرج في مباحث السنة من اصول الدلائل وثانيهما
اصول المسائل كما في كتاب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل وكتاب
اصول الرضا ولا اعلم الى الآن فيها كتاباً قبله ولا بعده مثله على عظم حجمه
فانه في اربع مجلدات مع اختصار لكثير عليه ولم يظفر به ابن نجيم صاحب الاشباه
والنظائر كما يظهر منه وكذا لم يعثر عليه ممن قبله الجلال السيوطي فقال
في اشباهه النحوية واول من فتح هذا الباب شيخ الاسلام بن عبد السلام
في قواعده الكبرى فتبعه الزركشي في القواعد الى آخر ما ذكر وقد رأيت
بمكة المباركة كتاباً فيه للحنابلة واما اصول الطريقة فتعرف بعلم التصوف
والزهد والرقاق كما في كتاب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان
واول من صنف فيه عبد الله بن المبارك ووكيع ومن اوسطهم احمد بن حنبل
والحارث المحاسبي ومن آخرهم صاحبا التعرف والقوت والسلمي وابو نعيم والبيهقي
والقشيري والهروي ومن بعدهم هذا ما بدا لي في وقتي هذا والحمد لله تعالى
انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه قد سمي هذا الكتاب بالفقه الاكبر للتعريض
على الامام الهمام اعظم الائمة ابي حنيفة النعمان بان الفقه الاكبر الذي صنفه
الامام وان كان في العقائد لكنه ليس مبنيا على عقائد اهل البيت الكرام فمست
الحاجة الى ان يدون كتاب حافل لعقائدهم التي هي ضرورية لكل داخل في
ملة الاسلام سواء كان من العامة اي اهل السنة او من الخاصة اي الشيعة

اور اتقان فی علوم القرآن مین مذکور ہے اور اصول فقہ الفروع اور اس کی بہی دو قسم ہین۔ ایک
اصول دلائل جیسا کہ اصول درایت عن اہلبیت الہدایۃ مین اور جیسا سرخسی و بزدوی کے
اصول اور رسالہ شافعی مین اور اس کے بعد کی کتابون مین مذکور ہے اور اکثر اصول روایت اصول
دلائل کے مباحث سنت مین داخل ہین دوسری قسم اصول مسائل عن اہلبیت فضائل مین اور
کتاب اصول رضا مین مذکور ہے۔ اور ابتک مجکو معلوم نہین ہوئی کوئی کتاب اصول الرضا کے
نہ اس کے پہلے اور نہ اوس کے پیچھے بقدر اوس کے حجم کے اس لئے کہ یہ کتاب باوجود اختصار کے کیونکہ
اس کا علم کثیر ہے چار جلدون مین ہے اور ابن نجیم صاحب اشباہ النظائر کو یہہ کتاب دستیاب نہین ہوئی جیسا
کہ اشباہ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے اور اسی طرح ابن نجیم سے پہلے جلال الدین سیوطی کو بھی اس کتاب سے
لاعلمی تھی اسلئے کہ اپنی کتاب اشباہ نحو مین انھون نے لکھا ہے کہ اول جسنے یہ دروازہ کھولا ہے وہ شیخ الاسلام
بن عبد السلام ہی مصنف قواعد کبریٰ کا پھر زرکشی بیان قواعد مین اوس کا پیرو ہے تا آخر اور مین نے اس فن مین
حنبلیون کی ایک کتاب مکہ متبرکہ مین دیکھی ہی اور لیکن اصول طریقت پس اونکا بیان علم تصوف و زہد و رقاق مین
مذکور ہے جیسا کہ کتاب فقہ الاحسان عن اہل بیت الحکمۃ و العرفان مین مذکور ہے اور علم تصوف مین پہلی تصنیف
عبد اللہ بن مبارک و وکیع نے کی ہے اور بیچ کے مصنف احمد بن حنبل و حارث محاسبی ہین اور اخیر کے مصنفین ہین
صاحب تعرف و قوت و سلمی اور ابونعیم و بیہقی و قشیری و ہروی اور اون کے بعد والے ہین
یہہ تحقیق وہ ہے جو مجکو اس وقت معلوم ہوئی اور حمد ثابت ہے حق تعالی کو انتہی مین کہتا
ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس کتاب کا نام فقہ اکبر امام اعظم صاحب کی
چوٹ کرنے کو رکھا ہے بانیظور کے امام اعظم کی فقہ اکبر بھی اگرچہ عقاید مین سے ہے لیکن اوسمین اہلبیت
کرام کے عقاید کا بیان نہین ہے پس لامحالہ ضرورت داعی ہوئی کہ تمام اہل اسلام کیلئے
ایک کتاب عقاید مین ایسی بنائی جاسے کہ جس مین عقاید اہل بیت مذکور ہون چاہئے کہ وہ
مسلمان فرقۂ عامہ یعنے اہل سنت مین سے ہون یا فرقۂ خاصہ یعنے شیعان پاک مین سے ہون

خصوصيتهم لانهم هم المحبون لاهل البيت والمفضلون لهم على غيرهم بخلاف اهل السنة
لانهم يعاملون معهم كما يعاملون مع غيرهم من الصحابة والتبعة والفقهاء لاكبر الحنفي ليس كذالك
ولاهو في مرتبة هذا الكتب والماصرون من علماء اهل السنة والشيعة كلهم يعلمون
علما يقينيا ان اهل البيت الاطهار بريون عما عزا اليهم المصنف في هذا الكتب من العقائد
الباطلة الزاعقة للفرق المبتدعة من الكرامية والمشبهه المجسمة والوهابية النجدية
والمقلدة لليهود والنصارى في اسرائليات فعلم ان تسميته اياه بهذا انما هي
من قبيل تسمية الشئ بضده او نقيضه كما يقال للزنجي انه كافور وانما اختار هذه
التسمية للتعريض المذكور ولترويج عقائده الباطلة بين الطايفتين وتلقيهما
اياها بالقبول وقد فرغنا من بيان اصطلاحه العامة والخاصة باقتداء شيخه
الملقب بالشيطان الطاق في المقدمة فليتذكروا اما قوله في الهامش اعلم ان
الاصول لما به الى مقصود الدين اصول نوعان اصول الشريعة واصول الطريقة
فاقول ومن الله التوفيق الاصول جمع اصل وهو لفظ مشترك في معاني منها المسائل
كما يقال اصول الصرف واصول النحو اي مسائلهما ومنها الدلائل كما يقال اصول الفقه
واصول الحديث اي دلائلهما ومنها الاباء كما يقال حرم على المراة اصولها اي الاباء
ومنها المعاني اللغوية كما يقال الصلوة في الاصل الدعاء اي بحسب اللغة ولا يستقيم
منها هٰهنا الا الاولان فان اراد بها الاول فاذا اراد بلفظة ما ان اراد بها الدين
فتقسيم اصول الدين الى اصول الشريعة واصول الطريقة يقتضي تقسيم الشئ الى نفسه
والى غيره لان الدين والشريعة وكذا الملة والمذهب متحدة بالذات ومختلفة بالاعتبار
فان الشريعة من حيث انها تطاع تسمى دينا ومن حيث انها تجمع تسمى ملة ومن حيث
انها ترجع اليها تسمى مذهبا وايضا الدين الى الله تعالى كما ورد في القران الكريم

اور شیعہ کو خاص اسوجہ سے کہا کہ یہی حضرات اہل بیت کے دوست رکھنے والے ہین اور اہلبیت اطہار کو اون کے لئے ظاہر فضیلت
دینے والے ہین برخلاف اہل سنت کے کہ اونکا معاملہ اہلبیت سے ایسا ہے کہ جیسا غیر اہل بیت صحابہ وتابعین سے اور فقہ اکبر
حنفی کا نہ یہ مرتبہ ہی اور نہ ایسا بیان ہے جیسا ہماری فقہ اکبر کا ہے اور اہل سنت وشیعہ کے ماہرین علما کو یقینی طور پر معلوم ہے
کہ اہل بیت اطہار ان عقاید سے مبرا ہے کہ جن عقاید باطلہ کو مصنف نے اس کتاب مین اونکی طرف منسوب کیا ہے بیہ
عقاید تو بدعتی فرقون کے ہین کرامیہ ومشبہہ مجسمہ وہابیہ نجدیہ ودیگر اشخاص کے جو اسرائیلیات کی روایتون مین یہود و
نصاری کے مقلد ہین پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ مصنف نے اس کتاب کا نام فقہ اکبر رکھا ایسا کہ جس طرح کسی شی کا
نام اوس کے ضد ونقیض کے نام سے رکھا جاتا جیسا کہ زنگی کا فور کہتے ہین اور اس نام کو اختیار کرنے مین ایک تو تعریض کا پہلو
ملحوظ ہے اور دوسرا امر یہ ہے کہ مصنف کے عقاید باطلہ دونون فرقون سنی وشیعہ مین رواج پا جائین اور یہ دونو
گروہ ان عقاید کو بدل قبول کرلین اور لفظ عامہ وخاصہ کی جو اصطلاح مصنف نے باقرار اپنے شیخ طریقت ابلیس
شیطان طاق کے قرار دی ہے کہ اوسکو ہم مقدمہ مین بیان کرچکے ہین پس اسکو یاد کرلیا جاوے اور جو کہ حاشیہ کی
عبارت مین مصنف کا قول ہے۔ اعلم ان الاصول لما بہ الی المقصود الیقین اصول نوعان اصول الشریعۃ
واصول الطریقۃ پس مین کہتا ہون اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ اصول لفظ اصل کی جمع ہے اور یہ لفظ چند معانی مین مشترک ہے
ایک اونمین سے مسائل ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے اصول صرف واصول نحو یعنی ان دونو کے مسائل اور دوسرے معنی اونمین سے دلائل ہین جیسا کہا جاتا ہے اصول
الفقہ واصول الحدیث یعنی ان دونو کی دلائل اور تیسرے معنی آبا ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ عورت پر اوسکے اصول حرام ہین یعنی اوس کے باپ دادا وغیرہ چوتھے اونمین سے
معانی لغویہ ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ نماز اصل مین دعا ہے یعنی لغت کے اعتبار سے اور ان معانی مین سے اس مقام مین صرف
دو پہلے بن سکتے ہین پس اگر لفظ اصول سے معنی اول کو ارادہ کیا ہے تو لفظ ما سے کیا ارادہ کیا ہے اگر دین ارادہ کیا ہے تو اصول دین کی
تقسیم اصول شریعت واصول طریقت کی طرف کرنے سے شے کی تقسیم اوس کے نفس اور اوسکے غیر کی طرف لازم آتی ہے اس لئے کہ
دین وشریعت اور اسی طرح ملت ومذہب ایک ہی شے کے نام ہین اونمین فرق اعتبار کا ہے اسلئے کہ شریعت اس اعتبار سے
کہ اوسکی پیروی کیجاتی ہے دین ہے اور اس لحاظ سے کہ جمع کیجاتی ہے ملت ہے اور اس خیال سے کہ اوسکی جانب
رجوع کیا جاتا ہے مذہب ہے اور نیز دین کی اضافت خدا کے طرف کی جاتی ہے جیسا کہ قرآن کریم مین وارد ہوا کہ

ورأيت الناس يدخلون في دين الله افواجا - والملة تنسب الى النبي ﷺ كما ورد فيه
ايضا واتبع ملة ابراهيم حنيفا والمذهب ينسب الى المجتهد كما يقال الزكوة في حلى
النساء فرض في مذهب الامام ابي حنيفة وليست بفرض في مذهب الامام الشافعي
كذا في مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر مع زيادة الامثلة منا للتوضيح وان اراد بها
الثاني فالتقسيم الى النوعين المذكورين لا يستقيم على مذهب ما لان اصول الدين
الاربعة عند اهل السنة الكتاب والسنة والاجماع والقياس وايضا عند الامامية
الثلاثة الاول عليهم والعقل كما صرح به في الضربة الحيدرية واثنان عند النجدية
الكتب والسنة وكلها مخالف لهما وان اراد بها كليهما فيلزم عموم المشترك وهو غير
اي النوعين ١٢
جائز عند المحققين كما قال في الصواعق وايضا تعيين بعض معاني المشترك بدون
القرينة بتنصيصه تحكم لا يعتد وتعميمه في مفاهيمه كلها لا يسوغ والذي عليه
جمهور الاصوليين وعلماء البيان واقتضاه استعمالات الفصحاء انه لا يعم جميع
معانيه انتهى وان اراد بلفظة ما العلم او العمل او كليهما فهو ايضا لا يستقيم لانهما
متفرعان على الدين فاصولهما هي اصول الدين لا غير وبالجملة هذا التقسيم باطل وانما
ابدع التقسيم بهذا النظام لئلا يظهر بطلانه على الاعلام بل يظهر علو شانه في
العربية بين الانام وهذا المترجم مع انه التزم ترجمة الكتب لتقريب المرام
الى افهام العوام وهكذا صنيعه في هوامش هذا الكتب ونحن نبينها انشاء الله
تعالى حيث نجدها مناسبة للمقام والله الموفق وبه الاعتصام قوله فاصول
الشريعة ثلاثة انواع اصول الديانة وهي العقائد كما في هذا الكتب والفقه
الاكبر الحنفي واصول الرواية وهو اصول علم الاثر كما في كتب رواية العلم عن
اهل بيت مدينة العلم وما في الكفاية في علم الرواية للخطيب واصول الدراية

(اور دیکھیگا تو لوگون کو کہ داخل ہوتے ہین دین مین اللہ کے فوج فوج) اور ملت نبی کے طرف منسوب ہوتی
ہے جیسا کہ قرآن مین وارد ہے (اور پیروی کر ابراہیم حنیف کے ملت کی) اور مذہب کی نسبت مجتہد کیطرف ہوتی
ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے زکوۃ عورتون کے زیور مین فرض ہے مذہب امام ابوحنیفہؒ مین اور مذہب امام شافعیؒ مین
فرض نہین ہو اسیطرح مذکور ہے مجمع انہر شرح ملتقی الابحر مین صرف مثالین ہمنے اضافہ کی ہین توضیح کی غرض سے اور
اگر دوسرے معنی یعنی دلایل ارادہ کئے ہین تو یہ تقسیم کسی مذہب پر درست نہین ہوتی اسلیئے کہ اصول دین اہل سنت
کے مذہب مین چار ہین کتاب وسنت اجماع وقیاس اور نیز شیعون کے یہان چار ہین تین پہلے اور عقل جیسا کہ
ضربۃ حیدریہ مین اسکی تصریح کی ہے اور نجدیہ وہابیہ کے نزدیک دو ہین کتاب وسنت اور یہ سب اقسام مصنف کے
قسمون کے برخلاف ہین اور اگر دونون معنی کو ایک ساتھ ارادہ کیا ہے تو لفظ مشترک کا عموم لازم آتا ہے
اور وہ محققین کے نزدیک ناجائز ہے چنانچہ صواعق مین لکھا ہے کہ (اور نیز خاص کر لینا مشترک کے معانی کو بدون
قرینہ کے محض تحکم ہے کہ جسکا کچھ اعتبار نہین ہے اور مشترک عام کر لینا اوسکے تمام معانی مین درست نہین ہے
جمہور اصولیین وعلماء بیان کے مذہب سے اور استعمالات فصحی کے اقتضا سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مشترک اپنے
سب معانی مین عام نہین ہوتا ہے انتہی) اور اگر لفظ ما سے علم یا عمل یا دونون کو ارادہ کیا ہے تو یہ بہی نادرست ہے
اسلیئے کہ علم وعمل دین پر متفرع ہین پس ان دونون کے اور دین کے اصول ایک ہی طرح کے ہونگے اور حاصل کلام
یہ تقسیم باطل ہے اور مصنف نے اس عنوان سے یہ تقسیم اسلیئے تراشی ہے کہ اس کا بطلان علما پر کہل نہ جاوے بلکہ مصنف
کی علو شان علوم عربیہ لوگون پر ظاہر ہوجاوے اسی وجہ سے حاشیہ کی عبارت کا ترجمہ نہین کیا باانکہ مصنف نے
اس کتاب کا ترجمہ کرنا عوام کے ذہن نشین کرنیکے واسطے لازم کر لیا ہے اور اسیطرح بہت سے مصنف کی
صنعت اس کتاب کی جابجا حاشیہ مین اور ہم اوسکو جس جگہ مناسب مقام سمجھین گے بیان کر دینگے
اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور اوسی پر ہمکو اعتماد ہے (قول مصنف کا) فاصول الشریعۃ ثلاثۃ انواع
اصول الدینیۃ وہو العقائد کما فی ہذا الکتاب والفقہ الاکبر للحنفیۃ واصول الروایۃ وہو اصول
الاثر کما فی کتاب ہدایۃ العلم عن ہدایۃ مدینۃ العلم وما فی الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب واصول الدرایۃ

اقول ومن الله التوفيق هذا التقسيم ايضاً لا يخلو عن الفساد لان الديانة عبارة عن التديّن والتعبّد كما في الصُّراح ديانة بالكسر ديندارى وهو لا يحصل الا بالعلم بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وهو لا يتاتى الا بصحة الدراية اى التفقه وصحة الرواية اى الاسناد فالشريعة هي ما جاء به النبي صلعم واصولها هي الادلة الاربعة لا غير فاصول الديانة انما هي اصول الشريعة لا قسمها وارادة المسائل من اصول الشريعة مما لا يتعارف بين العلماء ولا يكاد يصح لان الشريعة ليست بعلم واحد يتميز من غيره من العلوم بحسب موضوعه وغايته حتى يقال ان اصول الشريعة هي مسائلها وقواعدها فجعل اصول الديانة قسما لاصول الشريعة مما لا وجه له قوله وهي نوعان اصول التفسير و اصول فقه الفروع وهي نوعان احدهما اصول الدلائل وثانيهما اصول المسائل كما في كتاب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل وكتاب اصول الرضا انتهى اقول ومن الله التوفيق لا يخفى على ارباب العقول ما في اضافة لفظ الاصول الى الدلائل والمسائل من الذهول عما يتعارفه الفحول من علماء المعقول والمنقول وما في تقسيم اصول الدراية الى اصول التفسير واصول فقه الفروع فان الدراية هي العلم والتفقه واصولها هي ما تحصل منه من الادلة الاربعة والمبادى اللغوية والشرائط الاجتهادية التى تشتمل على اصول الرواية ايضاً فحصر اصول الدراية في اصول التفسير واصول فقه الفروع مما لا يصح اصلا على ان اضافة الاصول الى التفسير يفيد الاستغراق وهو لا يتم الا بدخول الجزء الاعظم من اصول التفسير الذى هو علم الرواية لان التفسير بالراى حرام فيرد عليه جعل اصول الرواية قسيما لاصول الدراية مسابقا وقسما لها لاحقا وهو باطل قوله ولا اعلم الى الآن فيهما كتابا قبله ولا بعده مثله على عظم حجمه فانه في اربع مجلدات ضخام الكثير علمه اقول ومن الله التوفيق قد اكثر في توصيفه وبالغ في تعريفه ومع ذلك لم يفهم ما حاله واى مذهب منوا له

مین کہتا ہون اور توفیق خدا کے طرف سے ہے یہ تقسیم بھی فساد سے خالی نہین اسواسطے کہ دیانت عبارت ہے
تدین و تعبد سے جیسا کہ صراح مین ہے دیانت بالکسر دینداری اور تدین نہین حاصل ہوتا ہے مگر علم شریعت سے اور
علم شریعت نہین حاصل ہوتا ہے مگر درایت یعنی تفقہ کی صحت سے اور نیز روایت یعنی اسناد کی صحت سے پس شریعت
تو وہ امور ہین کہ جنکو نبی صلعم لائے اور اون کے اصول بھی ادلہ اربعہ ہین اور بس پس اصول دیانت بھی اصول شریعت
ہی ہین نہ کہ اون کی قسم اور اصول شریعت سے مسائل ارادہ کرنا علما مین غیر متعارف ہے اور صحیح بھی معلوم نہین ہوتا
اسلئے کہ شریعت ایک علم نہین ہے کہ اور علوم سے اپنے موضوع و غایت کے اعتبار سے علحدہ ہو یہانتک کہ کہا جائے کہ
اصول شریعت عبارت ہے مسائل شریعت اور اوس کے قواعد سے پس اصول دیانت کو اصول شریعت کی قسم بنانا محض
بیوجہ ہے قول مصنف کا، وهي نوعان اصول التفسير واصول فقه الفروع وهي نوعان احدهما اصول الدلائل
وثانيهما اصول المسائل كما في كتاب اصول المسائل عن اهل البيت الفضائل وكتاب اصول الرضا انتهى مین کہتا
ہون اور توفیق خدا کیطرف سے اہل عقل پر پوشیدہ نہین کہ جو کچھ مصنف کو لفظ اصول کی اضافت دلائل و مسائل کیطرف کرنے مین عدول
علما کے امر متعارف سے ذہول ہوا ہے اور جو کچھ خرابی اصول درایت کی تقسیم اصول فقہ و اصول تفسیر کے طرف کرنے مین واقع ہے
اسلئے کہ درایت نام ہے علم اور تفقہ کا اور اوس کے اصول وہی ہین کہ جن سے وہ حاصل ہوتی ہین یعنی ادلہ اربعہ
و مبادی لغویہ و شرائط اجتہادیہ کہ جس مین اصول روایت بھی داخل ہین پس اصول درایت کا حصر اصول تفسیر
اصول فقہ مین کرنا بالکل غیر صحیح ہے اسکے علاوہ لفظ اصول کی اضافت تفسیر کے طرف مفید استغراق ہے اور استغراق
جب ہی پورا ہوگا کہ اصول تفسیر کا جزو اعظم کہ وہ علم روایت ہے اصول تفسیر مین داخل رہے اسواسطے کہ
تفسیر رائے سے کرنا تو حرام ہے پس اسپر وارد ہوتا ہے اصول روایت کو پہلے اصول درایت کا قسیم
بنانا اور بعد مین اوسکی قسم بنانا اور یہ امر باطل ہے قول مصنف کا، ولا اعلم الى الآن فيهما كتابا قبله ولا بعده
مثله على عظم حجمه فانه في اربع مجلدات مع الاختصار لكثير علمه انتهى مین کہتا ہون اور توفیق خدا کے طرف سے
ہے مصنف نے کتاب اصول الرضا کی توصیف مین غلو کیا ہے اور اس کی تعریف مین
مبالغہ کیا ہے اور پھر بھی اوس کا حال نہ کہلا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کتاب کس مذہب کی ہے

ومن الفقه ورتبه وصحّحه وهذّبه وانما صنع ما صنع في هذا القول لاظهار علمه
وسعة عثوره وفضله وتفوّقه بعثوره على من كان قبله او في عصره من العلماء الراسخين
كابن نجيم والسيوطي وغيرهما من المتقدمين لكي يعدّ من المجددين ولا يعتدّ به في
القاصرين وسيعلم مما نأتي به في هذا الكتاب انه من المدعين في هذا الباب والى الله
المشتكى من هتك الفاضح وبتك القادح قوله واما اصول الطريقة فتعرف بعلم التصوّف
والزهد والرقاق كما في الكتاب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان واوّل
من صنّف فيه عبد الله بن المبارك ووكيع ومن اوسطهم احمد بن حنبل والحارث
المحاسبي ومن آخرهم صاحب التعرف والقوت والسلمي وابو نعيم والبيهقي والقشيري والهروي
ومن بعدهم هلمّ جرا الى وقتي هذا اقول ومن الله التوفيق جعل اصول الطريقة
قسيما لاصول الشريعة وحكم بانها تعرف بعلم التصوف والزهد والرقاق وشبهها كتب
وجعل مؤلفيها على ثلاث طبقات وهذا كله فاسد اما الاوّل فلان اصول الطريقة
هي اصول الشريعة لا غير لان ما رد الشريعة فهو زندقة فالمغايرة بينهما ليست من
حيث الاصول بل من حيث ان الشريعة عبارة عما جاء به النبي صلعم وروى الينا
بالاسناد الصحيح والطريقة عبارة عما القاه الله تعالى على قلوب الاصفياء من
الحقايق والمعارف لصفاء اذهانهم وتزكية نفوسهم بالاعراض عما سوى الله فالطريقة
نتيجة الشريعة من حيث العلم والعمل بها لا قسيمها او قسيمها ويتضح ذلك مما افاده امام
الطريقة وشيخ المعرفة ابن العربي في فتوحاته المكية وهو هذا فان قلت فلخص لي
هذه الطريقة التي تدعي انها الطريقة الشريفة الموصلة سالكها الى الله تعالى وما
تنطوي عليه من الحقايق والمقامات باقرب عبارة واوجز لفظ وابلغه حتى
اعمل عليه فاعلم ان الطريقة الى الله تعالى الذي سلكت عليه الخاصة من المؤمنين

اور اس کا مولف کون ہے اور اس قول مین بہی مصنف نے اپنی علمیت و زیادت تحقیق و فضل و تفوق
کا اظہار کیا ہے بہ نسبت علمائے سابقین و معاصرین کے مثل ابن نجیم و سیوطی وغیرہما کے علماے
متقدمین بین سے تاکہ مجددین مین مصنف کا بہی شمار ہوجاوے اور ناقصون مین سے نہ سمجھا جاوے
اور اس کتاب کے مضامین سے معلوم ہوجائیگا کہ اس باب مین مصنف کا صرف دعوی ہی دعوی ہے اور ہمارا شکوہ
خدا ہی کے سامنے ہے فضیحت کرنیوالے کی پردہ دری اور معترض کی قطع و برید سے (مصنف کا قول) واما اصول
الطریقة فتعرف بعلم التصوف والزهد والرقاق كما في كتب هذه الاخبار عن اهل البيت الحكمة والعرفان
واوّل من صنف فيه عبد الله بن المبارك ووكيع ومن اوسطهم احمد بن حنبل والحارث المحاسبي
ومن اخرهم صاحب التعرف والقوت والسلمي وابو نعيم والبيهقي والقشيري والهروي ومن بعدهم
هلم جرا الى في وقتي هذا الفقير مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے (مصنف نے اصول
طریقت کو اصول شریعت کا قسیم بنا کر یہ حکم لگایا کہ اصول طریقت کی معرفت علم تصوف و زہد و رقاق سے حاصل
ہوتی ہی اور چند کتابین علم تصوف کی مثالین بتا کر اون کے مصنفون کے تین طبقے بتائے اور یہ تمام بیان فاسد ہے
امر اول کا فساد اسوجہ سے ہے کہ اصول طریقت بہی اصول شریعت ہین نہ اونکا غیر اسوجہ سے کہ جن امور کو شریعت نے
رد کیا ہے وہ امور بیدینی سے ہین پس ان دونون مین فرق اصول کے لحاظ سے نہین ہی بلکہ اسوجہ سے ہی کہ شریعت
وہ احکام ہین جو باسناد صحیحہ نبی صلعم سے ہمارے طرف پہونچے ہین اور طریقت عبارت ہے اون امور سے کہ پاکیزہ
لوگون کے دلونپر حق تعالی کی طرف سے اونکا القا ہوا ہے یعنی حقایق و معارف اون کے اذہان کی صفائی اور
اون کے نفسون کی پاکی کی وجہ سے غیر اللہ سے کنارہ کشی کے سبب پس طریقت نتیجہ ہے شریعت کا شریعت کے علم و عمل کے
لحاظ سے نہ کہ شریعت کی قسم یا قسیم اور اس امر کی وضاحت اوس بیان سے بخوبی ہوجاتی ہے کہ جس کا افادہ فرمایا ہے
امام طریقت و شیخ معرفت نے فتوحات مکیہ مین اور وہ یہ ہے (پس اگر تو کہے کہ میرے لئے اوس طریقہ کا خلاصہ کر دو کہ جس کو
طریقت شریفہ کہا جاتا ہے اور یہ وہ کہ جو سالک کو خدا تک پہونچاتا ہے اور جو کچھ اوسمین حقایق و مقامات پیچیدہ ہین
واضح عبارت و مختصر الفاظ و بلیغ تر کلام مین تاکہ مین اوسپر عمل کرون پس معلوم کر تو کہ حق تعالی کا ارشاد ہے کہ جس مین

[illegible] اصول طریقت کو اصول [illegible] اصول طریقت [illegible] اصول الدین [illegible]

الطالبين بجاتهم دون العامة الذين شغلوا انفسهم بغير ما خلقت له على اربع
شعب بواعث ودواع واخلاق وحقايق الى اخر الفصل من شاء التحقيق فليرجع
اليه واما الثانى فلان حكمه بانها تعرف بعلم التصوف والزهد والرقاق غير تام
لانها كما تعرف منها تعرف من سائر العلوم الشرعية فتخصيص معرفتها بها مما
لا يصغى اليه واما الثالث فلان جعله ارباب الكتب المذكورة على الطبقات المذكورة
خلاف التحقيق كما يظهر من جواهر الحقايق حيث قال مولفه - او لكسى كه اين رابها علم
نهاد حارث محاسبى است كنيتش ابو عبد الله است از علماى مشائخست وقدماى
ايشان انتهى فعلم منه ان طبقاته الثلاث غير ناشئة عن علم هذه اما بدء الشا
فى الحال بتوفيق العزيز المتعال ومنه البداية واليه المآل قال الله تعالى فلولا
نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين فرض الايمان الاكمل قال الله تعالى
قل امنا بالله وما انزل علينا وما انزل على ابراهيم واسمعيل واسحق ويعقوب
والاسباط وما اوتى موسى وعيسى والنبيون من ربهم لا نفرق بين احد منهم
ونحن له مسلمون وقال تعالى يا ايها الذين امنوا امنوا بالله ورسله والكتب
الذى نزل على رسوله والكتب الذى انزل من قبل ومن يكفر بالله وملئكته
وكتبه ورسله واليوم الاخر فقد ضل ضلالا بعيدا وقال انما المومنون
الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم ايته زادتهم ايمانا وعلى
ربهم يتوكلون الذين يقيمون الصلوة ومما رزقهم ينفقون اولئك هم المومنون
حقا الاية قال حافظ الاولياء صاحب الكرامات العلى محمد بن اسلم الطوسى صاحب
المسند الجود حدثنا على بن موسى الرضا عن ابيه ثنا ابى جعفر عن ابيه محمد بن
بن على عن ابيه على بن الحسين عن ابيه الحسين عن ابيه على رضى الله عنهم قال

طالبین نجات مین سے خاص لوگ چلی ہین نہ کہ عوام الناس کہ جنہون نے اپنی نفسون کو مشغول کر دیا ہی اون کامون مین کہ جن کے
لیے وہ پیدا نہین کیے گئے چار قسم پر ہے شعب جو بلیغت و دواعی و اخلاق آخر فصل تک جسکو تحقیق مد نظر ہو فتوحات کو دیکھے
اور امر دوم کا فساد اسوجہ سے ہی کہ مصنف نے جو حکم لگایا ہے کہ اصول طریقت کی معرفت علم تصوف و زہد و رقاق سے حاصل
ہوتی ہے نا تمام ہے اسلیے کہ جس طرح ان سے ہوتی ہے اور علوم شرعیہ سے بھی ہوتی ہے پس معرفت مذکورہ کو انہین کے ساتھ
خاص کر دینا قابل التفات نہین ہے اور تیسرے امر کا فساد اسوجہ سے ہے کہ مصنف کا مصنفین کتب تصوف کو طبقات
مذکورہ پر قرار دینا خلاف تحقیق ہے جیسا کہ جواہر الحقائق سے ظاہر ہوتا ہی جس مقام مین اوسکے مصنف نے کہا ہی پہلے جس نے علم
تصوف کی بنیاد قایم کی حارث محاسبی ہے کنیت اوسکی ابوعبداللہ علما و مشائخ سے ہے اور اونکی اولین مین ہین انتہی پس معلوم ہوا
مصنف کے طبقات ثلاثہ مذکورہ علم سے ناشی نہین ہین یہ وہ تحقیق ہے جو ہمپر اسوقت منکشف ہوئی بعد استعمال کی
توفیق سے اور اوسی سے آغاز ہی اور اوسی کیطرف انجام ہے کہا مصنف نے فرمایا حق تعالی نے (پس کیون نہین سفر کرتے ہر گروہ مین
ایک جماعت دین مین سمجھ پیدا کرنیکے واسطے) فرض ایمان اکمل کا فرمایا حق تعالی نے کہو کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور جو کتاب ہم پر اوتری
اور جو کتاب ہین کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب و اسباط پر اوتری ہین اور جو کتاب ہین کہ موسی و عیسی کو اور دوسرے انبیاء کو دی گئی
ہین ہم نبیون مین کسیکو جدا نہین سمجھتے ہین اور ہم خدا ہی کے مطیع فرمان ہین اور فرمایا حق تعالی نے اے ایمان والو تم ایمان لاو خدا پر
اور اوسکے رسول پر اور اس کتاب پر جسکو خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمایا ہے اور جو پہلے نازل کی گئی اور جو شخص کفر کریگا خدا سے
اور اوسکے فرشتون سے اور کتابون اور رسولون اور آخری دن سے تو وہ بیشک بہک گیا دور کا بہکنا) اور فرمایا ایمان دار
وہ لوگ ہین کہ جب خدا کا ذکر کیا جائے تو اون کے دل ڈر جاتے ہین اور جب کلام الہی کی آیتین اونکے سامنے تلاوت کیجاتی ہین
تو اون کے ایمان کو زیادہ کرتی ہین اور وے اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہین جو کہ نماز قایم رکھتے ہین اور
ہمارے دیے ہوے مین سے خرچ کرتے ہین یہی لوگ واقعی ایمان دار ہین آیت کے آخر تک فرمایا اولیاے اصحاب
کرامات کے بڑے حافظ محمد بن اسلم طوسی مسند مجود کے مصنف نے کہ ہم سے حدیث بیان کی علی بن موسے رضا نے
اپنے باپ کی روایت سے کہ ہم سے حدیث بیان کی میرے باپ جعفر نے اپنے والد محمد بن علی کی روایت سے انہون نے اپنے
والد علی بن حسین کی روایت سے انہون نے اپنے والد حسین سے انہون نے اپنے والد علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا انہون نے کہ فرمایا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب
وعمل بالجوارح ورواه البيهقي في شعب الايمان ثنا ابو محمد عبيد بن محمد
بن مهدي القشيري انا ابو محمد عبد الله بن محمد بن موسى بن كعب ثنا ابو محمد
الفضل بن محمد بن المسيب ثنا ابو الصلت الهروي عبد السلام ومحمد بن
اسلم الطوسي قالا ثنا علي بن موسى الرضى عن ابيه فذكره به وسنده مسلسل
بالائمة السبعة اولي المرتبة الكمل وقوله عليه الصلوة والسلام اقرار
باللسان اي بتوحيد الله وتصديق رسوله وما جاء به - وقال الحافظ البلاذري
ابو محمد احمد بن محمد بن ابراهيم بن هاشم صاحب الصحيح على وضع صحيح مسلم
ثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى ابو السيد المحجوب ثني ابي علي بن
محمد ثني ابي محمد بن علي ثني ابي علي بن موسى الرضى قال ثني ابي موسى بن
جعفر قال ثني ابي جعفر عن ابيه محمد بن علي عن ابيه علي بن الحسين عن ابيه الحسين عن ابيه
علي رضي الله عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان
معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالاركان - وقال الحافظ ابو بكر احمد
بن عبد الرحمن الفارسي الشيرازي في الالقاب ثنا ابو بكر محمد بن احمد بن
عقيل الوراق ثنا ابو محمد احمد بن محمد بن ابراهيم بن هاشم البلاذري الحافظ
فذكره عنه به وسنده مسلسل بالائمة العشرة الكمل فذلك السند العالي
هو السلسلة الذهبية او عقد اللآلي بل سبحة الجواهر المهذبة لا بل هذا
تقصير لفضله الكبير وسيروى بنده من فضيلة كل من هؤلاء الائمة
انشاء الله تعالى ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر ما صنف من
ذوي الروايه بالاجتماع بالامام علي الرضى وحفيده ابنه الامام الحسن العسكري

والمراد بالمعرفة بالقلب التصديق تفسير بالرازي

فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور معرفت ہے دل سے اور
عمل کرنا ہے جوارح سے) اور روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اس طرح سے کہ
بیان کیا ہم سے ابو محمد عبید بن محمد بن محمد بن مہدی قشیری نے کہ ہم کو خبر دی ابو محمد عبد اللہ
بن موسی بن کعب نے کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد فضل بن محمد بن مسیب نے کہ ہم سے بیان کیا
ابو الصلت الہروی عبد السلام و محمد بن اسلم نے دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی
بن موسی رضا نے اپنے باپ کی روایت سے پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بسند مذکور اور
اس حدیث کی سند سات اماموں رفیع الشان کاملین سے مسلسل ہے اور قول حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام کا اقرار باللسان اسے اقرار کرنا اللہ کی توحید کا اور سچا ماننا اوسکے
رسول کو اور اوس کی شریعت کو اور کہا حافظ بلاذری ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم
نے کہ جو مصنف ہے ایک صحیح کا صحیح مسلم کی وضع پر کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی بن محمد
بن علی بن موسی سید محجوب کے باپ نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ علی بن محمد نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ محمد بن
علی نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ علی بن موسی رضا نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ موسی بن جعفر نے کہا مجھ سے بیان کیا میرے باپ جعفر نے
اپنے باپ محمد بن علی کی روایت سے انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے انہوں نے باپ حسین سے انہوں نے اپنے باپ علی سے انہوں نے اپنے حبیب سے
ہو کہا فرمایا رسول اللہ صلعم کہ ایمان دل سے جاننا اور زبان سے کہنا اور جوارح سے عمل کرنا ہے اور کہا حافظ ابو بکر احمد بن عبد الرحمن
فارسی شیرازی نے القاب میں کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن احمد بن عقیل وراق کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم
بن ہاشم بلاذری حافظ نے پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بلاذری نے بسند مذکور اور بلاذری کی
سند مسلسل ہے دس اماموں کاملین سے پس یہ سند عالی سونے کی مالا ہے یا موتیوں کا ہار ہے
بلکہ جواہر کی آراستہ تسبیح ہے نہیں بلکہ یہ اوس کے فضل کبیر کو گھٹانا ہے اور عنقریب کچھ فضائل
ان اماموں میں سے ہر ایک کی روایت کئے جائیں گے اگر خدا کو منظور ہے اور کسیکو اون اہل
تصنیف میں سے کہ جنکی تصانیف مشہور ہیں محدثین میں امام علی رضا اور اونکے پوتے امام حسن عسکری کو شاگرد

الاستماع منهما الا اهل السنة ولله المنة انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه لما فرغ من بيان
تسمية كتبه من ابا الفقه الاكبر وبيان موضوعه من عقائد اهل البيت شرع باول
العقائد الذي هو الايمان واستدل عليه بعدة ايات واحاديث بذكر اسانيدها
التي افتخر بها كل الافتخار ولما كان في زعمه ان الايمان مركب من القول والمعرفة
والعمل سرد ثلاث ايات تدل كل منها على كل منها فالاية الاولى اعني قولوا امنا
بالله الخ تدل على جزئية القول والثانية اعني يا ايها الذين امنوا امنوا بالله الخ
تدل على جزئية المعرفة والثالثة اعني انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت
قلوبهم الخ تدل على جزئيه لان التوكل واقامة الصلوة والانفاق من الرزق
من الاعمال ثم قصد التصريح بهذه الامور الثلاثة بحديث محمد بن اسلم الطوسي
اعني الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح فذكره وابدى بذكر
طرقه وتوابعه وتوصيف رواته فنقول في جوابه ان هذا المحشي ليس له فهم
بالمعنى ولا هو ابن تحصيل للمعنى وان ادعى انه منهم اللوذعي او الالمعي لان الاية الاولى
انما تدل على وجوب القول بالايمان لا على جزئية له وانما هي منها امر لحل والثانية
لا ذكر فيها المعرفة حتى تدل على جزئيتها للايمان وسياتي بيانه مفصلا والثالثة
لا دخل لها في جزئية الاعمال للايمان وانما هي تدل على ان الاعمال المذكورة فيها
من امارات الايمان فبطل كل ما ادعاه في زعمه على رغم انفه وما ثبت من القران
في باب الايمان عند اهل السنة انه هو تصديق بالقلب لا غير كما يفهم من اية
اولئك كتب في قلوبهم الايمان ومن اكره وقلبه مطمئن بالايمان ومن قول
ولما يدخل الايمان في قلوبكم وغير ذلك والاحاديث ايضا تدل عليه كما قال
عليه السلام اللهم ثبت قلبي على دينك وقال عليه السلام لاسامة حين قتل

جمع ہونے اور ان دونون سے حدیث سننے کا شرف حاصل نہین ہوا ہے بجز اہل سنت کے اور خدا ہی کا احسان ہے
انتہی مین کہتا ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ ہر گاہ مصنف کو اس کتاب کا نام بتانے اور اوسکی موضوع کے بیان
کے بیان سے کہ وہ اہلبیت کے عقائد مین فراغت ہوئی تو مسئلہ ایمان کو کہ سب عقاید مین اول ہے بیان کرنا شروع
کیا اور چند آیتین اور چند حدیثین ایسی کہ اونکی سندون کو ذکر کرکے اقتصار کیا ہے پورا اقتصار کرنا دلیل مین
لایا اور چونکہ مصنف کے زعم مین ایمان مرکب تھا قول و معرفت و عمل سے تو تین آیتین بیان کی کہ اون مین سے
ہر ایک دلیل ہے ہر ایک جزو ایمان کی پس پہلی آیت یعنی قل امنا باللہ آخر تک دلیل ہے قول کے
جزو ایمان ہونے کی اور دوسری آیت یعنی یا ایہا الذین امنوا امنوا باللہ آخر تک دلیل ہے معرفت کے جزو
ایمان ہونے کی اور تیسری آیت یعنی انما المومنون الذین اذا ذکرت وجلت قلوبہم آخر تک دلیل ہے عمل کے
جزو ایمان ہونیکی اس لئے کہ توکل کرنا اور نماز کو قایم رکھنا اور روزی مین سے خرچ کرنا اعمال کے قبیل
سے ہے پھر چاہا کہ ان تینون امور کے جزو ایمان ہونیکی تصریح بھی بیان کر دیوے محمد بن اسلم الطوسی کی
حدیث یعنی (الایمان اقرار باللسان و معرفت بالقلب و عمل بالجوارح) سے پس حدیث مذکور کو ذکر کیا اور اوسکے طرق و توابع
بیان کئے اوسکی تائید کی اور اوسکو اونہون مصنف کے بیان سے پس اسکے جواب مین کہتے ہین کہ اس حق کو تو اپنی مرضی کا فہم ہو اور نہ
محدثین کا بنایا ہوا اوسکا لے پالک کہ اسکو دھوکا ہو کہ مین جماعت محدثین مین کا اور نہ … ہون اس لئے کہ پہلی آیت سے اوس کو
زبان سے کہنے کا وجوب سمجھا جاتا ہے نہ کہ زبان سے کہنا ایمان کا جز ہے جزئیت قول از مضمون آیت … اور دوسری
آیت مین معرفت کا ذکر بھی نہین ہے معرفت کی جزو ایمان ہونے پر دلالت کرنا تو کجا اور اسکا بیان مفصل طور پر قریب مین آئیگا اور تیسری آیت
کو اعمال کے جزو ایمان ہونے مین اصلا مدخلیت نہین ہے اور جسکے تو اسقدر سمجھا جاتا ہے کہ جو لوگ … مین … ایمان … اور …
کچھ مصنف کے اوس خیال مین مفہوم قائم کیا تھا اوسکے خلاف اسکا باطل ہوگیا اور اہل سنت کے نزدیک قرآن ایمان کے باب مین اسقدر ثابت ہے کہ ایمان صرف
تصدیق قلبی کا نام ہے اور بس جیسا کہ آیت ان لوگون کے قلوب مین خدا نے ایمان کو لکھدیا اور … اوس کا … ایمان اور حق تعالی کے
قول … ہنوز تمہارے دلون مین ایمان داخل نہین ہوا اور دوسری آیتون سے سمجھا جاتا ہے اور … مین بھی اسی پر دلالت کرتی ہین چنانچہ حضرت علیہ السلام
نے فرمایا ہے اے خدا ثابت کر میرے دل کو اپنے دین پر اور اسامہ سے ارشاد فرمایا جبکہ انہون نے ایک کلمہ گو کو قتل کر ڈالا

من قال لا اله الا الله هلا شققت قلبه وغير ذلك منها ومن ثم ذهب جمهور
المحققين الى ما قلنا خلافا لما ادعى به هذا المدعي كما نص عليه العلامة التفتازاني
في شرح للعقائد النسفية حيث قال وذهب جمهور المحققين الى انه هو التصديق
بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحكام في الدنيا لما ان تصديق القلب امر
باطني لا بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله
وان لم يكن مؤمنا في احكام الدنيا انتهى هذا في ما استدل به من الايات واما
الاحاديث فنقول في جوابها بعونه تعالى ان قوله قال حافظ الاولياء صاحب
الكرامات الشيخ محمد بن اسلم الطوسي صاحب المسند المجود حدثنا علي بن موسى
الرضى عن ابيه الخ يوهم الى ان محمد بن اسلم مخرج هذا الحديث وانه لم يجد في
مسنده وكلاهما باطلان اما الاول فلانه مخرج الحديث الالهي بهذا السند
المعتبر تخريجه هذا الحديث غير ثابت عند المحدثين واما الثاني فلانه اخرج
الحديث الذي رواه بهذا السند في تاريخه النيسابوري لا في المجود والدليل
على ما قلنا انه قال العلامة بن حجر في الصواعق المحرقة ذيل ترجمة الامام
علي الرضا في صفحه (١٠٢) ولما دخل نيسابور كما في تاريخها وشق سوقها وعليه
مظلة لا يرى من ورائها تعرض له الحافظان ابو زرعة الرازي ومحمد بن اسلم
الطوسي ومعهما من طلبة العلم والحديث ما لا يحصى فتضرعا اليه ان يريهم وجهه
ويروي لهم حديثا عن ابائه فاستوقف البغلة وامر غلمانه بكشف المظلة
واقر عيون تلك الخلائق برؤية طلعته المباركة فكانت له ذوابتان مدليتان
على عاتقه والناس بين صارخ وباك ومتمرغ في التراب ومقبل لحافر بغلته
فصاحت العلماء معاشر الناس انصتوا واسمعوا منه الحافظان المذكوران فقال

دتو نے اوس کے دل کو کیون نہ چیر ڈالا) اور دوسری حدیثین ہین ان کے سوا اسی سبب جمہور محققین نے
ہمارے قول کو مذہب قرار دیا ہے برخلاف مدعاے مصنف کے چنانچہ علامہ تفتازانی نے عقاید نسفی کی شرح
شرح مین اسکی تصحیح کردی ہے جس مقام مین کہ کہا ہے (اور جمہور محققین کا مذہب ہی کہ ایمان تصدیق بالقلب ہے
اور اقرار احکام دنیاوی کے جاری کرنیکو شرط ایمان ہی اس لئے کہ تصدیق قلبی ایک باطنی امر ہے کہ جسکیلئے
کوئی علامت چاہئے پس جسنے دل سے مان لیا اور زبان سے اقرار نہین کیا تو وہ خدا کے نزدیک مومن ہی
اگرچہ احکام دنیا مین مومن نہو انتہی) یہ تو جواب ہوا اون آیات کا کہ جن سے مصنف دلیل لایا ہی اور لیکن حدیثین اونکو
جواب مین کہتے ہین خدا کی مدد سے کہ مصنف کا قول (قال حافظ الاولیاء اصحاب الکرامات العلی) تا آخر اسکا
وہم دلاتا ہی کہ محمد بن اسلم حدیث مذکور کا راوی ہی اور اس حدیث کو اپنی مسند مین اونے روایت کیا ہی اور یہ دونو باتین باطل ہین
اول کا بطلان اس وجہ سے ہی کہ محمد بن اسلم نے اس سند معتبر سے حدیث الٰہی کو روایت کیا ہے اور اس حدیث کی روایت
محمد بن اسلم سے محدثین کے نزدیک ثابت نہین ہی اور دوم کا بطلان اس وجہ سے ہی کہ محمد بن اسلم نے جس حدیث کو اوس سند
سے روایت کیا ہی تو اوسکی روایت تاریخ نیشاپوری مین کی ہے نہ کہ مسند محمودین اور ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہی کہ علامہ
ابن حجر نے صواعق محرقہ مین امام علی رضا کے ترجمے کے بیچ صفحہ (۱۰۸) مین لکھا ہی (اور جبکہ نیشاپور مین داخل ہوئے جیسا کہ تاریخ
نیشاپور مین مذکور ہی اور اوس کے بازار مین گھسے اور آپکے اوپر ایک پردہ تھا کہ جسکی سبب سے آپ نظر نہ آتے تھے آپکے سامنے
دو حافظ آئے ابو ذرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی اور ان دونون کے ہمراہ علم حدیث کے طالب بیشمار تھے پس ان دونون
نے نہایت الحاح کی کہ اپنا چہرہ انور حاضرین کو دکھائین اور اپنے آبا کی طرف سے ایک حدیث ان سے روایت فرمائین پس اپنے خچر کو
ٹھہرایا اور خدام کو پردہ اٹھانیکا حکم دیا اور اس مخلوق کی آنکھونکو صورت مبارک کے دیدار سے ٹھنڈا کیا پس آپکے دو گیسو تھے
کندھے پر لٹکے ہوئے اور لوگون کی یہ حالت ہوگئی کہ کوئی چیخ مار رہا تھا اور کوئی روتا تھا اور کوئی مٹی مین
لوٹتا تھا اور کوئی آپکے خچر کے سم کو چومتا تھا پس علما نے شور کیا کہ اے حاضرین خاموش ہو
پس سب خاموش ہوگئے اور دونون حافظ مذکور نے آپ سے حدیث کا لکھنا چاہا پس فرمایا

حدثني ابي موسى الكاظم عن ابيه جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر عن ابيه
زين العابدين عن ابيه الحسين عن ابيه علي بن ابيطالب رضي الله عنهم قال حدثني
حبيبي وقرة عيني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حدثني جبرئيل قال سمعت رب
العزة يقول لا اله الا الله حصني فمن قالها دخل حصني ومن دخل حصني امن من
عذابي ثم ارخى الستر وسار فعد اهل المحابر والدوى الذين كانوا يكتبون فانافوا
على عشرين الفا وفي رواية ان الحديث المروي الايمان معرفة بالقلب واقرار باللسان
وعمل بالاركان ولعلهما واقعتان قال احمد لو قرأت هذا الاسناد على مجنون لبرئ
من جنته انتهى فهذا النقل المطابق للعقل اول دليل على ان المروي عن الامام
علي الرضا بالسند المعتبر البالغ حد التواتر بالمعنى الموصوف بالشفاء للمجنون عند
اجلة المحدثين هو الحديث الالهي الذي رواه الحافظان ابو زرعة ومحمد بن اسلم
الطوسي واما هذا الحديث الذي استدل به المصنف فهو غير ثابت بالنقل
الصحيح ولا يخلو سنده عن ضعف ولهذا قال العلامة ابن حجر في بابه وفي
روايته وايضا قال ولعلهما واقعتان يعني انه غير ثابت وعلى التسليم فيقال
لعلهما واقعتان وايضا قال الدارقطني بعد ذكر هذا الحديث من الهروي
انه متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث
وقال ابن الجوزي فيه ايضا انه موضوع ووافقه في هذا القول السخاوي في
المقاصد الحسنة ولهذا ترك هذا الحديث واقتصر على رواية ابن ماجه
فبعد تصريح هؤلاء الجهابذة بكذب الهروي ووضعه هذا الحديث كيف
يسوغ الاستدلال وان هذه المكابرة لا يرتكب عليها الا المجترئ ولعمري مقولته
تضع المصنف صنيع المخادع حيث جعل محمد بن اسلم مخرجا له وابي الصلت

بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسی کاظم نے اپنے باپ جعفر صادق کی روایت سے انہون نے اپنے باپ محمد باقر کی روایت سے انہون نے باپ زین العابدین کی روایت سے انہون نے اپنے باپ حسین کی روایت سے انہون نے اپنے باپ علی ابن ابی طالب کی روایت سے رضی اللہ تعالی اون سبہون سے کہا حضرت علی نے کہ مجھ سے میرے حبیب اور میرے آنکھون کی خنکی رسول خدا صلعم نے کہ مجھسے بیان کیا جبرئیل نے کہ سنا مین نے رب العزت سے کہ فرماتا ہے لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے پس جس نے یہ کلمہ کہا وہ داخل ہوا میرے قلعہ مین اور جو داخل ہوا میرے قلعہ مین امن پایا میرے عذاب سے پھر پردہ چھوڑ کر روانہ ہو گئے پس نشانی دوات والے جو وہان پر لکھ رہے تھے جب اون کا شمار کیا گیا تو کچھ اوپر بیس ہزار تھے اور ایک روایت مین ہے کہ حدیث یہ تھی کہ الایمان معرفۃ بالقلب واقرار باللسان وعمل بالارکان ہے اور شاید کہ یہ دو واقعہ ہون گے احمد نے کہا ہے کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑہی جاوے تو اپنے جنون سے اچہا ہو جاوے انتہی یہ نقل عقل کے بہی مطابق ہے بہت بڑی دلیل ہے اس پر کہ حدیث ہروی امام علی رضا بسند معتبر کہ جو تواتر معنوی کو حد تک پہنچائی ہے اور اجلہ محدثین کے نزدیک شفای مجنون کی فضیلت سے موصوف ہے وہی حدیث الہی ہے کہ جس کے راوی دو حافظ حدیث ابن ابو زرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی اور لیکن یہ حدیث کہ جسکو مصنف نے دلیل گردانا ہے پس اسکا ثبوت نقل صحیح سے نہین ہے اور اسکی سند ضعف سے خالی نہین ہے اسی وجہ علامہ ابن حجر نے اس کے باب مین وفی روایتہ کہا اور نیز کہا کہ لعلہما واقعتان یعنی اول تو یہ حدیث غیر ثابت ہے اور بر تقدیر تسلیم ثبوت کہا جاویگا کہ شاید یہ دو واقعہ ہون گے اور نیز دار قطنی نے ہروی کی اس حدیث کو ذکر کرنیکے بعد کہا ہی کہ ہروی پر اس حدیث کے وضع کرنیکی تہمت قایم ہے کسی نے اسکو روایت نہین کیا ہی مگر ہروی سے جو اکثر یہی اوسکی وضع مین اور ابن جوزی نے بہی اسکو موضوع کہا ہے اور سخاوی نے مقاصد حسنہ مین ابن جوزی کے اس قول کی موافقت کی ہے اسی وجہ سے اس حدیث کو چھوڑ دیا اور ابن ماجہ کی روایت پر بس کیا پس ان اکابر محدثین کے تصریح کرنیکی بعد کذب ہروی اور اس حدیث کے موضوع ہونے پر کیونکر اس حدیث سے دلیل لانا جایز ہو یہ تو مکابرہ ہے کہ جس کا ارتکاب دین مین جرأت والا کرتا ہی اور حدیث ہروی کے غیر مقبول ہونے کی وجہ سے مصنف نے دہوکا دینے والے کا کام کیا ہی کہ محمد بن اسلم کو اوس کا راوی قرار دیا اور ابو الصلت

المجروح شاهد البحث قال بعد تخريجه عن محمد بن اسلم ورواه البيهقي في شعب
الايمان ثنا ابو محمد الى ان قال ثنا ابو الصلت الهروى عبد السلام ومحمد بن اسلم
قالا حدثنا علي بن موسى الرضا عن ابيه فذكره وسنده مسلسل بالائمة
السبعة او في الرفعة الكمل انتهى وهذا ايضاً لا يخلو عن شيء لأن تخريج محمد بن اسلم
عن الامام علي الرضا انما وقع في نيسابور وكان معه حينئذ الحافظ ابو زرعة
الرازي لا الهروى فكيف يصح جعله الهروى شاهد للطوسى ان هذا الا
اختلاق وايضاً خدع خديعة اخرى وبيانها انه وضع المردود ههنا موضع
الالى المقبول واثبت اوصاف المقبول المردود ثم وضع الالى المقبول موضع المردود
في صفحه (٣٢) واثبت صفاته اياه ان هذا الا الشقاق ثم استدل عليه بحديث
البلاذرى الذى قال فيه ابن الجزري كذا وقع هذا الحديث بهذا السياق
من المسلسلات السعيدية والعهدة فيه على البلاذرى انتهى وحاول تزكيته
في اثناء السند حيث قال انه صاحب الصحيح على وضع الحديث واثبت كونه
مقبول الرواية باخذ الشيرازى هذا الحديث منه في الالقاب ثم اتى على سنده
بالامر يد عليه حيث قال وسنده مسلسل بالائمة العشرة الكمل وهذا هو
السند العالي هو السلسلة الذهبية او عقد اللالى بل بهجة الجواهر المهذبه
لا بل هذا اقصير بفضيلة الكبير ثم افتخر بتخريج الحديث بهذا السند اعنى
البلاذرى على الشيعة حيث قال ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر
ما صنف من ذوى الرواية بالاجتماع بالامام علي الرضا وحفيد ابنه
الامام الحسن العسكرى والاستماع منهما الا اهل السنة ولله المنة وهذا كله
ليس الا كنسج العنكبوت لانه اوهن البيوت او كالتي نقضت غزلها ثم جعلها انكاثا

مجروح کو اوسکا شاہد بنایا اس سلئے کہ اس حدیث کی روایت محمد بن اسلم سے کرکے کہا کہ اسکو روایت کیا بیہقی
نے شعب الایمان مین کہ ہمسے بیان کیا ابو محمد نے یہانتک کہ کہا بیان ہمسے ابو الصلت ہروی علیہ السلام
اور محمد بن اسلم نے کہا دونون نے کہ بیان کیا ہمسے علی بن موسیٰ رضا نے اپنے باپ کی روایت سے پس
ذکر کیا اوس کو پس مذکور اور اوس کی سند مسلسل ہے ساتہ اماموں رفیع الشان کاملین سے انتہی
اور یہ امر بھی فساد سے خالی نہین ہے اسلئے کہ محمد بن اسلم کی روایت امام علی رضا سے نیشاپور مین واقع
ہوئی ہے اور اوسوقت اون کی ساتھ حافظ ابو زرعہ رازی تھے نہ کہ ہروی پس مصنف کا ہروی کو طوسی کا
شاہد بنانا کسطرح سے صحیح ہوسکتا ہے یہ تو محض بناوٹ ہے اور نیز ایک اور فریب کیا ہے بیان اوسکا یہ
ہے کہ مصنف نے اس مقام مین حدیث مردود کو حدیث الہی مقبول کی جگہ مین رکہا ہے او مقبول کے
اوصاف کمال مردود کیلئے ثابت کئے پہر صفحہ (۲۴۴) مین حدیث الہی مقبول کو مردود کی جگہ مین بیان اور صفات
مردود مقبول کیلئے ثابت کئے یہ بھی ایک عداوت کا اصل ہے پہر دعویٰ کذب پر بلاذری کی حدیث سے دلیل لایا
جسکے باب مین ابن جوزی نے کہا ہے کہ اسی طرح مذکور ہے یہ حدیث مسلسلات سعید مین ہے اور اس کی موضوع کا
ذمہ بلاذری پر ہے انتہی اور بلاذری کا تذکرہ کیا مصنف نے اثنائے سند مین اس طرح پر کہ بلاذری کی
نسبت کہا کہ وہ ایک صحیح کا مصنف ہے صحیح مسلم کی بنیاد پر اور اوسکی مقبول الروایت ہونا ثابت کیا اس
حدیث کو شیرازی سے نقل کرنیسے بروایت بلاذری القاب مین پہر اوسکی سند کی تعریف بیان کی اس قدر کہ
اوسپر زیادتی دشوار ہے چنانچہ کہا اور اوسکی سند دس اماموں کاملین سے مسلسل ہے یہ سند عالی ہونیکی علاوہ یہ ہے موتیونکا
ہار ہی بلکہ موتیونکی آراستہ تسبیح ہی نہین بلکہ یہ بیان اوس کی بڑے فضل کو گہٹاتا ہی پہر اسکے ساتھ اس حدیث کے
راوی یعنی بلاذری کیوجہ سے شیعون پر تشنیع بیان کیا ہی اس طرح پر کہ کہا محدثین اصحاب تصنیف نے جنکی تصانیف مشہور
ہین امام علی رضا اور اونکی پیرو سے اما حسن عسکری تک سے صحیح ہونے اور راوی دونون سے حدیث سننے کا شرف کیوں
حاصل نہین ہوا بجز اہل سنت کے اور خدا ہی کا احسان ہے اور یہ تمام تقریر بلاذری کے بیان سے کہ علم شیعی ہے
کہ جو تمام گہرون کا رکہتا ہے یا مثل اوس عورت کے ہے جو اپنی کاتی ہوئی سوت کو توڑ ڈالتی ہی اور اپنے سوت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی تہی

وكالغريق يتشبث بالحشيش وكحفر الجبل لاخراج التبن وانعم ما قيل ع
ولن يصلح العطار ما افسده الدهر، لان البلاذري وكذا ابو الصلت الهروي
وعلي بن غراب وغيرهم من الذين تشبث المصنف باحاديثهم كلهم من الشيعة الذين
او المفضلة فجميع رواياتهم المردودة لاثبات مسئلة الايمان التي هي اعظم العقائد وادلها
على مذهب اهل السنة دال على كمال السخافة ونهاية البلاهة ومع ذلك هذه
الاحاديث في انفسها مخالفة للآيات والاحاديث المتواترة واجماع الامة والقياس
كما ذكرناه في المقدمة وسنذكره بعد ان شاء الله وكون هذا السند مسلسلا بالائمة
العشرة ايضا غير صحيح لان المسلسل من الاحاديث ما يتفق رجال سنده كما هو مصطلح
اهل الحديث وصرح به في فقه اهل البيت على ثقته في البيت هكذا فان اتفق الرواة
في صيغ الاداء او الحالات وغيرها فهو المسلسل وان كان الرواة من اهل البيت فهو
سلسلة الذهب كحديث علي بن موسى الرضا عن ابيه الى النبي صلى الله عليه وسلم
وفي هذا السند محمد بن علي وقد مات ابوه في المشهد وهو بخراسان وهو كان في بغداد و
لهذا ما اتفق له استماع الحديث ولا اخذ مسائل الامامة المعتبرة عند الشيعة كما قال في
الملل والنحل ومن قال بعد الرضا او لا في محمد بن علي اذ مات ابوه وهو صغير غير مستحق للامامة
ولا علم عنده بمناهجها انتهى فانقطاع هذا السند عن ابيه متفق عليه بين الامامية واهل
السنة فبطل كونه مسلسلا بالائمة العشرة وايضا ولم يتشرف احد ممن صنف [illegible]
عين ثابت البلاذري ولا الهروي وان ادعى فعليه البيان وما دام لم يثبت فلا افتخار
به ليس الا من الامر الاضاحيك والاعاجيب وان سلمنا فكونهما من الشيعة ينقض
دعوته ويبطل مدعاه وايضا نقل المصنف في هذا الكتاب ولا في غيره حديثا برواية
الهروي والبلاذري بحيث العلم مسند الى ان احدهما قد تشرف بالاستماع منهما

یا مثل ڈوبتے کے ہے کہ تنکے کا سہارا لیتا ہے یا پہاڑ کو اوکھیڑنا ہے تنکا نکالنے کیواسطے اور کیا خوب کہا کہا ہے کہ شعر یا
قوس دوا کو درست نہیں کر سکتا ہے کہ جسمین زمانہ نے فساد پیدا کر دیا ہو اس لئے کہ بلاذری اور اسیطرح ابو الصلت
اور علی بن غراب اور اونکے سوا اور بہت سے راوی کہ جنکی حدیثوں سے مصنف دلیل لایا ہے یہ تمام راوی غالی شیعہ
یا تفضیلیہ تھے پس اونکی روایات مردودہ کو مسلمان کے ثابت کرنیکے واسطے جمع کرنا اور یہ سمجھنا یہ عقیدہ یا ہے اعظم
اول ہے مذہب اہل سنت کے طور پر کمال خلافت اور بیانت ہو فوقیت پر دال ہے اور اوسکے ساتھ بہت سی دلالات
خود مخالف ہیں آیات و احادیث متواترہ و اجماع امت و قیاس ہے جیسا کہ بعضے اسکو مقامات میں ذکر کیا ہے اور آیندہ بھی
ہم اوسکو ذکر کرینگے اور حدیث بلاذری کی سند کا مسلسل ہونا جو ہم کہتے ہیں اوسکی تصحیح نہیں ہے اس لئے کہ حدیث
مسلسل وہ ہے کہ جسکی سند کے راوی ایک طرح کے ہوں جیسا کہ محدثین کی اصطلاح ہے اور فقہا اہل بیت میں
تعصب ثابت ہیں اسکی ترجیح کی ہے اس طرح کہ پس آیا راوی حدیث کے متفق ہوں یا اوکے صیغوں میں یا حالات و غیرہ میں
تو وہ حدیث مسلسل ہو اور اگر کل راوی اہل بیت ہوں تو وہ سلسلة الذہب ہے جیسے کہ حدیث علی بن موسیٰ رضا کی اپنے
باپ سے نبی صلعم تک انتہی اور حدیث بلاذری کی سند میں ہیثم بن علی ہیں کہ وہ پانچ چھ سال کے بنداد میں بعد اپنے
باپ کے مشہد میں وفات پائی اور اسیوجہ سے اونکو حدیث سننے اور منا منہاج امامت کے سیکھنے کا جو کہ شیعہ کے بیان ہم
ہیں اتفاق نہیں ہوا جیسا کہ ملل و نحل میں لکھا ہے کہ اور جو کہ علی کا قائل ہوا تو اوسنے پہلے ہی محمد بن علی کے باپ میں
شک کیا اسلئے کہ اونکے باپ نے وفات پائی اور وہ بہت چھوٹے مستحق امامت تھے اور نہ اونکو منہاج امامت کا علم تھا اا
پس اس سند کا منقطع ہونا اس بات سے سنی و شیعہ دونوں کا متفق علیہ ہے پس وہ حدیث بلاذری کا مسلسل ہونا اسی امر کی
ساتھ باطل ہو گیا اور نیز مصنف کا قول صلم تشریف اور ہم صنف آہ نہ بلاذری کے حق میں ثابت ہو گئی
اگر مصنف کو دعوے ہے تو دلیل لانا اوسکے ذمہ ہے اور جبتک کہ اوسکو ثابت کرکے
اسپر افتخار کرنا ہے نہ اوس تعصب کیکی بات نہیں ہے اور اگر ہم اسکو مان بھی لیں تو ان دونوں کا شیعہ ہونا مصنف کی دعوی کے برخلاف
اور اس کے منزل کو منہدم کر رہا ہے اور نیز مصنف نے جو اس کتاب میں نقل کیا اور نہ اوسکی غیر میں کسی حدیث کو ہیثم کی یا بلاذری کی
روایت اسطرح کہ اونکی سند سے معلوم ہو جاتا کہ ان دونوں میں دونوں امام مذکور سے حدیث سنے اور اونکی صحبت حاصل کی ہے شرف پایا ہو

والاحتجاج بهما فكيف يصح الثنا الادعاء وانّا فتحا يا مومنين لم غير مذكور صراحة ولا
اشارة قال وقال الحافظ الناقد ابو حاتم محمد بن ادريس الرازي ثنا محمد بن زياد السهمي
ثنا علي بن موسى الرضى فذكره به وقال الحافظ ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن
الصابوني النيسابوري في المائتين انبا ابو بكر بن مهران ثنا ابو محمد زنجويه بن محمد بن
الحسن اللباد ثنا ابو حاتم محمد بن ادريس الرازي فذكره به قال الصابوني هذا حديث
غريب لم اكتبه الا من حديث اهل البيت وقال الحافظ ابو بكر احمد بن محمد بن اسحق
المعروف بابن السني الدينوري في كتاب الاخوة والاخوات اخبرني ابو يحيى الساجي
ان الحافظ زكريا صاحب الجرح والتعديل ثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زبالة
ثنا عبد الله بن موسى بن جعفر ثني علي بن موسى به وعبد العزيز قال ابن حبان
يأتي عن المدنيين بالاشياء المعضلات فبطل الاحتجاج به قلت قد برأ
من عهدته مجاهنا وثبت حديثه هذا وعزي لابي سعيد ابن الاعرابي الحافظ
في معجمه بسنده عن عبد الله بن موسى به فليراجع وقال ابن ماجة حافظ
قزوين وسادس ائمة الحديث السنة في سننه ثنا سهل بن ابي سهل الرازي ومحمد
بن اسماعيل قالا ثنا عبد السلام بن صالح ابو الصلت الهروي ثنا علي بن موسى
الرضى به قال ابو الصلت لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لبرأ واخرجه من جهة
الهروي الحافظ ابو بكر بن ابي داود وابو البشر الدولابي في الكنى والطبراني في
الكبير وابو الاجري في الشريعة فابو نعيم الاصبهاني والحاكم خارج المستدرك
في تاريخ نيسابور وغيره فالبيهقي في شعب الايمان وابن مردويه في التفسير وابو نصر
بن ابي القاسم القشيري وابن الجوزي والتاج بن السبكي في طبقات الشافعية وابن
الجزري في اسنى المطالب في مناقب الامام علي بن ابي طالب بطرق وما بعدي

پھر کیونکر جائز ہو سکتا ہے مصنف کا دعوے کرنا اور اترانا ایک امر نامعلوم پر کہ نہ صراحتًا مذکور ہے اور نہ اشارۃً کہا مصنف نے
د اور کہا حافظ ناقد ابو حاتم محمد بن ادریس رازی نے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن زیاد سہمی نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضا نے
پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بروایت مذکورہ اور کہا حافظ ابو عثمان اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن صابونی نیشاپوری نے ماتین میں لکھا
ہے کہ خبر دی ہم کو ابو بکر بن مہران نے کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد زنجویہ بن محمد بن حسن لباد نے کہ بیان کیا ہم سے ابو حاتم محمد بن
ادریس رازی نے پس ذکر کیا حدیث مذکور بسند مذکور کہا صابونی نے یہ حدیث غریب ہے میں نے اس کو اہل بیت ہی کی
حدیث سے لکھا ہے اور کہا حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحٰق معروف بہ ابن سنی دینوری نے کتاب اخوہ و اخوات میں کہ مجھکو خبر
دی ابو یحییٰ ساجی یعنے حافظ ذکریا صاحب جرح و تعدیل نے کہ بیان کیا ہم سے عبد العزیز بن محمد بن حسن بن زبالہ نے کہ بیان
کیا ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ بن جعفر نے کہ بیان کیا مجھ سے علی بن موسیٰ نے اسکو اور عبد العزیز مدینی سے بہت سے عجیبہ امور کو
نقل کرتا ہے پس اس حدیث سے دلیل لانا باطل ہوا میں کہتا ہوں کہ وہ بری ہے اپنی ذمہ داری سے اوس حدیث
کی وجہ سے اور اوس کی یہ حدیث بھی ثابت ہوگئی اور اس حدیث کو اوس نے ابو سعید بن اعرابی حافظ کی طرف بھی ذکر
معجم میں منسوب کیا ہے اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن موسیٰ سے پس چاہئے کہ معجم مذکور کی طرف رجوع کیا جاوے۔

اور ابن ماجہ حافظ قزوینی نے کہ ائمہ حدیث صحاح ستہ کا چھٹا امام ہے اپنی سنن میں کہا ہے کہ بیان کیا ہم سے سہل
بن ابی سہل رازی و محمد بن اسمٰعیل نے کہا ان دونوں نے کہ بیان کیا ہم سے عبد السلام بن صالح ابو الصلت ہروی نے کہ ہم سے
بیان کیا علی بن موسیٰ رضا نے اس حدیث کو کہا ابو الصلت نے کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جاوے تو اچھا ہو جاوے
اور اس حدیث کو روایت کیا ہے ہروی کی روایت سے حفاظ ابو بکر بن ابی داؤد اور ابو المبرد اولابی نے کنی میں اور طبرانی نے
کبیر میں اور ابو بکر آجری نے شریعت میں پھر روایت کیا اسکو ابو نعیم اصبہانی نے اور حاکم نے مستدرک سے علیحدہ تاریخ
نیساپور وغیرہ میں پھر بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں اور ابو نصر بن ابو القاسم قشیری و ابن جوزی
نے اور تاج بن سبکی نے طبقات شافعیہ میں اور ابن جزری نے اسنی المطالب
فی مناقب الامام علی بن ابی طالب میں چند طرق سے اور لائق ہے کہ

ان يستدرك على الحاكم كونه لم يخرجه في صحيحه المستدرك مع كونه صحيحا على رايه في
الهروي حيث انه صحح حديث انا مدينة العلم وانما فوقه ائمة اهل بيت النبوة الذين
هو يعظمهم فتنبه انتهى - اقول بتوفيق الله تعالى وعونه قد اتى المصنف على حديث ابي الصلت
الهروي الموضوع من جهة الهروي بتوابعات وشواهد ان منها حديث البلاذري وقد
مر بطلانه ومنها حديث ابي حاتم محمد بن ادريس ومنها حديث ابي عثمان اسماعيل الصابوني
ومنها حديث ابن السني الدينوري برواية عبد العزيز الذي قال فيه ابن حبان انه
ياتي عن المدنيين بالاشياء المعضلات فبطل الاحتجاج به ومنها حديث ابي سعيد بن
الاعرابي وقد مر بطلانه ومنها حديث ابن ماجة برواية ابي الصلت الهروي وفيه انه
الضامن الهروي وهو متهم بالكذب في حديث الامام علي الرضا كما صرحنا به في المقدمه
نقلا عن ميزان الاعتدال للذهبي وقول الهروي بانه لو قرئ هذا الاسناد على مجنون
لبرء ايضا مسروق من قول الامام احمد في باب الاسناد لحديث الاهلي لمحمد بن اسلم الطوسي
كما نقلنا عن الصواعق مفصلا ومنها تخريج الحفاظ ابي بكر بن داود وابي بشر الدولابي والطبراني
وابي بكر الاجري وابي نعيم الاصبهاني والحاكم خارج المستدرك والبيهقي في الشعب وابن
مردويه وابي نصر وابن الجوزي والتاج السبكي وابن الجزري بطرق منه وهذه التخاريج
المبهمة ايضا لا تجدي نفعا لان كلها راجعة الى ابي الصلت الهروي وهو مجروح متهم
بالكذب في باب الامام علي الرضا فكيف يوثق به في هذا الحديث وقد صرح الائمة من
المحدثين كالدارقطني وابن الجزري وابن حجر وابن الجوزي بموضوعيته خاصة فبطل
كلما اورده مهما غير مفيد لتصحيحه واما قوله في جواب جرح ابن حبان على عبد العزيز
بانه قد برئ من عهدته بما هنا وثبت حديثه هذا فمما لا يلتفت اليه لان مجرد

کہ حاکم پر استدراک کیا جاے اس امر کا کہ اوسنے اس حدیث کو اپنی صحیح مستدرک مین کیون نہ روایت کیا
باآنکہ یہ حدیث صحیح ہے اوسکی راے پر ہروی کے باب مین اس لئے کہ حاکم نے ہروی کی حدیث انا مدینۃ العلم کو صحیح قرار دیا ہے
اور ہروی سے اوپر کے راوی تو اہل بیت نبوت کے امام ہین کہ حاکم جن کی تعظیم کرتا ہے پس تو ہوشیار ہو جا انتہی صفحہ ۱۷
مین کہتا ہون خدا تعالی کی توفیق و مدد سے کہ ابو الصلت ہروی کی حدیث پر کہ جو ہری کی جہت سے موضوع ہے مصنف نے
چند توابع و شواہد کو یہان پر ذکر کیا ہے منجملہ اون کے ایک حدیث بلاذری ہے اور اوس کا بطلان تو گذر چکا اور اون مین سے ایک
حدیث ابو حاتم محمد بن ادریس کی ہے اور اونہین مین سے ابو عثمان اسمعیل صابونی کی حدیث ہے اور اونہین سے ہے
ابن سنی دینوری کی حدیث عبد العزیز کی روایت سے جس کے باب مین ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ دنیون سے عجیب باتین
نقل کرتا ہے تو اس حدیث سے حجت لانا باطل ہوا اور اونہین مین سے ابو سعید بن اعرابی کی حدیث ہے اور اوسکا بطلان
بھی گذر چکا اور اونہین مین سے ابن ماجہ کی حدیث ہے ابو الصلت ہروی کی روایت سے اور اس حدیث پر یہ جرح وارد ہے
کہ اس کا راوی ابو الصلت ہے کہ جس کی روایت امام علی رضا سے غیر منقول ہے کیونکہ اس خاص روایت مین اوسپر
کذب کی تہمت ہے چنانچہ ہم نے مقدمہ مین اس کی تصریح کر دی ہے ذہبی کی میزان الاعتدال سے نقل لا کر اور ہروی کا
یہ قول کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جاے تو اچھا ہو جاے نیز مسروق ہے امام احمد کے قول سے جو وارد ہے محمد بن
اسلم طوسی کی حدیث الہی کی سند کے باب مین جیسا کہ ہم نے اس کو صواعق محرقہ سے بتفصیل نقل کیا ہے اور منجملہ اون کے
چند روایتین ہین حفاظ ابو بکر بن داؤد و ابو بشر دولابی و طبرانی و ابو بکر آجری و ابو نعیم اصبہانی و حاکم کی تخریج مستدرک مین اور بیہقی کی
شعب مین اور ابن مردویہ و ابو نصر و ابن جوزی و تاج سبکی و ابن جزری کی چند طرق سے اور یہ مبہم روایتین کچھ نفع بخش نہین ہین
اس لئے کہ ان سب کی انتہا ابو الصلت ہروی تک ہے اور وہ مجروح ہے اور امام علی رضا کے باب مین متہم بکذب ہے
پھر اس حدیث مین کیونکر اوسپر اعتماد کیا جاے اور چند ائمہ حدیث نے مثل دارقطنی و ابن جزری و ابن حجر و ابن جوزی نے خاص
اس حدیث کے موضوع ہونیکی تصریح بھی کر دی ہے پس جس قدر روایات مبہمہ کہ اون کی صحت بیان نہین کی گئی اور مصنف نے یہان
نقل کی ہین باطل ہو گئی اور لیکن مصنف کا قول جواب مین ابن حبان کی جرح کے جو اوس نے عبد العزیز کی ہے ہم کو عبد العزیز
بری ہو گیا اپنی ذمہ داری سے اوس حدیث کے سبب جو ہم کو پہونچی ہے اور اوسکی یہ حدیث ثابت ہو گئی پس قابل التفات نہین ہے اس لئے

اخذ الساجی روایته کیف یبرأ عن جرح ابن حبان علیه وهو من قدماء المحدثین فی التعدیل
من المتاخر بعد جرح المتقدم غیر مقبول عند المحدثین کما سنبین فکیف بمجرد اخذ الروایة
الذی لیس من التعدیل فی شیٔ واما قوله ومما ینبغی ان ینسد ذلک علی الحاکم کونه لم یخرجه
فی صحیحه المستدرک مع کونه صحیحا علی رایه فی الهروی حیث انه صحح له حدیث انا
مدینة العلم وانما فوقه ائمة اهل بیت النبوة الذین هو یعظمهم فتنبه انتهی - اما اولا فمما لا
یقبله العقل السلیم ویمجه الطبع المستقیم لان حدیث انا مدینة العلم ایضا موضوع عند
الثقات من المحدثین کما قال فی التحفه حدیث پنجم روایت جابر ان النبی صلعم قال انا مدینة
العلم وعلی بابها این حدیث نیز خلاف اصول درایه است ونیز مطعون قال یحیی
بن معین لا اصل له وقال البخاری انه منکر لیس له وجه صحیح وقال الترمذی انه منکر غریب
وذکره ابن الجوزی فی الموضوعات وقال الشیخ تقی الدین بن دقیق العید هذا الحدیث
لم یثبتوه وقال الشیخ محی الدین النووی والحافظ شمس الدین الجزری انه موضوع لیس
تمسک بامثال این حدیث که اهل سنت آنرا از درائره تمسک واحتجاج خارج کرده اند
در مقام الزام ایشان دلیل صریحست بر دانشمندی ایشان انتهی) وثانیا ولکون
الهروی متهما بالوضع ما اورد الحاکم حدیث الایمان منه فی المستدرک بل اتی به فی
تاریخه وهذا یدل علی انه غیر معتبر عنده ایضا فالاتیان بحدیث الایمان الذی
ذکره المصنف فی الاستدلال فی التاریخ والتصریح منه بکون الهروی متهما بوضعه
اول دلیل علی کونه موضوعا متروکا سنده ایضا واما ثالثا الاتیان بحدیث انا مدینة
العلم فی المستدرک بدون توثیقه من جهة الهروی فلا یصلح دلیلا علی مقبولیته عنده
من جهته حتی یرجع مواخذة المصنف الیه وعلی التسلیم فلا مانع من ان یعتبر احد الحدیثین

کہ محض ساجی کا اوس کی روایت کو اخذ کرنا کیونکر ابن حبان کی جرح سے اوس کو بری کر سکتا ہے حالانکہ ابن حبان قدما سے
محدثین سے ہے اور تعدیل متاخر کی جرح متقدم کی بعد محدثین کے نزدیک غیر مقبول ہے چنانچہ ہم اوس کو بیان کرینگے
یہہ جانئے کہ محض اخذ روایت کہ جس کو تعدیل مین کچھہ بھی دخل نہین ہے دفع جرح متقدم مین مفید سمجھی جاوے اور لیکن
مصنف کا یہہ قول (وما ینبغی ان یستدل علی الحاکم کونہ لم یخرجہ فی صحیحہ المستدرک مع
کونہ صحیحا علی ما ابیہ فی الہروی حیث انہ صحح لہ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا فوقہ ائمۃ
اہلبیت النبوۃ الذین ہو یعظمہم فینہ انتہی) پس عقل سلیم اس کو قبول نہین کرتی ہے
اور مستقیم طبیعت کے نزدیک مطروح ہے اس لئے کہ حدیث انا مدینۃ العلم بھی ثقات محدثین کے نزدیک موضوع ہے
چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے (پانچوین حدیث بروایت جابر کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ مین علم کا شہر کا شہر ہون اور علی
اوس کا دروازہ ہے) یہہ حدیث بھی اصول درایت کے مخالف ہے اور نیز مطعون ہے یحیی بن معین نے کہا ہے کہ
اس حدیث کی کچھہ اصل نہین ہے اور بخاری نے کہا ہے کہ منکر ہے اس کے لئے کوئی صحیح طریقہ نہین ہے ۔ اور
ترمذی نے کہا ہے کہ منکر ہے غریب ہے اور ابن جوزی نے اس کو موضوعات مین ذکر کیا ہے اور شیخ تقی الدین بن
دقیق العید کا قول ہے کہ محدثین کے نزدیک یہہ حدیث ثابت نہین ہے اور شیخ محی الدین نووی و حافظ شمس الدین
ذہبی و شیخ شمس الدین جزری کا قول ہے کہ یہہ حدیث موضوع ہے پس ایسی حدیث سے کہ جس کو اہل سنت نے دستاویز
بنانے اور حجت لانے کے دائرہ سے باہر کر دیا ہے اون کو الزام دینے کے مقام مین دلیل لانا شیعون کی دانشمندی پر کہلی
دلیل ہے انتہی اور اس حدیث کی روایت مین ہروی کے متہم بوضع ہونے کی وجہ سے حاکم نے ہروی کی حدیث ایمان کو
مستدرک مین نہین لکھا بلکہ اسکو تاریخ مین نقل کیا پس یہ فعل اسپر دال ہے کہ حدیث ایمان ہروی کی حاکم کے نزدیک غیر معتبر ہو پس حاکم کا ہروی کی حدیث
ایمان کو کہ جس سے مصنف نے استدلال کیا ہے تاریخ مین لانا اور ہروی کی متہم بوضع ہونیکی تصریح کرنا بہت بڑی دلیل ہے اس امر کیلئے کہ حاکم کے نزدیک بھی حدیث
مذکور موضوع و متروک ہے اور لیکن حدیث انا مدینۃ العلم کو مستدرک مین لانا اور ہروی کی جہت سے اسکی توثیق نہ کرنا اس امر کی دلیل نہین ہو سکتا ہے کہ
حدیث انا مدینۃ العلم ہروی کی جہت سے حاکم کے نزدیک مقبول ہے یہانتک کہ مصنف کا اعتراض حاکم پر وارد ہو سکے اور اگر
ورود اعتراض کو مان بھی لیا جاوے تو کون مانع ہے اس امر سے کہ حاکم ہروی کی اس حدیث کا اختیار کرے

منه لما راه من تابع له او شاهد عليه ولا يعتبر الآخر منه بعد كونه متبوعا او مشهودا
عليه فكيف يصح مؤاخذته على الحاكم مالم يرد مع هذا الاحتمال الصحيح وقد قيل اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال فسقط كلما بنى وبطل كلما ادعى ولله المنة قال وللحاكم في تاريخ
نيسابور بسند ليس فيه من ذكر بجرح عن محمد بن عبد الله بن طاهر نائب العراق
وابن نائبها قال كنت واقفا على راس ابي وعنده احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهويه
وابو الصلت الهروي فقال ابي ليحدثني كل رجل منكم بحديث فقال ابو الصلت ثنى علي
بن موسى الرضى وكان والله كما سمي عن ابيه موسى بن جعفر عن ابيه جعفر بن محمد عن
ابيه محمد بن علي عن ابيه علي بن الحسين عن ابيه الحسين بن علي عن ابيه علي رضي الله
تعالى عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الايمان قول وعمل - فقال بعضهم ما
هذا الاسناد فقال له ابي هذا سعوط المجانين اذا سعط به المجنون برأ ورواه علي بن
غراب حدثنا علي بن موسى الرضى به باللفظ الاول اخرجه الخطيب في التاريخ بغداد
وابن غراب وثقه ابن معين والدارقطني وقال احمد كان يدلس وما اراه الا كان
صدوقا روى له ابن ماجة والنسائي وقال الخطيب تكلم فيه لاجل مذهبه كان غاليا
في التشيع واما رواياته فوصفوه فيها بالصدق وقال ابن حجر افرط ابن حبان في تضعيفه قال
السيوطي ومثل هذا يصلح في المتابعة ومحمد بن سهل بن عامر البجلي ثنا علي بن موسى الرضى
به اخرجه الخطيب والبجلي قال ابن الجوزي مجهول وقال السيوطي ما رأيت له ترجمة ولا في
الميزان وعبد الله بن احمد الطائي ثنى ابي ثنى علي به اخرجه الخطيب والطائي متكلم فيه
وابو احمد داود بن سليمان بن وهب الغازي ثنا علي بن موسى الرضى به اخرجه ابو
زكريا البخاري في فوائده والغازي مجهول وبالجملة فقد استبعد رواية هذا الحديث

کے لیے اس وجہ سے کہ اوس کا کوئی تابع یا شاہد حاکم نے دیکھا ہوا اور دوسری حدیث کا اعتبار نہ کرے بہ سبب نہ پانے کسی
تابع یا شاہد کے پھر کیونکر مصنف کا حاکم پر مواخذہ کرنا صحیح ہو سکتا ہے جب تک کہ مصنف احتمال مذکور کو دفع نہ کر لے اور
علما کا قول ہے کہ جب احتمال موجود ہو تو دلیل لانا درست نہیں ہے پس جو کچھ مصنف نے بنایا تھا گر گیا اور جو کچھ دعوی
کیا تھا باطل ہو گیا اور خدا ہی کے لئے احسان ہے (کہا مصنف نے) اور حاکم کی تاریخ نیشاپور میں مروی ہے ایسی سند
کے ساتھ کہ جس میں جرح کا ذکر نہیں ہے محمد بن عبد اللہ بن طاہر نائب عراق و ابن نائب عراق سے کہ کہا اوس نے
کہ میں اپنے باپ کے سرہانے کھڑا تھا اور اون کے پاس احمد بن محمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ و ابو الصلت ہروی
موجود تھے پس میرے والد نے کہا چاہیے کہ تم میں سے ہر شخص بیان کرے (صفحہ ۱۹) ایک حدیث کو پس ابو الصلت نے
کہا کہ مجھ سے بیان کیا علی بن موسی رضا نے اور بخدا وہ خدا سے راضی تھے جیسا کہ اون کا نام رضا رکھا گیا اپنے باپ موسی بن جعفر کی روایت کو کہ روایت
کی انہوں نے اپنے باپ جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ محمد بن علی سے انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے انہوں نے اپنے باپ حسین بن علی
سے انہوں نے اپنے باپ علی سے خوش ہو اللہ ان سے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایمان قول و عمل ہے پھر کہا بعض حاضرین نے کہ یہ اسناد
کیسی ہے پس میرے باپ نے جواب دیا کہ یہ مجنونوں کی ناس ہے کہ جب اسکو مجنون سونگھے تو فوراً اچھا ہو جاوے اور اس حدیث کو علی بن غراب نے اس طرح سے روایت کیا ہے کہ
ہم سے بیان کیا علی بن موسی رضا نے اس حدیث کو بلفظ اول کے ساتھ خطیب نے تاریخ بغداد میں اسکو روایت کیا ہے اور ابن معین و دارقطنی نے ابن غراب کو
ثقہ کہا ہے اور احمد کا قول ہے کہ وہ مدلس تھا اور میں تو اسکو بہت بڑا سچا جانتا ہوں اور ابن ماجہ و نسائی نے اس سے روایت کی ہے اور خطیب کا قول ہے
کہ محدثین نے اوس میں کلام کیا ہے اسکے مذہب کی وجہ سے وہ تشیع میں غلو کرتا تھا اور لیکن روایات میں اسکو سچا کہا ہے اور ابن حجر کا قول ہے کہ
ابن حبان نے ابن غراب کو ضعیف بنانے میں افراط کیا ہے سیوطی کا قول ہے کہ ایسا شخص متابع ہو سکتا ہے اور روایت کیا حدیث مذکور کو محمد بن سہل بن عامر بجلی نے
با ایں طور کہ بیان کیا ہم سے علی موسی رضا نے بسند مذکور خطیب نے اسکو نقل کیا ہے اور ابن جوزی نے بجلی کو مجہول کہا ہے اور سیوطی کا قول ہے کہ میں نے بجلی کا احوال
کہیں نہیں دیکھا ہے اور میزان ذہبی میں مذکور ہے اور روایت کیا حدیث مذکور کو عبد اللہ بن احمد طائی نے با ایں طور کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے
کہ روایت کیا مجھ سے علی نے بسند مذکور خطیب نے اوسکو نقل کیا ہے اور طائی میں کلام کیا گیا ہے اور روایت کیا اسکو ابو احمد داود بن سلیمان بن وہب
غازی نے کہ ہم سے روایت کی علی بن موسی رضا نے بسند مذکور نقل کیا اسکو ابو بکر بخاری نے فوائد میں اور غازی مجہول اور [illegible]
اس حدیث مجہول کی روایت کرنے سے

الجوزي عن الامام الهمام ابي الحسن علي الرضى مسلسلاً عن آبائه من جهة اهل بيته وتبعته
جملة جماعة من حفاظ اهل السنة والجماعة ولله المنة على الصناعة ولا يضركون بعض الرواة
عن الامام محل الكلام كون اخرين ثقات الاثبات من الاعلام وذكر ابن السبكي انه رواه عن
الرضى الهيثم بن عبد الله وعلي بن الازهر السرخسي ايضاً وعن الكاظم محمد بن صدقة
ومحمد بن تميم وان الاربعة مجاهيل وقال تمام في فوائده ثنا احمد بن محمد الطبرستاني ثنا الحسن
بن علي التيمي ثنا محمد بن صدقة العنبري ثنا موسى بن جعفر عن ابيه وثنا احمد بن محمد الطبرستاني
ثنا احمد بن عيسى العلوي ثنا عباد بن صهيب عن جعفر بن محمد به وعزى لابي عمرو بن حمدان
في فوائده عن علي قال سألت النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن الايمان ما هو قال معرفة
بالقلب واقرار باللسان وعمل بالاركان ولابن مردويه عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم الايمان اقرار باللسان وعقد بالقلب وعمل بالجوارح والاركان وهو يزيد وينقص
قال السيوطي وسنده ضعيف فليراجع وبالجملة فالحديث له عن المولى علي المرتضى طرق
جمة عند الائمة الجلة وللشيرازي والديلمي عن عائشة رفعاً كا لفظ الاول وكذا لابن
الجوزي عن انس رفعاً وسندهما ضعيف قال البيهقي في خبر اهل البيت وشاهد هذا
الحديث ما انا ابو نصر بن قتادة فذكر بسنده عن ابي قتادة رفعه من شهد ان
لا اله الا الله وان محمداً رسول الله فذل بها لسانه واطمأن بها قلبه لم تطعمه النار قلت
بل هو شاهد الحديث الاتي في فرض الايمان الاجمل فالمجمل فتامل ومع هذا اكله فقيل الدا
قطني وذكر رواية الهروي له وهو متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الذي
بتدا في هذا الحديث وقيل ابن الجوزي كلاهما مما لا يعول عليه ولا يلتفت اليه وكذا
فقد قصر ابن السبكي هنا فقصر لما اغتر بما ذكر في الهروي واقتصر السخاوي في المقاصد

امام ہمام ابو الحسن علی رضی سے سلسلہ اور اونکے آبا سے اور اونکے گہر کے لوگوں اور خادموں کی جہت سے اہل سنت والجماعت کے حفاظ حدیث کی بڑی جماعت نے اور ان کا احسان ہے اس جماعت پر اور امام سے بعض روایت کرنیوالوں کا قتل کا الزام ہونا کچھ مضر نہیں ہے اس لئے کہ دوسرے راوی آنحضرت کے ثقہ جید علما ہیں اور ابن سبکی نے ذکر کیا ہے کہ ابن اس حدیث کو امام علی رضی نے روایت کیا ہے عن ابن عبد اللہ علی بن انس بصری نے اور کاظم سے روایت کیا ہے محمد بن صدقہ و محمد بن تمیم نے اور یہ چاروں مجہول الحال ہیں اور کہا امام نے فوائد میں کہ بیان کیا احمد بن محمد طبرستانی نے ہم سے کہا ان سے بیان کیا ہم سے محمد بن صدقہ عنبری نے کہا ہم سے کہا موسی بن جعفر نے اپنے باپ کی روایت سے اور بیان کیا ہم سے احمد بن محمد طبرستانی نے کہا ہم سے احمد بن یحیی حلوی نے کہ ہم سے روایت کی عباد بن صہیب نے جعفر بن محمد سے اسناد مذکور اور ابی احمد بن حمدان کی طرف منسوب ہے اونکی کتاب فوائد میں حضرت علی کی روایت کہ پوچھا ابن نے نبی صلعم سے کہ ایمان کیا چیز ہے کہا پہچاننا دل سے اور اقرار کرنا زبان سے اور عمل کرنا اعضا سے اور ابن مردویہ کی روایت حضرت علی سے یہی کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور اعتقاد کرنا ہے دل سے اور عمل کرنا ہے جوارح اور اعضا سے اور وہ کم و بیش ہوتا ہے سیوطی کا قول ہے کہ اس کی سند ضعیف ہیں چاہیئے کہ اسکی تحقیق کیجاے اور رجال کا اس پر الزام ہے لیے بہت سے طرق ہیں مولی علی مرتضی سے بہت سے ائمہ حدیث کے نزدیک اور شیرازی و دیلمی کی روایت حضرت عائشہ سے رفع کیا ہے بالفاظ مذکورہ اور اسی طرح ابن جوزی کی روایت رفع کیا ہے انس سے اور ان دونوں کی سند ضعیف ہے بیہقی کا قول ہے خبر واہیات ہیں (اور شاہد اس حدیث کا یہ ہے کہ ہروی کہا ہم کو ابو نصر بن قتادہ نے پس ذکر کیا سا تھا اپنی سند کے ابو قتادہ سے رفع اسکا کہ جس نے گواہی دی کہ نہیں کوئی معبود خدا کے سوا اور یہ کہ محمد رسول خدا ہیں پس موافق ہوئی اس کلمہ سے زبان اوسکی اور مطمئن اس سے دل اوسکا تو نہ کہائیگی اوسکو آگ میں کہتا ہوں بلکہ یہ حدیث شاہد ہے دوسری حدیث کا جو فرض ایمان اجمل فالجمل میں آئیگی پس تو غور کرلے اور باوجود اس تمام بیان کے پس دارقطنی کا قول اس حدیث کی روایت ہروی سے ذکر کرکے (کہ ہروی پر تہمت ہے اس حدیث کے وضع کرنے کی نہیں بیان کیا اس حدیث کو مگر اوس شخص نے کہ چورا لیا اوسکو ہروی سے پس ہروی ہی اس حدیث کی روایت میں پہلا شخص ہے) اور ابن جوزی کا قول دونوں قابل اعتماد نہیں ہیں اور نہ التفات کے لائق ہیں اور اسیطرح ابن عدی کی قصور رہا ہے پس اوسکا قصور اس وجہ سے ہی کہ ہروی کے باب میں دو قول مذکور دیکھنے سے وہ بہروکا لکھا گیا اور سخاوی نے مقاصد

الحسنة بعد رواية ابن ماجة وحكم ابن الجوزي ووضعه رواية الامام لانبيا ابو يعلى عند الديلمي
بلا سند وكل ذالك قصور في الفنون وأورده السيوطي في الجامع الصغير برواية ابن ماجه
والطبراني ورمز له في الهامش بالضعف وقال في الدرر المنتثرة وذكر ايراد الزركشي له عن
ابن ماجة قلت اورده ابن الجوزي في الموضوعات فلم يصب وقد ذكر السيوطي في اللآلي
المصنوعة اكثر الطرق المذكورة وقال ابن الجزري في اسنى المطالب في حديث الهروي
حديث حسن اللفظ والمعنى رجال اسناده ثقات غير الهروي وهو خادم الامام الرضي
فانهم ضعفوه مع صلاحه وقد روى ايضا عن مالك وحماد بن زيد وروى عنه احمد
بن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد وجماعة ولكن تابعه على رواية هذا الحديث عن اسلم
محمد بن اسلم فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهدته انتهى
والكلام فيه مدا وقد حاميسوط في غير هذا المقام انتهى – اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
قد بالغ المصنف في هذا القول كل المبالغة في توثيق حديث الهروي وتائيده وتشيده
وتسديده وما تبع حتى قال والكلام فيه مدا وقد حاميسوط في غير هذا المقام وما دري
ان الناقد بصير او الفريس خبير وان العاقل تكفيه الاشارة والكامل لا تكبد الكنا
ولا تقيده الامارة وما سلم المكثار ولا العادي عن العثار وقد قابل فيه اجلة المحدثين
بالتجهيل والتوهين حيث قال في جواب قول الامام احمد في علي بن غراب كان يدلس
وما اراه الا كان صدوقا فهذا الكلام في مقابلة الامام ليس الا كالخفاش يتضرر من
ضوء الشمس ويعيبه وشتان ما بينه وبين هذا الامام الهمام وهو في هذا الشان
من اجلة المحدثين والقدماء كان عارفا بصيرا باسباب الجرح والتعديل حافظا
لسبع مائة الف وخمسين الفا من الحاديث بطرقها كذا في بستان المحدثين ايضا

حسنہ مین روایت ابن ماجہ میں پیش گیا اور حکم ابن جوزی کا اور قصہ روایت کرنے امام کا اس حدیث کو نبیا اور مین دیلمی کے
نزدیک بلا سند اور بیچمکی سے اطلاع مین اور سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین بروایت ابن ماجہ نقل کیا ہے اور
اوسکے حاشیہ مین اس حدیث کے ضعف کیطرف اشارہ کیا ہے اور درر منتثرہ مین کہا بعد اسکے کہ ذکر کیا زرکشی کا
نقل کرنا اس حدیث کو ابن ماجہ سے (مین) کہتا ہون کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات مین نقل کیا ہی
پہ امر نا صواب ہے) اور سیوطی نے لالی مصنوعہ مین ذکر کیا ہے اکثر طرق مذکورہ کو اور ابن جوزی نے اسنی المطالب
مین ہروی کی حدیث کے باب مین کہا ہے کہ لفظ دیمعنی اسکے حسن ہین راوی اسکی سند و نکے ثقہ ہین بجز ہروی کے
اور ہروی امام رضا کا خدمتگار تہا لیکن اوس کو محدثین نے ضعیف کہا ہے باوجود اوس کی صلاح کے اور نیز مالک و حماد
بن زید سے اوس نے روایت کی ہے اور اس سوا احمد بن ابی خیثمہ و عبد اللہ بن احمد اور ایک جماعت نے روایت کی اور لیکن
ہروی کا تابع ہے اس حدیث کو امام رضی سے اوسکے روایت کرنے مین محمد بن اسلم پہر ذکر کیا اوسکو بیہقی سے شعب مین
کہا کہ ابو الصلت اس حدیث کی ذمہ داری سے بری ہو گیا انتہی اور کلام حدیث ہروی کے باب مین مدح و قدح کی
اعتبار سے خوب بسط سے مذکور ہی اس مقام کے تحریر مین انتہی۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس
قول مین خوب مبالغہ کیا ہے ہروی کی حدیث کی توثیق مین اور اوس کی تائید و تشئید و اصلاح مین اور پہر بھی بس نہ ہوا
یہانتک کہ کہا کہ کلام اس مین مدح و قدح کے اعتبار سے اس مقام کے غیر مین بسوط ہے اور یہ نہ سمجہا کہ یہ کہتی والا دیکہتا
ہے اور صاحب فراست واقف ہی اور عاقل کو اشارہ کافی ہوتا ہے اور کامل کو نہ کوئی مکارہ فکر مین لا سکتی ہے اور نقل اوارہ
اوسکو ہلاک کر سکتا ہے اور زیادہ گو حاسد سے بچا اور کرنیوالا ٹہوکر سے نہین بچا ہے اور اس قول مین مصنف نے اجلہ محدثین کا
تجہیل و توہین کیا یا تہ یہ مقابلہ کیا ہے چنانچہ امام احمد کا قول علی بن غراب کے باب مین کہ وہ مدلس تہا) اسطرح پر رد کیا زعم
میرے علم مین تو وہ بڑا سچا تہا) پس مصنف کا یہ کلام امام احمد کے مقابلہ مین ایسا ہے کہ جیسی چمگادڑ کو سورج کی روشنی ضرر
پہونچتا ہے اور وہ اوسکو عیب دار سمجہتی ہے اور مصنف مین اور امام احمد حنبل مین زمین آسمان کا فرق ہے امام احمد اس فن مین
اعلی درجے کے محدث اور قدما مین سے مین اسباب جرح و تعدیل کے عارف و بصیر تہے ساٹہ لاکہہ پچاس ہزار حدیثین مع اونکے طرق
و احوال رواۃ کے اونکو حفظ تہیں اور اونکے مجموعہ سے چنکر ایک مسند تصنیف کی جب اوسکے مسودہ سے فارغ ہوئی تو اپنی
اولاد کو بلا کر کہا کہ اس کتاب کو مین نے جمع کیا ہے اور سات لاکہہ پچاس ہزار حدیثون سے لیکے اون کے طرق
سے اوس کو انتخاب کیا ہے جیسا کہ بستان المحدثین مین مذکور ہے۔ اور نیز

قابل الدارقطني في توضيعه حديث الهروي بانه متهم بوضعه لم يحدث به الا من
سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث وفي هذا القول تصريح بليغ بوضعه
هذا الحديث باي طريق روي وعلى اي منوال نسج لانه لا يخلو عن الانتهاء الى الهروي في
جميع طرقه فمن رواه عن الهروي فهو سارقه منه ومن اخذ من السارق شيئا فسرقه
وتملكه ولا يحل له بل هو ايضا متهم بالسرقة فلما اخذ المصنف هذا الحديث ممن
رواه عن الهروي دخل في زمرة سارقيه وهكذا الكلام فيمن رواه الى يوم القيامة
فبطل كلما ادعى به من توثيق طرقه والثناء على سنده ممن تحت الهروي او من فوقه
والدارقطني هذا والامام احمد ايضا ممن يقبل جرحهم مطلقا مبهما كان او مفسرا
كما نقل في الرفع والتكميل من ان الجرح والتعديل لا يجب بيان سببهما اذا
كان الجارح والمعدل عارفا بصيرا باسبابهما مثل احمد وغيره الى الدارقطني انتهى
وقال صاحب فقه اهل البيت لمن تفقه في البيت في صفحه (١٧) اتفق المحدثون على
ان احمد بن حنبل حاذق ماهر وقاف صواف نقاد ليس كمثله في طبقته وطبقة ما تحته
فاذا قال عملت هذا الكتاب اماما اذا اختلف الناس في سنة رسول الله صلى الله
عليه وسلم رجع اليه وقال ان هذا الكتاب قد جمعته انتقيته من اكثر من سبع مائة
الف وخمسين الفا فما اختلف المسلمون فيه من سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فارجعوا اليه فان وجدتموه فيه والا فليس بحجة فاويد ان يكون كتابه اصح الصحاح ولنا
ان ثلاثيات كثيرة من ان تحصى ولو فخر له ولغيره فخر كالبخاري بثلاثياته وهي
اثنتان وعشرون والثالث انه الامام البارع المجمع على امامته وجلالته وورعه و
زهده وفضله ووفور علمه وسيادته وزيادة فهمه بمعرفة صحيح الحديث وسقيمه (١١)

دارقطنی کا مقابلہ کیا اس امر مین کہ ہروی کی حدیث کو انہون نے موضوع کہا ہے باین طور کہ ہروی اوسکے وضع کرنے مین متہم ہے
اس حدیث کو روایت کیا ہے مگر اوسی شخص نے کہ ہروی سے اوسکو چرایا ہے پس اس حدیث کی وضع مین ہروی پہلا شخص ہی) اور دارقطنی
کے اس کلام مین پوری تصریح ہے اس حدیث کے موضوع ہونے پر جس طریق سے روایت کیا اور جس لکڑی پتی جا اس لئے کہ اپنے کل طرق
مین یہ حدیث ہروی تک پہونچنے سے خالی نہین کیونکہ جس جس نے ہروی سے اسکو نقل کیا ہے پس وہ اسکا ہروی ہی چرانیوالا ہے اور جو شخص کہ غیر
چوریکا مال لیتا ہے تو نہ اوسکا مال ہوتا ہے اور نہ اوسکو وہ مال حلال ہے بلکہ وہ بھی چوری مین متہم ہوجاتا ہی پس جبکہ مصنف نے اس
حدیث کو ہروی کے راویون سے اخذ کیا تو وہ بھی اسکے سارقون کی جماعت مین داخل ہوگیا اور اسی طرح ہے جو شخص کہ قیامت تک
ہروی سے اس کی روایت کرے گا پس جس قدر اس حدیث کے طرق کی مصنف نے توثیق بیان کی تھی اور ہروی سے اوپر
اور نیچے کے لوگون کی جو کچھ ثنا کی تھی سب باطل ہوگئی اور دارقطنی وامام احمد اون محدثین مین سے ہین کہ جنکی جرح مطلقا
مقبول ہے مبہم ہو یا مفسر جیسا کہ کتاب الرفع والتکمیل مین منقول ہے کہ جرح وتعدیل کا سبب بیان کرنیکی ضرورت نہین
ہے جبکہ جرح کرنے والا اور تعدیل کرنے والا ان دونون کے اسباب سے واقف وبصیر ہو جیسے امام احمد وغیرہ دارقطنی
تک انتہی اور کتاب تحفہ اہل بیت لمن تفقہ فی البیت کے مصنف نے صفحہ ۲۷ مین لکھا ہے (کہ تمام محدثون کا اتفاق ہے
اسپر کہ امام احمد بن حنبل بڑے حاذق ماہر واقف صراف انتقاد ہین کہ اون کے طبقہ مین کوئی محدث اون کے
مثل نہین ہے اور نہ اون کے بعد اون کا مثل ہے پس جبکہ اونہون نے فرمایا کہ مین نے اس کتاب کو
بنایا ہے ایسا امام کہ سنت رسول مین جب لوگون کا اختلاف ہو تو اوسی کی طرف رجوع کیا جاے اور فرمایا کہ
اس کتاب کو مین نے جمع کیا اور منتخب کیا ہے سات لاکھ پچاس ہزار سے زیادہ احادیث سے پس جس حدیث
رسول صلعم مین اختلاف واقع ہو تو اس کتاب کی طرف رجوع کرو پس اگر اوس حدیث کو اس مین پاؤ تو خیر ورنہ وہ حدیث
حجت نہین ہے) پس ضرور ہوا کہ مسند امام احمد کل صحاح سے اصح ہو اور دوسرا امر یہ ہے امام احمد کی ثلاثیات بیشمار ہین اور
اون کو اوسپر کچھ فخر نہین ہے اور اون کے غیر کو فخر ہے جیسے بخاری کہ اپنی ثلاثیات پر فخر کرتے ہین اور وہ کل
بائیس ہین اور تیسرا امر یہ کہ امام احمد زبردست امام ہین کہ جن کی امامت اور ورع وزہد وحفظ اور وفور علم
وسیادت وثبات فہم حدیث صحیح وسقیم کی معرفت مین مجمع علیہ ہے ــ اور چوتھا امر یہ ہے

انه قد يبين لنا اجلاء الحفاظ كعبد الله وصالح وحنبل بني اسحاق وعبد الرزاق ويحيى
بن آدم وابي الوليد وابن مهدي ويزيد بن هارون وعلي المديني والبخاري ومسلم
وابي زرعة وخلائق كثيرة انتهى وقال في بستان المحدثين في ترجمة الدارقطني نام و
نسب او علي بن عمر بن احمد بن مهدي بن مسعود بن دينار بن عبد الله است وكنيت
او ابو الحسن در مذهب شافعي است ونسبت او بدار قطني است ودار قطن
بضم قاف محله كلان است در بغداد ودر سال سنه ثلثمائة وشش متولد شد
واز ابو القاسم بغوي وابو بكر بن ابي داود وابن صاعد وحسين محاملي وديگر علماي بسيار
سماع حديث حاصل كرده ودر بغداد وكوفه وبصره وشام وواسط ومصر وديگر بلاد
اسلام گرديده وحاكم وعبد الغني منذري صاحب ترغيب وترهيب وتمام رازي
صاحب فوائد مشهوره وابو نعيم اصفهاني صاحب حلية الاولياء از وي تلمذ وشاگردي
كرده اند ودر علم قرأت ونحو نيز دستگاه تمام داشت ودر فن معرفت علل الحديث
واسماء الرجال بي نظير وقت ويگانه عصر خود بود چنانچه خطيب وحاكم وديگر
ائمه اين صنعت بتفوق او گواهي داده اند انتهى فعلم من هذا النقل ان الدار
قطني امام مجتهد في فن الجرح والتعديل وقد قبل الكل في رجال وقد صرح بوضع الهروي
لهذا الحديث فلا يجوز لمن بعده غير تقليده فقول المصنف كلاهما اماما ولا دليل
عليه ولا يلتفت اليه لا يلاؤل الا اليه وينطبق الاصابة ومما تشبث به من التجأ
في هذا القول ما نقله من تاريخ نيسابور وقال فيه انه بسند ليس فيه من ذكر
بجرح وهذا لا يجديه نفعا لان مخرجه ايضا ابو الصلت الهروي وقد علم من
تصريح الثقات انه من الوضاعين سيما في ما يرويه عن الائمة على الرضى فكيف يتمسك

کہ اون سے شاگردیہ بزرگ تر خلایق کے ہین جیسے عبد اللہ و صالح و حنبل بن اسحق و عبد الرزاق و یحیی بن آدم و ابی و ملک بن
مہدی و یحیی بن ہارون و علی مدنی و بخاری و مسلم و ابو داود و ابو زرعہ و بہت سے لوگ انتہی اور بستان المحدثین مین دارقطنی
کے احوال مین لکہا ہے کہ نام و نسب اون کا علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن دینار بن عبد اللہ ہے اور
کنیت اون کی ابو الحسن ہے مذہب مین شافعی ہین اور مسکن مین بغدادی دارقطنی ہین اور دارقطن قاف کے ضمہ سے
ایک بڑا محلہ ہے بغداد مین اور سال تین سو چہ مین پیدا ہوئے ہین اور ابو القاسم بغوی و ابو بکر ابن ابی داود و ابن صاعد و
حسین محاملی اور دوسرے بہت علما سے حدیث کی سماعت حاصل کی اور بغداد و کوفہ و بصرہ و شام و واسط
و مصر اور دوسرے بلاد اسلام مین رہے ہین اور حاکم و عبد الغنی منذری مصنف ترغیب و ترہیب و تمام رازی
مصنف فوائد مشہورہ و ابو نعیم اصفہانی مصنف حلیۃ الاولیا اون سے تلمذ و شاگردی کی ہے اور علم قرات
و نحو مین بھی پوری دستگاہ رکہتے تہے اور فن معرفت علل حدیث و اسماے رجال مین بے نظیر وقت اور
اپنے زمانہ کے یکتا تہے چنانچہ خطیب اور حاکم نے اور اس فن کے دوسرے اماموں نے اون کے
فایق ہونے کی گواہی دی ہے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوگیا کہ دارقطنی فن جرح و تعدیل مین امام ہین
اور تحقیق کیا گیا ہے کہ فن کے لئے رجال ہین اور جبکہ دارقطنی تصریح کردی ہروی کے وضع کرنے کی
اس حدیث کو تو اون کے بعد والون کو اس باب مین اون کی تقلید کے سوا چارہ
نہین ہے پس مصنف کا قول (کلاہما او یعول علیہ ولا یلتفت الیہ) مصنف
ہی کے طرف عاید ہے اور اوسی پر منطبق ہے اور منجملہ اون روایات کے کہ جن سے اس
قول مین دلیل لایا ہے وہ حدیث ہے کہ جس کو تاریخ نیشاپور سے نقل کیا ہے اور اوسی کی
شان مین کہا ہے کہ اس کی سند مین جرح کا ذکر نہین ہے اور یہ حدیث مصنف کو
مفید نہین ہے اس لئے کہ اس کا راوی بھی ابو الصلت ہروی ہے اور ثقات کی تصریح سے
معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حدیثین وضع کرنے والون مین سے ہے خاصکر اون حدیثون مین کہ
جن کو امام علی رضا سے روایت کرتا ہے پھر کیونکر اوس کی حدیث سے تمسک کیا جاے

به فی مسئلة الایمان الذی لا یصلح للاستدلال علیه الّا ما یفید العلم وهو
المتواتر لا غیر وما نقل لفضیلة سنه کذا انه سقوط المجانین هذه ایضا من مقالات
ابی الصلت فلا یصلح للافتخار ثم استشهد علیه بروایة علی بن غراب وهو
ایضا مطعون بالغلو فی التشیع والتدلیس کما قال الخطیب انه تکلم فیه اوهما من
کان غالیا فی التشیع وقال الامام الهمام احمد بن حنبل انه کان یدلس وکون الراوی
خالطیا فی الروایة او غالیا فی التشیع مما لا یحتاج الی البیان ومجرد التدلیس عیب
یعد من تلبیس ابلیس عن المحدثین کما نقله فی الایات البینات هکذا ومن تلبیس
ابلیس علی علماء المحدثین روایة الحدیث الموضوع من غیر ان یبینوا انه موضوع
وهذا خیانة منهم علی الشرع ومقصودهم تنفیق احادیثهم وکثرة روایاتهم وقد
قال النبی صلعم من روی عنی حدیثا یری انه کذب فهو احد الکاذبین ومن
هذا القبیل تدلیسهم فی الروایة فیقول احدهم فلان عن فلان یوهم انه سمع منه
ولم یسمع وهذا اقبح لانه یجعل المنقطع فی مرتبة المتصل انتهی فسقط قوله وما
اراه الا کان صدوقا لان التعدیل من المتاخر بعد جرح المتقدم غیر مقبول
وما قال من انه وثقه ابن معین والدارقطنی من غیر نقل توثیقهم بعبارتهم
فلا یسمع فی معرض البیان واذا اختلف فی احد بالجرح والتعدیل وکان الجرح
مفسرا والجارح عارفا بصیرا قدم الجرح علی التعدیل کما هو مصرح فی فن اصول
الحدیث وما وثق بروایة ابن ماجه والنسائی عنه فهو لا یفیده لان مجرد الروایة
عن احد لا یفید تعدیله بل الروایة عن المجروحین والمطعونین یجعل الراوی
ساقطا من درجة الاعتبار لما روی الطبرانی بسند جید عن ابی قتادة قال
رسول الله صلعم هلاک امتی فی ثلث فی القدریة والعصبیة والروایة

ایمان کے مسئلہ مین کہ جس کے لئے وہی حدیث دلیل ہو سکتی ہے کہ جو مفید یقین ہے اور وہ متواتر کے سوا اور حدیث
نہین ہے اور جو کہ اوس کی سند کی فضیلت مین نقل کیا ہے کہ وہ مجنونون کی ناس ہے یہ جملہ بھی ابو الصلت کے
اقوال مین سے ہے پس احتجاج کے قابل نہین ہے پھر اوسپر شاہد لانا علی بن غراب کی روایت کو اور یہ شخص بھی غلو
تشیع اور تدلیس کے سبب سے مطعون ہے جیسا کہ خطیب کا قول ہے کہ اوس مین کلام کیا گیا ہے بسبب اوس کی
مذہب کے تشیع مین غلو رکھتا تھا اور امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ مدلس تھا اور راوی کا روایت مین خطا کرنیوالا
یا تشیع مین غلو رکھنے والا ہونا تو بیان کا محتاج نہین ہے اور صفت تدلیس ایک ایسا عیب ہے کہ محدثین کے نزدیک
تلبیس ابلیس شمار کیا جاتا ہے چنانچہ آیات بینات مین اس طرح نقل کیا ہے اور ابلیس کی تلبیس سے ہے علما
محدثین پر روایت کرنا حدیث موضوع کو بغیر اوس کے موضوع ہونے کے بیان کرنے مین اور یہ فعل اون کی ایک طرح کی
خیانت ہے شرع کے اوپر اور اون کا مقصود اپنی حدیثون کو رواج دینا اور اپنے روایات کا زیادہ ہونا ہے حالانکہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ سے حدیث روایت کی اور وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی ہے تو وہ ایک شخص دروغ گویون مین
اور اسی قبیل سے ہے محدثین کی تدلیس روایات مین کہ ایک اون مین کا کہتا ہے فلان عن فلان وہم دلاتا ہے اس کا
کہ فلان نے فلان سے سنا ہے حالانکہ نہین سنا ہے اور یہ برا ہے اس لئے کہ وہ شخص منقطع کو متصل کے مرتبہ مین قرار
دیتا ہے انتہی اور مصنف کا یہ قول کہ (وما امراہ الا کان صدوقا) ساقط ہوگیا اس لئے کہ تعدیل متاخر کی متقدم کی
جرح کے بعد غیر مقبول ہے اور یہ جو مصنف نے کہا ہے کہ ابن معین و دارقطنی نے اوسکو ثقہ کہا ہے بدون نقل کرنے انکی عبارت
توثیق کے پس غیر مسموع ہے بیان اول کے مقام مین اور جبکہ کسی کے باب مین جرح و تعدیل دونون پائی جائین اور جرح مفسر
ہو اور جرح کرنیوالا عارف بصیر ہو تو اس صورت مین جرح مقدم ہوگی تعدیل پر جیسا کہ فن اصول حدیث مین امر مصرح ہے اور یہ جو ابن ماجہ و نسائی
کے حدیث روایت کرنیکو جو روی اوسکی توثیق مین لایا ہے تو یہ مصنف کو مفید نہین اس لئے کہ صرف روایت کرنا کسی راوی سے
اوس کی تعدیل کا مفید نہین ہے بلکہ مجروح و مطعون اشخاص سے روایت کرنا راوی کو درجہ اعتبار سے گرا دیتا ہے اسی طرح
کہ طبرانی نے بسند جید ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ میری امت کی
ہلاکت تین امر مین ہے - مذہب قدریہ مین - اور ناحق کی طرفداری مین اور غیر معتبر سے روایت کرنے مین

من غير تثبت وقال الامام مالك اذا سئل اشهب عن الرافضة فقال لا تكلمهم
ولا تروعنهم وقال الحسن لا تجالسوا اهل الهوى ولا تسمعوا منهم وقال ابن سيرين
لم يكونوا يسألون عن الاسناد حتى وقعت الفتنة فلما وقعت نظر ومن كان من اهل السنة
اخذ واحديثه ومن كان من اهل البدعة ترك احاديثه وقال رسول الله صلعم -
يظهر في آخر الزمان قوم يسمون الرافضة يرفضون الاسلام وفي الباب احاديث
وآثار واقوال الثقات تركناها خوفا للاطناب وفي ما ذكرناه كفاية لاولي الالباب
وما تمسك به من قول السيوطي ومثل هذ يصلح في المتابعة معناه انه يصلح في
المتابعة لما ورد في فضائل الاعمال واما في العقائد فلا لان فيها غير المتواتر لا يفيد
اصلا ولا يصلح للاستدلال به عليها وهكذا حال البجلي والغازي لانهما من
المجهولين فلا يتمسك بروايتهما لاسيما في باب العقائد واما قوله وبالجملة فقد
استسعد بروايته هذ الحديث المجود عن الامام الهمام ابي الحسن علي الرضى مسلسلا
عن ابائه من جهته اهل بيته وتبعته جلة جماعة من حفاظ اهل السنة والجماعة
ولله المنة على الصناعة فباطل كل البطلان ومغالطة عظيمة للمؤمنين في هذا
الشان لان هذا الحديث ليس بمجود وانما المجود هو الحديث الاخر كما نقلنا
من الصواعق وهو المتواتر ايضا استسعد بروايته الحفاظ ان محمد بن اسلم الطوسي
وابو زرعة الرازي واستاذه وخلق كثير لا يحصى عددهم من المحدثين في ذلك
الزمان واما حديث الهروي هذا فهو موضوع من جهته ومخالف المتواتر
من الحديث والقرآن ولهذا انه كل من يتمسك بقولهم في هذا الشان
واستقرا رواته فيتبين فساده من جهته الهروي وكونه موضوعا منه فيستشنع
اصناعه صناعة المصنف ولو كان من الاتقياء لتبرا كل التبرا من هذا الصنع القبيح

اور امام مالکؒ کا قول ہے جبکہ اون سے اشہب نے رافضیون کا حال پوچھا تو کہا کہ نہ تو اون سے بات کر اور نہ اون سے روایت کر اور حسن نے کہا ہے مت ابتداے کلام کر واہل ہوی سے اور نہ حدیث سنو اون سے اور ابن سیرین کا قول ہے کہ پہلے اسناد کی تحقیق نہین کیجاتی تھی جب تک کہ فتنہ واقع ہوا پہر جبکہ واقع ہوگیا تو علما نے جس کو اہل سنت دیکھا اوس کی حدیث کو لے لیا اور جس کو بدعتی دیکھا اوس کی حدیث کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے (کہ اخیر زمانہ مین ایک قوم ظاہر ہوگی جن کا نام روافض ہوگا چھوڑ دین گے وہ لوگ دین اسلام کو) اور اس باب مین اور بہت سی حدیثین و آثار صحابہ اور ثقہ لوگون کے اقوال ہین کہ جنکو ہم نے ترک کر دیا ہے طوالت کتاب کے خوف سے اور ہمارا اس قدر بیان عقلمندون کے واسطے کافی ہے اور جو کہ مصنف نے سیوطی کے اس قول سے تمسک کیا ہے (ومثل ہذا یصلح للمتابعۃ) اس کے معنی یہ ہین کہ ایسا شخص متابعت کی صلاحیت رکھتا ہے اون احادیث کے لئے کہ جو فضائل اعمال مین وارد ہین اور لیکن عقائد مین پس ہرگز نہین اس لئے کہ عقائد مین حدیث متواتر کے سوا اصلا مفید نہین ہے اور نہ غیر متواتر مین عقائد کے لئے دلیل لانے کی صلاحیت ہے اور یہی حال ہے تجلی اور غازی کا اس لئے کہ یہ دونو مجہول الحال ہین پس ان کی روایت سے تمسک کرنا خاصکر باب عقائد مین جائز نہین اور لیکن مصنف کا یہ قول

(وبالجملہ فقد استعد بروایۃ ہذا الحدیث المروی عن الامام الہمام ابی الحسن علی الرضی مسلسلہ عن آبائہ من جہۃ اہل بیتہ وتبعہ جملۃ جماعۃ من حفاظ اہل السنۃ والجماعۃ وللہ المنۃ علی الصناعۃ) پس محض بیدلیل ہے اور مسلمانون کو مغالطہ دینا ہے باب عقائد مین اس لئے کہ یہ حدیث موجود نہین ہے حدیث موجود تو حدیث الٰہی ہے جیسا کہ ہم صواعق سے نقل کر چکے ہین اور وہی معنًا متواتر بھی ہے اوسکی روایت سے سعادت حاصل کی ہے دو حافظ حدیث محمد بن اسلم طوسی و ابو زرعہ رازی نے اور اوسکو لکھ لیا ہے خلق کثیر نے محدثین بلاد سے اوس زمانہ مین جنکی عدد کو ضبط کرنا دشوار ہے اور لیکن ہروی کی یہ حدیث پس ہروی کی جہت سے موضوع ہے اور حدیث متواتر و قرآن کی مثل ہے اسی وجہ سے فن حدیث کے ائمہ نے اسکو چھوڑ دیا ہے اور جب اوسکو روایت کیا تو ہروی کی جہت سے اسکا فساد و موضوع ہونا بھی بیان کر دیا ہے پس مصنف کی یہ بنا ڈالنا نہایت بری ہے اور شعار علماے اہل تقوی سے بعید ہے

ولله المنة ومنه العصمة واما قوله ولا يبعد كون بعض الرواة عن الهروي محل الكلام يكون
اخرين ثقات الائمة من الاعلام فلا يخلو ايضا من تغليط وتمويه لان المتبادر من
قوله بعض الرواة عن الامام هم الذين رووه عنه بلا واسطة وما رواه عنه بلا
واسطة الهروي وهو محل الكلام قطعا كما مر واما غير الهروي فانما رواه من
الهروي وقد قال الدارقطني فيه انه سرقه من الهروي فكيف يصدق
قوله كون اخرين ثقات الائمة من الاعلام عليه لكونه من السارقين في باب الدين
وما استشهد به عليه من تخاريج الهيثم بن عبد الله وعلي بن الازهر السرخسي لهذا
الحديث عن الامام علي الرضي ومحمد بن صدقة ومحمد بن تميم عن الامام الكاظم
فلا يصلح فساد حديث الهروي لما ذكره ابن السبكي من ان الادلة مجاهيل
وما استشهد بقول تمام في الفوائد والعطار لابي محمد ان في فوائده فهو ايضا لا يخلو
عن شيء لان مجرد ذكر الرواية بدون ذكر الرواة صحتها ومقبوليتها لا يكفي بلا
استشهاد كما صرح به في المقدمة منقولا عن التحفة وما نقل به من رواية ابن
مردويه فسنده ضعيف كما صرح به السيوطي فليراجع واما قوله بالجملة فما
الحديث له عن المولى علي المرتضى طرق جمة عند الائمة الجلة فنقول في جوابه ان
كلها مجروحة مطعونة بالوضع او المجهولية او الضعف فلا تصلح للاعتبار والاستشهاد
والاستدلال بها في باب العقائد وكذا رواية الشيرازي والديلمي عن عائشة
ورواية ابن الجوزي عن النبي ﷺ فاسنادهما ضعيف فلا تستدل بهما في باب
العقائد وما اعترض به على البيهقي في قوله وشاهد هذا الحديث ما انبأ
ابو نصر ابن قتادة بسنده عن ابي قتادة من شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله
فذل بها لسانه واطمان بها قلبه لم تطعمه النار بقوله قلت بل هو شاهد الحديث

اور خدا کا احسان ہے اور اوس کی طرف سے خطا سے حفاظت ہے اور لیکن مصنف کا قول (۲) (او یفتی بروایت
بعض الرواۃ عن الامام محل السکلام لکون آخر بن ثقات الافاد من الاعلام) پس یہ قول بھی
مغالطہ دہی و بناوٹ سے خالی نہیں ہے اس لئے کہ اوس کے قول بعض الرواۃ عن الامام سے تبادر وہ لوگ
ہیں کہ جن کی روایت امام سے بلا واسطہ ہے اور بلا واسطہ راوی اس حدیث کا امام علی رضا سے بجز ہروی کے
کوئی نہیں ہے اور وہ قطعاً محل کلام ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور لیکن بجز ہروی نہیں اوس کی روایت ہروی
ہی سے ہے اور دار قطنی نے اوس کے باب میں کہا ہے کہ اوس نے اس حدیث کو ہروی سے سرقہ
کیا ہے پھر کیونکر صادق آئے گا مصنف کا قول (لکون آخرین ثقات الافاد من الاعلام) غیر ہروی
پر کیونکہ وہ باب وہین ہین سرقہ کرنے والوں میں سے ہے اور جو کہ اس حدیث کے لئے مصنف نے استشہاد
کیا ہے ہیثم بن عبد اللہ و علی بن ازہر سرخسی و محمد بن صدقہ و محمد بن اسلم کی حدیثوں سے پس اس سے ہروی کی
حدیث کا ضعف دفع نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ ابن جوزی نے کہا ہے کہ یہ چاروں مجہول الحال ہیں اور جو کہ تمام
قول کو اور ابو محمد جعفر ان کے منسوب کرنے کو فوائد میں تابع بنایا ہے یہ بھی شبہ سے خالی نہیں ہے اس لئے کہ مجرد روایت
کو ذکر کرنا بدون ذکر کرنے راوی کے اوسکی صحت و مقبولیت کو استشہاد کیلئے کفایت نہیں کرتا ہے جیسا کہ مقدمہ
میں تحفہ کی عبارت سے اس کی تصریح ہو چکی ہے اور جو کہ ابن مردویہ کی روایت کو نقل کیا ہے پس اوسکی سند ضعیف ہے
جیسا کہ سیوطی نے اوسکی تصریح کی ہے پس قول سیوطی کی طرف رجوع کیا جائے اور لیکن مصنف کا قول (و بالجملۃ فالحدیث الذی یدل
علی المدعی طرق جمۃ عند الائمۃ الحفاظ) ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ وہ سب کی سب مجروح و مطعون ہیں ساتھ وضع حدیث یا مجہول
ہونیکے یا ضعف کے پس اعتبار و استشہاد و استدلال کے قابل نہیں ہیں باتفاق محدثین اور اسیطرح شیرازی و دیلمی کی روایت مرفوع
عائشہ صدیقہ سے اور ابن جوزی کی روایت مرفوع حضرت انس سے ان دونوں کی سند ضعیف ہے پس یاب شمار میں آنے کے لیے
نہ لائی جائیگی اور جو کہ مصنف نے بیہقی پر اعتراض کیا ہے اسکے اس قول میں (و شاہد ھذا الحدیث ما انا ابو نصر بن قتادۃ بسندہ عن
ابی قتادہ من شہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد الرسول اللہ قال بہا لسانہ و اطمأن بہا قلبہ لم تطعمہ النار) — اپنے اس
قول سے (قلت بل ھو شاھد الحدیث الاول فی فرض الایمان الاجمالی)

الاوثق في فرض الايمان الا اجمل فالجمل فتأمل انتهى فانما يتوجه عليه لو استشهد
البيهقي به على حديث الهروي وليس كذلك بل هو استشهد به ومنه على
الحديث الاولي الذي رواه الحافظان ابوزرعة ومحمد بن اسلم لانه المقبول عند
اهل السنة والذي رواه ابو الصلت متروك من جهته فلا يستدل به
ولا يستشهد عليه عندهم فالنسبة الى البيهقي بالاستشهاد على حديث
الهروي لهذا الحديث والاعتراض عليه بعد صحته بناء الفاسد
على الفاسد فتفكر واما قوله وصح هذا كله فقيل الدارقطني وذكروا في
الهروي له وهو متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الآفة
في حديث وقيل ابن الجوزي موضوع كلاهما مما لا يعول عليه ولا
يلتفت اليه انتهى فهو دليل على جادته على الائمة وجرأته على الاجلة
وصرالطاله منافي ابتداء هذا الرد فليتذكر واما قوله وكذا في ابن السبكي
هنا فقصور لما اعتبر بما ذكر في الهروي واقتصر السخاوي على روايته ابن ماجة
وحكم ابن الجوزي وقصته رواية الامام له نيسابور وعند الديلمي بلا سند
وكل ذلك قصور في الشوا انتهى فاقول بتوفيق الله تعالى وعونه انه ليس كما
قال المصنف بل هو يدل على كمال عثورهم في الروايات وجلالة عبورهم في
احوال الرواة وعلى انهما قد نزل الناس على منازلهم حيث تشبثا بالمقبول وتركا
المردود والمجهول واعتمدا على اقوال ائمة الفن في باب الذين واعرضا عن ما روي
عن المردودين او المجهولين والعجب من المصنف انه مع علمه بهذه الاقاويل و
دعواه بانه من اهل السنة كيف يعترض على ائمتهم واجلتهم في الدراية والرواية
وكيف يتمسك باقوال المردودة التي صدرت من الرواة المجروحة وكيف يفتري

فالمجمل فتأمل انتہی) پس یہ اعتراض بیہقی پر جب متوجہ ہوتا کہ جب وہ اس قول سے ہروی کی حدیث
پر شاہد لاتا اور ایسا نہیں ہے بلکہ اس قول میں استشہاد ہے حدیث الہی پر جس کے راوی دو حافظ
ابو زرعہ و محمد بن اسلم ہیں کیونکہ اہل سنت کے یہاں وہی حدیث مقبول ہے اور ہروی کی حدیث بجہت
ہروی متروک ہے تو اوس کو دلیل بنایا جاتا ہے اور نہ اوس پر شاہد لایا جاتا ہے اہل سنت کے نزدیک
پس بیہقی کی طرف حدیث ہروی کے لئے شاہد بنانے کی نسبت کرنا اور پھر عدم صلاحیت استشہاد ہذا
کا اوس پر اعتراض کرنا بناء فاسد علی الفاسد ہے اس کو سمجھ لے اور لیکن قول مصنف کا (وضع ھذا
کله فقیل الدارقطني وضعه رواية الهروي له وهو متهم بوضعه لم يحدث به
الا من سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث وقال ابن الجوزي موضوع
كلاهما لا يعول عليه ولا يلتفت اليه انتهى) پس یہ دلیل ہے مصنف کے بیباک ہونے
اور دلیری کرنے کی ائمہ و اکابر دین پر اور اس کا بطلان تو ہم اس رد کے شروع میں کر چکے ہیں پس
وہاں دیکھ لیا جاوے اور لیکن مصنف کا قول (ولكن اقتصر ابن السبكي لما اعترض ما ذكره في الهروي
واقتصر السخاوي في المقاصد الحسنة على رواية ابن ماجة وحكم ابن الجوزي في قصة
رواية الامام لا نفسها او عند الديلمي بلا سند وكل ذلك في الغثو انتهى) پس میں کہتا ہوں خدا
کی توفیق و مدد سے کہ امر مذکور ایسا نہیں ہے کہ جیسا مصنف نے کہا ہے بلکہ اس سے اون کا کمال علمی روایا میں
اور اون کی جلالت شان احوال رواۃ میں ثابت ہے اور یہ کہ وہ دونوں لوگوں کو اون کے مراتب میں رکھتے تھے
اس لئے کہ ان دونوں نے مقبول حدیث کو دستاویز بنایا اور مردود و مجہول چھوڑ دیا اور دین کے باب میں ائمہ فن
اقوال پر اعتماد کیا ہے اور مردود و مجہول اشخاص کے مرویات سے اعتراض کیا ہے اور تعجب تو مصنف سے ہے کہ وہ ان
اقوال کا علم رکھتا ہے اور اہل سنت میں اپنے داخل ہونے کا دعوے کرتا ہے پھر کیونکر اہل سنت کی ائمہ و اکابر پر درایت
یا روایت میں اعتراض کرتا ہے اور کیونکر دستاویز بناتا ہے ان مردود اقوال کو کہ جو
مجروح راویوں سے صادر ہوئے ہیں اور کس طرح پہ افترا و کذب

ويكذب على اهل بيت النبوة ويأمرهم بعض الاقوال المردودة الههم فالى الله المشتكى
من صنيع هذا المفترى وجسارته وفضيحته هذا المدعى وجراءته واما تمسك
بإيراد السيوطي حديث الهروي في الجامع الصغير وانه ابن ماجه
والطبراني مع رمزه اياه بالضعف فمما يضحك الطلبة فضلا عن الكملة وايضا
يسقط به تمسكه بما نقله من اللآلي المنثورة واللآلي المصنوعة للسيوطي لان غاية
ما يفهم من هذين الكتابين له ان حديث الهروي عنده ليس بموضوع
ولكنه لا يخلو عن الضعف لا يتمسك به في العقائد فبطل ما رامه المصنف
من هذا النقل من الاحتجاج وكسد متاعه الفاسد في سوق الناقدين
وما راج واما قوله وقال ابن الجزري في اسنى المطالب في حديث الهروي
حديث حسن اللفظ والمعنى رجال اسناده ثقات غير الهروي وهو خادم
الامام الرضى فانهم ضعفوه وصلاحه انتهى فلا يفيده لان هذا القول مصرح
بان الهروي غير ثقة لان المحدثين ضعفوه وما رواه الضعيف فلا يعتبر
ولا يحتج به واما قوله مع صلاحه في الحديث منه لا في الرواية يخالف
تصريح المحدثين بوضع الهروي وكذبه لان الصلاح في الشرع ضد
الفسق والفسق هو المعصية في العمل دون الاعتقاد لانه داخل في البدعة
والبدعة اعتقاد الامر المحدث الذي لم يوجد في القرون الثلاثة على
خلاف ما عرف في الدين كما في عقائد اهل السنة والهروي مع كونه شيعيا
كيف يراد صلاحه الشرعي لان التشيع ابتداع في الاعتقاد بعصمة الائمة وبغض
الشيخين واختصاص الامامة في العدد المعلوم ولما لم يجتمع الصلاح مع الفسق
فكيف يجتمع مع الابتداع الذي هو اعلى من الفسق وقوله وقد روى ايضا

کرتا ہے اہل بیت نبوت اور اون کے اماموں پر اقوال مردودہ کی نسبت کرنے مین اون کی طرف۔ پس خدا ہی
کے سامنے ہماری شکایت ہے اس افترا پردازی کی حرکت اور اس مدعی کی جسارت وفضیحت وجرأت کے باب مین
اور لیکن دلیل لانا مصنف کا کہ اس امر کو کہ سیوطی نے ہروی کی حدیث کو ابن ماجہ وطبرانی کی روایت سے جامع صغیر
مین نقل کیا ہے اور اوس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پس کاملین تو کجا طالب العلموں کو اسپر
ہنسی آتی ہے اور نیز قول سیوطی سے ساقط ہو گیا تمسک کرنا مصنف کا اس کلام سے کہ جس کو
مصنف نے در منثور و لآلی مصنوعہ مولفہ سیوطی سے نقل کیا ہے اس لئے کہ غایت کلام ان دونون
کتب سیوطی سے اسی قدر مفہوم ہے کہ حدیث ہروی سیوطی کے نزدیک موضوع نہین ہے اور لیکن
حدیث ہروی ضعف سے خالی نہین ہے اور ضعیف سے عقائد مین تمسک جائز نہین پس مصنف کا جو مقصد
ان نقول سے تھا باطل ہو گیا اور اوس کی نتائج فاسدہ جو انکے اون کے بازارین کاسد ہو گئی اور رائج نہوئی
اور لیکن مصنف کا قول (وقال ابن الجوزی فی اسنی المطالب فی حدیث الہروی ہذا
حسن الالفاظ والمعانی رجال اسنادہ ثقات غیر الہروی فہو وان اتہم فانہ مشہور
صح صلاحہ انتہی) پس مصنف کو مفید نہین ہے اس وجہ سے کہ اس قول مین صراحت ہے اس امر کی کہ ہروی
غیر ثقہ ہے کیونکہ محدثین نے اسکو ضعیف کہا ہے اور ضعیف کی روایت غیر معتبر و غیر معتمد ہے رہا قول ابن جوزی کا
صح صلاحہ اس سے مراد خدمت کی صلاحیت ہی نہ کہ صلاحیت فی الروایت تاکہ محدثین کی تصحیح سے مخالفت نہ لازم
آئے جو انہون نے ہروی کی حدیث وضع کرنے اور کذب فی الروایۃ مین فرمائی ہے اس لئے کہ شرع مین صلاح ضد ہے
فسق کا اور فسق نام ہے عمل مین معصیت کرنیکا نہ کہ اعتقاد مین اس لئے کہ معصیت فی الاعتقاد بدعت مین داخل ہے
بدعت اعتقاد کرنا ہے جدید امر کا کہ جس کا وجود قرون ثلاثہ مین نہو اور مخالف ہو دین کو متعارف امر سے جیسا کہ تقدم اول
مین مذکور ہے اور ہروی جبکہ شیعی ہے تو اسکی صلاح سے مراد صلاح شرعی کیونکر ہو سکتی ہے اس لئے کہ تشیع بدعت ہے کالنا
اعتقاد مین اماموں کی معصوم ہونیکے باب مین اور شیخین سے بغض رکھنے اور اماموں کو عدد معین مین منحصر جاننے مین اور جبکہ فسق کیسا
صلاح کا اجتماع نہین تا ہی پس ثابت کیا نہ کیونکر جمع ہو گی کہ جو فسق سے بڑھکر ہے اور مصنف کا یہ قول (وقد روی ایضا)

عن مالك وحماد بن زيد روى عنه احمد بن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد ايضاً
اقول هذا ايضاً لا يدفع الفساد ولا يفيد المراد لان الهروى لما كان متهماً بالكذب على
الامام موسى الرضى الذى هو اعلى وافضل من الامام مالك وغيره فكيف لا
تؤمن غلطته فيمن هو ادون منه كالامام مالك وحماد بن زيد
وغيرهما واما الذين رووا عن الهروى كابن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد
وغيرهما فروايتهم مسبوقة من الهروى كما صرح به الدارقطني امام فن الجرح
والتعديل وقوله ولكن تابعه على روايته هذا الحديث عن الرضى محمد بن اسلم
فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهدته انتهى اقول
بتوفيق الله تعالى وعونه هذا النقل يوهن كيد المصنف ويشفي شيئاً لانه صرح
في ان مخرج هذا الحديث هو ابو الصلت لا غير ومحمد بن اسلم انما هو تابع له
وان كان تبعيته للهروى غير ثابت على الاصح والمصنف قد خالف هذا النقل
عمداً ترويجاً لهذا الحديث حيث جعله حديثاً مجوداً في صدد الاستدلال
وجعل محمد بن اسلم مخرجاً له والهروى تابعاً له وهذا الكيد عظيم لا يعرفه
الا العريف وخروج الهروى عن عهدة هذا الحديث انما يثبت اذا ثبت
تخريج محمد بن اسلم لهذا الحديث وهو بعد غير ثابت قال وقوله سلام الله عليه
وطوله معرفة بالقلب اى بالالوهية للرب والنبوة لرسوله بما اوجب ولاحمد
في المسند عن على قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الاسلام ان يسلم
قلبك وان يسلم المسلمون من لسانك ويدك قيل فاى الاسلام
افضل قال الايمان قيل ما الايمان قال ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله والبعث
بعد الموت قيل فاى الايمان افضل قال الهجرة قيل ما الهجرة قال ان تهجر السوء قيل

عن مالك وحماد بن زيد وروى عنه احمد بن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد وجماعته
انتہی) مین کہتا ہون کہ یہ قول ہی استدلال مصنف کے فساد کو دفع نہین کرتا ہے اور نہ مفید مرام ہے اس لئے
کہ ہروی پر جبکہ امام علی رضاؑ سے روایت کرنے مین کاذب ہونے کی تہمت ہے کہ جو امام مالکؒ وغیرہ سے
اعلی و افضل ہین پھر اوس کی آمیزش سے کیونکر امن ہو سکتا ہے ان لوگون کے باب مین جو امام علی رضاؑ سے
کم درجہ مین ہین مثل امام مالک وحماد بن زید وغیرہ کے اور لیکن جنہون نے ہروی سے روایت کی ہے جیسے ابن
ابی خیثمہ وعبد اللہ بن احمد وغیرہ لیس اون کی روایت تصریح کی گئی ہے ہروی سے جیسا کہ دارقطنی فن جرح وتعدیل
کے امام نے اس کی تصریح کی ہے اور مصنف کا قول ولكن تابعه مروانا هذا الحديث عن النبي محمد
بن اسلم فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهدته انتہی) مین کہتا ہون
خداتعالی کی توفیق ومدد سے کہ یہ نقل مصنف کے کید کو کمزور کرتی ہے اور اوسکے مکر کو ظاہر کر رہی ہے اس لئے کہ اس مین
صراحت ہے اس امر کی کہ اس حدیث کا اصل راوی ابو الصلت ہے اور محمد بن اسلم اوس کا تابع ہے اگرچہ اس باب مین
اوسکا تابع ہونا قول اصح پر ثابت نہین ہے اور مصنف نے جان بوجھکر اس نقل کا خلاف کیا ہے اس حدیث کو رواج
دینے کیواسطے اس طرح پر کہ اس کو استدلال کے شروع مین حدیث محمد قرار دیا اور محمد بن اسلم کو اس کا اصل راوی
قرار دیا اور ہروی کو اوس کا تابع بنایا اور یہ ایک بڑا مکر ہے کہ جس کو بڑا ماہر حدیث جانتا ہے اور ہروی کا اس حدیث کی
ذمہ داری سے خارج ہونا جب ثابت ہوگا کہ جب محمد بن اسلم کا اصل راوی اس حدیث کا ہونا ثابت ہو جاوے اور یہ امر
ہنوز غیر ثابت ہے دکہا مصنف نے) اور قول حضرت صلعم کا پہچاننا دل سے یعنی خدا کی الوہیت اور رسول کی نبوت
کو ساتھ ضروریات دین کے اور امام احمد کی روایت سے مسند مین حضرت علیؑ سے کہ کہا انہون نے فرمایا رسول خدا صلعم نے اسلام
یہ ہے کہ تیرا دل مان لیوے اور یہ کہ مسلمان تیرے دست وزبان سے سلامت رہین پوچھا گیا کہ کون سا اسلام افضل ہے
فرمایا کہ ایمان - پوچھا گیا کہ ایمان کیا شے ہے - فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اعتقاد رکھے اللہ پر اور اوسکے
فرشتون پر اور اوس کی کتابون پر اور اوس کے رسولون پر اور مرنیکے بعد اٹھنے پر - پوچھا گیا پس کون سا
ایمان افضل ہے - فرمایا کہ ہجرت - پوچھا گیا کہ ہجرت کیا شے ہے - فرمایا کہ ہجرت یہ ہے کہ تو بدی کو چھوڑ دے - پوچھا گیا

فاى الهجرة افضل قال الجهاد الحديث واحمد والطبرانى فى الكبير بسند ثقات
عن عمرو بن عبسة نحوه وهذا فى الايمان والاسلام والهجرة والجهاد من الشعبية
والعبد الرزاق وابن ابى شيبة ورستة فى الايمان واللالكائى فى السنة والبيهقى
فى الشعب وابن عساكر عن عمير بن عدى قال حدثنا على بن ابى طالب ان الهوى
نصف الايمان وانى ظاهر هذه الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار
ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعى واحمد والاوزاعى
كما ذهب اهل البيت ان العمل داخل فى الايمان الا انه لا يزول اصل الايمان
بزوال العمل كما لا يزول اصل الشجرة بزوال الفرع والثمر والرجل لا يخرج عن نوعه
بقطع الايدى والارجل فالمعنى بالايمان فيها هو الايمان الكامل الذى من
يتقرب بعد الاتيان به الى ان يبعده عن صاحبه وهو المقرون بالاسلام دون
المجرد عنه وقوله وهو يزيد وينقص اى فى الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها الايمان
الخاصة والناقص ايمان العامة اما فى المعرفة والتصديق فمن جهة القرات
والعادة لا اصل التصديق فانه ان نقص كان شكا محضا من الايمان واما
فى الاقرار فانه حيث القتل ان اقر بالايمان فلم يتقى فهو ناقص وان اقر فهو الايمان
الزائد الكامل واما فى العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان ومما يشيد ما ذكرنا
ما عن المولى المرتضى قال كانت السورة اذا نزلت على عهد رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم او الآية او اكثر زادت المومنين ايمانا وخشوعا ونهيهم فانتهوا
اخرجه محمد بن اسمعيل الوراق فى اماليه والعسكرى فى المواعظ وابن مردويه
فى تفسيره وسنده حسن قاله السيوطى وكذا الحديث الاتى المسلسل
بالائمة العشرة الاكمل فى فضل الايمان انما هو ناظر ظاهر فى عدم دخول العمل

پس کونسی ہجرت افضل ہے فرمایا کہ جہاد (آخر حدیث تک) اور احمد اور طبرانی کی روایت ہے کبیر مین ثقہ راویون کی سند کے
ساتھ عمرو بن عبسہ سے مثل حدیث مذکور کے اور یہ ایمان و اسلام مین اور ہجرت کے باب مین ایک شرعی طریقہ
ہے اور عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و رستہ کی روایت ہے ایمان مین اور لالکائی کی روایت ہے سنت مین
اور بیہقی کی روایت ہے شعب مین اور ابن عساکر کی روایت ہے حجر بن عدی سے کہا اوس نے کہ ہم سے
بیان کیا علی بن ابی طالب نے کہ پاکی کرنا نصف ایمان ہے اور ان احادیث و آثار اہل بیت اطہار اور انکی
مثال کے ظاہر معانی کی طرف محدثین و مالک و شافعی و احمد و اوزاعی کا مذہب ہے مثل مذہب اہل بیت کے
اس مسئلہ مین کہ عمل ایمان مین داخل ہے مگر زوال عمل سے اصل ایمان زائل نہین ہوتا جیسا کہ شاخون
اور ثمر کے زوال سے اصل درخت کا زوال نہین ہوتا ہے اور ہاتھ پیر کاٹنے سے انسان اپنی نوع سے خارج
نہین ہوتا ہے پس ان احادیث مین ایمان سے مراد ایمان کامل ہے کہ جس کے حاصل کرنے کے بعد
مومن کو حذر کرنے کی حاجت نہین ہوتی اور وہ ایسا ایمان ہے کہ اسلام سے ملا ہوا ہے نہ وہ ایمان کہ اسلام
سے مجرد ہے اور قول حضرت کا (اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے) یعنی تینون اوصاف مذکورہ مین پس اوصاف
ثلثہ مین بڑھنے والا خاصہ کا ایمان ہے (یعنے شیعون کا) اور کم ہونے والا عامہ کا ایمان ہے (یعنے
سنیون کا) لیکن معرفت و تصدیق مین پس باعتبار ثمرات و حلاوت کے نہ باعتبار اصل تصدیق کے اسلئے
کہ اگر اصل تصدیق گھٹ جاوے تو وہ شک ہو جائیگا جو ایمان سے نکال دیتا تھا اور لیکن اقرار مین پس جبکہ
قتل سے ڈرایا جاوے اگر ایمان کا اقرار کرے پس اقرار نہ کیا تو وہ ناقص ہے اور اگر اقرار کر لیا تو وہ ایمان
زاید کامل ہے اور لیکن عمل یا لا ارکان کے اعتبار سے پس اوسکے لئے بیان کی حاجت نہین ہے اور منجملہ اون
دلائل کے جو ہمارے اس دعوے کو قوی کرتی ہین وہ حدیث ہے کہ جو مولی مرتضی سے مروی ہے کہا انہون نے
کہ حضرت کے زمانہ مین جب کوئی سورت یا آیت زیادہ نازل ہوتی تو ایمان و خشوع مومنون کا زیادہ ہو جاتا تھا اور وہ سورت
و آیت ان کو ممنوعات سے روکتی تھی روایت کیا اسکو محمد بن اسمعیل وراق نے امالی مین اور عسکری نے مواعظ مین اور ابن مردویہ نے
اپنی تفسیر مین اور اسکی سند حسن بیان کیا اسکو سیوطی نے اور اسیطرح حدیث الہی جو مومن کامل کی نسبت اسلئے اہل ایمان عمل و اعمال ہی کی
طرف ناظر و ظاہر ہے

في اصل الايمان وسيروى ان شاء الله تعالى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه لما فرغ عن
سرد الادلة على اثبات دعواه وبيان طرقها وتعديل رواتها شرع في بيان بعض معانيها
وما يترتب على ذلك في زعمه وقد بينا ان الادلة بعضها غير مثبت للدعواه وبعضها
غير ثابت بنفسه فكيف يثبت به مدعاه والان نبين ما في هذا القول من الفساد
ونكشف الغطاء عن وجه ما حكم به على ما اعتقده وما اراده وليعلم قبل بيان
المقصود ان لفظ العامة والخاصة مما اصطلح عليه محمد بن نعمان الذي كان في المائة
الثانية في زمان الخليفة المهدي وكني بابي جعفر الاحول ويلقب بالشيطان
الطاق والشيعة تقول له مؤمن الطاق فانه قد اخترع المذهب النعمانية
وصنف لاثباته كتبا منها افعل لم فعلت ومنها افعل لا تفعل وذكر في بعضها
ان المذاهب اربعة القدرية والخوارج والعامة والخاصة واراد بالعامة اهل
السنة وبالخاصة الشيعة واثبت النجاة للخاصة دون من سواها كما ذكرنا
في المقدمة نقلا عن الملل والنحل ولما سلك المصنف مسلكه في هذا الاصطلاح
نبه اولا على هذا الاصطلاح حيث قال في صفحه (٢) حيث تسموا بالشيعة
والخاصة وسموا اهل السنة بالعامة ثم جرى على هذا الاصطلاح ثانيا
حيث قال في صفحه (٢٠) وهو فقه العلم والايمان العامة يستوي فيه الخاصة
والعامة ثم فضل الخاصة على العامة بالاصطلاح المذكور ثالثا حيث قال
في صفحه (٢٣) فالزائد فيهما ايمان الخاصة والناقص ايمان العامة فوجه اظهر
ان الشيعة عنده اكمل ايمانا من اهل السنة وهو المعني من تجديده للدين
وكونه من المجددين من بين المسلمين اذ تمهد هذا فلنشرع في جواب ما قاله في
قوله هذا اما قوله وقوله سلام الله عليه وطوله ليس على ما ينبغي الطول

اور وہ عنقریب روایت کیجائیگی۔ اگر خدا نے چاہا۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور اوس کی مدد سے کہ ہر گاہ مصنف
فارغ ہوا بیان دلائل سے اپنے دعوے پر اور اون کے طرق وتعدیل رواۃ کے بیان سے شروع کیا اون کے
بعض معانی اور احکام کے بیان مین جو مصنف کے زعم مین تھے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ بعض دلائل مصنف کے
اوس کے دعوے کو ثابت نہین کرتے ہین اور بعض اون مین سے بذات خود ثابت نہین ہین پھر اون سے
مصنف کا دعوے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اور اب ہم مصنف کے اس قول کا فساد بیان کرتے ہین اور
جس وجہ سے مصنف نے واقتصم پر حکم لگایا ہے اور جو کچھ مراد لیا ہے اوس کے چہرے سے پردہ کھولدیتے
ہین اور بیان مقصود سے پہلے جاننا چاہئے کہ لفظ عامہ وخاصہ محمد بن نعمان کے مصطلحات سے ہے جو کہ دوسری
صدی مین خلیفہ مہدی کے زمانہ مین تھا اور اوس کی کنیت ابوجعفر احول ہے اور لقب اوس کا شیطان طاق
ہے اور شیعہ اوس کو مومن طاق کہتے ہین پس اوس نے مذہب نعمانیہ کو اختراع کیا اور اوس کے اثبات کیلئے
چند کتب تصنیف کی ایک اون مین سے افعل لم فعلت ہی) اور ایک کا نام (افعل لاتفعل ہے) اور اپنی اون بعض
کتب مین ذکر کیا کہ اصل مذہب چار ہین قدریہ وخوارج وعامہ وخاصہ اور عامہ سے اہل سنت کو ارادہ کیا اور خاصہ
سے شیعہ کو اور نجات خاصہ کے واسطے ثابت کی اور پس جیسا کہ ہم نے اس کو مقدمہ مین ملل ونحل سے نقل
کیا ہے اور چونکہ اس اصطلاح مین مصنف نے شیطان طاق کا مسلک اختیار کیا ہے لہذا پہلے
اس اصطلاح کی طرف تنبیہ کی صفحہ (۶) مین اور کہا (حیث تسموا بالشیعة والخاصة وسموا اهل
السنة بالعامة) پھر دوسری مرتبہ اسی اصطلاح پر چلا صفحہ (۲۰) مین اور کہا (وهو فقه العلم والايمان
العامة يستوى فيه الخاصة والعامة) پھر تیسری مرتبہ اسی اصطلاح کے مطابق خاصہ کو عامہ
پر فضیلت دی صفحہ (۳۲) مین اور کہا (فالنا ئد فيها ايمان الخاصة والناقص ايمان العامة) اور اس
حکم سے ظاہر ہوگیا کہ مصنف کے نزدیک ایمان مین شیعہ اکمل ہین سنیون سے اور یہی مطلب ہے مصنف کا دین کی
تجدید سے اور مسلمانون مین مجدد ہتی سے۔ جب یہ تمہید ہو چکی تو اب ہم کو چاہئے کہ جو کچھ مصنف نے اس قول مین کہا ہے اسکا
جواب شروع کرین لیکن قول مصنف کا (وقوله سلام الله عليه وطوله) عربیت کے خلاف ہے اس لئے کہ طول

فى هذا القول معطوف على السلام وعليه فى محل الخبر فلزم ان يكون الطول ايضا
نازلا عليه كالسلام لان وهذا غلط فاحش لان الطول وهو القدرة صفة
لازمة لذات الله تعالى لا تتعدى منه الى غيره تعالى فكيف يصح ان يقال
طول الله عليه كما لا يصح ان يقال حيوة الله عليه وعلم الله عليه وقدرة الله
عليه واما قوله معرفته بالقلب اى بالالوهية للرب والنبوة لرسوله بما اوجب
فهو ايضا لا يخلو عن الفساد لان المتبادر من تفسيره ان يكون تفسير القول بالقلب
والباء فيه للاستعانة كما يقال فى رأيت بالعين وسمعت بالاذن والباء فى قوله
بالالوهية انما هى للصلة فلزم التغاير بين المفسر والمفسر به وهو غير جائز وان
اراد به تفسير مفعول المعرفة المحذوف من نظم الكلام فهو ايضا لا يخلو عن
قبح لان المعرفة لا تتعدى بالباء بل هى متعدية بنفسها كما فى من عرف نفسه
فقد عرف ربه وفى عرفته بنفسى التام وايضا قوله بما اوجب المتبادر منه انه
متعلق بالنبوة والباء فيه للصلة وهو لا يصح لان النبوة صفة لازمة للنبى غير
متعدية بالباء ولا بغيرها واغلاطه من هذا القبيل كثيرة فى هذا الكتاب قد
صفحنا عنها خوفا للاطناب ونظرا الى جواب مقصود الكتاب والله الهادى
الى الحق والموفق للصواب واما قوله ولاحمد فى المسند عن على قال قال رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم الاسلام ان يسلم قلبك وان يسلم المسلمون
من لسانك ويدك الى آخر الحديث ان اراد ان الاشياء المذكورة فى
هذا الحديث اجزاء واركان للاسلام والايمان والحجة كما هو المتبادر من ايراده
هذا الحديث فى هذا الباب فهو ممنوع لان سلامة القلب من السوء وسلامة
المسلمين من يد المسلم ولسانه انما هى من نتائج الاسلام وامارته لا من اركانه

اس قول مین سلام پر معطوف ہے اور علیہ محل خبر مین ہے پس لازم ہوا کہ طول بھی مثل سلام کے نازل ہو اور یہ
کھلی غلطی ہے کیونکہ طول قدرت کا نام ہے ایک ایسی صفت ہے کہ ذات الٰہی کو لازم ہے اور غیر کی طرف
متعدی نہین ہوتی ہے پس طول اللہ علیہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جیساکہ حیواۃ اللہ علیہ و علم اللہ علیہ و
قدرۃ اللہ علیہ کہنا صحیح نہین ہے اور لیکن قول اوس کا معرفتہ بالقلب ای بالالوہتہ للرب والنبوۃ لرسولہ
بما اوجب) پس یہ بھی فساد سے خالی نہین اس لئے کہ مصنف کی تفسیر سے متبادر یہ ہے کہ وہ بالقلب کی
تفسیر ہے اور بالقلب مین بے استوانتہ کی ہے جیساکہ رایت بالعین و سمعت بالاذن مین کہا جاتا ہے
اور بے اوس کے قول بالالوہتہ مین صلہ کی ہے پس مفسر و مفسر بہ غیریت لازم آگئی اور یہ ناجایز ہے
اور اگر اس سے مراد مفعول معرفت کی تفسیر ہے جو نظم کلام سے محذوف ہے تو یہ بھی قباحت سے
خالی نہین اس لئے کہ معرفت متعدی بہ بے کے ساتھ نہین ہے بلکہ بذات خود متعدی ہے جیساکہ (من عرفہ
نفسہ فقد عرف ربہ) مین بنفسہ متعدی ہے اور عرفت ربی بفسخ العزایم مین ہے اور نیز اوس کا قول بما اوجب
ظاہر بھی ہے کہ نبوت سے کے متعلق ہے اور بے اوسمین صلہ کی ہے اور یہ بھی صحیح نہین ہے اس لئے کہ نبوت
نبی کی ایک صفت لازم ہے نہ بے کیساتھ متعدی ہوتی ہے نہ غیر با کے ساتھ اور اس قبیل کی غلطیان
اس کتاب مین بہت ہین ہم نے طوالت کے خوف سے اون سے چشم پوشی کی ہے اور نیز ہماری نظر
مقصود کتاب پر ہے اور خدا ہی امر حق کی طرف ہادی ہے اور صواب کی توفیق دینے والا ہے قول
مصنفنا) ولاحمد فی المسند عن علی قال رسول اللہ صلعم الاسلام ان یسلم
قلبک وان یسلم المسلمون من لسانک ویدک تا آخر حدیث) اگر مصنف
کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ جو امور اس حدیث مین مذکور ہین اسلام و ایمان و ہجرت کے اجزا و ارکان
ہین جیساکہ اس حدیث کو اس باب مین لانے سے متبادر ہوتا ہے تو یہ امر غیر مسلم ہے اس لئے
کہ دل کا سلامت رہنا بدی سے اور مسلمانون کا سلامت رہنا مسلمان کے دست و زبان سے
ایمان کے نتائج و علامات سے ہے نہ کہ اجزا سے ایمان سے ہے - ورنہ اس سے

والا لزم مخالفت الحديث الصحيح بني الاسلام على خمس الحديث وان اراد منه غيره
فلا يصح اتيانه به في هذا المقام وحمله عليه فيما بعد بقوله والى ظاهر هذه
الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار واما استدلاله بحديث على رضى الله عنه
ان الطهور نصف الايمان على جزئية الطهارة للايمان فليس بتام بل لا يكاد يصح لان
المراد من الايمان في هذا الكلام الشريف المومن به والمراد من الطهارة طهارة
القلب والمومن به قسمان العقائد الباطلة والعقائد الحقة فالطهارة من
العقائد الباطلة نصف الايمان اى المومن به وكلام المصنف انما هو في الايمان
بالمعنى المصدرى فايراده هذا في هذا الباب ايضا غير صحيح واما قوله والى ظاهر
هذه الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار ونحوها ذهب اصحاب الحديث
ومالك والشافعي واحمد والاوزاعي كما ذهب اهل البيت ان العمل داخل في الايمان
فباطل كل البطلان وناش من سوء الفهم وقلة العرفان لان هذه الاحاديث والآثار
متروكة عندهم لكون بعضها موضوعا وبعضها مجهولا وبعضها ضعيفا عندهم فكيف
يستدلون بظاهرها على جزئية العمل من الايمان وفي ايضا هذا القول كيد عظيم
وتلبيس فخيم يعرفه العريف الماهر والعظريف المشاهر انه يوهم الى ان القول بجزئية
العمل من الايمان الصادر من بعض اجلة الائمة والمحدثين من اهل السنة انما
هو بظاهر هذه الاحاديث والآثار ولما كان كذا فلزمهم ان يقولوا بجزئية المعرفة
من الايمان ايضا لان هذه الاحاديث كما تدل بظاهرها على جزئية العمل كذلك
تدل اكثرها بجزئية المعرفة ايضا وان لم يقولوا بجزئيتها منه لزم كونهم مصداقا
لكريمة افتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض فلزمهم القول بجزئيتها ايضا لا محالة
وعلى هذا يلزم دخول اهل البيت الاطهار والاكثرين من اهل السنة الاخيار

حدیث صحیح (بنی الاسلام علی خمس الحدیث) کی مخالفت لازم آئے گی اور اگر اس کا غیر مراد ہے تو اس حدیث کو
اس باب میں لانا اور اسپر آگے چلکر حکم لگانا اپنے اس قول سے (والی ظاہر ھذہ الاحادیث
والآثار عن اھل البیت الاطھار) نادرست ہوگا اور لیکن مصنف کا دلیل لانا حدیث ان الطہور
نصف الایمان سے طہارت کے جزو ایمان ہونے پر پس ناتمام ہے بلکہ قریب صحت نہیں ہے اس لئے
کہ اس حدیث میں ایمان سے مراد مومن بہ ہے اور طہارت سے مراد طہارت قلب ہے اور مومن بہ کی
دو قسم ہیں عقائد باطلہ و عقائد حقہ پس پاک کرنا دل کو عقائد باطلہ سے نصف ہے ایمان کا یعنے مومن بہ کا
اور مصنف کا کلام ایمان مصدری میں تھا پس اس حدیث کو اس باب میں لانا بھی صحیح نہیں ہے اور
لیکن مصنف کا قول (والی ظاہر ھذہ الاحادیث والآثار عن اھل البیت الاطھار ذھب
تا آخر) پس محض بے اصل ہے اور سوء فہم و قلت عرفان سے ناشی ہے اس لئے کہ یہ احادیث و آثار ائمہ
مذکورین کے نزدیک متروک ہیں اس لئے کہ بعض ان میں موضوع ہیں اور بعض مجہول اور بعض اون کے
نزدیک ضعیف ہیں پھر وہ کیونکر ان کے ظاہر سے عمل کے جزو ایمان ہونے پر دلیل لائیں گے اور
نیز اس قول میں ایک بڑا مکر اور فریب عظیم ہے کہ جس کو بڑا عارف و ماہر پہچانتا ہے اور وہ مکر یہ ہے
کہ یہ قول وہم دلاتا ہے کہ عمل کے جزو ہونے کا قول اہل سنت کے بعض ائمہ و اجلہ محدثین سے
صادر ہوا ہے اور انہیں احادیث و آثار کے ظاہری معنی پر مبنی ہے اور جبکہ ایسا ہے تو اون کو لازم
ہے کہ معرفت کے جزو ایمان ہونے کے بھی قائل ہوں اس لئے کہ احادیث جس طرح بظاہر عمل کے
جزو ایمان ہونے پر دال ہیں اسی طرح اکثر ان میں سے معرفت کے جزو ایمان ہونے پر بھی دلالت
کرتی ہیں اور اگر معرفت کے جزو ایمان ہونے کا قول نہ کریں تو لازم آئے کہ آیہ کریمہ (کیا تم ایمان لاتے
ہو بعض کتاب پر اور بعض کتاب سے کفر و انکار کرتے ہو) کے مصداق ہو جائیں پس لامحالہ
معرفت کے جزو ایمان ہونے کا قول بھی اونپر لازم ہوا اور اس تقدیر پر لازم آتا ہے کہ اہل بیت
اطہار اور اکثر اہل سنت کے اخیار گروہ مرجیہ ضالہ میں داخل ہو جائیں

في الطائفة المرجئة الضالة نعوذ بالله منه لان القائلين بجزئية المعرفة من الايمان
هم المرجئة كما يظهر من مطالعة الملل والنحل للشهرستاني وهذه الغباوة نتائج تجديد بدعة
للدين وتمويه اقوال المسلمين ولما لزم على حكمه هذا زوال الايمان بزوال العمل لان
العمل لا محالة العمل لما كان جزءا من الايمان والكل من حيث الكل لا يبقى بعد
زوال جزء منه فلزم انتفاء الايمان اراد ان احتج بنظيرين فقال الا انه لا يزول
اصل الايمان بزوال العمل كما لا يزول اصل الشجر بزوال الفروع والثمر والرجل لا يخرج
عن نوعه بقطع الايدي والارجل انتهى وهذا الايراد مع الايراد ايضا لا يخلو
عن الفساد اما الاول فلان انتفاء الكل من حيث الكل بعد زوال جزئه لازم
في هذين النظيرين ايضا لان كل الشجر لا يبقى قطعا بعد زوال الفروع والثمر و
كل الرجل بقي جسد بعد قطع الايدي والارجل وما بقي من الشجر والرجل بعد
زوال ما ذكر ليس بكل انما هو جزء آخر لهما غير ما زال عنهما واما الثاني فلانه
قياس مع الفارق لان الايمان بمعنى التصديق بسيط بالاجماع والذي قاسه
عليه من الشجر والرجل مركب فكيف يصلح هذا التنظير ان يتشبث به الخبير
وان اراد من الايمان المومن به فهو خارج عن البحث ومع ذلك لا يندفع
به الايراد وان دار على هذا التقدير منه الفساد واما قوله فالمعنى بالايمان فيهما
هو الايمان الكامل الذي من يفتقر بعد الاتيان به الى ان يعذر عن صاحبه و
هو المقرون بالاسلام دون المجرد عنه فايضا لا يخلو عن الفساد ولا ينطبق على
المراد اما الاول فلان مقارنة الشيء بالشيء انما تدل على اتصاله به لا على جزئيته
له فالايمان المقرون بالاسلام كيف يكون مركبا منه ومن غيره انما يكون متقرنا
به وموصولا اليه واما الثاني فلان كلامه كان في الايمان بالمعنى المصدري

گروہ مرجیہ ضالین داخل ہو نعوذ باللہ منہ اس لئے معرفت کو ایمان کا جزو کہنے والے صرف مرجیہ ہیں جیسا
کہ ملل ونحل شہرستانی کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ ایک نجاست ہے مصنف کی تجدید دین اور مسلمانوں کی
جماعت میں فساد وخرابی ڈالنے کے نتائج سے اور جبکہ مصنف کے اس حکم سے لازم آیا کہ عمل کے زوال سے
ایمان بھی زائل ہو جائے اسلئے کہ عمل جب ایمان کا جز ٹھہرا اور کل بحیثیت کل جز کے زوال سے باقی نہیں
رہتا ہے پس ترک عمل سے ایمان کا عدم ضرور لازم آیا تو مصنف نے اس اعتراض کو دو نظیروں سے دفع کرنا چاہا اور کہا
الا انہ لا یزول اصل الایمان بزوال الاعمال کما لا یزول اصل الشجر بزوال الفروع والثمر والرجل لا یخرج عن
نوعہ بقطع الایدی والارجل انتہی اور یہ کلام نہ تو اعتراض مذکور کو دفع کرتا ہے اور نہ خود فساد سے خالی ہے امر
اول اسوجہ سے کہ کل بحیثیت کل کا زوال اپنے جز کے زوال سے ان دونوں نظیروں میں بھی لازم ہے اسلئے کہ مجموعہ شجر کا
فروع وثمر کے زوال سے باقی نہیں رہتا اور مجموعہ مرد کا قطع اعضا سے کہ قطع ہوا فنا ہو جاتا ہے اور درخت ورجل اون کے
اجزا کے زوال کے بعد جو باقی ہیں وہ کل نہیں ہیں بلکہ وہ دوسرا جز ہے جز معدوم کے سوا اور دوسرا امر اسوجہ سے
ایمان بمعنی تصدیق بسیط ہے اجماع امت ولغت عربی دونوں کے اعتبار سے اور درخت ورجل کہ جس پر مصنف نے
ایمان کو قیاس کیا ہے مرکب ہیں پس بسیط کو مرکب پر قیاس کرنا دانشمندوں کے نزدیک کیونکر صحیح ہوگا اور اگر
ایمان سے مومن کو ارادہ کیا ہے تو بحث سے خارج ہے اور باوجود اسکے اعتراض مذکور اس سے
دفع نہیں ہوتا ہے اگرچہ اس تقدیر پر اس کلام سے فساد دور ہو جائیگا اور لیکن
مصنف کا قول (فالمعنی بالایمان فیہما ہو الایمان الکامل الذی لیس یفتقر بعد الاتیان بہ الی
ان یبعد عن صاحبہ وہو المقرون بالاسلام دون المجرد عنہ انتہی)
پس یہ بھی فساد سے خالی نہیں ہے اور نہ مراد مصنف پر منطبق ہے امر اول اسوجہ سے
کہ مقارنت ایک شئی کی دوسری شئے سے دلالت کرتی ہے متصل ہونے پر نہ کہ جز ہونے پر
پس جس ایمان کہ اسلام کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ اسلام غیر اسلام سے مرکب کیونکر ہوگا
ہاں اسلام سے مقرون وموصول ہوگا اور امر ثانی اسوجہ سے کہ مصنف کا کلام ایمان کے بیان میں تھا

وهو بسيط بالاجماع واللغة كما بسطناه في المقدمة وهذا القول مناف له و
يستدعي الخروج عن المبحث ويصم دعوى التجدد فليتفكر اما قوله وقوله وهو
يزيد وينقص اي في الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها ايمان الخاصة والناقص
ايمان العامة فقد مر فساده وبطلانه فلا نعيده واما قوله واما في المعرفة والتصديق
ففي جهة الثمرات والحلاوة لا اصل التصديق فانه ان نقص كان شكا مخرجا من
الايمان واما في الاقرار فاذا خيف القتل ان اقر بالايمان فلم يقر فهو ناقص وان اقر
فهو الايمان الزائد الكامل واما في العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان فنقول في جوابه
انه ايضا بين البطلان وغير قابل للاذعان لان عطف التصديق على المعرفة واما التغاير
كما هو الاصل في العطف ففيه ان الاوصاف الثلاثة المذكورة ليس فيها ذكر التصديق
فكيف ادخله في تفصيلها وايضا يلزم منه كونها اربعة لا ثلاثة واما التفسير
كما هو الظاهر من كلامه ولذا فسرها بالتصديق فيما سيأتي من قول الامام الاعظم
المنقول من الوصية فهو خلاف اللغة وقول جمهور اهل السنة لان التصديق
اذعان الشيء اذعانا يحصل بالكسب والاختيار ويقترن بالتسليم والانقياد بخلاف
المعرفة فانها اذعان اضطراري يحصل للكفار ايضا كما قال الله تعالى يعرفونه
كما يعرفون ابناءهم ولا يحصل التصديق لهم اصلا والا لكانوا مؤمنين ويؤيده
ما في شرح العقائد من ان بعض القدرية ذهب الى ان الايمان هو المعرفة واطبق
علماؤنا على فساده لان اهل الكتاب كانوا يعرفون نبوة محمد كما يعرفون ابناءهم مع القطع
بكفرهم لعدم التصديق ولان من الكفار من كان يعرف الحق يقينا وانما كان ينكر عنادا
واستكبارا قال الله تعالى وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم فلا بد من بيان الفرق
بين المعرفة الاحكام واستيقانها وبين التصديق بها واعتقادها ليصح كون الثاني

اور وہ باجماع ولغت بسیط ہے جیسا کہ مقدمہ مین ہم نے اُس کو بسیط سے لکھدیا ہے اور یہ قول اُسکے
منافی ہے اور خارج بحیثیت سے ہوا جاتا ہے اور دعوے تجدید کو عیب لگاتا ہے پس فکر کرنا چاہیے
اور لیکن مصنف کا قول (وقوله وهو يزيد وينقص اي في الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها ايمان
الخاصة والناقص ايمان العامة) پس اس کا فساد و بطلان گذرچکا لہذا ہم اوسکو اعادہ نہین
کرتے اور لیکن قول مصنف کا (واما في المعرفة والتصديق فمن جهة الثمرات والحلاوة
ولا اصل التصديق تا آخر) پس ہم اس کے جواب مین ہم کہتے ہین کہ یہ بھی بین البطلان وغیرہ
قابل اذعان ہے اس لئے کہ تصدیق کا عطف معرفت پر یا مغایرت کیلئے ہے جیسا کہ عطف
مین اصل ہے تو اس مین یہ کلام ہے کہ اوصاف ثلثہ مذکورہ مین تصدیق کا ذکر نہین ہے پھر
اون کی تفصیل مین مصنف نے تصدیق کو کیونکر داخل کیا اور نیز اوس سے لازم آتا ہے کہ
اوصاف مذکورہ چار ہوجائین نہ کہ تین اور یا عطف تفسیری ہے جیسا کہ کلام مصنف سے
ظاہر ہے اور اسی وجہ سے معرفت کو تصدیق کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے امام اعظم کے قول مین جو
آنیوالا ہے عنقریب اور وصیت سے منقول ہے تو یہ مخالف ہے لغت کے اور جمہور اہل سنت کے قول کے اسلئے کہ تصدیق
ادراک اذعانی ہے کہ کسب واختیار سے حاصل ہوتا ہے اور تسلیم وانقیاد کے مقارن ہے بخلاف
معرفت کے اسلئے کہ معرفت اذعان اضطراری ہے جو کفار کو بھی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالی
نے فرمایا ہے (يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ اَبْنَاءَهُم) اور تصدیق کفار کو ہرگز حاصل نہین ہوتی ورنہ وے
مومن ہوجاتے اور اوسکی تائید کرتا ہے جو کہ شرح عقاید النسفی مین مذکور ہے کہ بعض قدریہ اس طرف گئے ہین کہ ایمان صرف معرفت
کا نام ہے اور ہمارے علماء متفق ہین اسکے فساد پر اس لئے کہ اہل کتاب کو نبوت محمد صلعم کی معرفت حاصل تھی
جسطرح کہ اونکو اپنی اولاد کی معرفت حاصل تھی باآنکہ وہ قطعاً کافر تھے تصدیق نکرنیکے سبب سے اور اسلئے کہ بعض کفار کو یقینی
طور پر حق کی معرفت تھی اور انکار صرف عناد و تکبر کے سبب سے تھا فرمایا حق تعالی نے (اور انکار کیا انہون نے اوس کا
یقین کرلیا تھا اوسکو اون کے نفسون نے) پس معرفت احکام وتصدیق احکام مین فرق بتانا ضرور ہوا تا یقین کیا جائے

ايمانا دون الاول انتهى تقدر الحاجة تقتضيها به منفض الى عدم صحة المعرفة والتصديق وتخليط بين مذهب اهل السنه والمرجئة وافترائه على الاجلة والائمة معاذ الله منها وقوله فمن جهة القرات والحلاوة ان اراد به زيادة وصف من اوصاف المعرفة فهو ليس من زيادة المعرفة في شيئ لانه انما هو زيادة في وصفه لا عينه وان اراد به زيادة نفس المعرفة فيناقض قوله لا اصل التصديق وقوله واما في الاقرار فاذا خيف القتل ان اقر بالايمان فلم يقر فهو ناقص وان اقر فهو الايمان الزائد الكامل فيه انه مخالف للكتاب وبعيد عن الصواب لان الله تعالى قال في حق المكره وقلبه مطمئن بالايمان فلا اثم عليه فلما كان المكره ماذونا في اجراء كلمة الكفر على اللسان كيف يحكم عليه انه ناقص في الايمان لانه في هذه الحالة غير مكلف بالاقرار وايضا قوله تعالى وقلبه مطمئن بالايمان مصرح بان الايمان محله القلب فالقول بجزئية الاقرار والحكم بنقصان الايمان عند الاضطرار من غير بينة ولا برهان وقوله واما في العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان انتهى فيه انه ليس بينا بنفسه ولا مبينا بالحجة والذى عليه المحققون ان الاعمال تزيد وتنقص ولكن الايمان لا زيادة فيه ولا نقصان كما قال في شرح العقائد فاما الاعمال اى الطاعات فهى تتزائد في نفسها والايمان لا يزيد ولا ينقص اه فالحكم بزيادة حقيقة الايمان بناء على زيادة الاعمال وحالته الى البداهة تحكم جلى وتعسف منجلي وقوله ومما يشيد ما ذكرنا ما عن المولى المرتضى قال كانت السورة اذا نزلت على رسول الله صلى الله عليه واله وسلم والاية او اكثر زادت المومنين ايمانا وخشوعا ونهتهم فانتهوا انتهى فيه ان هذا الاثر ليس مما يوئيد قوله بل هو

ایمان ہونا ثابت ہو جائے نہ معرفت کا تمام ہوا بقدر حاجت لیکن معرفت کی تفسیر تصدیق سے کرنا مقتضی ہے ازالت
علم اقیاز معرفت از تصدیق کے اور رہانے مذہب اہل سنت ومذہب جہمیہ کے اور جرأت کرینگے اکابر و آئمہ پر
خدا کی پناہ اس سے اور مصنف کا قول (فمن جہۃ الثمرات والجلاوۃ) اگر اس قول سے معرفت کے کسی صفت
کا زائد ہونا مراد لیا ہے تو اس سے معرفت کا زیادہ ہونا لازم نہیں آتا ہے اس لئے کہ یہ زیادتی وصف
معرفت کی ہے نہ عین معرفت کی اور اگر اس سے مراد عین معرفت کی زیادتی ہے تو یہ مناقض ہے قول مصنف
(لا اصل التصدیق) کے اور قول مصنف کا (واما فی الاقرار فاذا خیف القتل ان اقر بالایمان
فلم یقر فہو ناقص وان اقر فہو کالایمان الزائد الکامل) اس میں یہ کلام ہے کہ یہ مخالف ہے قرآن کے
اور دور ہے صواب سے اس لئے کہ حق تعالیٰ نے مکرہ کے حق میں فرمایا ہے (او اوسکا دل طمینان رکھتا ہو ایمان
تو اوس پر کچھ گناہ نہیں ہے) پس جبکہ مکرہ کو زبان سے کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہوئی تو اوسکو ناقص الایمان
کہنا کیونکر صحیح ہوگا اس لئے کہ وہ اس حالت میں اقرار کا مکلف ہی نہیں اور نیز قول حق تعالیٰ کا (وقلبہ
مطمئن بالایمان) بصراحت بیان کرتا ہے کہ ایمان کا محل قلب ہی ہے پس اقرار کو جز و ایمان کہنا اور اضطرار کے
وقت نقصان ایمان کا حکم کرنا بلا دلیل و بغیر برہان ہے اور مصنف کا قول (واما فی العمل
بالارکان فلا یحتاج الی البیان انتہیٰ) اس میں یہ کلام ہے کہ یہ کلام نہ تو بنفسہ ظاہر ہے اور نہ
دلیل سے بیان کیا گیا ہے اور جس امر پر اہل تحقیق متفق ہیں یہ ہے کہ اعمال میں کمی وبیشی ہوتی
ہے ولیکن ایمان میں نہ کمی ہے نہ بیشی ہے جیسا کہ شرح عقاید میں لکھا ہے (ولیکن اعمال
یعنے طاعات پس وہ بنفسہا زائد ہوتے ہیں اور ایمان کم وبیش نہیں ہوتا ہے آہ) پس زیادت
اعمال کی بناپر زیادتِ حقیقت ایمان کا حکم کرنا اور اوسکو بداہت پر حوالہ کرنا تحکم جلی اور ہٹ دھرمی
روشن ہے اور قول مصنف کا (ومما یشید ما ذکرنا عن الولوالجی فنضی قال کانت السورۃ
اذا انزلت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والایۃ او اکثر زادت المومنین
ایمانا وخشیۃ وفہما فانتہوا انتہیٰ) اس قول میں یہ کلام ہے کہ یہ اثر مصنف کے قول کا موید نہیں ہے

يرد عليه لان قوله رضى الله عنه ايمانًا وخشوعًا بعطف الخشوع على الايمان عطف
تفسير وقوله لتنهم فانتهوا انما يدل على زيادة الايمان بوصفه واثره وهو الخشوع
والانتهاء عن المعاصى ولا يدل على زيادة نفس الايمان بزيادة جزء فيه وقوله
وكذا الحديث الالهى المسلسل بالائمة العشرة الكمل فى فضل الايمان انما هو ناظر
ظاهر فى عدم دخول العمل فى اصل الايمان وسيرد انشاء الله تعالى اقول فى جوابه
بتوفيق الله وعونه ان هذا الكلام لا يخلوا عن الاسقام اما اولًا فلان قوله وكذا
الحديث المسلسل الخ معطوف على قوله ومما يشيد ما ذكرنا ولا مناسبة بينهما
لان حديث على رضى الله عنه انما اتى به للاستدلال على جزئية العمل للايمان
والحديث الالهى يدل على خلافه ولا بد للمعطوف والمعطوف عليه من المناسبة
بينهما فعلم ان العطف بالواو فههنا غير صحيح واما ثانيًا فلان قوله المسلسل
بالائمة العشرة الكمل ممنوع بعدم الاتصال بين الامام على الرضى وابنه محمد
التقى كما مر فى المقدمة واما ثالثًا فلان هذا القول يناقض دعونه السابق
عليه لانه ادعى فيما مضى ان العمل من الايمان وصرح فى هذا القول بانه ليس
منه وان تشبث بكون العمل داخلا فى الكامل وغيره لخلل فى الناقص فهو مخالف
لما عليه الجمهور اهل السنة ومناقض للمذهب المنصور من ان الايمان مما لا زيادة فيه
ولا نقصان كما مر فى هذا القول منقولًا عن شرح العقائد واما رابعًا فلان هذا
الحديث الالهى والحديث الذى اورده فى صدر البحث ولقبه بالمجود متناقضان
لكون العمل الاول دالًا على خروج العمل من الايمان والثانى دالًا على دخوله فيه
فهما اما مقبولان عند المصنف واما مردودان واما احدهما مقبول والاخر
مردود فعلى الاول يلزم اجتماع النقيضين وعلى الثانى والثالث كان على المصنف

بلکہ اوس کو رد کرتا ہے اس لئے کہ فرمانا علی کا (ایمانا وخشوعا) عطف خشوع کیساتھ ایمان پر عطف تفسیری نہیں ہے اور قول انکا
(نعمھم فانتھوا) ایمان کی زیادت پر دلالت کرتا ہے بلحاظ اوس کے وصف اثر کے اور وہ خشوع اور معاصی
باز رہنا ہے اور نفس ایمان کی زیادت پر باعتبار زیادت کسی جز کے دلالت نہین کرتا ہے اور مصنف کا قول
(وکذا الحدیث الالٰہی المسلسل بالائمۃ العشرۃ الکمل فی فصل الایمان انما ھو ناظر ظاھر فی عدم دخول
العمل فی اصل الایمان وسیروی انشاء اللہ تعالیٰ انتھٰی) ہین اوس کے جواب مین خدا کی توفیق ومدد سے کہتا
ہون کہ یہ کلام چند استقام سے خالی نہین ہے پہلا سقم یہ ہی کہ مصنف کا قول وکذا الحدیث المسلسل آہ معطوف ہے
اوسکے قول (وما یشید) ما ذکرنا پر اور ان دونون قول مین کوئی مناسبت نہین ہے اس لئے کہ حدیث علیؑ کو مصنف
اس غرض سے لایا ہے کہ عمل کو ایمان کا جزو ہونا ثابت کرے اور حدیث الٰہی اسکے خلاف پر دال ہے اور
معطوف ومعطوف علیہ مین مناسبت کا ہونا ضرور ہے پس معلوم ہوا کہ اس مقام مین عطف بالواو غیر
صحیح ہے دوسرا سقم یہ ہے کہ مصنف کا قول (المسلسل بالائمۃ العشرۃ الکمل) غیر مسلم ہے بسبب
عدم اتصال کے امام علی رضا اور اون کے فرزند محمد تقی مین جیسا کہ مقدمہ مین مذکور ہوا
تیسرا سقم یہ ہے کہ یہ قول مناقض ہے مصنف کے دعوے مذکور کے اسلئے کہ سابق مین مصنف
دعوی کر چکا ہے کہ عمل ایمان کا جزو ہے اور اس قول مین تصریح کی ہے کہ عمل جز ایمان نہین ہے اور اگر
وہ ستادیہ بنائے اس امر کو کہ عمل ایمان کامل کا جزو ہے اور ناقص کا جز نہین ہے تو یہ مخالف ہی قول
جمہور ومذہب منصور کے اور وہ یہ ہے کہ نفس ایمان مین زیادت ونقصان نہین ہے جیسا کہ
ہم اسی قول کے رد مین شرح عقائد کی عبارت نقل کر چکے ہین چوتھا سقم یہ ہے کہ یہ حدیث الٰہی اور وہ حدیث
کہ جسکو آغاز بحث مین مصنف نے نقل کیا ہے اور اوسکا نام مجود رکھا ہے یہ دونون حدیثین متناقض ہین کیونکہ
پہلی حدیث عمل کے ایمان سے خارج ہونے پر دلالت کرتی ہے اور دوسری حدیث جز ہونے پر پس دونو یا مقبول ہین
مصنف کے نزدیک یا مردود ہین یا ایک مقبول ہی اور دوسری مردود شق اول پر اجتماع نقیض لازم آتا ہے
اور شق ثانی اور شق ثالث پر یہ اعتراض ہے کہ مصنف کو لازم تھا کہ

ان لا يذكر المردود عنده في هذا الكتاب فالله الهادي الى الحق وملهم الصدق
والصواب قال في فضل الايمان الاكمل قال الله المتعال بعد قوله
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
وعن قبيصة بن جابر الاسدي قال قام رجل الى علي فقال يا امير المومنين
ما الايمان قال الايمان على اربع دعائم على الصبر واليقين والجهاد والعدل
فالصبر على اربع شعب على الشوق والشفقة والزهادة والرقب فمن اشتاق الى الجنة
سلا عن الشهوات ومن اشفق على النار رجع عن المحرمات ومن ابصر
بالدنيا تهاون بالمصيبات ومن ارتقب الموت سارع الى الخيرات واليقين على
اربع شعب على تبصرة الفطنة وتأول الحكمة وموعظة العبرة وسنة الاولين
فمن تبصر في الفطنة تأول الحكمة ومن تأول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة
فكانما كان في الاولين والعدل على اربع شعب على غائص الفهم وزهرة العلم
وشريعة الحكم وروضة الحلم فمن فهم فسر جميع العلم ومن علم عرف شرائع الحكم
ومن حكم ورد روضة الحلم ومن حلم لم يفرط امره وعاش في الناس وهو
في راحة والجهاد على اربع شعب امر بمعروف ونهي عن المنكر والصدق في المواطن
وشنان الفاسقين فمن امر بالمعروف شد ظهر المومن ومن نهى عن المنكر ارغم انف
المنافق ومن صدق في المواطن قضى ما عليه ومن شنأ الفسقين وغضب لله
غضب الله له فقام السائل عنده هذا فقبل رأس علي اخرجه ابن ابي الدنيا في
الامر بالمعروف ونهي عن المنكر واللكائي في السنة وابن عساكر في تاريخ دمشق
ورواه البيهقي مختصرا عن العلاء بن عبد الرحمن الى اخر الجملة الاولى وعن
خلاس بن عمرو قال كنا جلوسا عند علي بن ابي طالب اذا اتاه رجل من خزاعة

مردود کو اس کتاب مین ذکر نہ کرتا اور خدا ہی حق کے طرف ہادی ہے اور صدق و صواب کا
الہام کرتا ہے (کہا مصنف نے) فضیلت ایمان اکمل کی فرمایا حق تعالےٰ نے اپنے قول اُولٰئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا) کے بعد اونہین کے واسطے درجات ہین اونکے پروردگار کے یہان اور مغفرت
ہے اور روزی عزت کی اور قبیصہ بن جابر اسدی سے مروی ہے کہا کہ ایک مرد کھڑا ہوا علی کے
سامنے پھر کہا کہ اے امیر المومنین ایمان کیا شے ہے کہا ایمان کی بنا چار ستونون پر ہے صبر و یقین
و جہاد و عدل پھر صبر کی بنا چار پر ہے شوق و شفقت و زہادت و ترقب پس جو مشتاق ہوا جنت کا
جدا ہو گیا خواہشات سے اور جو خوفناک ہوا آگ سے تائب ہوا محرمات سے اور جس نے دیکھا دنیا
کو سست ہوا مصیبتون مین اور جس نے انتظار کیا موت کا سبقت کی نیکیون کے طرف اور
یقین کی بنا چار شعبون پر ہے تبصر فطنت و تاول حکمت و موعظت و عبرت و سنت اولین
پر پس جسنے بینائی حاصل کی بلتاغی مین متوجہ ہوا حکمت مین اور جو متوجہ ہو حکمت مین اوسنے پہچانا
لیا عبرت کو اور جس نے پہچان لیا عبرت کو پس گویا داخل ہو گیا پہلون مین اور عدل چار شعبون پر مبنی
ہے غائص فہم و زہرت علم و شریعت حکم و روضہ حلم پس جو سمجھدار ہوا بیان کیا اوس نے تمام علم کو
اور جو عالم ہوا پہچان گیا حکم کی راہون کو اور جو حالم ہوا داخل ہوا علم کے باغ مین اور جو حلیم ہوا نہ
افراط کی اوس نے کام مین اور زندہ رہا لوگون مین راحت سے اور جہاد چار شعبون پر ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر
و صدق فی المواطن و شنان فاسقین پس جس نے حکم کیا نیکی کا قوی کیا پشت مومن کو اور جس نے منع کیا بدی
خاک مین ملایا منافق کی ناک کو اور جو صادق ہوا مواقع مین ادا کر دیا اوس نے اپنے حق کو اور جو ناخوش ہوا بدکار و
اور غصہ ناک ہوا خدا کیواسطے غصہ کیا خدا نے اوسکی وجہ سے پھر سائل کھڑا ہو گیا اس کلام کے وقت اور علی کے سر کو بوسہ
دیا روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین اور لالکائی نے سنت مین اور ابن عساکر نے
تاریخ دمشق مین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اختصار کے ساتھ علاء بن عبد الرحمن سے پہلے جلد کے آخر تک
اور خلاس بن عمرو سے مروی ہے کہا ہم بیٹھے تھے علی بن ابیطالب کے پاس کہ نجران کے قبیلہ کا ایک مرد آیا

فقال يا امير المؤمنين هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ينعت
الاسلام قال نعم سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول بني الاسلام على
اربعة اركان على الصبر واليقين والجهاد والعدل وللصبر اربع شعب الشوق والشفقة
والزهادة والترقب فمن اشتاق الى الجنة سلا عن الشهوات ومن اشفق من النار رجع
عن المحرمات ومن زهد في الدنيا تهاون بالمصيبات ومن ترقب الموت سارع في الخيرات
واليقين اربع شعب تبصرة الفطنة وتأول الحكمة ومعرفة العبرة واتباع السنة فمن
ابصر الفطنة تأول الحكمة ومن تأول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة اتبع السنة
فمن اتبع السنة فكانما كان في الاولين وللجهاد اربع شعب الامر بالمعروف والنهي عن
المنكر والصدق في المواطن وشنآن الفاسقين فمن امر بالمعروف شد ظهر المؤمن و
من نهى عن المنكر ارغم انف المنافقين ومن صدق في المواطن قضى الذي عليه واحرز
دينه ومن شنئ الفاسقين فقد غضب لله ومن غضب لله يغضب الله له وللعدل
اربع شعب غوص الفهم وزهرة العلم وشرائع الحكم وروضة الحلم فمن غاص الفهم
فسر جمل العلم ومن رعى زهرة العلم عرف شرائع الحكم ومن عرف شرائع الحكم ورد
روضة الحلم ومن ورد روضة الحلم لم يفرط في امره وعاش في الناس وهو في
راحة اخرجه ابو نعيم في الحلية وقال كذا رواه خلاس بن عمرو مرفوعًا ورواه
الحارث عن علي مرفوعًا مختصرًا ورواه قبيصة بن جابر عن علي من قوله ورواه
العلاء بن عبد الرحمن عن علي من قوله انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
ان المصنف عقد هذا الفصل لبيان فضل الايمان الاكمل واستدل عليه بآية
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
وبالاثرين الذين روى احدهما برواية قبيصة بن جابر الاسدي عن علي رضي الله عنه

پس کہا اوس نے اے امیر المؤمنین کیا آپ نے سنا ہے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ اسلام کی
بنا چار رکنون پر ہے صبر و یقین و جہاد و عدل پر اور صبر کے چار شعبے ہین شوق و شفقت و زہادت و ترقب
پس جو مشتاق ہوا جنت کا جدا ہوا خواہشون سے اور جو خوفناک ہوا آگ سے تائب ہوا محرمات سے اور جو
بے رغبت ہوا دنیا مین سست ہوا مصائب مین اور جو منتظر ہوا موت کا سبقت کی اوس نے نیکیون کی
طرف اور یقین چار شعبہ پر ہے دیکھنا طبیعت کی تیزی کو اور رجوع ہونا حکمت کی طرف اور
پہچاننا عبرت کو اور پیروی سنت کی پس جس نے دیکھا تیزی طبع کو متوجہ ہوا حکمت مین اور جو متوجہ ہوا
حکمت مین پہچان گیا عبرت کو اور جو پہچان گیا عبرت کو پیرو ہوا سنت کا اور جو پیرو ہوا سنت کا
پس گویا داخل ہوا پہلون مین اور جہاد کے چار شعبے ہین حکم کرنا نیکی کا اور منع کرنا بدی سے اور
صادق ہونا مواقع مین اور ناخوشی بدون سے پس جس نے حکم کیا نیکی کا قوی کیا مومن کی پشت کو اور جس نے
منع کیا بدی سے خاک مین ملا دیا منافقون کی ناک کو اور صادق ہوا مواقع مین ادا کر دیا اوس نے جو حق کہ
اوسپر تھا اور محفوظ کر لیا اپنے دین کو اور جو ناخوش ہوا بدون سے پس غضبناک ہوا خدا کیواسطے اور جو غضبناک ہوا
خدا کیواسطے غضبناک ہوگا خدا اوسکے واسطے اور عدل کے چار شعبے ہین ڈوبنا فہم مین اور تازگی علم کی
اور راہین حکم اور باغ حلم کا پس جس نے غوطہ مارا فہم مین کھول دیا علم کی باتون کو اور جس نے نگہبانی کی
تازگی علم کی پہچانا حکم کی راہون کو اور جس نے پہچانا حکم کی راہونکو داخل ہوا حلم کی باغین اور جو داخل ہوا حلم کی باغین نہ
افراط کی اوس نے کام مین اور زندہ رہا لوگونمین آرام سے روایت کیا اسکو ابو نعیم نے حلیہ مین اور کہا کہ ایسا ہی
روایت کیا اسکو خلاس بن عمرو نے رفع کیا تھا اور روایت کیا اسکو حارث نے علی سے رفع و اختصار کیا تھا
اور روایت کیا اسکو قبیصہ بن جابر نے علی سے اون کے کلام سے اور روایت کیا اسکو علا بن عبد الرحمن نے علی سے اون کے
قول سے انتہی مین کہتا ہون حقتعالی کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو منعقد کیا ہے فضیلت ایمان اکمل کے بیان مین اور اسپر
دلیل لایا آیہ کریمہ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ
وَرِزْقٌ كَرِيمٌ سے اور دو حدیثون سے کہ اون مین سے ایک کو روایت کیا علی سے بروایت قبیصہ بن جابر اسدی کے

وثانيهما عنه برواية خلاس بن عمرو وكلاهما متحد ان معنىً ومختلفان لفظاً لكنّ
الاوّل ثم علی فی جواب من سأل عن الایمان والثانی حدیث رسول صلّی اللّٰه علیہ
وعلی آلہ وسلم فی جواب من سأله صلعم عن الاسلام وهذه الادلة الثلاثة غیر
مطابقة لدعویه امّا الاوّل فلانّه وارد فی فضل من اتّصفوا بالاعمال التی مرّ
ذکرها قبل هذه الایة فالفضیلة المذکورة فی هذه الایة راجعة الی تلک الاعمال
لا الی نفس الایمان ولا الی آکمله وامّا الثانی فلانّه لیس بوارد فی فضل الایمان الذی
هو صفة للایمان ومترتب علیه بل هو انّما ورد فی بیان مبادیه التی هی الصبر
والیقین والجهاد والعدل کما یظهر من قوله رضی اللّٰه عنه الایمان علی اربع
دعائم علی الصبر والیقین والجهاد والعدل وفی بیان شعب هذه الاربعة کما
یفهم مما بعده ولا بحث فیه عن فضل الایمان ولا عن درجاته وامّا الثالث فلانّه
انما ورد فی بیان مبادی الاسلام وشعبها لما کان الاسلام متفرّعاً علی الایمان
لان الایمان جزئه فمبادی الایمان یکون من مبادی الاسلام ایضاً لا محالة
ولا ذکر فیه ایضاً لفضیلة الایمان فعلم من هذا البیان ان المصنّف لا فقه له
بالمعانی ولا درایة له بمدارک المثانی والمبانی ومن کان کذا لا یصلح للتجدید
للدین وان ادعی انه من المجددین وللّٰه المنّة وهو ولیّ العصمة والعجب منه
انه یدعی نصرة اهل السنّة ومحبة اهل بیت النبوة ویخالفهم فی المذهب والطریقة
لانّه یاتی فی بیان ما هو علیه بالمجاهیل والمناکیر ویترک ما هو ما ثور عنهم بالتواتر
المعنوی والطرق الصحیحة واجماع الامّة کحدیث سوال جبرئیل عن الایمان
والاسلام والاحسان اخرجه الشیخان عن ابی هریرة واحمد عن ابن عباس
وهو من اهل البیت عند اهل السنّة ومسلم عن عمر وابی ذر والبخاری

اور دوسری کو حضرت علیؓ سے بروایت خلاس بن عمرو اور دونون معنی مین یکسان ہین اور لفظون مین مختلف ہین لیکن پہلی حدیث علیؓ کا اثر ہے جواب مین اوس شخص کے کہ جس نے آپ سے ایمان کا سوال کیا تھا اور دوسری رسول خدا صلعم کی حدیث ہی اوس شخص کے جواب مین کہ جس نے سوال کیا نبی صلعم سے اسلام کا اور یہ تینون دلیلین مصنف کے دعوی سے مطابق نہین ہین پہلی دلیل اسوجہ سے کہ وہ وارد ہے فضیلت مین ایسے اشخاص کے کہ جو موصوف ہین اون اعمال سے کہ جو مذکور ہو چکے ہین قبل اوس آیت کے پس جو فضیلت اس آیت مین مذکور ہے وہ راجع ہو اون اعمال کیطرف نہ نفس ایمان کی طرف اور نہ ایمان کامل کیطرف اور دوسری دلیل اسوجہ سے کہ وہ ایمان کی فضیلت مین کہ ایمان کی صفت ہی وارد نہین ہی اور نہ اوسمین مراتب ہین بلکہ وہ وارد ہے فضیلت ایمان کی مبادی کے بیان مین کہ وہ صبر و یقین و جہاد و عدل ہین جیسا کہ ظاہر ہے حضرت علیؓ کے اس قول سے (الایمان علی اربع دعائم علی الصبر والیقین والجهاد والعدل) اور نیز وارد ہے ان چارون مبادی کے شعبون کے بیان مین جیسا کہ قول مذکور کے مابعد سے سمجھا جاتا ہے اور ایمان کی فضیلت اور اوس کے درجات سے اس حدیث مین کچھ بحث نہین اور تیسری دلیل اسوجہ سے کہ وہ وارد ہے اسلام کے مبادی اور اون کے شعبون کے بیان مین اور چونکہ اسلام متفرع ہی ایمان پر اسلئے کہ ایمان جزو اسلام ہے پس ایمان کی مبادی بھی لا محالہ اسلام کے مبادی مین داخل ہونگے اور اس حدیث مین بھی فضیلت ایمان کا ذکر نہین ہی پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ مصنف کو نہ معانی کی سمجھ ہے اور نہ مدلول آیات والفاظ کا ادراک ہی اور ایسا شخص تجدید دین کا اہل نہین ہوتا ہے اگرچہ اپنے مجدد ہونیکا مدعی ہوا اور خدا کا احسان ہی اور وہی ہمارا نگہبان ہے اور تعجب تو مصنف سے یہ ہی کہ وہ مدعی ہی اہل سنت کی نصرت اور اہل بیت نبوت کی محبت کا اور اوسی خلاف کرتا ہی مذہب اور طریقہ مین اس لئے کہ اونکی مسلک کو ثابت کرتا ہے مجہولون و منکر حدیثون سے اور ترک کرتا ہی اون احادیث کو جو اون سے منقول ہین بتواتر معنوی و طرق صحیحہ و اجماع امت مرحومہ جیسا کہ وہ حدیث کہ جسمین جبرئیلؑ کا پوچھنا ایمان و اسلام و احسان کو مذکور ہی کہ جس کو روایت کیا شیخین نے ابی ہریرہؓ سے اور امام احمدؒ نے ابن عباسؓ سے اور ابن عباس اہل سنت کے نزدیک اہل بیت مین داخل ہین اور مسلم نے عمرؓ ابوذرؓ اور بخاری نے

في خلق افعال العباد عن انس وابو عوانة عن جرير البجلي وكحديث اكمل المؤمنين
ايمانا احسنهم خلقا اخرجه البخاري عن ابن عمرو والحاكم عن ابي هريرة وعائشة و
رضي الله عنهما من كبار اهل البيت وابن ابي شيبة من مرسل الحسن وهو من كبار
التابعين ومن اجلة الاولياء والطبراني عن عمير بن قتادة وابي سعيد الخدري
وابو يعلى عن انس والبزار عن جابر وعن ابن عمر وكحديث الحياء من الايمان
اخرجه الشيخان عن ابي هريرة وابن عمر والترمذي والحاكم عن ابي امامة و
ابي بكرة وابو يعلى عن عبد الله بن سلام والطبراني عن ابن عباس وهو من كبار
اهل البيت وابن مسعود وعمران بن حصين وابي موسى وقرة بن اياس كذا
في الازهار المتناثرة في اخبار المتواترة للسيوطي رحمه الله تعالى وكحديث ذاق
طعم الايمان من رضي بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا اخرجه مسلم عن
العباس عم النبي صلعم وهو من اجلة اهل البيت كذا في المشكوٰة فترك الصحاح
ولخذ الكدر كما صنعه المصنف ليس من امارة المجددين بل هو من عادات
المبتدعين الذين يتخذون من المذاهب اردئها ويروون من الاحاديث اوهاها
اللهم احفظنا منه وهذه الاحاديث التي ذكرناها والاخرى نحوها التي تركناها
خوف الاطناب مع كونها منقولة بالتواتر ومقبولة بالاجماع ودالة على فضل الايمان
قد تركها المصنف عمدا لما في نفسه من سوء الاعتقاد مع اجلة اهل السنة ومن
دعوى تجديده ولحيائه العلوم اهل البيت ومن ضرورة الاحياء عدم الحيوة قبله
فلذا اخذ من المذاهب اردءها ومن الاحاديث اوهاها وعدل وحسن رواتها
المجروحين واخذ منهم اقوالهم مع كونهم فيها من الكذابين وقد قال النبي صلى
الله عليه وسلم من روى عني حديثا يرى انه كذب فهو احد الكذابين وقال صلى الله

خلق افعال عباد میں انسؓ سے اور ابو عوانہ نے جریر بجلیؓ سے اور جیسے حدیث اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا روایت
کیا اسکو بخاری نے ابن عمروؓ سے اور حاکم نے ابو ہریرہ و عائشہؓ سے اور حضرت عائشہؓ کبار اہل بیت سے ہیں
اور ابن شیبہ نے مرسل حسن سے اور وہ کبار تابعین و اجلہ اولیا سے ہیں اور طبرانی نے عمیر ابن قتادہ اور ابو سعید
خدری سے اور ابو یعلی نے انسؓ سے اور بزار نے جابر سے اور ابن عمر سے اور جیسے الحیاء من الایمان
روایت کیا اسکو شیخین نے ابو ہریرہ و ابن عمر سے اور ترمذی و حاکم نے ابو امامہ و ابو بکرہ سے اور ابو یعلی نے عبد اللہ
بن سلام سے اور طبرانی نے ابن عباسؓ اور وہ کبار اہل بیت سے ہیں اور ابن مسعود و عمران بن حصین و ابو
و قرۃ بن ایاس سے جیسا کہ امام سیوطیؒ کی ازہار متناثرہ فی الاخبار المتواترہ میں مذکور ہے اور جیسے حدیث ذاق
طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا روایت کیا مسلم نے حضرت عباس ابن
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ اجلہ اہل بیت سے ہیں جیسا کہ مشکوۃ میں مذکور ہے پس ان کا چھوڑنا اور ان کا
کو لینا جیسا کہ مصنف نے کیا ہے مجددوں کی علامت نہیں بلکہ وہ اہل بدعت کی عادت میں
داخل ہے کہ جو بدتر مذاہب کو اختیار کرتے ہیں اور ضعیف تر حدیثوں کو روایت
کرتے ہیں اے خدا تو ہم کو اس فعل سے بچا اور یہ حدیثیں کہ جنکو ہم نے ذکر کیا اور
ان کے مثل وہ حدیثیں کہ جن کو ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا باوجودیکہ متواتر منقول
ہیں اور وہ بالاجماع مقبول ہیں اور فضیلت ایمان پر دال ہیں ان کو مصنف نے عمدا
چھوڑ دیا محض اسوجہ سے کہ اس کو اکابر اہل سنت سے سوء اعتقاد ہے اور مجدد ہونے
علوم اہل بیت کو زندہ کرنے کا دعوی ہے اور زندہ کرنے کی ضرورت جبھی ہوتی ہے کہ جب اس سے
پہلے زندگی موجود نہ ہو پس اسیوجہ سے ناصبی ردیہ و احادیث واہیہ کو لیکر انکی روایت مجروحین
کی تدوین و تحسین شروع کر دی اور اون سے اون کے اقوال کو نقل کر دیا باوجودیکہ وہ اون اقوال
میں جھوٹے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری طرف سے حدیث کو روایت
کیا اور وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی حدیث ہے پس وہ بھی ایک دو جھوٹوں میں سے ہے اور فرمایا نبی صلعم نے

عليه وسلم من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار اخرجه البخاري ومسلم
وغيرهما من حديث علي بن ابي طالب رضي الله عنه وغيره من سبعين صحابة بالنقل
المتواتر كما هو مبسوط في الازهار المتناثرة للسيوطي فحاول الاحياء لما اماته الله
وقصد التجديد لما امحقه الله وازهقه ولذا قال في آخر هذا الفصل ورواه
الحارث عن علي مرفوعا انتهى وهكذا روى عن الحارث حديث علي رضي الله عنه
في كتاب ازالة الخفاء عن صلوة الخفاء حيث قال في صفحه (١٤) واخرج ابو نعيم في
دلائل النبوة عن سفيان الثوري عن ابي اسحق السبيعي الحارث ولما كان هذا
الحارث مطعونا بالغلو في التشيع والكذب في الرواية على علي المرتضى عند
الثقات من المحدثين كما قال ابن حبان كان الحارث غاليا في التشيع واهيا في
الحديث وعن سفيان انه قال كنا نعرف فضل حديث عاصم على حديث الحارث وقال
الشعبي فان الحارث كذابا سمع مرة الهمداني من الحارث امرا فانكره فقال له اقعد حتى
اخرج اليك فدخل مرة فاشتمل على سيفه فاحس الحارث بالشر فذهب انتهى وفي
ميزان الاعتدال الحارث بن عبد الله الهمداني الاعور من كبار التابعين على
ضعف فيه ويكنى ابا زهير يروي عن علي وابن مسعود قال شعبة لم يسمع ابن
اسحاق منه الا اربعة احاديث وعن شعبي قال ما كذب على احد من الامة ما
كذب على علي رضي الله عنه وقال ايوب كان ابن سيرين يرى ان عامة ما يروى
عن علي باطل الا ما روى اصحاب ابن مسعود انتهى حاول المصنف تزكية الحارث
وقال في الهندية بلسان تلميذه (حارث کی نسبت بعض محدثین نے ضعف کا اطلاق
بوجہ تشیع کیا ہے مگر ان کی نسبت شیعیت کا الزام برطرف ہوا اور یہی وجہ ضعف تھی تو حارث ثقہ
ہوگئے کیونکہ اذا فات الشرط فات المشروط انتہی بعد ما نقلنا جروح الثقات على الحارث

کہ جسنے دانستہ مجھپر جھوٹ بولا تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین کرلے اسکو روایت کیا شیخین وغیرہما نے علیؑ اور دوسرے
ستر صحابہ کی روایت سے نقل متواتر کو ساتھ جیسا کہ سیوطی کی ازہار متناثرہ مین مبسوط ہے پس مصنف نے اوسکو
زندہ کرنا چاہا کہ جسکو خدا نے مردہ کردیا اور اوسکے بنا بنانے کا قصد کیا کہ جسکو اللہ نے مٹا دیا اور معدوم
کردیا اور اسیوجہ سے اس فصل کے آخر مین کہا اور روایت کیا اسکو حارث نے علیؑ سے مرفوعاً اور اسیطرح
بروایت حارث علیؑ کی حدیث کو ازالۃ الخفا مین صلوۃ الخلفا مین نقل کیا ہے چنانچہ اوسکے صفحہ (۱۶۱) مین
لکہا) واخرج ابو نعیم فی دلائل النبوۃ عن سفیان الثوری عن ابی اسحق السبیعی عن الحارث اور جبکہ یہ حارث
ثقات محدثین کے نزدیک مطعون تہا بسبب غالی شیعہ ہونے اور علیؑ مرتضی کی بہت روا
ین مین جہوٹا ہونے کے جیسا کہ ابن حبان نے کہا ہے کہ حارث غالی شیعہ تہا اور حدیث کی
روایت مین واہی تہا اور سفیان ثوری سے منقول ہی کہا انہون نے حارث کی حدیث سے عاصم کی
حدیث کو بہتر جانتے تہے اور شعبی نے کہا ہے کہ حارث کذاب تہا مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی
بیہودہ بات سنی اور اوس سے ناخوش ہوکر کہا تو بیٹہا رہ یہانتک کہ مین آؤن پس مرہ نے گہر مین
جاکر تلوار لی جبکہ حارث سمجہ گیا تو وہان سے چلدیا انتہی اور میزان الاعتدال مین ہے کہ حارث بن عبد اللہ ہمدانی
اعور بڑے تابعین کے طبقے مین سے ہے اوس مین ضعف تہا ابو زہیر اوسکی کنیت ہے اور علیؑ و ابن مسعود سے
روایت کرتا ہے شعبہ نے کہا ہے کہ ابن اسحاق نے اوس سے کل چار حدیثین سنی ہین اور شعبی کا قول ہے
کہ اس امت مین کسی پر اس قدر جہوٹ نہین کہا گیا ہے جتنا علیؑ پر کہا گیا ہے اور ایوب کا قول ہے کہ امام
ابن سیرین کی رائے تہی کہ جو احادیث حضرت علیؑ سے روایت کی جاتی ہین عموماً بلا اصل ہین مگر جنکی روایت
ابن مسعود کے صحابہ نی کی ہے لہذا مصنف نے حارث کی صفائی ثابت کرنیکا قصد کیا اور اپنے شاگرد کی زبانی اردو مین کہا کہ
(حارث کی نسبت بعض محدثین نے ضعف کا اطلاق بوجہ تشیع کیا ہی مگر اونکی شیعیت کا الزام کسی کتاب سے اور کسی عقیدہ سے
ثابت نہین پس جبکہ شیعیت کا الزام برطرف ہوا اور وہی وجہ ضعیف تہی تو حارث ثقہ ہوگئے کیونکہ
اذا فات الشرط فات المشروط انتہی اور جبکہ ہم نے ثقات کی جرح جو حارث کے بارہ مین نقل کردی

كالامام ابن سيرين والشعبي وسفيان وابن حبان وشعبة وغيرهم لا يخفى على الماهرين
ضعف ما تكلم به وسخافة ما تفوه به المصنف في هذا القول في مقابلة هؤلاء الجهابذة
لانه جعل جهله باحوال الحارث دليلاً على برائته من التشيع والكذب وجعل عدم
علمه علماً باحواله فتوجه عليه ما قاله مولانا انار الله سبحانه تعالى وابقاه في
رسالة الكلام الموضوع فيما يتعلق بالحديث الموضوع بالهندية (محدثین جو قواعد جرح و
تعدیل کے مقرر کئے ہین مدار اون کا تجربہ اور وجدان پر ہے اسیوجہ سے اس باب مین روایتین لیتے ہین اختلاف ہے
الحاصل اس سے صاف معلوم ہوا کہ قدمائے محدثین نے اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قاعدے ٹھہرائے اور بسبب
وجدان اپنے جرح و تعدیل کی اور متاخرین نے اپنے اپنے معتقد علیہ کی تقلید کرکے ہر ایک پر حکم لگائے اور
اپنے وجدان یا تقلید کیوجہ سے ہر ایک کی نسبت جس قسم کا اعتقاد رکھتے تھے اوسپر قایم رہے حالانکہ
محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ تعدیل بعد جرح کے مفید نہین چنانچہ تدریب الراوی مین امام سیوطیؒ نے
قول خطیب کا نقل کیا ہے ترجمہ اوس کا یہ ہے یعنے جو لوگ کہتے ہین کہ اگر معدلین اگر زیادہ ہون اور جارحین
کم تو معدلین کا قول معتبر ہے سو یہ اونکی خطا ہے اسلئے کہ جو علت جارحین نے قایم کی ہے معدلین نے اوسکے
قایم ہونیکی خبر نہین دی اور اگر دی ہے تو وہ گواہی نفی کی ہوگی اور نفی کی گواہی باطل ہے انتہی اس سے بداہتاً
ثابت ہوئی کہ قدمائے محدثین نے اگر کسی پر جرح کی ہو اور اوسی شخص کی متاخرین سے کسی نے تعدیل کی
تو یہ تعدیل تقلیداً ہوگی نہ تحقیقاً اس لیے کہ اگر معدلین کو درجہ شہود مین قایم کرین تو بھی یہ شہادت نفی کی ہوگی
جو باطل ہے خصوصاً مقابلہ مین شہادت اثبات کے جو عدول نے دی ہے انتہی) مما تشبث به في
تزكية الحارث من قوله اذا فات الشرط فات المشروط لا ينبغي ان يلتفت اليه لان
فوت الشرط في الحارث ليس بثابت بالبرهان ولا بالوجدان بل نقيضه وهو وجود الشرط مصرح
ومبين بتصريح الثقات ويامهم الحري بالقبول والاذعان ولله المنة والاحسان
وعليه الاعتماد والتكلان

جیسے امام ابن سیرین وشعبی وسفیان ثوری وابن حبان وشعبہ وغیرہ تو اب ماہرین پر مخفی نہین کہ مصنف کا
یہ قول مخفی نہین رہا کہ مصنف کا یہ قول بمقابلہ اون اکابر کے نہایت ضعیف وسخیف ہی اسوجہ سے کہ مصنف نے
اپنی لاعلمی کو حارث کے احوال سے اوسکی صفائی پر کذب وتشیع سے دلیل بنایا ہے اور اپنے عدم علم کو
اوس کے احوال کا علم قرار دیا ہے پس صادق آگیا مصنف پر جو کچھ مولانا انوار اللہ سلمہ اللہ تعالی وابقاہ
نے اپنے رسالہ الکلام الموضوع فیما یتعلق بالحدیث الموضوع مین اردو زبان مین لکہا ہے محدثین نے جو
قواعد جرح وتعدیل کے مقرر کئے ہین مدار اون کا تجربہ اور وجدان پر ہے اسی وجہ سے اہل بدعت کی
روایت لینے مین اختلاف ہے انتہی ملخصا اس سے صاف معلوم ہوا کہ قدماے محدثین نے اپنے اجتہاد و
موافق قاعدے ٹھیرائے اور حسب وجدان اپنی جرح وتعدیل کی اور متاخرین نے اپنے اپنے معتقد علیہ
کی تقلید کر کے ہر ایک پر حکم لگائے اور اپنے وجدان یا تقلید کیوجہ سے ہر ایک کی نسبت جس قسم کا اعتقاد
رکہتے تہے اوسپر قایم رہے حالانکہ محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ تعدیل بعد جرح کے مفید نہین چنانچہ تدریب
الراوی مین امام سیوطی نے قول خطیب کا نقل کیا ہے ترجمہ اوس کا یہ ہے یعنی جو لوگ کہتے ہین کہ معدلین اگر زیادہ
زیادہ ہون اور جارحین کم تو معدلین کا قول معتبر ہے سو یہ اونکی خطا ہے اس لئے کہ جو علت جارحین نے قایم
کی ہے معدلین نے اوس کے نہونے کی خبر نہین دی اور اگر دی ہے تو وہ گواہی نفی کی ہوگی اور نفی کی گواہی
باطل ہے انتہی اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ قدماے محدثین نے اگر کسی پر جرح کی ہو اور اوسی شخص کی متاخرین
سے کسی نے تعدیل کی تو یہ تعدیل تقلیدا ہوگی نہ تحقیقا اس لئے کہ اگر معدلین کو درجہ شہود مین قایم کرین تو بہی شہادت
نفی کی ہوگی جو باطل ہے خصوصا مقابلہ مین شہادت اثبات کی جو عدول نے دی ہے انتہی پس یہ جو مصنف نے
حارث کی تزکیہ کے باب مین اپنے قول اذا فات الشرط فات المشروط کو دستاویز بنایا ہے قابل التفات
نہین ہے اس لئے کہ شرط کا فوت ہونا حارث کے باب مین نہ برہان سے ثابت ہے نہ وجدان سے بلکہ
اوس کا نقیض کہ وجود شرط مصحح ومبین ہے ثقات کی تصریح وبیان سے کہ جو قابل قبول واذعان ہے اور
خدا کا شکر واحسان ہے اور اوسی پر اعتماد والتکلان ہے

قال فضل الايمان بالجمل

قال الله المتعال في سورة الحديد (والذين آمنوا بالله ورسله أولئك هم الصديقون)
وقال في سورة التوبة (وعد الله المؤمنين والمؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار
خالدين فيها ومساكن طيبة في جنات عدن ورضوان من الله اكبر ذلك هو الفوز العظيم)
وقال في سورة الفتح (ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار خالدين فيها
ويكفر عنهم سيئاتهم وكان ذلك عند الله فوزا عظيما) قال الحافظ البلاذري حدثنا
الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى بن جعفر ابو السيد المحجوب امام عصره قال
ثني علي بن محمد التقي قال ثني ابي محمد بن علي قال ثني ابي علي بن موسى الرضى قال ثني
ابي موسى بن جعفر الكاظم قال ثني ابي جعفر بن محمد بن الصادق قال ثني ابي محمد
بن علي الباقر قال ثني ابي علي بن الحسين زين العابدين قال ثني ابي الحسين بن علي
سيد الشهداء وثني ابي علي بن ابي طالب سيد الاولياء قال ثني محمد بن عبد الله
سيد الانبياء صلى الله عليه واله وسلم قال ثني سيد الملئكة قال قال الله سيد
السادات اني انا الله لا اله الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل
حصني امن من عذابي ورواه من جهة البلاذري الحافظ العلامة مسند
نيسابور ابو طاهر محمد بن احمد محمش الزيادي فاليافظ ابو صالح احمد بن عبد الملك
النيسابوري المؤذن ثم المحدث ابو طاهر عبد السلام بن ابي الربيع الحنفي ثم المحدث
سعيد الدين محمد بن مسعود الفارسي الكازروني ثم الحافظ ابن الجزري في اسنى
المطالب وغلط في سند الائمة بعض من دون الحافظ ابي صالح ممن ليس من اهل
المعرفة والمسطر هو المحرر قال ابن الجزري كذا وقع هذا الحديث بهذا السياق
من المسلسلات السعيد به والعهدة فيه على البلاذري (قلت) هو احد الروا

ذکر یا مصنف فضیلت ایمان مجمل یا کلمہ اجمالی کی

فرمایا اللہ تعالی نے سورہ حدید میں کہ اور جو لوگ کہ خدا اور اوس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی
ہیں اور فرمایا سورہ توبہ میں وعدہ فرمایا اللہ نے مومنین و مومنات سے جنتوں کا کہ بہتی ہیں کے تلے
نہریں جاری ہیں ہمیشہ رہیں گے اون میں اور مکانات ستھرے ہمیشہ رہنے کے باغوں میں اور رضامندی بہت
بڑی خوشنودی اللہ کی یہ ہے بڑی کامیابی اور فرمایا سورہ فتح میں تاکہ داخل کرے مومنین و مومنات
کو بیچ باغوں میں کہ اون کے تلے نہریں جاری ہیں ہمیشہ رہیں گے اون میں اور دور کرے اون سے اون کی
برائیوں کو اور ہے یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں بیان کیا مجھ سے حسن بن علی
بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر نے بیان کیا کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے کہا بیان کیا میرے باپ علی
بن محمد تقی نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ محمد بن علی نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن موسی رضا
نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسی بن جعفر کاظم نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ جعفر بن محمد صادق نے کہا
بیان کیا مجھ سے میرے باپ محمد بن علی باقر نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن حسین زین العابدین نے کہا بیان کیا
مجھ سے میرے باپ حسین بن علی سید الشہدا نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن ابی طالب سید الاولیا نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن عبد اللہ
سید الانبیا صلعم نے کہا بیان کیا مجھ سے جبرئیل سید الملائکہ نے کہا کہ فرمایا حق تعالی سبحانہ نے
کہ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جس نے میری وحدانیت کا اقرار کیا میرے قلعہ میں
داخل ہو گیا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہو گیا میرے عذاب سے محفوظ رہا اسی طرح روایت کیا اوس
کی حدیث کے حافظ علامہ مسند نیشاپور ابو طاہر محمد بن احمد محمش زیادی نے پھر ابو صالح احمد بن عبد الملک
نیشاپوری مؤذن نے پھر محدث ابو طاہر عبد السلام بن ابی الربیع حنفی نے پھر محدث سید الدین ابو القاسم
فارسی کازرونی پھر حافظ ابن جزری نے اسنی المطالب میں اور اماموں کی مسندوں میں تعلیقاً کی ہے جن کو
ناواقفوں نے بجز حافظ ابو صالح کے اور جو لکھا گیا ہے وہی بیجا ہے کیا ابن جزری نے اسی طرح واقع ہے
اسی سیاق سے مسلسلات سعیدیہ میں اور وارد ہوا ہے بلاذری کا یہ ہے میں کہتا ہوں کہ بلاذری ایک

انتهاء مفتي مصر بل وحيد الحفاظ الاتقان في عصره الحسن الحسن قال الحافظ ابو عبد الله
الحاكم في تاريخ نيسابور كان واحد عصره في الحفظ والوعظ وكان يكثر القارئين
يكون له في كل اسبوع مجلسان عند شيخي البلد ابي الحسن العلوي وابي نصر العبدوي و
كان شيخا البلد الحافظ ومشايخنا يحضرون مجالس وعظه ويفرحون بما يذكره على
رؤس الملأ من الاسانيد ولم ارهم قط غمزوه في اسناد او اسم او حديث سمع محمد بن
ايوب البجلي وتميم بن محمد الحافظ وعبد الله بن محمد بن شيرويه وطبقتهم بخراسان
والعراق وكتب جملة من اسانيد اهل البيت ابي محمد الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى
الرضا واخرج صحيحا على وضع كتاب مسلم وقال الحافظ ابو سعد بن السمعاني في كتاب
الانساب كان حافظا فهما واقفا بالحديث ثم ذكر سماعه من جماعة من ائمة الصنعة
بطوس ونيسابور والري وبغداد وذكر كلام الحاكم وقال الحافظ الذهبي في طبقات
الحفاظ في ترجمة الامام الحافظ البارع الطوسي البلاذري الواعظ ثم ذكر كلام الحاكم
مختصرا فليس السند ولا المسند مما يتقلل واخرج ابو نعيم في حلية الاولياء
وابن عساكر وابن النجار عن ابي الصلت ثنا علي بن موسى الرضي ثني ابي موسى بن جعفر
ثني ابي جعفر بن محمد ثني ابي محمد بن علي ثني ابي علي بن الحسين قال ثني ابي الحسين
بن علي ثني علي بن ابي طالب ثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل
عليه السلام قال الله عز وجل اني انا الله الذي لا اله الا انا فاعبدوني يا عبادي
فمن جاءني منكم بشهادة ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل حصني ومن دخل
في حصني امن من عذابي قال ابو نعيم هذا حديث ثابت مشهور بهذا
الاسناد من رواية الطاهرين عن ابائهم الطيبين عليهم السلام وكان بعض سلفنا
من المحدثين اذا روى بهذا الاسناد قال لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق

[Margin note:] لا يخفى ما فيه وما فيه من الخارجي هو اصطلاح اهل السنة المبني على التعصب القبلي ... في نسخة ... النسخة ...

ثقہ راویوں میں سے ہیں اپنے شہر میں بلکہ وہ اپنے زمانہ کے بیدار مغز حفاظ حدیث میں یکتا ہے اور کلان سال
ہونیکے اقبال ہی کیا حافظ ابو عبد اللہ حاکم نے تاریخ نیشاپور میں کہ بلاذری اپنے زمانہ کا یکتا تھا حفظ حدیث اور وعظ
گوئی میں اور اکثر نیشاپور میں قیام رکھتا تھا ہر ہفتہ میں اوس کیلئے دو مجلسیں منعقد ہوتی تھیں شہر کے دو بڑے
ابو الحسن حجبی و ابو نصر عبیدی کے یہاں اور ہمارا شیخ ابو علی حافظ اور دوسرے ہمارے شیوخ اوس کی
مجلسوں میں حاضر ہوتے تھے اور وہ جس قدر حدیثیں بیان کرتا تھا یاد سے ذکر کرتا تھا اور ہم نے
اور ہم نے اون شیوخ کو کبھی نہیں دیکھا کہ اونہوں نے کسی اسناد یا اسم یا حدیث میں اوس پر انکار
ہوں محمد بن ایوب بجلی و تمیم بن محمد و حافظ عبد اللہ بن محمد بن شیرویہ اور اون کے ہم طبقہ لوگوں
خراسان و عراق میں سماع حدیث کیا ہے اور امام اہل بیت ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی رضا سے
مکہ میں حدیث لکھی ہے اور کتاب وضع کیا ایک شیخ تصنیف کی ہے اور حافظ ابو سعد سمعانی نے کتاب
الانساب میں لکھا ہے کہ بلاذری حافظ تھا اور عارف تھا حدیث کا اور ایک جماعت محدثین کو ذکر کیا امام حدیث کی
ایک جماعت سے طوس و نیشاپور و سرخس و بغداد میں اور کلام حاکم کو ذکر کیا اور حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ
میں بلاذری کے ترجمہ میں لکھا ہے امام حافظ بارع طوسی بلاذری واعظ پھر کلام حاکم کا اختصار کر کے ذکر کیا
پس مندوسند کے قابل نہیں ہیں اور روایت کیا ابو نعیم حافظ نے حلیۃ الاولیاء میں پھر لکھی وہاں تک اگر بیان کیا ہم سے
ابو الصلت نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسی رضا نے کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسی بن جعفر نے کہ بیان کیا مجھ سے
میرے باپ جعفر بن محمد نے کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ محمد بن علی نے کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن حسین نے کہ بیان کیا مجھ سے
میرے باپ حسین بن علی نے کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن ابیطالب نے کہ بیان کیا مجھ سے رسول خدا صلعم نے جبرئیل کی اللہ
عز و جل فرماتا ہے میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس میری عبادت کرو جو میرے پاس لیکر آیا
گواہی اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اخلاص سے وہ داخل ہو گیا میرے قلعہ میں اور جو داخل ہو گیا میرے قلعہ میں وہ امن میں ہو گیا میرے عذاب سے
کہا ابو نعیم نے کہ یہ ایسی حدیث ہے کہ اسکی اسناد ثابت و مشہور ہے پاکیزہ لوگوں کی روایت اپنے آبا طیبین علیہم السلام سے
اور ہمارے سلف محدثین میں سے بعض کا قول تھا کہ جبکہ وہ اس حدیث کی روایت ذکر کرتے اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جاوے تو اچھا ہو جاوے

قال ابو علي احمد بن علي الانصاري اي ما رويه عن ابي الصلت وقال لي احمد بن حرب
سألت الرضا عن الاخلاص فقال الطاعة لله عز وجل لا طمعا ورغبة الى الله لا
خوفا ورهبة من خلق الله وعن الشيرازي عن علي رفعه قال الله تعالى اني انا
الله لا اله الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل حصني امن من عذابي
ولابن النجار عن علي رفعه قال الله تعالى لا اله الا الله كلامي وانا هو فمن قالها دخل
حصني ومن دخل حصني امن من عقابي وقوله تعالى من اقر لي بالتوحيد اي بكل
ما جاء به اسمه ورسولي ان يبلغه خبره وانه رسولي وقال اعظم الفقهاء الاربعة ابو حنيفة
في الفقه الاكبر والايمان هو الاقرار والتصديق وقال في الوصية الايمان اقرار باللسان
وتصديق بالجنان والاقرار وحده لا يكون ايمانا لانه لو كان ايمانا لكان المنافقون
كلهم مومنين وكذلك المعرفة وحدها اي مجرد التصديق لا يكون ايمانا لانها
لو كانت ايمانا لكان اهل الكتاب كلهم مؤمنين قال الله تعالى في حق المنافقين
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اي في دعويهم الايمان حيث لا تصديق لهم
وقال في حق اهل الكتاب الذين اتيناهم يعرفونه كما يعرفون ابناءهم انتهى اقول
بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف قد عقد هذا الفصل لبيان فضل الايمان المجمل
بل الاجمل وعقد الفصل الذي بعده لبيان فرضه على عكس ما قبله فانه بين فيه فرض
الايمان الاكمل قبل بيان فضله وهذا من فساد نظم الكتاب وايضا بيان الفضل
قبل الفرض كما فعل في هذا الفصل لا يخلو عن قلب الموضوع لان الفضل صفة والفرض
ركن والركن مقدم طبعا على الصفة فلا فعل من تقديم الصفة على الركن مخالف
للتقدم الطبعي وما اخترعه من اقسام الايمان التي هي الاكمل والمجمل والاجمل و
المفصل مع كونها مخالفة للعامة الجمهور مخالفة للعقل ايضا لان الذي يعتبر

اور بیان کیا ابو علی احمد بن انصاری یعنے اس حدیث کو ابو الصلت سے روایت کرنے والے نے کہا مجھسے
احمد بن رزین نے کہ پوچھا مینے علی رضا سے اخلاص کو پس فرمایا کہ اللہ عزوجل کی بندگی کرنا خوشی و رغبت سے
طرف خدا کے نہ کہ خلق اللہ کے خوف و دہشت سے اور شیرازی کی طرف منسوب ہے رفع اس حدیث نبویہ کا
حضرت علی سے کہ فرمایا اللہ تعالے نے مین ہی اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود نہین جسنے میری وحدانیت
کا اقرار کیا میرے قلعہ مین داخل ہوا اور جو داخل ہوا میرے قلعہ مین میرے عذاب سے محفوظ رہا اور
اور ابن نجار کے طرف منسوب ہے رفع اس حدیث کا حضرت علی سے کہ فرمایا اللہ تعالے نے لا الہ الا اللہ
میرا کلام ہے اور مین اللہ ہون ہی جسنے یہ کلمہ کہا میرے قلعہ مین داخل ہوا اور جو میرے قلعہ مین داخل ہوا میرے عذاب سے
محفوظ رہا) اور قول حق تعالے کا (جسنے میرا اقرار کیا وحدانیت کیساتھ یعنی جسنے تصدیق کی میرے رسول اوس کے
لایا ہے اپنی امت مین اگر اوس شخص کو خبر ہو چکی کہ وہ میرا رسول ہے بڑا اعظم فقہا رحمہ ابو حنیفہ
نے فقہ اکبر مین (اور ایمان صرف اقرار و تصدیق ہے) اور کہا کتاب وصیت مین کہ ایمان زبان سے اقرار
کرنا اور دل سے تصدیق کرنا ہے اور تنہا اقرار ایمان نہین ہے تنہا اقرار اس لیے کہ اگر ایمان ہوتا تو سب منافق
مومن ہوجاتے اور اسی طرح تنہا معرفت یعنی مجرد تصدیق ایمان نہین ہے اس لئے کہ اگر ایمان ہوتی تو سب
اہل کتاب مومن ہوجاتے فرمایا اللہ تعالے نے منافقون کے (حق) مین (اور اللہ ہی گواہی دیتا ہے کہ منافق
جھوٹے ہین) یعنے اپنی دعوے ایمان مین اس لئے کہ ان کو تصدیق نہین ہے اور اہل کتاب کے حق مین فرمایا
(جن لوگون کو ہمنے کتاب دی ہے وہ پہچانتے ہین اوسکو جس طرح کہ پہچانتے ہین اپنی اولاد کو انتہی) مین کہتا ہون
خدا کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو [illegible] کیا ہے فضیلت ایمان مجمل بلکہ اجمل کی بیان مین اور اسکے بعد کی فصل کو [illegible]
کیا ہے اسکی فرض کی بیان مین برخلاف اسکی ماقبل کے [illegible] اوس مین ایمان اکمل کی [illegible] فصل پہلی بیان کیا ہے اور یہ [illegible] اور بیان
فضیلت کو فصل فرض کیسا کہ اس فصل مین کیا ہے [illegible] موضوع سے خالی نہین ہے اسلئے کہ فضیلت صفت ہے اور فرض [illegible]
صفت سے پس جو کہ مصنف [illegible] کیا ہے تقدم طبعی کے خلاف ہے اور [illegible] ایمان کی قسمین اکمل و مجمل [illegible] مفصل مصنف نے ایجاد کی
نہایت جمہور کی خلاف ہو [illegible] کی یہی مخالف ہین کیونکہ جمہور کے نزدیک ایمان کی قسمین فقط مجمل و مفصل معتبر ہین

عند الجمهور هو تقسيم الايمان الى المجمل والمفصل لا غير واختراع الاكمل والاجمل من
دون ضرورة داعية الى مخالفة الكل من اهل الحق بدعة شنيعة وصنيعة قبيحة
تفضى لصاحبها الى الفضيحة واما مخالفته للعقل فلان الاكمل افضل التفصيل والابد
من كامل يزيد هو عليه في الكمال وكذا الاجمل لابد له من الجميل وحيث
لم يات في الاقسام بقي تقسيمه غير حاصر لجملة الاقسام وخاليا عن اسلوب النظام
لما استدل به لاثبات مطلبه في هذا الفصل فهو اجنبي عن اثباته وتفصيله
انه تمسك في الاستدلال بثلاث ايات وحديثين في هذا الفصل احدهما برواية البلاد
وثانيهما برواية الرى ومتنهما واحد وهو الحديث الالهي الذي وعده ذكره
سابقا في الهوية الاولى اما الاولى مانقلها عن سورة الحديد هكذا والذين امنوا بالله ورسله
اولئك هم الصديقون فهي غير خالية عن نحو تفصيله لان الايمان اجمالا بالله ورسله
تفصيل للايمان بالشرعي المعتبر في الشرع فالاستدلال بها لاثبات افضل الاجمل من
الايمان غير صحيح والاية الثانية وهي مانقلها عن سورة التوبة هكذا وعد
الله المومنين والمومنات جنت تجرى من تحتها الانهار خالدين فيها الاية انما هي
ناظرة الى فضل المفصل بل المجمل لان اللام فيها داخلة على المومنين والمومنات للعهد
والمراد من مدخولها الكاملون في صفة الايمان وهم الذين ذكروا قبل هذه
الاية فهذه ايضا ساكتة عن بيان فضل الاجمل والثالثة وهي مانقلها عن سورة
الفتح هكذا ليدخل المومنين والمومنت جنت تجرى من تحتها الانهار الاية
حالها كحال الثانية انها ايضا نازلة في فضل الكاملين ولذا ذكر الله تعالى
في اخرها الفوز العظيم الموعود للذين اكملوا الناس في صفة الايمان فعلم ان الاستدلال
لكل واحدة منها على فضل الاجمل على خلاف التحقيق واما الحديث الالهي الذي مر

اور اکمل و اجمل کی ایجاد بلا ضرورت برخلاف کل اہل حق کے بدعت شنیعہ و حرکت قبیحہ ہے
کہ اپنے فاعل کو رسوا کرتی ہے اور عقل کے مخالف اس وجہ سے ہے کہ اکمل افعل التفضیل کا صیغہ
ہے اور اوس کے لیئے کامل کا وجود ضروری ہے کہ جس سے وہ زاید ہو کمال میں اور اسم
اجمل کے لیے جمیل کا ہونا ضرور ہے اور جبکہ ان دونوں کو اقسام میں ذکر نہیں کیا تو مصنف کی
تقسیم جملہ اقسام ایمان کو حاصر نہوئی اور اسلوب نظام سے خالی رہگئی اور جس دلیل سے مصنف
نے اس فصل میں اپنا مطلب ثابت کیا ہے وہ اوس کا مطلب ثابت کرنے سے عاجز ہے بیان
اس کا یہ ہے کہ مصنف نے استدلال میں تین آیتیں اور دو حدیثیں اس فصل میں ذکر کی ہیں ایک بلاذری کی
روایت سے اور دوسری ہروی کی روایت سے اور دونوں کا متن ایک ہے اور وہ حدیث الہی
ہے کہ جس کا وعدہ سابق میں ذکر کیا تھا پس پہلی آیت کہ جس کو سورہ حدید سے اس طرح پر نقل کیا ہے
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ انتہی اولاً یہ تفصیل ایمان سے خالی نہیں ہے
اس لیئے کہ ایمان خدا پر اور اوس کے رسولوں پر ایمان شرعی ہے جو شرع میں معتبر تفصیل ہے پر اس آیت
دلیل لانا ایمان اجمل کی فضیلت پر صحیح نہیں ہے اور دوسری آیت کہ جسکو سورہ توبہ سے اس طرح پر نقل کیا ہے
وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا آخر آیت تک ایمان مفصل کی
فضیلت پر دال ہے نہ کی مجمل کی اس لیئے کہ جو لام کہ مومنین و مومنات پر داخل ہے عہد کا ہے اور مراد اوس
مدخول سے وہ مومن ہیں کہ جو صفت ایمان کے کامل ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ جن کا ذکر اس آیت سے پہلے ہو چکا
ہے پس یہ آیت بھی ایمان اجمل کی فضیلت کے بیان سے ساکت ہے اور تیسری آیت بھی کہ جسکو سورہ فتح سے
اس طرح پر نقل کیا ہے لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ تا آخر دوسری
آیت کی طرح پر کاملین کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں کے آخر
میں فوز عظیم کو ذکر فرمایا ہے کیا ایسے لوگوں کیواسطے موعود ہے کہ جو صفت ایمان میں کامل ہیں پس
معلوم ہوا کہ مصنف کا دلیل لانا ان تینوں آیتوں سے اوپر ایمان اجمل کی فضیلت پر قاعدہ کے خلاف ہے اور لیکن حدیث الہی

فهذا لمرقه وفيه الى سنده وتخرجيه بكمال التطويل والتعديل بما لا مزيد عليه ففيه
نظر من وجوه الاول من جهة مخرجيه وهما ابو الصلت الهروي والبلاذري وقد مر
انهما في بحث الحديث النبوي بانهما ليسا من اهل السنة بل هما من الشيعة الغالية فروايتهما
لا ثقة لها عند اهل السنة الثاني من جهة كونه مسلسلا بالائمة العشرة وهذا انما يصح
لو ثبت ان محمد التقي واستماعه الحديث من والده الامام علي بن موسى الرضى وكونه
ابنا له لان الامران غير مسلمين عند الطائفتين كما مر فكونه مسلسلا با
لائمة العشرة غير مسلم عند اهل السنة والا لما اقتصر المحدثون في روايته الحديث ولا العارفون
في شجرات الخ على الائمة السبعة الاول ولما تركوا من بعدهم من الثلاثة الاخيرة
الثالث كونه مسلسلا ايضا غير مسلم لان المسلسل من الحديث ما يتفق رواته
في الصيغ او الاحوال فاما الاتفاق في الصيغ فكما يقول كل واحد منهم حدثنا او اخبرنا
واما الاتفاق في الاحوال كما يقال حدثنا فلان الكوفي اخبرنا فلان الكوفي انبأنا فلان الكوفي
او يقال حدثنا فلان واخذ بلحيته قال اخبرنا فلان واخذ بلحيته قال اخبرنا فلان واخذ
بلحيته قال السيد السند في اصول الحديث المسلسل ما تتابع رجال الاسناد الى
رسول الله صلى الله عليه وعلى الدوام على حالة واحدة انتهى وهذا الحديث لما لم يثبت اتصاله
من جهة محمد التقي رضي الله عنه بطل كونه مسلسلا ايضا والحديث الذي يقال
لسنده سلسلة الذهب عند المحدثين هو حديث الامام علي بن موسى الرضى عن ابائه
عن النبي صلعم لا ما روى عامة كما نقلنا من ائمة اهل البيت فلذلك فجعل
حديث الهروي او البلاذري مسلسلا بالائمة العشرة الكمل كما ارتكبه المصنف
خروج عن اصطلاح المحدثين وايضا وطعن عظيم على اولياء الطريقة سيما القادرية
وعلى علماء اهل السنة والجماعة بانهم تركوا اكلهم طريقة ائمة اهل البيت ومذهبهم

طرق کو اور سند و رجال سند کی فضیلت کو کمال تطویل و تعدیل سے بیان کیا ہے کہ جس سے زیادہ بیان کرنا
دشوار ہے پس اوس مین چند وجہ سے نظر ہے پہلے اوس کے راویون کے جہت سے اور وہ دو شخص ہین
ابو الصلت ہروی اور بلاذری اور ان دونون کا بیان حدیث نبوی کی بحث مین گذر چکا ہے کہ یہ دونون
اہل سنت مین سے نہین ہین بلکہ غالی شیعہ ہین پس انکی روایت اہل سنت کے نزدیک غیر مقبول ہے دوسری
نظر حدیث ہذا کے مسلسل بائمہ عشرہ ہونے کی جہت سے ہے اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ جب محمد تقی کی
روایت و استماع حدیث اپنے والد امام علی بن موسی رضا سے اور نیز اونکا امام ثابت ہو اور یہ دونون امر
شیعہ سنی دونون گروہون کے نزدیک غیر مسلم ہے چنانچہ گذر چکا پس حدیث ہذا کا مسلسل بائمہ عشر ہونا اہل سنت
کے نزدیک باطل ہے ورنہ ہرگز اہل حدیث روایت حدیث مین اور اہل معرفت بالخصوص تیسرون مین پہلے سات
امامون پر بس کرتے اور اخیر سے پیچھے کے تین امامون کو ترک نہ کرتے تیسری نظر حدیث ہذا کا مسلسل ہونا
بھی غیر مسلم ہے اسلئے کہ وہ حدیث مسلسل ہے کہ جس کے راوی صیغون اور حالات مین یکسان ہون صیغون مین یکسان ہونا اسطرح ہے کہ ہر ایک راوی
سے حدثنا یا اخبرنا کہے اور احوال مین یکسان ہونا اسطرح ہے کہ کہا اوس نے بیان کیا ہم سے فلان کو فلانے نے خبر
دی ہم کو فلان کو فلانے نے آگاہ کیا ہم کو فلان کو فلانے یا یون کہا جاے کہ بیان کیا ہم سے فلان نے اور اپنی ریش کو
پکڑ لیا کہا کہ آگاہ کیا ہم کو فلان نے اور اپنی ریش کو پکڑ لیا کہا کہ خبر دی ہم کو فلان نے اور اپنی ریش کو پکڑ لیا کہا
اصول حدیث مین (اور مسلسل وہ حدیث ہے کہ جسکی سند کے رجال رسول خدا صلعم تک ایک حالت پر موافق ہون انتہی) اور حدیث ہذا
کا اتصال چونکہ محمد تقی کی جہت سے ثابت نہین ہے تو اسکا مسلسل ہونا ہی باطل ہو گیا اور جس حدیث کی سند کو اصطلاح
محدثین مین سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے وہ امام علی بن موسی رضا کی حدیث ہے جو بروایت آبا کرام کے نبی صلعم سے مروی
ہے نہ کہ حدیث جو اون کے والون سے مروی ہے علیہ السلام نے فقہ اہل بیت سے نقل کر دیا ہے پس یاد رکھنا چاہیے
پس ہروی یا بلاذری کی حدیث کو مسلسل بائمہ عشر کہنا قرار دینے مین جیسا کہ مصنف نے ارتکاب کیا ہے
محدثین کی اصطلاح سے خروج ہے اور نیز اولیا کے طریقت خصوصاً قادریہ اور علما کے
اہل سنت و جماعت پر بہت بڑا طعن ہے باین طور کہ ان ہیون نے ائمہ اہل بیت کے طریقے کو چھوڑ دیا اور

وانما المجتبي لهما او الآخذ منهما منهم هو المصنف لا غير ولذا ادعى بكونه مجدد الدين ومحيا
لعلوم اهل البيت وطريقتهم اجمعين ولو لم يتشبث برواية الهروي او البلاذري مع
كونهما مطعونين عند اهل السنة اجمعين لما تيسر له هذا الادعاء ولما يتاتى طعنه على
الكبراء من المحدثين والاولياء فهذا الذي اوقعه في الورطة الظلماء وجعله كالعمياء
تتيه في الغبراء وتهيم في الصحراء او تطغى في البيداء او تحت الصخرة الصماء ولان كفى للافتخار
وتشهير التجدد في الامصار وتسليم الرواية عن محمد التقي عن ابيه فما الحاجة الى الاقتصار
في الرواية على الائمة العشرة بل نقول حينئذٍ في مقابلته ان لنا حديثا مسلسلا بالائمة
الثلاثين الذين كلهم من اولاد الحسنين رضي الله عنهم اجمعين وبيانه ان في الصواعق
حديثا روى بتخريج المسعودي مسلسلاً بالائمة الخمسة هكذا عن موسى الجون عن
ابيه السيد عبد الله المحض عن ابيه السيد الحسن المثنى عن ابيه السيد الحسن
المجتبى عن ابيه سيدنا علي ابن ابي طالب عن رسول الله صلى الله قال ما من احد
يحلف يمينا يمجد الله فيها الا استحى عن عقوبته وما من احد حلف يمينا كاذبة نازع
الله تعالى فيها حوله وقوته الا عجل الله له عقوبته قبل ثلاث انتهى وباتصال الشجرة
العالية القادرية النسبية الى هذه الخمسة الكمل يبلغ عدد الائمة الرواة الى الثلاثين
هكذا عن السيد الامام ابراهيم طال الله عمره عن ابيه السيد الامام المصطفى القادري
عن عمه السيد الامام عبد الرحمن المحض عن اخيه السيد الامام سلمان الاثنى
عن ابيه السيد الامام مصطفى عن ابيه السيد الامام زين الدين عن ابيه السيد
الامام محمد درويش عن ابيه السيد الامام حسام الدين عن ابيه السيد الامام
نور الدين عن ابيه السيد الامام ولي الدين عن ابيه السيد الامام زين الدين عن
ابيه السيد الامام شرف الدين عن ابيه السيد الامام محمد المقاتل عن ابيه السيد

دونون کو نقل کرنیوالا اور اوسپر عمل کرنیوالا اہل سنت مین صرف مصنف ہی ہے اور بس اسیوجہ سے مصنف نے دعوی
کیا ہے کہ مین دین کا مجدد ہون اور اہل بیت کے علوم و طریقے کو زندہ کرنے والا ہون اور اگر مصنف ہروی
و بلاذری کی روایت کو حالانکہ یہ دونون اہل سنت کے یہان مطعون ہین دستاویز بناتا تو یہ دعوے اسکو
نصیب نہوتا اور اس کا طعن کبر سے محدثین و اولیا پر وارد نہوتا پس یہی امر ہے کہ جس نے مصنف کو تاریک
بھنور مین گرا دیا ہے اور شب کور کی طرح بنا دیا ہے کہ جو زمین پر بھٹکتی ہے یا جنگل مین سرگردان پھرتی ہے
یا بیابان مین سرکشی کرتی ہے کہ ٹھوکر سے چٹان کے نیچے اور اگر افتخار اور شہرون مین مجدد ہونے کی شہرت
دینے کے واسطے محمد تقی کی روایت کو اون کے بالکل بیان لینا کافی ہے تو روایت کرنے مین دسرا امامون پر
بس کرنے کی کیا حاجت ہے بلکہ ہم اسوقت مصنف کے مقابلہ مین کہتے ہین کہ ہمارے پاس ایک حدیث ایسی ہے
کہ تیس اماموں سے مسلسل ہے کہ جنہین سب کے سب حسنین کی اولاد سے ہین اور بیان اسکا یہ ہے کہ کتاب عشق
مین مسعودی کی روایت سے ایک حدیث پانچ امامون سے مسلسل اس طرح سے مروی ہے کہ روایت
کی موسی جون نے اپنے باپ سید عبد اللہ محض سے انہون نے باپ سید حسن مثنی سے اونہون نے اپنے باپ
سید حسن مجتبی سے اونہون نے اپنے باپ سیدنا علی ابن ابی طالب سے اونہون نے رسول خدا صلعم سے فرمایا
حضرت نے نہین کوئی شخص کہ کھاوے ایسی قسم کہ جسمین خدا کی عظمت بیان کرے مگر یہ کہ خدا ٹھہراتا ہے اوسکے
عذاب اور نہین ہے کوئی شخص کہ کھاوے جھوٹی قسم کہ جسمین کہوے حق تعالے سے اپنی حول و قوت کو مگر یہ کہ خدا جلد پہنچاتا ہے
اوسکو عذاب تین دن سے پہلے انتہی اور شجرہ عالیہ قادریہ نسبتیہ کو دیکھنے والے ان پانچون کاملین کیساتھ اس حدیث کے
راویونکی تعداد تیس تک پہنچ جاتی ہے اسطرح سے کہ سید امام ابراہیم طال اللہ عمرہ وفی برکاتہ نے اپنے باپ سید امام مصطفی قادری سے انہون نے اپنے
چچا سید امام عبد الرحمن محض سے اونہون نے اپنے باپ سید امام سلمان الحسنی سے انہون نے اپنے باپ سید امام علی سے انہون نے اپنے باپ سید امام سلمان سے انہون نے اپنے
باپ سید امام مصطفی سے انہون نے اپنے باپ سید امام زین الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام محمد درویش سے انہون نے اپنے باپ سید امام حسام الدین سے انہون نے اپنے
باپ سید امام نور الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام ولی الدین سے اونہون نے اپنے باپ سید امام زین الدین سے انہون نے
اپنے باپ سید امام شرف الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام شہاب الدین احمد سے اونہون نے اپنے باپ سید امام

عبد العزيز عن ابيه السادات امام الائمة الشيخ عبد القادر الجيلاني عن السيد الامام
ابي صالح موسى جنگى دوست عن ابيه السيد الامام عبد الله الجيلي عن ابيه السيد
يحيى الزاهد عن ابيه السيد امام محمد عن ابيه السيد الامام داود عن ابيه السيد
الامام موسى عن ابيه السيد الامام عبد الله عن السيد الامام موسى الجون الى اخره
فهذا السند العالي هو السلسلة الذهبية او سجة اللآلي اذا قرئ على المبتلي
او على الاصم استمع او على الابكم لتكلم او على المخبوط لسلم او على المجنون لافاق ولم يتشرف
احد ممن صنف واشتهر ما صنف بالرواية عن هذه الائمة الثلاثين لاهل السنة
ولله المنة فما هو جوابه عن هذا فهو جوابنا عما تفخر به واغتر بنقله الرابع من جهة
قوله في اثناء السند ابو السيد المحجوب امام عصره بمكة وهذا القول مخدوش من
جهتين الاولى ان كنية الامام الحسن العسكري ابو محمد كما هو مشهور متعارف بين العلماء
لا ما كناه به المصنف اعني ابا السيد المحجوب ففي وضع الثاني مع كونه مخترعا
موضع الاول مع كونه متعارفا اثارة لثائرة الفتنة واثارة للعداوة الكامنة بين
اهل السنة والشيعة وبيانه ان الشيعة تعتقد ان المهدي المنتظر هو السيد
المحجوب لا غير واهل السنة يعتقدون بانه غيره والدليل عليه ما قال الشيخ بن حجر في الصواعق
والاشهر ان خروج المهدي قبل نزول عيسى وقيل بعده قال ابو الحسن الابري
قد تواترت الاخبار واستفاضت بكثرة رواتها عن المصطفى صلى الله عليه وسلم
بخروجه وانه من اهل البيت وانه يملك سبع سنين وانه يملأ الارض عدلا و
انه يخرج مع عيسى على نبينا وعليه افضل الصلوة والسلام فيساعده على قتل
الدجال بباب لد بارض فلسطين وانه يأمر هذه الامة ويصلي عيسى خلفه وحكى
السبكي عن جمهور الرافضة انهم قائلون بانه لا عقب للعسكري وانه لم يثبت الى

عبد العزیز سے جنہون نے باپ سید السادات امام الائمہ شیخ عبد القادر جیلانی سے انہون نے اپنے باپ
سید امام ابو صالح موسی جنگی دوست سے انہون نے اپنے باپ سید امام عبد اللہ جیلی سے انہون نے اپنے باپ
سید امام یحیی زاہد سے اونہون نے اپنے باپ سید امام محمد سے انہون نے اپنے باپ امام عبد اللہ سے
اونہون نے اپنے باپ سید امام موسی جون سے آخر تک پس یہ سند عالی سونیکی زنجیر ہے یا موتیون کی
تسبیح ہے جبکہ مردہ پر پڑہی جاوے تو جی اوٹہے یا بہرے پر تو سننے لگے یا گونگے پر تو بولنے لگے یا خبطی پر
تو اچہا ہو جاوے یا مجنون پر تو ہوشیار ہو جاوے اور اہل حدیث کے مصنفین مین سے کہ جن کی
تصانیف مشہور ہین کوئی ان تیسون امامون کی روایت سے مشرف نہین ہوا ہے بجز اہل سنت
کے اور خدا کا احسان ہے پس جو کچہ اس کا جواب مصنف دیگا تو وہی ہمارا جواب ہے اوس
سند سے کہ جس پر مصنف نے افتخار کیا ہے اور اوسکی نقل پر مغرور ہوگیا ہے چوتہی نظر اثنا
عشریہ مین اوسکے قول (ابو السید المحبوب امام عصرہ حجتہ) کی جہت سے ہے اور یہ قول دو وجہ سے مخدوش
ہے اول یہ کہ امام حسن عسکری کی کنیت ابو محمد ہے جیسا کہ مشہور و متعارف علماء دین ہے تو وہ جسکے
ساتھ مصنف یا راوی نے اون سے کنایہ کیا ہے یعنے ابو السید المحبوب پس دوسری کنیت گویا
اختراعی ہے پہلی کی جگہ مین رکہنا یا انکو پہلی متعارف کے فتنہ کی آگ کو بہڑکانا ہے اور اوس
عداوت کو ظاہر کرنا ہے جو سنی و شیعہ کے دلون مین مخفی ہے اور بیان اسکا یہ ہے کہ
شیعہ کے اعتقاد مین مہدی منتظر سید محبوب ہی ہین اور پس اور اہل سنت کے اعتقاد مین دوسرے
شخص ہونگے دلیل اس قول کی شیخ ابن حجر کا یہ قول ہے صواعق مین (اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ خروج
امام مہدی کا نزول عیسیٰ کے قبل ہوگا اور کہا گیا ہے کہ بعد ہوگا اور ابو الحسن آبری نے لکہا ہے کہ نبی صلعم سے
تواتر اخبار و شہرت روایات خروج مہدی ثابت ہے اور یہ کہ مہدی اہل بیت نبی سے ہونگے اور سات برس تک سلطنت کرینگے اور روے زمین
انصاف سے بہر دینگے اور اونکا خروج عیسیٰ کے بعد ہوگا پس عیسیٰ قتل دجال مین اون کے معاون ہونگے سر زمین فلسطین یا
اور وہ اہل بیت کے امام ہونگے اور عیسیٰ اونکے پیچہے نماز پڑہینگے اور اونکی فرزندی کی ہے کہ جمہور و اکثر قائل ہین کہ امام حسن عسکری کی اولاد ہی ہین اور یہ غیر

الخ ما قال والحاصل انهم يتنازعون في المنتظر بعد وفاته على عشرين فرقة وان
الجمهور غير الامامية على ان المهدي غير حجة قال بعضهم قطعة ما آن للسرداب ان يلد الذي
كلمتموه بجهلكم ما آنا * فعلى عقولكم العفاء فانكم * ثلثتم العنقاء والغيلانا * انتهى فلما
كان مقصود المصنف تاييد الامامية في باب الاثني عشر وتقوية قولهم في باب
المهدي المنتظر وتضعيف اهل السنة وتزييف مقالتهم في هذين البابين اخترع
المصنف هذه الكنية في اثناء السند واحال قصتها على الشهرة في الحاشية كما
نقلته في المقدمة كي يتم به المقصود وينطبق العدد على المعدود ولهذا
رده مولانا محمد انوار الله سلمه الله وابقاه في رسالة المرسلة الى المصنف
ثم انك ذكرت فيه السيد المحجوب واحلت قصته على الشهرة وهل هو الا معتقد
الشيعة الذين ينتظرون خروجه قبيل الساعة المنتظرة والعذر بانك ذكرته
ضمن الاسناد لا يجدي فانه عن شائبة الريب لا يخلو هل هو الا تشييد مباني المقصود
كي ينطبق العدد على المعدود فانك اثبت وجود الائمة السبعة في اسناد وزدت
اربعة في اسناد حتى كملت اثنا عشر اماما بزيادة الامام الحسن المجتبى المسلم عند
جميع اهل العلم والاجتهاد وهذا زائد على ما اظهرت في اول الكتاب بل هو نافلة في
الجملة وهي دسيسة يعرفها المهرة الكملة فانه خصصتهم من سائر الائمة العترة
فكان الامامة عندك فيهم منحصرة وان هذا الا مذهب الرفضة انتهى بقدر الحاجة
الثانية انه قوله امام عصره بمكة يدل دلالة نيرة على ان قائله ليس من اهل السنة
بل هو من الامامية المبتدعة لان الامامية يعتقدون ان العصر لا يخلو عن امام
ولذا قالوا باختفاء السيد المحجوب وبقاء حياته وظهوره عند الساعة المنتظرة
فالقائل بهذا القول لا بد ان يكون امامية لان كل اناء يترشح بما فيه فلذا قلنا

اون کے آخر قول تک اور حاصل امر یہ ہے کہ شیعون نے باخود با نزاع کی ہے مہدی منتظر کے باب مین حسن عسکری
کی وفات کے بارہ فرقہ ہو گئے اور جمہور غیر امامیہ کے اسپر ہین کہ مہدی حجت کے غیر ہین بعض اہل سنت نے قطعہ
شیعہ کے جواب لکہا ہے (مصراع) اب کے لئے وقت نہین آیا کہ جنے اوس شی کو جسکا تمنے اپنی نادانی سے قول کیا
ہے پس تمہاری عقلون پر پردہ پڑ گیا ہے اس لئے کہ تمنے عنقا و غیلان کے سوا تیسری شے بہی ایجاد کی ہے انتہی
پس جبکہ مصنف کا مقصود یہ تہا کہ بارہ اماموں کے باب مین امامیہ کی تائید ہو جائے اور مہدی منتظر کے
باب مین اون کے قول کی تقویت اور اہل سنت کا ضعف اور اون کی کمزوری ان دونوں باتون مین
ثابت کیا جائے تو مصنف نے سند کے درمیان یہ کنیت تراشی اور اوس کا قصہ حاشیہ مین شہرت پر محمول کیا
جیسا کہ ہم مقدمہ مین اوسکو نقل کر چکے ہین تا کہ اس کنیت سے مقصود تمام ہو جائے اور عدد ائمہ پر منطبق ہو جائے اور اسیوجہ
مولانا محمد انوار اللہ نے اوس رسالہ مین کہ جو مصنف کے پاس بہیجا تہا اوسکو رد کیا ہے اس طرح پر کہ پہر تو نے سند مین
سید محجوب کو ذکر اور اوس کے قصہ کو شہرت پر حوالہ کیا اور یہ امر شیعوں کی ہی عقاید سے ہے کہ جو اون کے خروج کا
وقت منتظر پر انتظار کر رہے ہین اور تیرا یہ عذر کہ تو نے اسکو اختصار سند مین ذکر کیا ہے واضح نہین ہے اور شہرت کی بلا د
خالی نہین ہے یہ تو مقصود کے مکانات کو بلند کرنا ہے تا کہ عدد اپنے معدود پر منطبق ہو جائے اس لئے کہ تو نے
ایک سند مین سات امامونکو ثابت کیا اور چار کو دوسری سند مین اوٹہایا یہانتک کہ امام حسن مجتبی کو ملا دیے
جو کہ تمام علماء و مجتہدین کے نزدیک مسلم ہین بارہ امام پورے ہو گئے اور یہ امر زاید ہے اوس سے کہ تو نے
اس کتاب کے شروع مین ظاہر کیا ہے بلکہ اوسکے خلاف اور اوس کے منافی ہے اور یہ ایک ایسا فریب ہے کہ جسکو ماہرین کاملین
پہچانتے ہین اس لئے کہ تو نے انہین بارہ کو ائمہ عترت مین خاص کر لیا پس گویا امامت تیرے نزدیک انہین بارہ مین
منحصر ہی اور یہی تو رافضیون کا مذہب ہے انتہی بقدر حاجت دوسری وجہ یہ ہے کہ قول مصنف اماموں کہ یہ کلمہ صاف
دلالت کرتا ہی اس پر کہ اس قول کا قائل سنی نہین ہی بلکہ وہ امامیہ بدعتی مین سے ہے اس لئے کہ امامیہ کا اعتقاد ہے کہ زمانہ امام سے خالی
نہین ہوتا ہی اور اسیوجہ سے امامیہ سید محجوب کے مخفی رہنے اور اون کے بقاء حیات اور رجعت منتظر ہین اونکے ظاہر ہونے کے
قائل ہین پس اس قول کا قائل ضرور امامیہ مین سے ہے اس لئے کہ ہر ظرف سے وہ ٹپکتا ہے جو اوس مین بہرا ہوا ہی اسیوجہ سے ہم نے کہا ہے کہ

ان البلاذري الذي هو مخرج هذا الحديث من الشيعة لا من اهل السنة والا
لما قال بلفظ ابو الشيد المحجوب امام عصره بملة في اثناء السند واما تخريج الحديث
الآتي المذكور بالسند المعتبر المأثور عند اصحاب المذهب المنصور اهل السنة والجماعة
وائمتهم الجمهور وهو ما للامامين الجليلين ابي زرعة الرازي استاذ الامام مسلم
ومحمد بن اسلم الطوسي عن الامام علي بن موسى الرضي عن آبائه في فضل هذا السند
قال الامام احمد حنبل لو قرئت هذا الاسناد على مجنون لبرأ من جنته وايضا يقال له
سلسلة الذهب لكونه ماثورا عن الائمة السبعة من اهل البيت النبوة كما نقلناه
من الصواعق مفصلا في السابق فكيد المصنف في هذا الكتاب عجب وافحش من غيره
من المبتدعين حيث روى في هذا الكتاب حديثين بسندين احدهما مردود عند
اهل السنة والثاني مقبول فوضع المقبول الاولى موضع المردود المروي ووضع
المردود المروي مكان المقبول الاولى ليحصل له الاستدلال بكليهما ولو تيسر له
الاختيار بسنديهما وقد من الله علينا باظهار مكائده ودفع مفاسده في الدين
وشدائده وكشف مغلقات عباراته وزوائده ثم وفقنا بالتوجه التام الى الرد عليه
بالحق وبيان ما تشبث به من الاقوال الردية والمذاهب الواهية بالصدق
والله ولي الهداية ومنه العناية والاعانة قوله وقال اعظم الفقهاء الاربعة
ابو حنيفة في الفقه الاكبر والايمان هو الاقرار والتصديق وقال في الوصية الايمان
اقرار باللسان وتصديق بالجنان والاقرار وحده لا يكون ايمانا لانه لو كان ايمانا
لكان المنافقون كلهم مومنين وكذلك المعرفة وحدها اي مجرد التصديق
لا يكون ايمانا اه اقول بتوفيق الله تعالى وعونه لما صنف هذا الكتب في مقابلة
الفقه الاكبر للحنفية وكان المشهور بين الحنفية ان الايمان هو التصديق

بلاذری جو اس حدیث کا راوی ہے شیعی ہے نہ کہ سنی ورنہ ہرگز (الوسیلۃ المحبوب الامام عصرہ بمکتہ) کا
اثنا سے سنا ہیں نہ کہتا اور لیکن حدیث الٰہی مذکور کی روایت بسند معتبر جو اہل مذہب منصوص اہل سنت
و جماعت اور ماورن کے جمہور امت کے یہاں منقول ہے وہ ہے کہ جسکو روا امام جلیل القدر فن
حدیث کے ابو زرعہ رازی استاد امام مسلم و محمد بن اسلم طوسی امام علی بن موسیٰ رضا سے بروایت اونکے
آبا کے نقل کیا ہے اور اسی سند کی فضیلت میں امام احمد حنبل نے کہا ہے کہ اگر تو اس سند کو
مجنون پر پڑھ دے تو اپنے جنون سے اچھا ہو جائے اور نیز اس سند کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا
اس لیے کہ یہ منقول ہے اہل بیت نبوت کے سادات اطہرین سے جیسا کہ ہم نے اسکو سابق میں مبسوط
سے بہ تفصیل نقل کیا ہے پس مصنف کا مکر اس کتاب میں عجیب تر و فاحش تر ہے دوسرا اس حدیث
سے اس لیے کہ اس کتاب میں دو حدیثیں دو روایت سے نقل کی ایک اون میں اہل سنت کے
نزدیک مردود ہے اور دوسری مقبول ہے مقبول الٰہی کو مردود ہروی کی جگہ میں رکھا اور مردود
ہروی کو مقبول الٰہی کی جگہ میں ذکر کیا تاکہ دونوں حدیثوں سے استدلال ہو سکے اور دونوں کی
سند پر طعن کا موقع ملے اور خدا نے ہم پر احسان فرمایا مصنف کے مکر کا بیان کرنے اور
دین میں اوس کی خرابیاں و خفیاں دور کرنے اور اوسکی عبارات و زوائد کا حال کھولنے میں
پھر ہم کو توفیق دی اوسکے رد لکھنے میں پوری توجہ کرنے اور اون اقوال ردیہ فاسدہ کے
کو بیان کرتے ہیں جس طور پر کہ جن کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے اور خدا ہی مالک ہے
ہدایت کا اور اوسی کی طرف سے عنایت و اعانت ہے قول مصنف کا اور کہا امام اعظم فقہا اربعہ
ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں اور ایمان اقرار و تصدیق ہے اور کہا وصیت میں ایمان اقرار زبان سے
اور سچا جاننا دل سے ہے اور تنہا اقرار ایمان نہیں ہے اسلیے کہ اگر ایمان ہوتا تو سارے منافق ایماندار ہوتے اور
اسی طرح تنہا معرفت یعنی مجرد تصدیق ایمان نہیں ہے اھ الخ میں کہتا ہوں حق تعالیٰ کی توفیق و مدد سے ہرگاہ کہ
یہ کتاب فقہ اکبر حنفی کے مقتدا بین مصنف کی ہے ان میں مشہور ہے کہ ایمان ابو حنیفہ کے نزدیک صرف تصدیق

عند ابی حنیفة والمصنف قد اثبت فی الصدر ان الایمان عند اهل البیت والمحدثین
اقرار ومعرفة وعمل فاراد ان یبین مخالفة قول الامام ابی حنیفة لقول الجمهور
من اهل السنة فی مسئلة الایمان فلهذا نقل عن الوصیة والفقه الاکبر الحنفی
عبارتین یحصل عن مجموعهما ان العمل لیس من الایمان عند ابی حنیفة خلافا لما
علیه جمهور اهل السنة من ان العمل داخل فی الایمان واراد ایضا ان یبین
ان الامام الاعظم موافق لهم فی ان الاقرار داخل فی الایمان ومجرد التصدیق لیس
بایمان عنده کما یدل علیه هذان القولان لکنما هو المشهور بین الحنفیة مخالف
للتحقیق من مذهبه ولهذا فسر المعرفة فی قول الامام وکذا الذی فی المعرفة وحدها الفوله
ای مجرد التصدیق وقد بینا فیما مر ان المعرفة شیئ اخر وعند جمهور اهل السنة
المعتبر فی الایمان هو التصدیق والمعرفة لیست عندهم بمعتبرة فی الایمان خلافا
للمرجئة القدریة فتفسیر المعرفة بالتصدیق خلاف للتحقیق ومستلزم لکون
الامام الاعظم من المرجئة والمصنف قد وافق ابن تیمیة فی هذا التفسیر اهانة
للامام وایذاء لمقلدیه من کافة الانام کما اشار الیه مولانا المولوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی اللکنوی فی الرفع والتکمیل حیث قال وقد تشبث بعض الشیعة کصاحب
الاستقصاء وغیره لقول السلیمانی المذکور فی المیزان فی ان اباحنیفة من المرجئة
ولم یعلم انه قول مردود او ما قال عند الجهابذة من اهل السنة واقتدی بهم
فی هذا الطعن کثیر من اهل السنة ممن له تعصب وافر وتعنت ظاهر بابی حنیفة
ومقلدیه فاوردوه فی معرض معائبه ومثالبه ایذاء لمقلدیه ولا عجب من
الشیعة فانهم من اعداء اهل السنة یسبون اکابر الصحابة ویطعنون علی سلف
اصحاب الهدایة فما بالک بابی حنیفة وطریقته المرضیة انما العجب من هٰؤلاء الذین

نام سے اور مصنف صدر کتاب مین ثابت کر چکا ہے کہ اہل سنت و محدثین کے نزدیک ایمان اقرار و معرفت
و عمل کے مجموعے سے عبارت ہے پس ارادہ کیا کہ قول امام ابو حنیفہ کی مخالفت کو جمہور اہل سنت کے
قول سے مسئلہ ایمان بیان کرے پس اسیوجہ سے وصیت و فقہ اکبر حنفی سے دو عبارتین نقل کی کہ
دونون کے مجموعے سے ثابت ہوجائے کہ عمل ایمان کا جز نہین ہے ابو حنیفہ کے نزدیک بخلاف
جمہور اہل سنت کے کہ اون کے نزدیک عمل ایمان مین سے اور نیز ارادہ کیا کہ یہ امر بھی بیان کردیوے کہ امام اعظم
جمہور کے اس امر مین موافق ہین کہ اقرار ایمان کا جز ہے اور تنہا تصدیق امام اعظم کے نزدیک ایمان نہین ہو جیسا
کہ یہ دونو قول مذکور امام کے اس پر دلالت کرتے ہین پس حقیقی مین جو مشہور ہو امام کے مذہب کی تحقیق ہو مخالفت
اوراسیواسطے مصنف نے معرفت کی تفسیر قول امام (وکذالک المعرفۃ وحدہا) مین اپنی قول (ای مجرد
التصدیق) سے بیان کی اور ہم سابق مین بیان کرچکے ہین کہ معرفت اور شے ہے اور جمہور اہل سنت کے نزدیک معتبر ایمان مین تصدیق
ہی ہے اور معرفت اونکے نزدیک ایمان مین معتبر نہین بخلاف مرجیہ قدریہ کے پس معرفت کی تفسیر تصدیق سے خلاف تحقیق ہے
اور مستلزم ہے کہ امام اعظم مرجیہ مین داخل ہوجائین اور مصنف نے اتفاق کیا ہے ابن تیمیہ سے
اس تفسیر مین امام کی اہانت اور اون کے مقلدین کی بڑی جماعت کو ایذارسانی کے واسطے جیسا کہ
مولانا مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی نے رفع والتکمیل مین اس کے ظرف سلیمانی کے
قول کو جو میزان مین مذکور ہے اس باب مین کہ امام ابو حنیفہ مرجیہ مین داخل تھے اور یہ سمجھانا کہ یہ قول
مردود ہے یا تاویل کیا گیا ہے اکابر اہل سنت کے نزدیک اور اس طعن مین شیعہ کے پیرو ہوگئے
بہت لوگ اہل سنت کے جنکو امام اعظم اور اون کے مقلدون کے ساتھ تعصب و افروسرکشی
ظاہر ہے پس یہ لوگ قول سلیمانی کو امام اعظم کے معائب و قبائح کے محل مین بیان کرتے ہین اور اونکے
مقلدون کی ایذا دہی کیواسطے اور شیعون سے تعجب نہین ہے اس لئے کہ شیعہ اہل سنت کے دشمن
ہین اکابر صحابہ کو گالیان دیتے ہین اور اہل ہدایت کے سلف پر طعن کرتے ہین پھر ابو حنیفہ اور اونکے
پسندیدہ طریقہ پر طعن کرنے مین تجکو کیا تعجب ہے بڑا تعجب توان لوگون سے ہے

هم اهل السنة ويدعون انهم من متبعي الكتب والسنة ومع ذلك يطعنون على اول
اهل الامة وصدر الائمة من غير بصيرة ولا بصارة انتهى فعلم من هذا ان المصنف ايضا
يلبس ويدلس بنية العمل على آثار الحساد المتعصبين للامام ابي حنيفة ويدعي ظاهرا موافقته
ونصرته في مذهبه ولابد ههنا من ان يبين النسبة بين الحنفية واهل السنة
ليتبين كون المصنف من المبتدعين مع ادعائه انه من اهل السنة فنقول ان
سيدنا ومرشدنا السيد عبد الرحمن الافندي رحمه الله تعالى قد صرح في
كتابه الفتح المبين في صفحة (١٢) هكذا (ومنهم من قال ان المراد ههنا بالحنفية القائلون
بان الايمان هو المعرفة بالله وحده ونحو ذلك من خرافات المرجئة الخالصة وتوضيحه
على ما في الرسالة الفخرية ان النسبة بين اهل السنة سواء كان حنفيا او شافعيا
او حنبليا او مالكيا وبين المرجئة الضالة نسبة التباين الكلي والنسبة بين الحنفية
بمعنى المتابعين له اصلا وفرعا بين اهل السنة عموم وخصوص مطلق فكل حنفي
من اهل السنة وليس كل اهل السنة حنفي والنسبة بين الحنفية بمعنى مقلديه
في الفروع فقط وهذا المعنى اعم من الاول وبين اهل السنة عموم وخصوص من وجه
فمادتا الافتراق من يكون حنفيا ولا يكون من اهل السنة كالمرجئة الحنفية
والمعتزلة الحنفية ومن يكون من اهل السنة ويكون شافعيا مثلا ومادة الاجتماع من
يكون موافقا لابي حنيفة في الفروع والعقيدة انتهى ثم قال ايضا فيه اذا عرفت هذا
فنقول مفاد عبارة الغنية ان الحنفية الذين هم فرع من فروع المرجئة الضالة
اصحاب ابي حنيفة الذين يقولون ان الايمان هو المعرفة والاقرار بالله ورسوله
وهذا لا ينطبق الا على المنتحلة فيكون هذا المراد من الحنفية المعروفة سابقا ان
غسان الكوفي كان يحكي مذهبه الخبيث عن ابي حنيفة ويعد نفسه من المرجئة الخ

کہ سنی ہیں اور کتاب وسنت کی اتباع کے مدعی ہیں اور اسکے ساتھ طعن کرتے ہیں اس امت کے اولین اور
صدر الائمہ پر بالصراحت وبعبارت کہ انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ مصنف بھی چیونٹی کی طرح ذلیل چال چلتا
ہے حاسدون کے نقش قدم پر جنکو امام [illegible] نے [illegible] لکھا ہے اور ظاہر مین مدعی ہے اونکی موافقت کا اور اونکی
مذہب کی نصرت کا اور اس مقام مین ضرورت ہے کہ حنفیہ و اہل سنت مین نسبت بیان کیجائے تاکہ مصنف کا
بیہودہ پن ظاہر ہوجائے باوجود اوسکے مدعی ہے بیشک کہ مین سنی ہون پس ہم کہتے ہین کہ ہمارے معاصر والد و مرشد
عبد الرحمن آفندی نے خدا سلامت رکھے اونکو اپنی کتاب فتح المبین کے صفحہ ۱۲ مین اسطرح پر تصریح فرمائی ہے
اور بعض نے اون مین سے کہا ہے کہ مراد حنفیہ سے اس مقام مین وہ لوگ ہین جو قائل ہین کہ ایمان صرف
خدا کی معرفت کا نام ہے اور اسکے سوا جو کچھ مرجیہ خالصہ کی خرافات ہین اور اسکی توضیح جسطور پر کہ رسالہ فقہیہ
مین مذکور ہے یہ ہے کہ نسبت اہل سنت مین حنفی ہون یا شافعی یا مالکی یا حنبلی اور مرجیہ خالصہ مین تباین کلی کی
ہے اور نسبت حنفیہ مین یعنی پیروی کرنیوالے امام ابو حنیفہ کے اعتقادات ومسائل فرعیہ مین اور درمیان
اہل سنت کے عموم وخصوص مطلق کی ہے اور نسبت درمیان حنفیہ کے یعنی پیروی کرنیوالے امام ابو حنیفہ
کے فقط مسائل فرعیہ مین اور یہ معنی عام ہین پہلے سے اور درمیان اہل سنت کے عموم خصوص
من وجہ کی ہے پس دو مادے افتراق کے وہ لوگ ہین کہ حنفی ہین اور اہل سنت سے خارج
ہین جیسے کہ مرجیہ حنفیہ ومعتزلہ حنفیہ اور وہ لوگ ہین کہ اہل سنت سے ہین اور مثلاً شافعی ہین
اور مادہ اجتماع کا وہ لوگ ہین کہ مسائل فرعیہ واعتقادیہ مین امام ابو حنیفہ کے موافق ہین انتہی
پھر اوسی کتاب مین کہا ہے (جبکہ تو نے اوسکو معلوم کرلیا پس ہم کہتے ہین کہ [illegible]
کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ حنفیہ جو کہ مرجیہ خالصہ کی ایک شاخ ہین امام ابو حنیفہ کے
مقلد ہین جو کہ کہتے ہین ایمان معرفت خدا ورسول و اقرار کا نام ہے اور یہ قول
غسانیہ ہی پر چسپان ہے پس یہی مراد ہے حنفیہ سے اسلئے کہ سابق مین تجکو معلوم
ہوچکا ہے کہ غسان کوفی اپنے مذہب خبیث کو امام ابو حنیفہ سے نقل کرتا تھا اور [illegible] [illegible]

وملخ الملل والنحل ومن العجب ان غسان كان يحكي عن ابي حنيفة رحمه الله مثل
مذهبه ويعده من المرجئة ولعله كذب ولعمري كان يقال لابي حنيفة واصحابه
مرجئة السنة وعده كثير من اصحاب المقالات من جملة المرجئة ولعل السبب فيه
انه لما كان يقول الايمان هو التصديق بالقلب وهو لا يزيد ولا ينقص ظنوا به انه يؤخر
العمل عن الايمان وله سبب آخر وهو انه كان يخالف القدرية والمعتزلة الذين ظهروا
في الصدر الاول والمعتزلة كانوا يلقبون كل من خالفهم في القدر مرجئا وكذلك الوعيدية
من الخوارج فلا يبعد ان اللقب انما لزمه من فريقي المعتزلة والخوارج والله اعلم انتهى
واذا مهد هذا فنقول ان المصنف قد افترى على الامام الاعظم افتراء عظيما بكونه من
المرجئة القائلة حيث فسر المعرفة في قوله بالتصديق لانه يلزم منه ان المعرفة و
التصديق عنده بمعنى واحد والمعرفة وحدها بدون الاقرار وحده ليس بايمان عنده
كما صرح به في الوصية فلزم منه ان يكون مجرد المعرفة والاقرار ايمانا عنده وهو
عين من مذهب الغسانية المرجئة وهذا انما لزم من تفسير المصنف المعرفة بالتصديق
والاخذ عليه في هذا القول بان المراجعة الى الفقه الاكبر وكتاب الوصية فان كانت
العبارة فيهما هكذا ولذلك المعرفة وحدها لا يكون ايمانا فلا غبار عليه ولكن تفسير
المعرفة بقوله (اي مجرد التصديق) بهتان على ابي حنيفة وصرف له عن مذهبه
لان مجرد التصديق عنده ايمان كما هو مصرح في متون العقائد فهذا التفسير توجيه
الكلام بما لا يرضى به قائله ويفضي الى افساد طائله. قال (فرض الايمان
الاجمال فالمجمل قال الله تعالى آمنوا بالله ورسوله ولابن جرير في التفسير عن علي
قال الايمان منذ بعث الله آدم شهادة ان لا اله الا الله والاقرار بما جاء من عند الله
لكل قوم ما جاءهم من شريعة ومنهاج ولا يكون المقر تاركا ولكنه مضيع وقال الله

چونکہ ملل و نحل میں مذکور ہے کہ (عجیب ہے کہ غسان امام ابو حنیفہ سے اپنے مذہب کو نقل کرتا ہے اور ان کو مرجیہ میں
شمار کرتا تھا اور غالبا یہ قول اوسکا جھوٹ تھا اور بیشک ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کو مرجیۃ السنۃ کہا جاتا تھا اور اوسکو بہت
سے اہل تصانیف نے بھی مرجیہ کے شمار کیا ہے اور شاید اسکا سبب یہ ہے کہ نزدیک ابو حنیفہ کے یہ ہے
کہ ایمان تصدیق ہے دل سے اور نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ ناقص تو لوگوں نے گمان کر لیا کہ ابو حنیفہ عمل کو ایمان سے
پیچھے کرتے ہیں اور اسکا ایک اور بھی سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو حنیفہ خلاف کرتے تھے قدریہ و معتزلہ کا کہ جنکا ظہور
صدر اول میں ہوا تھا اور معتزلہ ہر اوس شخص کو کہ قدر میں اونکا مخالف ہوتا تھا مرجی کہتے تھے اور یہی حال ہے
خوارج میں سے فرقہ وعیدیہ کا پس کچھ بعید نہیں ہے کہ یہ لقب امام ابو حنیفہ پر معتزلہ اور خوارج کی طرف سے لازم
ہوا ہے اور خدا زیادہ جاننے والا ہے انتہی اور بعد اسکے یہ تنبیہ ہو چکی تو ہم کہتے ہیں کہ مصنف نے امام اعظم پر یہ
افترا کیا ہے کہ اونکو مرجیہ مذمومہ میں داخل کر دیا باین وجہ کہ معرفت کی تفسیر [illegible] اونکے قول میں تصدیق سے کر دی
اسلئے کہ اس تفسیر سے لازم آتا ہے کہ معرفت اور تصدیق امام کے نزدیک ایک ہی معنی میں اور تنہا معرفت
اور اسی طرح تنہا اقرار اونکے نزدیک ایمان نہیں ہے جیسا کہ وصیت میں امام موصوف نے اسکی تصریح کی ہے پس
اس سے لازم آگیا کہ معرفت و اقرار کا مجموعہ اونکے نزدیک ایمان ہے اور یہ مذہب مرجیہ مذمومہ کا نہیں ہے
اور نیز مصنف نے معرفت کی تفسیر تصدیق سے کر دی تو جو [illegible] لازم آتی ہے پس مصنف پر اونکے
اس قول میں مواخذہ ہے باین طور کہ فقہ اکبر و کتاب الوصیۃ کی طرف رجوع کیا جاوے پس اگر واقعی دونوں میں
عبارت اسطرح پر ہے (ولکن المعرفۃ وحدہا لا تکون ایمانا) تو اس کلام پر کچھ غبار نہیں ہے اور لیکن معرفت کی
تفسیر مصنف کے قول (لا بمجرد التصدیق) سے امام ابو حنیفہ پر بہتان ہے اور نہ اونکا مذہب یہ ہے اسلئے
کہ مجرد تصدیق اونکے نزدیک ایمان ہے جیسا کہ عقائد کے متون میں بصراحت بیان کیا گیا ہے پس یہ تفسیر کلام کی ایسی توجیہ ہے
کہ جسسے اوسکا قائل راضی نہیں ہوتا ہے اور اسکا حاصل سقوط ہے طرف فساد کی کہا مصنف نے فرمایا سیدنا علی نے [illegible]
فرمایا حق تعالی نے (ایمان لاؤ خدا اور رسول پر) اور ابن جریر کی روایت علی سے ہے کہ فرمایا ایمان جب کہ [illegible]
[illegible]

تعالى (ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن
بالله واليوم الاخر والملئكة والكتاب والنبيين) وقال (امن الرسول بما انزل اليه
من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملئكته وكتبه ورسله) الى قوله (واليه
المصير) وقال تعالى (يايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله والكتاب الذي نزل
على رسوله والكتاب الذي انزل من قبل ومن يكفر بالله وملئكته وكتبه ورسله
واليوم الاخر فقد ضل ضلالا بعيدا) قال ابو داود الطيالسي في مسنده انبانا
شعبة عن منصور عن ربعي بن حراش عن علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى
الله عليه واله وسلم لا يؤمن عبد حتى يؤمن باربع يشهد ان لا اله الا الله واني
رسول الله بعثني بالحق ويؤمن بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر و
وعن ابي داود اخرجه الترمذي في جامعه عن محمود بن غيلان عنه) فقوله ويؤمن
بالموت ويؤمن بالبعث اي يكون ايمانه بالموت مقرونا بالايمان بالبعث فان كثيرا
من الكفار لا يؤمنون بالبعث ويزيده وضوحا الرواية الاتية وانه ميت ثم مبعوث
من بعد الموت وفيه ايضا انه لابد من الموت قبل البعث وان طالت الحيوة فافهم
ولا تتوهم وقال احمد في المسند ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة فذكره به لا يؤمن عبد
حتى يؤمن باربع حتى يشهد ان لا اله الا الله واني رسول الله بعثني بالحق ويؤمن
بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر وكذا اخرجه عثمان بن ابي شيبة
وجعفر الفريابي في القدر وابن ماجه وابو يعلى والحاكم هكذا رواه الطيالسي و
وغندر عن شعبة به وكذا رواه جرير وزائدة وشريك عن منصور به وجعله
الترمذي اصح من حديث النضر بن شميل عن شعبة عن منصور عن ربعي عن
رجل عن علي قال هكذا روى غير واحد عن منصور عن ربعي عن علي وعليه البغوي

حقتعالی نے نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنا رخ بیت المقدس یا کعبہ کی طرف کرو لیکن نیک وہ شخص ہے
کہ ایمان لایا خدا پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں و کتابوں و نبیوں پر) اور فرمایا (ایمان لایا رسول
اوس کتاب پر کہ اوسکی طرف اوتاری گئی اوسکے رب کی طرف سے اور سب ایمان والے ہر ایک ایمان
لایا خدا پر اور اوسکے فرشتوں و کتابوں و رسولوں پر) اوسکے قول (اور اوسی کی طرف لوٹنا ہے) تک اور
فرمایا (اے ایمان والو ایمان لاؤ تم خدا پر اور اوسکے رسولوں پر اور اوس کتاب پر جو اوتاری گئی اوسکے
رسول پر اور اوس کتاب پر جو اوتاری گئی پہلے سے اور جس نے انکار کیا خدا سے اور اوسکے فرشتوں و
کتابوں و رسولوں و قیامت کے دن سے پس وہ بہک گیا دور کا بہکنا) کہا ابو داؤد طیالسی نے اپنے
مسند میں کہ ہمکو خبر دی شعبہ نے منصور سے اونہوں نے ربعی بن حراش سے اونہوں نے علی بن ابی طالب سے
کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے نہیں مومن ہوتا ہے بندہ یہانتک کہ ایمان لائے چار پر گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی
معبود نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں مجھکو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور ایمان لائے موت پر اور ایمان لائے مرنیکے بعد اوٹھنے
اور ایمان لائے تقدیر پر اور ابو داؤد کی روایت کہ جسکو ترمذی نے اپنی جامع میں محمود بن غیلان سے روایت کیا ہے اونہوں نے
علی سے یہی قول حضرت کا (اور ایمان لاوے مرنے پر اور ایمان لاوے اوٹھنے پر یعنی موت سے ایمان اوسکا کہ مرنے پر لا ہوا ایمان
ہے سلوک ہے کہ مرنا اور اوٹھنے پر ایمان نہیں لائے ہیں اور اسکو زیادہ واضح کرتی ہے وہ روایت کہ آئی ہے اور اس پر کہ وہ مرنا
پھر اوٹھایا جائیگا مرنیکے بعد) اور اوس روایت میں یہ بھی ہے کہ موت کا ہونا ضروری ہے اوٹھنے سے پہلے اگرچہ زندگی دراز ہو لیکن تو سمجھلے
اور دوم موت کو اور کہا اس نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے محمد بن جعفر نے کہ بیان کیا ہمسے شعبہ نے پس ذکر کیا حدیث کو سند مذکور
سے نہ مومن نہیں ہوتا یہانتک کہ ایمان لاوے چار پر یہانتک کہ گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں خدا کا رسول ہوں مجھکو حق کے
ساتھ بھیجا ہے اور ایمان لاوے موت پر اور ایمان لاوے مرنیکے بعد اوٹھنے پر اور ایمان لاوے تقدیر پر اور اسی طرح روایت کیا اس حدیث کو عثمان
بن ابی شیبہ نے جریر سے پھر فرمایا ابی ذر نے اور ابن ماجہ نے اور ابو یعلی و حاکم نے اسیطرح روایت کیا اسکو طیالسی اور غندر نے شعبہ سے روایت کو اور ترمذی نے اسکو زیادہ صحیح کہا
دیا ہے اوس حدیث کو کہ جسکو روایت کیا نضر بن شمیل نے شعبہ سے اونہوں نے منصور سے اونہوں نے ربعی سے اونہوں نے ایک شخص بنی اسد سے
علی سے کہا کہ اسیطرح روایت کیا ہے اور کئی لوگوں نے منصور سے اونہوں نے ربعی سے اونہوں نے علی سے اور یہی قول اظہر کا ہے

وقال احمد ثنا وكيع ثنا سفيان عن منصور عن ربعي عن رجل عن علي وهي دون الرجل
سلسلة الائمة وكذا رواه البغوي عن يعلى بن عبيد وعبيد الله بن موسى وابي نعيم
عن سفيان زاد عبيد الله خيره وشره وسفيان عن منصور اصح من غيره عنه
كما ذكره ابن المبارك وكذا روى جعفر الفريابي عن عبد الله وعثمان ابني ابي شيبة
عن ابي الاحوص سلام بن سليم عن منصور عن ربعي من بني اسد عن علي رفعه اربع
لن يجد احد طعم الايمان حتى يؤمن بهن ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واني
رسول الله بعثني بالحق وانه ميت ثم مبعوث من بعد الموت ويؤمن بالقدر كله
وكذا روى الفريابي عن عبيد الله بن معاذ عن ابيه عن شعبة والحاصل ان شعبة في رواية
الطيالسي وغندر رواه عن منصور ورواه شعبة في رواية النضر بن شميل ومعاذ
بن معاذ عن منصور عن ربعي عن رجل عن علي وكذا رواه سفيان وسلام
بن سليم عن منصور وزيادة الثقة مقبولة فكيف بزيادة الثقات وهو من باب
المزيد في متصل الاسانيد فيحمل على ان ربعيا سمعه اولا من رجل عن علي ثم سمعه
من علي فرواه مرة كذا وتارة كذا كما وقع ذلك اكثر كل ذي عن حفظه وان كان لم يسمه
الا من الرجل فالرجل وان جهل فله متابعات وشواهد هو فيما استدل به قوله
عليه السلام بعثني بالحق يتضمن الايمان بكل ما جاء به ومنه الايمان بالملائكة
والكتب والرسل وسيؤثر من خبر اخر ان شاء الله تعالى وهذه الاحاديث
صريحة في ان الايمان هو الايقان بالشهادة لا يدخل فيه العمل وانما العمل من
الاسلام كما يرشد عليه قوله تعالى قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن
قولوا اسلمنا ولما يدخل الايمان في قلوبكم ويشهد به حديث جبرئيل عليه
السلام وهو اعظم حجة في المسئلة حديث احمد وابن مردويه بسند صحيح والبزار

اور کہا احمد نے بیان کیا ہمسے وکیع نے کہ بیان کیا ہمسے سفیان نے منصور کی روایت سے اونہون نے ایک مرد سے روایت کی علی سے اور یہ
کل روایت بجز اوس مرد کے اوسکے سلسلہ مین بیان اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو بغوی نے علی بن جعد و عبید اللہ بن موسی و ابو
نعیم سے اونہون نے سفیان سے عبید اللہ نے زیادہ کیا ہے (اوسکے خیر اور راوی اوسکے شر پر) اور سفیان کی روایت منصور
سے صحیح تر ہے غیر کی روایت سے جو منصور سے کیگئی ہے جیسا کہ اسکو ابن مبارک نے ذکر کیا ہے اور ایسا ہی روایت کیا
جعفر فریابی نے عبد اللہ و عثمان ابی شیبہ کے دو بیٹون سے اونہون نے ابو الاحوص سلام بن سلیم سے اونہون نے منصور سے انہون نے
ربعی سے انہون نے ایک بنی اسد کے مرد سے روایت کی علی سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ چار امور ہین کہ ہرگز کوئی شخص ایمان کا مزہ نہ پائیگا جبتک کہ ایمان لائے
یہ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین وہ یکتا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور یہ کہ مین خدا کا رسول ہون مجھکو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور یہ کہ وہ شخص مرنے کے
پھر مرے پیچھے اوٹھایا جائیگا اور ایمان لائے کل تقدیر پر اور ایسا ہی روایت کیا فریابی نے عبید اللہ بن معاذ سے اونہون نے اپنے باپ
شعبہ سے اور حال یہ ہے کہ شعبہ نے خطا کی ہے اور غندر کی روایت مین اسکو روایت کیا ہے منصور سے اونہون نے ربعی سے اونہون نے
علی سے اور اسیطرح اسکو روایت کیا جریر و زائدہ و شریک نے منصور سے اور روایت کیا اسکو شعبہ سے نضر بن شمیل و معاذ بن
معاذ کی روایت مین منصور سے اونہون نے ربعی سے اونہون نے ایک رجل سے روایت کی علی سے اور اسیطرح اسکو روایت کیا
سفیان و سلام بن سلیم نے منصور سے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے پھر کیا حال ہے ثقات کی زیادتی کا اور وہ متصل بتایا
کہ باب المزید مین ایسا ہے پھر رجل کا ذکر کیا جائیگا کہ ربعی نے اسکو پہلے ایک مرد سے سنا ہے اور پھر علی سے پھر ربعی نے اسکو علی سے سنا ہے پس ایکبار اسکو اوسطرح
روایت کیا اور دوسری بار اسطرح روایت کیا جیسا کہ اسکو یاد کیا تھا ہر حفاظ کا حق ادا کرنیکے واسطے اور اگر رجل ہی سے اسکو سنا ہے
پس وہ رجل کا مبہم ہونا مضر ہو اوسکی حدیث کے لئے بہت سے متابعات و شواہد ہین کہ جن سے وہ قوی ہوگئی ہے پس قول حضرت علیہ السلام
(مجھکو حق کے ساتھ بھیجا ہے) شامل ہے ایمان کو جملہ احکام شرعیہ کا اور مجملا اسکے ایمان ہے فرشتون و کتابون و رسولون پر اور بعث پر نقل
کیا جائیگا دوسری حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور یہ حدیثین صریح ہین اس باب مین کہ ایمان مجرد یقین لانا ہے
مع اقرار کے عمل ایمان مین داخل نہین ہے اور عمل اسلام ہی کا جزو ہے جیسا کہ اسکیطرف اشارہ کرتا ہے قول حق تعالی کا کہا
اعرابیون نے ایمان لائے ہم کہدو کہ تم ایمان نہین لائے لیکن یہ کہو کہ ہم اسلام لائے اور ابھی تمہارے دلون مین ایمان داخل نہین ہوا ہے اور اسکی تائید
دیتی ہے حدیث جبرئیل علیہ السلام کی اور وہ حدیث بہت بڑی حجت ہے اہل سنت کے لئے اسلام مین اور احمد و ابن مردویہ کی حدیث سند صحیح سے اور بزار

وابي يعلى عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الاسلام علانية والايمان في
القلب ثم يشير بيده الى صدره ثلاث مرات الحديث ولاسحق بن راهويه و
عبد بن حميد في تفسيرهما عن عكرمة قال سئل الحسن مقبله من الشام عن الايمان
فقرا (ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن
بالله واليوم الاخر والملئكة والكتب والنبيين واتى المال على حبه ذوي القربى
واليتمى) الاية وكذا روى مجاهد مرسلا عن النبي صلى الله عليه واله وسلم ان
اباذر سأله عليه السلام عن الايمان فقرا الاية اخرجه عبد الرزاق في تفسيره
واسحاق وعبد وروى عنه عليه واله السلام من وجه اخر متصلا عن القاسم
بن عبد الرحمن جاء رجل الى ابي ذر فقال ما الايمان فقرا عليه هذه الاية فقال ليس
عن البر سالتك فقال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فسأله
عما سالتني فقرأ عليه هذه الاية (الحديث اخرجه اسحق وعبد بن حميد
واخرج ابن ابي حاتم والحاكم وصححه عن ابي ذر انه سأل رسول الله صلى الله
عليه واله وسلم عن الايمان فتلا هذه الاية ثم سأله فتلاها ثم سأله فتلاها
الحديث) ومعناه ان الايمان هو الايقان بما ذكر ولكنه مقرون بالعمل بما
امر وانه البر والايمان الاكمل ومن هنا قال ابو ميسرة من عمل بهذه الاية فقد
استكمل الايمان اخرجه وكيع وابن ابي شيبة والمنذر ولابن شاهين في
السنة والحاكم في تاريخه والديلمي في مسند الفردوس عن علي رفعه الايمان
والعمل اخوان شريكان في قرن لا يقبل الله تعالى احدهما الا بصاحبه ولابن
شاهين عن محمد بن علي مرسلا الايمان والعمل قرينان لا يصلح كل واحد
منهما الا مع صاحبه ولابي نعيم في الحلية عن محمد بن علي الباقر قال الايمان

اور ابو یعلی کی انس سے اور انہوں نے روایت کی نبی صلعم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ اسلام کھلا ہوا ہی اور ایمان
دل میں ہے پھر آپ اشارہ کرتے تھے اپنے سینہ کو اور تین مرتبہ آخر حدیث تک اور اسحاق بن راہویہ و عبد بن حمید
کی حدیث ہی اور دونوں کی تفسیر میں عکرمہ سے کہا انہوں نے حسن سے جبکہ وہ شام سے آئے تھے ایمان کا سوال کیا گیا
پس انہوں نے یہ آیت پڑھی (نیکی یہ نہیں ہی کہ تم اپنا منہ کرو مشرق و مغرب کی طرف اور لیکن وہ شخص ہی کہ ایمان لایا
خدا پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں و کتاب و انبیا پر اور خیرات کیا مال خدا کی محبت میں عزیزوں و یتیموں پر آخر
آیت تک) اور اسی طرح مجاہد نے مرسل روایت کی ہی نبی صلعم سے کہ ابو ذر نے حضرت سے ایمان کو دریافت کیا پس حضرت نے
آیت مذکور کو تلاوت فرمایا اس حدیث کو عبد الرزاق نے اپنی تفسیر میں اور اسحاق و عبد نے روایت کیا ہے اور حضرت صلعم
مروی ہی اور طریقہ سے قاسم بن عبد الرحمن کی متصل روایت ہے کہ ایک شخص ابو ذر کے پاس آیا کہا کہ ایمان
کیا شے ہی پس انہوں نے آیت مذکورہ اوسکے سامنے پڑھ دی پس اوس شخص نے کہا کہ میں نے آپ سے نیکی کا
سوال نہیں کیا تھا پس کہا ابو ذر نے کہ ایک شخص آیا تھا رسول خدا صلعم کے پاس پھر اوس نے پوچھا حضرت سے
جو کچھ کہ تو نے مجھ سے پوچھا تو حضرت نے اوسکے سامنے یہی آیت پڑھی تھی آخر حدیث تک اسکو روایت کیا فریابی
و عبد بن حمید و ابن مردویہ نے اور ابن ابی حاتم و حاکم نے روایت کی ہے اور اسکو صحیح کہا ہی ابو ذر سے کہا انہوں نے پوچھا
نبی صلعم سے ایمان کو پس حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا پھر انہوں نے پوچھا حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا پھر انہوں نے
پوچھا تب بھی حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا آخر حدیث تک اور اسکا مطلب یہ ہی کہ ایمان صرف یقین لانا اور زبان کو
پر ولیکن وہ ملا ہوا ہی عمل کرنے سے اور انہی چیزوں کا حکم ہوا ہے اور وہی نیکی اور ایمان کامل ہے اور یہیں سے ابو میسرہ نے
کہا ہی کہ جس نے اس آیت پر عمل کیا پس بیشک پورا کر لیا ایمان کو روایت کیا اسکو وکیع و ابن ابی شیبہ و ابن منذر نے
اور ابن شاہین کی روایت ہے سنت میں اور حاکم کی اوسکی تاریخ میں اور دیلمی کی مسند فردوس میں حضرت علی سے رفع اسکا کہ ایمان
و عمل دونوں بھائی ہیں کہ شریک ہیں اتصال میں نہیں قبول کرتا ہے خدا تعالی ایک کو دونوں میں سے مگر ساتھ شریک اوسکے اور ابن
شاہین کی روایت مرسل ہی محمد بن علی سے کہ ایمان و عمل دونوں ساتھی ہیں نہیں درست ہوتا
ہے ایک دونوں میں کا مگر اپنے ساتھی کے ساتھ اور ابو نعیم کی روایت ہی حلیہ میں محمد بن علی باقر سے کہا کہ ایمان

ثابت في القلب وهذا امر مذهب ابي حنيفة واصحابه ان الاعمال غير داخلة في
اصل الايمان قال في الوصية ثم العمل غير الايمان والايمان غير العمل بدليل ان كثيرا من الاوقات
يرتفع العمل عن المومن ولا يجوز ان يقال يرتفع عنه الايمان فان الحائض ترفع عنها
الصلوة ولا يجوز ان يقال رفع الايمان عنها وامرها بترك الايمان وقد قال لها الشارع
دعي الصوم ثم اقضيه ويجوز ان يقال ليس على الفقير زكوة ولا يجوز ان يقال على الفقير
الايمان انتهى والشيرازي في الالقاب عن علي ان النبي صلى الله عليه واله وسلم قال
كنا وانتم بني عبد مناف فنحن وانتم اليوم بنو عبد الله ورواه الطحاوي في شرح معاني
الاثار عن النزال بن سبرة قال لنا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فذكر نحوه والظاهر
انه من رواية النزال عن علي والمعنى انه من شان الايمان ان لا يدعى اليوم بنحو بني
عبد مناف بل يدعى بنحو بني عبد الله فذلك من فضل الايمان بالله الرحمن والحمد
لله المنان على الاحسان والامتنان اقول ومن الله التوفيق ان المصنف قد عقد
هذا الفصل لبيان الايمان الاجمالي فالمجمل وطوله بذكر ايات واحاديث وبيان تفاسيرها
وطرقها وكل هذا تطويل بلا طائل وايضا التعبير بالاجمال فالمجمل اختراع جديد
وابتداع غير سديد لان المتعارف بين علماء الامة من السلف والخلف انما هو
تقسيم الايمان الى المجمل والمفصل لا غير وايضا ما ذكره من قوله تعالى ليس البر ان تولوا
وجوهكم الاية وقوله تعالى امن الرسول بما انزل اليه من ربه الاية وقوله تعالى
يا ايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله الاية انما هو من دلائل الايمان المفصل
لا المجمل كما فهمه المصنف وهذا ظاهر على من تلا هذه الايات الثالث فالتقريب ليس بتام
وايضا ما ذكره من حديث لا يؤمن عبد حتى يؤمن باربع الحديث وشيد اركانه
بذكر التوابع والشواهد ومن حديث اربع لم يجد احد طعم الايمان حتى يؤمن بهن

ثابت ہے قول ابی یا اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور سارے ان کے اصحاب کا کہ اعمال داخل نہیں ہیں اصل ایمان میں کہا
کتاب وصیت میں پھر عمل غیر ایمان ہے اور ایمان غیر عمل ہے اس دلیل سے کہ بسا اوقات عمل مومن
اوٹھ جاتا ہے اور نہیں جائز ہے کہ کہا جاوے کہ ایمان مومن سے اوٹھ جاتا ہے اس لیے کہ حائض سے نماز
اوٹھ جاتی ہے اور نہیں جائز ہے کہنا کہ اوس سے ایمان اوٹھ گیا ہے اور ایمان چھوڑ دینے کا حکم ہوا ہے اور
تحقیق شارع او سکو کہا ہے کہ تو روزہ چھوڑ دے پھر او سکو قضا کر لے اور جائز ہے یہہ کہنا کہ فقیر پر زکوۃ
نہیں ہے اور نہیں جائز ہے یہہ کہنا کہ فقیر پر ایمان لانا واجب نہیں ہے انتہی اور شیرازی کی روایت
القاب میں علی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ ہم اور تم بنی عبد مناف تھے اور آج ہم تم بنی عبد اللہ ہیں اور روایت کیا اسکو
طحاوی نے شرح معانی الآثار میں نزال بن سبرہ سے کہ فرمایا ہم سے رسول خدا صلعم نے پس ذکر کیا مثل حدیث
مذکور کے اور ظاہر ہے کہ یہہ نزال کی روایت علی سے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ آج سے کوئی بنی عبد مناف کے
نہ پکارا جاوے بلکہ مثل بنی عبد اللہ کے پکارا جاوے پس یہ اللہ جل شانہ پر ایمان لانیکی فضیلت ہے اور شکر
خدائے منان کا ہی احسان و امتنان پر انتہی میں کہتا ہوں اور خدا کی طرف سے توفیق ہے کہ مصنف نے اس فصل کو
ایمان اجمل پس مجمل کے بیان میں اور اسکو طول دیا ہے چند آیات و احادیث کے ذکر سے اور سارے ان کی تفاسیر
وطرق کے بیان سے اور یہ نہایت طوالت دینا ہے اور نیز اجمل پس مجمل کے ساتھہ او سکو تعبیر کرنا اختراع جدید
و ابتداع غیر سدید ہی اس لیے کہ تمام سلف و خلف کے علمائے امت میں متعارف تقسیم ایمان کی مجمل و مفصل
کی طرف ہے اور بس اور نیز جو کہ ذکر کیا مصنف نے قول حق تعالی کا لیس البر ان تولوا وجوهکم آخر
تک اور قول حق تعالی کا آمن الرسول بما انزل الیه من ربه آخر تک اور قول حق تعالی کا یایها الذین
آمنوا آمنوا بالله ورسوله آخر تک یہہ سب ایمان مفصل کے دلائل ہیں سو جو کہ ایمان مجمل کے جیسا کہ مصنف نے
سمجھا ہی اور یہ امر ظاہر ہے اوس شخص پر کہ جسنے ان سب آیتوں کی تلاوت کی ہو یا تفسیر دیکھا تمام ہی اور نیز مصنف نے
یہ جو حدیث ذکر کی ہے لا یومن عبد حتی یومن باربع آخر تک اور اوسکے ارکان کو مضبوط کیا ہی توابع
و شواہد کے ذکر سے اور دوسری حدیث اربع من کن فیه استکمل الایمان حتی یومن بہن آخر

الحديث وفي مسند ابي بكر بطرقه ليس من دلائل العمل كما هو الظاهر من متن
الحديثين ثم قوله بعد ذكر الحديث وهذه الاحاديث صريحة في ان الايمان
هو الايقان بالشهادة لا يدخل فيه العمل وانما العمل من الاسلام) متناقض و
متعارض لما قاله في صدر هذا الكتاب من ان العمل داخل في الايمان وما ذكره
من الادلة على خروج العمل من الايمان فهو مما ليس فيه كلام فلا نعيده وما ذكره
في اخر هذا البحث من حديث كنا وانتم بني عبد مناف فنحن وانتم اليوم بنو عبد الله
الحديث ثم قال بعده ذلك فعن فضل الايمان بالله الرحمن انتهى قلت هذا اسلم
ولكنه اتيان هذا الحديث في بيان فضل الايمان ليس في محله وقد علم مما ذكرنا ان
للمصنف طريات في هذا الكتاب بما يعينه ويفيده في الباب بل جمع من المذاهب
اردأها واخذ من التاويل اوهاها وسردها في مطاوي العبارات واودعها
في مواضع متفرقة ومتشتتة من الصفحات لترويج الباطل وتمويه الكاسد والعاطل
فنحن ايضا بالمرصاد ونقدح ونناقش عليه فيما نجده في هذا الكتاب من الخلل
والفساد واما المواضع التي فيها شيء من المطارحات وذكرها المصنف للتطويل
والتعقيد والتمويه والتمهيد فنظر فيها بالاجمال ولا نطيل الكلام بتفاصيل ما هو
عليها والله الموفق قال الكفر بالطاغوت مع الايمان برب الملكوت قال الله تعالى
فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى الاية قال الى
شيبة ثنا حاتم بن اسمعيل عن جعفر عن ابيه قال كان علي بن الحسين يعلم بل
يقول قولوا امنت بالله وكفرت بالطاغوت انتهى اقول بقوله تعالى وقوله ليس
في هذا الفصل شيء مما يعتد به ويليق ان يبين مستقلا ومع ذلك افرده
بالذكر وعنونه بعنوان الكفر بالطاغوت مع الايمان برب الملكوت تجد لهن

اور اوسکی سند کا تقویہ کیا ہے اوسکے طرق کے ذکر سے ایمان مجمل کے دلایل مین سے نہین ہین جیسا کہ دونون
حدیثون کے متن سے ظاہر ہے پھر قول مصنف کا احادیث کے ذکر کے بعد (اور یہ حدیثین صحیح ہین اس امر
مین کہ ایمان صرف یقین لانا ہے اقرار کیساتھ عمل اوسمین داخل نہین ہی عمل اسلام مین داخل ہے) انتہا اقول یہ امر
ہے اوس کے اوس قول سے جو اوس نے اس کتاب کے شروع مین کہا ہے کہ عمل ایمان مین داخل ہی اور جو دلیلین کہ ایمان
عمل کے خارج ہونے پر ذکر کی ہین اونمین ہم کو کچھہ کلام نہین ہے پس ہم اون کا اعادہ نہین کرتے اور جو حدیث کہ
اس بحث کے آخر مین ذکر کی ہی کہ ہم تم ہی جمیع منافق تھے پس آج سے ہم تم بنی عبد اللہ ہین آخر تک پھر اسکے بعد
مصنف نے کہا کہ یہ حدیث ایمان یا اسلام کی فضیلت سے ہے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ امر مسلم
ہے لیکن اس حدیث کو فرض ایمان کے بیان مین لانا بے محل ہے اور ہم نے جو کچھہ ذکر کیا ہے اوس سے معلوم
ہوگیا کہ مصنف نے اس کتاب مین وہ دلائل جنکی ضرورت نہ تھی باب ایمان مین اونکو مفید اور سمین ہین بلکہ زائد
روایہ کو جمع کر دیا ہے اور ضعیف تر اقوال کو اخذ کیا ہے اور عبارتون کے بیچون مین اونکو داخل کر دیا ہے اور
اور متفرق مقامات و مختلف صفحات مین اونکو درج کر دیا ہے باطل کو رواج دینے و کاسد دینیکے کار کو
آراستہ کرنے کی غرض سے پس ہم بھی تاک مین ہین اور اوسپر تسامح و مناقشہ کرینگے جہان کہین
اس کتاب مین خلل و فساد پاینگے اور لیکن وہ مقامات کہ جن مین کچھہ اعتراض نہین ہے اور مصنف
وابتداع نے اوسکو تطویل و تعقید و تمویہ و تمہید کیلئے ذکر کیا ہے پس اونمین ہم اجمالی نظر کرینگے اور کلام کو اونپر
مکرر و تفصیلی رد کرنے سے طول نہ دینگے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے (قال المصنف) کفر کرنا طاغوت سے اور
ساتھ اوسکے ایمان لانیکے رب الملکوت پر فرمایا حق تعالے نے (یعنی جسنے کفر کیا طاغوت سے اور ایمان لایا اللہ پر پس تحقیق
اوسنے پکڑ لیا مضبوط کڑے کو آخر تک) کہا ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے جعفر کی روایت سے اونہون
نے ہماری روایت کی اپنے باپ سے کہا کہ علی بن حسین اپنی اولاد کو تعلیم کرتے تھے کہ کہو تم کہ ایمان لایا مین خدا پر اور کفر کیا مین طاغوت
سے جو مین تھی مین کہتا ہون خدا کی حول و قوت سے کہ یہ فصل ہین کوئی ایسا مقصد ہے اور نہین ہے کہ مستقل طور بیان کرنیکے لائق ہو اور پھر بھی
وشواہد مصنف نے اس کا ذکر علحدہ کیا اور کفر بالطاغوت مع الایمان برب الملکوت اس کا عنوان قرار دیا دین کی تجدید

وتنبيها على كونه من الجحدين ولم يبين ما معنى الطاغوت وما معنى
الكفر به فالرد عليه بافراده بالذكر ولا ثم بتركه مجملا ثانيا قال الايمان
المفصل الايمان بالذات الاحدية والصفات الواحدية والاسماء
الالهية قال ذو الجلال المتعال (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ) وقال (لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ
لَفَسَدَتَا) وقال (مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَذَهَبَ
كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ) وقال المتعال (وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ
الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي اَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ) قال مسدد صاحب المسند نا عبد الوارث بن سعيد عن
محمد بن اسحق عن النعمان بن سعد قال كنت بالكوفة في دار الامارة دار
علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه اذ دخل علينا نوف بن عبد الله
فقال يا امير المؤمنين بالباب اربعون رجلا من اليهود فقال علي علي بهم
فلما وقفوا بين يديه قالوا له يا علي صف لنا ربك هذا الذي هو في السماء
كيف هو وكيف كان ومتى كان وعلى اي شيء هو فاستوى علي جالسا وقال يا
معشر اليهود اسمعوا مني ولا تبالوا ان لا تسئلوا احدا غيري ان ربي
عز وجل هو الاول لم يبد مما ولا ممازج معما ولا حال وهما ولا شبح يتقصى ولا
محجوب فيحوى ولا كان بعد ان لم يكن فيقال حادث بل جل ان يكيف
المكيف للاشياء بكيف كان بل لم يزل ولا يزول لاختلاف الازمان ولا
لتقلب شان بعد شان فكيف يوصف بالاشباح وكيف ينعت بالالسن الفصاح
من لم يكن في الاشياء فيقال كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية

اور اپنے معبود ہونے پر تنبیہ کے واسطے اور یہ بھی نہ بتایا کہ الوہیت کے کیا معنی ہیں اور اس سے کفر کرنیکا کیا
مطلب ہے پس پہلا اعتراض اسکو جدا فصل قرار دینے پر ہے پھر دوسرا اعتراض اسکو مجمل چھوڑ دینے پر ہے کیسا
مصنف نے ایمان لانا دات احدیت پر اور صفات واحدیت اور افعال الہیہ پر فرمایا خدا سے بزرگ و برتر نے کہہ دے
کہ خدا ایک ہے خدا بے نیاز ہے نہ اوسنے کسیکو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ کوئی اوس کا کفو ہے اور فرمایا
کہ اگر زمین و آسمان میں چند معبود ہوتے سوا خدا کے تو ضرور دونوں تباہ ہوجاتے اور فرمایا کہ خدا نے کسیکو اپنا بیٹا
نہیں بنایا اور نہ اوسکے ساتھ کوئی اور معبود ہے ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی مخلوق کو الگ لیجاتا اور ایک معبود دوسرے
معبود پر چڑھائی کرتا اور فرمایا خدا سے بزرگ نے اور خدا ہی کے لیئے ہیں نیک نام پس اوسکو
ان کے ساتھ پکارو اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو خدا کے ناموں میں بے دینی کرتے ہیں قریب
اپنے عمل کی سزا پائینگے کہا مسعود صاحب سند نے کہ روایت کی ہمسے عبد الوارث بن سعید نے
محمد بن اسحاق سے اونہوں نے نعمان بن سعد سے کہا اونہوں نے کہ میں کوفہ میں دار الامارت علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا کہ یکایک نوف بن عبد اللہ نے ہمارے پاس آکر کہا
کہ اے امیر المومنین دروازے پر چالیس یہودی مرد موجود ہیں پس علی نے فرمایا کہ اونکو میرے
پاس لے آئیں جبکہ وے حضرت امیر کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو کہنے لگا اے علی ہم سے
اپنے رب کی صفت بیان کر کہ جو آسمان میں ہے کہ وہ کیونکر اور کیونکر تھا اور کب تھا اور کس شے پر ہے
پس علی سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا کہ اے یہودیوں کی جماعت سنو تم مجھسے اور اس کا باک نکرو
کہ میرے سوا اور کسی سے نہ پوچھو بیشک میرا رب عزت و جلال والا ہے سب سے اول ہے کسی چیز سے
ظاہر نہیں ہوا اور نہ کسی شے کیساتھ ملا ہوا ہے اور نہ وہم میں آتا ہے اور نہ وہ جسم ہے کہ پوچھی جاوے اور نہ چھپا
ہوا ہے کہ گمان کیا جاوے اور نہ موجود ہوا عدم کے بعد کہ اوسکو حادث کہا جاوے بلکہ اشیا کو کیفیت سے موصوف کیا ہوا اوسی نے
برتری کہ پوچھا جاوے کہ کیونکر تھا بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا کہ نہ زائل ہوگا یا اسکو انتقال ہے اور نہ صفات کی بدلنے سے
کیونکر وصف کیا جاوے اسکا لونے اور کس طرح بیان کیا جاوے فصیح زبانوں سے جو اشیا میں داخل نہیں ہے کہ کہا جاوے کہ یہ ہے اور نہ اوس سے جدا ہے کہ کہا جاوے کہ علیحدہ ہے بلکہ

وهو اقرب من حبل الوريد وابعد في التشبه من كل بعيد لا يخفى عليه من
عباده شخوص لحظة ولا كرور لفظة ولا ازدلاف ربوة ولا انبساط خطوة في
غسق ليل داج ولا ادلاج لا يتغشى عليه القمر المنير ولا انبساط الشمس
ذات النور بضوئهما في الكرور ولا اقبال ليل مقبل ولا ادبار نهار مدبر الا
وهو محيط بما يريد من تكوينه فهو العالم بكل مكان وكل حين واوان
وكل نهاية ومدة فالامد الى الخلق مضروب والحد الى غيره منسوب لم
يخلق الاشياء من اصول اولية ولا اوائل كانت قبله بدية بل خلق ما خلق
فاقام خلقه وصور ما صور فاحسن صورته توحد في علوه فليس لشيء
منه امتناع ولا له بطاعة شيء من خلقه انتفاع اجابته للداعين سريعة
والملائكة في السموات والارضين له مطيعة علمه بالاموات البائدين
كعلمه بالاحياء المتقلبين وعلمه بما في السموات العلى كعلمه بما في
الارضين السفلى وعلمه بكل شيء لا تحيره الاصوات ولا تشغله اللغات سميع
للاصوات المختلفة بلا جوارح له مؤتلفة مدبر بصير عالم بالامور حي قيوم
سبحانه كلم موسى تكليما بلا جوارح ولا ادوات ولا شفة ولا لهوات سبحانه
وتعالى عن تكييف الصفات من زعم ان الهنا محدود فقد جهل الخالق
المعبود ومن ذكر ان الاماكن به تحيط لزمته الحيرة والتخليط بل هو المحيط بكل
مكان فان كنت صادقا ايها المتكلف لوصف الرحمن بخلاف التنزيل
والبرهان فصف لنا جبرئيل وميكائيل واسرافيل هيهات اتعجز عن
وصف مخلوق مثلك وتصف الخالق المعبود وانما تدرك صفة رب
الهيئة والادوات فكيف من لم تاخذه سنة ولا نوم له ما في السموات

اور وہ قریب زیادہ ہے شہ رگ سے اور بعید زیادہ ہے مشابہت مین ہر بعید سے اوس پر چھپا نہین ہے اوسکے
بندون کی نظر کا چشمہ اور نہ لفظ کا بار بار گذرنا اور نہ بستی کی آڑ مین ہونا اور نہ قدم کا پھیلنا اندھیری رات کی
تاریکی مین اور نہ اول شب کے چلنے مین نہ اوس پر سایہ ڈالتا ہے روشن چاند اور پھیلانا نورانی آفتاب کا
اپنی روشنی کو گذرنے مین اور نہ آنیوالی رات کا آنا اور جانیوالی دن کا جانا مگر وہی گھیرے ہوئے ہے
ہر چیز کو کہ اوس کا موجود کرنا چاہتا ہے پس وہی عالم ہے ہر مکان اور ہر وقت اور ہر آن اور ہر نہایت
و ہر مدت کا پس مدت مخلوق کی طرف عاید ہے اور حد اوس کے غیر کی طرف منسوب ہے اوس نے
اشیاء کو اصول ازلیہ سے پیدا نہین کیا اور نہ پہلی چیزون سے کہ اوس سے پہلے ظاہر تھی بلکہ پیدا کیا
جو کچھ پیدا کیا پس قایم کیا اوس کے بدن کو اور ذی صورت بنایا جسکو کہ ذی صورت بنایا پس
خوب بنایا اوس کی صورت کو یکتا ہے اپنی بلندی مین پس کسی شئے سے اوسکو روک نہین اور نہ اوسکو
اپنی مخلوق مین سے کسی کی بندگی کا نفع ہے اوس کا جواب دینا پکارنیوالے کو جلد ہے اور فرشتے آسمانو
اور زمینون مین اوس کے فرمان بردار ہین اوسکا جاننا ناپید مردون کو ایسا ہی ہے کہ جسطرح اوسکا جاننا
چلتے پھرتے زندون کو ہے اور اس کا علم بلند آسمانون کی موجودات کے متعلق اس طرح پر ہے
کہ جس طرح اوس کا علم پست زمینون کی موجودات کے متعلق ہے اور اوس کا علم ہر شئے کے
متعلق ہے نہ اوسکو آوازین دنگ کرتی ہین اور نہ اوسکو بولیان مشغول کرتی ہین مختلف آوازون کو
سننے والا ہے بدون اعضائے مرکبہ کے تدبیر والا ہے بینا ہے کل امور کا جاننے والا ہے زندہ ہو
قایم رکھنے والا ہی پاک ہے وہ موسیٰ سے اوسنے کلام کیا بدون اعضا و اسباب کے اور بدون لب و لہوات کے پاک ہے وہ
اور برتر ہے صفات کے کیفیت کے بیان کرنے سے جسنے گمان کیا کہ ہمارا معبود محدود ہے پس تحقیق وہ نادان رہا پیدا کرنیوالے معبود سے اور جسنے
ذکر کیا کہ مکانات خدا کو گھیرے ہوئے ہین اوسکو حیرانی و غلطی لازم ہو گئی بلکہ خدا ہی ہر مکان کو گھیرے ہوئے ہے [illegible] اگر تو سچا ہے اوس کی صفت
بیان کرنے مین برخلاف تنزیل و برہان کے تکلف کرنیوالے پس بیان کر جسطرح جبرئیل و میکائیل و ملائکہ مقربین کا [illegible] بیان کر [illegible] تو عاجز
اور خالق معبود کا تو حال بیان کر [illegible] اسمانون مین

وما في الارض وما بينهما وهو رب العرش العظيم) وعن مسدد اخرجه ابونعيم في الحلية قال انا ابوبكر احمد بن محمد بن الحارث قال ثنا الفضل بن حباب الجمحي نا مسدد به وعزى الاثر للحكيم الترمذي في نوادر الاصول فليراجع قال ابونعيم غريب من حديث النعمان كذا رواه ابن اسحاق عنه مرسلا والنعمان قال صاحب الميزان ما روى عنه سوى عبد الرحمن بن اسحق احد الضعفاء وهو ابن اخته (قلت) قال ابن حبان في الثقات يروى عن على بن ابى طالب وزيد بن ارقم روى عنه ابنه وعبد الرحمن بن اسحاق وروى له الترمذي فقيل الذهبي في المغني مجهول غير مقبول ولذا قال في التقريب مقبول ولوائح الصحة ظاهرة على صفحات هذا المتن وليس لقيده على الاتيان بمثله من دون على كما لايخفى على من صفا ولنبين معاني بعض الفاظ الاثر فقوله زاده الله من الله رضوانه وطوله (هو الاول لمبدىء مما) اى هو الاول بلا ابتداء فلم يظهر من شيء يعبر عنه بما (ولا ممازج معها) اى ولا مختلط مع شيء يعبر عنه بما وفيه رد صريح على اهل الالحاد القائلين بالحلول والاتحاد الذين يتشبثون بكلام اهل التحقيق لمذهبهم الباطل وهم بريئون منه قال شيخ المعرفة محى الدين بن العربي في الباب (٥٥٨) الثامن والخمسين وخمسمائة من الفتوحات المكية بعد بسط فكما ان الناظر في المرايا المختلفة المتقابلة يرى صورته فيها بحسبها مع القطع بان تلك الصورة المختلفة والتعينات باختلاف المرائي ليس شيئي منها

اور جو کچھ زمین مین ہے - اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے - اور وہ پروردگار ہے عرش عظیم کا) اور مسدد سے اس حدیث کو ابونعیم نے حلیہ مین روایت کیا ہے کہا کہ خبر دی ہمکو ابوبکر احمد بن محمد بن حارث نے لکھا کہ بیان کیا ہم سے فضل بن حباب جمحی نے کہ خبر دی ہمکو مسدد نے حدیث مذکور کی اور اثر مذکور حکیم ترمذی کیطرف منسوب ہو نوادر الاصول مین پس چاہیئے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاسکے - کہا ابونعیم نے کہ اثر غریب ہو حدیث نعمان سے اسیطرح مرسل روایت کیا اسکو ابن اسحق نے اوس سے اور نعمان نے کہا صاحب میزان نے نہین روایت کی اوس سے بجز عبدالرحمن ابن اسحق کے کہ ضعیف مین سے ہو اور اوس کا بھائی ہے مین کہتا ہون کہا ابن حبان نے کہ ثقہ لوگون داخل ہے علی ابن ابی طالب سے روایت کرتا ہے اور زید بن ارقم سے اوسکے بیٹے نے روایت کی ہے اور عبدالرحمن بن اسحق نے اور اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے پس ذہبی کا قول مغنی مین کہ مجہول ہے غیر مقبول ہے اور اسی وجہ سے ذہبی نے تقریب مین کہا ہے کہ مقبول ہے - اور صحت کی علامتین ظاہر ہین - اس قول کے صحیح ہونے اور بجز علی کے ایسی حدیث لانے پر کوئی قادر نہین تھا چنانچہ یہ امر صاف طینت پر پوشیدہ نہین ہو اور چاہیئے کہ ہم اس اثر کے بعض الفاظ کے معانی بیان کرین پس قول حضرت امیر کا زیادہ ہوا اونکے حق مین خدا کی خوشنودی اور قوت اوسکی (هو الاول لم يبدأ مما) یعنی وہی اول ہو ابتدا کی پس نہین ظاہر ہوا کسی ایسی شے سے کہ جس کی تعبیر بلفظ ماسے کیجاسکے (ولا ممازج معما) یعنی اور نہین مخلوط ہو کسی ایسی شے کے ساتھ کہ جس کی تعبیر بلفظ ماسے کیجاسکے اور اس قول مین صاف رد ہو ملحدون پر جو قایل ہین حلول و اتحاد کے جو دستاویز بناتے ہین محققین کے کلام کو اپنے باطل مذہب کے لیے اور وہ بری ہین اوس سے کہا شیخ معرفت محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ کے باب ۵۵ مین بسط کے بعد پس جسطرح کہ دیکھنے والا متعدد آئینون مین جو اوسکے سامنے ہین اپنی صورت کو ان مین بتعداد ان کے دیکھتا ہے حالانکہ یہ امر یقینی ہے کہ وہ صورت مختلف تعینات کی آئینونکے اختلاف ہی کو نی اس مین سے

اعين الناظر الخارج عن المراٰة القايم بنفسه المتعين بتعين خاص
لا اختلاف فيه وانه ما انتقل بذاته الى المرايا ولاحل فيه فكذلك
الحق تعالى يتجلى فى مرايا الحقائق المختلفة الاستعدادات بحسبها مع
انه تعالى ما انتقل اليها ولاحل فيها وقال قدس سره فى هذا الباب بعد
بسط ما نصه وهذا ايدل الدليل صريحًا على ان العالم ما هو عين الحق اذ
لوكان عين الحق تعالى لما صح كونه بديعا له وقال فى الباب (٢٥٢) الاثنين
والتسعين ومائتين بعد بسط فنور الشمس اذا تجلى فى البدر يعطى
من الحكم ما لا يعطيه بغير الله لا شك فى ذلك لكن ذلك الاقتدار الالهى
اذا تجلى فى العبد فظهرت الافعال عن الخلق فهو وان كان بالاقتدار
الالهى لكن يختلف الحكم بواسطة هذا المحل الذى كان مثل المراٰة لتجليه
كما يعلم عقلا ان القمر فى نفسه ليس فيه من نور الشمس شئ وان
الشمس ما انتقلت اليه بذاتها وانما كان لها مجلى كذلك العبد ليس
فيه شئ من خالقه ولاحل فيه وانما هو مجلى له خاصة ومظهر وقال
فى الباب الرابع عشر وثلاث مائة لو صح ان يترقى الانسان عن الانسانية
والملك عن الملكية ويتحد بخالقه تعالى لصح انقلاب الحقايق وخرج الاله عن
كونه الها لا سبيل الى قلب الحقايق ابدًا وقد اكثر الشيخ وغيره من اهل
المعرفة السالفة الخالفة فى تصانيفهم من ذكر مثال الظل للانسان
وعكسه فى المراٰة فقولهم موافق لقول علماء السلف ان الله على عرشه
بائن من خلقه فان الانسان بائن من ظله وعكسه قال الشيخ محمد بن
الصوفى السورتى فى كشف الغين عن كلام اهل العين واعلم ان جماعة

بین ناظر ہین یہہ جو آئینہ سے خارج ہے قایم بنفسہ ہے ستقین بتعین خاص ہے نہ اوسمین
اختلاف ہے اور نہ وہ بنفسہ اون آئینون مین منتقل ہوا ہے اور نہ اون مین اوترآیا ہے پس
اسی طرح حق تعالے حقایق مختلفۃ الاستعداد کے آئینون مین جلوہ فرماتا ہے بندون کے
باوجود حق تعالے نہ اون کے طرف منتقل ہوا ہے اور نہ اون مین اوترآیا ہے) اور فرمایا قدس سرہ نے
اسی باب مین بسط کے بعد اس عبارت کے (اور یہہ بیان تجکو صاف بتاتا ہے کہ عالم عین حق نہین
ہے اسلئے کہ اگر حق تعالے کا عین ہوتا تو حق کا موجد عالم ہونا صحیح ہوتا اور کہا باب ۲۵۱ مین
بسط کے بعد پس نور آفتاب کا جبکہ چاند مین جلوہ گر ہوتا ہے تو اوسکو ایسا حکم دیا جاتا
ہے کہ غیر بدر کو نہین دیا جاتا ہے اور اس مین کچھ شک نہین ہے اسیطرح قدرت الٰہی
جب بندہ مین جلوہ گر ہوتی ہے پس مخلوق سے افعال ظاہر ہونے لگتے ہین پس صدور
اس فعل کا اگرچہ قدرت الٰہی سے ہے لیکن حکم مختلف ہے اس مظہر کے واسطے
کہ جو حق کی تجلی کے لئے مثل آئینہ کے ہے جیسا کہ عقلاً معلوم ہے کہ چاند مین فی نفسہ
نور شمس سے کچھہ نہین ہے اور نہ شمس بذات خود اوسکے طرف منتقل ہوا ہے لیکن
اسقدر ہے کہ چاند اوس کا محل تجلی ہے اسی طرح بندہ مین خالق کی کوئی شے نہین ہے
اور نہ خالق نے اوسمین حلول کیا ہے اور بندہ فقط اوس کا خاصکر جلوہ گاہ و مظہر ہے)
اور باب (۲۱۴) مین کہا ہے (اگر ثابت ہوتا یہ کہ انسان انسانیت سے ترقی کرجاتا اور فرشتہ
ملکیت سے اور اپنے خالق کے ساتھہ مل کر ایک ہوجاتا اور حقایق کا بدل جانا بھی ثابت ہوجاتا
اور معبود معبود ہونے سے نکل جاتا حالانکہ انقلاب حقایق کی داتا کوئی سبیل نہین ہے)
اور شیخ وغیرہ سلف وخلف کے اہل معرفت نے اکثر اپنی کتابون مین انسان کے ظل اور دامینکے
آئینہ مین عکس کی مثال بیان کی ہے پس اونکا قول علما سلف کے موافق ہی کہ خدا اپنی عرش کی اپنی مخلوق سے جدا ہی
اس لئے کہ انسان اپنے ظل و عکس سے جدا ہے شیخ محمد یوسف صوفی سورتی نے کشف الغیر مین کہا ہی اور جانو کہ ایکجا صفت

غلطوا وفهموا من كلام الصوفية ان الحق سبحانه هو الكلي الموجود في ضمن افراده وليس له وجود وراء ذلك وطائفة فهموا انه كان موجود مستقلا ثم تجلى وظهر بصور الاكوان فلم يبق له بعد ظهوره بها وجود مستقل وراء هذه الموجودات الكونية وهذه الطائفة بعد ان فارقوا الاولى باثباتهم له وجودا مستقلا قبل الظهور والبروز شاركوا الاولى في نفي الوجود المستقل عنه من غير فرق وكل من هذين المذهبين بطلانه اظهر من ان يخفى كذا قال العلامة جلال الدين الدواني قدس سره في شرح رباعياته كما نقله المحقق عبد الملك المشتهر بالشيخ امان في رسالة اثبات الاحدية ذكره الشيخ عبد الحق الدهلوي في اخبار الاخيار وقال الشيخ محمد فارسا البخاري في تحقيقاته ما نصه من قال انه ليس له تعين في ذاته الا في الكون فقد افسد العقائد واجحد وقال الشيخ محمد يوسف في موضع اخر نعم طائفة ضالة يتزيون بزي الصوفية وهم الملاحدة عن طريق الحق وسبيل الصدق تقول ما قاله الاماتري تعني ان هذه المدركات الحسية هي هو وليس غيرها شيء فهم والدهرية سواء قال تعالى عنهم وما يهلكنا الا الدهر بل هم اشد كفرا من الدهرية لان كلام الدهرية يمكن تاويله على قول من يقول ان الدهر من الاسماء الحسنى واما قول الملاحدة ما ثمة الاماتري فانكار لوجود الحق سبحانه وتعالى على جهة لانهم يقولون العالم كله هو الله وليس غيره شيء معه موجود في الخارج كالكلي الطبيعي وجزئياته ليس غيرها موجودا ولا شك ان قيله

غلطی کی ہے اور صوفیہ کے کلام سے یہ سمجھا ہے کہ حق سبحانہ ایک کلی ہے کہ اپنے افراد کے ضمن میں
موجود ہے اور اسکے سوا اسکا اور کوئی وجود نہیں ہے اور ایک گروہ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ حق تعالیٰ
مستقل موجود تھا پھر موجودات کی صورتوں میں جلوہ گر اور ظاہر ہو گیا پس ان صورتوں میں
ظاہر ہونے کے بعد بجز ان موجودات کے نیست کے اور اسکیلئے کوئی وجود مستقل باقی نہیں رہا ہے
اور یہ گروہ بوجہ اسکے کہ پہلی جماعت سے علیحدہ ہو گیا ہے اس امر میں کہ خدا کے لئے قبل ظہور
و بروز کے اس سے ایک وجود مستقل ثابت ہے پہلی جماعت میں داخل ہو گیا ہے بسبب نفی کرنے
وجود مستقل کے حق تعالیٰ سے بلا فرق کے اور ان دونوں مذہب کا بطلان بہت ظاہر ہے اسیطرح
علامہ جلال الدین دوانی نے (قدس سرہ) شرح رباعیات میں کہا ہے جیسا اسکو نقل کیا ہے
محقق عبد الملک نے جو مشہور ہے شیخ الاسلام کے نام سے رسالہ اثبات احدیت میں اسکو ذکر کیا ہے
شیخ عبد الحق دہلوی نے اخبار الاخیار میں اور کہا شیخ محمد بخاری نے اپنی کتاب تحقیقات میں کہ
جس نے یہ کہا کہ خدا کے لئے تعین فی ذاتہ سوائے اس عالم کے نہیں ہے تو اس نے عقائد اسلام
کو فاسد کر دیا اور ان کا منکر ہو گیا اور شیخ محمد یوسف نے دوسرے مقام میں کہا ہے کہ وہاں ایک گمراہ
گروہ کہ صوفیوں کی صورت بناتے ہیں حالانکہ وے طریق حق و راہ صدق سے برگشتہ ہیں کہتے
ہیں کہ یہاں کچھ نہیں ہے مگر جو کچھ ہمکو نظر آتا ہے) اس سے مراد انکی یہ ہے کہ یہ ممکنات محسوس
عین حق ہیں ان کے سوا اور کچھ موجود نہیں ہے پس یہ گروہ اور دہری برابر ہیں حق تعالیٰ
نے دہریوں کا قول نقل فرمایا ہے کہ ہمکو دہر ہی ہلاک کرتا ہے) بلکہ یہ گروہ دہریوں سے کفر میں
بڑھکر ہیں اس لئے کہ دہریوں کے کلام کی تاویل ہو سکتی ہے اوس شخص کے قول کی بنا پر کہ اسکے نزدیک
دہر اسمائے حسنیٰ میں سے ہے اور لیکن ان ملحدوں کا یہ قول کہ یہاں پر کچھ نہیں ہے جو کچھ ہمکو نظر آتا ہے اس سے
وجود وحید کا حق تعالیٰ کا انکار لازم آتا ہے اسلئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ عالم تمام ذات حق ہے اور عالم کے سوا
کوئی شی عالم کیساتھ خارج میں نہیں ہے جیسے کہ کلی طبعی افراد کے سوا اور کچھ موجود نہیں ہے اور اعیان میں [illegible]

العينية بهذا المعنى كفر صريح بل اشد كفر اذ ليس كافر ولا مشرك ينكر
وجود الحق على حدة عز وتعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا قال شيخ المعرفة
في الفتوحات قد زلت اقدام طائفة عن مجرى التحقيق وقالوا ما ثم
الا ما ترى فجعلوا العالم هو الله والله نفس العالم الى ان قال والمحققون مرادهم
اثبات الحق ونفي الغير كما قال لبيد رضي الله عنه الا كل شيء ما خلا الله
باطل ومقصود الملاحدة مشتهاة نفوسهم الحيوانية فهذه حيوتهم
وما لهم في الاخرة من خلاق انتهم ملخصا هذا وقد فشى هذا المذهب
الباطل في زماننا فوقع الكثيرون في الالحاد والزندقة واشاعوا
اقوالهم في النظم والنثر وطعنوا في تصانيفهم على مثال الظل وعكس المراة
وقالوا ان اهل هذا المثال ما فهموا حقيقة هذه المسئلة فهم طاعنون
على جميع اهل المعرفة الاجلة وفي الحقيقة انفسهم مطعونون من
جميع ايمة الملة بل خارجون من الملة والمشتكى الى الله تعالى انتهى بقدر
الحاجة اقول بتوفيق الله تعالى وعونه قد عقد المصنف هذا الفصل
لبيان الايمان المفصل صدره بعنوان الايمان بالذات الاحدية والصفات
الواحدية والاسماء الالهية ثم استدل عليه بعدة ايات واحاديث
وبحث في اسنادها بالتقوية والتعديل وشرح معانيهما بالبسط والتفصيل
بحيث يثبت به ما هو بصدد اثباته من اثبات البينونة لله تعالى عن الخلق
واستقراره على العرش وكونه في جهة العلو وغيرها من العقائد الباطلة
للمشبهة والمجسمة والنجدية المخالفين في المتشابهات وقد نهوا عنه ابتغاء
للفتنة وابتغاء لتاويلها وما يعلم تاويلها الا الله والراسخون في العلم

قول باہمعنی کھلا کفر ہے بلکہ کفر سے بدتر ہے اسلئے کہ کوئی کافر اور مشرک وجود مستقل الحق کا انکار نہین کرتا
ہے بلکہ بدتر ہے خدا بہت برتر ہے ان ظالمون کے قول سے شیخ معروف نے فتوحات مین کہا ہے کہ ہم نے ایک گروہ کے
قدم مقام تحقیق سے ہٹ گئے ہین کہ جنکا قول یہہ ہے کہ یہان کچھ نہین ہے مگر یہی کہ حق ظاہر ہوتا ہے پس ایسا ہونے سے
عالم کو عین حق اور حق کو عین عالم قرار دے لیا ہے یہانتک کہ کہا اور اہل تحقیق کی مراد اثبات حق و نفی
غیر حق ہے جیسا کہ لبید نے کہا ہے کہ آگاہ رہو کہ ہر شے خدا کے سوا باطل ہے اور مقصود ان ملحدون کا
ان کے قول سے حیوانی کا امر غرض ہے پس انکی زندگی یہی ہے اور آخرت مین کچھ ان کا حصہ نہین ہے
انتہی اور یہہ باطل مذہب ہمارے اس زمانہ مین فاش ہو گیا ہے پس بہت سے لوگ الحاد
و زندقہ مین مبتلا ہو گئے ہین اور انھون نے ان ملحدون کے اقوال کو نظم و نثر مین شایع کر دیا
ہے اور اپنی کتابون مین ظل و عکس آئینہ کی مثال پر طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ اس مثال کے
دینے والون نے اس مسئلہ کی حقیقت کو نہین سمجھا ہے پس یہہ لوگ تمام اکابر اہل معرفت پر طعن
کرنے والے ہین اور درحقیقت تمام اہل ملت کے طرف سے یہہ لوگ خود مطعون ہین بلکہ ملت
اسلام سے خارج ہین اور ہم کو ان کا شکوہ حق تعالے سے ہے انتہی بقدر الحاجت مین
کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو ایمان مفصل کے بیان مین
منعقد کیا ہے اور اس کو شروع کیا ہے ایمان ذات احدیت و صفات واحدیت و اسما
الہیہ کے عنوان سے پھر اس پر چند آیات و احادیث سے دلیل لایا اور اونکی سند مین
تقویت و تعدیل سے بحث کی ہے اور اون کے معانی کو بسط و تفصیل سے بیان کیا ہے اسطرح پر
کہ اوس مصنف کا مدعا کہ جس کے مصنف درپے ہے یعنے خدا کا مخلوق سے جدا ہونا اور عرش پر بیٹھنا
اور بلندی کی جانب مین ہونا اور اوس کے سوا دوسرے عقاید فرقہ مشبہہ و مجسمہ و مجبریہ کا اثبات
ہو جائے ان لوگون نے آیات متشابہہ مین خوض کیا ہے حالانکہ یہہ امر منع ہے فتنہ پردازی
اور اونکی تاویل طلب کرنیکے واسطے حالانکہ اون کی تاویل خدا کے سوا کسیکو معلوم نہین ہے اور جو کہ علم مین ثابت قدم ہین

وهم اهل السنة والجماعة كثرهم الله تعالى فهم بريئون عن تلك العقائد
الفاسدة ولا يخوضون في المتشابهات بل يؤمنون بها كما وردت و
يقولون كل من عند ربنا وحاول في اثناء ذلك البحث الرد على من خالف
تلك العقائد الباطلة من المحققين من اهل المعرفة والمتكلمين وافتى
بكفرهم وكونهم من المبتدعين اعاذنا الله منه ومن هفوات الملحدين
وخرافات الزائغين آمين اما الآيات المتمسك بها فليس فيها من مساغ
الكلام ولا يتعلق بها المرام واما الاحاديث التي استدل بها في هذا المقام
فالاول منهما ما اخرج برواية مسدد صاحب المسند بسنده عن علي
بعبارة طويلة كما نقلته في قوله هذا افتقول ان هذا الحديث جامع
لاصول اعتقاد اهل السنة في ذاته وصفاته تعالى وفيه تصريح بتنزيه
الذات عن كونه محصورا ومحدودا وكونه متمكنا في المكان وفيه التنزيه
عن الجهة مع التلميح والتلويح الى بطلان اعتقاد المشبهة في الجسم و
الجوارح والانتقال وغير ذلك كما نص عليه العلامة المفتي محمد سعيد الله
سورتي في التنبيه في صفحة ٢٠٣ من شاء فليرجع اليه فالاستدلال به
على ما زعمه المصنف من عقائده الباطلة المذكورة باطل كما ستعلم من
الكلام فيما شرح به المصنف هذا الحديث قوله ولنبين معاني بعض
الفاظ الاثر قوله زاد له من الله رضوانه وطوله رهو الاول لم يزل الخ
اي هو الاول بلا ابتداء فلم يظهر من شيء بعد عدم وبلا احتياج الى احد او
مع شيء بعد ما فيه وتصريح على اهل الاتحاد القائلين بالحلول والاتحاد التي
تشبثوا بكلام اهل التصوف وهم الباطلون وهم بريئون منها اعاذنا الله التوفيق في هذا الكلام

اور وہ اہل سنت کا گروہ ہے خدا اونکو بڑھاوے پس وہ ان عقائد فاسدہ سے بری ہیں اور
آیات متشابہات میں خوض نہیں کرتے ہیں بلکہ اونپر ایمان لاتے ہیں جسطرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے
اور کہتے ہیں کہ یہ سب متشابہات وغیرہ ہمارے پروردگار کے جانب سے ہیں اور مصنف نے اسی
بحث کے اندر اون لوگوں پر رد کرنا ہی قصد کر لیا ہے جو اون عقائد باطلہ میں اوس کے مخالف ہیں
اور وہ محققین صوفیہ و متکلمین ہیں اور اون کے کفر و بدعتی ہونے کا فتوی دیا ہے خدا ہمکو اس
اور ملحدوں کے بیہودہ باتوں اور گمراہوں کی خرافات سے پناہ میں رکھے آمین لیکن جن آیات
سے مصنف نے تمسک کیا ہے پس اون میں ہم کو نہ کلام کرنے کی گنجائش ہے اور نہ اونسے ہمارے
مقصد کو تعلق ہے اور لیکن جن احادیث کو اسمقام میں مصنف نے دلیل بنایا ہے پس اون میں
پہلی حدیث وہ ہے کہ جسکو مسدد صاحب مسند کی روایت سے علیؓ کی بابت سے عبارت طویلہ میں
نقل کیا ہے جیسا کہ ہم اس قول میں اس کو نقل کر چکے ہیں ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث جامع ہے
اہل سنت کے اصول عقاید کی ذات و صفات حق تعالے کے باب میں اور اس حدیث میں
تصریح ہے ذات حق کے پاک ہونے پر محصور و محدود و ثابت فی المکان ہونے سے اور اس امر کو لازم
ہے پاک ہونا صفت [illegible] اثبات کہ عقائد مشبہ کے بطلان کیطرف اثبات تشبیہ و جوارح و انتقال وغیرہ
کے باب میں جیسا کہ اسکو بیان کیا ہے علامہ مفتی محمد سعید قدس سرہ نے تنبیہ کے صفحہ ۲۴۳ میں جس کا
جی چاہے تنبیہ کو دیکھے پس اس حدیث سے دلیل لانا مصنف کا اپنے عقائد باطلہ مذکورہ پر باطل ہے
جیسا کہ عنقریب ہمارے اس کلام سے معلوم ہو جائیگا کہ جسکو ہم نے مصنف کی اس حدیث کی شرح پر وارد کیا ہے
قول مصنف کا و لیہ من معانی بعض الفاظ الاثر فقوله فادله من الله رضوانه وطوله
هو الاول لم يبد مما) اى هو الاول بلا ابتداء فلم يظهر من شئ يعبر عنه بما ولا ممازج معا)
اى ولا مختلطا مع شئ [illegible] وفيه رد على اهل الاتحاد والقائلين بالحلول والاتحاد الذين يلبسون
بكلام اهل التحقيق [illegible]

وهي نسبة بين المتمازجين والنسبة تستدعي عن المغائرة فانتفائهما الا يدل
على المباينة والمفارقة لامكان احتمال العينية كما هو مذهب الصوفية من
ارباب الوحدة فالاستدلال به على نفي مذهب العينية كما هو غرض المصنف
ليمكنه اثبات المباينة والاستقرار على العرش وكونه من جهة العلو باطل وما
استدل به على نفي العينية من اقوال شيخ المعرفة وغيره فلا يجديه نفعا
لانها لا تدل على نفيها مطلقا بل انما تدل على نفي عينية يلزم منها اثبات
وجود الغير ونفي وجود الحق ومراد المحققين من ارباب الوحدة اثبات الحق
ونفي الغير كما نص عليه شيخ المعرفة واستشهد عليه بقول لبيد الا كل
شيء ما خلا الله باطل ومراد المصنف اثبات نفي العينية بكلا المعنيين
فما يثبت ليس بمراد له وما هو مراد ليس بثابت به وتمسك به على المباينة
ونفي العينية من مثال الظل والعكس فهو ايضا غير مفيد له لان حقيقتهما
ليست الا اصلهما فالتمثيل بهما يقوي العينية وينفي المباينة فالاستدلال
بهما على اثبات المباينة ونفي العينية المطلقة باطل وقوله وقد اكثر الشيخ
وغيره من اهل المعرفة السالفة والخالفة في تصانيفهم من ذكر مثال الظل للانسان
وعكسه في المراة فقولهم موافق لقول علماء السلف ان الله على عرشه بائن من خلقه
كما ان الانسان بائن من ظله وعكسه انتهى ساقط عن درجة التحقيق لان التمثيل
بالظل والعكس ينادي باعلى نداء ان ذات الاله الحق هي قائمة بالذات وموجودة
بالحقيقة والعالم باسره وبجميع اجزائه قائم بها وموجود بوجودها وليس له وجود في الحقيقة
سوى وجود الحق وكما ان الاصل غير مفارق ولا مباين من ظله وعكسه فكذلك الحق لا يفارق
ولا يباين ولا يغيب عن العالم طرفة عين فعلم منه ان استنباط المصنف بينونة الحق من

اور ملنا ایک نسبت ہے دو ملنے والی چیزوں میں اور نسبت غیر سے گویا ہی ہے پس ملنے کی نفی سے جدا ہونا اور
علیحدہ ہونا نہیں سمجھا جاتا ہے بسبب ممکن ہونے اجتماع عین ہونے کے جیسا کہ صوفیہ ارباب وحدت وجود کا
مذہب ہے پس اس قول سے دلیل لانا مذہب عینیت کی نفی پر جیسا کہ مصنف کا عقیدہ ہے تاکہ مصنف کو
خدا کے جدا ہونے اور عرش پر بیٹھنے اور بلندی کی جہت میں ہونے کا ثابت کرنا ممکن ہو باطل ہے اور جو کہ مصنف نے شیخ
معرفت وغیرہ کے اقوال سے عینیت کی نفی پر دلیل لایا ہے مصنف کو مفید نہیں ہے اس لئے کہ ان اقوال سے
مطلق عینیت کی نفی سمجھ میں نہیں آتی بلکہ انکی دلالت ایسی عینیت کی نفی پر ہے کہ جس سے وجود غیر کا اثبات
اور وجود حق کی نفی لازم آتی ہے اور محققین ارباب وحدت وجود کی مراد اثبات حق کا اور غیر کی نفی ہے
جیسا کہ شیخ معرفت نے اسکی تصریح کی ہے اور لبید کے قول (خبردار ہو جو کچھ خدا کے سوا ہے باطل ہے) سے اس پر دلیل
لایا ہے اور مصنف کی مراد عینیت کی دونوں معنی کی نفی ہے اور جو کچھ ان اقوال سے ثابت ہے مصنف کی مراد نہیں اور
جو کچھ مصنف کی مراد ہے وہ کلام مذکور سے ثابت نہیں ہوتی اور جو کہ اثبات مباینت و نفی عینیت کیلئے مصنف
ظل وعکس کی مثال کو دستاویز بنایا ہے یہ بھی مصنف کو مفید نہیں ہے اسلئے کہ ظل وعکس کی حقیقت بجز انکی
اصل کے اور کچھ نہیں ہے پس ان دونوں کی مثال عینیت کو قوی کرتا ہے اور مباینت کی نفی کرتا ہے
پس ان دونوں سے اثبات مباینت اور عینیت مطلق کی نفی پر دلیل لانا باطل ہے اور قول مصنف کا
وقد اکثر الشیخ وغیرہ من اہل المعرفة السالفة والخالفة فی تصانیفہم من ذکر مثال ظل
الانسان وعکسہ فی المرآۃ فقولہم موافق لقول علماء السلف ان اللہ علی عرشہ بائن من
خلقہ فان الانسان بائن من ظلہ وعکسہ انتہی) وجہ تحقیق سے گرا ہوا ہے اس لئے کہ ظل وعکس کی
تمثیل بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ ذات معبود حق ہی بالذات قائم ہے اور حقیقت میں موجود ہے اور عالم بالکل مع
اپنی تمام اجزا کے ذات حق سے قائم ہے اور اوسی کے وجود سے موجود ہے اور وجود حق کے سوا حقیقت میں عالم
کے لئے کوئی وجود نہیں ہے اور جس طرح کہ اصل اپنے ظل وعکس سے علیحدہ و جدا نہیں ہے اسی طرح حق
عالم سے ایک لحظہ علیحدہ اور جدا و غائب نہیں ہے پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ ظل وعکس کی مثال جو مصنف نے عالم سے

للعالم من مثال الظل والعكس وعزائه هذه العقيدة الفاسدة الى الشيخ وعلماء
السلف والخلف انما نشاء من سوء فهمه ومعونته وهمه كيف قد صرح الشيخ قدس
سره بان النظام اصاب في قوله بان العالم اعراض مجتمعة واخطاء في انه لم يقل
بقيام تلك الاعراض بذات واحدة قيومة لها فالعالم لم يثبت حقيقة غير حقيقة
الحق سبحنه على نحو الاستقلال قالت الصوفية حقايق العالم كلها اعراض مجتمعة
بعضها الى بعض وقيام جملة تلك الاعراض بالذات القائمة بالذات القيوم
بغيرها فانك لو فصلت حقيقة الانسان وحللتها لم تجد فيها الا اعراضا
متعددة وهي النطق والحس والحركة اه والعجب كل العجب من المصنف انه يشرح
معاني هذا الاثر ويثبت به بينونة الحق تعالى عن الخلق ولا ينظر الى السياق
والسباق ولو نظر لما اثبت لان عليا رضي الله عنه قد صرح بعدم البينونة
في هذا الاثر حيث وكيف ينعت بالالسن الفصاح من لم يكن في الاشياء فيقال
كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو اقرب من حبل الوريد
انتهى فاعتبروا يا اولي الابصار والنظر ويا اولي التدبر والاعتبار الى جسارة هذا
المكار وخيانته في الاظهار والاظهار في معاني الاحاديث والآثار والى الله
المشتكى وهو الموئل والملتجى وللتحقيق لمذهب الصوفية الصافية في مسئلة العينية
قد فرغنا عن بيانه في المقدمة فليرجع اليها قال وقوله زاد له من الله
رضوانه وطوله ولا حال وهما اي ولا هو مما يستطيع الاوهام والافهام
ان تدركه اصلا ولا شبح يتقضى الشبح الشخص ويتقصى يطلب اقصاه
ويدخل فيه قوله ولا محجوب فيحوى وقوله ولا كان بعد ان لم يكن فيقال
حادث جواب سوال لم كيف كان وبين في منه بقوله بل جل ان يكيف

تعالیٰ کے جدا ہونیکا استنباط کیا ہے اور اس عقیدۂ فاسد کو شیخ معرفت و علمائے سلف مخلف کیطرف منسوب
کیا ہے یہ امر مصنف کی سوء فہم و معرفت و وہم کا نتیجہ ہے کیونکہ خود شیخ اکبر نے تصریح فرمائی ہے کہ ظاہر مصیبت ہے
اپنے اس قول مین کہ عالم چند اعراض مجتمعہ کا نام ہے اور اوس نے خطا کی ہے اسمین کہ اون اعراض کیلئے ایک ذات مین
کہ جو اونکو قایم رکھنے والی ہے قایم ہونیکا قائل نہین ہوا پس جبکہ بجز حقیقت حق سبحانہ کے بطور استقلال کسی
حقیقت کا ثبوت نہین ہوا ہے صوفیہ نے کہا کہ تمام عالم کی حقیقتین چند اعراض ہین کہ بعض اون کے بعض دوسرو
ساتھ جمع ہوگئے ہین اور اون سب کا قیام ایک ذات سے ہے کہ جو بذات خود قایم ہے اور اپنے غیر کو قایم
رکھنے والی ہے اس لئے کہ تو اگر انسان کی حقیقت کی تفصیل و تحلیل کرے تو اوس مین چند اعراض کے
سوا کہ نطق و حس و حرکت ہین اور کچھ نپایگا تا آخر اور بڑا تعجب مصنف پر ہے کہ وہ اس حدیث کے معانی کی
شرح کرتا ہے اور اسی حدیث سے خدا کا جدا ہونا مخلوق سے ثابت کرتا ہے اور اوس کے سیاق و سباق کو
نہین دیکھتا ہے اور اگر دیکھتا تو ثابت نکرتا اسلئے کہ حضرت علی نے اسی حدیث مین خدا کے جدا ہونیکی تصریح
فرمادی ہے چنانچہ فرمایا ہے اور کیونکر تعریف کیجاے بہ فصیح زبانون سے کہ وہ اشیا مین داخل نہین
ہے کہ اوسکو ہمنوالا کہا جاے اور نہ اون سے جدا ہے کہ اوس کو بائن کہا جاے بلکہ وہ بے کیفیت ہے
اور شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے انتہی پس عبرت لو اے عقل والو اور تدبر و اعتبار اس زیادہ گو کی دلیری و حیا
کو دیکھو معانی احادیث و آثار کے کہولنے اور چھپانے کے باب مین اور خدا ہی کے طرف ہمارا شکوہ ہے اور وہی
ہمارا مرجع و ملتجی ہے مذہب صوفیہ صافیہ کی تحقیق معیت کے مسئلہ مین ہم مقدمہ مین بیان کر چکے ہین پس مقدمہ
کیطرف رجوع کرنا چاہئے کہا مصنف نے اور قول اوس کا زیادہ ہو خدا کے طرف سے اوس کے حق مین
خوشنودی اور طول دیکا (اور نہ اوترنے والا ہے وہم مین) یعنی اور نہ وہ ایسی شی ہے کہ اوہام و افہام عقلا
اوس کا ادراک کرسکین (اور نہ بدن ہے کہ منتہی ہوجاوے) شبح بمعنی بدن ہے اور متقضی یعنی ملک کے اپنی نہایت کو
اور اسی مین داخل ہے قول اوس کا (اور نہ محجوب ہے کہ گھیرا جاوے) اور قول اوس کا (اور نہ موجود
ہوا بعد اس کے کہ نہ تھا کہ اوسکو پیدا کہا جاے) جواب ہے یہودیون کے سوال کیفیت مکان کا اور اس تحقیق کی ہم نے اس قول سے

المكيف للاشياء كيف كان اي جاعل الكيف للاشياء از يكيف بكيف كان
وقوله بل لم يزل ولا يزول لاختلاف الازمان جواب سوالهم متى كان ولا
لتقلب شان بعد شان اي المشار اليه بقوله تعالى كل يوم هو في شان
وقوله فكيف يوصف بالاشباح توضيح لقوله جل از يكيف اه وقوله ولا
شيء اه وكيف ينعت بالالسن الفصاح اي الناطقة بالصفات من لم يكن
في الاشياء فيقال كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو
اقرب من حبل الوريد وابعد في الشبه اي المشابهة من كل بعيد
وفي جواب المرتضى عن سوال ذعلب اليماني قريب من الاشياء غير ملامس
بعيد منها غير مباين وفي خطبة للمرتضى لم يحلل في الاشياء فيقال هو فيها
كائن ولم ينأ عنها فيقال هو منها بائن وفي خطبة اخرى لم يقرب من
الاشياء بالتصاق ولم يبعد عنها بافتراق لا يخفى عليه من عباده شخوص
لحظة اي في البصر ولا حركة جفن ولا كرور لفظة اي تكرر اللفظة و
رجوعها ولا ازدلاف ربوة صعود انسان او حيوان الى ربوة من الارض
اي موضع مرتفع ولا انبساط خطوة اي في ارض مستوية في غسق
اي ظلمة ليل داج اي مظلم ولا ادلاج في القاموس الدلج محركة و
الدلجة بالضم والفتح السير من اول الليل وقد ادلجوا فان ساروا من آخره فادلجوا
بالتشديد لم يخلق الاشياء من اصول اولية ولا باوائل كانت قبله ابدية وفي خطبة
لم يخلق الاشياء من اصول ازلية ولا من اوائل ابدية وفيه ابطال لقول بعض الفلاسفة
الضلال وكذا في مبائن هذه الارشادات ابطال الاقوال فرق من البطال عليه وما
في السمو العلي كعلمه بما في الارضين السفلى وعلمه بكل شيء اي سوى ذا من الاسرار والافوا

(بلکہ برتر ہے اس سے کہ اشیا کو موصوف بکیفیت کرنیوالا خود کیفیت کے ساتھ موصوف ہو) یعنی برتر ہے اشیا
کو موصوف بکیفیت کرنیوالا اس سے کہ کیف کا ان سے بیان کیا جائے اور قول اوسکا (بلکہ نہ زائل ہوا اور نہ زائل ہوگا
زمانون کے اختلاف سے) جواب ہے اونکے قول متی کان کا (اور احوال کے بدلنے سے) یعنی جسکی طرف
اشارہ ہے حق تعالی کے قول کل یوم ہو فی شان مین اور قول اوسکا (یہ کیونکر موصوف ہو صورتون سے)
توضیح ہے اوسکے قول جل ان یکیفہ الا کی اور اوسکے قول ولا شبح اوکی (اور کیونکر بیان کیا جائے صحیح زبانون
سے) یعنی اون زبانون سے کہ صفات کو بیان کرنیوالی ہین (وہ کہ نہین ہے اشیا مین کہ کہا جائے اوسکو کائن
اور نہ اون سے علیحدہ ہے کہ کہا جائے اوسکو بائن) یہ وہ ہے کیفیت کا رد کرنا اور وہ نزدیک ہے
اور دور تر ہے اشیا کی مشابہت مین ہر دور سے) اور غالب یہ اسکے سوال کا جواب ہے [illegible] سے
یون ادا ہوا ہے (نزدیک ہے اشیا سے بدون ملنے کے دور ہے اون سے بدون جدا ہونے کے) اور جناب علی
کے خطبہ مین یون ہے (نہین اور ایسے اشیا مین حتی کہ کہا جائے کہ اون مین کائن ہے اور نہ اون سے دور ہوا
حتی کہ کہا جائے اون جدا و بائن ہے اور دوسرے خطبے مین یون ہے نہین قریب ہوا اشیا سے ملکر اور نہین دور
ہوا اون سے جدا ہوکر (نہین چھپا ہے اوسپر بندونکی نظرونکا لوٹانا) یعنی نگاہ کو دراز کرنا [illegible] (اور نہ کرنا
لفظ کا) یعنی بار بار بولا جانا لفظ کا اور رجوع کرنا اوسکا (اور نہ قریب ہونا پلکون کے) یعنی چھپنا اونکی [illegible]
ملنے یعنی اونکی جگہ پر (اور نہ پھیلانا قدم کا) یعنی چھوڑنا زمین مین (رات کی تاریکی مین) یعنی اندھیرے مین (اور [illegible]
یعنی اندھیری رات کی (اور نہ اول شب چلنا) قاموس مین ہے دلج بالحرکت اور دلجہ [illegible] سے چلنا رات کے
شروع مین اور اسی سے نکلا ہے قد ادلجوا یعنی اگر آخر شب مین چلین تو کہا جاتا ہے ادلجوا الخ [illegible] سوا اشیا کو
اصول ازلیہ سے نہین پیدا کیا اور نہ اوائل سے کہ اوس سے پہلے ظاہر تھے) اور ایک دوسرے خطبہ مین مولی علی کے ہے
(نہین پیدا کیا اشیا کو اصول ازلیہ سے اور نہ اوائل ابدیہ سے) اور اسی قول مین بعض حکمائے فلسفیین کے قول کا ابطال ہے [illegible]
اسی طرح ان تمام ارشادات مین باطل فرقونکے قول کا ابطال ہے (جاننا اوسکا [illegible] تمام اشیا کو کل اوسکے
کے ہیوست نہونیکی کل کائنات کو اور [illegible] اوسکا علم [illegible] کے متعلق ہے) یعنے اوسکے سوا [illegible]

والمعارف الذاتية والمواقف الصفاتية والتجليات الالهية وغير ذلك
مما لا يعرف لان يعرف مسلك من المسالك المشار اليه جملة بقوله تعالى
وهو بكل شيء عليم كلم موسى تكليما بلا جوارح ولا ادوات ولا شفة
ولا لهوات سبحانه وتعالى عن تكييف الصفات فيه ابطال المقالة الجهمية
في تكليم الله موسى انه امر غيره فكلمه وقيلة المعتزلة انه خلق الكلام
في جسم فاسمعه موسى عليه السلام وكلهم نفاة الصفات عن حضرة الذات
من زعم ان الهنا محدود فقد جهل الخالق المعبود هذا جواب سوال
اليهود وعلى اي شيء هو فانه يفهم منه انه محدود وفي خطبة للمولى
المرتضى ايضا ومن قال على ما فقد اخلا منه اي غير ذلك المكان مع ان
الحد الى غيره منسوب كما مضى عن المرتضى ايضا في جواب الامام الرضي
عن سوال زنديق كيف هو واين هو قال ويلك ان الذي ذهبت اليه
غلط هو اين الاين وكيف الكيف فلا يعرف بالكينونة ولا بالاينونة ومن
علم كونه تعالى غير محدود يعلم الجواب عما يسئل في النصوص على النزول
هل يخلو عرش الكبرياء من الاستواء حين النزول فان الخلو يلزم منه انه
تعالى محدود وهو سبحانه تعالى عن الحد وبه وقال حماد بن زيد فيما
رواه الخلال في السنة وابن بطة في الابانة وابن راهويه فيما رواه
ابن بطة واحمد في رسالة الى مسدد المشهور عند اهل الحديث
والسنة من اصحاب احمد وجمهور اهل الحديث فيما حكى ابن تيمية في
رسالة في النزول قال وهو الماثور عن سلف الامة وائمتها انه لا يزال
فوق العرش ولا يخلو العرش منه مع دنوه ونزوله الى السماء الدنيا

و سوا رف ذاتیہ و سوا قف صفاتیہ و تجلیات الہیہ اور سوا اوسکے سوا وہ امور کہ جنکے طرق سے ایک طریقہ کی معرفت بہی
و شنوا ہے اور جنکی طرف اجمالی اشارہ ہے خدا کے قول (و ہو بکل شی علیم) سے (موسی سے اوسنے کلام کیا بدون
جوارح اور بدون اسباب کے اور بغیر لب کے اور بغیر لہوات کے پاک و برتر ہے وہ صفات کی کیفیت کے بیان سے)
اس قول مین جہمیہ کے اس قول کا ابطال ہے خدا کے کلام کرنیکے باب مین کہ خدا نے اپنے غیر کو حکم دیا پہر اوس غیر
نے موسی سے کلام کیا اور معتزلہ کے قول کا کہ خدا نے کلام کو پیدا کیا ایک جسم مین پہر وہ کلام موسی کو سنا دیا اور یہ
سب لوگ صفات کی نفی کرنیوالے ہین حضرت ذات حق سے (جس نے کہا کہ ہمارا معبود محدود ہے تو وہ خالق معبود سے
نادان ہے) یہ کلام جواب ہے ہو دیون کے اس سوال کا کہ خدا کس شی پر ہے اسلئے کہ اس سوال سے سمجہا جاتا
ہے کہ خدا محدود ہے اور نیز ایک خطبہ مین مولی مرتضی علی کے یون ہے (اور جس نے کہا کہ کس شی پر ہے تو
وسنے خالی کر دیا اوس سے) یعنے اوس مکان غیر کو یا اگر حد غیر خدا کی طرف منسوب ہے جیسا کہ مذکور ہوا نیز مرتضی علی
کی حدیث مین اور امام علی رضا کے جواب مین کہ جو ایک بے دین کے اس سوال پر فرمایا تہا کہ خدا کیونکر ہے اور کہان
ہے اسطرح واقع ہوا ہے (خرابی ہو تیری جسطرف تو گیا ہے غلط ہے خدا این کو این اور کیف کو کیف بنانیوالا ہے پس
وہ نہ کیفیت سے پہچانا جاتا ہے اور نہ ظرف مین ہو نیسے اور جسنے خدا کے غیر محدود ہونیکو جان لیا ہے تو اوسکو اون
سوالات کا جواب معلوم ہو جاتا ہے جو نصوص مین نزول کے کئے جاتے ہین کہ آیا خدا کا عرش استوار سے خالی ہو جاتا ہے
نزول کے وقت اسلئے کہ خالی ہونے سے لازم آتا ہے کہ حق تعالے محدود ہے اور وہ پاک و برتر ہے محدود
ہونے سے اور کہا حماد بن زید نے اوس قول مین کہ روایت کیا اوسکو خلال نے سنت مین اور ابن بطہ نے
ابانہ مین اور ابن راہویہ نے اوس قول مین کہ روایت کیا اوسکو ابن بطہ نے اور احمد نے اپنے رسالہ مین
جو مسدد کے پاس بہیجا تہا اور وہ مشہور ہے نزدیک اصحاب امام احمد کے و جمہور محدثین نے اوس قول مین
کہ اوسکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزول مین نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی قول امت مرحومہ کے سلف و ائمہ
سے منقول ہے کہ خدا ہمیشہ عرش پر ہے اور عرش اوس سے خالی نہین ہوتا
ہے باوجود اوسکے نزدیک ہونے اور نزول فرمانیکے آسمان دنیا کی طرف

ولا يكون العرش فوق وكذلك يوم القيمة كما جاء به الكتاب والسنة
وليس نزوله كنزول الاجسام بنى آدم من السطح الى الارض بحيث يبقى السقف
فوقهم بل الله منزه عن ذلك وانما تدرك صفة رب الطبيعة والادوات
فكيف من لم تأخذه سنة ولا نوم له ما في السموت وما في الارض وما
بينهما وهو رب العرش العظيم اى ان الادراك منحصر في صفة رب
الطبيعة والادوات من المخلوقين والمخلوقات ولما انحصر فيهما فكيف تدرك
صفة رب العرش العظيم ورب الارض والسموت وفي خطبة للمولى
المرتضى وانما يدرك بالصفات ذو الهيئات والادوات هذا انتهى وقال
في حاشية لا اخفاء على العرفاء بان هذه الاسئلة المشكلة المسترشدة
وتلك الاجوبة المفصلة المرشدة كل ذلك لم يقع في هذه الامة عمر قط
برهة مما كان مختصا بهذا الامام في تلك الايام فيها ولا كلام في ان كلام
الامام امام الكلام والحمد لله العزيز العلام ولقد صدق نبي الله فيما
نطق عن الله انا مدينة العلم وعلي بابها فمن اراد العلم فليأت الباب
انتهى كلامه اقول وبحول الله تعالى اصول لا يخفى على الناظرين الماهرين
ان هذا الكلام المنيف للولي المرتضى الشريف وما نقله المصنف في اثناء
شرحه من جملة ارشاداته وخطباته رضي الله عنه يدل دلالة واضحة
على انه تعالى منزه عن صفات الكائنات مقدس عن الجسم والجسمانيات
ولا تدرك صفاته كما لا تدرك ذاته وقد قال الله تعالى ليس كمثله شيء
وقال تعالى لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار فالتنزيه لذاته تعالى
وصفاته عن صفات المخلوقين من ضروريات الدين والمصنف قد اثبت

اور عرش اوپر اوسکے تھین ہوتا ہے اور اسیطرح ہوگا قیامت کے دن جیسا کہ کتاب و سنت مین وارد ہوا
ہے اور اوسکا نزول مثل نزول بنی آدم کے جہت سے زمین کی طرف نہین ہے اسطرح پر کہ جہت اوسکی اوپر
ہو جاتی ہے بلکہ حق تعالے اس سے پاک ہے اور صفت تو ذی ہیئت و ادوات کی مدرک ہوتی ہے پس وہ کنہ
اوسکا اور افعال کی ہے نہ غیر اوسکی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اور جو کچھ ان دونونکے
درمیان ہے اور درمیان عرش عظیم کا کیونکر ادراک ہمارا اوسکا (یعنی ادراک منحصر ہے ذی ہیئت و ادوات کی
صفت مین کہ ان صفت مین قوت ہے اور جبکہ ادراک اوسمین منحصر ہوا پس کیونکر ادراک کیا وسے صفت پروردگار عرش
عظیم اور پیدا کرنیوالا زمین و آسمانون کی اور مولی مرتضی نے ایک خطبہ مین اسطرح پر ہے اور اونہین چیزونکی صفات کا
ادراک ہوتا ہے کہ جو شکلون اور اعضا والی ہین انتہی اور اسکے حاشیہ مین مصنف نے لکھا ہے کہ اہل معرفت پر پوشیدہ
نہین ہے کہ یہ مشکل سوالات واسطے طلب کرنیوالے کے ہے اور یہ دشوار جوابات اوسکے تبانے واسطے ہین تمام
ایک امر تنبیہ کی اسرار امامت مین کسی کی نسبت معلوم نہین ہوتا ہے بلکہ یہ ایسا امر ہے کہ امامی امام ہی سے خاص ہے اون ائمہ
خصوصیت رکھتا ہے اور ایسا کلام نہین ہے کہ کلام اس امام کا امام کلام ہے اور تعریف خدا کی ہی تا جبکہ کہ عرفہ
والا ہے اور بیشک خدا کا نبی سچا ہے اس قول مین کہ اوسنے بحکم الہی فرمایا ہے کہ مین علم کا شہر ہون اور
علی اوسکا دروازہ ہے پس جو شخص کہ علم کا خواہان ہو تو اوسکو اس دروازہ مین آنا چاہیے انتہی مین کہتا ہون اور حق تعالی
کی توفیق سے کلام کرتا ہون ناظرین ماہرین پر مخفی نہین ہے کہ یہہ کلام بزرگ مولی مرتضی شریف کا ہے اور جو کچھ مصنف نے
اسکی شرح کے درمیان اوسکے ارشادات و خطبے نقل کئے ہین صاف دلالت کرتے ہین اس امر پر کہ حق تعالی
کی ذات کی صفات پاک ہے اور جسم و جسمانی امور سے مبرا ہے اور اوسکی صفات ادراک سے
باہر ہین جسطرح کہ اوس کی ذات ادراک سے باہر ہے اور تحقیق کہ حق تعالے نے فرمایا ہے
کہ اوسکے مانند کوئی شے نہین ہے اور فرمایا ہے کہ بینائیان اوسکو ادراک نہین کرتی اور وہ
بینائیون کو ادراک کرتا ہے پس ذات و صفات حق تعالے کی پاکی کا اعتقاد رکھنا مخلوق کی صفات
سے دین کی ضروری باتون مین سے ہے اور مصنف نے اس باب مین حاشیہ کے

في هذا الباب باقوال المشبهة الذين اثبتوا جهة الفوق لله تعالى عن الجهات
والاستقرار على العرش وتمسكهم بما اورده ابن تيمية في رسالة النزول
وفتاواه الحموية حسب الاعلى دعاويه في هذا الكتاب كما سيجيء تفصيله
في مقامه فيجب علينا ان نبين اقوال اهل السنة في باب التنزيه عن الجهة
والاستقرار ونحوهما من صفات الجسمانيات ثم نجيب عما وقع من المصنف
في هذا الكتاب من الاقاويل الواهيات قال ابو العباس المبرد في كتاب
الكامل قال قائل لعلي بن ابي طالب رضي الله عنه اين كان ربنا قبل ان
يخلق السموت والارض فقال علي رضي الله عنه اين سوال عن مكان وكان الله
ولا مكان قال الامام الثعلبي في تفسيره قال بعض المحققين الموفقين اظنه
علي بن ابي طالب رضي الله عنه من زعم ان الله تعالى في شيء او من شيء
او على شيء فقد الحد لانه لو كان من شيء لكان محدثا ولو كان في شيء لكان
محصورا ولو كان على شيء لكان محمولا ونقله الامام ابو القاسم القشيري رحمه الله
في رسالته عن الامام جعفر صادق رضي الله عنه وفي الفقه الاكبر للامام
ابي حنيفة برواية ابي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي ارايت لو قيل اين الله تعالى
فقال يقال له كان الله قبل ان يخلق ويقال له كان الله ولم يكن اين ولا
خلق ولا شيء وهو خالق كل شيء قال ابو عوانة في صحيحه في تنزيه الله تعالى
الذي لا يشتمل عليه زمان ولا يحيط به مكان خلق الاماكن والازمان
وقال الامام ابو الحسن الاشعري في كتاب اصول الكبير لا يجوز ان تكون
نفس الباري عز وجل جسما او جوهرا او محدودا او في مكان دون مكان
او غير ذلك مما لا يجوز عليه من صفاتنا المفارقة لذاتنا قال الامام ابو منصور

اقوال کو دستاویز بنایا ہے کہ جنہون نے حق تعالے کے لئے جہت فوق اور عرش پر بیٹھنے کا اثبات
کیا ہے اور دلیل بنا لیا ہے اون اقوال کو کہ جنکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزول و فتاوی حمویہ مین لکہا ہے ولیکن
انکے واسطے اچہے اچہے دلائل بہی اس کتاب مین ہین چنانچہ اسکی تفصیل اپنے مقام مین آئیگی پس ہم پر واجب
ہوا کہ اہلسنت کے وہ اقوال بیان کر دیوین جو کہ جہت و استقرار علی العرش وغیرہ صفات جسمانیہ سے حق تعالے
کے منزہ ہونیکے باب مین وارد ہین کہا ابو العباس مبرد نے کتاب کامل مین کہ ایک کہنے والے نے علی بن
ابی طالب سے کہا کہان تہا ہمارا پروردگار آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے پس علی نے فرمایا
کہ کہان سوال ہے مکان سے اور خدا موجود تہا مکان کے پہلے سے امام ثعلبی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے
کہ بعض اہل تحقیق نے کہا کہ خدا کی طرف سے توفیق دیگئی تہی اور سب کان مین وہ حضرت علی ہین فرمایا
ہے کہ جس نے اعتقاد کیا کہ خدا کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے تو وہ شخص بیدین
ہوگیا اسلئے کہ اگر خدا کسی شے سے پیدا ہوتا تو پیدا ہوتا اور اگر کسی شے مین ہوتا تو گہرا ہوا ہوتا اور اگر کسی
شے پر ہوتا تو اوٹہایا ہوا ہوتا اور اس کلام کو امام ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالہ قشیریہ مین امام جعفر صادق
سے نقل کیا ہے اور امام ابو حنیفہ کی فقہ اکبر مین ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی کی روایت سے مذکور ہے اگر کہا جاوے
کہ خدا کہان ہے تو اسکا کیا جواب دینگے پس فرمایا امام اعظم نے کہ سائل سے کہا جاویگا کہ خدا موجود ہے پیدا کرنے چیزون
سے اور کہا جاویگا کہ خدا موجود تہا اور نہ تہا مکان اور نہ مخلوق اور نہ کوئی شے تہا اور وہ ہر شے کا پیدا کرنیوالا ہے
ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین خدا کی حمد مین کہا ہے کہ وہ ایسی ذات ہے کہ نہ زمانہ اوسپر گذرتا ہے
اور نہ مکان اوسکو گہیرتا ہے اسلئے کہ تمام زمانون اور مکانون کو اوسی نے پیدا کیا ہے اور
امام ابو الحسن اشعری نے کتاب اصول کبیر مین فرمایا ہے کہ نہین جائز ہے یہ
کہ ذات باری عز و جل جسم ہو یا جوہر ہو یا مجسد و محدود یا ایک مکان مین ہو نہ دوسرے
مکان مین یا اسکے سوا اور کچہ ہو اون صفات مین سے جو اوسکے حق مین جائز
نہین ہین یعنی باری صفات کے قبیل سے کیونکہ خدا ہمیشہ سے ہے امام ابو منصور

الماتريدي في عقيدته ان الله تعالى كان لم يزل ولم يكن له شيئ سواه
لا مكان ولا زمان ولا غمام ولا عرش ولا سماء ولا هواء فهو كما كان ويكون
كما هو لا يتغير عليه الاحوال وهو خالق الاحوال قال البيهقي في كتاب الاسماء
والصفات انه تعالى لا مكان له قال الحافظ جلال الدين السيوطي في منظومته
المسماة بالكواكب الساطع في نظم جمع الجوامع ؎ ولم يزل سبحانه ولا مكان ؎
متفردا في ذاته ولا زمان ؎ وقال في شرحه واما كونه لم يزل وحده ولا
مكان ولا زمان فقد دل على ذلك حديث عمران السابق فهو منزه عن
المكان والزمان والحلول كما قال تعالى في كتابه العزيز ليس كمثله شيئ
وهو السميع البصير انتهى والحديث رواه البخاري في صحيحه عن عمران
بن حصين رضي الله عنهما قال جاء نفر من اليمن فقالوا يا رسول الله جئنا لـ
نتفقه في الدين ونسألك عن اول هذا الامر فقال كان الله ولم يكن شيئ
قبله وكان عرشه على الماء وكتب في الذكر كل شيئ الحديث واخرج ابو يعلى
عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذن لي
ان احدث عن ملك قد مرقت رجلاه السابعة والعرش على منكبيه
يقول سبحانك اين كنت واين تكون قال الحافظ العسقلاني في المطالب
العالية صحيح وذكر الحافظ ابو نعيم في حلية الاولياء عن ذي النون المصري
اشعار ربي تعالى فلا شيئ يحيط به ؎ وهو المحيط بما في كل مرتصد
لا الاين والحيث والتكييف يدركه ؎ ولا يحد بمقدار ولا امد
وكيف يدركه احد ولم تره ؎ عين وليس له في المثل من احد
وايضا قال فيه عن سهل بن عبد الله التستري لا يخرجكم تنزيه الله

ماتریدی نے اپنے عقیدہ مین فرمایا ہے کہ حق تعالی ہمیشہ سے تہا اور اوسکے ساتھ کوئی شی
نتہی نہ مکان نہ زمان نہ ابر نہ عرش نہ آسمان نہ زمین وہ ایسا ہی ہے کہ جیسا تہا اور جیسا کہ ہے
ایسا ہی رہیگا اوسپر حالات کا تغیر نہین ہوتا ہے اور وہ احوال کا پیدا کرنیوالا ہے بیہقی نے
کتاب الاسماء والصفات مین فرمایا ہے کہ حق تعالی مکان سے پاک ہے حافظ جلال الدین سیوطی
نے اپنے منظوم مین جسکا نام کوکب ساطع فی الاصول ہے کہا ہے اور ہمیشہ سے رہا ہے
خدا سے پاک اور مکان جب موجود نہ تہا اپنی ذات مین یکتا ہوکر اور زمانہ بھی نہ تہا اور اوسکی شرح مین
کہا ہے اور لیکن اوسکا پیدا ہونا ہمیشہ سے جسطرح کہ زمانہ تہا مکان نہیں اسپر حدیث مطابق عمران کی دلالت
کرتی ہے پس وہ پاک ہے مکان و زمان و حلول سے جیسا کہ حق تعالی نے اپنی کتاب عزیز مین فرمایا
ہے نہیں اوسکے مانند کوئی شے اور وہی ہے سنتا دیکہتا انتہی اور حدیث مذکور کو اپنی صحیح مین بخاری
نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہا کہ یمن سے چند لوگ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپکے
پاس آئے ہین کہ دین مین سمجھ حاصل کرین اور اس امر کے آغاز کو آپسے پوچہین پس حضرت نے فرمایا
کہ خدا موجود تہا اور اوسکے پہلے کچہ نہ تہا اور اوسکا عرش پانی کے اوپر تہا اور اوسنے لکہدیا ذکر
مین ہر شے کو آخر حدیث تک اور ابو یعلی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم
نے کہ مجہکو حکم ہوا ہے کہ حال بیان کرون اوس فرشتے کا کہ اوسکے دونون پیر نیچے پہاڑ دیا ہے ساتوین
زمین کو اور عرش اوسکے دونون کندہون پر ہے وہ کہتا ہے کہ تو پاک ہے تو کہان تہا اور کہان ہوگا حافظ
عسقلانی نے مطالب عالیہ مین کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء مین ذوالنون مصری سے
روایت کی ہے میرے پروردگار برتر ہے پس نہین ہے کوئی شے کہ اوسکا احاطہ کرے اور وہی ہکو احاطہ کرنیوالا ہے
برتر ہے کہ مقام مین زمان و مکان و کیفیت اوسکو نہین پا سکتی اور نہ وہ مقدار مدت سے محدود ہوتا ہے
اور کیونکر کوئی اوسکا ادراک کرسکے حالانکہ نہ اوسکو آنکہ نے دیکہا ہے اور نہ کوئی اوسکے مثل
ہے اور تفسیر اوسی کتاب مین سہل بن عبداللہ تستری سے روایت کی ہو کہ حکم خدا کی تنزیہ

الى التلاشى ولا يخرجكم التثبت الى الجسد الله يتجلى كيف يشاء فقد ثبت
بهذه الروايات تنزيه الله تعالى عن المكان فى اعتقاد السلف واذا لم يكن
فى المكان لم يكن فى الجهة ضرورة انها المكان او المستلزمة له فان الجهة
تطلق عند اهل العربية على المكان المبهم فامام ووراء ويمين وشمال
وفوق وتحت تسمى الجهات الست وذلك باعتبار الكائن فى المكان فان له
ست جهات قال المولى عبد الرحمن الجامى قدس سره فى الفوائد الضيائية
وفسر المبهم من المكان بالجهات الست وهى امام وخلف ويمين وشمال
وفوق وتحت انتهى وقال فى التوضيح وشرحه التصريح من اسماء المكان اجهات
المبهم وهو ما افتقر الى غيره فى صورة مسماه كاسماء الجهات الست انتهى وقال
الحكماء الجهة منتهى الاشارة الحسية او منتهى الحركة المستقيمة فهى نهاية
البعد الذى هو المكان فلا تكون الا لجسم او جسمانى ومعنى كون الجسم
فى جهة على هذا انه متمكن فى مكان يقرب من تلك الجهة وقال المتكلمون
هى المكان الذى يقرب من منتهى الاشارة تسمية له باسمها لمجاورته
اياها كما فوق الارض وتحتها فهى نفس المكان عند المتكلمين باعتبار اضافة
ما اليه فالجهة باى معنى كانت من عوارض الجسم والجسمانى ومرجعها
الى نفس الامكنة او حدودها واطرافها وهى مستحيلة على الله تعالى باتفاق
اهل السنة لوجوب مخالفته تعالى للحوادث قال الله تعالى ليس كمثله
شئ وهو السميع البصير ولو كان فى جهة بذلك الاعتبار لكان له امثال
فضلا عن مثل واحد وهذا المعتقد هو ما اعتقده جميع المتكلمين فى اهل
اصول الدين لا يخالف فيه بالتحقيق سنى لا محدث ولا فقيه ولا غيره ولم يجئ

سلب صفات کی طرف نہ نکالے اور صفات کا ثابت کرنا جسم کی طرف نہ خارج کرے خدا جلوہ فرماتا ہے جسطرح پر کہ چاہتا ہے پس ان روایتوں سے حق تعالے کا پاک ہونا مکان سے اتفاق سلف مین ثابت ہوگیا اور جبکہ مکان مین نہوا تو جہت مین نہوگا اس ضرورت سے کہ جہت بھی مکان ہے یا مکان کو مستلزم ہے اسلئے کہ جہت کا اطلاق اہل عربیت کے نزدیک مکان مبہم پر ہوتا ہے پس آگے پیچھے دہنے بائین اوپر نیچے جہات ستہ کہلاتے ہین اور یہہ اطلاق بلحاظ مکان مین ہونیوالے کے ہے اسلئے کہ اوسکے لئے چھہ جہت ہین مولوی عبدالرحمن جامی قدس سرہ نے فوائد ضیائیہ مین لکہا ہے اور مکان مبہم کی تفسیر جہات ستہ کی ساتہہ کیگئی ہے اور وہ آگے پیچھے دہنے بائین اوپر نیچے مین انتہی اور توضیح اور اوسکی شرح تصریح مین لکہا ہے کہ اسم مکان مین سے ایک قسم مبہم ہے اور وہ ایسا اسم مکان ہے کہ اپنے معنی کی تعیین مین غیر کا محتاج ہو جیسے اسمای ستہ جہات کے انتہی اور حکما کا قول ہے کہ جہت اشارہ حسیہ یا حرکت مستقیمہ کا منتہی ہے پس جہت بعد مکانی کی نہایت کا نام ہے پس جہت یا جسم ہے یا جسمانی ہے اور اس معنی کی بنا پر جسم کی جہت مین ہونیکے یہہ معنے ہین کہ جسم رہنے والا ہے ایسی جگہہ مین کہ اوس جہت سے قریب ہے اور متکلمین کا قول ہے کہ جہت نام ہے اوس جگہہ کا جو منتہی اشارہ کے قریب ہے اور یہہ نام اوس مکان کا اوسکے قریب جہت ہونیکی وجہ سے ہے جسطرح کہ زمین کا مافوق وماتحت پس جہت متکلمین کے نزدیک خود مکان ہے باعتبار اوسکی نسبت کے اپنے قریب سے پس جہت جس معنی مین لیجاوے جسم یا جسمانی کے عوارض مین سے ہے اور مآل جہت کا یا نفس مکان کی طرف ہے اور یا حدود واطراف مکان کی طرف اور یہہ امور حق تعالے کی نسبت محال مین تمام اہلسنت کے اتفاق سے بسبب وجوب مخالفت حق تعالے کے حوادث سے فرمایا حق تعالے نے کہ نہین ہے کہ اوسکے مانند کوئی شے اور وہی سنتا دیکہتا ہے اور اگر حق تعالی جہت مین ہوتا تو اوسکے لئے ایک مثل کیا بہت سے مثل ہوتے اور یہہ وہ عقیدہ ہے کہ جسپر تمام متکلمین واہل عقائد دین کا اعتقاد ہے درحقیقت اسکا مخالف نہ کوئی سنی ہے نہ محدث نہ فقیہہ نہ انکا غیر

فطهر الشرع عن لسان نبيه عليه الصلوة والسلام التصريح بلفظ الجهة كذا
في التنبيه وقال الامام ابوجعفر احمد بن سلامة الطحاوي في عقيدته التي
ذكر فيها بيان عقيدة اهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة ابي حنيفة
النعمان بن ثابت وابي يوسف يعقوب بن ابراهيم الانصاري وابي عبد الله
محمد بن الحسن الشيباني رحمة الله عليهم تعالى الله عز وجل عن الحدود
والغايات والاركان والاعضاء والادوات لا تحويه الجهات الست كسائر
المبتدعات وقال ابن الهمام في المسايرة وانه تعالى ليس مختصا بجهة وقال النسفي
في عمدة العقائد وليس بذي جهة ولا بذي صورة لاختلاف الصور والجهات
وقال سراج الدين الاوشي في بدء الامالي وما ان عن جهات الست خالي
قال علي القاري في شرحه ضوء المعالي وفيه رد على المعتزلة والقدرية في
قولهم ان الله في كل مكان وعلى المشبهة والكرامية انه على العرش سبحانه
وتعالى قال العلامة محمد بن ابراهيم الولي القرشي الحنفي في شرحه اذ وجوده
في جميع الجهات محال وتخصيصه بالبعض مفتقر الى مخصص والملازمة منتفية
انتهى وقال في عقيدة الشيباني فلا جهة تحوي الاله ولا له مكان تعالى عنهما وتمجد
اذ الكون مخلوق وربي خالق لقد كان قبل الكون ربا وسيدا انتهى وقال
طاهر بن السلام الخوارزمي الحنفي في جواهر الفقه ولا يتمكن في مكان ولا مستقر
على العرش وقال الفاضل محمد البركوي في الطريقة المحمدية وليس له جهة من جهات
الست وقال الشيخ عبد الحق الدهلوي في تكميل الايمان ولا في جهة ولا في مكان
ولا في زمان ودر جهت نيست يعني در بالا و پاين و پيش و پس و چپ و راست نيست
ودر جا نيست ودر زمان نيز چه اينها همه از صفات عالم است و پروردگار عالم بر همه

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے شرع میں ہرگز وارد نہیں ہوئی تصریح لفظ جہت کی جیسا کہ تبیین میں
مذکور ہے اور امام ابو جعفر احمد بن سلامت طحاوی نے اپنے عقیدہ میں کہ جس میں اہل سنت کا عقیدہ بیان
کیا ہے مطابق مذہب فقہائے ملت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اور ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری
وابو عبداللہ محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے فرمایا ہے کہ خدا عزوجل برتر ہے حدود وغایات
اور ارکان واعضا وادوات سے پھر اس سے کہ جہات ستہ اوسکو گھیرین مثل تمام نوپیدا چیزون کے
اور ابن ہمام نے مسایرہ میں کہا ہے کہ حق تعالے کو کسی جہت سے خصوصیت نہیں ہے اور نسفی نے
عمدۃ العقائد میں کہا ہے کہ حق تعالے نہ ذی جہت ہے اور نہ ذی صورت ہے اس لئے کہ صورتین اور جہات
بدلتے رہتے ہیں اور سراج الدین اوشی نے قصیدہ بدء الامالی میں کہا ہے اور وہ ایسی ذات کہ جہات
ستہ سے خالی ہے ملا علی قاری اسکی شرح ضوء المعالی میں کہا ہے کہ اس قول میں معتزلہ وقدریہ کے اس
قول کا رد ہے کہ حق تعالے ہر جگہ میں ہے اور مشبہہ وکرامیہ کے اس کا رد ہے کہ حق تعالے عرش کے اوپر بیٹھا ہے علامہ محمد بن ابراہیم
ولی قرشی حنفی نے قول مذکور کی شرح میں کہا ہے (اس لئے کہ وجود حق تعالے کا تمام جہات میں تو محال ہے اور بعض
جہت میں اوسکو خاص کرنا مخصص کا محتاج ہے اور یہ لازمہ ثابت نہیں ہے انتہی اور عقیدہ شیبانی میں لکھا ہے (پس
کوئی جہت خدا کو گھیرنے والی نہیں ہے اور نہ خدا کے لئے کوئی جگہ ہے حق تعالی ان دونون سے منزہ
وبرتر ہے اس لئے کہ مکان میں ہونا مخلوق کا ہے اور میرا رب خالق ہے وہ مخلوق سے پہلے بھی رب
وسید تھا انتہی اور طاہر بن سلام خوارزمی حنفی نے جواہر الفقہ میں لکھا ہے (اور نہ وہ رہنے والا ہے اور
نہ ٹھیرنے والا ہے عرش پر) اور فاضل محمد برکوی نے طریقہ محمدیہ میں لکھا ہے (اور نہ اوسکے لئے کوئی جہت ہے
جہت جہتون سے) اور شیخ عبدالحق دہلوی نے تکمیل الایمان میں کہا ہے (اور نہ جہت میں
ہے نہ مکان میں اور نہ زمان میں اور جہت میں نہیں ہے یعنی اوپر نیچے آگے پیچھے
دہنے بائیں نہیں ہے اور نہ کسی جگہ میں ہے اور نہ کسی زمانہ میں اس لئے کہ یہ سب
اشیاء عالم کی صفات سے ہیں اور عالم کا پروردگار عالم کی صفات سے پاک ہے انتہی

عالم نبود انتهى وقال بحر العلوم ملك العلماء مولانا عبد العلي رحمه الله في شرح
السلم تعالى عن الجهات الست والجهات الغير المتناهية لان التوجه الى
الجهات يستلزم الوضع والتحيز اللذين هما من عوارض الجسم المادي وهو
سبحانه بريء عنها وقال المولى ولي الله الدهلوي في القول الجميل منزه عن جميع
سمات النقص والزوال من الجسمية والتحيز والعرضية والجهة والالوان والاشكال
وقال في كتاب الاعتقاد الصحيح ولا في حيز وجهة وقال مولانا عبد العزيز
الدهلوي في التحفة حق تعالى را مكان نيست واو را جهتي از فوق وتحت متصور نيست
وهمين است مذهب اهل سنت وجماعت انتهى كذا في التنبيه وكانت هذه اقاويل
ائمة الحنفية واما اقاويل الشافعية فقال البيهقي في كتاب الاعتقاد وهو تعالى عن
الجهة ونقل القرطبي في التذكرة ان القاضي ابا بكر بن العربي المالكي قال اخبرني غير واحد
من اصحابنا عن امام الحرمين ابي المعالي عبد الملك بن عبد الله بن يوسف الجويني انه
سئل هل الباري تعالى في جهة فقال لا هو يتعالى عن ذلك قيل له ما الدليل عليه
قال الدليل عليه قول النبي صلى الله عليه وسلم ولا تفضلوني على يونس بن متى فقيل
له ما وجه الدليل من هذا الخبر قال لا اقوله حتى يأخذ ضيفي هذا الف دينار يقضي بها دينه
فقام رجلان فقالا هي علينا فقال لا يتبع بها اثنين لانه يشق عليه فقال واحد هي علي فقال ان يونس بن
متى رمى بنفسه في البحر فالتقمه الحوت وصار في قعر البحر في ظلمات ثلاث
ونادى لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين كما اخبر الله تعالى عنه
ولم يكن محمد حين جلس على الرفرف الاخضر وارتقى به صعدا حتى انتهى به
الى موضع يسمع فيه صريف الاقلام وناجاه ربه بما ناجاه فاوحى اليه
ما اوحى باقرب الى الله من يونس في ظلمة البحر انه سبحانه تعالى قريب من عباده

اور بحر العلوم ملک العلما مولانا عبد العلی نے سلم کی شرح مین لکھا ہے (اور برتر ہے جہت جسمون سے
بلکہ جہات غیر متناہی ہے) اس لئے کہ جہات کے طرف توجہ چاہتی ہے وضع تحیز کو کہ جو جسم مادی کے
عوارض سے ہین اور حق سبحانہ تعالیٰ عوارض جسم سے پاک ہے۔ اور مولانا ولی اللہ دہلوی نے
قول جمیل مین فرمایا ہے کہ خدا پاک ہے نقصان و زوال کی جملہ علامات سے جیسے جسم ہونا اور جوہر ہونا
اور عرض ہونا اور جہت والا اور اشکال اور کتاب اعتقاد صحیح مین لکھا ہے (اور نہ وہ جوہر و جہت مین
ہے) اور مولانا عبد العزیز دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ مین فرمایا کہ حق تعالیٰ کیلئے مکان نہین اور اوسکے
لئے جہت تحت و فوق کے قبیل سے متصور نہین اور یہی مذہب ہے اہل سنت و جماعت کا انتہی اسیطرح
مذکور ہے تنبیہ مین اور یہ اقوال ائمہ حنفیہ کے تھے اور لیکن شافعیہ کے اقوال پس کہا بیہقی نے کتاب
الاعتقاد مین اور وہ برتر ہے جہت سے قرطبی نے تذکرہ مین نقل کیا ہے کہ قاضی ابو بکر بن عربی
مالکی نے کہا کہ مجکو ہمارے اصحاب مین سے متعدد لوگون نے خبر دی ہے کہ امام الحرمین ابو المعالی
عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف جوینی سے پوچھا گیا کہ اسپر کیا دلیل ہے کہا اسپر دلیل یہی قول نبی صلعم کا ہے کہ مجکو
یونس بن متی پر فضیلت نہ دو پھر کہا گیا کہ اس حدیث کی کیا توجیہ ہے کہا کہ مین اوسکو نہ بیان کرونگا تاوقتیکہ
میرا یہ مہمان ہزار اشرفیان نہ لیوے کہ جن سے اپنا دین ادا کرےگا پس دو مردون نے کھڑے ہو کر کہا کہ وہ
ہمارے ذمہ پر ہین پس کہا کہ دو شخصون سے اوسکا وصول کرنا اسپر شاق ہوگا پس ایک شخص نے کہا کہ وہ میرے ذمہ
ہین پس کہا یونس بن متی نے اپنے کو دریا مین ڈالدیا تہا پس اونکو مچھلی نگل گئی اور دریا کی تہ مین چلی
گئی کہ تین ظلمتون کا مجموعہ ہے اور یونس نے پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے تو پاک ہے
مین ہی ظلم کرنے والون مین سے تہا جیسا کہ تعالیٰ نے اون کے حال سے خبر دی ہے اور محمد صلعم
جبکہ رفرف سبز پر بیٹھے اور وہ اونکو بلند مقام پر لے چڑھا یہانتک کہ آپکو پہنچا دیا اوس مقام مین کہ
قلمون کی آواز سنی جاتی تھی اور پروردگار نے اون سے خفیہ کلام کیا جو کچھ کیا اور وحی بہیجی جو کچھ بہیجی
خدا سے زیادہ نزدیک نہ تھے بہ نسبت یونس کے دریا کی ظلمت مین بیٹھنے کے حق تعالیٰ اپنے بندون سے قریب ہے

يسمع دعاءهم ولا يخفى عليه حالهم كيف ما تصرفت من غير مسافة بينه وبينهم
فيسمع ويرى دبيب النملة السوداء على الصخرة الصماء في الليلة الظلماء تحت
الارض السفلى كما يسمع ويرى تسبيح حملة العرش من فوق السموت السبع
العلى لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة احاط بكل شيء علما واحصى كل شيء
عددا وقال الامام الغزالي في الاحياء انه ليس مختصا بجهة ولا مستقرا على
مكان وقال في منهاج العابدين ولا يتضمنه الاماكن والجهات وقال في معارج
القدس ان جميع ما اهتدى به المشبهة من اثبات الجهة والفوقية والقرب
والمكان والانتقال كله باطل وقال الامام الرازي في المحصل انه تعالى ليس
في شيء من الجهات خلافا للكرامية وقال الامام مفتي الانام عز الدين بن
عبد السلام في عقيدته المشهورة ولا تحيط به الجهات ولا تكتنفه الارضون
ولا السموت كان قبل ان كون المكان ودبر الزمان وهو الآن على ما عليه كان
وقال تاج السبكي وهذه العقيدة الجميلة المشهورة قد توافق عليها
علماء المسلمين من الشافعية والمالكية والحنفية والفضلاء من الحنبلية
ولا يخالف في ذلك الا رعاع لا يعبأ الله بهم وقال البيضاوي في طوالع الانوار
ولا في جهة ولا حيز خلافا للكرامية والمشبهة وقال الطيبي في حاشية
المشكوة وهو تعالى منزه عن الجهة والمكان وقال ابو حيان في التفسير
البحر في قوله تعالى فاينما تولوا فثم وجه الله رد على من يقول انه في حيز
جهة لانه لما خير في استقبال جميع الجهات دل على انه ليس في جهة ولا حيز
ولو كان في جهة لكان استقباله والتوجه اليه احق من جميع الاماكن فحيث
لم يخصص مكانا علمنا انه ليس في جهة ولا حيز وقال الامام النووي في شرح

اون کی دعا کو سنتا ہے اور اون کا حال اوسپر مخفی نہین ہے کسی طرح کبھی کیون نہ بدلے بدون مسافت
کے درمیان خدا اور اوسکے بندون کے پس وہ سنتا دیکھتا ہے سیاہ چیونٹی کی دبی چال کو ٹھوس
چٹان پر اندہیری رات مین ساتوین زمین کے نیچے جیسا کہ سنتا دیکھتا ہے حاملین عرش کی تسبیح کو
ساتھ آسمان بلند کے اوپر کہ اوسکے سوا کوئی معبود نہین ہے وہ جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا اوسنے
ہر شے کو گھیر لیا ہے علم سے اور ضبط کر لیا ہے ہر شے کے عدد کو۔ اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین
فرمایا ہے کہ حق تعالے نہ کسی جہت سے خصوصیت رکھتا ہے اور نہ کسی جگہ مین ٹھہرنیوالا ہے اور منہاج العابدین
مین کہا ہے (اور نہین شامل ہین خدا کو مکانات اور جہات) اور معارج قدس مین کہا ہے کہ فرقہ مشبہہ کے تمام
ہذیانات از قسم اثبات جہت و فوقیت و صورت و مکان و انتقال بالکل باطل ہین۔ اور امام رازی نے
محصل مین فرمایا ہے کہ حق تعالی کسی جہت مین نہین ہے برخلاف کرامیہ کے اور مفتی امام عز الدین بن سلام نے
اپنے عقیدہ مشہورہ مین فرمایا ہے کہ خدا کو جہات احاطہ کرتی ہین اور نہ زمینین اور نہ سموات اوسکو شامل
ہین وہ موجود تھا قبل اسکے کہ مکان کو پیدا کرے اور مکان کی تدبیر فرماوے اور وہ اب بھی اوسی صفت
پر ہے کہ جسپر پہلے تھا اور تاج الدین سبکی نے کہا ہے اور اسی پسندیدہ و مشہور عقیدہ پر متفق ہین کل
مسلمانون شافعی و مالکی و حنفی کے علما اور حنبلیہ کے فضلا اور اوسکے مخالف نہین ہین مگر وہ ہے کہ
جنکی خدا کو کچھ پروا نہین ہے اور بیضاوی نے طوالع الانوار مین کہا ہے اور نہ جہت نہ حیز مین بخلاف
کرامیہ و مشبہہ کے اور علامہ طیبی نے مشکوٰۃ کے حاشیہ مین لکھا ہے اور حق تعالے منزہ ہے جہت و مکان سے
اور ابو حیان نے بحر مین حق تعالے کے قول (پس جدہر تم موہنہ پہیرو پس وہی ذات خدا ہے) کی تفسیر مین
فرمایا ہے کہ یہ قول رد ہے اون لوگون پر جو کہتے ہین کہ حق تعالے جہت کے حیز مین ہے اسلئے کہ خدا جبکہ جملہ جہات
کے طرف متوجہ ہونے مین سامنے رہا تو یہ امر دلیل ہے اسپر کہ وہ جہت و حیز مین نہین ہے اور اگر
حیز مین ہوتا تو اوسکیطرف موہنہ کرنا اور متوجہ ہونا زیادہ حق دار ہوتا تمام مکانون سے
پس جبکہ کسی مکان کو خاص نہ کیا تو ہمنے جان لیا کہ وہ حیز و جہت مین نہین ہے اور امام نووی نے

مسلم فانه تعالى منزه عن التجسيم والانتقال والتحيز في جهة وعن سائر صفات
المخلوق وقال العلامة الحلبي عقيدتنا ان الله تعالى قديم ازلي لا يشبه
شيئا ولا يشبهه شيء ليس له جهة ولا مكان ولا يجري عليه وقت ولا زمان وهو
الآن على ما عليه كان فهذا مذهب اهل السنة وعقيدة مشايخ الطريق وقال
تاج الدين السبكي في جمع الجوامع وشارحه الحافظ ولي الدين العراقي لم يزل
وحده ولا زمان ولا مكان فقد دل على ذلك قوله في حديث عمران بن حصين
كان الله ولا شيء معه قال الآمدي ولم ينقل عليه خلاف وان ذهبت المجسمة
الى التحيز والمكان وقال المحقق التفتازاني في شرح العقائد واذا لم
يكن في مكان لم يكن في جهة لا علو ولا سفل ولا غيرهما لانها اما حدود
واطراف للامكنة او نفس الامكنة باعتبار عروض الاضافة الى شيء وقال
في تهذيب الكلام والقول بانه تعالى جسم على صورة انسان او غير
في جهة العلو مماسا للعرش او محاذيا له متمسكا بان كل موجود جسم او
جسماني متحيز او حال فيه ومتصل بالعالم ومنفصل جهالة والنصوص
متاولة وقال في المواقف وشرحه انه تعالى ليس في جهة من الجهات ولا في
مكان من الامكنة وقال القاضي عضد الدين في العقائد العضدية
والمحقق الدواني في شرحه ولا في جهة لانهما من خواص الاجسام والجسمانيات
ولا يشار اليه هنا ولا هناك ولا يصح عليها الحركة والانتقال وقال القسطلاني
في شرح البخاري ذات الله تعالى منزهة عن المكان والجهة وكان هذه
اقوال علماء الشافعية واما اقوال علماء المالكية فقال ابن فورك وهو محمد بن
حسن بن فورك الاستاذ ابو بكر الاصفهاني الامام الجليل والفقيه المتكلم

مسلم کی شرح مین کہا ہے کہ حق تعالی پاک ہے جسم ہونے اور منتقل ہونے اور جہت مین ہونے اور تمام صفات
مخلوق سے اور علامہ حلبی نے کہا ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالے قدیم ہے ازلی ہے کسی شئے کو
مشابہ نہین ہے اور نہ کوئی شئے اوس کے مشابہ ہے نہ جہت مین ہے نہ مکان مین اور نہ اوسپر وقت
و زمانہ گذرتا ہے اور وہ اب بھی اوسی صفت پر ہے کہ جسپر پہلے تھا یہی مذہب اہل سنت کا ہے اور
یہی طریقہ عقیدہ مشایخ طریقت کا ہے تاج الدین سبکی نے جمع الجوامع مین اور اوسکے شارح حافظ
ولی الدین عراقی نے کہا ہے کہ ہمیشہ سے ہے وہ یکتا اور نہ زمان تھا نہ مکان تھا اور اسپر دلیل ہے قول
اوس کا حدیث عمران بن حصین مین کہ تھا خدا اور نہ تھی کوئی شے اوسکے ساتھہ آمدی نے کہا ہے اور اس کا
خلاف منقول نہین ہے اور مجسمہ کا مذہب کھینچ لیجاتا ہے تحیز و مکان کے طرف اور محقق تفتازانی نے
شرح عقائد مین کہا ہے اور جبکہ مکان مین نہوا تو جہت مین بھی نہوگا نہ علو مین نہ سفل مین اور نہ او
سوا ان اسلیئے کہ جہات یا حدود و اطراف مکانات کے ہین یا خود مکانات ہین باعتبار عارض ہونے نسبت
بعض اشیا کے اور تہذیب الکلام مین لکھا ہے اور یہہ کہنا کہ حق تعالے جسم ہے انسان وغیرہ کی صورت مین
اور جہت علو مین ہے عرش سے ملا ہوا یا اوسکے محاذی اس دلیل سے کہ ہر موجود جسم ہے یا جسمانی ہے
اور متحیز و حال ہے جسم مین اور عالم سے ملا ہوا ہے یا جدا ہے محض نادانی ہے اور وہ نصوص کہ جنسے ایسا سمجھا
جائے ظاہر معنی سے پھیری ہوئی ہے اور مواقف مین اور اوسکی شرح مین لکھا ہے حق تعالی نہ کسی جہت مین ہے
جہات سے اور نہ کسی مکان مین ہے مکانات سے اور قاضی عضد الدین نے عقائد عضدیہ مین اور محقق دوانی نے اوسکی
شرح مین کہا ہے اور نہ وہ متحیز و جہت مین ہے اس لئے کہ یہ دونوں جسم و جسمانیات کے خواص سے ہین اور نہ
اوسکے طرف یہان یا وہان کے ساتھہ اشارہ جائز ہے اور نہ حرکت و انتقال اوس کے حق مین درست
ہے اور قسطلانی نے بخاری کی شرح مین کہا ہے کہ خدائے تعالے کی ذات پاک ہے مکان و جہت سے اور یہہ
اقوال علمائے شافعیہ کے تھے اور لیکن اقوال علمائے مالکیہ کے پس کہا ابن فورک نے
اور وہ محمد بن حسن بن فورک ہین اوستاد ابوبکر اصفہانی کے امام جلیل القدر فقیہ و متکلم

والاصولي الاديب النحوي الوعظ الحفظ رفيقة الشيخ ابي الحسن الاشعري توفي
سنة ست واربعمائة قال الحافظ ابن عساكر وهو من ائمة المالكية وذكره القاضي
ابن شهبة في طبقات الشافعية كذا في التنبيه (ان الله تعالى ليس بجسم ولا
جهة وحدود) وقال السنوسي في شرح عقائده ولم يقل بالجهة من اهل السنة
وانما قال بها طائفة من المبتدعة وهم الحشوية والكراميه وقال السنوسي في
ام البراهين والعلامة محمد بن ابراهيم الملالي التلمساني رحمه الله في شرحه
او لم هو جهة فهذا ايضا من انواع المماثلة المستحيلة عليه تعالى وهي اثبات
الجهة له لان الجهة من خواص الاجرام التي يلازمها الطول والقصر واليمين
والشمال ونحو ذلك من صفات الاجرام وهو تعالى ليس بجرم فليس له جهة
جل وعلا ومن اعتقد الجهة في حقه تعالى فقيل انه يكفر وقيل لا يكفر بل هو
فاسق مبتدع وقال الدسوقي المالكي في حاشية ام البراهين قوله او يكون
هو في جهة للجرم بان يكون عن يمين الجرم كالعرش مثلا او شماله او فوقه او
تحته او امامه او خلفه لان الحلول في الجهات لا يعلم الا للجرم فلما ذكر استحالة
الجرمية عليه تعالى ذكر استحالة لوازمها وقال وكذا يستحيل الحلول في المكان
لا على الدوام بان يكون فوق او في السماء وقال ابراهيم اللقاني في الجوهرة
ويستحيل ضد ذي الصفات في حقه تعالى كالكون في الجهات وقال
الشيخ احمد الدردير في الخريدة البهية منزه عن الحلول والجهة والاتصال
والانفصال وكانت هذه اقوال علماء المالكية واما اقوال ائمة الحنابلة فقال
السيد صفي الدين الحنفي البخاري نزيل نابلس المتوفى سنة ١١٩٩هـ في القول الجلي في
ترجمة ابن تيمية الحنبلي فقوله اي ابن تيمية من غير تكييف ولا تمثيل نفي كل

اصولی وادیب نحوی وواعظ کہ جنہوں نے شیخ ابو الحسن اشعری کے طریقہ کو اخذ کیا ہے اور ۵۴۲ھ میں وفات پائی
ہے اور حافظ ابن عساکر نے کہا ہے کہ وہ مالکیہ کے امام ہیں اور قاضی ابن شہبہ نے اونکو شافعیہ کے طبقات میں
ذکر کیا ہے جیسا کہ تنبیہ میں مذکور ہے (کہ حق تعالے جسم و جہت سے محدود نہیں ہے) اور سنوسی نے اپنے
عقاید کی شرح میں کہا ہے کہ اہل سنت میں سے کوئی جہت کا قائل نہیں ہوا اور جہت کا قول اہل بدعت کی
ایک جماعت نے کیا ہے کہ وہ حشویہ و کرامیہ ہیں اور سنوسی نے ام البراہین میں اور علامہ محمد بن ابراہیم
ملالی تلمسانی نے اوسکی شرح میں لکھا ہے یا واسطے اوسکے جہت ہے یہ قول بھی مخالفت کے اقسام سے ہے جو کہ
حق تعالے کے حق میں محال ہیں اور وہ ثابت کرنا جہت کا ہے حقتعالے کیلئے اس لئے کہ جہت اجسام
خواص سے ہے کہ جنکو بڑائی چھوٹائی اور دہنا بایاں لازم ہے اور اوسکے سوا صفات اجسام سے اور
حق تعالے جسم سے پاک ہے پس جہت سے بھی پاک و برتر ہے اور جو شخص کہ حقتعالے کیلئے جہت کا
اعتقاد رکھے پس ایک قول میں کافر ہو جاتا ہے اور ایک قول میں کافر نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف فاسق
یا عاصی ہے اور محقق مالکی نے ام البراہین کے حاشیہ میں کہا ہے (قول اوس کا یا وہ جسم کی جہت میں ہوگا
یا بایں طور کہ جسم کے جانب ہو مثل عرش کے یا اوسکے بائیں جانب یا اوپر نیچے یا آگے یا پیچھے) اس لئے کہ
جہات میں اوترنا جسم ہی کا خاصہ ہے پس جبکہ جسمیہ کا محال ہونا حق تعالے کے حق میں مذکور ہو چکا ہے تو لوازم
جسمیت کے محال ہونے کو ذکر کیا ہے اور کہا اسی طرح محال ہے اترنا مکان میں اجیانا یا بایں طور کہ اوپر ہو یا
آسمان میں ہو اور ابراہیم لقانی نے جوہرہ میں کہا ہے اور محال ہے ضد اون صفات کا حق تعالے کے
۱۲۰۱ حق میں مثلا جہات میں ہونا اور شیخ احمد دردیر نے خریدہ بہیہ میں کہا ہے کہ حق تعالے پاک ہے حلول
اور جہت و اتصال و انفصال سے اور یہ اقوال علماے مالکیہ کے تھے اور لیکن
ائمہ حنبلیہ کے اقوال پس سید صفی الدین حنفی بخاری نے کہ جو نابلس میں قیام پذیر تھے
اور ۱۲۰۰ھ میں اون کی وفات ہے قول جلی فی ترجمۃ ابن تیمیہ حنبلی میں کہا ہے پس قول امرکا نفی
ابن تیمیہ کا بدون کیفیت بیان کرنے کے اور بدون مثال لانے کے) نفی کرتا ہے

باطل وقد ذكر الشيخ اي ابن تيمية هذا القول في غير موضع ومقصوده
بذلك نفي الجهة والجسمية وقال واثبات الجهة بدعة بلا اشتباه ونقول كما قال
السلف امروها كما جاءت بلا كيف ولما كان هذا من ابن تيمية موافقا لاهل
الحق ومنافيا للمذهب الباطل المشهور له قال العلامة محمد سعيد في التنبيه
قلت قوله من غير تكييف وتمثيل مخالف ومعارض لقوله في الفوق على الحقيقة
وهو يوهم الجهة فلو كان اعتقاده ما ذكره الحنفي المذكور فلا مخالفة لنا وقال ابن
ابي يعلى الفراء الحنبلي في الطبقات نقلا عن والده رحمه الله وكلما يقع في الخواطر
من حد او تشبيه او تكييف فالله سبحانه تعالى عن ذلك والله ليس كمثله شيء
ولا يجوز عليه ما يجوز عليهم من التغيير من حال الى حال انتهى الحد بمعنى الطرف
والنهاية وهو من خواص المقادير فلا يصح في حقه تعالى فبطل به قول من
قال انه في جهة العرش اذ يلزم به تحديده وقوله ولا يجوز الخ اشارة الى التنزيه
عن النزول بمعنى الانتقال والاستواء بمعنى الاستقرار على العرش وقوله او تكييف
اشارة الى رد من حمل الصفات المشكلة على الظاهر فلا يكون فوق العرش على
المعنى الظاهر فانه تكييف وقال اجمع اهل القبلة ان اثبات الذات للباري سبحانه
انما هو اثبات وجوده لا اثبات تحديد وكيفيته انتهى وقال الشيخ محمد السفاريني
الحنبلي في الدرة المضية وليس ربنا بجوهر ولا عرض ولا جسم تعالى ذو العلا
سبحانه قد استوى كما ورد من غير كيف قد تعالى ان يحد قلت فقوله كما ورد
اشارة الى عدم تفسيره ومن غير كيف اشارة الى تنزيهه تعالى عن المعنى الحسي
وقوله ان يحد اشارة الى تنزيهه تعالى عن الجهة فان تعيين الجهة لله تعالى يلزم
التحديد والله اعلم كذا في التنبيه وقال الشيخ عبد الباقي الحنبلي في عقيدة اهل

ہر باطل کی اور شیخ ابن تیمیہ نے اس قول کو بہت جگہ ذکر کیا ہے اور اس سے اسکا مقصود جہت و حیثیت کی
نفی کرنا ہے اور اوس کا قول ہے کہ جہت کا ثابت کرنا بیشک بدعت ہے و ہم بھی کہتے ہیں جسطرح کہ
سلف نے کہا ہے کہ آیات صفات کو جاری کرو جسطرح کہ وہ نازل ہوئی ہیں بدون کیفیت کے) اور چونکہ ابن
تیمیہ کا یہ قول اہل حق کے موافق تہا اور اوسکے مذہب باطل مشہور کے خلاف تہا لہذا علامہ محمد سعید نے تنبیہ میں کہا کہ
میں کہتا ہوں کہ قول اوسکا من غیر تکییف و تمثیل مخالف و معارض ہے اوسکے قول فی الفوق حقیقۃ کے اور یہ
قول ثانی جہت کا وہم دلاتا ہے پس اگر ابن تیمیہ کا اعتقاد وہی ہے کہ جسکو شیخ مذکور نے ذکر کیا ہے تو ہمکو اوس سے
کچھ خلاف نہیں ہے اور ابن یعلی فراء حنبلی نے طبقات میں اپنے والد سے نقل کر کے کہا ہے اور جو کچھ کہ خیالات
میں آتا ہے حد یا تشبیہ یا تکییف پس حق سبحانہ اوس سے پاک ہے اور خدا کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور اوسکے
حق میں وہ امور جائز نہیں جو بندوں کے حق میں ہو سکتے ہیں مثلاً ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلنا
انتہی حد یعنی ہیں کنارے و نہایت کے ہیں اور وہ مقداروں کے خواص سے ہے پس حق تعالے کے حق میں جائز نہ ہوگی پس
اس سے باطل ہوگیا قول اوس شخص کا کہ جس نے کہا ہے کہ حق تعالے عرش کی جہت میں ہے اس لئے کہ اس سے اوسکو محدود کرنا
لازم آتا ہے اور قول اوسکا اور نہیں جائز ہے آخر تک اشارہ ہے طرف پاک رہنے حق تعالے کے نزول یعنی انتقال سے اور
استوا بمعنی استقرار سے اور قول اوسکا یا تکییف اشارہ ہے طرف رد اوس شخص کے کہ جسنے صفات متشابہہ کو ظاہر معنی
پر حمل کیا ہے پس نہ ہو گا حق تعالے عرش کی اوپر ظاہر معنی کی اعتبار سے اس لئے کہ یہ ذی کیفیت ہونا ہے اور کہا کہ اہل قبلہ کا اجماع ہے
اسپر کہ ثابت کرنا ذات باری تعالی کو ثابت کرنا ہے اوس کے وجود کو نہ کہ ثابت کرنا تحدید و کیفیت کا انتہی اور شیخ محمد سفارینی
حنبلی نے دُرّہ مضیہ میں کہا ہے اور ہمارا رب نہ جوہر ہے اور نہ عرض ہے نہ جسم ہے برتر ہے صاحب بلندی کا پاک ہے
بیشک وہ مستوی ہے جیسا کہ وارد ہوا بغیر کیفیت کے کیونکہ حق تعالے محدود ہونے سے پاک ہے میں کہتا ہوں کہ اوس کا قول جیسا کہ
وارد ہوا ہے اشارہ ہے استوی کے معنی نہ بیان کرنے کی طرف اور بدون کیفیت کی اشارہ ہے حق تعالے کے پاک ہونے کی طرف
استوی کے معنی حقیقی سے اور قول اوسکا محدود ہونے سے پاک ہے اشارہ ہے حق تعالے کی پاکی کی طرف جہت سے پاک ہے مجسمہ کے طرف سے کہ حق تعالے
جہت کو مقرر کرنے سے اوسکا محدود ہونا لازم آتا ہے اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے اصلی بات کو ہے تنبیہ میں اور شیخ عبد الباقی حنبلی نے عقیدہ میں لکہا ہے

الاثر فمن اعتقد او قال ان الله تعالى بذاته في كل مكان او في مكان فكافر
ثم قال من اعتقد ان الله سبحانه مفتقر للعرش او لغيره من المخلوقات او ان
استوائه على العرش كاستواء المخلوق على كرسيه فهو ضال مبتدع فكان
الله ولا زمان ولا مكان وهو الان كما كان انتهى وهذه كانت اقاويل الحنابلة
واما اقوال الصوفية الصافية فقال الاستاذ الامام ابو القاسم القشيري في
رسالته لا له تعالى جهة ومكان ولا يجري عليه وقت وزمان وقال سمعت الشيخ
اباعبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي رحمه الله يقول سمعت عبد الله بن موسى السلامي
يقول سمعت الشبلي يقول اجل الواحد المعروف قبل الحدود وذي الجهات وقبل
الحروف وهذا اصرح من الشبلي ان القديم سبحانه لا حد لذاته ولا حروف
لكلامه وقال سمعت الشيخ اباعبد الرحمن السلمي يقول سمعت منصور بن
عبد الله يقول ابا الحسن السيرجي يقول سمعت سهل بن عبد الله التستري
يقول ينظر اليه تعالى المؤمنون اي في الاخرة بالابصار من غير احاطة ولا
ادراك نهاية وقال الشيخ شهاب الدين السهروردي قدس سره في عقيدته
في توحيده تعالى لا في المكان اذ لو كان في مكان تسلسل وقال فالجهات من
جملة العالم وقد علت ذاته تعالى عن الخطة فتبارك الله رب العالمين وقال
الشيخ محي الدين العربي قدس سره في الفتوحات المكية في المقدمة مقدس
عن الجهات والاقطار وقال ابو بكر محمد بن اسحق الكلاباذي في التعرف
لمذهب التصوف في تنزيهه تعالى ليس بذي ابعاض ولا اجزاء ولا جوارح
ولا اعضاء ولا بذي جهات وقال الامام الرباني الشيخ عفيف الدين اليافعي
في نشر المحاسن تعالى عن الجهات والاقطار والحدود والمقدار ولا يحل

مین کہا ہے کہ جسنے اعتقاد کیا یا کہا کہ حق تعالے بذات خود سب جگہ مین ہے یا ایک جگہ مین ہے پس
وہ شخص کافر ہے پھر کہا کہ جسنے اعتقاد کیا کہ حق تعالے عرش یا غیر عرش کا مخلوقات مین سے
محتاج ہے اور اوس کا مستوی ہونا عرش پر مانند مستوی ہونے مخلوق کے ہے اپنی کرسی پر پس وہ
شخص گمراہ ہے بدعتی ہے اسلئے کہ خدا تھا اور نہ زمان تہا نہ مکان اور وہ اب بہی اوسی صفت پر ہے کہ جیسے
پہلے تھا۔ انتہی اور یہ اقوال علمائے حنبلیہ کے تھے اور لیکن اقوال صوفیہ صافیہ کے پس کہا استاذ امام ابوالقا
قشیری نے رسالہ قشیریہ مین نہ خدائے تعالے کے لیے جہت و مکان ہے اور نہ اوسپر مرور وقت و زمان
ہے اور کہا کہ مین نے شیخ ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی کو کہتے تھے سنا کہ سنا مینے عبداللہ بن موسیٰ
سلامی سے کہتے تھے کہ سنا مینے شبلی سے کہ وہ کہتے تھے پاک ہے واحد معروف قبل حدود یعنی جہات کے
اور قبل حروف کے اور شبلی کا کلام کہلا ہوا ہے اسباب مین کہ قدیم پاک کی نہ ذات کیلئے حد ہے
اور نہ اوسکے کلام کے لئے حروف ہین اور کہا کہ سنا مینے شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی سے کہتے تھے کہ سنا
مینے منصور بن عبداللہ سے کہتے تھے کہ سنا مینے ابوالحسن عنبری سے کہتے تھے کہ سنا مینے سہل بن عبداللہ
تستری سے کہتے تھے کہ حق تعالے کے طرف مومن دیکھین گے یعنے آخرت مین نظرون سے بغیر احاطہ
کے اور بلا ادراک نہایت کے اور شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے اپنے عقیدہ مین حق تعالے کی توحید بیان
فرمایا ہے نہ وہ مکان مین ہے اس لیئے کہ وہ اگر مکان مین ہوتا تو تسلسل لازم آتا اور کہا کہ جہات منجملہ عالم
کے ہین اور تجکو معلوم ہو چکی ہے عالم کی نسبت عظمت الٰہی کے طرف پس وہ برکت والا ہے بیشک
وہ رب ہے سب جہان کا اور شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے
مقدمہ مین کہا ہے کہ پاک ہے وہ جہات و اطراف سے اور کہا محمد بن ابوبکر کلاباذی نے کتاب
تعرف لمذہب التصوف مین حقتعالی کی تنزیہ کے بیان مین (نہ وہ ابعاض رکہتا ہے اور نہ اجزا نہ جوارح
اور نہ اعضا اور نہ جہات والا ہے) اور امام ربانی شیخ عفیف الدین یافعی نے نشر المحاسن مین
کہا ہے منزہ ہے وہ جہات اور اقطار سے اور حدود و مقدار سے اور نہ حلول کرتا ہے

فی شیئ ولا یحل بشیئ وقال قیل للشیخ ابی الحسن الشاذلی اعرشی انت ام کرسی
فقال الطینة ارضیة والنفس سماویة والقلب عرشی والروح کرسی والسر
مع الله بلا این قال الیافعی وهذا القول صریح فی نفی الجهة عن خالق الجهات
المتعال عن الحرکات والسکنات وسائر سمات المخلوقات وقال الامام الشعرانی
فی الیواقیت انه تعالی مستو علی العرش بالوجه الذی قاله وعلی المعنی الذی
اراده بالاستواء منزها عن الاستقرار والتمکن والتحیز والحد والجهة بل انه
کان ولا عرش ولا مکان ولا جهة ولا زمان وهو الآن علی ما علیه کان وقال
الامام الربانی مجدد الالف الثانی الشیخ احمد السرهندی قدس الله سره
واذاقنا ما اذاقه فی المکتوب (٢٦٦) من المجلد الاول او تعالی از جمیع صفات نقصان
وسمات حدوث وامکان منزه ومبراست جسم وجسمانی نیست مکانی وزمانی نه وقال
فی المکتوب السابع والستین من المجلد الثانی زمان ومکان وجهت را درحضرت
او تعالی گنجایش نیست اینهمه مخلوقات اویند واما اقوال الامامیة فقال العلامة
القوشجی فی شرح التجرید للمحقق الطوسی ویدل ای وجوب الوجود علی نفی
الجهة لان کل ما هو فی جهة فهو جسم او جسمانی وکل منهما ممکن بل حادث لما
بینا من حدوث الاجسام وقال فی نهج المسترشدین فی اصول الدین من کتب
الشیعة انه تعالی لیس فی جهة قال العلامة المفتی محمد سعید رحمه فی التنبیه
بعد ذکر هذه النقول (هذه اقوال المحدثین سیما قول الامام الطحاوی والبیهقی
من اهل الروایة والدرایة والمحققین من الفقهاء والمتکلمین والصوفیة وغیرهم
ادل دلیل علی انه تعالی منزه عن الجهة باتفاق اهل السنة وخالف فی ذلک
المشبهة فخصصوه بجهة الفوق اتفاقا ثم اختلفوا فیما بینهم فذهب ابو عبد الله

کسی شے مین اور نہ اوس مین کوئی شے حلول کرتی ہے اور کہا شیخ ابو الحسن شاذلی سے پوچھا گیا کہ
تم عرشی ہو یا کرسی پس انہون نے جواب دیا کہ میرا خمیر مٹی کا ہے اور نفس آسمانی ہے اور قلب عرشی
ہے اور روح کرسی ہے اور سیر خدا کے ساتھ بدون مکان کے ہے کہا امام یافعی نے کہ یہ قول کہلا
ہوا ہے جہت کی نفی مین خالق جہات سے جو برتر ہے حرکات و سکنات سے اور تمام علامات مخلوقات
سے اور امام شعرانی نے یواقیت مین کہا کہ حق تعالے عرش پر مستوی ہے جس وجہ سے کہ اوسنے
فرمایا ہے اور جس معنی سے کہ اوسنے ارادہ کیا ہے پاک ہو کر استقرار و تمکن و تحیز و حد و جہت
سے بلکہ وہ تھا اور نہ عرش تھا نہ مکان نہ جہت تھی نہ زمان اور وہ اب بھی اوسی صفت پر ہے
کہ جسپر تھا اور کہا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے پاک کرے اللہ اون کے بھید کو
اور چکھاوے ہم کو جو کچھ چکھایا اون کو جلد اول مکتوب ۲۶۶ مین حق تعالے تمام صفات نقصان و سمات
حدوث و امکان سے منزہ و مبرا ہے نہ جسم و جسمانی ہے نہ مکانی و زمانی اور جہت کو حق تعالی کی
درگاہ مین گنجایش نہین ہے یہ تمام امور اوسکی مخلوقات ہین اور لیکن شیعہ کے اقوال پس
علامہ قوشجی نے تجرید محقق طوسی کی شرح مین کہا ہے اور دلالت کرتا ہے یعنی وجوب وجود
جہت کی نفی پر اس لیئے کہ جو چیز کہ جہت مین ہو پس وہ جسم ہے یا جسمانی ہے اور یہ دونون
ممکن بلکہ نوپیدا ہین کیونکہ اجسام کا نوپیدا ہونا ہم بیان کر چکے ہین اور نہج المسترشدین
فی اصول الدین مین کہ شیعہ کی کتاب ہے کہا ہے کہ حق تعالے جہت مین نہین ہے علامہ مفتی
محمد سعد نے تنبیہ مین ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے یہ اقوال محدثین کے خصوصاً
قول امام طحاوی و بیہقی کا اہل روایت و درایت مین سے اور محققین فقہاء و متکلمین و صوفیہ
وغیرہم کے بہت بڑی دلیل ہے اسپر کہ حق تعالے جہت سے پاک ہے تمام
اہل سنت کے نزدیک اور اس عقیدہ مین مشبہہ نے خلاف کیا ہے پس
سب نے حق تعالے کو جہت فوق مین خاص کیا پھر آپس مین مختلف ہوگئے پس ابو عبد اللہ

محمد بن كرام الى ان كونه فى الجهة لكون الاجسام فيها قال وهو مماس للصفحة العليا من العرش ويجوز عليه الحركة والانتقال وتبدل الجهات وعليه اليهود حتى قالوا العرش يأط من تحته اطيط الرحل الجديد وانه يفضل على العرش من كل جهة اربع اصابع ومنهم من قال هو محاذى العرش غير مماس له فقيل بمسافة متناهية وقيل غير متناهية ومنهم من قال ليس كونه فى الجهة لكون الاجسام فى الجهة يعنى انه ينفى عنه جميع خواص الاجسام حتى لا يبقى الا الاسم الجسم كذا فى المواقف قال العلامة الشريف والمنازعة مع هذا القايل راجعة الى اللفظ دون المعنى والاطلاق اللفظى متوقف على ورود الشرع به انتهى قلت هذا ظاهر لاخفاء فيه فانه لم يرد فى الشرع لفظ الجسم ولا لفظ الحيز والجهة فتنبهم والله اعلم انتهى ثم قال العلامة المفتى فيه وقريب من هذا مذهب ابن تيمية و لهذا قال المحقق الدوانى فى شرح العضدية ولابن تيمية واصحابه ميل عظيم الى اثبات الجهة ومبالغة فى القدح فى نفيها وقد صرح بكون الفوق جهة الله تعالى حقيقة من غير تجوز انتهى قلت قد رأيت فى فتاونه المسماة بالحموية انه قال فهذا كتاب الله تعالى من اوله الى اخره وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم من اولها الى اخرها ثم عامة كلام الصحابة والتابعين ثم كلام سائر الائمة مملوا مما هو نص واما ظاهر فى ان الله سبحنه وتعالى فوق كل شيئ وانه فوق العرش وانه فوق السماء ثم استدل بالايت مثل قوله تعالى ثم استوى على العرش واليه يصعد الكلم الطيب وغير ذلك والاحاديث مثل قصة المعراج ونزول الملئكة وقال فى اثناء كلامه واخر ما زعمه انه فوق العرش حقيقة قال العلامة المحلى فى رده فليت شعرى ان هذا فى كلام الله تعالى على هذه الصو

محمد بن کرام اس طرف گیا ہے کہ خدا کا جہت مین ہونا مثل اجسام کے جہت مین ہونے کے ہے
کہا کہ خدا ملا ہوا عرش کے اوپر ہے کہ صفحہ سے اور اوسکے حق مین حرکت و انتقال و تبدل جہات
جائز ہے اور یہی مذہب یہود کا ہے یہانتک کہ یہود نے کہا ہے کہ عرش حق تعالے کے نیچے
آواز کرتا ہے جس طرح کہ نیا کجاوہ چرچراتا ہے اور خدا عرش کے ہر جانب چار انگل بڑا ہوا
ہے اور بعض نے اونہین سے کہا ہے کہ خدا عرش کے سامنے ہے اوس سے ملا ہوا نہین ہے
پھر کہا گیا کہ مسافت محدود پر ہے اور کہا گیا ہے کہ فاصلہ غیر محدود پہ ہے اور بعض نے کہا
ہے کہ اوس کا جہت مین ہونا اور اجسام کی طرح نہین ہے یہ شخص خدا سے تمام خواص اجسام
کی نفی کا قصد کرتا ہے یہانتک کہ صرف اسم جنس کو باقی رکھتا ہے اسیطرح مذکور ہے مواقف
مین علامہ سید شریف نے کہا ہے کہ اس قائل سے نزاع لفظی طرف راجع ہے معنی کی طرف نہین
اور اطلاق لفظی پر موقوف ہے ورود شرع پر انتہی مین کہتا ہون کہ یہ امر ظاہر ہے کچھ اخفا نہین
نہین ہے اس لئے کہ شرع مین نہ جسم کا لفظ وارد ہوا ہے اور نہ حیز یا جہت کا لفظ اپنی تحقیق
واللہ اعلم انتہی پھر مفتی علامہ نے تنبیہ مین کہا اور اسی کے قریب ابن تیمیہ کا مذہب ہے اور اسیجہ
سے محقق دوانی نے عضدیہ کی شرح مین کہا ہے کہ ابن تیمیہ اور اوسکے اصحاب کو میل عظیم ہے
اثبات جہت کی طرف اور نفی جہت پر اعتراض کرنے مین مبالغہ ہے اور اوس نے تصریح کی ہے
کہ فوق حقیقتہ حق تعالے کی جہت ہے بلا تجوز کے انتہی مین کہتا ہون کہ مین نے اوسکے فتوا سے
مسما حمویہ مین دیکھا ہے کہ اوسنے کہا ہے کہ یہ کتاب اللہ ہے اول سے آخر تک اور سنت رسول اللہ صلعم
ہے اول سے آخر تک پھر عموما کلام صحابہ و تابعین ہے پھر کلام تمام ائمہ کا ہے جنہون نے عمل کیا ہی نص پر یا
یا ظاہر اسباب مین کہ حق سبحانہ ہر شے کے فوق ہی اور ہر شے کے اوپر ہے اور وہ عرش پر ہی اور وہ آسمان کے اوپر
اور پھر اس پر دلیل لایا آیات سے جیسے کہ ثم استوی علی العرش اور الیہ یصعد الکلم الطیب وغیرہ اور احادیث سے جیسے قصہ معراج
اور نزول فرشتون کا اور کہا اپنی کلام کے درمیان اور اپنے اعتقاد کے آخر مین کہ حق تعالے حقیقتاً عرش کے اوپر ہی خلاصہ یہ ہے کہ اسکے رد مین کہا ہی کہ کتاب

التي نقلها عن كتاب ربه وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم فهل في
كتاب الله تعالى كلمة مما قاله حتى يقول ان فيه نصا والنص هو الذي لا
يحتمل التاويل البتة وهذا مراده فانه جعل غير الظاهر لعطفه عليه واي
اية في كتاب الله تعالى نص لهذا الاعتبار انتهى قلت اثبات الفوقية لله تعالى
والاستدلال بالايات والاحاديث وكلام الائمة وكونها حقيقة والمبالغة
في القدح في نفيها يدل على ان عقيدة الجهة راسخة في ذهنه وهذا مقتضى
مذهبه لا لازم مذهبه كما زعم حتى يقال لازم المذهب ليس بمذهب
انتهى كلام المفتي العلامة اقول وللمصنف ايضا اباطيل عظيم وشنع فخيم كشيخه
ابن تيمية في اثبات كونه تعالى قاعدا على العرش واضعا رجليه على الكرسي
وكون الفوق جهة لله تعالى حقيقة ولذا استدل عليه برفع الايدي في
الدعاء الى فوق وبحديث الجارية السوداء وغير ذلك كما سيجيء وانما
اطنبنا الكلام بذكر الاقاويل في هذا المقام وان كان في بادي النظر غريبا
لان هذا البحث هو المطلب الاعلى والغاية القصوى بجمعه هذا الكتاب ولذا
اودعه في مطاوي كلامه متفرقة وادرجه في مواضع كتابه متشتتة كيلا
يظهر كونه مخالفا لاهل السنة في هذه العقائد ويستتر توافقه لاهل البدع
في هذه المقاصد فهذا القول مبدأ العقائد الباطلة سياتي خبره بعد بحث
الاسماء مقرونا بالتفصيل والتعليل والنقص والجرح والتعديل فلينظر
ثم لما فرغ من الاستدلال باثر علي رضي الله عنه شرع في الاستدلال بقول
الامام جعفر الصادق رضي الله عنه ناقلا عن الرسالة القشيرية فقال
الافقا الحافظ المصنف الامام ابو القاسم عبد الكريم القشيري في الرسالة القشيرية

ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے اپنے رب کی کتاب سے اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث سے اور اسکی کتاب اللہ
مین ایک لفظ بھی نہین ہے اسکے قول مین سے یہانتک کہ یہ کہتا ہے کہ اوس مین منصوص ہے اور منصوص
وہ ہے کہ جس مین قطعاً تاویل کا احتمال نہ ہو اور یہی نص ہے اوس کی مراد یہی ہے اس لیے کہ اوسنے
نص کو غیر ظاہر قرار دیا ہے ظاہر کو نص پر معطوف بنا کر اور اس اعتبار سے کوئی آیت کتاب اللہ مین نص
ہے انتہی مین کہتا ہون کہ فوق کو حق تعالی کے لیے ثابت کرنا اور آیات و احادیث و کلام ائمہ سے
دلیل لانا اور جہت فوق کا حقیقتاً ہونا اور اوسکی نفی پر اعتراض کرنے مین مبالغہ کرنا دلیل ہے اس
امر کی کہ جہت کا عقیدہ اوسکے ذہن مین جما ہوا ہے اور یہ اوسکے مذہب کا مقتضی ہے لازم
مذہب نہین ہے جیسا کہ وہم کیا گیا ہے یہانتک کہ کہا جائے کہ لازم مذہب مذہب نہین ہوتا
ہے تمام ہوا کلام محشی علامہ کا مین کہتا ہون کہ مصنف کو بھی میل عظیم و شغف فخیم ہے مثل
اوسکے شیخ ابن تیمیہ کے اس عقیدہ کے ثابت کرنے مین کہ حق تعالی عرش پر بیٹھا ہے کرسی
پر اوسکے دونون پیر ہین اور فوق حقیقتاً خدا کی جہت ہے اور اسی وجہ سے اسپر دلیل لایا ہے
دعا مین اوپر کی طرف ہاتھ اوٹھانے سے اور حدیث جاریہ سوداء وغیرہ سے جیسا کہ [illegible]
اور بعض مقامات مین ان اقوال کو ذکر کرنے سے اس وجہ سے کلام کو دراز کیا ہے اگرچہ فضول ہون
اجنبی معلوم ہوتا ہے) اسلیے کہ یہی بحث مصنف کی اس کتاب کے تصنیف کرنے سے اعلی
درجہ کا مطلب اور انتہا درجہ کی غایت ہے اور اسی وجہ سے اس بحث کو مصنف اس کتاب کے
مختلف مقامات مین وسعت دیا ہے اور متفرق جگہون مین درج کیا ہے تاکہ اون عقائد مین
مصنف کی مخالفت اہل سنت ظاہر نہو جاوے اور اوسکی موافقت اہل بدعت سے ان مقاصد مین مخفی رہے
پس یہ قول مصنف کا کتاب الملک کی ابتدا مین کہ جسکی خبر بحث اسما کے بعد تفصیل تعلیل و تفسیر وغیرہ
تعلیل کے ساتھ اسکی طرف اشارہ کرتا ہے جیسا کہ علو الہی سے استدلال کرنے سے فارغ ہوا تو امام جعفر صادق کا قول
دلیل لانے مین شرح کتاب الفقہ سے نقل کرکے پیش کیا اور کہا کہ فرماتے ابوالقاسم عبد الکریم قشیری نے رسالہ قشیریہ مین

وقال جعفر الصادق من زعم ان الله في شيء او من شيء او على شيء فقد اشرك
اذ لو كان على شيء لكان محمولا اى وليس محمولا بل هو حامل بقدرته وحفظه
ورحمته كل حامل ومحمول ولو كان في شيء لكان محصورا اى وليس محصورا
ولا مقصورا بل هو حاصر وقاصر لكل محصور ومقصور وانما نحو قوله
تعالى الرحمن على العرش استوى وقوله تعالى ءامنتم من في السماء محمول على
عظيم وتعليق على تفخيم من تجلياته وتعلياته من غير ان تكون له حاجة الى
العرش ولا شيء من الفرش وسببين ولو كان من شيء لكان محدثا اى وهو
ممتنع مطلقا انتهى بقدر الحاجة اقول ومن الله التوفيق هذا الكلام الشريف
والبيان المنيف للامام جعفر الصادق رضى الله عنه لما كان من البراهين
الدالة على نفي الجهة عن الله سبحانه اغرب المصنف في نقله حيث ما نقله
كما هو بل ادمج بين شقوقه جملات من عند نفسه وصرفه الى ما هو
بصدد اثباته من كون الفوق جهة له تعالى وبيانه ان هذا القول مشتمل
على شقوق ثلاثة كلها ممتنع مطلقا في حقه تعالى ومقصود المصنف لما
كان ينتفي بالشقين الاولين صرف الامتناع الى الشق الاخير بقوله بعده
وهو ممتنع مطلقا ويعلم من تقييده الامتناع بالاطلاق على طور المفهوم
المخالف ان الشقين الاولين ليس امتناعهما في حقه تعالى على الاطلاق بل هما
ممكنان فيه تعالى من وجه كما هو مزعوم المصنف وشيخه ابن تيمية وممتنعان
من وجه كما هو مزعوم غيره من اليهود والمشبهة كما مر في ضمن ما ذكرته
انفا من الاقاويل المنقولة من التنبيه وهذه جسارة عظيمة وخيانة
فخيمة في امر الدين لا يجترئ عليها الا من لا يخاف عليه سوء الخاتمة وهو

فرمایا جعفر صادق نے کہ جس نے گمان کیا کہ خدا کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے تو وہ
مشرک ہوگیا اس لیئے کہ خدا اگر کسی شے پر ہوتا تو اوٹھایا ہوا ہوتا یعنے اور وہ اٹھایا ہوا نہین ہے بلکہ وہی اٹھانے
والا ہے اپنی قدرت سے اور نگہبان ہے اپنی رحمت سے ہر اٹھانے والے اور اٹھائے ہوئے کو اور اگر کسی شے مین
ہوتا تو گھیرا ہوا ہوتا یعنے اور وہ گھیرا ہوا نہین ہے اور نہ روکا ہوا ہے بلکہ وہی گھیرنیوالا اور روکنے والا ہے
ہر گھیرے ہوئے اور روکے ہوئے کو اور مانند قول حق تعالے کے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوگیا ہے اور
قول حق تعالے کا کیا تم بےخوف ہوگئے ہو اوس ذات سے کہ آسمان مین ہے) ایک تجلی بلند عظمت والے اور
ایک تعلی روشن بزرگی ہے خدا کی تجلیات و تدلیات مین سے بغیر اس کے کہ اوسکو حاجت ہو عرش یا کسی
شے کی فرش سے اور اس کا بیان قریب آئیگا اور اگر کسی شے سے ہوتا تو نو پیدا ہوتا یعنے اور یہ تو مطلقاً محال
ہے انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی کے طرف سے توفیق ہے کہ یہ کلام شریف و بیان منیف امام جعفر صادق کا
جبکہ اون براہین مین سے تھا جو خدا سے جہت کی نفی پر دلالت کرتی ہین مصنف نے اسکی نقل مین ایک
نادر کام کیا اس طرح پر کہ اس کلام کو جیسا کہ تھا نقل نہ کیا بلکہ اوسکے شقوق مین اپنے جانب سے کچھ کلمے داخل
کر دیئے اور اسکو اپنی مدعا کے طرف کہ جہت کا ثابت کرنے کے لیئے مصنف درپے ہے یعنے جہت فوق حقتعالے
کیلیئے ثابت کرنے کی طرف پھیر دیا اور بیان اس کا یہ ہے کہ یہ قول امام کا شامل ہے تین شقوق پر کہ ہر ایک
اونکی حقتعالے کے حق مین مطلقاً محال ہے اور مصنف کا مدعا جبکہ پہلی دو شقون سے باطل ہوتا تھا تو امتناع مطلق کو
شق اخیر کے طرف پھیر دیا اوسکے بعد اپنا قول وہو ممتنع مطلقاً بڑہا کر اور امتناع کو اطلاق کے ساتھ مصنف کے
مقید کر دینے سے بطور مفہوم یہ سمجھا جاتا ہے کہ پہلی دو شقین حقتعالے کے حق مین مطلقاً ممتنع نہین ہین بلکہ وہ دونون
حق تعالے کے حق مین ایک وجہ سے ممکن بھی ہین کہ جیسے مصنف اور اوسکے شیخ ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے اور دوسری وجہ
ممتنع ہین کہ جیسے مصنف کے غیر کا عقیدہ ہے یہود و مشبہین سے جیسا کہ اون اقوال مین گذر چکا ہے کہ جن کو ہم نے
اپنی کتاب تنبیہ سے نقل کیا ہے اور یہ بہت بڑی جسارت اور کمال درجہ کی خیانت ہے دین
مین اور ایسی جرأت وہی شخص کر سکتا ہے کہ جسکو اپنے سوء خاتمہ کا خوف نہ ہوا اور وہ اپنے

فی اعمالہم من الاخسرین کما قال الله تعالى قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا
الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا
ولما اختفى بتخليط المصنف ما هو مقصود الامام من هذا الكلام و نفى الجهة والفوقية
على العرش بالمعنى الحقيقى عن الحق سبحانه لا بد لنا ان نحقق فحواه و ننقل لكم ما هو
منقول فی الرسالة القشيرية بسياقه وسباقه لحاق شيء فى معناه قال صاحب
القشيرية رضی الله عنه فيها فى صفحه (٤) وسئل ذو النون المصرى عن
قوله تعالى الرحمن على العرش استوى فقال اثبت ذاته و نفى مكانه فهو موجود
بذاته والاشياء موجودة بحكمه كما شاء سبحنه وسئل الشبلى عن قوله الرحمن
على العرش استوى فقال استوى علمه بكل شيء فليس شيء اقرب اليه من شيء
وقال جعفر الصادق من زعم ان الله فى شيء او من شيء او على شيء فقد اشرك
اذ لو كان على شيء لكان محمولا و لو كان فى شيء لكان محصورا و لو كان من شيء
لكان محدثا وقال جعفر الصادق ايضا فى قوله ثم دنى فتدلى من توهم انه
بنفسه دنا جعل ثم مسافة انما التدانى انه كلما قرب منه بعده عن انواع المعارف
اذ لا دنو ولا بعد انتهى فعلم من هذا النقل ان كلام الامام فى هذا المقام
انما ورد لنفى جهة الفوق عن الله تعالى و تقريره على ما نقله المفتى العلامة
فی التنبيه هكذا (البرهان الاول) وهو المقتبس من ذى الحسب الزكى والنسب
العلى سيد العلماء و وارث خير الانبياء جعفر الصادق رضى الله عنه قال
لو كان الله فى شيء لكان محصورا وتقرير هذه الدلالة انه لو كان فى جهة
مشارا اليه لزم تناهيه و ذلك لانه اذا كان فى هذه الجهة دون غيرها فقد
حصل فيها دون غيرها ولا معنى لتناهيه الا ذلك وكل متناه محدث

اعمال مین زیادہ نقصان والا ہو جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے کہدے اے محمد کہ کیا ہم تمھین بتا دین
وہ لوگ زیادہ نقصان والے ہین اعمال مین وہ ایسے لوگ ہین کہ جنکی کوشش دنیا کی زندگی مین بہک گئی ہے
اور اونکو گمان ہے کہ ہم اچھا کام کرتے ہین اور جبکہ مصنف کی آمیزش سے مقصود کلام امام کا کہ جہت
فوقیت کی حقیقی کی نفی ہے حق سبحانہ سے مخفی ہوگیا تو ہم کو ضرور ہوا اوس کا ماحصل بیان کر دین اور جسطرح کہ
رسالہ قشیریہ مین مذکور ہے اوسیطرح پر مع اوسکے سیاق و سباق کے بدون ملانے کسی شے کے اوس کے
معنی مین اوسکو نقل کرین کہا صاحب قشیریہ رح رسالہ قشیریہ کے صفحہ ۷۷ مین اور ذو النون مصری سے پوچھا گیا
قول حق تعالے کا (رحمن عرش پر مستوی ہوا) پس کہا کہ خدا نے اس قول مین ثابت کیا ہے اپنی ذات کو
اور نفی کی ہے اپنے سے مکان کی پس وہ بذات خود موجود ہے اور اشیا اوسکے حکم سے موجود ہین جسطرح پر
کہ حق سبحانہ نے چاہا ہے اور شبلی سے آیت مذکورہ کا مطلب پوچھا گیا پس کہا کہ اوس کا علم ثابت ہے کیا ہر شے
مین پس اوسکے نسبت ایک شے زیادہ قریب نہین ہے دوسری شے سے اور کہا جعفر صادق نے کہ جس نے
گمان کیا کہ خدا کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے پس وہ بیشک مشرک ہوگیا اس لیے کہ اگر خدا کسی شے
پر ہوتا تو اوٹھایا ہوا ہوتا اور کسی شے مین ہوتا تو گھیرا ہوا ہوتا اگر کسی شے سے ہوتا تو پیدا ہوا ہوتا اور کہا امام جعفر صادق نے
حق تعالے کے قول (پھر وہ قریب ہوا پس زیادہ نزدیک ہوگیا) کی تفسیر مین جسنے وہم کیا کہ وہ آپ تو نزدیک
ہوا تو اوسنے وہان مسافت قرار دی وہان تو نزدیک ہونیکے معنے ہین کہ جو اوس ہو اوس سے قریب ہوا
انواع معارفت سے دور ہوگیا اس لئے کہ وہان نہ قرب ہے نہ بعد ہے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ امام کا
کلام اسمقام مین جہت فوق کی حق تعالے سے نفی کے لئے وارد کیا گیا ہے اور اس کا بیان جسطور پر مفتی علما
تنبیہ مین نقل کیا ہے یہ ہے (پہلی برہان اور وہ حاصل کی گئی ہے صاحب کی ولی علی سید علما و وارث
خیر الانبیاء جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کلام سے فرمایا اونہون نے کہ اگر خدا کسی شے مین ہوتا تو گھیرا ہوا ہوتا) اور بیان اس دلیل کا
یہ ہے کہ خدا اگر ہوتا کسی جہت مین کہ جسکی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تو اوس کا محدود ہونا لازم آتا اور یہ اسی وجہ سے کہ جسکی
اسی جہت مین ہوا نہ اوسکی غیر مین تو اسی مین حاصل ہوا نہ کہ اسکے غیر مین اور اوسکے محدود ہونیکا یہی معنی اور ہر محدود حادث ہے

لان تخصيصه بهذا المقدار دون سائر المقادير لا بد له من مخصص فقد ظهر بهذا البرهان الذي يبهر العقول ان القول بالجهة يوجب كون الخالق مخلوقا والرب مربوبا وان ذاته متصرف فيها وتقبل الزيادة والنقصان تعالى الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا انتهى ولما فرغ المصنف عن بيان قول الامام جعفر الصادق والاستدلال به على دعوته ادخل بحث الاسماء بين مبحث الصفات ودلائله وهذا خارج من داب البحث وايضا مخالف لنظم التاليف لانه قال في صدر هذا الفصل الايمان بالذات الاحدية والصفات الواحدية والاسماء الالهية فهذا الترتيب يقتضي ان يكون بحث الاسماء مؤخرا من بحث الصفات ولما رأينا بحث الاسماء وعلم الله تعالى بما يكون قبل ان يكون في كتابه هذا اما وجدنا فيه شيئا قابلا للمواخذة غير مواضع عديدة وهي ايضا ليست معتدا بها فنحن في الوجه نترك التعرض عن بحث الاسماء وما بعده ونشرع في بحث الصفات بتوفيق الله تعالى وعونه قال الصفات المتشابهات قال الله تعالى هو الذي انزل عليك الكتاب منه ايت محكمت هن ام الكتب واخر متشابهت فاما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله والراسخون في العلم يقولون امنا به كل من عند ربنا الاية اخرج ابن جرير وابن المنذر وابن الانباري في الوقف بسند جيد من طريق مجاهد عن ابن عباس في قوله تعالى وما يعلم تاويله الا الله والراسخون في العلم قال انا ممن يعلم تاويله وقد استفاض عنه ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال اللهم فقهه في الدين وعلمه التاويل وفي لفظ اللهم علمه الحكمة وتاويل الكتاب ولعبد بن حميد في التفسير وابن الانباري في كتاب

اس لیے کہ اوسکی خصوصیت کیلیے اس مقدار کیساتھہ بدون دوسری مقدارون کے کوئی خصوصیت پیدا کرنیوالا
ضرور ہونا چاہیے پس تحقیق کہ ظاہر ہوگیا اس برہان سے جو عقلون کو دنگ کرتی ہے کہ جہت کا قول واجب
کرتا ہے خالق کے مخلوق ہونے کو اور پالنے والیکے پرورش یافتہ ہوجانے کو اور اس امر کو ذات الہی مین قصور
ہوسکتا ہے اور وہ کمی بیشی کو قبول کرتی ہے برتر ہے خدا ظالمونکے قول سے بہت برتر ہونا انتہی اور جبکہ مصنف
فارغ ہوا امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول کو بیان کرنے اور اس سے دلیل لانیسے اپنے دعوے پر بحث اسماء کو بحث
صفات اور اوسکے دلائل کے درمیان داخل کردیا اور یہہ طریق بحث سے خارج ہے اور نیز نظم تالیف کے برخلاف ہے اسلیے کہ
مصنف نے اس فصل کے شروع مین کہا ہے ایمان ذات احدیت وصفات واحدیت و اسماء الہیہ پر پس ترتیب
چاہتی ہے کہ اسماء کی بحث صفات کی بحث سے پیچھے ہو۔ اور ہم نے جبکہ بحث اسماء و بحث علم اللہ تعالے بہا کیونکو
اس کتاب مین دیکھا تو اوسمین کوئی بات قابل گرفت کے نپائی بجز چند مقامات کے اور وہ بھی چندان اعتبار کے قابل نہ تھے
پس ان وجوہ سے ہم بحث اسماء اور اوس کے مابعد سے تعرض کرنیکو چھوڑ دیتے ہین اور بحث صفات مین شروع
کرتے ہین حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہا مصنف نے (صفات متشابہات) فرمایا حق تعالی نے (وہ ایسی
ذات ہے کہ جس نے اوتاری تجھپر کتاب بعض اوس کی آیات محکمات ہین کہ وہ کتاب کی اصل ہین اور بعض دوسری
آیات متشابہات ہین پس جن لوگون کے دلونمین کجی ہے وہ پیروی کرتے ہین اوس کتاب کے متشابہ کی طلب
فتنہ و طلب تاویل کی غرض سے حالانکہ اوسکی تاویل بغیر خدا کو معلوم نہین ہے اور جو لوگ علم مین ثابت قدم ہین کہتے ہین
کہ ہم اوسپر ایمان لائے سب ہمارے رب کیطرف سے ہے آخر تک روایت کی ابن جریر و ابن منذر و ابن انباری نے وقف مین
عمدہ سند کیساتھ مجاہد کے طریق سے ابن عباس سے حضرت کے قول (وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم) کے
باب مین کہا ابن عباس نے مین اون مین سے ہون جو کہ اوسکی تاویل جانتے ہین اور ابن عباس سے ثابت
ہوچکا ہے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اون کے واسطے دعا کی اے خدا تو
اوسکو دین مین سمجھ عطا کر اور تاویل کتاب اس کو سکھا دے اور ایک حدیث مین ہے اے خدا
تو اسکو حکمت و تاویل کتاب سکھا دے اور عبد بن حمید کی روایت ہے تفسیر مین اور ابن ابی حاتم کی سند

الاضداد عن مجاهد وابن جرير عن الربيع فى قوله تعالى (وَالرَّاسِخُونَ فِى الْعِلْمِ)
قالا يعلمون تاويله ويقولون امنا به وقال نجم الدين عمر النسفى فى تفسيره اكثر
اهل العلم على ان الراسخين فى العلم يعلمون المتشابه قالوا ولو لم يكن للراسخين
فى العلم حظ فى علم المتشابه الا ان يقولوا امنا به كل من عند ربنا لم يكن لهم
فضل على الجهال لانهم جميعا يقولون ذلك وان الله تعالى لم يسو بين خلقه
فى العلم بالمتشابه وقال النووى انه الاصح لانه يبعد ان يخاطب الله تعالى عباده
بما لا سبيل لاحد من الخلق الى معرفته وقال ابن الحاجب انه الظاهر ولختاره
القتبى وهو قول الشافعى قال فى مختصر البويطى لا يحل تفسير المتشابه الا بسنة
عن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم او خبر عن احد من اصحابه او اجماع
العلماء فلولا ان علم تاويل المتشابه مما اليه سبيل لما قال ذلك هذا وقد قال
ابن عباس كما عزى له الخطابى وابن الاثير على بالقران فى علم على كما القراءة
فى الشعر اى الغدير الصغير فى وسط البحر ولابى نعيم فى حلية الاولياء عن ابن
مسعود قال ان القران انزل على سبعة احرف ما منها حرف الا وله ظهر
وبطن وان على بن ابى طالب عنده منه الظاهر والباطن وقد صح حديث
على مع القرأن والقران مع على وحديث انا مدينة العلم وعلى بابها اذا علمت
هذا فاعلم ان الحسن بن على الحلوانى فى السنن محمد بن عثمان بن ابى شيبة
فى كتب العرش والقاضى ابى احمد العسال الاصفهانى فى المعرفة تاليفه والصفات
وابى الشيخ وابن مردويه عن عمير بن عبد الملك قال خطبنا على قال حدثنى
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عن ربه عز وجل قال وعزتى وجلالى
وارتفاعى فوق عرشى ما من اهل قرية ولا اهل بيت ولا رجل ببادية كانوا

کتاب الاضداد مین مجاہد سے اور ابن جریر کی ربیع سے حق تعالے کے قول وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کے باب مین
کہا اون دونون نے کہ جانتے ہین ہم اوسکی تاویل اور کہتے ہین کہ ہم اوس پر ایمان لائے اور کہا نجم الدین
عمر نسفی نے اس کی تفسیر مین کہ اکثر اہل علم اسپر ہین کہ راسخین فے العلم متشابہ کو جانتے ہین اور راوی کا قول
ہے کہ اگر راسخین فی العلم کو بہی متشابہ کے علم مین حصہ نہو بجز اسکے کہ وہ یہہ کہین کہ ہم اسپر ایمان لائے سب ہمارے
ربکے طرف سے ہے تو اونکو جاہلون پر کچہہ فضیلت نہوگی اسلئے کہ وہ سب بہی یہی کہتے ہین اور حق تعالی نے متشابہ کے
علم مین اپنے مخلوق مین سبکو برابر نہین رکہا ہے اور نووی نے کہا ہے کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے اسلئے کہ یہہ امر بعید ہے
کہ حق تعالی اپنے عباد سے اوس چیز کا خطاب کرے کہ جسکی معرفت کیطرف اوسکی مخلوق مین سے کسیکو کوئی راہ نہ ملے اور
ابن حاجب نے کہا ہے کہ یہی قول ظاہر ہے اور اسیکو قتیبی نے اختیار کیا ہے اور یہی قول امام شافعی کا ہے مختصر بوطی مین لکہا ہے
کہ متشابہ کی تفسیر ناجائز ہے مگر رسول خدا صلعم کی حدیث سے یا کسی صحابی کے قول سے یا علما کے اجماع سے پس اگر یہہ بات
نہوتی کہ تاویل متشابہ کے علم کیطرف راستہ ہے تو بوطی ایسا نہ کہتے اسکو یاد رکہہ اور تحقیق کہ ابن عباس نے کہا ہے
جیسا کہ خطابی و ابن اثیر نے اون سے روایت کی ہے کہ مجہکو علم قران کا بہ نسبت علم علیؑ کے بمنزلہ ایک چہوٹے حوض
کے ہے سمندر کے بیچ مین اور ابونعیم کی روایت ہے حلیۃ الاولیا مین ابن مسعودؓ سے کہا اونہون نے کہ قران کا نزول سات
حرفو مین ہوا ہے اونمین سے ہر حرف کے لئے ظاہر و باطن ہے اور علی بن ابی طالبؑ کے پاس قران کا ظاہر و باطن دونون جمع
ہین اور یہہ حدیث صحیح ہے کہ علی قران کے ساتہہ ہے اور قران علیؑ کے ساتہہ اور یہہ حدیث
کہ مین علم کا شہر ہون اور علی اوسکا دروازہ ہے جبکہ تجہکو یہہ معلوم ہوچکا پس جان تو کہ حسن بن علی حلوانی
کی روایت ہے سنن مین پہر محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کی روایت ہے کتاب العرش مین اور قاضی ابو احمد
عسال اصفہانی کی معرفت مین جسکو اوسنے تالیف کیا ہے صفات کے بیان مین اور ابو الشیخ و ابن مردویہ کے
روایت ہے عمیر بن عبد الملک سے کہا اوس نے کہ خطبہ سنایا ہمکو علیؑ نے کہا کہ بیان کیا
مجہسے رسول خدا صلعم نے اپنے رب عز و جل کیطرف سے کہ کہا اوسنے قسم ہے اپنے عزت و جلال کی اور اپنے بلند
ہونے کی عرش کے اوپر کہ نہین کوئی گانو کا شخص یا کسی گہر کا مالک یا جنگل کا مرد کہ جو تہا قائم ہون میری

على ما كرهت من معصيتي فيتحولوا عنها الى ما احببت من طاعتي الا تحولت لهم عما
يكرهون من عذابي الى ما يحبون من رحمتي وما من اهل بيت ولا قرية ولا رجل
بادية كانوا على ما احببت من طاعتي ثم تحولوا عنها الى ما كرهت من معصيتي
الا تحولت لهم عما يحبون من رحمتي الى ما يكرهون من غضبي وعن محمد بن زنبور
ابي صالح المكي انا الحارث بن عمير انا جعفر بن محمد عن ابيه عن جده عن
علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان فاتحة الكتاب
وآية الكرسي وآيتين من آل عمران (شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة
الى قوله ان الدين عند الله الاسلام) وقوله (قل اللهم مالك الملك) الى قوله
(بغير حساب) مشفعات معلقات بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب
الحديث اخرجه جماعة من المحدثين وبسطنا الكلام عليه في احياء الميت بفضائل
اهل البيت وله شاهد عند الديلمي في مسند الفردوس عن ابي ايوب الانصاري
وفيه تعلقن بالعرش وقلن اتنزلنا على قوم يعملون بمعاصيك فقال وعزتي وجلالي
وارتفاع مكاني الحديث وللطبراني في الاوسط وابي الشيخ فالديلمي والبيهقي
في شعب الايمان والهروي في ذم الكلام وعبيد الله بن محمد بن حفص
العيشي في حديثه وعبد القادر الرهاوي في اربعينه عن الحارث
عن علي قال كل دعاء محجوب عن السماء حتى يصلي على محمد وعلى آل محمد
قال ابن الجزري في آخر النشر واسناده جيد وفي تلخيص مسند الفردوس
لابن حجر حديث الدعاء محجوب عن الله عز وجل حتى يصلي على محمد واهل بيته
ابو الشيخ عن علي اي رفعا وسنده ضعيف وهو عند الترمذي ولعله الحكيم
فليراجع قال [illegible] ورواه الحسن بن عرفة عن علي موقوفا وسنده ضعيف

معصیت پر کہ جسکو مین برا جانتا ہون پہر اوسکو اونہون نے چہوڑ دیا میری طاعت پر ہوکر کہ جسکو مین دوست
رکہتا ہون مگر یہہ کہ مین نے چہوڑ دیا اونکے عذاب کو کہ جسکو وہ برا جانتے ہین بسبب اپنی رحمت کے کہ
جس سے وہ خوش ہین اور نہین کوئی گہر کا مالک اور نہ گانون کا رہنے والا یا جنگل کا مرد کہ قایم ہون میری طاعت
پر کہ جسکو مین دوست رکہتا ہون پہر اونہون نے اوسکو چہوڑ دیا بسبب میری معصیت کے کہ جسکو مین برا
جانتا ہون مگر یہہ کہ مین چہوڑ دیتا ہون اپنی رحمت کو کہ جسکو وہ دوست رکہتے ہین بسبب اپنے غضب کے
کہ جسکو وہ برا جانتے ہین اور محمد بن نازنوبا ابو صالح کی سے روایت ہے کہ ہمکو خبر دی حارث بن عمیر نے
کہ ہمکو خبر دی جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے اونہون نے علی بن ابی
طالب سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آل عمران کی دو آیتین ایک شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ متعلق ہے کہ قول اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ تک اور دوسری قول اوسکا قل اللهم مالک الملک اوس
قول بغیر حساب تک مقبول الشفاعۃ ہین کہ عرش سے معلق ہین اونمین اور خدا مین کوئی پردہ نہین ہے آخر حدیث تک اس کو روایت کیا ہے
محدثین کی بڑی جماعت نے اور اسکے تحقیق کو ہمنے اخبار البیت مین بسط سے لکہا ہے اور اس حدیث کا
ایک شاہد ہے دیلمی کے پاس مسند الفردوس مین ابو ایوب انصاری سے اور اوسمین یون ہے کہ لٹکی ہین عرش
سے اور کہا کہ کیا تو ہمکو نازل فرماتا ہے ایسے قوم پر کہ تیری نافرمانی پر عمل کرتے ہین پس فرمایا حق تعالی نے
قسم ہے اپنی عزت و جلال اور اپنے بلندی مکان کی آخر حدیث تک اور طبرانی کی روایت ہے اوسط مین اور
ابو الشیخ کی پس دیلمی و بیہقی کی روایت ہے شعب الایمان مین اور ہروی کی ذم الکلام مین اور عبید اللہ بن محمد بن حفص عیشی کی
اوسکی حدیث مین اور عبد القادر رہاوی کی اوسکی اربعین مین حارث سے اوسنے روایت کی علی سے کہ کہا اونہون نے کہ ہر دعا محجوب
آسمان سے یہانتک کہ درود بہیجا جاوے محمد پر و آل محمد پر کہا ابن حجر نے اپنی شرح کے آخر مین کہ اس حدیث کی اسناد
جید ہے اور تخلیص مسند الفردوس مولفہ ابن حجر مین ہے کہ حدیث کہ دعا محجوب ہے خدا عز و جل سے یہانتک کہ درود بہیجا جاوے محمد و اہل بیت
پر اسکو روایت کیا مرفوعاً ابو الشیخ نے علی سے اور اسکی سند ضعیف ہے ترمذی کے نزدیک اور شاید وہ حکم مین ہے جسکا کرنا چاہیے
سنن ترمذی کی طرف کہا میرک نے اور اسکو روایت کیا ہے حسن بن عرفہ نے علی سے مرفوعاً اور اسکی سند ضعیف ہے

والصحيح وقفه لكن قال المحققون من علماء الحديث ان مثل هذا لا يقال من قبل
الرأي فهو مرفوع حكما انتهى وعن الحارث عن علي رفعا ما من دعاء الا بينه وبين
السماء حجاب حتى يصلى على محمد وعلى آل محمد فاذا فعل ذلك انخرق ذلك الحجاب
ودخل الدعاء الحديث رواه البيهقي وابو القاسم التيمي والديلمي وابن ابي
شيبة وابو اليمن بن عساكر وابن بشكوال وغيرهم ورواه الطبراني والبيهقي
عن الحارث وعاصم بن ضمرة كلاهما عن علي موقوفا واشار اليه ابو اليمن ولابن ابي
شيبة عن حذيفة بن اسيد قال رأيت علي بن ابي طالب اذا زالت الشمس
صلى اربعا طوالا فسألته فقال رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
يصليها فسألته فقال ان ابواب السماء تفتح اذا زالت الشمس فلا ترتج حتى يصلى
الظهر فاحب ان يرفع لي الى الله عمل وللدارقطني في حديث ابن متروك
والخطيب في الجامع لاداب القارئ والسامع وابي غنائم النرسي في انس العاقل
وابن عساكر عن علي قال يا حملة القرآن اعملوا به الى ان قال وسيكون اقوام يحملون
العلم لا يجاوز تراقيهم تخالف سريرتهم علانيتهم الى قوله اولئك لا يصعد
اعمالهم في مجالسهم تلك الى الله ولاسحق وابن ابي عاصم وابن جرير والمحاملي
في الامالي بسند صحيح عن علي في خبر خم وقد تركت فيكم ما ان اخذتم به لن
تضلوا بعده كتاب الله سببه بيده وسببه بايديكم (الحديث) ورواه ابن سعد
واحمد والطبراني في معجمه الكبير عن ابي سعيد الخدري وابن ابي شيبة واحمد
عن زيد بن ثابت كتاب الله عز وجل حبل ممدود ما بين السماء والارض وفي
لفظ الطبراني في الكبير عن زيد كتاب الله عز وجل سبب طرفه بيد الله و
طرفه بايديكم ولابن اسحق فيعقوب بن ابراهيم الدورقي فانا رامي وافيها

اور صحیح یہہ ہے کہ یہہ حدیث موقوف ہے لیکن محققین اہل حدیث نے کہا ہے کہ ایسی حدیث راوی اپنی جانب سے
نہین کہتا ہے پس یہہ مرفوع ہے حکماً انتہی اور حارث نے علیؑ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نہین ہے کوئی دعا مگر
یہ کہ اوسمین اور آسمان مین پردہ ہے یہانتک کہ درود پڑہا جائے محمدؐ پر پس جبکہ ایسا کیا جاے تو وہ پردہ پہٹ جاتا ہے
اور دعا داخل ہو جاتی ہے تا آخر حدیث اسکو روایت کیا ہے بیہقی و ابو القاسم تیمی و دیلمی و ابن البو شریح نے بیرا اون
بن عساکر اور ابن بشکوال وغیرہم نے اور روایت کیا اسکو طبرانی و بیہقی نے حارث و عاصم بن ضمرہ سے اون
دونون نے علیؑ سے موقوفاً اور اسکی طرف اشارہ کیا ہے ابو الیمن نے اور ابن ابی شیبہ کی روایت ہے عبد اللہ
بن اسید سے کہا اوسنے کہ دیکھا مینے علیؑ کو کہ زوال آفتاب کے بعد اونہون نے چار رکعتین درازپڑہی ہین اوسنے
پوچہا تو فرمایا کہ اسمان کے دروازے کہولے جاتے ہین جبکہ آفتاب زایل ہو جاتا ہے پس برابر کہلے رہتے ہین جبتک
کہ ظہر کی نماز پڑہ لی جائے پس مجکو محبوب ہے یہ کہ میرا کوئی عمل خدا کی طرف اوٹہایا جائے اور دارقطنی کی روایت ہے ابن منذر کی حدیث مین
اور خطیب کی جامع لآداب القاری والسامع مین اور ابو غانم نرسی کی دانس القول مین اور ابن عساکر علیؓ سے کہ کہا اونہون نے
(ای قرآن کو اوٹہانیوالو قرآن پر عمل کرو یہانتک کہ کہا اور قریب ہے کہ کچہہ لوگ ہونگے کہ علم کو سیکہینگے پر علم اونکے ہنسلیون سے نیچے نہ اوتریگا
اونکا باطن مخالف ہوگا اونکے ظاہر کے یہانتک کہ کہا کہ اون لوگون کے اعمال اونکی مجالس سے خدا
کی طرف بلند نہ پہونچینگے اور اسحق و ابن ابی عاصم و ابن جریر و محاملی کی روایت ہے امالی مین بسند
صحیح علیؓ سے حدیث ثم مین یہ کہ اور تحقیق کہ مینے تم مین وہ شے چہوڑی ہے کہ اگر تمنے اوسپر عمل
کیا تو پہر تم ہرگز گمراہ نہوگے خدا کی کتاب کہ اوسکی ایک ڈوری تمہارے ہاتہون مین ہے اور ایک
ڈوری خدا کے ہاتہہ مین ہے آخر حدیث تک اور اسکو روایت کیا ہے ابن سعد و احمد و طبرانی نے
اپنی معجم کبیر مین ابو سعید خدری سے اور ابن ابی شیبہ و احمد نے زید بن ثابتؓ سے کتاب خدا عزوجل کی
ایک رسی ہے دراز کی ہوئی درمیان آسمان و زمین کے اور طبرانی کی معجم کبیر مین ہے زید سے کتاب
خدا عزوجل کی ایک ڈوری ہے کہ جسکا ایک سرا خدا کے ہاتہہ مین ہے اور دوسرا سرا تمہارا
ہاتہون مین اور ابن اسحق کی روایت ہے پہر یعقوب بن ابراہیم دورقی کی پہر دارمی و احمد۔

وابي يعلى في مسانيدهم وابن جرير في تهذيب الآثار والخطيب في تاريخه عن
عبيد الله بن ابي رافع عن ابيه عن علي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه
قال لولا ان اشق على امتي لامرتهم بالسواك عند كل صلوة ولاخرت العشاء
الآخرة الى ثلث الليل فانه اذا مضى ثلث الليل الاول هبط الله تعالى الى السماء
الدنيا فلم يزل هنالك حتى يطلع الفجر فيقول قائل الا سائل يعطى الا داع يجاب
الا سقيم يستشفي فيشفى الا مذنب يستغفر فيغفر له وليس عند ابي يعلى جملة
الا سائل يعطى تابعه ابو هريرة عند ابن اسحاق في يعقوب الدورقي فالدارمي
وعبد الرزاق واحمد وابن نصر وابي يعلى وابن جرير بلفظه عند ذكر النزول
فقط والصابوني في الانتصار عن عبيد الله بن ابي رافع عن علي رفعه ينزل
ربنا تبارك وتعالى في كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر
فيقول من يدعوني فاستجيب له ومن يسألني فاعطيه ومن يستغفرني فاغفر له
تابعه ابو هريرة ايضاً عند مالك في رواية يحيى ولمسلم ورواية القعنبي
فابي داؤد وعند بقية ائمة الحديث الستة والدارمي وابي يعلى والصابوني
بطرق كثيرة عنه وجبير بن مطعم وعبادة بن الصامت وجابر وعبد الله
وابو الدرداء والحبر وعائشة وام سلمة اخرجها الصابوني زاد النسائي وابن ماجه
عن ابي هريرة حتى يطلع الفجر في النزول كل ليلة احاديث ذكرها بطول قال
القاضي عياض في حديث ابي هريرة الصحيح رواية حين يبقى ثلث الليل
الآخر كذا قال شيوخ الحديث وهو الذي تظاهرت عليه الاخبار بلفظه و
معناه قال النووي ويحتمل ان يكون النبي صلى الله عليه وآله وسلم اعلم باحد
الامرين في وقت فاخبر به ثم اعلم بالآخر في وقت آخر فاعلم به وسمع ابو هريرة

وابو یعلی کی اونکی مسندون مین اور ابن جریر کی تہذیب الآثار مین اور خطیب کی اوسکی تاریخ مین عبید اللہ
بن ابی رافع سے اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے علیؓ سے اونہون نے نبی صلعم سے
کہ فرمایا حضرت نے کہ اگر مجکو اپنی امت پر شاق ہونیکا خیال نہوتا تو اونکو ہر نماز کے وقت مین مسواک کا حکم کرتا اور
عشا کی نماز کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اسلئے کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو حق تعالے نیچے
کے آسمان کی طرف اوترتا ہے پس برابر وہین رہتا ہے طلوع فجر ہونے تک پس کہنے والا کہتا ہے کیا
نہین کوئی مانگنے والا کہ جسکو دیا جاے کیا کوئی نہین دعا کرنیوالا کہ اوسکی دعا قبول کی جاے کیا نہین ہے کوئی
بیمار شفا کا طلبگار کہ اوسکو شفا دیجاے کیا نہین ہے کوئی گنہگار معافی کا خواستگار کہ اوسکو معافی بخشدیا جاے
اور ابو یعلی کی روایت مین الا سائل یعطی کا ترجمہ نہین ہے اسکا تابع ابو ہریرہ سے ہے ابن اسحق کی روایت مین
یعقوب دورقی پہر دارمی وعبد الرزاق واحمد وابو نصر وابو یعلی وابن جریر کی روایت مین اور مسلم کی روایت
مین اونمے صرف نزول کا ذکر نہین ہے اور صابونی کی روایت ہے انتہا بن عبید اللہ بن رافع سے اونہون نے روایت کی کہ فرمایا
کہ ہمارا رب تعالے ہر رات کو نیچے کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ رات کا اخیر تہائی حصہ باقی رہجاتا ہے پس فرماتا ہے کہ کون
دعا کرتا ہے کہ مین اوس کی دعا قبول کرون اور کون مانگتا ہے مجھسے کہ مین اوسکو دون اور کون ہے کہ
مجھسے طلب مغفرت کرتا ہے کہ مین اوسکو بخشدون اسکے تابع بہی ابو ہریرہؓ ہین امام مالک کے نزدیک یحیی کی روایت
مین پہر مسلم کی اور قعنبی کی روایت مین پہر ابو داؤد کی اور نزدیک باقی ائمہ صحاح ستہ کے اور دارمی وابو یعلی
وصابونی کی طرق کثیرہ سے ابو ہریرہ کی روایت سے اور جبیر بن مطعم وعبادہ بن صامت وجابر وعبد اللہ والد
وجبیر وعائشہ وام سلمہ نے روایت کیا اسکو صابونی نے زیادہ کیا نسائی وابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے
فجر اور ہر رات کے نزول مین بہت حدیثین ہین کہ جنکا ذکر طویل ہے کہا قاضی عیاض نے ابو ہریرہ کی حدیث مین
روایت وقت باقی رہنے ثلث آخر شب کی ہے ایسا ہی کہا ہے ائمہ حدیث نے اور اسی پر احادیث کا غلبہ ہے
مین نووی نے کہا ہے کہ یہ بہی احتمال ہے کہ نبی صلعم کو ایک صورت کا علم ہوا ہو ایک وقت مین پس
اوسکی خبر دی پہر دوسری صورت کا علم دوسرے وقت ہوا ہو پہر آپنے اوسکی خبر دی اور

الخبرين فنقلهما جميعا ولعبد الرزاق في مصنفه والحسن بن علي الخلال الحلواني
وابن ماجة القزويني والبيهقي في شعب الايمان والمزي في تهذيب الكمال عن
ابي هريرة ابي سبرة عن ابراهيم بن محمد هو ابن علي بن عبد الله بن جعفر
بن ابي طالب عن معاوية بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب عن ابيه عن عمه
علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا كانت
ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فان الله عز وجل
ينزل فيها لغروب الشمس الى سماء الدنيا فيقول الا مستغفر فاغفر له الا
تائب فاتوب عليه الا مبتلى فاعافيه الا مسترزق فارزقه الا سائل فاعطيه
الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر وضعف بابي بكر بن عبد الله بن محمد بن
ابي سبرة المدني ورمي بالوضع والظاهر انه لمثل هذا الحديث ولا يخفى ان له
شواهد كثيرة عن ابي بكر وعائشة ومعاذ وابي ثعلبة وابن عمرو وابي موسى
وعثمان بن ابي العاص وراشد بن سعد وابي هريرة وقد جرح جمع من الثقات
باحاديث الصفات وابو بكر قاضي مكة ومفتي المدينة ثم القاضي العراق قبل
ابي يوسف فقيه كثير الحديث من ابناء الصحابة الاجلاء وسال المنصور مالكا
من بقي بالمدينة من المشيخة فقال ابن ابي ذئب وابن ابي سلمة وابن ابي سبرة
وكان عبد الملك بن جريج يروي عنه وقال مصعب الزبيري كان من علماء
قريش وقال ابن سعد كان كثير العلم والسماع والرواية وقال الآجري عن
ابي داود فيه مفتي المدينة ولابي القاسم الاصبهاني في كتاب الترغيب والترهيب
عن علي رفعه ينزل الله تعالى ليلة النصف من شعبان فيغفر لكل مسلم الا
لمشرك او مشاحن او قاطع رحم وامراة تبغي بفرجها فليراجع سنده وفي

دونون صورتون کو سنا ہو پس دونون کو نقل کردیا اور عبدالرزاق کی روایت ہے مصنف مین اور حسن بن
علی خلال حلوانی کی اور ابن ماجہ قزوینی اور بیہقی کی شعب الایمان مین اور مزی کی تہذیب الکمال مین ابوبکر بن ابو سبرہ
سے اونہون نے روایت کی ابراہیم بن محمد سے کہ وہ ابن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب ہین اونہون نے
معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے چچا علی بن ابی طالب
سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جبکہ نصف شعبان کی رات ہوئی ہے تو تم رات کو قیام کرو اور
اوسکی صبح کو روزہ رکہو اسلئے کہ خدا عزوجل اوس رات مین غروب آفتاب کے وقت سے دنیا کے آسمان کی
طرف نزول فرماتا ہے پہر کہتا ہے کیا نہین کوئی مغفرت کا طلب کرنے والا کہ مین اوسکو بخشدون کیا نہین کوئی
توبہ کرنے والا کہ مین اوسپر مہربانی کرون کیا نہین کوئی مصیبت زدہ کہ مین اوسکو نجات دون کیا نہین کوئی روزی
طلب کرنے والا کہ مین اوسکو روزی دون کیا نہین کوئی سوال کرنے والا کہ مین اوسکو عطا کرون کیا نہین کوئی
ایسا کیا نہین کوئی ایسا یہانتک کہ فجر طلوع ہو اور اسکو ضعیف کہا گیا ہے ابوبکر بن عبداللہ بن محمد
بن ابوسبرہ مدنی کے سبب سے اور اوسپر حدیث وضع کرنے کا طعن کیا گیا ہے اور ظاہر الطعن ذکریا
اسی قسم کی حدیث کی وجہ سے ہے اور مخفی نہین ہے کہ اس حدیث کے بہت سے شواہد ہین ابوبکر و عائشہ و معاذ و ابو ثعلبہ
و ابن عمرو و ابوموسی و عثمان بن ابوالعاص و راشد بن سعد و ابوہریرہ سے اور بہت سے ثقہ لوگون پر بھی طعن کیا
گیا ہے احادیث صفات مین اور ابوبکر مکہ کے قاضی اور مدینہ کے مفتی پہر قاضی عراق تہے ابو یوسف فقیہ سے پہلے
بہت سے احادیث کے راوی تہے جلیل القدر صحابہ کی اولاد سے اور منصور نے مالک سے پوچہا اون مشایخ کو جو مدینہ مین باقی
رہے تہے پس کہا اونہون نے کہ ابن ابی ذئب و ابن ابی سلمہ و ابن ابی سبرہ اور عبدالملک بن جریج کو ابوبکر سے روایت
حدیث حاصل تہی اور مصعب بن زبیری کا قول ہے کہ وہ علمائے قریش سے تہے اور ابن سعد نے کہا ہے کہ وہ بہت علم و سماع
حدیث و روایت والے تہے اور آجری نے اون کا باب مین ابوداؤد کا قول نقل کیا ہے کہ وہ مفتی مدینہ تہے اور ابوالقاسم اصبہانی کی روایت
کتاب ترغیب و ترہیب مین علی سے مرفوعاً کہ حقتعالی نصف شعبان کی رات مین نزول فرماتا ہے پس ہر مسلمان کو بخشدیتا ہے
مگر مشرک و کینہ ور کو اور قرابت توڑنے والے کو اور کنچنی کو پس اس حدیث کی سند کی طرف رجوع کرنا چاہیے

حديث الامام جعفر الصادق عن ابيه الامام محمد الباقر عن الصحابي الجليل
جابر عنه خلائق في حجة الوداع وقد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده ان اعتصم
به كتاب الله وانتم تسئلون عني فما انتم قائلون قالوا نشهد ان قد بلغت
وأديت ونصحت فقال باصبعه السبابة يرفعها الى السماء وينكتها الى الناس
اللهم اشهد ثلاث مرات وهو من اشهر حديث صحيح اكب الحفاظ الايقاظ
من روايته في كتب الصحيح ولابن ابي شيبة وابن ماجة بسند صحيح على
شرط الائمة الستة عن ابي هريرة رفعه الميت تحضره الملئكة فاذا
كان الرجل صالحا قالوا اخرجي ايتها النفس الطيبة كانت في الجسد
الطيب اخرجي حميدة وابشري بروح وريحان ورب غير غضبان فلا
يزال يقال لها ذلك حتى تخرج ثم يعرج بها الى السماء فتفتح لها فيقال
من هذا فيقولون فلان فيقال مرحبا بالنفس الطيبة كانت في الجسد
الطيب ادخلي حميدة وابشري بروح وريحان ورب غير غضبان فلا
يزال يقال لها ذلك حتى ينتهي بها الى السماء التي فيها الله تبارك وتعالى الحديث
وللدولابي في الكنى بسند كل الرواية فيه ثقات عن الحسن قال اني لفي حلقة
على اذ جاءت الصيحة من دار عثمان فرايته رافعا يديه الى السماء وهو
يقول اللهم اني ابرأ اليك من دم عثمان ولابن ابي شيبة في مصنفه بشرط
الائمة الستة عن ابن عمر في قصة وفاته صلى الله عليه واله وسلم في غيبة
ابي بكر ثم مجيئه ومروره بعمر وهو يقول ما مات رسول الله صلى الله
عليه واله وسلم ثم اتى المنبر فصعد فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس
ان كان محمد صلى الله عليه وسلم الهكم الذي تعبدون فان محمدا قد مات

اور امام جعفر صادق کی حدیث مین ہے کہ جسکو اونہون نے اپنے باپ امام محمد باقر سے اونہون نے صحابی جلیل القدر
جابر سے روایت کیا ہے حجة الوداع کے وقت بڑے مجمع کے سامنے ان لفظون سے (اور بیشک مین تم مین وہ شئے
چہوڑتی ہے کہ تم اوسکے بعد ہرگز گمراہ ہوگے اگر تمنے اوسکو مضبوط پکڑ لیا خدا کی کتاب اور تمسے سوال کیا جائیگا
میری بابت پس تم کیا کہنے والے ہو سب ہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے بیشک پہنچادیا اور حق ادا کردیا اور
نصیحت کی پس فرمایا حضرت نے اپنی شہادت کی اونگلی کو آسمان کی طرف اوٹہاکر اور آپ اوسکو حرکت دیتے
تہے لوگونکی طرف اے خدا تو گواہ رہ تین مرتبہ اور یہ مشہور تر صحیح حدیث ہے کہ جسکی روایت کرنے کیواسطے
صحیح مین بیدار مغز حفاظ حدیث جہک پڑے ہین بجز بخاری کے اسوجہ سے کہ یہ حدیث بخاری کی شرط کے
موافق نہین واقع ہوئی کہ جسکو بخاری نے اپنے صحیح مین اعتبار کیا ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت سے
پہر ابن ماجہ کی سند صحیح ائمہ صحاح ستہ کی شرط پر ابوہریرہ سے مرفوعا کہ میت کے پاس فرشتے حاضر ہوتے
ہین پس اگر وہ نیک مرد ہوتا تو کہتے ہین نکل تو اے پاکیزہ جان کہ پاک بدن مین تہی نکل تو محمود ہوکر اور بشارت
لے خوشی وخوشبو وپروردگار غیر غضبناک کی پس برابر اوسکو یونہی کہا جاتا ہے یہانتک کہ وہ نکل آتی ہے
پہر آسمان کی طرف اوسکو چڑہایا جاتا ہے پس دروازے اوسکے لئے کہولے جاتے ہین پس کہا جاتا ہے کہ یہ
کون شخص ہے پس فرشتے کہتے ہین کہ فلان شخص ہے پہر کہا جاتا ہے فراخی ہو جیو پاکیزہ جان کو کہ رہتی تہی
پاک بدن مین داخل ہو تعریف کے ساتہ اور بشارت لے راحت وخوشبو وپروردگار غیر غضبناک کی پس برابر اوسکو
یونہی کہا جاتا ہے یہانتک کہ اوسکو پہنچایا جاتا ہے اوس آسمان تک کہ جسمین حق تبارک وتعالی ہے آخر حدیث تک
اور دولابی کی روایت ہے کنی مین اپنے سند سے کہ اوسمین سب ثقہ ہین امام حسن سے کہا اونہون نے کہ مین علی کے
مجمع مین تہا کہ یکایک عثمان کے مکان سے ایک شور کی آواز آئی پس مین نے علی کو دیکہا کہ آسمان کی طرف ہاتہ اوٹہاکر کہہ رہے تہے
کہ اے خدا مین تیرے سامنے بیزاری کرتا ہون عثمان کی خون سے اور ابن ابی شیبہ کی روایت اونکی مصنف مین ائمہ ستہ کی شرط پر ابن عمر سے
نبی صلعم کی وفات کے قصہ مین ابوبکر کے غائب ہونے پہر اونکے آنے اور عمر کے پاس گذرنے کی بابت مین کہ عمر کہہ رہے تہے کہ رسول خدا صلعم نے وفات
نہین پائی پہر ابوبکر منبر کے پاس آئے اور اوپر چڑہکر خدا کی حمد وثنا بیان کی پہر کہا اے لوگو اگر تم محمد صلعم کو پوجتے تہے تو بیشک محمد مر گئے

وان كان الحكم الله الذى فى السماء فان الحكم لم يمت احمد بيث ولعثمان الدارمى
فى الرد على بشر المريسى وابن ابى حاتم والبيهقى فى الاسماء والصفات عن عمر
انه مر بعجوز فاستوقفته فوقف يحدثها فقال له رجل يا امير المؤمنين حبست
الناس على هذه العجوزة فقال ويلك اتدرى من هذه هذه امرأة سمع الله
شكوها من فوق سبع سموات هذه خولة التى انزل الله فيها قد سمع الله
قول التى تجادلك فى زوجها وتشتكى الى الله وللذهبى فى جزئه فى مقتل عمر
عن عبد الرحمن بن عوف انه لما اخذ البيعة لعثمان وبايعه الناس رفع راسه
الى سقف المسجد وقال اللهم اشهد ولعبد الله بن احمد وابن المنذر
والطبرانى واللالكائى والبيهقى وابن عبد البر وابى عمرو الطلمنكى وابى احمد
العسال وغيرهم عن ابن مسعود قال ما بين السماء القصوى والكرسى خمسمائة
عام وما بين الكرسى والماء كذلك والعرش فوق الماء والله فوق العرش
واخرجه البخارى فى الرد على الجهمية بلفظ قال ابن مسعود فى قوله تعالى
ثم استوى على العرش قال العرش على الماء والله فوق العرش والاثران
صحيحان وهما مرفوعان حكما والاخبار والآثار فى الباب عن اهل بيت النبوة
والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتب الالهية السابقة مملوة من اثبات الجهة
الفائقة وكذا كلام الانبياء والمتقدمين وادعيتهم اقول ومن الله
التوفيق وبيده ازمة التحقيق ان المصنف قد لفق فى هذا القول عدة احاديث
اثبت بها ان الجهة الفائقة ثابتة لله تعالى عن ذلك علوا كبيرا وحكم بان
الكتب الالهية السابقة وكلام الانبياء المتقدمين يعنى بذلك احاديثهم
ايضا مملوة من اثبات الجهة الفائقة لله تعالى وقد اشبعنا الكلام فى رد القول

اور اگر تہا تمہارا معبود جو کہ آسمان میں ہے پس تحقیق تمہارا معبود نہیں مر آخر حدیث تک اور عثمان دارمی کی روایت ہے بشر
مریسی کی رد میں اور ابن ابی حاتم اور بیہقی کی اسماء والصفات میں عمر سے کہ وہ ایک بڑھیا کے پاس گذرے پس اوس نے انکو ٹھیرایا پس
آپ ٹھیر گئے اوس سے بات کرنیکو پس اون سے ایک شخص نے کہا کہ ای امیر المومنین آپ نے لوگون کو روک رکہا اس بڑھیا کی وجہ سے
پس اونہون نے کہا کہ تیری خرابی ہو کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون عورت ہے یہ وہ عورت ہے کہ جسکی شکایت کو خدا نے سن لیا سات
آسمانوں کے اوپر سے یہ عورت خولہ ہے کہ جسکے باب میں خدا نے نازل فرمایا کہ تحقیق خدا نے سن لیا کلام اوس عورت کا کہ جو تجہسے جھگڑا
کرتی ہے اپنے شوہر کے باب میں اور خدا کی طرف شکوہ پیش کرتی ہے اور ذہبی کی روایت ہے اوسکے جز میں عمر کے مقتل میں
عبد الرحمن بن عوف سے کہ جب عمر نے لوگوں سے عثمان کے واسطے بیعت لی اور لوگ اون سے بیعت کر چکے تو
عمر نے اپنا سر مسجد کی چھت کی طرف اوٹھایا اور کہا کہ اے خدا تو گواہ رہ اور عبد اللہ ابن احمد وابن المنذر و طبرانی
ولالکائی و بیہقی و ابن عبد البر و ابو عمرو طلمنکی و ابو احمد عسال وغیرہم کی روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا
اونہون نے کہ ساتوین آسمان اور کرسی کے درمیان پانسو برس کی مسافت ہے اور کرسی اور پانی کے درمیان
بہی اسیقدر فاصلہ ہے اور عرش پانی کے اوپر ہے اور خدا عرش کے اوپر ہے اور انکو
بخاری نے جہمیہ کے رد میں اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ کہا ابن مسعود نے حق تعالی کے
قول (ثم استوی علی العرش) کی تفسیر میں کہا کہ عرش پانی پر ہے اور خدا عرش پر ہے اور یہہ دونون اثر
صحیح ہیں اور دونون حکما مرفوع ہیں اور اخبار و آثار اس باب میں اہلبیت نبوت و اصحاب
سے بیشمار و بیحد ہیں اور کتب الہیہ سابقہ اثبات جہتہ فوقیہ سے مالا مال ہیں اور
اسیطرح پہلے انبیا کا کلام اور اونکی وصایا انتہی میں کہتا ہون اور خدا ہی
سے توفیق ہے اور اوسیکے ہاتھ میں تحقیق کی باگین ہیں کہ مصنف نے اس قول
مین چند حدیثین ذکر کی ہین کہ جن سے جہت فوق حق تعالے کے لئے ثابت کی ہے
اور وہ اس سے پاک ہے بہت پاک ہونا اور حکم لگایا ہے کہ کتب الہیہ القا اور اسیطرح
کلام انبیا سابقین کا اسیطرح اونکی حدیثین بہی اثبات جہت سے مالا مال ہین اور جیسے قول سلف وغیرہ علمای محققین کے

القول السابق ذكر الاقاويل الكثيرة للعلماء المحققين فى ابطال الجهة واثبتنا ان
خطبات على رضى الله عنه وكلام الامام جعفر الصادق الذى نقلها المصنف
من الرسالة القشيرية ايضا دالة على تنزيهه تعالى عن الجهات ولما استدل
المصنف على اثبات الجهة فى هذا القول بالاحاديث المذكورة وجب علينا
ان ننظر فيها ونبين فساد ما زعمه وفهم منها اما تمسكه بحديث عمر بن الملائح
عن على رضى الله عنه قال حدثنى رسول الله صلعم عن ربه عز وجل قال
وعزتى وجلالى وارتفاعى فوق عرشى الحديث فليس فيه ما يثبت دعونه
لان فوقيته تعالى على العرش وتحوله عن الكراهة الى الرحمة وبالعكس المراد
منه ما يليق بشانه تعالى لان الفوقية الحقيقة انما تكون للجسم بالنسبة
الى جسم اخر والله تعالى مقدس عن كونه جسما وجسمانيا فالفوقية لله تعالى
على عرشه تكون على خلاف الحقيقة لا محالة فاثبات الجهة من هذا الحديث
ليس بصحيح واما تمسكه بحديث على رضى الله عنه الذى فى اخره مشفعات
معلقات بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب فهو ايضا غير مثبت لدعواه لان
الله تعالى ليس محجوب عن شيئ ولا شيئ محجوب عنه بالمعنى الذى يحجب جسم
عن جسم وانما حجابه ايضا يكون مناسبا له تعالى فلا مساغ لاثبات الجهة له
تعالى بهذا الحديث ايضا واما تمسكه بحديث الحارث عن على قال كل دعاء
محجوب عن السماء حتى يصلى على محمد وعلى آل محمد فبعد تسليم الصحة لا يدل
على مرامه لان صعود الدعاء الى السماء وكونه محجوبا عنه ليس من جنس
صعود الجسم الى الجسم فالمراد منه ليس معناه الحقيقى ولما كان كذلك فلا
دلالة فيه على اثبات الجهة واما تمسكه بحديث صلوة على بعد زوال

اقوال ابطال جہت مین کثرت سے نقل کر دیے ہین اور یہ بھی ہم ثابت کر چکے ہین کہ علی کے خطبے اور امام جعفر صادق کا کلام بھی کہ جسکو مصنف نے رسالہ قشیریہ سے نقل کیا ہے حق تعالے کے جہت سے پاک ہونے پر دلالت کرتے ہین اور جبکہ مصنف اس قول مین اثبات جہت پر احادیث مذکورہ سے دلیل لایا ہے تو ہمپر واجب ہوا کہ اون حدیثون مین ہم نظر کرین اور جو کچھ اون سے مصنف نے سمجھا ہے اوسکا فساد بیان کر دین لیکن دلیل لانا مصنف کا عمر بن الملک کی روایت سے جسکو عمیم نے علی سے باین لفظ روایت کیا ہے کہ فرمایا علیؑ نے کہ بیان کیا مجھے رسول خدا صلعم نے اپنے رب کی طرف سے کہ قسم ہے اپنی عزت و جلال کی اور اپنے بلند ہونیکی عرش پر تا آخر حدیث پس اس حدیث مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس سے مصنف کا دعوے ثابت ہو اسلئے کہ حقتعالے کا عرش پر ہونا اور اوسکا راست سے رحمت کی طرف اور رحمت سے عذاب کی طرف لوٹنا اس سے مراد وہ صفت ہے کہ جو حق تعالے کی شان کے مناسب ہے اسلئے کہ حقیقۃً اوپر ہونا جسم کی صفت ہے بہ نسبت دوسرے جسم کے اور حق تعالے جسم یا جسمانی ہونے سے پاک ہے پس حقتعالے کا عرش پر ہونا لامحالہ حقیقی معنے کے لحاظ سے نہین ہے پس اس حدیث سے جہت کا ثابت کرنا غیر صحیح ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث علیؑ سے کہ جسکے آخر مین ہے مقبول الشفاعۃ عرش ہی متعلق ہین اونکے اور خدا کے درمیان پردہ نہین ہے پس یہ حدیث بھی دعوی مصنف کی مثبت نہین ہے اسلئے کہ نہ حقتعالی کسی شے سے محجوب ہے اور نہ کوئی شے اوس سے محجوب ہے یعنی حجاب ایک جسم کے دوسرے جسم سے بلکہ حجاب حقتعالی کا بھی اوسکی مناسب ہوگا پس اس حدیث سے بھی اثبات جہت کی گنجایش نہین ہے لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث حارث سے کہ کہا علیؑ نے کہ دعا محجوب ہے آسمان سے یہانتک کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھا جائے پس بعد تسلیم کرنے اسکی صحت کے یہ بھی مصنف کے مدعا پر دلالت نہین کرتی ہے اسلئے کہ دعا کا آسمان پر چڑھنا اور حق تعالی سے حجاب مین رہنا ایک جسم کی دوسری جسم کی طرف چڑھنے کی جنس سے نہین ہے پس اس سے مراد حقیقی معنی نہین ہین پس اس حدیث مین بھی اثبات جہت پر دلالت نہین ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا علیؑ کی نماز کی حدیث سے بعد زوال

الشمس الذى فى آخره فاحب ان يرفع لى الى الله عمل فيه ايضا ما مر فيه قبله لان العمل ليس بجسم ولا جسمانى فالمراد برفعه الى الله ليس على المعنى الحقيقى بل المراد منه ما يليق بشانه تعالى واما تمسكه بحديث على فان حملة القرآن اعملوا به الذى فى آخره والغفلة لا يصعد اعمالهم فى مجالسهم تلك الى الله فهذا ايضا لا يجديه نفعا لان رفع الاعمال الى الله تعالى ليس بالمعنى الذى يكون لرفع جسم الى جسم ولما لم يكن كذلك فكيف يصلح لاثبات الجهة الفائقة لله تعالى عن ذلك لان الجهة لا يكون الا لجسم والله تعالى مقدس عنه واما تمسكه بحديث الخيم فهو ايضا لا يفيده لان كتب الله ليس بجسم يكون له طرفان احدهما فى يد الله تعالى وثانيهما فى ايدينا فالمعنى المراد به ليس على الحقيقة وايضا ليس فيه شيئ يدل على جهة العلو فكيف يتمسك به على اثباتها واما ما فى شاهده حبل ممدود ما بين السماء والارض فهو مبنى على التجوز كما لا يخفى على الماهرين بلغات العرب واما تمسكه بحديث السواك عند كل صلوة الذى فى وسطه اذا مضى ثلث الليل الاول هبط الله تعالى الى السماء الدنيا فلم يزل هنالك حتى يطلع الفجر الحديث فليس بمفيد له لان هبوطه تعالى وكذلك نزوله واستوائه وغيرها مما يدل بظاهره على كونه تعالى جسما او جسمانيا مصروف عن المعنى الحقيقى بادلة العقل والنقل واثبات الجهة منها بدون حملها على حقائقها خرط القتاد وقد علم منه ما هو جوابه عن متمسكاته التى بعده فيها ذكر نزوله تعالى الى السماء الدنيا فى ليلة النصف من شعبان واما تمسكه بحديث جابر رضى الله عنه فى حجة الوداع الذى فى آخره فقال باصبعه السبابة يرفعها الى السماء وينكتها الى الناس الحديث فلا يستدل

آفتاب کے کہ جسکے آخر مین ہے پس یا دوست رکہتا ہون مین یہ کہ خدا کی طرف پیر کوئی عمل اوٹہایا جاے پس اسمین
بھی وہی کلام ہے جو پہلی حدیث مین ہے اسلئے کہ عمل نہ جسم ہے نہ جسمانی پس مراد عمل کے اوٹہانے سے طرف حق کے
معنی حقیقی یعنی نہین ہے بلکہ اس سے مراد وہ حالت ہے کہ جو شان حق تعالی کے لائق ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا
حدیث علی سے کہ اگر قرآن کے اوٹہا لیئے جانے والے قرآن پڑہنے والے لوگ جن کے آخر مین ہے ان لوگونکے اعمال ان کی جانب سے خدا کی طرف
نہین چڑہتے ہین پس یہ حدیث مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے کہ اعمال کا خدا کی طرف چڑہنا اوس معنی مین نہین ہے کہ جو
ایک جسم کو دوسرے جسم کی طرف اوٹہانے مین ہوتا ہے اور جبکہ ایسا نہین ہے پس کیونکر اثبات جہت کی صالح ہوگی
اسلئے کہ جہت جسم ہی کا خاصہ ہے اور حق تعالی جسم سے پاک ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث خصم سے وہ بھی غیر
مفید ہے اسلئے کہ کتاب اللہ تعالی کی جسم نہین ہے کہ جسکے دو کنارے ہون ایک خدا کے ہاتھ مین اور دوسرا
ہمارے ہاتھون مین پس اس سے مراد بھی معنی حقیقی نہین ہین اور نیز اس حدیث مین کوئی ایسا امر نہین ہے کہ جو جہت
علو پر دلالت کرے پس اس سے اثبات جہت پر کیونکر تمسک کیا جاے گا اور اسکے خاتمہ مین جو لفظ حبل ممدود ما بین
السماء والارض مذکور ہے پس اسکی بنا مجاز پر ہے جیسا کہ لغت عرب کے ماہرین پر مخفی نہین ہے لیکن دلیل لانا مصنف کا
حدیث مسواک سے نزدیک ہر نماز کے کہ جسکے درمیان مذکور ہے کہ جب رات کا ثلث اول گذر جاتا ہے تو حق تعالی
نیچے کے آسمان کی طرف اوترتا ہے پس طلوع فجر تک برابر نہین رہتا ہے تا آخر حدیث پس مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے
کہ حق تعالے کا ہبوط اور اسیطرح اوسکا نزول واستوا وغیرہ کہ جو ظاہر معنی کے لحاظ سے حق تعالی کے جسم یا جسمانی
ہونے پر دال ہین پس یہ تمام الفاظ اپنے معانی حقیقیہ سے پہرے ہوے ہین عقل و نقل کی دلیلون سے اور ان
دلیلون سے بدون انکے معانی حقیقیہ مراد لینے کے جہت ثابت کرنا نہایت دشوار ہے اور اسی
بیان سے معلوم ہوگیا جو کچہ ہمارا جواب مصنف کے اون دلائل سے ہے کہ جو اسکے بعد مذکور ہین اور
اون مین نصف شعبان کی رات مین سماء دنیا کی طرف حق تعالی کے نزول فرمانے کا ذکر ہے
اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث جابر سے حجۃ الوداع مین کہ جسکے آخر مین ہے پس فرمایا اپنی انگشت شہادت
کو آسمان کی طرف اوٹہاکر اور لوگون کی طرف اوسکو حرکت دیتے تہے تا آخر حدیث پس نا در ہمیشہ

لان رفع السبابة الى السماء انما هو للاشارة الى عظمة الله تعالى ورفعة تنزيلا لها
منزلة البعد المكاني كما قيل في تفسير قوله تعالى ذلك الكتاب لا ريب فيه فهو ايضا
مبني على التجويز بدلالة العقل والنقل واما تمسكه بحديث ابي هريرة رضي الله
عنه الميت تحضره الملائكة الذي فيه قال لا يزال يقال لها ذلك حتى ينتهي بها الى
السماء التي فيها الله تبارك وتعالى الحديث فهو بظاهره والمكان يوهم الى ما
زعمه لكن الجواب عنه هو الجواب عن مثل قوله تعالى أأمنتم من في السماء كما
قاله المصنف ايضا في بيان قول الامام جعفر الصادق المذكور في قبله فليراجع
واما تمسكه بحديث الحسن اني في حلقة على الى ان قال فرايته رافعا يديه
الى السماء وهو يقول الحديث فليس فيه من ثبوت الجهة بشيء لان رفع
الايدي الى السماء في الدعاء كما هو مسنون للاشارة الى عظمة الله تعالى
تنزيلا لها منزلة البعد المكاني تجوزا والا هو تعالى منزه عن الاشارة
اليه وكونه في الجهات واما تمسكه بحديث قصة الوفات الذي في اخره
وان كان الحكم الذي في السماء الحديث فجوابه ما مر في حديث الميت
واما تمسكه بحديث عمر ان عجوزة الذي فيه سمع الله شكويها من فوق
سبع سموات الحديث فهو ممنوع لكون الحديث مصروف عن الظاهر لان
الفوقية الحقيقية من صفات الاجسام والله تعالى منزه عنها فالمراد بها ما يليق
به واما تمسكه بحديث رفع راسه الى سقف المسجد فهو ايضا مدفوع بان رفع
الراس للاشارة الى عظمة الله تعالى ورفعته تجوزا كما مر في نظائره واما
تمسكه بحديث ابن مسعود رضي الله عنه قال ما بين السماء القصوى
والكرسي خمس مائة عام الذي في اخره والله فوق العرش فهو ايضا مدفوع

اسلئے کہ انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھانا حق تعالےٰ کی عظمت و رفعت کی طرف اشارہ کے واسطے تھا اوسکو
قایم مقام قرب مکانی کے قرار دیکر جیسا کہ حق تعالیٰ کے قول (ذٰلِکَ الکتابُ لاریبَ فیہ) کی تفسیر مین کہا گیا ہے پھر یہہ اشارہ بھی عقل
و نقل کی دلالت سے مجاز پر مبنی ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا ابوہریرہ رضہ کی اس حدیث سے کہ (میت کے
پاس فرشتے حاضر ہوتے ہین جسکے آخر مین ہے (پس برابر اوسکو یہی کہا جاتا ہے یہان تک کہ اوسکو پہنچایا
جاتا ہے اوس آسمان تک کہ جسمین خدائے تبارک و تعالےٰ ہے آخر حدیث تک پس یہہ حدیث اگرچہ بظاہر مصنف
کے دعوی کے موہم ہے لیکن اسکا جواب بھی ہے کہ جو جواب مثل قول حق تعالیٰ (ءَاَمِنتُم مَّن فِی السَّمَآءِ) سے دیا جاتا ہے
چنانچہ مصنف نے بھی اوسکو قول امام جعفر صادق کے بیان مین جو اس سے پہلے گذر چکا ہے بیان کیا ہے پس چاہئے کہ اوسکی
طرف رجوع کیا جاوے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث حسن رضہ سے کہ مین علی کی جماعت مین تھا یہان تک کہ کہا پس مین نے اوسکو
دیکھا و یکھا کہ آسمان کیطرف دونون ہاتھہ اٹھا کر فرماتے ہین آخر حدیث تک پس اسمین بھی ثبوت جہت کا اصلا نہین ہے اسلئے کہ دعا
مین ہاتھون کو آسمان کیطرف اوٹھانا جیسا کہ مسنون ہے عظمت خدا کیطرف اشارہ کرنے کیواسطے ہے اوسکو بمنزلہ بعد مکانی کے قرار
دیکر مجازاً ورنہ پس حق تعالیٰ پاک ہے مشارالیہ ہونے اور جہات مین ہونے سے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا قتادہ وفات بنی صلعم
کی حدیث سے کہ جسکے آخر مین ہے اور اگر تمہارا معبود تھا جو کہ آسمان مین ہے آخر حدیث تک پس اسکا جواب وہی ہے جو
میت کی حدیث مین گذرا اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث عمر رضہ سے کہ وہ ایک بڑھیا کے پاس گذرے جسمین مذکور ہے کہ سن لیا
خدا نے اوسکی شکایت کو سات آسمانون کے اوپر سے تا آخر حدیث پس غیر مسلم ہے بسبب ہونے اس حدیث کے پھیری ہوئی
اپنے ظاہر معنی سے اسلئے کہ حقیقتاً اوپر ہونا اجسام کی صفات مین سے ہے اور حق تعالیٰ صفات اجسام سے پاک ہے پس مراد فوقیت
سے وہ ہے کہ جو شان الٰہی کے لائق ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حضرت عمر رضہ کے سر اوٹھانے سے سقف مسجد
کیطرف پس وہ بھی دفع کیا گیا ہے باینطور کہ سر کو اٹھانا مجازاً خدا کی عظمت و رفعت کی طرف اشارہ کرنے کے واسطے
تھا جیسا کہ اس حدیث کے نظائر مین گذرا اور لیکن دلیل لانا مصنف کا ابن مسعود رضہ کی حدیث سے
کہ کہا اونہون نے کہ ساتوین آسمان اور کرسی کے درمیان پانسو برس کی مسافت ہے جس کے
آخر مین ہے اور خدا عرش کے اوپر ہے پس اس حدیث کا جواب بھی گذر چکا ہے اور

بما مر واما حكاية الاستدلال بهذه الاحاديث بان الاخبار والآثار في
الباب عن اهل بيت النبوة والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتاب الالهية
السابقة مملوة من اثبات الجهة الفائقة وكذا كلام الانبياء المتقدمين
وادعيتهم انتهى فيتضمن عدة دعاوى الاول ان الاحاديث والاخبار والآثار
التى لا تعد ولا تحصى دالة على اثبات الجهة لله تعالى الثانى ان الكتاب
الالهية السابقة ايضا مملوة منه الثالث انها موجودة الى الآن لان
الدعوى الثانى قضية موجبة والموجبة لابد لها من وجود الموضوع
وايضا فيصرح بذلك فيما سياتى في هذا الكتاب الرابع ان الاحاديث
للانبياء المتقدمين ايضا وادعيتهم مملوة منه الخامس انها ايضا موجودة
بالطرق الصحيحة التى يصلح الحديث بها للاستدلال والكل باطل واما الاول
فلان كلما يستدل به على كونه تعالى في الجهة الفائقة او يدل على ثبوت
صفة من صفات الاجسام له تعالى عن ذلك علوا كبيرا فهو ماول مصروف
عن ظاهر معناه بالكتاب والسنة واجماع الامة وادلة العقل والنقل و
يعاضده ما قال في الملل والنحل ان السلف من اصحاب الحديث لما راوا توغل
المعتزلة في علم الكلام ومخالفة السنة التى عهدوها من الائمة الراشدين
ونصرهم جماعة من امراء بنى امية على قولهم بالقدر وجماعة من خلفاء بنى العباس
على قولهم بنفى الصفات وخلق القرآن تحيروا في تقرير مذهب اهل السنة والجماعة
في متشابهات آيات الكتاب واخبار النبى عليه السلام فاما احمد بن حنبل وداود
بن علي الاصفهانى وجماعة من ائمة السلف فجروا على منهاج السلف المتقدمين عليهم
من اصحاب الحديث مثل مالك بن انس ومقاتل بن سليمان وسلكوا طريق السلامة

لیکن حکم کرنا مصنف کا ان حدیثون سے دلیل لانے کے بعد باین طور کہ اخبار و آثار اس
باب مین اہلبیت نبوت و اصحاب سے بیشمار و صحیح ہین اور کتب الہیہ سابقہ اثبات جہت سے مالا مال
ہین اور اسیطرح کلام انبیاے سابقین کا اور اونکی دعائین اونھی پس یہ حکم چند دعوون پر شامل
ہے پہلا دعوی یہہ کہ احادیث و اخبار و آثار صحیحہ و بیشمار اثبات جہت پر دال ہین دوسرا
دعوی یہہ کہ کتب الہیہ سابقہ بھی اس سے مالا مال ہین تیسرا دعوی یہہ کہ کتب سابقہ اب بھی موجود ہین
اس لئے کہ دوسرا دعوی قضیہ موجبہ ہے اور موجبہ کے واسطے وجود موضوع ضروری ہے
اور نیز مصنف نے اس دعوی کی تصریح بھی کی ہے اس کتاب مین جیسا کہ آیندہ آئیگا چوتھا
دعوی یہہ کہ انبیاے سابقین کی حدیثین اور دعائین بھی اس سے مالا مال ہین پانچوان دعوی یہہ کہ
پہلے نبیون کی حدیثین بھی ایسے طرق صحیحہ کے ساتھہ موجود ہین کہ جنکے وجہ سے حدیث لائق استدلال
ہوتی ہے اور یہہ سب دعوی باطل ہین لیکن بطلان اول کا پس اس وجہ سے ہے کہ جس قدر
آیات و احادیث کہ اون سے خدا کے جہت فائقہ مین ہونے پر دلیل لائی جاتی ہے یا اون سے
صفات اجسام مین سے کسی صفت کا ثبوت حق تعالی کے لئے مفہوم ہوتا ہے پس وہ اپنے ظاہری
معنی سے ماول اور پھیری ہوئی ہین بدلیل کتاب و سنت و اجماع امت و دلائل عقلیہ و نقلیہ اور
اس کی تائید کرتا ہے جو کہ ملل و نحل مین کہا ہے کہ محدثین سلف نے جب کہ معتزلہ کا توغل علم
کلام مین اور اوس طریقہ کے مخالفت مین دیکھا کہ جسکو اونہون نے ائمہ راشدین سے
معلوم کیا تھا اور امراے بنی امیہ کی ایک جماعت نے معتزلہ کو مدد دی اونکے قدر کے
قائل ہونے پر اور خلفاے بنی العباس سے اونکی تائید کی اونکے نفی صفات و خلق قرآن کے قول
مین پس وہ محدثین حیران ہو گئے مذہب اہل سنت والجماعت کے ثابت کرنے مین آیات و احادیث
متشابہات کے باب مین پس امام احمد بن حنبل و داود بن علی اصفہانی اور ایک جماعت ائمہ سلف کی
اپنے سے پہلے محدثین کے مسلک پر چلے مثل مالک بن انس و مقاتل بن سلیمان کے اور سلامتی کی راہ پر چلے

فقالوا نؤمن بما ورد به الكتاب والسنة ولا نتعرض للتاويل بعد ان نعلم قطعا
ان الله تعالى لا يشبه شيئا من المخلوقات وان كلما تمثل في الوهم فانه خالقه ومقدره
وكانوا يحترزون عن التشبيه الى غاية قالوا من حرك يده عند قراءة خلقت
بيدي واشار باصبعه عند رواية قلب المؤمن بين اصبعين من اصابع
الرحمن وجب قطع يده وقطع اصبعه وقالوا انما توقفنا في تفسير الاية وتاويلها
لامرين احدهما المنع الوارد في قوله تعالى فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ
مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ
وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا فنحن نحترز من الزيغ و
الثاني ان التاويل امر مظنون بالاتفاق والقول في صفات الباري تعالى
بالظن غير جائز فربما اولنا الاية على غير مراد الباري تعالى فوقعنا في الزيغ
بل نقول كما قال الراسخون في العلم كل من عند ربنا امنا بظاهره وصدقنا
بباطنه ووكلنا علمه الى الله تعالى ولسنا مكلفين بمعرفة ذلك اذ ليس ذلك
من شرائط الايمان واركانه واحتاط بعضهم اكثر احتياطا حتى لم يفسر اليد
بالفارسية ولا الوجه ولا الاستواء ولا ما ورد من جنس ذلك بل ان احتاج
في ذكرها الى عبارة عنها بما ورد لفظا بلفظ فهذا هو طريق السلامة
وليس هو من التشبيه في شيء غير ان جماعة من الشيعة الغالية وجماعة
من اصحاب الحديث الحشوية صرحوا بالتشبيه مثل الهشاميين من الشيعة ومثل
مضر وكهمس واحمد الهجيمي وغيرهم من اهل السنة قالوا معبودهم صورة
ذات اعضاء وابعاض اما روحانية واما جسمانية ويجوز عليه الانتقال
والنزول والصعود والاستقرار والتمكن انتهى بقدر الحاجة وما قال البيهقي

پس کہا اونہون نے کہ ہم ایمان لاتے ہین اون صفات پر کہ جنکے باب مین کتاب سنت
وارد ہے بدون تاویل کے بعد اسکے کہ ہم قطعاً جانتے ہین کہ حق تعالی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے
اور یہ کہ جو کچھہ وہم مین گزرتا ہے پس حق تعالی اسکے پیدا کرنے اور ٹھہرانے سے ہے اور تشبیہ سے
یہان تک بچتے تھے کہ اونکا قول ہے کہ جسنے اپنے ہاتھہ کو ہلایا (خلقت بیدی) کی قرارت کے وقت یا
اپنی انگلی سے اشارہ کیا وقت کرنے اس حدیث کے (مومن کا دل رحمن کے دو انگلیون مین ہے)
تو اوسکے ہاتھہ و انگشت کا قطع کرنا واجب ہے اور کہا اونہون نے کہ متشابہ کی تفسیر و تاویل سے ہمنے دو وجہ سے
توقف کیا ایک تو ممانعت کے سبب سے جو وارد ہے حق تعالی کے اس قول مین پس لیکن جن لوگون
کے دلون مین کجی ہے تو وہ قران کے متشابہ کے درپے ہوا کرتے ہین طلب فتنہ و طلب تاویل
کیواسطے الا اللہ اوسکی تاویل خدا کے سوا کسیکو معلوم نہین اور جو لوگ کہ علم مین ثابت قدم ہین کہتے
ہین کہ ہم اسپر ایمان لاے یہہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے الخ پس ہم بھی اس سے بچتے ہین
دوسرے اسوجہ سے کہ تاویل ایک ظنی امر ہے سب کے اتفاق سے اور کلام کرنا صفات باری تعالی مین گمان سے
ناجائز ہے پس بسا اوقات ہماری تاویل خلاف مراد حق ہو جائیگی پس ہم بھی مین جا پڑینگے بلکہ ہم کہتے ہین جیسا کہ
راسخین فی العلم کا قول ہے کہ یہہ سب ہمارے رب کیطرف سے ہے ہم ایمان لاے اسکے ظاہر پر اور تصدیق
کی ہمنے اسکے باطن کی اور اسکا علم ہمنے خدا کو سونپا اور ہمکو اسکی معرفت کے لیے تکلیف شرعی نہین دی گئی
اسلیے کہ متشابہ کی معرفت ایمان کے شرائط و ارکان مین سے نہین ہے اور اونمین سے بعض نے اس وجہ سے
احتیاط کی کہ ید و وجہ و استوا وغیرہ اس قبیل کے الفاظ کا ترجمہ فارسی مین نکیا بلکہ اگر کسی موقع مین الفاظ مذکورہ کے
بیان کی حاجت ہوتی تو لفظا بلفظ جسطرح کہ وارد ہوے ہین اونکو بیان کر دیتے پس یہی سلامتی کا راستہ ہے اور
اسمین تشبیہ کا نام تک نہین مگر ایک جماعت شیعہ غالیہ نے اور ایک جماعت محدثین حشویہ نے تشبیہ کی تصریح کی ہے جیسے کہ ہشام بن [illegible]
مضر و کہمش و احمد ہجیمی وغیرہ اہل التشیع کا قول ہے کہ ہمارا معبود صورت ہے کہ جسکے اعضا و ابعاض ہین یا روحانی یا جسمانی اور اوسکی
شان مین انتقال و نزول و صعود و استقرار و تمکن جائز ہے انتہی ملخصا حاجت اور چونکہ بیہقی نے

فى كتب الاعتقاد واصحب الحديث فيما ورد به الكتب والسنة من امثال
هذا ولم يتكلم احد من الصحابة والتابعين فى تاويله على قسمين منهم من قبله
وامن به وحمله على وجه يصح استعماله فى اللغة ولا يناقض التوحيد ومنهم
من قبله وامن به ولم يأوله ووكل علمه الى الله سبحنه وتعالى ونفى الكيفية
والتشبيه عنه وقد ذكرنا هاتين الطريقتين فى كتاب الاسماء والصفات انتهى
وما قال المفتى العلامة فى التنبيه اعلم ان ما ورد فى الكتب والسنة من صفات
الله تعالى اذا كان ظاهر المعنى لا اشكال فيه كالعليم والقدير والمريد والسميع
والبصير والمتكلم اعتقدنا كما وردت بابقاء دلالتها على ما هى عليه وان كانت
فى اصل المعنى مخالفة بين الخالق والمخلوق فان علمنا مثلا عرض حادث قاصر
مستفاد من الغير وعلمه تعالى قديم كامل ذاتى الى ان قال فهذه الصفات على
ظواهرها من المعانى المخصوصة عند اهل اللسان وان كان مشكل المعنى يوهم
ظاهره الحدوث كقوله تعالى الرحمن على العرش استوى واصنع الفلك
باعيننا ويا ابليس ما منعك ان تسجد لما خلقت بيدى وجاء ربك وكل من
عليها فان ويبقى وجه ربك وفى الحديث فى دعائه صلى الله عليه وسلم وارزقنى
لذة النظر الى وجهك وينزل ربنا كل ليلة الى السماء الدنيا وغير ذلك ففيه
ثلاثة مذاهب احدها ان يومن بها كما جاءت ويفوض المراد منها الى الله تعالى
ولا يفسرها مع تنزيهه عن حقيقتها وهذا مذهب السلف واهل الحديث والثانى
ان ما اولها على ما يليق بجلال الله تعالى على حسب مواقعها بشرط ان يكون من اهله بان
يكون عارفا بلسان العرب وقواعد الاصول والفروع ذا رياضة فى العلم وهذا مذهب
اكثر الخلف من المتكلمين والمحدثين وبعض السلف وكتب التفاسير وهو مذهب

کتاب الاعتقاد مین کہا ہے (اور محدثین اون صفات مین کہ جنکے باب مین کتاب و سنت اس قسم کی وارد ہین اور صحابہ
و تابعین مین سے کسی نے اونکی تاویل مین کلام نہین کیا ہے دو قسم کے ہین ایک اونمین سے وہ لوگ ہین کہ جنھون نے متشابہ
کو قبول کر لیا اور اوسپر ایمان لے آئے اور اوسکی تاویل ایسی وجہ پر کر دی کہ جسکا استعمال لغت عرب مین صحیح ہے اور
توحید کے مخالف نہین ہے اور دوسری قسم اونمین سے وہ لوگ ہین کہ جنھون نے متشابہ کو قبول کر لیا اور اوسپر
ایمان لائے اور اوسکی تاویل کو چھوڑ دیا اور اوسکی تاویل کا علم حق تعالی کی طرف سونپ دیا اور کیفیت و تشبیہ کی خدا سے
نفی کر دی اور بیہقی نے ان دونون طریقون کو کتاب اسماء و صفات مین ذکر کیا ہے انتہی اور جو کچھ علامہ مفتی محمد سعید نے تنبیہ مین
لکھا ہے (جاننا چاہیے کہ جسقدر صفات الہیہ کتاب و سنت مین وارد ہے جبکہ اونکے معنی ظاہر ہون کہ اونمین کچھ اشکال
نہین ہوتا ہے جیسے کہ علیم قدیر مرید سمیع بصیر متکلم اونپر ہمارا اعتقاد ہے جسطرح سے کہ انکا ورود ہوا ہے ساتھ باقی رکھنے
انکے دلالت کے اوسکے حال پر اگرچہ اصل معنی مین وہ صفات خالق و مخلوق مین مخالفت رکھتے ہین اسلیے کہ مثلاً ہمارا
علم عرض ہے کہ حادث ہے قائم ہے غیر سے حاصل ہے اور حق تعالی کا علم قدیم ہے کامل ہے ذاتی ہے) یہانتک
کہ کہا (پس یہہ صفات مذکورہ اپنے ظاہری معانی مخصوصہ پر محمول ہین جنکو اہل لسان جانتے ہین اور اگر اونکے معنی مین اشکال
ہو کہ جس سے بظاہر حدوث کا وہم ہو جیسے کہ قول حق تعالی کا (رحمن عرش پر مستوی ہوا) اور (بنا کشتی کو ہمارے آنکھون کے
سامنے) اور (اے ابلیس تجکو کس چیز نے روکا اوسکو سجدہ کرنے سے کہ جسکو مین نے اپنے دونون ہاتھ سے پیدا کیا ہے) اور (آیا ہے
ہر ایک چیز جو زمین پر ہے فانی ہے اور باقی رہیگا وجہ تیرے رب کا) اور حدیث مین نبی صلعم کی دعا مین ہے (اور روزی کر مجکو
تیرے چہرے کیطرف دیکھنے کی لذت) اور (اوترتا ہے رب ہمارا ہر رات کو آسمان دنیا کیطرف) وغیرہ پس ان صفات مین تین مذہب ہین ایک
یہہ کہ اونپر ایمان لایا جائے جسطرح سے کہ یہہ وارد ہوئی ہین اور اونسے جو کچھ مراد ہے اوسکا علم خدا کو سونپا جاتا ہے اور انکی تفسیر کیجاتی ہے
جو پاک سمجھنے کے حق تعالی کو انکے حقیقی معنی سے اور یہہ مذہب سلف محدثین کا ہے اور دوسرا یہہ کہ انکی تاویل کیجاتی ہے ایسی تاویل
جو جلال الہی کے لایق ہین باعتبار اونکے موقع کے بشرطیکہ تاویل کرنیوالا اوسکا اہل ہووے بایطور کہ لسان عرب کو بخوبی پہچانتا ہو اور
اصول و فروع کے قواعد کا ماہر ہو علم مین مرتاض ہو اور یہہ مذہب اکثر متکلمین و
محدثین خلف و بعض سلف کا ہے اور تفسیر کی کتابین اور احادیث شرح ...

الاحاديث مملوة من التاويل والثالث ان يجري على ظاهرها ولا يأول شيئ
منها وهو مذهب المشبهة انتهى وما قال الشيخ في الفتوحات في صفحه (٢٥٢) من
المجلد الاول (وليعلم ان الآيات المتشابهات انما نزلت ابتلاء من الله لعباده ثم
بالغ سبحانه في نصيحة عباده في ذلك ونهاهم ان يتبعوا المتشابه بالحكم وان لا يحكموا
عليه بشيئ فان تاويله لا يعلمه الا الله واما الراسخون في العلم ان علموه فباعلام
الله لا بفكرهم واجتهادهم فان الامر اعظم ان تستقل العقول بادراكه من غير
اخبار الٰهي فالتسليم اولى والحمد لله رب العالمين انتهى فعلم من هذه النقول ان
اجراء المتشابهات على ظواهر معانيها ليس من مذهب اهل السنة والجماعة بل
هو من مذهب المشبهة الحشوية وان التاويل امر مظنون بالاجماع والاحوط تركه
الى التسليم وان ترجمتها بلسان آخر غير العربية خلاف الاحتياط لمكان مخافة الوقوع
في الزيغ فما فعله المصنف من ترجمتها في الهندية ومن اجرائها على الظواهر ومن اثبات
علم التاويل للعلماء بالاستقلال كما يستفاد من تعليله بان الراسخين في العلم لو لم
يكن لهم حظ في علم المتشابه الا ان يقولوا آمنا به كل من عند ربنا لم يكن لهم فضل
على الجهال لانهم جميعا يقولون ذلك وان الله تعالى لم يسو بين خلقه في العلم مما لا
سبيل لاحد من الخلق الى معرفته انتهى كله مخالف لمذهب اهل الحق واهل المعرفة
والجواب عن تعليله الاول ان التسوية بين العلماء لو لم يعلموا التاويل بالقطع وبين الجهال ممنوع
لان الجهال ليس لهم سبيل الى ان يقولوا كل من عند ربنا الا باتباع العلماء ولا لهم حظ من علم التاويل
بخلاف العلماء الراسخين فان لهم ان يعلموه باعلام الله تعالى وان كان على وجه الظن دون
القطع واليقين وعن الثاني ان تنزيل المتشابهات ليس للاتباع بها والعمل عليها حتى يبطل الخطاب
بها بدون علمها بل انما هو ابتلاء من الله سبحانه لعباده بان يؤمنوا بها كما وردت

تاویل سے مالامال ہین اور تیسرا یہہ کہ جاری کیجائین اپنے ظاہری معنی پر اور اصلا اونکی تاویل نکیجاے اور یہہ مذہب مشبہہ کا ہے انتہی
اور جو کہ شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ صفحہ ۱۵۲ جلد اول مین کہا ہے د اور جاننا چاہیئے کہ آیات متشابہات کا نزول بندونکی ابتلا کیواسطے ہوا ہے
پھر حق تعالی نے مبالغہ کیا ہے اسبابمین بندونکی نصیحت مین اور اونکو منع کیا ہے متشابہہ کی پیروی سے ساتھہ حکم کرنے کے اور
یہہ کہ نہ حکم کرین متشابہ پر کسی شے سے اسلیے کہ اوسکی تاویل بجز خدا کے کسیکو معلوم نہین ہے اور راسخین فی العلم کو اگر معلوم ہے
تو خدا کی تعلیم سے معلوم ہے اونکے فکر و اجتہاد سے نہین اسلیے کہ یہہ معاملہ عظیم تر ہے اس سے کہ عقول اوسکے ادراک مین بغیر اخبار الہی کے
مستقل ہون پس خدا ہی کو سونپنا بہتر ہے اور سب تعریف پروردگار عالم کو ہے انتہی پس ان نقول سے معلوم ہو گیا کہ متشابہات
جاری کرنا اونکے ظاہری معنی پر اہل سنت و الجماعت کا مذہب نہین ہے بلکہ وہ مشبہہ حشویہ کا مذہب ہے اور یہہ کہ تاویل امر
ظنی ہے باجماع امت اور زیادہ احتیاط اوسکو خدا کیطرف سونپنے مین ہے اور یہہ کہ متشابہات کا غیر عربی زبان مین ترجمہ کرنا
احتیاط کے خلاف ہے بسبب خوف واقع ہونے کے کجی مین پس یہہ جو مصنف نے متشابہات کا ترجمہ ہندی زبان مین کیا ہے
اور اونکو ظاہری معنی پر جاری کیا ہے اور اونکی تاویل کا علم علما کے لیے بالاستقلال ثابت کیا ہے جیسا کہ مصنف کی تعلیل سے
معلوم ہوتا ہے باینطور کہ راسخین فی العلم کو اگر متشابہ کے علم مین حصہ نہو بجز اسکے کہ وہ کہین ہم ایمان لاے اسپر یہہ سب
ہمارے رب کے طرف سے ہے تو اونکو جاہلون پر کچھ فضیلت نہوگی اور حالانکہ حق تعالی نے تمام مخلوق کو علم متشابہ
مین برابر نہین رکھا ہے انتہی اور نووی کے قول سے کہ یہی زیادہ صحیح ہے اسلیے کہ بعید ہے یہہ کہ خدا اپنے بندون سے ایسی
چیز کا خطاب فرماوے کہ جسکی معرفت کیطرف کسی مخلوق کو راستہ نملے انتہی یہہ تمام مذہب اہل حق و اہل معرفت کے خلاف ہے
اور جواب مصنف کی پہلی تعلیل کا یہہ ہے کہ مساوات علما و جہلا مین اگر بلحاظ قطعی طور پر تاویل کو وہ جانین غیر مسلم ہے اسلیے کہ جاہلون کو بجز پیروی
علما کے اسکا بھی راستہ نہین ہے کہ وہ کہین کہ یہہ سب ہمارے رب کیطرف سے ہے اور نہ اونکا علم تاویل مین کچھ حصہ ہے
بخلاف علماے راسخین کے اسلیے کہ اونکو ممکن ہے کہ تاویل کو خدا کی تعلیم سے معلوم کرلین اگرچہ یہہ علم اونکا ظنی ہوگا قطعی یقینی
اور دوسری تعلیل کا جواب یہہ ہے کہ متشابہات کا نازل کرنا عمل و اتباع کے لیے نہین ہے حتی کہ بدون اونکے
علم کے اونکے ساتھہ خطاب کرنا عبث ہو بلکہ وہ خدا کے طرف سے بندون کے
آزمایش کے لیے ہے باینطور کہ وہ متشابہات پر ایمان لائین جس طرح کہ اونکا ورود ہوا ہے

بدون النظر والخوض في معانيها ولذلك نهاهم عن اتباعها بالحكم عليها ووكل
علمها الى ذاته تعالى فبطل دعوته الاول بحوله تعالى وقوته واما الدعوى الثانى
والثالث فسياتى بطلانها في بحث الكتب الالهية فلينتظر واما الرابع والخامس
فقد مر بطلانها في المقدمة فليراجع اليها قال ولابن ابى شيبة فالدارمى
عن عباس العمى قال بلغنى ان داؤد النبى صلى الله عليه وسلم كان يقول فى دعائه
سبحانك اللهم انت ربي تعاليت فوق عرشك ولابن ابى شيبة عن ابى عبد الله
الجدلى قال ما رفع داؤد رأسه الى السماء حتى مات وله عن سلمان بن عامر الشعبى
قال ان ايتم سليمان وما اوتى في ملكه فانه لم يرفع رأسه الى السماء حتى قبضه الله
تخشعا لله وله عن ابى الصديق الناجى ان سليمان بن داؤد خرج بالناس
ليستسقى فمر على نملة مستقبلة على قفاها رافعة قوائمها الى السماء وهى تقول
اللهم انى خلق من خلقك ليس بنا غنى عن رزقك فاما ان تسقينا واما ان
تهلكنا فقال سليمان للناس ارجعوا فقد سقيتم بدعوة غيركم وروى ابن حبان
في الثقات في طبقة تبع اتباع التابعين في ترجمة عبد الرحيم بن موسى الايلى
عن ابى الصديق الناجى نحوه وروى الدارقطنى في سننه عن ابي هريرة
سمعت رسول الله صلعم يقول خرج نبى من الانبياء بالناس يستسقى فاذا هو بنملة
رافعة قوائمها الى السماء فقال ارجعوا فقد استجيب لكم من اجل شان هذه النملة
(قلت) وقد رأيت انا الحقير وكان قد اصاب الناس قحط ولم يمطروا و
هلكت الدواب اذا جاموسة عوجت راسها ونظرت الى السما وحنت
والقت بصوتها الى الارض فاذا السماء قد غيمت وكثر السحاب وتواتر المطر
والحمد لله رب الكبرياء على الآلاء والنعماء وعن على بن ربيعة قال رأيت

اور اونکے معانی مین کچھہ غوض و فکر نہ کرین اور اسیوجہ سے اونکو منع فرمایا ہے متشابہات کی پیروی کرنے سے ساتھہ حکم کرنے
کے اوپر اور اونکا علم اپنے ذات پر سونپا ہے پس مصنف کا پہلا دعوی باطل ہو گیا خدا کی حول و قوت سے اور لیکن دوسرا
اور تیسرا دعوی پس اون دونونکا بطلان کتب الہیہ کی بحث مین آئیگا پس حاجت نہی کہ انتظار کیا جاوے اور لیکن چوتھا اور پانچوان دعوی
پس اون دونون کا بطلان مقدمہ مین گزر چکا ہے پس مقدمہ کیطرف رجوع کیا جاوے دیکھا مصنف نے) اور ابن ابی شیبہ نے
پہر دارمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مجکو خبر پہونچی ہے کہ داؤد نبی صلعم اپنی دعا مین کہتے تھے پاک ہے
تو اے خدا تو ہی میرا رب ہے جب بلند ہو گیا تو اپنے عرش کے اوپر اور ابن ابی شیبہ نے ابو عبد اللہ جدلی سے روایت کی ہے کہا اونہون نے
کہ داؤد نے اپنا سر بسبب شرم کے آسمان کیطرف نہین اوٹھایا اور اونہون نے سلمان بن عامر شعبانی سے روایت کی ہے کہا اونہون نے
مجکو معلوم ہے سلیمان اور داؤد کی حکومت کا حال حالانکہ اونہون نے اپنا سر آسمان کیطرف نہین اوٹھایا یہانتک کہ خدا نے اونکی روح کو
قبض کر لیا خوف خدا کے سبب اور اونہون نے ابو الصدیق ناجی سے روایت کی ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام بارش کی دعا کیواسطے
لوگونکی ساتھہ باہر نکلے پس ایک چیونٹی کے پاس گزرے کہ چت لیٹی تھی اپنے چارون پیرونکو آسمان کیطرف اوٹھائے ہوے اور
کہہ رہی تھی اے خدا مین تیری مخلوق مین سے ایک شخص ہون ہمکو تیری روزی سے بے پروائی نہین ہے پس یا تو ہمکو پانی دے یا
ہمکو ہلاک کر دے پس کہا سلیمان نے لوگون سے کہ لوٹ چلو اسلئے کہ تمکو بارش عطا کی گئی تمہارے غیر کی دعا سے اور اسی کے مثل
روایت کی ابن حبان نے ثقات کے طبقہ تبع تابعین مین ابراہیم بن موسی الیلی کے احوال مین ابو الصدیق ناجی سے اور روایت
کیا دارقطنی نے اپنے سنن مین ابو ہریرہ رض سے کہ سنا مین نے رسول خدا صلعم کو کہ فرماتے تھے کہ پہلے نبیون مین سے ایک
نبی لوگون کے ساتھہ بارش کی دعا کے لئے باہر نکلے پس اونکا گذر ایک چیونٹی پر ہوا کہ جو اپنے پیرون کو آسمان کیطرف اوٹھائے ہوے
تھی پس نبی نے کہا کہ لوٹ چلو اسلئے کہ تمہارا مدعا حاصل ہو گیا اس چیونٹی کی بدولت (مین کہتا ہون) کہ مجکو خبر پہونچی ہے ایک بار
لوگ قحط مین مبتلا ہو گئے تھے اور بارش نہوتی تہی اور جو پاس کے ملک ہو رہے تھے کہ ایک بہینس نے
اپنے سر کو بلند کر کے آسمان کیطرف دیکھا اور شور کیا اور شدت العطش مین ہو کر اسے پس اوسی دم
آسمان پر ابر چھا گیا اور بادلون کی کثرت ہوئی اور خوب پانی برسا اور سب تعریف خدا
کے لئے ہے کہ صاحب بزرگی کا ہے اور بخششون اور نعمتون پر اور علی بن ربیعہ سے مروی ہے —

عليا اتى بدابة فلما وضع رجله في الركاب قال بسم الله فلما استوى عليها قال
الحمد لله سبحان الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون ثم حمد الله
ثلاثا وكبر ثلاثا وقال سبحان الله ثلاثا ثم قال سبحانك لا اله الا انت اني ظلمت
نفسي فاغفر لي ذنوبي انه لا يغفر الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت مم ضحكت
يا امير المؤمنين قال كنت ردف رسول الله صلعم ففعل مثل ما فعلت ثم ضحك فقلت
مم ضحكت يا رسول الله قال يعجب الرب من عبده اذا قال رب اغفر لي ويقول علم
عبدي انه لا يغفر الذنوب غيري وفي لفظ ان الله ليضحك الى العبد اذا قال لا اله
الا انت سبحانك اني ظلمت نفسي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت قال
عبدي عرف ان له ربا يغفر ويعاقب اخرجه الطيالسي وعبد الرزاق وسعيد
بن منصور وابن ابي شيبة واحمد وابن منيع وعبد بن حميد وابو داود والترمذي
وقال حسن صحيح والنسائي وابو يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن خزيمة وابن
شاهين في السنة وابن مردويه والحاكم وصححه والبيهقي والضياء في المختارة
ورواه ابو بكر بن ابي داود فالاجري في كتاب الشريعة مختصرا وفيه كنت ردف
علي بن ابي طالب في جبانة الكوفة (الحديث) وعند ابن ابي شيبة وابن منيع
وصحح عن علي بن ربيعة قال حملني علي خلفه ثم سار في جانب الحرة ثم رفع راسه
الى السماء فقال اللهم اغفر لي ذنوبي انه لا يغفر الذنوب احد غيرك ثم التفت الي
فضحك فقلت يا امير المؤمنين استغفارك ربك والتفاتك الي فضحك قال
حملني رسول الله صلعم ثم سار في جانب الحرة ثم رفع راسه الى السماء فقال اللهم اغفر لي
ذنوبي انه لا يغفر الذنوب احد غيرك ثم التفت الي فضحك فقلت يا رسول الله
استغفارك ربك والتفاتك الي فضحك قال ضحكت لضحك ربي بعجبه لعبده

کہا اونہوں نے کہ میں نے علی رض کو دیکھا کہ ایک سواری کے جانور کے پاس آئے پہر جبکہ اپنا پیر رکاب میں رکھا فرمایا بسم اللہ پہر جبکہ اوسکی
اوپر سیدھے ہوگئے تو فرمایا الحمد للہ پاک ہے وہ ذات کہ جسنے اسکو ہمارا مطیع کیا اور ہم اسکے نزدیک ہونے والے نہ تھے اور ہم اپنے رب ہی کیطرف
واپس ہونیوالے ہیں پہر تین مرتبہ الحمد للہ کہا اور تین بار اللہ اکبر کہا اور تین بار سبحان اللہ کہا پہر کہا پاک ہے تو تیرے سوا کوئی معبود نہیں تحقیق
میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو میرے گناہونکو بخشدے بیشک گناہوں کا بخشنیوالا تو ہی ہے پہر ہنسے تو میں نے کہا کہ کس وجہ سے آپ
ہنسے اے امیر المؤمنین کہا کہ میں حضرت رسول خدا صلعم کے پیچھے سوار تھا پس کیا اونہوں نے جیسا کہ میں نے کیا ہے پہر ہنسے تو میں نے کہا
کس وجہ سے ہنسے تم اے رسول خدا کے فرمایا کہ تعجب کرتا ہے رب اپنے بندے سے جبکہ وہ کہتا ہے کہ اے رب مجھکو بخشدے اور فرماتا
ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہو گیا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا ہے اور ایک حدیث میں اسطرح پر ہے کہ بیشک خدا بندہ
کیطرف ہنستا ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پاک ہے تو بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجکو بخشدے اسلئے
کہ گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا ہے تو فرماتا ہے کہ میرے بندے نے پہچان لیا ہے کہ اوسکا ایک رب ہے کہ جو بخشتا ہے اور عذاب کرتا ہے اسکو
روایت کیا طیالسی و عبد الرزاق و سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و احمد و ابن منیع و عبد بن حمید و ابو داؤد و ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
حسن صحیح ہے اور نسائی و ابو یعلی و ابن جریر و ابن منذر و ابن خزیمہ و ابن شاہین نے سنہ میں اور ابن مردویہ و حاکم نے اور اسکو صحیح کہا ہے اور
بیہقی و ضیاء نے مختارہ میں اور اسکو روایت کیا ابو بکر بن ابو داؤد نے پہر آجری نے کتاب الشریعہ میں اختصار کے ساتھ اور اوسمیں اسی
طرح پر ہے کہ تہا میں پیچھے سوار ہونے والا علی بن ابی طالب کے کوفہ کے میدان میں تا آخر حدیث اور ابن ابی شیبہ و ابن
منیع کی روایت میں کہ جسکو صحیح کیا گیا ہے علی بن ربیعہ کی روایت سے اس طرح پر ہے کہ کہا راوی نے کہ مجکو سوار کر لیا اپنے پیچھے پہر
تشریف لے چلے میدان کی طرف پہر اوٹھایا سر کو آسمان کیطرف اور کہا اے خدا میرے گناہوں کو بخشدے بیشک گناہوں کو کوئی
نہیں بخشتا ہے بجز تیرے پہر میری طرف متوجہ ہو کر ہنسے پس میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپکا معافی چاہنا اپنے رب سے اور میری طرف متوجہ
ہو کر ہنسنا فرمایا کہ مجہکو سوار کیا رسول خدا صلعم نے پہر تشریف لے چلے میدان کیطرف پہر اپنے سر کو آسمان کیطرف اوٹھا کر کہا اے خدا
میرے گناہوں کو بخشدے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا ہے پہر میری طرف متوجہ
ہو کر ہنسے تو میں نے کہا کہ اے رسول خدا کے معافی طلب کرنا آپکا اپنے رب سے اور میری
طرف متوجہ ہو کر ہنسنا فرمایا کہ ہنسا میں جس طرح کہ میرا رب ہنسا بسبب تعجب کرنے کے اپنے بندے سے

انه يعلم انه لا يغفر الذنوب احد غيره واخرج احمد عن ابن عباس ان رسول الله
صلعم اردفه على دابة فلما استوى عليها كبر ثلاثا وسبح ثلاثا وهلل الله وحده
ثم ضحك ثم قال ما من امرء مسلم يركب دابة فيصنع كما صنعت الا اقبل الله يضحك
اليه كما ضحكت اليك ولابي يعلى عن الفرات بن سليمان قال قال علي الا يقوم احدكم
فيصلي اربع ركعات قبل العصر ويقول فيهن ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول تم نورك فهديت فلك الحمد وعظم حلمك فعفوت فلك الحمد وبسطت
يدك فاعطيت فلك الحمد ربنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك اكرم الجاه وعطيتك
افضل العطية واهناها تطاع ربنا فتشكر وتعصى ربنا فتغفر وتجيب المضطر
وتكشف الضر وتشفي السقيم وتغفر الذنب وتقبل التوبة ولا يجزي بالائك
احد ولا يبلغ مدحك قول قائل ولخشيش بن اصرم في الاستقامة عن عاصم
بن ضمرة ان عليا كان يدعو ربنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك خير الجاه
ولابي داؤد والنسائي وابن جرير وابن ابي الدنيا والبيهقي في الاسماء والصفات
وابن السني في عمل اليوم والليلة عن ابي اسحاق عن الحارث وابي ميسرة عن
علي قال كان النبي صلعم يقول عند مضجعه اللهم اعوذ بوجهك الكريم بكلماتك
التامة من شر ما انت آخذ بناصيته (الحديث) والاحاديث الصحيحة في الباب
كثيرة شهيرة عن اهل بيت النبوة والاصحاب (والحق الصواب) وفصل الخطاب
في الباب المعلوم باحاديث المعصوم من الكتاب ان الله تعالى من جهة ذاته الان
كما كان لا يشتمله زمان ولا يحتمله المكان فانه هو منشئ الزمان ومبدئ المكان
وانه تعالى كان ولم يكن شيء غيره كما في حديث البخاري في بدء الخلق فخلق
نور حبيبه محمد صلى الله عليه واله وسلم ثم خلق الماء ثم خلق عرشه على الماء

اس امر مین کہ وہ جانتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی گناہون کو نہین بخشتا ہے اور امام احمدؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا
صلعم نے اونکو اپنے سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا پھر جب برابر ہوگئے اوسپر تکبیر کہی تین بار اور سبحان اللہ کہا تین بار اور لا الہ الا اللہ
کہا ایک مرتبہ پھر ہنسے اور فرمایا کہ جو مسلمان بندہ اپنی سواری کے جانور پر سوار ہو اور کرے جس طرح کہ مین نے کیا خدا ے تعالی اوسکے
طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہے جس طرح کہ مین تیری طرف متوجہ ہو کر ہنسا اور ابو یعلی نے فرات بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ فرمایا
علیؓ نے کیا نہین کھڑا ہوتا ہے ایک تم مین کا کہ پڑھے چار رکعتین عصر سے پہلے اور کہے اونمین جو کہ رسول خدا صلعم کہتے تھے کہ کامل ہے نور تیرا پس
راہ دکھائی تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اور عظیم ہے حلم تیرا پس معاف کیا تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اور کشادہ ہے
ہاتھ تیرا پس عطا کی تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اے ہمارے رب تیرا وجہ سب وجوہ سے زیادہ بزرگ ہے اور تیرا مرتبہ سب مرتبون
سے اکرم ہے اور تیری عطا کل عطاؤن سے افضل و زیادہ خوشگوار ہے تیری فرمان برداری کیجاتی ہے اے رب ہمارے تو تو شکر گذار ہوتا ہے
اور تیری نافرمانی کیجاتی ہے اے پروردگار ہمارے پس تو بخشدیتا ہے اور تو مدد کرتا ہے بیقرار کی اور دور کرتا ہے سختی کو اور شفا دیتا ہے
بیمار کو اور بخشتا ہے گناہ کو اور قبول کرتا ہے توبہ کو اور تیری بخششون کا بدلا کوئی نہین دیسکتا ہے اور نہین پہونچتا ہے تیری مدح کو قول کسی
قائل کا اور خیثمہ بن امرم نے استقامت مین عاصم بن ضمرہ سے روایت کی ہے کہ علیؓ دعا کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے رب تیری ذات
بزرگ تر ہے سب ذاتون سے اور تیری پناہ بہتر ہے سب جائے پناہون سے اور ابو داود و نسائی و ابن جریر و ابن ابی الدنیا و بیہقی کی روایت ہے اسماء
و صفات مین اور ابن سنی کی عمل الیوم و اللیلہ مین ابو اسحق سے اونہون نے روایت کی حارث و ابو میسرہ سے اونہون نے علیؓ سے کہا اونہون نے
کہ نبی صلعم اپنے لیٹنے کے وقت کہتے تھے اے خدا مین پناہ لیتا ہون تیری بزرگ ذات اور تیرے کامل کلمات کی شر سے اوس چیز کے
کہ جسکے موی پیشانی کو تو پکڑے ہوے ہے آخر حدیث تک اور احادیث صحیح اس باب مین بہت ہین کہ مشہور ہین اہل بیت
نبوت و اصحاب سے اور حق صواب و فصل خطاب اس باب مین جو معلوم ہے نبی معصوم کی حدیثون سے یہ ہے کہ حق تعالی اپنے
ذات کے اعتبار سے اب بھی ویسا ہی ہے کہ جیسا کہ پہلے تھا نہ اوسکو زمانہ شامل ہے نہ اوسکو کوئی مکان حاوی ہے اسلئے
کہ وہی زمانہ کا پیدا کرنے والا ہے اور مکان کا ایجاد کرنے والا اور وہ تھا اور کوئی شئے اوسکے
سوا نہ تھی جیسا کہ بخاری کے حدیث آغاز آفرینش کے اندر مذکور ہے پھر اپنے حبیب
محمد صلعم کا نور پیدا کیا پھر پانی کو پیدا کیا پھر اپنا عرش پانی کے اوپر پیدا کیا پھر

ثم خلق القلم يكتب بامره مقادير الخلق ثم بعد خمسين الف سنة خلق السموات
والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش استواء يليق بجلاله (قال) الشيخ
ابراهيم الكردي المدني في رسالة الامم تلخيصا لكلام الشيخ الاشعري في كتبه ان الله
تعالى من حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لغناه الذاتي ولكن له الاطلاق في التجلي في
اي مظهر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثله شيء فصح الاستواء على العرش على ظاهره
بمقتضى التجلي في مظهر يقتضي ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش اعلى الاجرام
من غير منافاة للتنزيه واذا صح الاستواء على ظاهره مع بقاء التنزيه صح النزول
كل ليلة الى السماء الدنيا في الثلث الاخير حتى يطلع الفجر كما تواتر النقل به وكذا
سائر المتشابهات وبالله التوفيق نور السموت والارض انتهى **اقول** بحول الله تعالى
وقوته قد تمسك المصنف في هذا القول بعدة اخبار يستدل بها على اثبات الجهة
لله تعالى وحكم في اخره ناقلا عن الامم لابراهيم الكردي بان الاستواء على العرش
على ظاهر معناه صحيح بمقتضى التجلي في مظهر يقتضي ذلك وكذا ان يكون له تعالى جهة
الفوق على ظاهر معناها صحيح لكون العرش اعلى الاجرام من غير منافاة للتنزيه وكذا
النزول الى السماء الدنيا وسائر المتشابهات على ظاهر معانيها صحيح ونحن نجيب اولا
عن متمسكاته ثم نبين فساد هذا الحكم بعده انشاء الله تعالى اما تمسكه بدعاء داود
عليه السلام سبحانك اللهم انت ربي تعاليت فوق عرشك فغير صحيح لان المراد بالفوقية
في هذا الدعاء ما يليق بحضرة الاله لا ما هو الظاهر لانه من صفات الاجسام والله تعالى
مقدس عنها واما تمسكه بحديث سليمان بن عامر الشعباني قال ارأيتم سليمان وما اوتي
في ملكه فانه لم يرفع رأسه الى السماء حتى قبضه الله تخشعا لله فايضا غير مفيد له
لان عدم رفع الراس الى السماء تخشعا لا يدل على كونه تعالى في الجهة الفائقة كما ان وضع الجبهة

پہر قلم کو پیدا کیا کہ لکہے خدا کے حکم سے مخلوق کی مقداروں کو پہر پچاس ہزار برس کے بعد پیدا کیا آسمانوں و زمین کو چھ روز مین
پہر مستوی ہوا عرش پر ایسا مستوی ہونا کہ اوسکے جلال کے لائق ہے کہا شیخ ابراہیم کردی مدنی نے اپنے رسالہ امم مین کلام شیخ
اشعری کو جو اونکی کتابون مین مذکور ہے ملخص کرکے کہ حق تعالی اپنے ذات کے اعتبار سے نہ مکان رکہتا ہے اور نہ جہت
بسبب اپنے غنای ذاتی کے ولیکن اوسکے لئے اطلاق ہے جلوہ کرنے مین جس مظہر مین اوس نے چاہا باوجود باقی رہنے
تنزیہ کے دلیل لیس کمثله شیء کے سبب پس ثابت ہوگیا پیدا ہو جانا خدا کا عرش کے اوپر ظاہری معنی کے لحاظ سے بسبب
مقتضائے تجلی کے ایسے مظہر مین کہ استوا اسکے ظاہری معنی کا چاہتا ہے اور ثابت ہوگیا کہ خدا کے لئے جہت فوق ہے بسبب
عرش کے بلندتر جسمون کا بدون منافات کے تنزیہ سے اور جبکہ ثابت ہوگیا استوا ظاہری معنی کے لحاظ سے باوجود باقی رہنے تنزیہ
کے ثابت ہوگیا اوترنا ہر رات مین آسمان دنیا کی طرف اخیر تہائی حصہ مین الی طلوع فجر تک جیسا کہ اسکے باب مین نقل حد تواتر کو پہونچگئی
ہے اور اسیطرح تمام متشابہات اور خدا ہی سے توفیق ہے کہ آسمانوں و زمین کا نور ہے انتہی مین کہتا ہون حق تعالی کی معول و مقصود کی
مصنف نے اس قول مین چند اخبار کو دستاویز بنایا ہے کہ جنمین اثبات جہت پر دلیل لایا ہے اور اسکے آخر مین ابراہیم کردی کی کلام
سے نقل کرکے حکم لگایا ہے کہ عرش پر مستوی ہونا اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے صحیح ہے مقتضائے تجلی کے وجہ سے ایسے مظہر مین کہ
اسکو مقتضی ہے اور اسیطرح جہت فوق کا حق تعالی کے لئے ثابت ہونا صحیح ہے ظاہری معنے پر بسبب ہونے عرش کے بلندتر
اجسام کا بدون منافی ہونے تنزیہ کے اور اسیطرح نزول آسمان کیطرف اور کل متشابہات ظاہر معانی کے اعتبار سے صحیح ہین انتہی اور ہم اول مصنف
کے دلائل کا جواب دیتے ہین اوسکے بعد اس حکم کا جواب بیان کرینگے اگر خدا نے چاہا لیکن دلیل لانا مصنف کا امام اوزاعی کی اس دعا سے کہ پاک ہے
تو اے خدا تو ہی سب سے بلند ہے تو اپنے عرش کے اوپر پس نادرست ہے اس لئے کہ فوقیت سے مراد اس
دعا مین ایسی صفت ہے جو بارگاہ خداوندی کے لائق ہے نہ کہ ظاہری معنی اس لئے کہ وہ اجسام کی صفت ہے اور حق تعالی
صفات اجسام سے پاک ہے اور دلیل لانا اوسکا سلیمان بن عامر شعبانی کی اس حدیث سے کہا تمکو معلوم ہے
سلیمان اور اوسکی حکومت کا حال پس انہوں نے اپنا سر آسمان کیطرف نہین اوٹھایا یہان تک کہ خدا نے اونکی
روح کو قبض کر لیا خوف خدا کے سبب سے پس یہ بہی غیر مفید ہے اس لئے کہ سر کو آسمان کی طرف نہ اوٹھانا
عاجزی کے واسطے اس امر کی دلیل نہین ہے کہ خدا تعالی جہت فوقانی مین ہے جیسا کہ [illegible]

على الارض في السجود تعبد ان استقبال القبلة في الصلوة لا يدل على كونه تعالى في
الارض او جانب القبلة واما تمسكه بقصة رفع النملة قوائمها الى السماء للاستسقاء
فغير مجد له لان المسنون في الدعاء هو رفع الايدي الى السماء للاشارة الى عظمة الله تعالى
تنزيلا لها منزلة البعد المكاني تجوزا والا فلزم كونه تعالى مشارا اليه بحد وذا
في جهة الاشارة دون غيرها وهو يستلزم الحدوث كما مر مفصلا في شرح
قول الامام جعفر الصادق منقولا عن التنبيه وهكذا الجواب عن تمسكه بقصة الجاموسة
واما احاديث الضحك والتعجب والوجه والمجاه فالتي فيها ذكر رفع الراس الى السماء
فمر جوابها غير مرة من انه للاشارة الى عظمة الله تجوزا فلا يصلح لاثبات الجهة الفائقة
له تعالى الحقيقية والتي ليس فيها ذكره فان اتى بها لاثبات الجهة فهو باطل وان اتى
بها لاثبات الضحك والتعجب والوجه والمجاه له تعالى فمسلم ولكن هذه الصفات
في حقه تعالى من المتشابهات فيؤمن بها كما يؤمن بسائر المتشابهات مع القطع بان علمها
كما هي موكول الى الله ولا يحمل على ظواهرها لكونها من صفات الاجسام والله
منزه عن ذلك واما حكمه المذكور فهو جمع بين مذهب المتكلمين ومذهب الحشوية
ومستلزم لاجتماع النقيضين اما الاول فلان المتكلمين ذهبوا الى تنزيه الله تعالى
عن ظواهر المتشابهات لكونها من صفات الحدوث الا ان بعضهم اولها الى ما يليق
به تعالى وبعضهم سكت عن التاويل ووكل علمه الى الله والحشوية حملوها على
ظواهرها كما قال الفقيه العلامة في صدر التنبيه وبعد فقد ظهرت في هذه الايام فرقة
من الجهال الحشوية الضلال تثبت الجهة لله تعالى مستدلين بظواهر ايات الاستواء
وغيرها واحاديث النزول وانه سبحانه في السماء وفوق العرش وتقول انها بالمعنى
الظاهر الحقيقي وانها محكمة غير متشابهة وان له تعالى اليد والاصابع والوجه

کو زمین پر رکھنا سجدہ مین عبادت کے لئے یا قبلہ کیطرف مونہہ کرنا نماز مین دلیل نہین ہے اسکے کہ خدا زمین مین نہین ہے یا جہت قبلہ
مین ہے اور دلیل لانا مصنف کا چیونٹی کے آسمان کیطرف اپنے پاؤن اوٹھانے سے وقت بارش کے ہے پس غیر مفید
ہے اس لئے کہ دعا مین آسمان کیطرف ہاتھ اوٹھانا جو مسنون ہے واسطے اشارہ کرنے کے ہے عظمت الہی کیطرف
اوسکو مجازاً لیجاسکتے کے قائم مقام قرار دیکر ورنہ لازم آوے خدا کا مشار الیہ ومحدود ہونا جہت اشارہ مین اور اوسکے غیر مین
اور یہ امر مستلزم ہے حدوث کا جیسا کہ بالتفصیل گذرا امام جعفر صادق کے قول کی شرح مین تنبیہ سے نقل کرکے اور یہی جواب ہے
مصنف کے دلیل لانے کا بہشت کے قصہ سے اور لیکن حدیثین ضحک وتعجب ووجہ وجاہ کی پس جنمین کہ آسمان کیطرف سر
اوٹھانے کا ذکر ہے اونکا جواب تو چند بار گذر چکا ہے کہ سر کا اوٹھانا اشارہ کیواسطے ہے عظمت الہی کی طرف مجازاً پس اونمین
ملامت نہین ہے خدا کے لئے جہت فوق کے ثابت کرنیکی حقیقتاً اور جنمین سر اوٹھانے کا ذکر نہین ہے پس اگر اونکو اثبات جہت
کے لئے لایا ہے تو یہ باطل ہے اور اگر ضحک وتعجب ووجہ وجاہ خدا کے لئے ثابت کرنیکو لایا ہے تو مسلم ہے ولیکن یہ صفات
خدائے تعالی کے حق مین متشابہات مین سے ہین پس انپر ایمان لایا جائیگا جسطرح کہ اور متشابہات پر لایا جاتا ہے ساتھ یقین کے اس
امر مین کہ انکا واقعی علم خدا ہی کو ہے اور ظاہری معنی پر انکو حمل نکیا جائیگا اسلئے کہ اسکے ظاہری معنی صفات اجسام سے ہین اور اللہ تعالی
صفات اجسام سے پاک ہے اور لیکن مصنف کا حکم کرنا پس وہ جمع کردیتا ہے مذہب متکلمین و مذہب حشویہ کو اور مستلزم ہے
اجماع نقیضین کو لیکن امر اول پس اس وجہ سے ہے کہ متکلمین کا مذہب خدا کو پاک جاننا ہے متشابہات کے ظاہری
معنی سے بسبب اونکے صفات کے حدوث ہونیکے مگر بعض متکلمین نے اونکی تاویل کی ہے ایسے معنے
مین کہ جو حق تعالی کے لائق ہین اور بعض نے تاویل سے سکوت کیا ہے اور علم تاویل کو خدا کو سونپ دیا ہے
اور حشویہ نے انکو حمل کیا ہے اونکے ظاہری معنی پر جیسا کہ مفتی علامہ نے تنبیہ کے شروع مین کہا ہے کہ اور بعد حمد و صلوٰۃ کے
پس تحقیق ان دنون مین ظاہر ہوئی ہے ایک جماعت جہال حشویہ ضالہ کی کہ ثابت کرتی ہے جہت کو حق تعالی
کیلئے دلیل لاکر ظاہری معانی سے آیات استوا وغیرہ کے اور احادیث نزول سے اور یہ کہ حق سبحانہ آسمان مین ہے
اور عرش کے اوپر ہے اور کہتے ہین کہ یہ آیات و احادیث اپنے ظاہری معانی مین مستعمل ہین اور محکم ہین
باعتبار معنی کے اور متشابہ ہین باعتبار کیفیت کے اور حق تعالی کے ہاتھ اور انگلیان اور چہرہ اور

والصورة والساق بالمعنى الظاهر الحقيقى متستّرة بالبلكفة وزعموا ان معتقدهم فيها هو
معتقد السلف من الصحابة والتابعين وعليها مذهب كافة المحدثين ونسبوا
المأولين للصفات وهم جمهور الخلف من المحدثين في المتكلمين من اهل السنة الى البدعة
والضلالة والالحاد والجهمية الضالة الى ان قال وصنفوا والفوا فى ابطالها على
اجماع العلماء الاعلام فى اصول الدينية فاردت ان اشرح اعتقاد اهل السنة فى
تنزيهه الله تعالى عن الجهة وما قالوا فى صفات الله تعالى مع بيان فساد مذهب الحشوية
انتهى فعلم ان اجراء الصفات المتشابهة على معانيها الحقيقة هو مذهب الحشوية وتاويلها
الى ما يليق به تعالى مذهب اهل السنه والجماعة فالحكم باجرائها على معانيها الحقيقة
مع بقاء التنزيه عنها كما فعله المصنف خلط وتلفيق بين المذهبين واما الثانى
فلان اجراء الصفات على معانيها الحقيقية يقتضى ارادة تلك المعانى وتنزيه الحق
سبحنه عنها يقتضى عدم ارادتها فلما حكم المصنف بهما لزم اجتماع النقيضين وهو
باطل وما يستلزم الباطل فهو ايضا باطل كما برهن عليه فى فن الميزان فثبت
ان ما حكم به المصنف باطل وهو المطلوب ثم نقول ان ما حكم به المصنف من اجرائهما
على حقائقهما مخالف لما نطق به القران لانه كلامه تعالى وما يعلم تاويله الا الله يدل
على ان المتشابه تاويلا قطعا الا انه فى علم الله تعالى والتاويل هو صرف اللفظ عن ظاهره بمعاد
كما سياتى مفصلا واجراء اللفظ على ظاهره عينه مخالف للتاويل فكلام الله تعالى يشهد بان
ان المتشابه من القران مصروف عن الظاهر والمصنف يقول انه جار على الظاهر غير مصروف
عنه فعلم انه يحكم خلاف ما انزل وقد قال الله تعالى ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك
هم الفاسقون ثم نقول بحول الله تعالى وقوته ان ما بنى عليه المصنف هذا الحكم وهو ما نقله
من الامر من ان الله تعالى من حيث ذاته لا امكان له ولا جهة لغناه الذاتى ولكن له

اد مشکل اور مثلی ہے ظاہری معنی کے لحاظ سے حقیقتاً پر اونکی کیفیت غیر معلوم ہے اور کہتے ہین کہ یہی اعتقاد سلف کا ہے
صحابہ و تابعین مین سے اور یہی مذہب ہے جملہ محدثین کا اور متشابہات کے تاویل کرنے والون کو کہ وہ جمہور خلف مین محدثین اور
متکلمین اہل سنت مین سے منسوب کیا ہے بدعت و گمراہی و الحاد و جہمیہ ضالہ کے طرف یہان تک کہ کہا اور کتابین تصنیف
و تالیف کی ہین مذہب حق کے ابطال مین کہ جسپر عقائد کے علمائے اعلام کا اجماع منعقد ہے پس مین نے چاہا کہ اعتقاد اہل سنت
کو جو جہت وغیرہ اقوال حشویہ سے خدا کو پاک جاننے کے باب مین ہے بیان کرون اور اسکے ساتھ مذہب حشویہ کا فی
بھی بیان کرون انتہی پس معلوم ہوا کہ جاری کرنا متشابہات کو اونکے حقیقی معانی پر حشویہ کا مذہب ہے اور اونکو پھیر دینا ایسے معانی
کیطرف جو حق تعالی کے لایق ہین اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے پس حکم کرنا اونکے جاری کرنے کا اونکے حقیقی معانی پر
ساتھ باقی رکھنے تنزیہ حق تعالی کے اون سے جیسا کہ مصنف نے کیا ہے خلط کر دینا اور ملا دینا ہے دونون مذہبون کو اور
لیکن امر ثانی اس وجہ سے ہے کہ صفات متشابہات کو جاری کرنا اونکے حقیقی معانی چاہتا ہے اون معانی کے ارادہ کرنے کو اور
حق تعالی کو پاک جاننا اون سے چاہتا ہے اونکے عدم ارادہ کو اور جبکہ مصنف نے دونون کو حکم کیا ہے تو نقیضین کا جمع ہونا لازم آگیا
اور وہ باطل ہے اور جس سے باطل لازم آسے وہ بھی باطل ہوتا ہے جیسا کہ یہ امر فن منطق مین برہان سے ثابت کیا گیا ہے
پس ثابت ہوگیا کہ مصنف نے جس چیز کا حکم کیا ہے باطل ہے اور یہی مطلوب تھا پھر ہم کہتے ہین کہ مصنف نے جو حکم
کیا ہے متشابہات کے جاری کرنے کا اونکے حقیقی معانی پر مخالف ہے نص قران کے اسلئے کہ کلام حق تعالی کا (اور نہین جانتا
اوسکی تاویل کو مگر خدا) دلالت کرتا ہے اسپر کہ متشابہ کے لیے قطعاً تاویل ہے مگر اوسکا علم خدا ہی کو ہے اور تاویل لفظ
کو پھیر دینا ہے اوسکے ظاہری معنی سے جیسا کہ آگے بالتفصیل آویگا اور لفظ کو جاری کرنا اوسکے ظاہری معنی پر مخالف ہے
تاویل کے پس خدا کا کلام ہمکو ہدایت کر رہا ہے کہ قران کا متشابہ پھیرا ہوا ہے ظاہر سے اور مصنف کہتا ہے کہ وہ جاری ہے ظاہر
پر نہین پھیرا گیا ہے ظاہر سے پس معلوم ہوا کہ مصنف حکم کرتا ہے خلاف ما انزل اللہ کے اور تحقیق حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جو
شخص حکم نکرے موافق ما انزل اللہ کے پس وہ لوگ فاسق ہین پھر ہم کہتے ہین حق تعالی کی حول و قوت سے کہ جسپر
مصنف نے اس حکم کو بنا کیا ہے اور وہ وہ عبارت ہے کہ جسکو مصنف نے امام سے نقل کیا ہے
حق تعالی کے لیے باعتبار ذات کے نہ جہت ہے نہ مکان ہے بسبب اوسکی غنائی ذاتی کے لیکن اوسکو جب پوچھے

الاطلاق في التجلي في اي مظهر شاء مع بقاء التنزيه انتهى ايضاً لا يخلو عن
الفساد لان مفاده ان الله تعالى يجوز ان يتجلى على العرش في مظهر ذي صورة واعضاء
واجزاء وابعاض ترفع الايدي اليه للدعاء ويشار اليه بالاصابع للاشهاد و
بالقوائم للاستقاء وسائر الصفات المتشابهات تحمل عليه حقيقة لان له يدا
ورجلاً وساقاً وعيناً واذناً وانفاً واستقراراً على العرش قاعداً ونزولاً وهبوطاً و
اياباً وذهاباً في اوقات خاصة وكل ذلك محمول عليه حقيقة ولا يلزم منه خلاف
التنزيه لان الله تعالى من حيث ذاته غني عن تلك الصفات وانما هي صفات مظهر
مخصوص له تعالى كائن في السماء في الجهة السامية مستقراً قاعداً على العرش واضعاً رجليه
على الكرسي وعلى صورة ذلك المظهر خلق الله تعالى آدم ابا البشر عليه وله الوجه
الكريم الذي يبقى وما سواه من الاعضاء والصفات له ومن المخلوقات لا تبقى وهذا
المظهر الاعظم لله تعالى بائن من المخلوقات سوى العرش العظيم فانه مجلسه و
مقعده والبينونة منه يفضي الى السآمة ومناف للاستواء وايضاً خلاف
للوضع لان العرش انما وضع للجلوس والاستقرار عليه فلو لم يجلس ولم يستقر عليه
يلزم كون خلق العرش عبثاً وهو لا يفعل العبث كما اخبر به في كلامه تعالى
افحسبتم انما خلقناكم عبثاً الى غير ذلك مما يتفرع عليه من المزعومات الباطلة
والخرافات الواهية للمجسمة الحشوية وان هذا الا التجسيم والتكييف والتحديد
الذي تفضي الى الزندقة والالحاد نعوذ بالله (قال) وله في كتبه في هذا كلام
كثير في غاية من التحقيق فمن رام ان يطلع عليها فعليه ان يرجع اليها فهو عز وعلا
بعد ان خلق الخلق كما قال بحسب اسمه الظاهر ثم استوى على العرش يدبر الامر فكل
يوم هو في شان يخلق ويرزق ويعطي ويمنع ويضع ويرفع ويعز ويذل ويهدي

مطلق ہونا جلوہ کرنے مین جسمین مظہر مین چاہیے باوجود باقی رہنے تنزیہ کے اوسکی تنزیہ فرماوے خالی نہین ہے اس لئے
اسکے یہ معنے ہین کہ حق تعالی کے لئے جائز ہے کہ عرش پر جلوہ فرماوے ایسے مظہر مین کہ جسکے صورت و اعضا و اجزا
و ابعاض ہون اوسی مظہر کیطرف دعا کے لئے ہاتھ اوٹھائے جاتے ہین اور اونگلیون سے اشارہ کیا جاوے گواہ کرنے کیواسطے
اور سرون سے اشارہ کیا جاوے پرستش طلب کرنے کے واسطے اور تمام متشابہات حقیقتاً اوسپر حمل کیجاتین اس لئے کہ
اوسکے لئے ہاتھ پیر پنڈلی آنکھ کان ناک اور عرش پر سیدہا ہو بیٹھنا اور اوترنا اور گرنا اور آنا جانا خاص و قرآن مین
ثابت ہے اور یہ سب اوسپر محمول ہے حقیقتاً اور اس سے خلاف تنزیہ لازم نہین آتا ہے اس لئے کہ حق تعالی اپنی ذات کے
اعتبار سے ان صفات سے غنی ہے اور یہ صفات دراصل اوسکے مظہر خاص کے ہین جو موجود ہے آسمان مین جہت علو
مین قائم ہے بیٹہا ہے عرش پر اپنے دونون قدم کرسی پر رکہے ہوے ہے اور اوسی مظہر کی صورت پر حق تعالی نے
آدم ابو البشر کو پیدا کیا اور اوسی مظہر کا چہرہ ہے بزرگ جو باقی رہیگا اور اوسکے سوا دوسرے اعضا اور صفات اوسکی اور
مخلوقات کی فنا ہو جاوینگے اور یہ بڑا مظہر حق تعالی کا مخلوقات سے جدا ہے سوا عرش عظیم کے اس لئے کہ عرش اوسکے
بیٹہنے کی جگہ ہے اوس سے جدا ہونا مقتضی ہے جہکنے کے طرف اور منافی ہے استراحت کے اور نیز خلاف
وضع ہے اس لئے کہ عرش جلوس و استقرار ہی کے لئے بنایا گیا ہے پس اگر اوسپر نہ بیٹہے اور نہ قرار کرے تو
لازم آوے کہ عرش کا پیدا کرنا عبث ہو جاوے اور حق تعالی فعل عبث نہین کرتا ہے جیسا کہ اوس نے
اپنے کلام مین خبر دی ہے کہ (کیا تمنے گمان کیا ہے کہ ہمنے تمکو بیفائدہ پیدا کیا ہے) اسکے سوا اور جو کچہ
اس تقریر پر متفرع ہوتا ہے از قسم دعاوی باطلہ و خرافات واہیہ فرقہ مجسمہ مشبہہ کے اور اسکو تجسیم
و تکییف و تحدید کہتے ہین کہ جو مفضی ہے زندقہ و الحاد کیطرف نعوذ باللہ منہ دیکہا مصنف نے اور اوسکی
کتابون مین اسباب مین بہت کچہ تقریر ہے نہایت تحقیق کے ساتہ پس اوسپر اطلاع چاہے تو اوسپر لازم ہے
کہ اون کتب کیطرف رجوع ہو پس حق تعالی المخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اوسطرح پہ کہ جیسا اوس نے کہا ہے
باعتبار اپنے رسم ظاہر کے پہر سیدہا ہو بیٹہا عرش پر تدبیر کرتا ہے امر مخلوق کی پس ہر دن وہ نئی شان مین ہے پیدا کرتا ہے روزی دیتا
عطا کرتا ہے منع کرتا ہے پست کرتا ہے بلند کرتا ہے ذلیل کرتا ہے عزت دیتا ہے [illegible]

ويضل ويعدل ويشفع ويبتلي ويُحيي ويجمع ويميت ويحيي ويميت ويفعل ما يشاء
ويحكم ما يريد ويدبر الامر كل امر ولابي الشيخ وابن بطة عن يونس بن يزيد عن
الزهري عن ابن المسيب عن كعب الاحبار قال قال الله تعالى في التوراة انا الله فوق
عبادي وعرشي فوق خلقي وانا على عرشي ادبر امر عبادي ولا يخفى على شيء في السماء
ولا في الارض قال الذهبي اسناده صحيح ومن هذا الشان النزول والمعراج ومنه رفع
الايدي في الدعاء الى السماء وقد ورد في تفسير قوله تعالى ﴿عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
مَّحْمُودًا﴾ انه تعالى يجلسه صلى الله عليه وآله وسلم معه على العرش وسيبين ما يسوقنا
في الشفاعة ومنه تجلي الله تعالى لحبيبه عليه السلام ليلة الاسراء والضحك وبسط
اليدين بالعطاء كما يشاء ووضع القدم في النار وتجلي التحول لاهل الموقف في صورة تختلف
وتنكر وتعرف والرؤية في الجنة كما في صحاح الاخبار وهو تعالى من شان الاحاطة بما
خلق كما قال بحسب اسمه الباطن ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ وقال في سورة الواقعة
﴿فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا
تُبْصِرُونَ﴾ و﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ وذلك للغناء والاطلاقة والسعة ومنه تجليه
تعالى لحبيبه المصطفى في قوله عليه السلام نعست فصليت حتى استثقلت فاذا انا
بربي تبارك وتعالى في احسن صورة قال فرأيته وضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين
ثديي فتجلى لي كل شيء وعرفته الحديث اخرجه الترمذي وصححه محمد بن نصر
في كتاب الصلوة والطبراني والحاكم وابن مردويه عن معاذ وعبد الرزاق واحمد وابن
حميد والترمذي وحسنه وابن نصر عن ابن عباس والطبراني في السنة وابن مردويه
عن جابر بن سمرة ولابي رافع وابي هريرة والطبراني في السنة والشيرازي في الالقاب
وابن مردويه عن انس وابن نصر والطبراني وابن مردويه عن ابي امامة الباهلي

گمراہ کرتا ہے بیمار کرتا ہے شفا دیتا ہے بلا مین ڈالتا ہے نجات دیتا ہے بہو کہار کہتا ہے غذا دیتا ہے زندہ کرتا ہے
موت دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور ہر کام کی تدبیر کرتا ہے اور ابو الشیخ
وابن بطہ نے ابو الحسن بن یزید سے اونہون نے زہری سے اونہون نے ابن المسیب سے اونہون نے کعب احبار سے روایت
کی ہے کہ کہا کعب احبار نے کہ فرمایا حق تعالی نے توراۃ مین کہ مین ہی خدا ہون اپنے بندون کے اوپر اور میرا عرش
میری مخلوق کے اوپر ہے اور مین اپنے عرش پر ہون تدبیر کرتا ہون اپنے بندون کے کام کی اور مجہ پر کوئی شے چہپی نہین ہے
آسمان مین نہ زمین مین کہا ذہبی نے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور اسی شان کیوجہ سے نزول و عروج ہے اور اسی کیوجہ
دعا مین آسمان کیطرف ہاتہ اوٹہائے جاتے ہین اور تحقیق وارد ہوا حق تعالی کے اس قول کی تفسیر مین قریب ہے کہ تجہکو
تیرا رب مقام محمود مین پہنچاوے یہہ کہ حق تعالی نبی صلعم کو اپنے ساتہ عرش پر بٹہاویگا اور عنقریب اسکا بیان لیلۃ کے ساتہ
شفاعت کے ذکر مین آویگا اور اسی شان سے ہے حق تعالی کا جلوہ فرمانا اپنے حبیب علیہ السلام کے لئے شب معراج مین اور رکہنا اور
ہاتہون کو سینے کے بیچ پہیلانا جیسا کہ وہ چاہتا ہے اور قدم کو آگ مین رکہنا اور تجلی فرمانا اہل موقف کے لئے مختلف
اجنبی و معلوم شکلون مین اور دیدار الہی جنت مین جیسا کہ صحیح حدیثون مین وارد ہوا ہے اور حق تعالی مخلوق کو گہیرنے کی شان سے اسطرح ہے
کہ جیسا اوسنے باعتبار اپنے اسم الباطن کے فرمایا ہے اور ہم اوسکے قریب تر ہین شہ رگ سے اور فرمایا سورہ واقعہ مین پس کیون نہین جبکہ
پہونچتی ہے جان گلے مین اور تم اوسوقت دیکہتے ہو اور ہم اوسکے قریب زیادہ ہین تمسے لیکن تمکو نظر نہین آتا ہے اور جسطرف تم مونہہ پہیرو
وہین ہے چہرہ خدا کا اور یہہ شان اسباب اوسکے غنا و اطلاق و وسعت کے ہے اور اسی شان سے ہے تجلی حق تعالی کی اپنے حبیب مصطفی
کے لئے حضرت صلعم کے اس قول مین داور نماز مین مجہکو اونگہ آگئی یہانتک کہ مین بہاری ہو گیا پس ایکایک مین نے تبارک و تعالی کو بہت
خوبتر صورت مین دیکہا پس فرمایا کہ پس رکہا مین نے اوسکو کہ اوسنے اپنی ہتہیلی میرے دونون مونڈہونکے درمیان رکہی پس پایا مین نے اوسکا
پوروں کی خنکی اپنے دونون پستان کے اندر پائی پہر ہر شے میرے واسطے ظاہر ہو گئی اور مین نے اوسکو پہچان لیا آخر حدیث تک اسکو روایت
کیا ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ مین اور طبرانی و حاکم و ابن مردویہ نے معاذ سے اور عبد الرزاق و احمد و ابن حمید و ترمذی
اور اسکو حسن کہا ہے ترمذی نے اور ابن منذر نے ابن عباس سے اور طبرانی نے سنۃ مین اور شیرازی نے القاب
مین اور ابن مردویہ نے انس سے اور ابن نصر و طبرانی و ابن مردویہ نے ابو امامہ باہلی سے اور

وابن نصر والطبراني عن عبد الرحمن بن عايش الحضرمي و ثوبان وصنف تجليه عز وجل
لبعض ائمة اهل بيته وكبراء امته في قلوبهم او في منامهم وقد ورد بسند صحيح
رجاله كلهم ثقات اثبات عند احمد وعبد بن حميد والترمذي وابن المنذر وابي الشيخ
في العظمة وابن مردويه والبيهقي عن الحسن عن ابي هريرة رفعه والذي نفس محمد بيده لو
انكم دليتم احدكم بحبل الى الارض السفلى لهبط على الله ثم قرأ هو الاول والآخر و
الظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم وقد صح سماع الحسن عن ابي هريرة بالمدينة و
لاسحق بن راهويه والبزار في مسنديهما وابي الشيخ في العظمة وابن مردويه و
البيهقي عن ابي ذر رفعه ما بين السماء والارض مسيرة خمسمائة عام الى قوله لو دليتم
لصاحبكم ثم دليتموه لوجدتموه الله ثمة ولابن مردويه عن العباس بن عبد المطلب
رفعه نحوه والى التنافي بين مجملي الاسنادين الاشارة بقرائة الآية فتنبه وتفهم وقد
ارشد الله تعالى الى معرفة التنافي معا بقوله في سورة الحديد ثم استوى على
العرش يعلم ما يلج في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو
معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير وقوله في سورة الانعام وهو الله في
السموات وفي الارض يعلم سركم وجهركم ويعلم ما تكسبون قال الشيخ الاكبر
في الباب السابع والستين وثلاثمائة من الفتوحات المكية قال الله تعالى ليس كمثله
شيء فوصف نفسه بما لا ينبغي ان يكون ذلك الوصف الا له تعالى وهو قوله تعالى
وهو معكم اينما كنتم فهو تعالى معنا اينما كنا في حال نزوله الى السماء الدنيا في الثلث
الباقي من الليل وفي حال كونه استوى على العرش وفي حال كونه في العماء وفي كونه في الارض
وفي السماء وفي حال كونه اقرب الى الانسان من حبل الوريد منه وهذه نعوت لا يمكن
ان يوصف بها الا هو فما نقل الله عبدا من مكان الى مكان ليراه بل ليريه من آياته التي غابت

اور ابن نصر و طبرانی نے عبد الرحمن بن عائش حضرمی و ثوبان سے اور اسی شان سے ہے تجلی حق تعالی کی بعض ائمہ اہلبیت و اکابر امت کے لیے
اونکے دلون مین یا اونکے خواب مین اور تحقیق وارد ہوا ہے سند صحیح سے کہ جسکے کل راوی ثقہ و معتبر ہین نزدیک احمد و عبد بن حمید و ترمذی او
ابن منذر و ابو الشیخ نے کتاب عظمت مین اور ابن مردویہ و بیہقی نے حسن سے اونہون نے روایت کی ابوہریرہ سے مرفوعاً کہ قسم ہے
اوس ذات کی کہ جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ اگر تم لٹکاتے کسی ایک کو اپنے مین سے رسی مین باندھ کر نیچے کی زمین تک تو وہ خدا پر جا گرتا
پھر یہ آیت حضرت نے پڑھی (وہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شے کو جانتا ہے) اور نہین صحیح ہے سماع حسن کا ابوہریرہ سے اور نیز مین
اور اسحق بن راہویہ و بزار نے روایت کی ہے اپنے مسندون مین اور ابو الشیخ نے عظمت مین اور ابن مردویہ و بیہقی نے ابوذر سے مرفوعاً کہ
درمیان آسمان و زمین کے پانسو برس کا راستہ ہے اس قول تک کہ اگر تم اپنے ساتھی کے واسطے گڑھا کھودو نیچے پھر اوسکو گرا دو البتہ پاتا
وہ خدا کو وہان اور اسکے مثل ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے عباس بن عبد المطلب سے اور نہین دونشانون کیطرف باعتبار دو سمتونکے
اشارہ ہے حضرت کے تلاوت فرمانے سے آیت مذکورہ ہو الاول والآخر الخ کو پس آگاہ ہو اور جان لے اور تحقیق ارشاد فرمایا ہے حق تعالی نے
معاً دونون نشانون کی معرفت کو اپنے قول سے سورہ حدید مین (پھر سیدھا ہو گیا عرش پر جانتا ہے جو کچھ کہ سماتا ہے زمین مین
اور جو کچھ اوس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اوترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ اوس مین عروج کرتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان
تم ہو اور خدا تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے) اور اپنے قول سے سورہ انعام مین (اور وہی خدا ہے آسمانون مین اور زمین مین جانتا ہے
تمہارے چھپے اور کھلے کو اور جانتا ہے جو کچھ تم کماتے ہو) شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۲۹۶ مین کہا ہے کہ فرمایا خدا نے تعالی نے کہ نہین
ہے اوسکے مانند کوئی شے پس اپنے نفس کو ایسے امر سے موصوف کیا کہ اوسکے بغیر کسی کے ممکن نہین ہے اور وہ قول حق تعالی
کا ہے (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان تم ہو) پس حق تعالی ہمارے ساتھ ہے جہان ہم ہون آسمان دنیا کیطرف نزول
فرمانے کے حال مین رات کے ثلث اخیر مین عرش پر مستوی ہونیکے حال مین عما مین ہونیکے حال مین آسمان مین
اور زمین مین ہونیکے حال مین انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہونیکے حال مین اور یہ سب تمام
ایسی صفات ہین کہ بجز خدا کے اور کسیکا ان کے ساتھ موصوف ہونا محال ہے پس خدا نے اسلیے
کسی بندے کو ایک مکان سے دوسرے مکان کیطرف اس لیے منتقل نہین فرمایا کہ اوسکو دیکھے بلکہ اسلیے کہ اوسکو
دکھلاوے اپنی بعض نشانیان جو اوس بندہ سے چھپی نہین فرمایا حق تعالی نے پاک ہے وہ کہ راتون رات لیگیا اپنے بندے کو ایک رات مین

عنه قال الله تعالى سبحان الذي اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد
الاقصى الذي باركنا حوله لنريه من آياتنا الى اخره باذكر ولابن عساكر عن علي
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تعجزوا عن الدعاء فان الله تعالى انزل
على ادعوني استجب لكم فقال رجل يا رسول الله ربنا يسمع الدعاء ام كيف ذلك
فانزل الله واذا سألك عبادي عني فاني قريب الاية اي فضلا ان يقال يسمع الدعاء
ام كيف يسمع كونه استوى على العرش ولابن مردويه عن انس قال سأل اعرابي رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم اين ربنا قال في السماء على عرشه ثم قرأ الرحمن على العرش
استوى وانزل الله واذا سألك عبادي عني فاني قريب الاية اي له الشانان
جميعا ولابن جرير والبغوي في معجمه وابن ابي حاتم وابي الشيخ وابن مردويه عن
الصلت بن حكيم بن معاوية بن حيدة القشيري عن ابيه عن جده قال جاء رجل
الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله اقريب ربنا فنناجيه ام بعيد
فنناديه فسكت النبي صلى الله عليه وآله وسلم فانزل الله واذا سألك عبادي
عني فاني قريب الاية والحديث ولسفيان بن عيينة في تفسيره وعبد الله بن احمد
في زوائد الزهد عن سفيان عن ابي قال قال المسلمون يا رسول الله اقريب ربنا فنناجيه ام
بعيد فنناديه فانزل الله تعالى واذا سألك عبادي عني فاني قريب) الاية ولابن المنذر
عن ابن جريج قال قال المسلمون اقريب ربنا فنناجيه ام بعيد فنناديه فنزلت فليستجيبوا لي
ليطيعوني والاستجابة هي الطاعة وليؤمنوا بي ليعلموا اني قريب اجيب دعوة الداعي
اذا دعان ولعبد الرزاق وابن جرير عن الحسن قال اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم اين ربنا
فانزل الله (واذا سألك عبادي عني فاني قريب) الاية ولعبد بن حميد وابن المنذر
عن عبد الله بن عبيد التابعي الجليل قال لما نزلت هذه الاية (ادعوني استجب لكم قالوا

مسجد حرام سے مسجد اقصی کیطرف کہ جسکے اطراف مین ہمنے برکت اوتاری ہے تاکہ ہم اوسکو اپنی بعض نشانیان دکہاوین تا آخر تک
اور ابن عساکر سنے روایت کی ہے علیؓ سے کہا اونہون نے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مت عاجز ہو تم دعا کرنے سے اسلئے
کہ حق تعالی نے مجہہ پر نازل فرمایا ہے کہ تم دعا کرو مین تمہاری دعا کو قبول کرونگا پس ایک مرد نے کہا کہ اے رسول خدا
ہمارا رب دعا کو سنتا ہے یا اسکی کیا صورت ہے پس خدا نے نازل فرمایا (اور جب تم سے میرے بندے میرا حال پوچہین پس
مین اونکے قریب ہون آخر آیت تک یعنی جو چاہئے کہ یہہ کہا جاسے کہ دعا کو سنتا ہے یا کیونکر ہے باآنکہ وہ عرش پر مستوی ہے اور ابن
مردویہ نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک بدوی نے رسول خدا صلعم سے پوچہا کہ ہمارا رب کہان ہے فرمایا کہ آسمان مین اپنے
عرش پر ہے پہر تلاوت کیا کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور خدا نے نازل فرمایا کہ جب تجہسے میرے بندے مجکو پوچہین پس بتحقیق مین
اونکے قریب ہون) آخر آیت تک یعنی خدا کی دونون شانین ہین اور ابن جریر و بغوی نے معجم مین اور ابن ابی حاتم و ابو الشیخ و ابن مردویہ نے
روایت کی صلت بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ قشیری سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اونکے دادا سے کہ کہا اونہون
نے کہ ایک مرد آیا نبی صلعم کے پاس اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا نزدیک ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کہین یا دور ہے
کہ ہم اوسکو پکارین پس نبی صلعم نے سکوت کیا پہر خدا نے نازل کیا کہ جب تجہسے میرے بندے مجکو پوچہین پس بتحقیق مین نزدیک ہون
تا آخر آیت و آخر حدیث اور سفیان بن عیینہ نے اپنے تفسیر مین اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد مین سفیان سے اونہون نے اپنی
روایت کی ہے کہ کہا مسلمانون نے یا رسول اللہ کیا قریب ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کلام کرین یا دور ہے کہ اوسکو پکارین پس حق تعالی
نے نازل فرمایا کہ اور جبکہ تجہسے میرے بندے مجکو پوچہین پس بتحقیق مین نزدیک ہون تا آخر آیت اور ابن منذر نے ابن جریج
سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ مسلمانون نے پوچہا کہ آیا قریب ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کلام کرین یا دور ہے
کہ اوسکو پکار کر کہین پس یہہ آیت نازل ہوئی (پس چاہئے کہ مجہسے استجابت کرین یعنی چاہئے کہ میری اطاعت کرین اور استجابت
طاعت کا نام ہے اور چاہئے کہ مجہپر ایمان لاوین یعنی چاہئے کہ یقین لاوین اسپر کہ مین نزدیک ہون جواب دیتا ہون پکارنے والے کی
پکار کا جبکہ مجکو پکارتا ہے اور عبد الرزاق و ابن جریر نے حسن سے روایت کی ہے کہ کہا اصحاب نبی صلعم نے کہ ہمارا رب کہان ہے پس
خدا نے نازل فرمایا کہ (اور جب تجہسے میرے بندے مجکو پوچہین پس بتحقیق مین قریب ہون تا آخر آیت اور عبد بن حمید و ابن منذر نے عبد اللہ
بن عبید تابعی جلیل القدر سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ جب آیت (ادعونی استجب لکم) نازل ہوئی

كيف بان نلقاه حتى ندعوه فانزل الله (وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ) الآية فقالوا
صدق ربنا وهو بكل مكان ولابن ابي شيبة واحمد والبخاري ومسلم وابي داود والترمذي
والنسائي وابن ماجة وابن مردويه والبيهقي في الاسماء والصفات عن ابي موسى الاشعري
قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في غزاة فجعلنا لا نصعد شرفا ولا نهبط واديا
الا رفعنا اصواتنا بالتكبير فدنا منا فقال يا ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم
ولا غائبا انما تدعون سميعا بصيرا ان الذي تدعون اقرب الى احدكم من عنق راحلته ولابن
ابي شيبة عن عبد الله بن شعيب قال صليت الى جنب سعيد بن المسيب فرفعت صوتي بالدعاء
فانتهرني وقال ظننت ان الله ليس بقريب منك وللبخاري ومسلم والنسائي والترمذي وابن
ماجة عن ابي هريرة رفعه يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا ذكرني
(الحديث) ورواه احمد عن انس وفيه اذا دعاني ولسفيان ووكيع وعبد الرزاق وابن
ابي شيبة في مصنفهما واحمد في الزهد وابي نعيم والبيهقي في الشعب بسند صحيح عن كعب
قال قال موسى اي رب اقريب انت فاناجيك ام بعيد فاناديك قال يا موسى انا جليس من
ذكرني ونحوه لابي الشيخ في الثواب عن عبد الله بن عمير والدينوري في المجالسة عن عبيدة
والديلمي عن ثوبان رفعه بزيادة ومن ثم تسبيح الملك الاعظم احد حملة العرش العظيم
سبحانك اين كنت واين تكون حتى لا يظن ولا يتوهم لذات الله تعالى التقييد بمكان
معين فقد قال ابو يعلى في مسنده نا عمرو الناقد نا اسحق بن منصور نا اسرائيل عن معاوية
بن اسحق عن سعيد المقبري عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذن
لي ان احدث عن ملك قد مرقت رجلاه الارض السابعة والعرش على منكبيه وهو
سبحانك اين كنت واين تكون وسنده صحيح على شرط الائمة الستة خلا معاوية فاخرج
له البخاري مقرونا بغيره وابو داود في القدر والنسائي وابن ماجه وحدث عنه شعبة

اصحاب نے کہا کیا ہم اوسکو دیکھتے ہین کہ اوسکو پکارین پس حق تعالی نے نازل فرمایا اور جب کہ پوچھے میرے بندے مجھکو
پوچھین تو تحقیق مین قریب ہون پس کہا لوگون نے سچ کہا ہمارے رب نے اور وہ ہر جگہ ہے اور ابن ابی شیبہ و احمد و بخاری
و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن مردویہ نے اور بیہقی نے اسماء و صفات مین ابو موسی اشعری سے روایت کی ہے کہا انہون
نے کہ تھے ہم ہمراہ نبی صلعم کے ایک لڑائی مین پس جب ہم چڑھتے بلند ٹیلے پر یا اوترتے دامن کوہ مین تو خوب زور سے تکبیر کہتے تھے
پس حضرت نے ہمارے قریب آکر فرمایا کہ اے لوگو توقف کرو اسلئے کہ تم نہین پکارتے ہو بہرے کو اور نہ غائب کو بلکہ
تم پکارتے ہو سننے دیکھنے کو تحقیق جسکو تم پکارتے ہو وہ قریب تر ہے تم مین سے ہر ایک سے اوسکی سواری کی گردن سے اور
ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن شعیب سے روایت کی تھی کہ کہا اونہون نے کہ نماز پڑھی مین نے برابر مین سعید بن مسیب کے پس مین آواز بلند
کی دعا کے لئے پس جھڑکا اونہون نے مجکو اور کہا کہ تو نے گمان کیا ہے کہ خدا تجسے قریب نہین ہے اور بخاری و مسلم و نسائی و ترمذی
و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ مین اپنے بندے کے گمان کرنے کے نزدیک ہون
اور مین اوسکے ساتھہ ہون جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے آخر حدیث تک اور اسکو احمد نے انس سے بلفظ روایت کیا ہے کہ جب وہ مجکو پکارے
اور سفیان بہی و وکیع و عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ کی روایت ہے اون دونون کے مصنف مین اور احمد کی روایت ہے کتاب الزہد مین
اور ابو نعیم و بیہقی کی شعب الایمان مین بسند صحیح کعب سے کہ کہا اونہون نے کہ کہا موسی نے اے میرے رب کیا تو قریب ہے کہ مین
آہستہ کلام کرون یا دور ہے کہ تجھکو آواز سے پکارون فرمایا کہ اے موسی مین جلیس ہون اوسکا کہ جو مجکو یاد کرتا ہے اور اسکی مثل ابو الشیخ نے ثواب
مین عبد اللہ بن عمیر سے اور دینوری نے مجالسہ مین عبیدہ سے اور دیلمی نے ثوبان سے مرفوعا کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کی ہے اور
ہے تسبیح ایک بزرگ فرشتہ کی جو عرش اعظم کے حاملین سے ہے پاک ہے تو کہان تہا تو اور کہان ہوگا تاکہ وہم و گمان نکیا جاوے حق تعالی کی
ذات کے مقید ہونا مکان معین مین بتحقیق کہا ابو یعلی نے اپنے مسند مین کہ بیان کیا ہمسے عمر ناقد نے کہ بیان کیا ہے اسحق بن منصور نے کہ بیان کیا ہے اسرائیل نے
معاویہ بن اسحق کی روایت اونہون نے روایت کی سعید مقبری سے اونہون نے ابو ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مجکو اذن دیا گیا ہے
کہ مین حال بیان کرون ایک فرشتہ کا کہ اوسکے دونون پیر گڑے ہین ساتوین زمین تک اور عرش اوسکے کندہے پر ہے اور وہ کہتا ہے پاک ہے تو کہان تہا
تو اور کہان ہوگا اور اسکی سند صحیح ہے اور یہ مسلم کی شرط پر بجز معاویہ کے پس اوس سے بخاری نے روایت کی اور اوسکے غیر کی روایت کو
ابو داؤد نے قصہ مین اور نسائی و ابن ماجہ نے اور حدیث مالک کی ہے اوس سے

ولابي حديث الاعمش ثقة عنده وجماعة وقال ابو حاتم لا باس به ووثقه احمد والنسائي وابن
حبان فقيل اسيد عنه وحده الشيخ واه ولعل لمثل هذا الحديث عليل عن نجحة فحديثه
وحده حجة وقد عزاه السيوطي في الدر المنثور لابي يعلى وابن مردويه بسند صحيح مع ان
له شواهد هو بها متعاضد فللطبراني في الكبير وابي نعيم في الحلية عن ابن عباس رفعا
ان الله عز وجل ملكا لو قيل له التقم السموات السبع والارضين بلقمة واحدة لفعل تسبيحه
سبحانك حيث كنت وللطبراني في الاوسط عن انس اذن لي ان احدث عن ملك من حملة
العرش رجلاه في الارض السابعة السفلى على قرنه العرش ومن شحمة اذنه وعاتقه خفقان
سبعمائة عام يقول ذلك الملك سبحانك حيث كنت وللخطيب في المتفق والمفترق عن ابي
نحوه وفيه ابو معشر المدني ولكنه متعاضد بالشواهد وفيه ما بين عاتقه الى شحمة اذنه
سبعمائة سنة وسبحانك حيثما كنت فلينظر ليمعن وليتدبر في معاني سبحانك اين كنت
واين تكون وسبحانك حيثما كنت وسبحانك حيث كنت مطابقة الايات المتلوات ونحوه
وللبخاري ومسلم والنسائي والبيهقي في الاسماء والصفات عن انس رفعا ان احدكم
اذا قام في صلوته فانه يناجي ربه وان ربه بينه وبين القبلة فلا يبزقن احدكم قبل
قبلته ولكن عن يساره او تحت قدمه ولموسى بن عقبة فابن جريج فالبخاري ومسلم
والحاكم فالبيهقي عن ابن عمر رفعا اذا كان احدكم يصلي فلا يبصق قبل وجهه فان
الله قبل وجهه اذا صلى ولابن ماجة عن ابي وائل شقيق بن سلمة عن حذيفة انه
راى شبث بن ربعي بزق بين يديه فقال يا شبث لا تبزق بين يديك فان
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان ينهى عن ذلك وقال ان الرجل اذا قام يصلي
اقبل الله عليه بوجهه حتى ينقلب او يحدث حدث سوء ولابن خزيمة في التوحيد
عن شقيق قال كنا عند حذيفة فقام شبث بن ربعي فصلى فبصق بين يديه

اور شعبہ اوسکی حدیث کو بیان کرتے ہین جو اونکے نزدیک معتبر ہے اور ایک جماعت نے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اوسمین کچھ برائی نہین ہے
اور احمد و نسائی و ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا ہے لیکن ابو زرعہ کا یہہ کہنا کہ وہ بڑا واہی ہے اور شاید کہ یہہ قول ایسی ہی حدیث کے باعث ہوگا
علیل سے حجت نہین ہے اسلئے کہ تنہا اوسکی حدیث حجت ہے اور حالانکہ اس حدیث کو سیوطی نے منثور مین ابو یعلی و ابن مردویہ کیطرف
بسند صحیح منسوب کیا ہے یا اسکے اسناد اور شواہد ہین کہ جنکی وجہ سے یہہ حدیث قوت رکہتی ہے پس طبرانی نے کبیر مین اور ابو نعیم نے حلیہ
مین ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ تحقیق حق تعالی کا ایک فرشتہ ہے کہ اگر اوسکو کہا جاوے کہ ساتون آسمانون اور ساتون زمینون
کو ایک لقمہ سے نگل لے تو البتہ کر گذریگا اوسکی تسبیح سبحانک حیث ما کنت ہے اور طبرانی کی روایت اوسط مین انس رض سے ہے مجکو
اذن دیا گیا ہے کہ حال بیان کرون ایک فرشتہ کا حاملین عرش مین سے کہ اوسکے دونون پیر پہنچے ہین ساتوین زمین مین اور اوسکے
ایک جانب پر عرش ہے اور اوسکی کانکی لو اور کندہے مین سات سو برس کی مسافت ہے وہ فرشتہ کہتا ہے پاک ہے تو جہان
کہین ہے تو اور خطیب نے متفق و مفترق مین ابن عمر سے اسکے مثل روایت کی ہے اور اوسکی سند مین ابو معشر ملی ہے ولیکن وہ قوت
رکہتی ہے شواہد سے اور اوسمین ہے کہ اوسکے کندہے اور اوسکے کان کی لو تک سات سو برس ہین اور سبحانک حیث ما کنت پس التفات
کرنی چاہیئے اور غور کیا جاوے اور تدبیر کیا جاوے معانی مین ان لفظون کے سبحانک این کنت و این تکون سبحانک حیث ما کنت
سبحانک حیث کنت آیات و احادیث سے تطبیق دیکر اور بخاری و مسلم و نسائی و بیہقی نے اسماء و صفات مین انس رض سے مرفوعاً
روایت کی ہے کہ تحقیق ایک تمہارا جبکہ کہڑا ہوتا ہے اپنی نماز مین پس تحقیق وہ خفیہ بات کرتا ہے اپنے رب سے اور اوسکا رب اوسکے
اور قبلہ کے درمیان ہے پس نہ تہوکے کوئی تم مین کا اپنے قبلہ کیجانب اور لیکن اپنے بائین جانب یا قدم کے نیچے اور موسی بن عقبہ
نے پہر ابن جریج نے پہر بخاری و مسلم و حاکم نے پہر بیہقی نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے جبکہ ایک تمہارا نماز پڑہے تو اپنے مونہہ کے
سامنے نہ تہوکے اسلئے کہ خدا اوسکے مونہہ کی جانب ہے جبکہ وہ نماز پڑہتا ہے اور ابن ماجہ نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے اونہون نے
حذیفہ سے روایت کی ہے کہ دیکہا اونہون نے شبث بن ربعی کو کہ تہوکا اپنے سامنے پس کہا کہ اے شبث نہ تہوک اپنے سامنے اسلئے
کہ رسول صلعم منع کرتے تھے اس سے اور کہا کہ مرد جب کہڑا ہوکر نماز پڑہتا ہے تو خدا متوجہ ہوتا ہے اوسپر اپنی وجہ سے یہانتک کہ نماز
فارغ ہو یا کوئی برا فعل کرے اور ابن خزیمہ نے توحید مین شقیق سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ ہم
حذیفہ کے پاس تھے پس شبث بن ربعی نے کہڑے ہوکر نماز شروع کی اور اپنے سامنے تہوکا پس حذیفہ نے اوس سے کہا

له حاجة فاذا بصقت لا تبصق بين يديك ولا عن يمينك كاتب الحسنات ولكن
عن يسارك او من ورائك فان العبد اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم قام الى الصلوة اقبل
الله عليه بوجهه فيناجيه فلا ينصرف عنه حتى ينصرف او يحدث حدث سوء ومعنى
الاحاديث ان الله تعالى اقبل بوجهه على العبد بينه وبين القبلة اذا صلى اقبالا رحمانيا لا
لا يفنيه بل يبقيه ويحييه ويرحمه ويحبه لكونه يناجيه فهو يقبل عليه بوجهه فيناجيه
فلا يبزقن قبل وجهه المخصوص منه تعالى بالعظيم شرف في هذا الوقت الخاص وان كان
تعالى باطنا كما يليق بالحضرة في كل جهة ومكان سبحانه ما اعظم شانه واحسانه كنور
الشمس على تنزيهه بلا تشبيه ولله المثل الاعلى وقد قال الله تعالى الله نور السموات
والارض الاية وورد نور انى اراه ومن اسمائه الحسنى النور وقد ورد ايضا اقرب ما
يكون العبد من ربه وهو ساجد فاكثروا الدعاء رواه احمد ومسلم وابو داود والنسائي
وابو يعلى عن ابي هريرة وورد اقرب ما يكون الرب من العبد في جوف الليل الاخر فان
استطعت ان تكون ممن يذكر الله في تلك الساعة فكن اخرجه الترمذي والنسائي
والحاكم عن عمرو بن عبسة ولابن مردويه والبيهقي في الشعب عن عبادة بن الصامت
رفعه ان من افضل ايمان المرء ان يعلم ان الله معه حيث كان وللطبراني في الكبير
والاوسط عنه رفعه ان افضل الايمان ان تعلم ان الله معك حيثما كنت وهذا الذي
ذكرنا جمع وسط على مجمع غلط فانه اعمال الدلائل الطرفين واشتغال بما على
الشرفين والخير كله في الاعمال والاشتغال دون الاهمال والاغفال والتاويل الاحد
النصين في الطرفين من غير دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تعطيل للظاهر
كما هو ظاهر لا تقليل ولا بين احدهما في هذا باولى من الاخر فتدبر وتبصر فلابد
الا الجمع بين النصين على الخصوص عادة قال ابن القيم تأمل الخطاب بالقرآن تجد

کر رہے ہیں شیطان تھوک کے اپنے سامنے اور اپنے دہنے جانب تیرے دہنے جانب نیکی لکھنے والے فرشتے ہیں اور لیکن تھوک بائیں

جانب یا اپنے پیچھے اسلئے کہ بندہ سے سبب نماز کے متوجہ ہے پھر نماز کو کھڑا ہوا اور اسکے سامنے کر دیتا ہے خدا اپنے وجہ کو پھر اوس سے

مناجات کرتا ہے پہر نہین پھرتا ہے وہان سے یہان تک کہ بندہ نماز سے فارغ ہو جاوے یا برا فعل کر بیٹھے اور معنے ان احادیث کے

یہ ہین کہ حق تعالی سامنے کرتا ہے بندے کے چہرے کو اپنے اور قبلہ کے درمیان جبکہ بندہ نماز پڑھتا ہے رحمانی توجہ سے نہین فنا اوسکو کرکہ

باقی رکھتا ہے اور تجلیات دیتا ہے اور اوسکی نگہداشت و رعایت کرتا ہے اسوجہ سے کہ بندہ اوس سے مناجات کر رہا ہے پس خدا اوسپر

متوجہ ہوتا ہے اپنے چہرے سے پہر اوسکی طرف سے جو توجہ ہوتا ہے پس ہرگز نہ تھوکے اوسکے چہرے کی طرف جو کہ خصوصیت رکھتا ہے حق تعالی سے

بہت بڑی شرف و فضیلت کے ساتھ اس وقت خاص مین اگرچہ باطن کے اعتبار سے حق تعالی ہر جا گا اوسکی درگاہ کے لائق ہے ہر جہت اور ہر مکان

مین سے پاک ہے وہ بہت بڑی ہے شان اوسکی اور احسان اوسکا مثل نور شمس کے ہے باوجود اوسکی تنزیہ کے بدون تشبیہ کے اور

تعالی اسکے سے بلند تر مثل اور تحقیق فرمایا ہے حق تعالی نے کہ خدا نور ہے آسمانوں اور زمین کا آخر آیت تک اور وارد ہوا ہے کہ خدا ایک

عظیم الشان نور ہے کہان دیکھون مین اوسکو اور اوسکے اسماء حسنی مین سے لفظ نور ہے اور نیز وارد ہوا ہے کہ قریب تر حالت بندہ کی اپنے

رب سے بندہ کے سجدہ کرنے کے وقت ہے پس زیادہ کرو دعا کو روایت کیا اسکو احمد و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابو یعلی نے ابو ہریرہ

سے اور وارد ہوا ہے کہ زیادہ قریب ہوتا بندہ کا اپنے رب سے آخر شب کے اندر ہے پس اگر تجھ سے ہو سکتا ہے کہ تو ہو جاوے اون

لوگوں مین سے جو خدا کو یاد کرتے ہین اوس وقت مین پس ہو جا روایت کیا اسکو ترمذی و نسائی و حاکم نے عمرو بن عبسہ سے اور ابن مردویہ و بیہقی

نے شعب مین عبادہ بن صامت سے مرفوعا روایت کی ہے کہ افضل ایمان مرد کا یہ ہے کہ وہ یقین کرلیوے کہ خدا اوسکے ساتھ ہے جہانکہ

وہ موجود ہو اور طبرانی نے معجم کبیر و اوسط مین عبادہ بن صامت سے مرفوعا اسطرح روایت کیا ہے کہ افضل ایمان یہ ہے کہ تجکو یقین ہو اسکا کہ خدا تیرے

ساتھ ہے جہان کہین تو ہووے اور یہ تحقیق کہ ہمنے ذکر کی ہے متوسط طریقہ ہے کہ جس سے غلط بحث کو لگاؤ نہین ہے اسلئے کہ طریقہ مین طرفین کی

دلیلونکو عمل مین لاتا ہے اور دونون طرف کے مسائل مین مشغول کرتا ہے اور ہمہ تن بہلائی عمل مین لانے اور مشغول کرنے مین ہے نہ کہ بیکار چھوڑنے

اور غافل بنانے مین اور پہیرنا دونون قسم کی نصوص مین سے کسی ایک کو دونون طرف مین سے کسیکی طرف بلا دلیل نادرست ہے کہ جبر اعتقاد کرنا چاہیے

اسلئے کہ تاویل مین تعطیل و بیکار بنانا ہے ظاہر معنے کہ جیسا کہ یہ امر ظاہر ہے نہ کہ عمل مین لانا اور تاویل کرنے مین ایک لفظ کو دوسرے پر ترجیح نہین ہے پس

اور بنا ہو جاوے فائدہ کہ خاص کر جمع کرنے نصوص کے طرف لوٹنے والا ہے کیونکہ اہل فہم نے کہ اوپر کتاب قرآن مین تاویل کیکہ پاس سے کیا تو

ملك له الملك كله وله الحمد كله ازمة الامور كلها بيده ومصدرها منه وموردها
اليه مستو على العرش لا يخفى عليه خافية من اقطار مملكته عالما بما في نفوس عبيده
مطلعا على اسرارهم وعلانيتهم منفرد بتدبير المملكة يسمع ويرى ويعطي ويمنع
ويثيب ويعاقب ويكرم ويهين ويخلق ويرزق ويميت ويحيي ويقدر ويقضي ويدبر
الامور نازلة من عنده دقيقها وجليلها وصاعدة اليه لا تتحرك ذرة الا باذنه و
لا تسقط من ورقة الا بعلمه فتامل تجده يثني على نفسه ويمجد نفسه
وينصح عباده ويدلهم على ما فيه سعادتهم وفلاحهم ويرغبهم فيه ويحذرهم مما فيه
هلاكهم ويتعرف اليهم باسمائه وصفاته ويتحبب اليهم بنعمه وآلائه يذكرهم بنعمه
عليهم ويامرهم بما يستوجبون به تمامها ويحذرهم من نقمه ويذكرهم بما اعد لهم من
الكرامة ان اطاعوه وبما اعد لهم من العقوبة ان عصوه ويخبرهم بصنعه في اوليائه
واعدائه وكيف كانت عاقبة هؤلاء ويثني على اوليائه بصالح اعمالهم واحسن
اوصافهم ويذم اعداءه بسيء اعمالهم وقبيح صفاتهم ويضرب الامثال وينوع
الادلة والبراهين ويجيب عن شبه اعدائه احسن الاجوبة ويصدق الصادق
ويكذب الكاذب ويقول الحق ويهدي السبيل ويدعو الى دار السلام ويذكر
اوصافها وحسنها ونعيمها ويحذر من دار البوار ويذكر عذابها وقبحها والامها
ويذكر عباده فقرهم اليه وشدة حاجتهم اليه من كل وجه وانهم لا غنى لهم عنه
طرفة عين ويذكر غناه عنهم وعن جميع الموجودات وانه الغني بنفسه عن كل ما سواه
وكل ما سواه فقير اليه بنفسه وانه لا ينال احد ذرة من الخير فما فوقها الا بفضله
ورحمته ولا ذرة من الشر فما فوقها الا بعدله وحكمته وتشهد من خطابه عتابه لاحبابه
الطف عتاب وانه مع ذلك مقيل عثراتهم وغافر زلاتهم ومقيم اعذارهم ومصلح

ایک بادشاہ کو کہ تمام حکومت اوسیکے لئے ہے اور تمام تعریف اوسکے واسطے ہے تمام امور کی باگین اوسکے ہاتہہ مین ہین اور سب کا صدور اوسی سے
ہے اور سب کا ورود اوسکے طرف ہے بیٹہا ہوا ہے عرش کے اوپر نہین مخفی اوسپر کوئی دقیقہ اوسکے ولایت کے اطراف سے جاننے والا
اپنے بندون کے نفوس مین جو کچھہ خیالات مین غبر وارد ہے اونکے جی اور کہلے سے اکیلا ہے اپنی سلطنت کی تدبیر مین سنتا ہے اور
دیکہتا ہے عطا کرتا ہے اور روکتا ہے ثواب دیتا ہے اور عذاب کرتا ہے عزت کرتا ہے اور خوار کرتا ہے پیدا کرتا ہے اور
روزی دیتا ہے مارتا ہے اور جلاتا ہے اندازہ مقرر کرتا ہے اور حکم کرتا ہے اور تدبیر کرتا ہے جملہ امور کی اوترنے والا ہے اوسکے طرف
سے چہوٹا امر اور بڑا امر اور اوسکے طرف چڑہنے والا ہے کوئی ذرہ نہین ہلتا ہے بے اوسکے اذن کے اور کوئی پتہ نہین گرتا ہے
بے اوسکے علم کے پس تامل کر تو کیسا پاتا ہے تو اوسکو تعریف کرتا ہے اپنے نفس کی اور بڑائی بیان کرتا ہے اور صفت بیان کرتا ہے
اپنے نفس کی اور اپنے بندون کی نصیحت کرتا ہے اور اونکی رہنمائی کرتا ہے اوس طریق پر کہ جسمین سعادت و نجات ہے اور اوسمین اونکو رغبت
دلاتا ہے اور ڈراتا ہے اونکو اوس کام سے کہ جسمین اونکی ہلاکت ہے اور معلوم کراتا ہے اونکو اپنے اسما و صفات اور محبت کرتا ہے
اونسے اپنی نعمتون و بخششون کے ذریعہ سے یاد دلاتا ہے اونکو اپنی نعمتین جو اونکو دی ہین اور حکم کرتا ہے اونکو اون اعمال کا کہ جنکے وہ
ہمیشہ لائق ہے اور ڈراتا ہے اونکو اپنی سختی سے اور یاد دلاتا ہے اونکو جو کچھہ اونکے لئے از قسم کرامت تیار کر رکہا ہے بشرط فرمان برداری
اور جو کچھہ اونکے لئے تیار کر رکہا ہے از قسم عذاب بشرط نافرمانی کے اور خبر دیتا ہے اونکو اپنے فعل کے دوستون اور دشمنون کے باب مین اور
یہہ کہ کیونکر ہوگا انجام انکا اور اونکا اور تعریف کرتا ہے اپنی دوستونکی اونکے نیک کامون اور خوبتر اوصاف کے ساتہہ اور برائی بیان کرتا ہے
اپنے دشمنون کی اونکے برے اعمال اور قبیح صفات کے ساتہہ اور نظیرین بیان کرتا ہے اور قسم قسم کی دلیلین لاتا ہے اور اپنے دشمنونکے شبہون
کے عمدہ و خوبتر جواب دیتا ہے اور سچا قرار دیتا ہے سچے کو اور جہٹلاتا ہے جہوٹے کو اور حق بات کہتا ہے اور راہ حق کی ہدایت کرتا ہے اور سلامتی کے گہر کیطرف
بلاتا ہے اور اوسکے اوصاف و خوبی و نعمتونکو ذکر کرتا ہے اور ڈراتا ہے ہلاکت کے گہر سے اور اوسکے عذاب و برائی و تکلیفونکو ذکر کرتا ہے اور اپنے بندون کو ذکر کراتا
اونکی محتاجی اور شدت حاجت کو طرف اپنے ہر وجہ سے اور یہہ اونکو اوس سے بے پروائی نہین ہو سکتی ہے ایک لمحہ اور اون اوسکے تمام وجوہات سے اپنی بے پروائی کو ذکر
کرتا ہے اور یہہ کہ وہی بذات خود غنی ہے اپنے کل ماسوا سے اور جو کچھہ اوسکے سوا ہے اوسیکا محتاج ہے اور یہہ کہ کوئی شخص نہ پاویگا ذرہ برابر بھی کو مگر اوسکے فضل
و رحمت اور نہ ذرہ بھر برائی یا زیادہ کو مگر اوسکے انصاف و حکمت اور تو دیکہیگا اوسکے خطاب اور عتاب کو دوستونکے حق مین نرمی آمیز اور وہ باوجود اسکے در
درگزر کرنیوالا ہے اونکے لغزشون سے بخشنیوالا ہے اونکے خطاونکو قایم رکہنیوالا ہے اونکے عذر کو درست کرنیوالا ہے

فسادهم والذاب عنهم والمحامي عنهم والناصر لهم والكفيل بمصالحهم والمنجي لهم من
كل كرب والموفي لهم بوعده وانه وليهم الذي لا ولي لهم سواه فهو مولاهم الحق و
نصيرهم على عدوهم فنعم المولى ونعم النصير واذا شهدت القلوب من القرآن ملكا
عظيما جوادا رحيما جميلا هذا شأنه فكيف لا تحبه وتتنافس في القرب منه وتنفق
انفاسها في التودد اليه ويكون احب اليها من كل ما سواه ورضاه آثر عندها من
رضا كل من سواه وكيف لا تلهج بذكره وتصير حبه والشوق اليه والانس به غذاءها
وقوتها ودواءها بحيث ان فقدت ذلك فسدت وهلكت ولم تنتفع بحياتها انتهى
نقله السيوطي في الاتقان بعنوان فائدة (قلت) جملة ما ابدى مقالة اليه فيما
وقد يبقى لها باقية متلاقية في انه يحجبه ما بينه وبينه كما انطق قرآنه (ونحن
أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ وَأَيْنَمَا تُوَلُّوا
فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ) مع ما مضى
من سبب نزوله وقوله تعالى جوابا لكليمه موسى عليه السلام انا جليس من ذكرني
وكما انطق به رسوله وبرهانه والذي نفس محمد بيده لو انكم دليتم احدكم بحبل
الى الارض السفلى لهبط على الله وكقوله نصب من الله باخص صلواته وطولته عن
تسبيح احد حملة العرش سبحانك اين كنت واين تكون وقوله ان الذي تدعون اقرب
الى احدكم من عنق راحلته وقوله وان ربه بينه وبين القبلة وان العبد اذا قام
الى الصلوة اقبل الله عليه بوجهه فيناجيه وغير ذلك الماضي بما وافقه فاذا وجدت
النفوس من القرآن والحديث ملكا مالكا مليكا كبيرا كريما جليلا جميلا شأنه وحده
هكذا فلا بد توده وتشتاق وتتقرب اليه وتتحبب لديه وتعتمد وتتوكل في جميع امورها
عليه بالوجه الحقيقي في كل امر من الدنيا والدين والتقرب بكل طيب وخبيث فلا انتهى

اونکے فساد کو دفع کرنیوالا ہے اونکے دشمن کو اور اونکا حامی و مددگار ہے اور اونکے مصالح مین کفیل کار ہے اور اونکو نجات دینے والا ہے اور ہر مہم
سے اور اونکے باب مین پورا کرنیوالا ہے اپنے وعدے کو اور اونکا ایسا مربی ہے کہ اوسکے سوا اور کوئی مربی اونکا نہین ہے پس ایسا ہی اونکا سچا
دوست ہے اور اونکی مدد کرتا ہے اونکے دشمنون پر پس وہ کیا خوب دوست ہے اور کیا خوب مددگار ہے اور جبکہ قلوب کا قرآن سے ایک بڑا اونشا
معنی جمیل معلوم ہوگا کہ جنکی یہ شان ہے پھر کیونکر اوسکو دوست نہ رکھینگے اور اوسکے قرب مین کیون نہ راغب ہونگے اور اوسکی دوستی حاصل کرنے
مین اپنی ہمت کیون نہ صرف کرینگے اور اونکو تمام ما سوا سے زیادہ محبوب کیون نہ ہوگا اور اوسکی خوشنودی زیادہ پسندیدہ ہو جاویگی اونکو اوسکے تمام ما سوا کی
خوشنودی سے اور کیون نہ شیفتہ ہونگے اوسکی یاد مین اور اوسکی محبت اور اوسکا شوق اور انس اونکی غذا و قوت و دوا ہو جاویگا اسطرح پر کہ اگر یہ اوصاف
نہون تو قلب فاسد ہو بلا کہ ہو جاوین اور اونکی حیات ہرگز نفع نہ پاوین انتہی اسکو سیوطی نے اتقان مین نقل کیا ہے فائدہ اسکے عنوان سے دیکھنا چاہیے
یہہ جو کچھ ابن قیم نے بیان کیا ہے ایک کلام صاف و بلند ہے پھر اوسکی تلافی کے قابل رہ گیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حق بجانہ باوجود اس مضمون کے کہ
جسکو ابن قیم نے بیان کیا اور معین کیا ایسا ہے کہ جسطرح اوسکے قرآن نے اوسکو ظاہر فرمایا ہے کہ ہم بندے کے قریب ہیں زیادہ اوسکی شہرگ سے اور فرمایا
تو ہو کہین جہان سے ہو ساتھ تمہارے و لیکن تم نہین دیکھتے ہو اور جہان رخ کرو تم پس وہین ہے ذات اللہ کی اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان تم ہو اور جبکہ
پوچھین تجھے میرے بندے مجھکو پس مین نزدیک ہون ساتھ اوسکے سبب دل کے جو مرد کو ہو سکتا اور قول حق تعالی کا جو ایمان اپنے کلیم موسی علیہ السلام سے کہ مین
جلیس ہون اوسکا کہ جو مجکو یاد کرے اور ایسا ہے کہ جسطرح اوسکے رسول اور اوسکے برہان نے بیان فرمایا ہے اور قسم ہے اوسکی کہ جسکی جان اوسکے
ہاتھ مین ہے کہ اگر تم گراتے اپنے مین سے کسیکو رسی مین باندہ کر نیچے کی زمین تک تو البتہ گرتا وہ خدا کے اوپر اور جیسا کہ ایک حال ہے فرشتے
کی تسبیح کو حضرت صلعم نے نقل فرمایا ہے کہ تو پاک ہے کہان رہا ہے تو اور کہان رہیگا اور جیسا کہ قول حضرت کا ہے جسکو تم پکارتے ہو تمسے ایک کے قریب تر
اوسکی سواری کی گردن سے اور قول حضرت کا اور بیشک اوسکا رب اوسکے اور قبلہ کے بیچ مین ہے اور تحقیق کہ بندہ جب کھڑا
ہوتا ہے نماز پڑھنے کو سامنے کر دیتا ہے خدا اوسکی اپنی ذات کو پھر اوس سے مناجات کرتا ہے اور اسکے سوا جو اکثر ہی ہیں گواہی
اس قسم سے کہ اس مضمون کی تکمیل کرتا ہے پس جب کہ پاوینگے روح مین قرآن و حدیث سے ایک بادشاہ مالک
صاحب حکومت بڑا بزرگ مہربان صاحب جلال و جمال کہ جسکی صفت اور احسان ایسا ہے پس لامحالہ اوسکو
دوست رکھینگے اور مشتاق ہونگے اور اوسکا قرب چاہینگے اور اوس سے بالکل محبت پیدا کرینگے اور تمام امور مین اوسی پر
اعتماد و بھروسا کرینگے عمدہ طور سے او تمیز کرینگے ہر کام مین دنیا و دین و آخرت کے درمیان ہر چہ اور ہر ایک سے اوسکو اپنی

اقول وبالله التوفيق ان المصنف قد تشبث في هذا القول بعدة آيات واحاديث
في باب الصفات والمتشابهات ثم بنى عليها قول ابن القيم الذي هو الوهابية ومن ائمة
الحشوية بعنوان الفائدة ثم اتمها بضمنه التي استنبطها من عند نفسه من الآيات و
الاحاديث المسرودة في هذا القول ودعا التطبيق بين ادلة البينونة وبين ادلة القرب
والمعية التي تعارضها وتنافيها وحكم بان هذا الذي ذكرنا حجة وسطى وهي حجة
غلط فانه اعمال للدلائل الطرفين واشغال بمسائل الاشرفين والحبر كله في الاعمال
والاشغال دون الاهمال والاغفال والتاويل لاحد النصين في الطرفين من غير
دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تعليل وتعطيل للظاهر كما هو ظاهر لانبيل
وليس احدهما في هذا الباب اولى من الآخر فقد بين وتبين انه ومقصوده من هذا الكلام
رد على ارباب التنزيه المحضة وهم اهل السنة والجماعة وعلى ارباب التشبيه المحضة
وهم المجسمة ومحاكمة بين المذهبين المذكورين بالتلفيق والجمع بينهما بحيث لا يلزم
شيء من دلائل الطرفين عن ظاهره ويعتقد بان التشبيه من حيث التجلي باسم الظاهر
والتنزيه من حيث التجلي باسم الباطن فحيث تغاير الحيثيتان فلا تعارض ولا تناقض
بين ادلة الطرفين وبهذا يرتفع الخلاف من البين والفرق بين البصير والناقد
الخبير لا يقنع بهذه الفرية ويعرف الحق بلا مرية بان الله تعالى من حيث ذاته و
صفاته منزه عن ما يتخيل في الخواطر والاوهام ومنزه عن الجسمية والتحديد بالجهات
وكلما هو من صفات الاجسام ومع هذا اقد منا عن الخوض في المتشابهات وارشدنا
الى ان طرقا تاويلها من التاويلات وان طريق السلامة هو الايمان بها كما وردت وتوكيل
العلم بها كما هي على من منه صدرت فالحمل على ظواهرها مخالف للتنزيل وموافق
لاهل الزيغ من ارباب التشبيه والتعطيل والمصنف وان يدعي الاعمال وعدم التاويل

مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے کہ تحقیق مصنف نے دستاویز بنایا ہے اس قول مین جسپر آیات و
احادیث کو صفات متشابہات کے بیان مین پہر اوسپر مرتب کیا قول ابن قیم کا کہ جو امام ہے وہابیہ کا اور حشویہ کے پیشوا و نہین
ہے فائدہ کے عنوان سے پہر اوسکو تمام کیا اپنے ضمیمہ سے کہ جسکو بذات خود ثابت کیا ہے اون آیات و احادیث سے جو مذکور ہین اسکا
قول مین اولہ ... ادلہ ترتیب و وصیت مین کہ جنمین تعارض و تناقض ہے تطبیق دینے کے قصد سے اور حکم کیا باین طور کہ
یہ طریقہ جو کہ ذکر کیا ہے متوسط اور مستقیم ہے کہ جسپر سلف اوسکو لگاؤ نہین ہے اسلئے کہ اسمین عمل مین لانا ہے طریق کے
دلائل کو اور مشغول کرنا ہے دونون طرفون کے مسائل مین اور بھلائی ہے ان عمل مین لانے اور مشغول کرنے مین ہے نہ کہ بیکار چھوڑ دینا
اور غافل بنانے مین اور دونون طرفون کی نصوص مین سے کسی ایک مین تاویل بلا دلیل کرنا نا درست ہے کہ جسپر اعتقاد پہنچا ہے اسلئے
اسلئے کہ تاویل مین خرابی ہے و بیکار کردینا ہے ظاہر کو جیسا کہ ظاہر ہے نہ عمل مین لانا اور اسباب مین ایک دوسرے سے اولی نہین
ہے پس تدبر کر اور بینا ہو انتہی اور مقصود مصنف کا اس کلام سے رد کرنا ہے ارباب تنزیہ محض پر اور وہ اہل سنت والجماعت ہین اور
ارباب تشبیہ محض پر اور وہ مجسمہ ہین اور محاکمہ کرنا ہے ان دونون مذہبون مین جمع و تطبیق کرکے اسطرح پر کہ دونون طرف کے
دلائل سے کسی مین ظاہر معنے سے تاویل نکیجاے اور تطبیق مذکور کو اسطرح بیان کیا کہ تشبیہ ثابت ہے باعتبار
تجلی اسم الظاہر کے اور تنزیہ ثابت ہے بحیثیت تجلی اسم الباطن کے اور جب کہ حیثیت مین مختلف ہوئی تو طرفین
کی دلیلون مین نہ تعارض ہے نہ تناقض اور اس تقریر سے مخالفت درمیان سے اوٹھہ جاتی ہے اور صاحب فراست بصیرت پر
پرکھنے والا ہوشیار اس فریب سے دہوکہا نہین کہاتا ہے اور بے شبہہ امر حق کو پہچان لیتا ہے باین طور کہ حق تعالی
اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے پاک ہے جو خواطر و اوہام مین کہٹکتے ہین اور منزہ ہے جسم
ہونے اور جہات مین محدود ہونے اور بجملہ صفات اجسام سے اور اسکے ساتھہ ہی اوسنے ہمکو متشابہات مین
خوض کرنے سے منع کیا ہے اور ہماری رہنمائی کی ہے اسطرف کہ اونکے ایک تاویل ہے تاویلات مین سے اور سلامتی
کا طریقہ اون پر ایمان لانا ہے جس طرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے اور اونکے علم واقعی کو سونپنا اونکے نازل کرنے والے پر
پس متشابہات کو اون کے ظاہری معانی پر عمل کرنا مخالف ہے قرآن کے اور موافق ہے اہل زیغ کے
جو کہ ارباب تشبیہ و تعطیل ہین اور مصنف اگرچہ دلائل کو عمل مین لانے کا مدعی ہے اور تاویل کو

اقول وبالله التوفيق ان المصنف قد تشبث في هذا القول بعدة آيات واحاديث
في بيان الصفات والمتشابهات ثم رتب عليها قول ابن القيم الذي هو الوهابية ومن ائمة
الحشوية بعنوان الفائدة ثم اتمها بضميمة التي استنبطها من عند نفسه من الآيات و
الاحاديث المسردة في هذا القول زعما للتطبيق بين ادلة البينونة وبين ادلة القرب
والمعية التي تعارضها وتنافيها وحكم بان هذا الذي ذكرنا محجة وسطى وهي محجة
غلط فانه اعمال للدلائل الطرفين واشتغال بمسائل الشرفين والجمع كله في الاعمال
والاشتغال دون الاهمال والاغفال والتاويل لاحد النصين في الطرفين من غير
دليل عليه ليس عليه تعويل فانه تعليل وتعطيل للظاهر كما هو ظاهر لا يقبل
وليس احدهما فهذا اباطيل من الآخر فتدبر وتبصر انتهى ومقصوده من نقل الكلام
رد على ارباب التنزيه المحضة وهم اهل السنة والجماعة وعلى ارباب التشبيه المحضة
وهم المجسمة ومحاكمة بين المذهبين المذكورين بالتطبيق والجمع بينهما بحيث لا يؤول
شيء من دلائل الطرفين عن ظاهره وبينهما بان التشبيه من حيث التجلي باسم الظاهر
والتنزيه من حيث التعلي باسم الباطن فحيث تغاير الحيثيتان فلا تعارض ولا تناقض
بين ادلة الطرفين وهذا مرتفع للخلاف من البين والفرق بين البصير والناقد
الخبير لا يغتر بهذه الفرية ويعرف الحق بلا مرية بان الله تعالى من حيث ذاته و
صفاته مقدس عن ما يختلج في الخواطر والاوهام ومنزه عن الجسمية والتحديد والحيز
وكلما هو من صفات الاجسام ومع هذا اتفقنا عن الخوض في المتشابهات واشرنا
الى ان لها تاويلا من التاويلات وان طريق السلامة هو الايمان بها كما وردت وتوكيل
العلم بها كما هي على من منه صدرت فالحمل على ظواهرها مخالف للتنزيل وموافق
لاهل الزيغ من ارباب التشبيه والتعطيل والمصنف وان يدعي الاعمال وينفي التاويل

مین کہتا ہون، اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے کہ تحقیق مصنف نے دستاویز بنایا ہے اس قول مین چند آیات و
احادیث کو صفات متشابہات کے بیان مین پہر اوسپر مرتب کیا قول ابن قیم کا کہ جو امام ہے وہابیہ کا اور حشویہ کے پیشوا اونکے
سے فائدہ کے عنوان سے پہر اوسکو تمام کیا اپنے ضمیمہ سے کہ جسکو ثبات خود ثابت کیا ہے اون آیات و احادیث سے جو مذکور ہین اس
قول مین اولہ پیوستہ اولہ ترتیب و صیت مین کہ جنمین تعارض و تناقض ہے تطبیق دینے کے قصد سے اور حکم کیا باین طور کہ
یہہ طریقہ جو ہمنے ذکر کیا ہے متوسط راستہ ہے کہ جس سے مغالطہ کو لگاؤ نہین ہے اسلئے کہ اسمین عمل مین لانا ہے طرفین کے
دلائل کو اور مشغول کرنا ہے دونون طرف کے مسائل مین اور بہلائی ہمہ تن عمل مین لانے اور مشغول کرنے مین ہے نہ کہ بیکار چہوڑ دینے
اور غافل بنا لینے مین اور دونون طرف کی نصوص مین سے کسی ایک مین تاویل بلا دلیل کرنا نادرست ہے کہ جسپر اعتقاد پہنچا ہے اسلئے
اسلئے کہ تاویل مین خراب و بیکار کر دینا ہے ظاہر کو جیسا کہ ظاہر ہے نہ عمل مین لانا اور اسباب مین ایک دوسرے سے اولی نہین
ہے پس تدبیر کر اور بنیا جو انتہی اور مقصود مصنف کا اس کلام سے رد کرنا ہے ارباب تنزیہ محض پر اور وہ اہل سنت والجماعت ہین اور
ارباب تشبیہ محض پر اور وہ مجسمہ ہین اور محاکمہ کرنا ہے ان دونون مذہبون مین جمع و تطبیق کر کے اسطرح پر کہ دونون طرف کے
دلائل سے کسی مین ظاہر معنے سے تاویل نکیجاے اور تطبیق مذکور کو اسطرح بیان کیا کہ تشبیہ ثابت ہے باعتبار
تجلی اسم الظاہر کے اور تنزیہ ثابت ہے بحیثیت تجلی اسم الباطن کے اور جب کہ دو حیثیتین مختلف ہوئی تو طرفین
کی دلیلون مین نہ تعارض ہے نہ تناقض اور اس تقریر سے مخالفت درمیان سے اوٹھہ جاتی ہے اور صاحب فراست بصارت
پرکہنے والا ہوشیار اس فریب سے دہوکہا نہین کہاتا ہے اور بے شبہہ امر حق کو پہچان لیتا ہے باین طور کہ حق تعالی
اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے پاک ہے جو خواطر و اوہام مین کہٹکتے ہین اور منزہ ہے جسم
ہونے اور جہات مین محدود ہونے اور جملہ صفات اجسام سے اور اسکے ساتہہ ہی اوسنے ہمکو متشابہات مین
خوض کرنے سے منع کیا ہے اور ہماری رہنمائی کی ہے اسطرف کہ اونکے ایک تاویل ہے تاویلات مین سے اور سلامتی
کا طریقہ اون پر ایمان لانا ہے جس طرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے اور اونکے علم واقعی کو سونپنا اونکے نازل کرنے والے پر
پس متشابہات کو اون کے ظاہری معانی پر حمل کرنا مخالف ہے قرآن کے اور موافق ہے اہل زیغ کے
جو کہ ارباب تشبیہ و تعطیل ہین اور مصنف اگرچہ دلائل کو عمل مین لانے کا مدعی ہے اور تاویل کو

بالاهمال والاغفال الا انه لابد له ايضا من التاويل كما سنبينه فيما سياتى من مواضع
شتى بالتفصيل والان نرجع الى تفصيح ما فى هذا القول من الاباطيل ولا حول ولا قوة
الا بالله وهو حسبنا ونعم الوكيل قوله وله فى كتبه فى هذا كلام كثير فى غاية من
التحقيق فمن رام ان يطلع عليها فعليه ان يرجع اليها اقول وبالله التوفيق اراد
بقوله وله الشيخ ابراهيم الكردى وبقوله فى هذا اى باب حمل المتشابهات على ظواهرها
وقد علم الجواب عما نقله المصنف من قول الكردى وما فرع عليه من التمويهات
الواهيات بانه باطل لكونه مستلزما للزندقة والالحاد ولهذا اورد عليه المفتى
العلامة فى التنبيه بقوله وقد بقى اى فى تاويل قول الامام الاشعرى ان الله من
حيث ذاته لامكان له ولا جهة لغناه الذاتى ولكن له الاطلاق فى التجلى فى
اى مظهر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثله شيئ فصح الاستواء على العرش على
ظاهره بمقتضى ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش اعلى الاجرام من غير
منافاة للتنزيه واذا صح الاستواء على ظاهره مع بقاء التنزيه صح النزول كل
ليلة الى السماء الدنيا فى الثلث الاخير حتى يطلع الفجر كما تواتر بذلك النقل وكذا
سائر المتشابهات فتدبر فيه قال الشيخ محى الدين بن العربى رحمه الله فى باب الاسرار من
الفتوحات اعلم ان المراد من استواء الحق تعالى على العرش او نزوله الى سماء الدنيا كل ليلة
انما هو كناية عن اعلامه عبده باذنه فى مناجاته ومسامرته بالدعا والسوال فى
حوائجه والاستغفار عن ذنوبه فان استوائه تعالى ونزوله صفة من صفات ذاته
وصفاته قديمة والعرش والسماء محدثتان بالاجماع فلم يزل موصوفا بالاستواء و
النزول قبل خلق العرش والسماء فما كنت بتعلقه من صفة الاستواء والنزول قبل
خلق العرش والسماء فهو الذى ينبغى تعلقه بعد خلقهما او ما اليه فى ذلك ثم قال وكما

اہمال واغفال کہتا ہے مگر تاویل سے مصنف کی بہی چہٹکارہ نہین ہے جیسا کہ ہم بیان کرینگے آیندہ مختلف مقامات مین تفصیل
کے ساتھہ اور اب ہم رجوع ہوتے ہین مصنف کے اس قول کی ابطال کو فضیحت کرنیکے طرف اور حول وقوت خدا ہی
کیطرف سے ہے اور وہی ہمکو بس اور کیا خوب کارگزار ہے د قول مصنف کا ولہ فی کلمتہ فی ہذا الکلام کثیر فی فانہ من التحقیق فمن رام
ان یطلع علیہا فعلیہ ان یرجع الیہا مین کہتا ہون اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ مصنف نے اپنے قول ولہ سے شیخ ابراہیم
کروی کو ارادہ کیا ہے اور اپنے قول فی ہذا سے مراد لیا ہے باب حمل کرنے متشابہات کو اونکے ظواہر پر اور ہمارے طرف سے جواب
قول کروی کا کہ جسکو مصنف نے نقل کیا ہے اور اوسکے چند باطل تقریرین بیان کی ہین گذر چکا ہے باین طور کہ وہ قول باطل ہے بسبب
اوسکے مستلزم ہونیکے زندقہ والحاد کو اور اسی وجہ سے اس قول کو رد کیا ہے مفتی علماء نے تنبیہ مین اپنے اس قول سے
اور کبہی کہا جاتا ہے قول امام اشعری کی تاویل مین کہ حق تعالی کے لئے تجلی ثابت ہے اوسکے ذات کے نہ مکان سے اور نہ جہت سے بسبب اوسکے
غنائی ذاتی کے ولیکن اوسکے واسطے جائز ہے ملاقی ہونا تجلی مین جس مظہر مین وہ چاہے ساتھہ باقی رہنے تنزیہ کے پس کہلم
شئی کی دلیل سے پس صحیح ہوگیا مستوی ہونا عرش پر اپنے ظاہری معنی پر باعتبار مقتضی تجلی کے ایسے مظہر مین کہ چاہتا ہے اوسکا ظاہری
معنی کو اور صحیح ہوگیا کہ حق تعالی کے لئے فوق ہو بسبب ہونے عرش کے بلندتر اجسام کا بدون منافات کے تنزیہ سے اور
جبکہ ثابت ہوگیا استواء باعتبار ظاہری معنی کے باوجود باقی رہنے تنزیہ کے ثابت ہوگیا نازل ہونا ہر رات مین آسمان
دنیا کے طرف رات کے ثلث اخیر مین طلوع فجر تک جیسا کہ بہ امر منقول متواتر ثابت ہے اور اسیطرح سب
متشابہات مین پس سوچ تو اسکو کہا شیخ محی الدین بن العربی نے فتوحات کے باب الاسرار مین جان تو کہ مراد حق تعالی کے
عرش پر مستوی ہونے یا ہر رات آسمان دنیا کیطرف نزول فرمانے سے کنایہ ہے اپنے کو اپنا اذن جتانا سے اوسکے مناجات
وہمکلامی مین بذریعہ دعا وسوال کے اپنی حاجتون مین اور اپنے گناہون سے استغفار کرنے مین اسلئے کہ حق تعالی کا
مستوی ہونا اور نزول ایک صفت ہے اوس کے صفات ذات سے اور اوسکی صفات قدیم ہین اور عرش
وآسمان باجماع امت نو پیدا ہین پس وہ ہمیشہ سے استواء ونزول کی ساتھہ موصوف ہے عرش وآسمان کے پیدا کرنے سے بہی پہلے
سے پہر تو کیا گمان رکہتا ہے حق تعالی کی صفت استواء ونزول کے تعلق کے ساتہہ عرش وآسمان کے مخلوق ہونے سے پہلے پس
وہی تعلق ہی کہ جسکو سمجہنا چاہیے اون دونونکے پیدا کرنیکے بعد وہ اسکو طوالت بیان کیا بعد فرمایا اور جسطرح کہ اونکو اپنے ہمکلامی کا اذن

اذن لهم في مسامرته كذا الله وتعالى يسامرهم بقوله تعالى هل من سائل اه
فهو تعالى يقول لهم ويقولون له كانهم في مجلس واحد ولله المثل الاعلى انتهى قال
العلامة الحلبي في رده ابن تيمية ثم ذكر بعد ذلك شيخنا ابا الحسن علي بن اسمعيل
الاشعري وانه يقول الرحمن على العرش استوى ولا نتقدم بين يدي الله تعالى
في القول بل نقول استوى بلا كيف وهذا الذي نقله عن شيخنا هو معتقدنا وعقيدتنا
لكن نقله لكلامه ما اراه الا قصدا للايهام ان الشيخ يقول بالجهة فان كان كذلك
فلقد بالغ في البهت وكلام الشيخ في هذا ان الله تعالى كان ولا مكان فخلق العرش
والكرسي فلم يحتج الى مكان وهو بعد خلق المكان كما كان قبل خلقه وكلامه
وكلام اصحابه رحمهم الله يصعب حصره في ابطالها انتهى فعلم من هذا ان كلام
الشيخ الكردي بمعزل عن الحق وجعله كلامه هذا تلخيصا لكلام الشيخ الاشعري
الذي هو شيخ اهل السنة في العقائد ناش عن سوء الفهم وقلة التدبر فافهم ولا
تكن من الغافلين واما تمسكه بقوله تعالى في التورية انا الله فوق عبادي وعرشي
فوق خلقي وانا على عرشي اه فليس بمجدي لان المراد بالفوقية في هذا وفي نظائره
هو ما يليق به تعالى لا ما هو الظاهر منه لانه من صفات الاجسام والله تعالى
مقدس عنها واما قوله ومن هذا الشان النزول والعروج ومنه يرفع الايدي
في الدعاء الى السماء ثم تمسكه بتفسير الاية المذكورة بانه يجلسه صلى الله عليه وسلم
معه على العرش وحديث المعراج ليلة الاسرى والضحك وبسط اليدين بالعطا
ووضع القدم في النار والتجلي لاهل الموقف في صور مختلفة وتنكره وتعرفه والرؤية
في الجنة كما ورد في صحاح الاخبار فليس بمقبول لان كل هذه من المتشابهات
وقد صرح كلهم غير مرة بان لها تاويلا لا يعلمها يقينا الا الله والحمل على ظواهرها ينفي التاويل

اذن دیا ہے اسیطرح حق تعالی اون سے ہمکلام ہوتا ہے اپنے قول ھل من سائل آہ سے پس حق تعالی اونسے بات
کرتا ہے اور وے حق تعالی سے بات کرتے ہین گویا کہ ایک ہی مجلس مین ہین اور حق تعالی کا حال بلندتر ہے انتہی علامہ حلبی نے
ابن تیمیہ کے رد مین کہا ہے کہ پہر اسکے بعد ہمارے شیخ ابو الحسن علی بن اسمعیل اشعری کو ذکر کیا اور یہہ کہ وہ کہتے ہین کہ رحمن
عرش پر مستوی ہوا اور ہم حق تعالی کے سامنے بات کرنے مین پیش قدمی نہین کرتے ہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ مستوی ہوا بلا کیفیت
کے اور اس قول کو جو ابن تیمیہ نے ہمارے شیخ سے نقل کیا ہے یہہ تو بعینہ ہمارا دعوی اور ہمارا عقیدہ ہے لیکن ابن تیمیہ کی غرض اسکے
نقل کرنے سے میری نظر مین یہی ہے کہ وہ وہم دلانا چاہتا ہے اس امر کا کہ شیخ بھی جہت کے قائل ہین پس اگر یہی غرض ہے تو بیشک
ابن تیمیہ نے مبالغہ کیا ہے بہتان مین اور شیخ کا کلام تو اس بارہ مین یہہ ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ خدا موجود تہا اور مکان نہ تہا پہر پیدا کیا عرش
و کرسی کو اور نہین محتاج ہوا مکان کا اور وہ مکان کو پیدا کرنے کے بعد بہی ویسا ہی ہے کہ جیسا مکان کو پیدا کرنے سے پہلے تہا اور شیخ
اور اونکے اصحاب کا کلام ابطال جہت مین اسقدر ہے کہ جسکا ضبط کرنا دشوار ہے انتہی پس اس سے معلوم ہو گیا کہ شیخ کردی کا کلام حق سے
ہٹا ہوا ہے اور اوسکا اپنے اس کلام کو شیخ اشعری کے کلام کی تلخیص قرار دینا جو کہ اہل سنت کا شیخ ہے عقائد مین ناشی ہے
سوء فہم و قلت تدبر سے پس تو سمجہ لے اور غافلون مین داخل مت ہو اور لیکن دلیل لانا مصنف کا کلام الہی سے جو تورات مین ہے
ذکر میں خدا ہون اپنے بندون کے اوپر اور میرا عرش میری مخلوق کے اوپر ہے اور مین اپنے عرش کے اوپر ہون آخر تک پس نا پسندیدہ ہے
اسلئے کہ فوقیت سے مراد اس قول مین اور اسکے نظائر مین وہ فوقیت ہے کہ جو شان حق کے لائق ہے نہ کہ وہ جو کہ ظاہر ہوتی ہے کہ
اقتضا سے ہے کیونکہ وہ اجسام کی صفات مین داخل ہے اور حق تعالی صفات اجسام سے پاک ہے اور لیکن قول مصنف کا کہ
اسی شان کے قبیل سے ہے نزول اور عروج اور اسی شان کے وجہ سے دعا مین ہاتہون کو آسمان کیطرف اوٹہایا جاتا ہے پہر
دلیل لانا مصنف کا آیت مذکورہ کی تفسیر سے باین طور کہ حق تعالی حضرت صلعم کو عرش پر اپنے ساتہہ بٹہلاویگا اور حدیث معراج
سے شب معراج مین اونچے اور عطا کے لئے ہاتہہ اوٹہانے اور اونکے جہنم مین قدم رکہنے اور اہل موقف کے لئے تجلی
کی صورتون مین کہ بعض اون سے اجنبی ہونگے کہ بعض پہچانے جاتے [illegible] متغیر ہونے اور جنت مین دیدار الہی ہونے سے جیسا
کہ صحیح اخبار مین وارد ہوا ہے پس یہہ غیر مقبول ہے اسلئے کہ یہہ تمام صفات مذکورہ متشابہات ہین اور اونکا چند بار ذکر گزر چکا ہے کہ اونکے لئے
تاویلین ہین کہ جنکو یقینی طور پر خدا ہی جانتا ہے اور اونکو اونکے ظاہری معانی پر محمول کرنے سے تاویل کی نفی لازم آتی ہے سو اوس

وهو مخالف للتنزيل ومن حكم على خلاف التنزيل فهو من الفسقين ومسلك اهل
الرسوخ فى العلم الايمان بها كما وردت مع القطع مصروفة عن ظواهرها وما هو المراد منها
لا يعلمه الا الله واما اهل الزيغ فيتبعونها ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويلها وقد رد عليهم الحق
سبحانه بقوله وما يعلم تاويله الا الله وجمعوها من مواضعها المتفرقة فى الايات والاحاديث
فى موضع واحد للايهام والابرام والتلبيس على الافهام كما قال الامام حجة الاسلام فى الجام
العوام ان هذه الكلمات اى الكلمات المذكورة فى الصفات المتشابهة ما جمعها رسول الله
صلى الله عليه وسلم دفعة واحدة وربما جمعها المشبهة وقد بينا ان لجمعها من التاثير
فى الايهام والتلبيس على الافهام ما ليس لاحادها المتفرقة وانما هى كلمات لهج بها رسول الله
صلى الله عليه وسلم فى جميع عمره فى اوقات متباعدة واذا اقتصر منها على ما فى القران
والاخبار المتواترة رجعت الى كلمات يسيرة معدودة وان اضيفت اليها الاخبار
الصحيحة فهى ايضا قليلة وانما كثرت بالروايات الشاذة الضعيفة التى لا يجوز
التعويل عليها ثم ما تواتر منها ان صح نقلها عن العدول فهى احاد كلمات وما ذكر
صلى الله عليه وسلم كلمة منها الا مع قرائن واشارات تزول معها ايهام التشبيه
وقد ادركها الحاضرون المشاهدون فاذا نقل الالفاظ السابقة بتقديس
الله تعالى عن قول هذه الظواهر ومن سبقت معرفته بذلك كانت تلك
المعرفة له ذخيرة راسخة فى نفسه مقارنة لكل ما يسمع فينمحى منه الايهام
انمحاقا لا يشك فيه انتهى هكذا فى التنبيه وهذا الكلام للامام حجة الاسلام فى
غاية الاحكام ونهاية الاهتمام لتقريب المرام من تقرير عقائد الاسلام الى
افهام الخواص والعوام حيث يتيسر منه للذكى الافهام وللغبى الالهام فلله دره
ومنه وعليه اجره وذخره ولما استدل المصنف على دعاويه الباطلة بهذا التنبيه

ویہ امر قرآن کے خلاف ہے اور جو شخص قرآن کے خلاف حکم کرے فاسق بلکہ داخل ہے اور علماے راسخین کا مسلک متشابہات
پر ایمان لانا ہے جسطرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے ساتھ یقین کے اسپر کہ وہ اپنے ظاہری معانی سے پھیری ہوی ہین اور جو کچھ اونکی
مراد ہے اوسکو خدا ہی جانتا ہے اور جو لوگ کہ کجرو ہین متشابہات کے درپے ہوتے ہین فتنہ کی خواہش اور اونکی تاویل کے
تجسس کیواسطے حالانکہ اونپر حق سبحانہ نے اپنے اس قول سے کہ اور اونکی تاویل خدا ہی جانتا ہے اعتراض کر دیا ہے اور متشابہات
کو اونکے مختلف مقامات سے جو کہ آیات و احادیث ہین ایکبار یہہ لوگ ایک مقام مین جمع کر دیتے ہین وہم مین ڈالنے اور اپنا مقصد
پختہ کرنے اور مخلوق کے افہام پر پردہ ڈالنے کی غرض سے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام نے الجام العوام مین فرمایا ہے کہ یہہ کلمات یعنی
جو کہ صفات متشابہات کے باب مین مذکور ہین انکو رسول خدا صلعم نے ایک مرتبہ جمع نہین کیا ہے اور مشبہہ فرقہ نے انکو جمع
کر دیا ہے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ انکے جمع کرنے مین وہم دلانے اور افہام کے اوپر پردہ ڈالنے کے حق مین اسقدر تاثیر ہے
کہ جو انکے علحدہ علحدہ ہونے مین نہین ہے یہہ تو چند کلمات ہین کہ جنکو رسول خدا صلعم نے اپنی تمام عمر مین دور دراز مدتون مین جدا
جدا بیان فرمایا ہے اور جبکہ قرآن و احادیث متواترہ ہی کے متشابہات پر بس کیا جاتا ہے تو یہہ مجموع ہو جائیگی چند قلیل کلمات کی
اور اگر احادیث صحیحہ کو بھی ملا لیا جاتا ہے تب بھی تھوڑے سے کلمات ہونگے انکی کثرت ہوتی ہی شاذ و ضعیف روایات کے وجہ سے
کہ جنپر اعتماد کرنا نا جائز ہے پھر جسقدر متشابہات کہ متواتر ہین اگر اونکا نقل کرنا ثقہ لوگون سے ثابت ہے تو وہ گنتی کے کلمے ہین
اور انہین سے کسی کلمہ کو رسول خدا صلعم نے بدون ایسے قراین و اشارات کے نہین ذکر فرمایا ہے کہ جنسے تشبیہ کا وہم زائل ہو جاتا
اور اون قراین و اشارات کو حاضرین و شاہدین نے معلوم کر لیا تھا پھر جب وہ الفاظ اون قراین سے علحدہ ہو کر نقل کیے گئے
تو ایہام تشبیہ کا پیدا ہو گیا اور بہت بڑا قرینہ ایہام تشبیہ کے زائل ہونے کا پہلی معرفت ہے خداے تعالی کے مقدس
ہونے کی متشابہات کے ظاہری معانی سے اور جسکو یہہ معرفت پہلی حاصل ہو گئی تو اوسکے لیے یہہ معرفت ایسا ذخیرہ
ہو جائیگی کہ جو ہر ایک متشابہ کے علم سے مقارن ہوگی پس اس سے ایہام تشبیہ بالکل نیست و نابود ہو جائیگا انتہی اسیطرح مذکور
ہے یہہ کلام تنبیہ مین اور امام حجۃ الاسلام کا یہہ کلام نہایت پختگی اور کمال استحکام پر مشتمل ہے عقلاء اسلام کو لازم ہے کہ اسکو ذہن نشین کر لین
کیا بسبب اسکے کہ اس سے نیز ہر ایک کو سمجھانا اور کجی کو دور کرنا آسان ہو جاتا ہے پس خدا ہی کیواسطے ہے اسکی خوبی اور بھلائی اور
اوسی پر ہے اسکا اجر اور ثواب اور جبکہ مصنف نے اپنے جواب کے دعوی مین چہارم قسم کتاب مین

بما تمسك به ابن تيمية والذهبي وغيرهما من اتباع الحشوية في هذا الباب وقد اثر الاطناب
ولخاف الاعجاب للعوام بوفور علمه والاغراب فلابد من ان نذكرهما نبذا منها في التنبيه
من الاجوبة الانيقة لادلة الحشوية قال المفتي العلامة في صفحه ٢٥٢ من التنبيه وهذا اوان
ان ذكر اخبار المستدلين مع ما ذكره المحدثون في شرحها ونبدأ بما استدل به ابن تيمية قال في
في الاحاديث الصحاح والحسان ما لا يحصى مثل قصة معراج رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى ربه قال الحلبي في رده ثم استدل ابن السنة بحديث المعراج ولم يرد في حديث
المعراج ان الله فوق السماء او فوق العرش حقيقة ولا كلمة واحدة من ذلك وهو لم
يسرد حديث المعراج ولا بين الدلالة منه حتى نجيب عنه فان بين وجه الاستدلال
عرفناه كيف الجواب قلت روى البخاري في قصة ليلة اسري به عن انس بن مالك رضي
ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين او ادنى فاوحى الله اليه
فيما اوحى خمسين صلوة على امتك كل يوم وليلة ثم هبط حتى بلغ موسى فاحتبسه موسى
فقال يا محمد ماذا عهد اليك ربك قال عهد الي خمسين صلوة كل يوم وليلة قال
ان امتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف عنك ربك وعنهم فالتفت النبي صلى الله
عليه وسلم الى جبرئيل كانه يستشيره في ذلك فاشار اليه جبرئيل اي نعم ان شئت
فعلا به الى الجبار فقال وهو مكانه يا رب خفف عنا الحديث قال ابن الجوزي في
تفسيره وروى ابو سلمة عن ابن عباس ثم دنا قال دنا ربه فتدلى وهذا اختيار
مقاتل قال دنا الرب من محمد صلى الله عليه وسلم ليلة اسري به فكان منه
قاب قوسين او ادنى وقد كشفت هذا الوجه في المغني وبينت انه ليس
كما يخطر بالبال من قرب الاجسام وقطع المسافة لان ذلك يختص بالاجسام والله
منزه عن ذلك قال القسطلاني في المواهب اللدنية وقرائته سبحانه وتعالى

استدلال کیا ہے اون دلائل سے کہ جنسے ابن تیمیہ و ذہبی وغیرہ نے کہ جو مشبہہ کے پیرو ہین تمسک کیا ہے متشابہات کے
باب مین اور ظاہر الست کلام کو پسند کیا اور اپنے وفور علم و ندرت نگاری کے وجہ سے عوام کو تعجب مین ڈالنا اختیار کیا پس ہمکو
ضرور ہوا کہ ہم اس مقام مین کسیقدر عمدہ جوابات مشبہہ کے دلائل کے تنبیہ سے نقل کر دین کہا مفتی علامہ نے تنبیہ کے صفحہ ۲۵۲ مین اور یہ
وقت ہے مشبہہ کی عمدہ ثبوتوں کے ذکر کا سو اون تقریرون کے کہ جنکو محدثین نے اونکی شرح مین بیان کیا ہے اور پہلے ہم
اون دلائل کو لکہتے ہین کہ جنسے ابن تیمیہ نے دلیل لایا ہے اور اوسنے کہا ہے کہ صحیح و حسن حدیثون مین بہت دلیلین ہین جس طرح کہ
رسول خدا صلعم کی معراج کا قصہ علامہ حلبی نے ابن تیمیہ سے روایت کیا ہے کہ پہر دلیل لایا حدیث معراج مین ہرگز وارد نہین ہوا
ہے کہ حق تعالی حقیقۃً آسمان مین یا عرش کے اوپر ہے اور نہ ایک کلمہ اس سے اور ابن تیمیہ نے تو حدیث معراج کو نقل کیا
اور نہ اوسکی دلالت کو بیان کیا تاکہ ہم اوسکا جواب دیتے پس اگر وہ جہت دلالت وہ بیان کرے تو اوسکا جواب جس طور پر کہ چاہیے
ہم اوسکو بتا دین مین کہتا ہون کہ بخاری نے شب معراج کے قصہ مین انس بن مالک رض سے روایت کی ہے (اور قریب
ہوئے آپ جبار رب العزت کی پس زیادہ قریب ہو گئے یہان تک کہ آپ اوس سے دو کمان کے گوشوں کا ملتقی ہو گئے
یا اس سے بہی قریب تر پس آپکی طرف خدا نے وحی کی منجملہ وحی کے یہہ کہ ہر روز و شب مین پچاس نمازین آپ کی امت پر فرض
ہین پہر آپ اس عالم کے طرف اترے تو موسیٰ کے پاس پہونچے پس آپ کو موسیٰ نے روک کر پوچہا کہ اے محمد تمسے تمہارے
رب نے کیا معاہدہ کیا آپنے فرمایا کہ مجہسے ہر شب و روز مین پچاس نمازین ٹہرائی ہین موسیٰ نے کہا کہ تمہاری امت کو اسقدر طاقت نہین ہے
تم لوٹ جاؤ تاکہ تمہارا رب تمسے اور تمہاری امت سے اسمین تخفیف کر دیوے پس نبی صلعم جبرئیل کیطرف متوجہ ہوئے گویا اون سے اسبارہ
مین مشورہ لیتے تہے پس جبرئیل نے اونکو مشورہ دیا کہ ہان اگر آپکی خواہش ہے پہر جبرئیل آپ کو جبار کیطرف لے چڑہے پہر آپ نے
کہا اور آپ اپنے مقام عروج مین آگئے تہے اے میرے پروردگار ہمسے تخفیف کر دے تا آخر حدیث ابن جوزی نے اسکی شرح مین کہا ہے
اور روایت کی ابوسلمہ نے ابن عباس سے کہ پہر قریب ہوا کہا کہ قریب ہوا پروردگار آپ کا پہر جہک پڑا اور اسکو مقاتل نے اختیار کیا ہے کہا
مقاتل نے کہ نزدیک ہوا پروردگار محمد صلعم سے شب معراج مین پس ہو گیا ملتقی دو کمان کا یا زیادہ قریب اس سے اور مین نے اس وجہ کو واضح
کر دیا ہے معنی مین اور بیان کر دیا ہے کہ یہہ امر ایسا نہین ہے کہ جیسا ذہن مین گزرتا ہے یعنی قریب ہونا اجسام کا اور طے کرنا مسافت کا اسلئے کہ یہہ تو
اجسام ہی سے خصوصیت رکہتا ہے اور حق تعالی اس سے پاک ہے قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین کہا ہے کہ ملا یا حق تعالی نے

التشبيه فهذا الاسرا لينفي عن قلبهما الوهم ومن يحكم عليه خيالهم من اهل التشبيه
والتجسيم بالجهة في حق الحق سبحانه من الجهة والحد والمكان ولذا قال لنريه
من اياتنا بعض ما راى في تلك الليلة من عجائب الايات كانه سبحانه وتعالى
يقول ما اسريت به الا لرؤية الايات لا الي فاني لا احل في مكان ونسبة الامكنة
الي نسبة واحدة فكيف اسري به وانا عنده وانا معه اينما كان انتهى ثم احتج
الذهبي من الحديث بان هذا الحديث دال على انه سبحانه وتعالى فوق السموات
وفوق جميع المخلوقات ولولا ذلك لما كان معراج النبي صلى الله عليه وسلم الى فوق
السما السابعة الى سدرة المنتهى ودنو الجبار منه وتدليه سبحانه وتعالى بلا كيف
حتى كان من النبي صلى الله عليه وسلم قاب قوسين او ادنى وانه رآه تلك الليلة
وان جبريل علا به حتى اتى به الى الله تعالى وهذه المقتضيات كلها التي افادتنا انه
فوق السماء باطلة لا تفيد شيئا على زعم من قال انه في كل مكان بذاته الذي
يلزم من دعواهم انه في الكنف والبطون والارحام وغير ذلك مما فطر الله
بني ادم على خلافه بل انما فطرهم على انه فوق العرش فوق السماء السابعة
فارسل رسله بتقرير ذلك ولم يرسلهم بانه ليس على العرش ولا بانه
داخل العالم ولا خارجه قلت هذا الكلام مخالف مذهب اهل السنة
والجماعة يدل على حشوية مذهب القائل والاستدلال بالمقتضى باطل لوهم
في حقه فان استقر مكانه فسوف تراني فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا و
ناديناه من جانب الطور الايمن وقربناه نجيا فلما اتاها نودي من شاطئ
الواد الايمن في البقعة المباركة من الشجرة ان يا موسى اني انا الله رب العالمين
ولا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين غير مقبول عند الخصم

بیشک کو اس قصہ معراج کے شروع مین تاکہ نفی کر دیوے صاحب وہم سے اور اون لوگون سے کہ جنپر اونکا خیال حکمران ہے یعنی مشبہہ
و مجسمہ سے جو کچھ کہ وے حق سبحانہ کے حق مین از قسم حد وجہت و مکان خیال باندھتے ہین اور اسی لئے فرمایا تاکہ دکھاوین ہم اوسکو
اپنی بعض نشانیان یعنی جو کچھ عجائبات کہ اوس شب مین حضرت نے دیکھی ہین گویا کہ حق سبحانہ فرماتا ہے کہ مین نے اوسکو معراج اسلئے
کرائی ہے کہ وہ بعض میری نشانیان دیکھے نہ کہ اپنے دکھانے کو اسلئے کہ مین کسی مکان مین محدود نہین ہوتا ہون اور کل مکانون
کی نسبت مجھسے برابر ہے پھر کیون مین اوسکو معراج کراتا دکھانے کو جہان اوسکے نزدیک اور اوسکے ساتھ ہون جہان وہ رہے انتہی پھر وہی
سے نہ حدیث معراج سے حجت پکڑی یا بایں طور کہ یہہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ حق تعالی آسمانون کے اوپر ہے اور تمام مخلوق سے اوپر
ہے اور اگر ایسا نہوتا تو البتہ نبی صلعم کی معراج ساتوین آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی تک اور نزدیک ہونا جبار کا آپسے اور دیکھنا حق سبحانہ کا
بدون کیفیت کے یہان تک کہ ہو گیا وہ بہ نسبت نبی صلعم کے ملتقی دو کمان کا یا اس سے بھی زیادہ قریب اور یہہ کہ حضرت نے اوس شب
مین خداکو دیکھا اور یہہ کہ جبرئیل آپکو اوپر لے گئے یہانتک کہ خدا تک پہونچا دیا اور یہہ تمام دلائل کہ جنہون نے ہر کو اس امر کا افادہ کیا ہے
کہ حق تعالی آسمان کے اوپر ہے باطل ہو جاتی کہ جنکا کچھہ بھی حاصل ہوتا مطابق گمان اون لوگون کے کہ جنکا قول ہے کہ حق تعالی اپنی
ذات سے ہر جگہ ہے جبکہ اس دعوی سے لازم آتا ہے کہ حق تعالی پاخانون مین اور بھٹیون مین اور گندہ نالون مین ہے اور اسکے
علاوہ وہ امور لازم آتے کہ جنکے خلاف پر حق تعالی نے فطرت انسان کو پیدا کیا ہے بلکہ اوس سے بنی آدم کو اسی
خیال پر پیدا کیا ہے کہ وہ عرش پر ساتوین آسمان سے اوپر ہے پھر اسی اوسکے بیان کرنے کو اوس نے اپنے رسولون کو بھیجا
اور اونکو یہہ پیغام دیکر نہین بھیجا کہ خدا عرش پر نہین ہے اور نہ یہہ کہ وہ عالم کے اندر ہے اور عالم سے باہر نہین ہے مین
کہتا ہون کہ یہہ کلام مذہب اہل سنت کے مخالف ہے اپنے قائل کے حشوی ہونے پر دلالت کرتا ہے اور دلیل الانا
منقضی سے بمقابلہ ان ظواہر آیات کے کہ وارد ہین حق تعالی کی شان مین دیکھ اگر ٹہر گیا پہاڑ اپنی جگہ پر تو قریب ہے
کہ مجھکو دیکھ سکیگا پھر جب کہ جلوہ نما ہوا پروردگار پہاڑ کے لئے کر دیا اوسکو ریزہ ریزہ - اور پکارا ہمنے اوسکو طور کے
دہنے جانب سے اور مقرب بنالیا ہمنے اوسکو اپنا ہمراز کر کے - پھر جبکہ آیا وہ آگ کے پاس پکار آگیا اوسکو وادی کے دہنے جانب
سے متبرک جگہ مین درخت کے اندر سے کہ اے موسی مین ہی تو خدا ہون پروردگار سارے جہان کا -
اور تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے بیشک مین ظلم کرنیوالون مین تھا [illegible]

فانه يزعم هذه الظواهر صريحة بانه في الارض وفي قعر البحر ولو قيل انه فوق
السماء بالمقتضى لكانت هذه الظواهر الصريحة التي افادتنا انه في الشيء وفوق الجبل
وفي قعر البحر باطلة وانه لا تفيد شيئا على زعم من قال انه فوق العرش بذاته
مع انه المقتضى لا النص عليه صح وما يدفع عنه الخصم فهو جوابنا ونحن لا نزعم
انه في كل مكان بذاته فان الله منزه عن المكان بل نقول كما قال الله تعالى
وهو معكم ونحن اقرب اليه من حبل الوريد وهو معنا واقرب الينا لا نعلم
كيفية المعية والاقربية وايضا لا يلزم من الدنو والتدلي في جانب الفوق
ان يكون مستقره وسبحانه تعالى عن ذلك فان الله تعالى كلم موسى من تحت
الشجرة ونادى يونس بن متى في بطن الحوت في قعر البحر لا اله الا انت سبحانك
وارتقى نبينا صلى الله عليه وسلم حتى انتهى الى موضع يسمع فيه صريف الاقلام
وناجاه ربه بما ناجاه وهو ليس باقرب الى الله من يونس في ظلمة البحر فالله
سبحانه وتعالى قريب من عباده يسمع دعائهم ولا يخفى عليه حالهم كيف
ما تصرفت من غير مسافة بينه وبينهم فيسمع ويرى دبيب النملة السوداء على
الصخرة الصماء في الليل الظلماء تحت الارض السفلى كما يسمع ويرى تسبيح
حملة العرش فوق السماوات السبع العلى واما ما ذكر ان الرسل ارسلوا للتقرير
انه فوق العرش فوق السماء السابعة فكلام غير مستند فان الرسل لم يدعوا
ان الله مستقر جهة الفوق بل دعواهم التوحيد كما هو ثابت في رواية البخاري
ثم رؤيته صلى الله عليه وسلم بعيني راسه ليلة الاسراء كان بغير احاطة فان الله
تعالى لا يحاط به قال العارف الشيخ عبد الوهاب الشعراني في القواعد
الكشفية فان قال قائل فاذا كان العلو والسفل في حق الحق جل وعلا لاحد

اسلئے کہ وہ کہتا ہے کہ یہہ ظواہر آیات بصراحت دلالت کررہی ہین کہ حق تعالی زمین مین ہے اور دریا کے تہ مین ہے
پس اگر کہا جاوے بذریعہ مقتضی اسکے کہ وہ آسمان پر ہے تو البتہ یہہ ظواہر صریحہ کہ جنہون نے ہمکو افادہ کیا ہے کہ وہ
درخت مین ہے اور پہاڑ کے اوپر ہے اور دریا کی تہ مین ہے باطل ہوجاوینگی اور کچہہ مفید نہونگی مطابق گمان اون لوگون
کے کہ جنکا قول ہے کہ خدا عرش پر ہے اپنی ذات سے باوجودیکہ یہہ مقتضی ہے نہ کہ منصوص علیہ اور اسوقت جو جواب خصم
کو دیا جائیگا وہی ہمارا جواب ہوگا اور ہمارا یہہ قول نہین ہے کہ حق تعالی اپنی ذات سے ہر مکان مین ہے اسلئے کہ وہ
مکان مین ہونے سے پاک ہے بلکہ ہمارا قول مطابق قول حق تعالی کے ہے کہ وہ تمہارے ساتھ ہے اور ہم اوسکے قریب
تر ہین شہ رگ سے یعنی یہہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور ہمارے قریب تر ہے پر ہمکو معیت اور قربت کی کیفیت معلوم
نہین ہے اور نیز نزدیک ہونے اور چہک پڑنے سے جانب فوق مین یہہ لازم نہین آتا ہے کہ خدا کا قرارگاہ اور مقام جانب
فوق ہے اسلئے کہ حق تعالی نے موسی سے درخت کے نیچے کلام کیا اور یونس بن متی نے مچہلی کے پیٹ مین کہ دریا کی تہ مین
تہے پکار کر کہا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے اور ہمارے نبی صلعم چڑہ گئے یہان تک کہ پہونچ گئے اوس مقام مین کہ جہان
قلمون کی آواز سنائی دیتی ہے اور اون سے اونکے رب نے سرگوشی کی جو کچہہ سرگوشی کی اور آپ اوس
مقام مین خدا کے قریب نہ تہے یونس بن متی سے جبکہ وہ مچہلی کے پیٹ مین دریا کی ظلمت مین تہے پس
حق تعالی اپنے بندون کے قریب ہے اون کی دعا کو سنتا ہے اور اونکا حال جس طرح پر بدل گیا ہو اوسپر
پوشیدہ نہین ہے بدون دوری مسافت کے اوسمین اور بندون مین پس سنتا اور دیکہتا ہے کالی چیونٹی
کی آہستہ چال کو ٹہوس پتہر پر اندہیری رات مین ساتوین زمین کے نیچے پس جیسا کہ سنتا اور دیکہتا ہے حاملین
عرش کی تسبیح کو سات آسمان بلند کے اوپر اور لیکن یہہ جو ذکر کیا ہے کہ رسول اسلئے بہیجے گئے ہین کہ بیان کردیوین کہ
اللہ تعالی عرش پر ساتوین آسمان سے اوپر ہے پس کلام بے دلیل ہے اسلئے کہ رسولون نے یہہ دعوی نہین کیا
کہ حق تعالی جہت فوق مین قرار پکڑے ہوے ہے بلکہ اونکا دعوی توحید الہی ہے جیسا کہ بخاری کی روایت سے ثابت
ہے پہر دیکہنا حضرت صلعم کا اپنی آنکہون سے شب معراج مین بدون احاطہ کے تہا اسلئے کہ حق تعالی کا احاطہ نہین ہوسکتا ہے
عارف کامل شیخ عبد الوہاب شعرانی نے قواعد کشفیہ مین فرمایا ہے پس اگر کوئی کہنے والا کہے کہ بیچ جگہ بلندی اور پستی کے حق جل وعلا کے کہان

فاى فائدة للاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم الى السموات وما فوقها
فانه يؤذن ان للعلو خصوصية على السفل والجواب ان ما اجمع عليه المحققون
بالله عز وجل ان الاسراء لم يكن ليزداد رسول الله صلى الله عليه وسلم علما بربه
عز وجل بل عين ما علمه من صفات ربه عز وجل في السماء هو عين ما كان يعلمه
في الارض وكذا الحق قال تعالى لنريه من اياتنا فاخبر ان الاسراء انما كان لرؤية
الايات اى العلامات فلم يتغير صورة اعتقاده في ربه عما كان يعرفه منه تعالى
في دار الدنيا وغاية الامر انه عرف بذلك الاسراء اختلاف المواطن وان الله تعالى
له حضرة خاصة يخاطب بها من شاء من عباده وحضرة لا يخاطب منها احدا
منهم فان قلت فهل كانت رؤيته صلى الله عليه وسلم لربه عز وجل منزهة عن
الاين والكيف والجهة فالجواب نعم قد اجمع على ذلك جميع العلماء بالله عز وجل انتهى
وقد تاول العلماء والمحدثون في النزول والتدلي وليس هذا موضع بسطه والله اعلم
ونزول الملائكة من عند ربهم وصعودهم اليه قال الحلبي الشافعي في رد ابن تيمية
واستدل بنزول الملائكة من عند الله تعالى والجواب عن ذلك ان نزول الملائكة
من السماء انما كان لان السماء مقرهم والعندية لا تدل على ان الله في السماء لانه
يقال في الرسل الادميين انهم من عند الله وان لم يكونوا انزلوا من السماء على
ان العندية قد يراد بها الشرف والرتبة قال الله تعالى وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ
مَآبٍ ويستعمل في غير ذلك كما قال صلى الله عليه وسلم حكاية عن ربه عز وجل
انا عند ظن عبدي بي قلت لم يبق حديث نزول الملائكة وصعودها اليه حتى
نجيب عنه نعم قد روى الشيخان عن سهيل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة عن
النبي صلى الله عليه وسلم ان لله ملائكة سيارة فضلا يتبعون مجالس الذكر

پس رسول خدا صلعم کو شب معراج مین آسمانون سے اوپر لیجانے مین کیا فائدہ تھا اسلئے کہ اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپہی کو خدا سے خصوصیت ہے بہ نسبت پستی کے اور جواب اس شبہہ کا یہہ ہے کہ ارباب تحقیق کے عقیدے مین معراج رسول خدا کو اسلئے ہوئی تھی کہ اونکو اپنے پروردگار کا علم زیادہ ہوجاے بلکہ جو صفات ربانی اونکو آسمان مین معلوم ہوئے وہی صفات بعینہا اونکو زمین مین معلوم تھے اور چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ہے تاکہ دکھاوین ہم اوسکو اپنی بعض نشانیان ۔ پس اس کلام مین خداوند کریم نے خبر دی ہے کہ معراج مین جانا بعض نشانیان دیکھنے کیواسطے تھا پس حضرت کے اعتقاد کی حالت اپنے رب کے باب مین متغیر نہین ہوئی اوس کیفیت سے کہ آپ حق تعالی کو دنیا مین پہچانتے تھے اور غایۃ الامر یہہ ہے کہ آپ نے اوس معراج سے مختلف مقامات کو پہچان لیا اور یہہ کہ حق تعالی کے لیے ایک خاص بارگاہ ایسی ہے کہ وہان کسی سے کلام نہین کرتا ہے پس اگر تو کہے کہ پہر کیا حضرت صلعم کا دیکھنا اپنے پروردگار عزوجل کو مکان اور کیفیت اور جہت سے پاک تھا پس جواب یہہ ہے کہ ہان اسی پر تمام علماے ربانی کا اجماع ہے انتہی اور علما و محدثین نے نزدیک ہونے اور نیچے کیطرف اترنے کی تاویل بیان کی ہے یہان اوسکے بسط و تفصیل کا موقع نہین ہے اور خدا زیادہ جاننے والا ہے اور فرشتون کے اوترنے سے اپنے رب کے پاس سے اور اونکے چڑہنے سے اوسکے طرف کہا علامہ حلبی شافعی نے ابن تیمیہ کے رد مین اور دلیل لایا فرشتون کے اوترنے سے خدا کے پاس سے اور جواب اسکا یہہ ہے کہ فرشتونکا اوترنا آسمان سے اسوجہ سے تھا کہ آسمان اوسکا قرارگاہ ہے اور نزدیک ہونا اسپر دلالت نہین کرتا ہے کہ حق تعالی آسمان مین ہے اسلئے کہ آدمیون مین سے رسولون کے باب مین کہا جاتا ہے کہ وے خدا کے پاس سے آئے ہین اگرچہ وہ آسمان سے نہین اوترے ہین اسکے علاوہ کبھی نزدیکی سے بزرگی و مرتبہ مراد لیجاتی ہے فرمایا حق تعالی نے اور ہمارے نزدیک اوسکے لئے تقرب ہے اور اچھا مقام بازگشت اور اسکے غیر مین بھی اسکا استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے اپنے رب کیطرف سے کہ مین نزدیک ہون اپنے بندے کے گمان سے جو مجھسے رکھتا ہے مین کہتا ہون کہ ابن تیمیہ نے نزول و صعود ملائکہ کی حدیث کو بیان نہین کیا ہے کہ ہم اوسکا جواب دین ہان شیخین نے سہیل بن ابی صالح سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابوہریرہ سے اونہون نے نبی صلعم سے روایت کی ہے کہ خدا کے بہت سے فرشتے ہین سیر کرنیوالے فضیلت والے کہ تلاش کرتے ہین ذکر اللہ کی مجلسون کو آخر حدیث تک

الحديث وفيه فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الى السماء قال فيسئلهم الله وهو اعلم
من اين جئتم فيقولون جئنا من عند عباد لك فى الارض يسبحونك ويكبرونك
الحديث لفظ مسلم وفى رواية البخارى فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا
قال فيسئلهم ربهم الحديث وليس فيهما النزول من عندهم ولا ذكر صعودها
الى الرب والصعود الى ربها يدل ان انتهاءهم الى مقرهم الاعلى ان الله عز وجل
فى السماء فلو فعلتم هذا الهجاء لقول المدعى ان الله فوق العرش وح سواله تعالى
عنهم هل كان من فوق العرش او فى السماء على الثانى يلزم انتقاله من مقره وهو
مستحيل وعلى الاول فلا دلالة فى الحديث وقوله ان الملئكة يتعاقبون بالليل
والنهار فيعرج الذين باتوا فيكم الى ربهم فيسئلهم وهو اعلم بهم قال الحلبى
فى رده وذكر عروج الملئكة قد سبق دماشد فما ظهره وقوى متنه
يلفظ الى جهة وان الى لانتهاء الغاية وانما فى قطع المسافة واذا
سكت عن هذا المتكلم بكلام العرب فان المسافة لا تفهم العرب منها الاما ينتقل
فيه الاجسام وهو نقل انهم لا يقولون بذلك وقد قال الخليل صلى الله عليه وسلم
انى ذاهب الى ربى وليس المراد بذلك الانتهاء الذى عناه المدعى بالاتفاق
ولم يجمعوا على ذلك فى كتاب الله ولا يجابه عنه فى خبر الواحد انتهى قلت هذا
الحديث رواه البخارى ومسلم عن ابى هريرة مرفوعا قال الحافظ العسقلانى
فى شرح هذا الحديث تمسك بظواهر احاديث الباب من زعم ان الحق سبحانه
وتعالى فى جهة العلو وقد ذكرت معنى العلو فى حقه جل وعلا فى الباب الذى
قبله انتهى وهذه اشارة الى ما تقدم نقله عن الكرمانى لما كانت جهة العلو اشرف
من غيرها اضافها اليه اشارة الى علو الذات والصفات انتهى فهكذا الجواب فيه

اور اسی حدیث مین ہے کہ جب ذکر اللہ کرنے والے اپنے مجالس سے متفرق ہو جاتے ہین تو ملائکہ عروج کرتے ہین اور چڑھتے جاتے ہین آسمان کی طرف کہا کہ پھر خدا اون سے پوچھتا ہے اور وہ دانا تر ہے کہ تم کہان سے آئے ہو پس ملائکہ عرض کرتے ہین کہ ہم تیرے چند بندون کے پاس سے کہ زمین مین رہتے ہین آئے ہین وہ تیری تسبیح و تکبیر کا ورد کر رہے تھے آخر حدیث تک یہہ لفظ مسلم کے ہین اور بخاری کی روایت مین ہے پس ملائکہ اون ذاکرین کو اپنے بازوؤن سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہین کہا کہ پھر اون سے اونکا پروردگار پوچھتا ہے آخر حدیث تک اور ان دونون حدیثون مین نہ پروردگار کے پاس سے اوترنے کا ذکر ہے اور نہ اوسکی طرف چڑھنے کا اور آسمان کی طرف چڑھنا ہے دلالت کرتا ہے اسپر دلالت کرتا ہے کہ اونکی انتہا اپنے قرارگاہ تک ہے نہ اسپر کہ خدا عزوجل آسمان مین ہے پس اگر تمہارا یہہ قول ہے تو یہہ قول مخالف ہے مدعی کے اس قول سے کہ خدا عرش پر ہے اور اسوقت پوچھنا پروردگار کا ملائکہ سے آیا عرش کے اوپر سے ہے یا آسمان مین سے ہے دوسری صورت مین لازم آتا ہے ہٹ جانا پروردگار کا اپنے قرارگاہ سے اور یہہ محال ہے اور پہلی صورت پر حدیث مذکور دلالت نہین کرتی ہے اور قول اونکا کہ ملائکہ آگے پیچھے آمدورفت کرتے ہین رات دن مین پس جو ملائکہ رات مین تمہارے پاس رہے تھے اپنے پروردگار کی طرف عروج کرتے ہین پس اون سے خدا دریافت کرتا ہے اور وہ اونکے حال کو خوب جانتا ہے علامہ حلبی نے اسکے رد مین کہا ہے داور ذکر عروج ملائکہ کا گذر چکا ہے لیکن اوقات ابن تیمیہ نے اپنے مذہب کے فقرونکو باندھا ہے اور اپنی پشت کو قوی کیا ہے الی ربہم کے لفظ سے اور اسوجہ سے کہ الی واسطے انتہائی مسافت کے ہے اور انتہا سے مسافت قطع مسافت سے ہوتی ہے اور جبکہ سکوت کرے اس قول سے نہ کلام کرے گا عرب کی زبان مین اسلئے کہ عرب لفظ الی سے مسافت کو اوسی چیز مین سمجھتے ہین کہ جسمین اجسام منتقل ہوتے ہین اور وہ کہتا ہے کہ عرب اسکے قائل نہین ہین حالانکہ خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنی رب کی طرف جانے والا ہون) اور قول مین انتہا سے مراد بالاتفاق وہ انتہا نہین ہے کہ جسکو اس مدعی نے قصد کیا ہے پھر کتاب اللہ مین اسکے لینے پر کیون جرأت کرتا ہے اور خبر واحد کے ذریعے سے کتاب اللہ کا جواب نہین ہوسکتا انتہی مین کہتا ہون کہ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے مرفوعاً اسطرح پر روایت کیا ہے حافظ عسقلانی نے اس حدیث کی شرح مین کہا ہے کہ دلیل پکڑی ہے اس قسم کی احادیث کے ظاہری معانی سے اون لوگون نے کہ جو قائل ہین کہ حق تعالیٰ جہت علو مین ہے اور مین ذکر کر چکا ہون علو کے معنے خدا کے حق مین اس سے پہلے باب مین انتہی اور یہہ کلام اشارہ ہے اوس قول کی طرف کہ جسکو کرمانی سے سابق مین عسقلانی نے نقل کیا ہے کہ بسبب مسلوب ہونے اشرف اور جہات کے پس اوسکی نسبت کرنا حق تعالیٰ کی طرف اشارہ علو ذات و صفات الٰہی کی طرف ہے انتہی اسیطرح جسپر تنبیہ مین ہوا ہے بمسند مذکور ہین

عن ما استدل به ابن تيمية من الآيات والاحاديث في هذا الباب فرداً فرداً
وما استدل به غيره من الحشوية تفحصاً تفحصاً من شاء التفصيل فليرجع اليه
واما ما تشبث به المصنف في بيان التجلي بحسب اسم الباطن فكله مناقض لقوله فصحح
الاستواء على العرش على ظاهره وكذا سائر المتشابهات لان المتشابهات منها
ما يدل بظاهره على كونه تعالى بائناً من خلقه اقصى بينونة ومنها ما يدل
على كونه تعالى قريباً من عباده غاية القرب والمعية فكيف يصح الحكم بكون
سائر المتشابهات محمولة على ظواهرها الا كونه مستلزماً للاجتماع النقيضين فعلم ان هذا
الحكم لا يخلو عن السفاهة وضع ذلك يدعي ان هذا الحكم في الباب فصل الخطاب المعلوم
بالاحاديث المعصوم من الكتب والناظر البصير والعريف الخبير اذا طالع كتابه هذا
لعرف ان ما ادعى به فيه من احياء علوم اهل البيت وبيان عقائدهم مقتبساً سننهم واثارهم
باطل لانه ملأ هذا الكتاب بعقائده الفاسدة التي يبطلها كلام اجلة
اهل البيت وائمتهم اما رأيت قول الامام جعفر الصادق المنقول عن
القشيرية كيف ينفي كونه تعالى على شيء عرشاً او فرشاً وكيف يبطل كونه
تعالى في شيء جهة كان او سماء وقول علي في خطباته التي نقلها المصنف
كيف ينزهه تعالى عن كونه في الجهات او في الارضين او في السموات
وكيف ينص على كونه غنياً مقدساً عن الزمان والمكان وسائر
صفات الحوادث والاكوان ومع هذا ايدعي غير مرة انهم رضي الله تعالى
عنهم كانوا من مثبتة الجهة ويحملون الصفات المتشابهات على ظواهرها ويدعي
ان هذا مذهب كبراء اهل البيت والائمة الاربعة من اهل السنة والجماعة
ايضاً كانوا على هذه العقيدة وهذا ابين اقوال الائمة الاربعة على التفصيل

اون آیات و احادیث کے کہ جن سے اس بات مین ابن تیمیہ نے استدلال کیا ہے ایک
ایک کرکے اور اون آیات و احادیث سے کہ جن سے ابن تیمیہ کے غیر نے مجسمہ مین سے
استدلال کیا ہے ہر ہر شخص جسکو تفصیل مطلوب ہو تو چاہیے کہ کتب کی طرف رجوع ہو اور لیکن
دلائل کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے اسم الباطن کے تجلی کے بیان مین ہر ایک اونمین سے
مناقض ہے مصنف کے اس قول سے کہ پس صحیح ہوگیا استوا علی العرش اپنے ظاہری معنی کے بناپر
اور اسیطرح صحیح ہوگی اور متشابہات) وجہ اس تناقض کی یہہ ہے بعض متشابہات ظاہر معنی کے اعتبار سے
دلالت کرتے ہین اسپر کہ حق تعالے اپنے مخلوق سے دور ہے نہایت درجہ کا دور ہونا اور بعض
دلالت کرتے ہین اسپر کہ حق تعالے اپنے مخلوق کے قریب ہے انتہا درجہ قرب و معیت کے
ساتھہ پھر کیونکر صحیح ہوگا یہہ حکم مصنف کا کہ کل متشابہات محمول ہین اپنے ظاہری معنی پر اسلئے کہ یہہ
حکم مستلزم ہے اجتماع النقیضین کو پس معلوم ہوگیا کہ مصنف کا یہہ حکم سفاہت سے خالی نہین ہے
اور باوجود اسکے دعوی کرتا ہے کہ یہہ حکم اس باب مین فصل خطاب ہے جو معلوم ہے احادیث معصومین سے اور ناظر
بالبصیرہ و عارف بتحریر جیب مصنف کی اسکا مطالعہ کریگا معلوم کر لیگا کہ مصنف نے جو اس کتاب مین علوم اہلبیت کو جمع کرنے
اور اونکا سنن و احادیث کے مطابق بیان کرنیکا دعوی کیا ہے باطل ہے اسلئے کہ اس کتاب کو اپنے فاسد عقائد سے بھر دیا
کہ جنکو اہل بیت کے اکابر و ائمہ کا کلام باطل کرتا ہے کیا نہین دیکھا تو نے امام جعفر صادق کا قول جو رسالہ قشیریہ سے نقل کیا گیا ہے
کسطرح نفی کر رہا ہے خدا تعالی کے کسی شے پر ہونیکی وہ شے عرش ہو یا فرش ہو اور اسیطرح باطل کرتا ہے حق تعالی کے کسی شے
مین ہونیکو بہشت ہو یا آسمان اور قول علی کو اونکے خطبون مین کہ جنکو مصنف نے نقل کیا ہے کسطرح خدا کی پاکی بیان کر رہا ہے اوسکے
موجود ہونے سے جہات مین یا زمینون مین یا آسمانون مین اور کسطرح تصریح کرتا ہے خدا کے غنی و مقدس ہونیکی زمان و مکان سے اور تمام صفات
حوادث و اکوان سے اور باوجود اسکے مصنف بار بار دعوی کرتا ہے کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم صفات کو ثابت کرنیوالے تھے اور صفات
متشابہات کو اونکے ظاہری معنی پر عمل کرتے تھے اور دعوی کرتا ہے کہ یہہ مذہب ہے اکابر اہلبیت کا اور اہلسنت چارون امام اسی عقیدہ پر تھے اور
اسیوجہ سے چارون امامونکے اقوال کو اس مدعا کے اثبات مین مصنف نے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے ۔

في اثبات المرام وقال ولما فشى في المتاخرين من المتكلمين والفقهاء التاويل
والتعطيل في الاعتلاء والاستواء استحسنا ان نحكي ما روى اوراى المتقدمون
من المتكلمين والفقهاء الذين شاع بهم الاقتداء وذاع منهم الاهتداء
موافقا لما عليه اهل بيت النبوة الكبراء وان طال المقال دفعا للمراء والتوفيق
من حضرة العظمة والكبرياء قال اعظم الفقهاء الاربعة واقدم متكلمي صغار
التبعة المتبعة ابوحنيفة النعمان في باب الايمان من كتاب مسند الاثار
رواية محمد بن الحسن عنه وهو اشهر مسانيده باظهر اسانيده رواه عن
محمد ابوسليمان الجوزجاني وابوحفص الكبير البخاري واسمعيل الرازي
قال ثنا عطاء بن ابي رباح عن عبد الله بن رواحة انه سمى شاة من غنمه
لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واوصى بها جارية له كانت في الغنم
فكان يتعاهدها وينظر اليها كلما اتى الغنم حتى سمنت وصلحت فجاء يوم
ففقدها من الغنم فسألها عنها فقالت ضاعت فلطم وجهها فلما سُرّي
ذلك عنه اتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاخبره بالقصة فقال له
املك لنفسي ان لطمتها قال فاعظم ذلك النبي صلى الله عليه وآله وسلم
وقال لعلها مومنة قال يا رسول الله انها سوداء قال ائت بها فلما جاء
بها قال لها النبي صلى الله عليه وآله وسلم اين الله قالت في السماء قال من
انا قالت انت رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انها
مومنة قال فقال عبد الله بن رولحة فهي حرة يا رسول الله الحديث الى
ان قال بعد الكلام في سنده وتاييده بشواهده فقوله صلى الله عليه
وآله وسلم بعد سؤالها وجوابها انها مومنة حكم منه بانه من لم يقلها

اور کہا اور جملہ متکلمین اور فقہا نے متاخرین میں تاویل اور تعطیل حاصل کی ہے استیلا و استوا سے
باب میں تو سمجھنے بہتر سمجھا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے جو کچھ روایت کیا گیا ہے یا راست قائم کی ہے متقدمین
فقہا و متکلمین نے کہ جنکی پیروی شائع ہے اور اون سے راہ پانا مخلوق کا ذائع ہے موافق اعتقاد کبرا سے
اہل بیت نبوت کے اگرچہ کلام دراز ہو جاتے جدال کو دور کرنے کے واسطے اور توفیق بارگاہ عظمت
و کبریا سے ہے کہا فقہا نے ارکو کے اعظم اور معمار تبع تابعین متکلمین کے اقدم ابو حنیفہ نعمان
کتاب مسند آثار کے باب الایمان میں کہ جسکو اون سے محمد بن حسن نے روایت کیا ہے اور بیچ
مسند امام اعظم کے مشہور تر اسانید میں ہے جسے ظاہر تر اسانید سے روایت کیا اوسکو
امام محمد نے ابو سلیمان جوزجانی و ابو حفص کبیر بخاری و اسمٰعیل رازی نے کہا کہ بیان کیا ہمسے عطا بن ابی
رباح نے عبداللہ بن رواحہ سے کہ اونہوں نے اپنے گلہ میں سے ایک بکری کو رسول خدا صلعم کے لیے مقرر
کیا تھا اور اپنی لونڈی کو کہ گلہ کی حفاظت کرتی تھی اوس بکری کے باب میں وصیت کر دی تھی پس وہ لونڈی اوس
بکری کے غور و پرداخت و نگہداری کرتی تھی جب یہ گلہ آتا تھا یہاں تک کہ وہ بکری فربہ اور تیار ہو گئی پس ایک روز
حضرت عبداللہ آئے اور گلہ میں اوس بکری کو نپایا پس لونڈی سے بکری کا حال دریافت کیا تو لونڈی نے کہا کہ
وہ بکری تو گم ہو گئی اسپر اونہوں نے لونڈی کے منہ پر ایک تھپڑ مارا پھر جب کہ وہ غصہ اون سے فرو ہو گیا تو نبی صلعم کے
پاس آکر اس قصہ کی خبر دی اور کہا کہ میں نے بے اختیار ہو کر لونڈی کے تھپڑ مار دیا کہا کہ پس یہ امر نبی صلعم پر شاق گزرا اور
فرمایا کہ شاید وہ لونڈی مومنہ ہے کہا اونہوں نے کہ یا رسول اللہ وہ تو حبشیہ ہے پس حضرت نے فرمایا اوسکو یہاں لاؤ پھر جبکہ
لونڈی کو لائے تو حضرت صلعم نے لونڈی سے فرمایا کہ خدا کہاں ہے لونڈی نے کہا کہ آسمان میں ہے حضرت نے
فرمایا کہ میں کون ہوں لونڈی نے کہا کہ آپ خدا کے رسول ہیں پس رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ یہ لونڈی ایماندار ہے
کہا راوی نے کہ پھر عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ تب تو یہ آزاد ہے یا رسول اللہ آخر حدیث تک یہاں تک کہ
مصنف نے اس حدیث کی سند میں کلام کر کے اور اسکے شواہد سے اسکو قوی کر کے کہا پس نبی صلعم کا لونڈی سے
سوال و جواب کے بعد یہ فرمانا کہ یہ ایمان والی ہے ایک حکم آپکا ہے باین طور کہ جو ایسا کہے مومن

ليس بمؤمن انتهى اقول ومن الله التوفيق ان هذا الحديث مما تمسك به الذهبي
وقال وفيه جواز السوال باين الله وجواز الاخبار بانه في السماء والجواب انه
مصروف عن ظاهره كما هو شان سائر المتشابهات ولهذا قال الامام ابن فورك
في تاويل هذا الخبر ان الكلام في ذلك من وجهين احدهما في تاويل قوله صلى الله
عليه وسلم اين الله مع استحالة كونه في المكان والثاني قوله انها مومنة من
غير فحص وبحث منها ثم قال في التوجيه لهذا الحديث ان معنى قوله صلى الله عليه وسلم
اين الله استعلام لمنزلته وقدره عندها وفي قلبها وقولها في السماء يحمل على طريق
الاشارة اليها تنبيها على محله في قلبها ومعرفتها به على قول القائل اذا اراد ان
يخبر عن رفعة وعلو منزلة فلان في السماء اى هو رفيع الشان عظيم المقدار واذا كان كذلك
لم يجز ان يحمل على غيره مما يقتضي الحد والتشبيه والتمكين في المكان والتكييف انتهى ملخصا مما في التنبيه
وقال الامام النووي في شرح مسلم هذا الحديث من احاديث الصفات وفيها مذهبان تقدم ذكرهما ثم قال بعدما
اى في تاويله بما يليق به قال كان المراد امتحانها هل هي موحدة تقر بان الخالق المدبر الفعال هو الله
وحده وهو الذي اذا دعاه الداعي استقبل السماء كما اذا صلى المصلي استقبل الكعبة
وليس ذلك لانه منحصر في السماء كما انه ليس منحصرا في جهة الكعبة بل ذلك لان
السماء قبلة الداعين كما ان الكعبة قبلة المصلين ام هي من عبدة الاوثان التي بين ايديهم
فلما قالت في السماء علم انها موحدة وليست عابدة الاوثان انتهى قال القاضي عياض
لا خلاف بين المسلمين قاطبة فقيههم ومحدثهم ومتكلمهم ونظارهم ومقلدهم ان الظواهر
الواردة بذكر الله تعالى في السماء كقوله تعالى ءامنتم من في السماء ان يخسف بكم الارض
ونحوه ليست على ظاهرها بل متاولة عند جميعهم انتهى ملخصا مما في التنبيه وهذا
القول مطابق لما قاله المصنف في مقتوله المذكور ولما في المتاخرين من المتكلمين

ہو تین نہیں ہے اپنی بیٹی کہتا ہوں اور خدا کی کیطرف سے توفیق ہے کہ اس حدیث کے ظاہر کو قبول کر کے صفات دینا
ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے این اللہ کہنے کا جواز اور جایز ہوتا ہے خبر دینے کا کہ خدا آسمان میں ہے
اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بسبب ظاہر ہونے اس کے ظاہر ہے کہ جیسا کل متشابہات کا حال ہے اور اسی وجہ سے امام ابن
فورک نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اب میں کہتا ہوں کہ کلام اس حدیث میں دو طرح ہے ایک ان میں سے تاویل کرنا ہے
قول این اللہ کے باوجود محال ہونے خدا کے مکان میں ہونے کے دوسرے حضرت کے اس قول میں کہ یہ مومنہ ہے باوجود
ظاہر ہونے کسی دلیل کے اوس عورت کے پھر اس حدیث کی توجیہ میں کہا کہ حضرت صلعم نے قول این اللہ سے دریافت کرنا چاہا
خدا کی قدر و منزلت کو اوس عورت کے نزدیک اور اوسکے دل میں اور اوسکا یہ کہنا کہ آسمان میں ہے بطور اشارہ کے آسمان کی طرف
واقع ہے تنبیہ کے لیے خدا کی منزلت پر اوسکے لیے ہوا اوس عورت کے بھی انتہی پر خدا کو جیسا کہ جب کسی کی بڑی مرتبت و قدر و منزلت بیان
کرنا منظور ہو تو بیان کرنیوالا کہتا ہے کہ فلان شخص آسمان میں ہے یعنی وہ رفیع الشان و عالی قدر ہے اور جبکہ ایسا ہو تو جائز نہیں ہے کہ اس
معنی کے غیر پر جاریہ کا قول محمول کیا جاوے کہ جس سے حد و تشبیہ اور مکان میں ہونا اور کیفیت سے موصوف کرنا لازم آوے تمام ہوا خلاصہ
اس قول کا جو کہ تنبیہ میں منقول ہے اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں کہا ہے کہ یہ حدیث صفات متشابہات کی احادیث میں سے ہے اور
اون میں دو مذہب ہیں کہ جنکا ذکر گزر چکا ہے پھر کہا کہ جو لوگ قایل ہیں اسکی تاویل کے ایسے معنی میں کہ جو شان الہی کے لایق ہیں اونکا قول یہ
ہے کہ حضرت کو اوس لونڈی کا امتحان منظور تھا کہ کیا وہ موحد ہے اقرار کرتی ہے اس امر کا کہ پیدا کرنیوالا تدبیر کرنیوالا سب کام کا کرنیوالا صرف
خدا ہی ہے اور اوسی کیطرف دعا کرنیوالا آسمان کے جانب مونہہ کر لیتا ہے جیسا کہ جب نمازی نماز پڑھتا ہے تو کعبہ کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور
اوس توجہ سے یہ غرض نہیں ہوتی ہے کہ خدا آسمان کے اندر گھرا ہوا ہے جسطرح کہ وہ جہت کعبہ میں بھی گھرا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ توجہ اسلیے کی
آسمان دعا کرنیوالوں کا قبلہ ہے جسطرح کہ کعبہ نمازیوں کا قبلہ ہے یا یہ لونڈی بت پرستوں میں سے ہے کہ جنکو وہ سامنے رکھتے ہیں
پس جبکہ لونڈی نے کہا کہ خدا آسمان میں ہے تو معلوم ہو گیا کہ وہ موحد ہے اور بتوں کی پوجنے والی نہیں ہے انتہی علامہ قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ نہیں خلاف
ہے تمام مسلمانوں محدثین اور ان میں فقیہ و محدث و اہل کلام و ان کے مقلد و منتسب سب اس میں کہ ظواہر آیات و احادیث جو وارد ہیں خدا کا آسمان میں ہونے کی ذکر میں
وہ اپنے ظاہر معنی پر محمول نہیں ہیں بلکہ کل مسلمانوں کے نزدیک بغیر ظاہر کے تاویل کرنے کے اول میں تمام ہوا یہ قول ... اور کلام ... میں
کرتے ہیں اور اس قول سے باطل ہو گیا جو کہ مصنف نے اپنے قول ... شروع میں ... کہ مراد جہت ... فوق ...

والفقهاء التأويل الامر بها بذلك انه دأب المتأخرين واما القدماء فلا يرون حمل المتشابه
على ظاهره وترك التأويل فيه قال البيضاوي في توجيه حديث الجارية لم يرد به السؤال
عن مكانه فانه منزه عنه والرسول اعلى من ان يسئل ذلك بل اراد ان يتعرف انها
مشركة ام موحدة لان قالت قالت في السماء وفي رواية اشارت الى السماء فهم
منها انها موحدة تريد بذلك نفي الالهة الارضية التي هي الاصنام لا اثبات السماء
مكانا له تعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا او لانه كان مأمورا بان يكلم الناس
على قدر عقولهم ويهديهم الى الحق على حسب فهمهم ووجدها تعتقد ان المستحق
للعبودية اله يدبر الامر من السماء الى الارض لا الالهة التي يعبدها المشركون فقنع منها
بذلك ولم يكلفها اعتقاد ما هو صرف التوحيد وحقيقة التنزيه انتهى وقال الامام
الشعراني في اليواقيت والجواهر فان قيل فما الحكمة في سؤال رسول الله صلى الله عليه وسلم
الجارية التي شكوا في اسلامها وارادوا عتقها بالاينية حين قال لها اين الله
فاشارت الى السماء فقال هي مؤمنة وفي الكعبة مع انه صلى الله عليه وسلم يعلم قطعا استحالة الاين
على الباري جل وعلا فالجواب كما قاله الشيخ في الباب الخامس والثلاثين ان النبي صلى الله عليه وسلم
ما سأل الجارية بالاينية الا لقصور عقلها والتنزيه لا تعقله فلو سألها على غير ما تعقله
التواطؤ في العالم قال تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم
ثم ان التواطؤ قد يكون على صورة ما هو الحق عليه في نفسه وقد لا يكون والشارع
صلى الله عليه وسلم تابع لهم في ذلك تنزلا لعقولهم احكاما انتهى ثم قال المفتي
العلامة بعد ذكر هذه النقول في التفسير فلما كثيرا ما يستدل المجسمة بنحو
الاحاديث على اثبات الجهة ولا يمكن اجراؤها على ظاهرها باتفاق المسلمين لان
كونه في السماء يقتضي ان يكون السماء ظرفا فيكون السماء محيطا له تعالى من جميع

فقہا و متکلمین مین تاویل شایع ہوگئی ہے تا آخر اور مراد اس قول سے یہہ لی ہے کہ تاویل کرنا پچھلون کی عادت
ہے اور لیکن پہلے پس اونکا طریقہ متشابہ کو حمل کرنا ہے اوسکے ظاہری معنی پر اور اوسمین تاویل نہ کرنا بیضاوی نے
حدیث جاریہ کی توجیہ مین کہا ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین خدا کے مکان کو پوچھنے کا ارادہ نہین کیا ہی اسلئے
کہ حق تعالی مکان سے پاک ہے اور رسول مکان کا سوال کرنے سے برتر ہی بلکہ یہہ ارادہ کیا ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ وہ عورت
موحد ہے یا مشرک یہان تک کہ کہا پس جبکہ عورت نے کہا کہ آسمان مین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ اوسنے اشارہ
کیا آسمان کیطرف تو اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ موحد ہے اپنے قول یا اشارہ سے ارادہ کرتی ہے نفی معبودین زمین کی
کہ وہ بت ہین نہ یہہ کہ آسمان خدا کا مکان ہے یہہ برتر ہے خدا ظالمون کے قول سے بہت برتر ہونا اور اسوجہ سے کہ حضرت کو
حکم تھا کہ لوگون سے کلام کرین بقدر اونکے عقلون کے اور اونکی ہدایت کرین جو کچھ مناسب موافق اونکے فہم کے اور اوس عورت
کو حضرت نے پایا کہ وہ معتقد ہے کہ بندگی کا حقدار ایسا معبود کہ جو امر مخلوق تدبیر کرتا ہے آسمان سے لیکر زمین تک نہ کہ وہ معبود مین
کہ جنکو مشرک پوجتے ہین پس اوس عورت سے حضرت نے اسپر قناعت کرلی اور اوسکو تکلیف نہ دی معرفت توحید اور حقیقت تنزیہ کے
اعتقاد کی انتہی اور امام شعرانی نے یواقیت الجواہر مین کہا ہے پس اگر کہا جاوے پھر کیا حکمت ہے رسول خدا صلعم کے پوچھنے
مین مکانکو اوس عورت سے کہ جسکے مسلمان ہونے مین لوگون کو شک تھا اور اونہون نے اوسکو آزاد کرنا چاہا تھا جبکہ حضرت نے
اوس عورت سے فرمایا کہ خدا کہان ہی پس عورت نے آسمان کیطرف اشارہ کیا پس حضرت نے فرمایا کہ یہہ مومنہ ہے قسم رب کعبہ کی اسلئے کہ
حضرت صلعم قطعاً جانتے تھے کہ حق جل وعلا کا مکان مین ہونا محال ہی پس جواب سکا وہی ہی کہ شیخ اکبر نے فتوحات باب [illegible] مین ذکر کیا ہے
کہ حضرت صلعم نے لونڈی سے مکان کا سوال محض اوسکے عقل کے اعتبار سے کیا تھا اور شہر مدینہ کا ورود اسکے نہج پر ہوا ہے کہ جو لوگون
کے زبانون پر شایع ہی حق تعالی نے فرمایا ہے کہ ہمنے جسقدر رسول بھیجے ہین اونکے اقوام کی زبان پر بھیجے ہین تاکہ اونپر امر حق کا اظہار کرین
پھر لوگونکا اتفاق کبھی تو حقایق نفس الامریہ کے مطابق پڑ جاتا ہے اور کبھی نہین ہوتا ہے اور شارع صلعم اسباب مین اونکے تابع ہین احکام
شرع بیان کرنے مین بقدر اونکے عقلونکے انتہی پس دیکھو علامہ نے کہا تنبیہ مین ان نقلونکو ذکر کرنے کے بعد کہ مین کہتا ہون کہ بسا اوقات مجسمہ دلیل
لاتے ہین اثبات جہت کے لیے اس قسم کی حدیثون سے حالانکہ باتفاق کل مسلمانون کے ان حدیثونکو اونکے ظاہری معنی پر جاری
کرنا ممکن نہی اسلئے کہ خدا کا آسمان مین ہونا چاہتا ہے کہ آسمان اوسکا ظرف ہو جاوے پس اس تقدیر پر آسمان نہ تمام

الجوانب فيكون تعالى اصغر من العرش بكثير بلا شك فيكون الله تعالى
شيئا حقيرا بالنسبة الى العرش وذلك باتفاق المسلمين مستحيل
فيصرفه عن الظاهر الى التاويل او يفوض معناه كما هو مذهب
السلف انتهى اقول المراد بالتاويل التاويل التفصيلي والا فالتفويض
مع التنزيه عن الظاهر ايضا لا يخلو عن التاويل الاجمالي والعيضا
التاويل واجب الاذعان بحكم محكم الكتاب فلا بد منه وحكم به
المصنف على الحديث المذكور بانه من لم يقبل مثله ليس بمومن فمردود
عليه للقطع بان من اقر بكلمة التوحيد والرسالة فهو مومن مع
انه ما قال مثل قول الجارية وانما حكم المصنف بهذا الحكم لانه
اشرب في قلبه مذهب المشبهة وقد شغفه حبا وحبك الشئ
يعمى ويصم فلذلك يتخبط خبط العشواء ولا يتميز السوداء عن البيضاء
والله يحق الحق وهو يهدى السبيل قال ومن ههنا ما روى شيخ
الاسلام عبد الله الانصارى فى كتابه الفاروق باسناده
عن ابى بكر بن نصير بن يحيى عن الحكم بن عبد الله ابى مطيع
البلخى صاحب الفقه الاكبر قال سالت ابا حنيفة عمن يقول لا اعرف
ربى فى السماء او فى الارض فقال قد كفر لان الله تعالى يقول
الرحمن على العرش استوى وعرشه فوق سبع سموت فقلت انه
يقول اقول على العرش استوى ولكن لا ادرى العرش فى السماء ام فى الارض قال
اذا انكر انه فى السماء فقد كفر وفى رواية لغيره من قال لا اعرف ربى فى السماء
او فى الارض فقد كفر لان الله تعالى على العرش استوى عرشه فوق سبع سموت قلت فان

جوانب سے حق تعالی کو گہیر لیگا پس بے شک حق تعالے عرش سے بہت چہوٹا ہوجاے گا اور عرش کی
نسبت ایک چہوٹی سی چیز ہوجاے گا اور یہ امر تمام مسلمانون کے اتفاق سے محال ہے پس واجب ہے
کہ اسکو ظاہر معنی سے پہیر دیا جاے تاویل کرکے اور تاویل کا علم حق تعالی کو سونپا جاے جیسا کہ پہلون کا مذہب ہے
انتہی مین کہتا ہون تاویل سے مراد اس قول مین تاویل تفصیلی ہے ورنہ پس سونپ دینا علم تاویل کو ساتہ اعتقاد تنزیہ کے
ظاہر معنی سے نیز تاویل اجمالی سے خالی نہین ہے اور نیز تاویل پر اعتقاد رکہنا ضروری ہے محکم کتاب کے حکم سے
پس تاویل بغیر چارہ نہین ہے اور جو کہ مصنف نے حدیث مذکور پر حکم لگایا ہے کہ جو شخص مثل
قول جاریہ کے نکہے مومن نہین ہے) پس یہ حکم مصنف ہی پر عاید ہے کیونکہ یقینی ہونے
اس امر کے کہ جو شخص اقرار کرے توحید اور رسالت کا پس وہ مومن ہے حالانکہ اوسنے
مثل قول اوس لونڈی کے نہین کہا ہے اور یہ حکم مصنف نے اسی وجہ سے کہا ہے کہ اوسکے
دل مین مشبہہ کا مذہب پلا دیا گیا ہے اور اوس مذہب کی محبت نے اوسکو شیفتہ بنا دیا ہے
اور دستور ہے کہ محبت کسی شے کی تجہکو اندہا اور بہرا بنا دیتی ہے پس اسی سبب سے
مصنف چہچوندر کے طرح بہٹکتا ہے اور سیاہ و سپید مین تمیز نہین رکہتا ہے اور حضرت اللہ
ہی حق کو ثابت کرتا ہے اور وہی راہ حق کے طرف رہنمائے فرماتا ہے کہا مصنف
نے اور اسی جگہ سے ہے جو کہ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری سے اپنی کتاب
الفاروق مین اپنے اسناد سے روایت کی ہے ابو بکر بن نصیر بن یحیی سے
اونہون نے حکم بن عبد اللہ ابو مطیع بلخی سے جو کہ فقہ اکبر حنفی کا مصنف ہے کہ کہا
ابو مطیع نے کہ پوچہا مین نے ابو حنیفہ سے اوس شخص کا حکم جو کہتا ہے کہ مین
نہین پہچانتا ہون کہ میرا رب آسمان مین ہے یا زمین مین پس کہا ابو حنیفہ
نے کہ وہ شخص کافر ہوگیا اس لئے کہ حق تعالے فرماتا ہے کہ رحمن عرش پر
مستوی ہے اور اوسکا عرش سات آسمانون سے اوپر ہے پہر مین نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ

قال انه على العرش ولكنه يقول لا ادرى العرش فى السماء ام فى الارض قال
هو كافر لانه انكر ان تكون فى السماء ومن انكر ان يكون فى السماء فقد كفر لان الله
فى اعلى عليين وهو يدعى من اعلى لا من اسفل انتهى وقال فى هامش الرواية الاولى
سه قال الحاكم فى معرفة انواع علوم الحديث سمعت محمد بن صالح بن هانى يقول
سمعت ابا بكر محمد بن اسحق يقول من لم يقر ان الله تعالى على عرشه قد استوى فوق
سموته فهو كافر به يستتاب فان تاب والا ضربت عنقه والقى على بعض
المزابل حيث لا يتأذى المسلمون ولا المعاهدون بنتن ريح جيفته و
كان ماله فيئا لا يرثه احد من المسلمين اذ المسلم لا يرث الكافر كما قال صلى الله
عليه وآله وسلم ١٢ منه انتهى وقال فى ترجمة الرحمن على العرش استوى فى هامش
صفحه ١٣٥ سه رحمن عرش كے اوپر بیٹھا ہے ١٢ اقول ومن الله التوفيق استدل بحديث
الجارية المروى عن الامام ابى حنيفة اولا على كونه تعالى فى الجهة العالية ثم فرع
عليه بان الامام الاعظم قائل بكونه تعالى فى الجهة بظاهر هذا الحديث ولان احكم
بكفر من انكره كما يفهم من هذين القولين له وهذا كله باطل اما حديث الجارية
فقد مر انه مأول عن الظاهر باجماع اهل السنة خلافا للحشوية فنسبة القول
بظاهر الحديث الى الامام الاعظم من اعظم مفترياته واما القولان اللذان
نقلهما عن الامام وفرعهما على حديث الجارية فحالهما ايضا لا يخلو عن
اغواء العوام باخفاء المرام بيانه ان ابا مطيع البلخى رجل وضاع
عند اهل الحديث كما صرح به غير واحد فروايته عن الامام
لا يخلو عن خدشة وعلى التسليم فسبب الكفر انما هو كون قول القائل
موهما بان للحق مكانا ومن توهم ان للحق مكانا فهو مشبه لا ما فهمه

مین ہی کہتا ہون کہ عرش پر مستوی ہے لیکن مین نہین جانتا ہون کہ عرش آسمان مین ہے یا زمین مین پس کہا
کہ جب اوسنے انکار کیا اوسکے آسمان مین ہونیکا تو بس کافر ہوگیا اور ایک روایت مین اوسکے غیر کی وارد ہے کہ جسنے
کہا مین نہین پہچانتا ہون کہ میرا رب آسمان مین ہے یا زمین مین تو کافر ہوگیا اسلیئے کہ اللہ تعالی عرش پر بیٹھا ہے اور اوسکا
عرش سات آسمانون سے اوپر ہے پہنچے کہا پس اگر وہ کہے کہ وہ عرش پر ہے لیکن مین نہین جانتا ہون کہ عرش آسمان مین ہے
یا زمین مین کہا کہ وہ کافر ہے اسلیئے کہ اوسنے انکار کیا آسمانون مین ہونیسے اور جو انکار کرے آسمان مین ہونیسے کافر ہے اسلیئے کہ حق تعالی
بلندترین مقامات مین ہی اور وہ پکارا جاتا ہے اوپر سے نہ نیچے سے انتہی اور پہلی روایت کے حاشیہ مین کہا ہے کہ کہا حاکم نے معرفت
انواع علوم حدیث مین کہ سنا مین نے محمد بن صالح بن ہانی سے کہ کہتے تھے سنا مین نے ابوبکر محمد بن اسحق سے کہ کہتے تھے جو اقرار
نہ کرے اسکا کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر بیٹھا ہے اپنے آسمانون کے اوپر تو اپنے رب کا منکر ہے اوس سے توبہ کرائی جاے اگر توبہ کرے
فبہا ورنہ اوسکی گردن ماردیجاے اور بعض گھوڑے پر پہینک دیا جاتا کہ مسلمانون اور ذمی کافرونکو ایذا نہو اوسکی مردار جنازہ کی بدبو
اور اوسکا ترکہ مال غنیمت ہوگا اور کوئی مسلمان اوسکا وارث نہوگا اسلیئے کہ مسلمان کافر کا وارث نہین ہوتا ہے جیسا کہ حضرت صلعم کا قول
ہے انتہی اور مصنف نے (الرحمن علی العرش استوی) کا ترجمہ صفحہ (١٧٥) کے حاشیہ مین اسطرح کیا ہے کہ رحمن عرش کے اوپر بیٹھا ہے ہم مین کہتا ہون
اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ مصنف نے اول دلیل لایا ہے لونڈی کی حدیث سے جو مروی ہے امام ابوحنیفہ سے خدا کے موجود ہونے پر
بہت علو مین پہر اوسپر متفرع کیا یہ کہ امام اعظم قائل تھے خدا کے بہت بلندی مین ہونیکے اس حدیث ظاہر معنی کی بنا پر اور اسی وجہ منکر جہت کے
کفر کا انہون نے حکم دیا ہے جیسا کہ اونکے دونون قولونسے سمجھا جاتا ہے اور یہ تمام باطل ہے لیکن حدیث جاریہ پس سابق مین گذر چکا ہے
کہ یہ حدیث ظاہر معنی سے پہیری ہوئی ہے اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق بخلاف حشویہ کے پس ظاہر معنی حدیث جاریہ کے مطابق قائل ہونے
کی نسبت امام اعظم کیطرف کرنا مصنف کی بہت بڑی افترا ہے اور لیکن جو دو قول کہ اونکو مصنف نے امام صاحب کیطرف سے نقل کیا ہی اور حدیث جاریہ
پر اونکو متفرع کیا ہے پس اون کا حال بہی خالی نہین ہے عوام کو بہکانے سے مقصود کو چہپا کر اسکا بیان یہ ہے کہ ابومطیع بلخی محدثین کے نزدیک
ضعیف ہے جو حدیثین بنایا کرتا تھا جیسا کہ متعدد اشخاص نے اسکی تصریح کی ہے پس اوسکی روایت امام اعظم کیطرف سے ضعف سے
خالی نہین ہے اور اگر اس روایت کو مان ہی لیا جاے پس سبب کفر کہا ہی ہے قائل کے قول سے وہم پیدا ہوتا ہے اس بات کا کہ خدا کے لیئے
مکان ہے اور جس نے وہم کیا کہ خدا کے لیئے مکان ہے پس اہل تشبیہ سے ہے اور کفر جسکے وہ نہین ہے کہ بسکے

المصنف وبحث عليه مايأتي والدليل على ما قلنا ما نص عليه الفقيه العلامة
في التنبيه (قال علي القاري في الجواب عن الرواية المذكورة انه
ذكر الشيخ الامام ابن عبد السلام في كتاب حل الرموز انه قال الامام
ابو حنيفة رحمه الله من قال لا اعرف الله تعالى في السماء هو ام في
الارض فقد كفر لان هذا القول يوهم ان للحق مكانا ومن توهم
ان للحق مكانا فهو مشبه انتهى ثم قال ولا شك ان ابن عبد السلام
من اجل العلماء واوثقهم فيجب الاعتماد على قوله لا على ما ذكره الشارح
مع ان ابا مطيع رجل وضاع عند اهل الحديث كما صرح به
غير واحد والحاصل ان الشارح (اي شارح عقيدة الطحاوي)
يقول بعلو المكان مع نفي التشبيه وتبع فيه طائفة من اهل البدعة
وقد تقدم عن ابي حنيفة انه يؤمن بالصفات المتشابهات و
يعرض عن تاويلها وينزه الله تعالى عن ظواهرها ويكل علمها
الى عالمها كما هو طريقة السلف وكثير من الخلف ومذهبهم
اسلم واحكم انتهى قول القاري قلت معنى انه في السماء
على حد السمع وقد نقل عن الامام ابي حنيفة في الفقه الاكبر
هذا اي غير المتداول لا يوصف الله تعالى بصفات المخلوقين
البتة وهو يغضب ويرضى غضبه عقوبته ورضاه ثوابه
ونصفه كما وصف نفسه احد صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له
كفوا احد حيّ قادرٌ سميعٌ بصيرٌ عليمٌ يد الله فوق ايديهم
ليست كايدي خلقه ليست بجارحة وهو خالق الايدي وجهه ليس

مصنف نے سمجھا ہے اور مبنی کیا اوسپر جو کچھہ کہ مبنی کیا اور ہمارے قول کی دلیل وہ کلام ہے کہ علامہ
مفتی نے تنبیہ مین براءت بیان کیا ہے کہ کہا ملا علی قاری نے روایت مذکورہ کے جواب
مین کہ ذکر کیا ہے شیخ امام ابن عبد السلام نے کتاب حل الرموز مین کہ کہا امام ابوحنیفہ رح نے
کہ جس نے کہا مین نہین پہچانتا ہون کہ حق تعالی آسمان مین ہے یا زمین مین ہے پس وہ
کافر ہوگیا اس لیے کہ یہہ قول وہم دلاتا ہے کہ خدا کے لئے مکان ہے اور جسنے وہم کیا کہ خدا
کے لئے مکان ہے تو وہ تشبیہ والا ہے انتہی پہر کہا اور اسمین شک نہین کہ ابن عبد السلام بہت
بڑے معتبر علما مین سے ہے پس اوسکے قول پر بہروسا کرنا واجب ہے نہ شارح کے
روایت مذکورہ پر باوجود اسکے کہ ابو مطیع ایک مرد حدیثین گہڑنے والا ہے محدثین کے نزدیک
جیسا کہ بہت سے لوگون نے اسکی تصریح کی ہے اور حاصل کلام یہہ ہے کہ شارح عقیدہ طحاوی کا
قائل ہے جہت علو کا نفی تشبیہ کے ساتہہ اور اسی عقیدہ مین اوسکے تابع ہوگئے ایک جماعت
بدعتیون کی اور تحقیق گذر چکا ہے امام ابوحنیفہ رح سے کہ وہ ایمان لاتے ہین متشابہات پر اور اونکی
تاویل بیان کرنے سے سکوت کرتے ہین اور حق تعالی کو اونکے ظاہری معانی سے
منزہ جانتے ہین اور اونکا علم عالم الغیب کے حوالہ کرتے ہین جیسا کہ سلف اور اکثر خلف
کا طریقہ ہے اور اونکا مذہب سالم تر و محکم تر ہے تمام ہوا قول ملا علی قاری کا مین
کہتا ہون کہ معنے اس قول کے کہ خدا آسمان مین ہے صحیح ہے اور امام
ابوحنیفہ سے منقول ہے فقہ اکبر مشہور مین کہ حق تعالی موصوف نہین ہے
مخلوق کے صفات سے یقیناً اور وہ غضب ہوتا ہے اور راضی ہوتا ہے غضب
اوسکا عذاب ہے اور رضا اوسکی ثواب ہے اور ہم اوسکا وصف بیان کرتے ہین
جیسا کہ خود اوس نے اپنا وصف بیان کیا ہے کہ وہ ایک ہے بے نیاز ہے نہ
اوسنے جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ اوسکا کوئی ہمسر ہے زندہ ہے قدرت والا ہے سنتا

كوجوه خلقه وهو خالق الوجوه ونفسه ليس كانفس خلقه وهو خالق
النفوس ليس كمثله شيء وهو السميع البصير ارايت لو قيل اين الله
تعالى فقال يقال له كان الله قبل ان يخلق الخلق ويقال له كان الله
ولم يكن اين ولا خلق ولا شيء وهو خالق كل شيء انتهى وهو صريح في نفي
المكان عنه تعالى والتنزيه عن ظواهرها فلو قيل ههنا على الظاهر
المعنى لكان مخالفا له انتهى كلام المفتي العلامة في التنبيه فقد علم
من هذه النقول بطلان قيلة المصنف بالنسبة الى الامام الاعظم
حق بطلانها واما ما نقله عن محمد بن اسحق بن خزيمة في الهامش من
رواية فقتل منكر الجهة والقائه على مزبلة فخالدا انه حكم مخالف
لاهل السنة والجماعة وخلاف للاجماع الامة يجب ان يستتاب
قائله وناقله يريد الاشاعة بين المسلمين والا فالتعزير والضرب واحراق
ما كتب فيه هذا الحكم سارقا من كتاب شيخه ابن تيمية ساترا مذهب
صاحب هذا الحكم فاسم ناقله واسم ما نقل منه ملحقا بكلام الامام الاعظم
بحيث يعلم منه كانه من كلام الامام او من احكام مقلديه فالى الله
المشتكى وهو الموئل والملجأ والشاهد لما قلنا ما نصه المفتي العلامة في التنبيه
رادا على ابن تيمية وهو هذا وقال محمد بن اسحق بن خزيمة امام الائمة من لم
يقل ان الله تعالى فوق سمواته على عرشه بائن من خلقه وجب ان يستتاب فان تاب
والا ضربت عنقه ثم القي على مزبلة لئلا يتاذى بريحه اهل القبلة ولا اهل الذمة قال
ابن تيمية ذكره عنه الحاكم باسناد صحيح قال العلامة الحلبي في رده الجواب عن مثل هذا افترى
على ابن خزيمة فقد علم الخاص والعام كلامه في العقائد والكتب التي صنفها في التنزيه وسماه بالتوحيد رد الائمة عليه

دیکھتا ہے دانائی اور ہے خدا کا ہاتھ بندوں کے ہاتھوں پر ہے پر بندوں کے ہاتھوں کی طرح نہیں ہے جارحہ نہیں ہے اور وہ پیدا کرنیوالا
ہے ہاتھوں کا اوس کا وجہ نہیں ہے نہیں ہے لوگوں کے چہروں کی طرح اور وہ خالق ہے چہروں کا اور نفس اوس کا نہیں ہے مثل
نفوس مخلوق کے اور وہ خالق نفسوں کا ہے نہیں ہے اوس کے مثل کوئی چیز اور وہی سننے والا دیکھتا ہے تم جانتے ہو کہ اگر کہا جاوے
کہاں ہے خدا ہے تعالی بغیر کہا کہ اوس سے کہا جائے گا کہ خدا موجود تھا مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے اور اوس سے کہا جائیگا
کہ خدا تھا اور نہ مکان تھا نہ مخلوق تھی اور نہ کوئی شئے تھی اور وہ پیدا کرنے والا ہے ہر شئے کا انتہی - اور یہہ کلام کھلا ہوا ہے
نفی مکان میں اور ظاہر متشابہات سے حق تعالی کے تنزیہ میں پس اگر یہاں ظاہر شئے کے موافق کہا جاسکتا تو یہہ ظاہر ہو
ہو جاسکیگا کہ فقہ اکبر کی عبارت ختم ہوا کلام مفتی علامہ کا تنبیہ میں پس ان عبارات منقولہ سے مصنف کے
اس کلام کا بخوبی باطل ہونا ظاہر ہوگیا ہے جو نسبتاً امام اعظم کے اوس نے نقل کیا ہے اور لیکن جو کہ مصنف
نے حاشیہ میں محمد بن اسحق بن خزیمہ سے مسئلہ منکر جہت کے مارڈالنے اور اوس کی لاش کو گھورے پر پھینکدینے
کا نقل کیا ہے پس اوس کی کیفیت یہہ ہے کہ یہہ ایک حکم ہے خلاف اہل سنت کے اور برخلاف اجماع
امت کے واجب ہے کہ اس کے قائل اور ناقل سے (جو کہ ارادہ رکھتا ہے اس کی اشاعت کا مطالعین میں)
توبہ کرائی جاوے اگر توبہ نہ کرے تو لازم ہے اخراج بلد اور پیٹنا اور اوس رسالہ کو جلانا کہ جس میں یہہ مسئلہ
لکھدیا ہے آپنے شیخ ابن تیمیہ سے چراکر اور اوس کے قائل و ناقل کا مذہب و نام چھپاکر اور امام اعظم کے کلام
سے ملاکر اس طرح پر کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہہ مسئلہ امام صاحب کے کلام سے ہے یا اون کے منقول مسئلہ احکام
سے ہے پس خدا ہی کی طرف ہمارا شکوہ ہے اور وہی ہمارا مرجع و ملجا ہے اور شاہد ہمارے اس قول کا وہ کلام ہے کہ جس کی توضیح فرمائی ہے
مفتی علامہ نے تنبیہ میں ابن تیمیہ پر رد کرنے کو اور وہ یہہ ہے (اور کہا محمد بن اسحق بن خزیمہ نے جو کہ اماموں کا امام ہے) کہ جس نے
نہ کہا اللہ تعالی اپنے آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر ہے مخلوق سے جدا ہے تو واجب ہے کہ اوس سے توبہ کرائی جاوے پس اگر
توبہ کرے تو بہتر ہے ورنہ اوس کی گردن ماردیجاوے اور کسی کوڑے پر پھینکدیا جاوے تاکہ اوسکی بدبو سے اہل قبلہ و اہل ذمہ کو اذیت نہو کہا
ابن تیمیہ نے نقل کیا اس سے حاکم نے اسناد صحیح کے ساتھہ کہا علامہ حلبی نے روضین کہ جواب اس طرح کے اقوال کا پہلے گذرچکا ہے
اس کے علاوہ ابن خزیمہ کا کلام عقائد میں اور اوس کی کتاب جس کو اوس نے تشبیہ کے باب میں تصنیف کیا ہے اور اوس کا نام
توحید رکھا ہے عام و خاص کو معلوم ہے اور ائمہ اہل سنت کا رد اوس پر جید اور شمار سے زیادہ ہے ـ ـ ـ

وقولهم فيه ما قاله هو في غيره معروف انتهى فقد علم من هذا ان قائل هذا الكلام
ليس من اهل السنة بل هو من الحشوية الضالة المضلة اعاذنا الله من شرورهم
والحق في هذا الباب ما نقله عن الامام ابي حنيفة بعد هذا القول حيث قال ﴿ وقال ابو
حنيفة في الوصية التي هي عند الحنيفة ثم نقر بان الله تعالى على العرش استوى من غير ان
يكون له حاجة اليه واستقرار عليه وهو الحافظ للعرش وغير العرش فلو كان محتاجا
لما قدر على ايجاد العالم وتدبيره كالمخلوق ولو صار محتاجا الى الجلوس والقرار فقبل
خلق العرش اين كان الله تعالى فهو منزه عن ذلك وتعالى علوا كبيرا نقله الشيخ علي
القاري في شرح الفقه الاكبر انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان قول الامام ثم
نقر بان الله تعالى على العرش استوى موافق لما عليه التنزيل وهو الايمان بما ورد
في الشرع من المتشابهات ثم قوله من غير ان يكون له حاجة اليه واستقرار عليه
الى آخره نص على التاويل عن الظاهر لانه يستلزم التشبيه والله تعالى مقدس عنه
ففيه تائيد لمذهب اهل السنة ورد على المعتزلة حيث انكروا الصفات وعلى
الحشوية حيث حملوا المتشابهات على ظواهرها فوقعوا في التشبيهات وانما نقله
المصنف ههنا مع انه مناقض لما نقله عن الامام فيما قبله جمعا بين مذهب
الحشوية وبين مذهب اهل السنة وتوفيقا بين القولين الذين نقلهما عن الامام
وتطبيقا بين ادلة التشبيه وادلة التنزيه بان التشبيه حق ثابت على ما اقتضاه
اسم الظاهر من حيث تجليه في المظاهر والتنزيه حق ثابت على ما
اقتضاه اسم الباطن من حيث استتاره في البواطن وهذا كيد عظيم
وشيد فخيم يعرفه الماهرون ويعلم المومنون بان الحق الحقيق عنده
باطل وان الحق من الباطل وقد بيناه سابقا بانه مستلزم لاجتماع
النقيضين وجامع بين المتنافيين لانقسام المتشابه الى القسمين ولا يجد

اور قول ائمہ کا اوس کی نسبت جیسا کہ اوس کا قول ہے اپنے مخالف کی نسبت مشہور ہے انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ قائل
اس حکم کا مستحق نہین ہے بلکہ وہ مجسمہ مین سے ہے جو خود بھی گمراہ ہین اور دوسرون کو گمراہ کرتے ہین ہم کو خدا اپنی پناہ مین رکھے
حشویہ کے شرور سے اور حق اس باب مین وہ قول ہے کہ جس کو مصنف نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے بعد قول
مذکور کے جیسا کہ کہا ہے (اور کہا ابوحنیفہ نے کتاب الوصیۃ مین جو مشہور ہے نزدیک احناف کے پھر ہم اقرار کرتے ہین
کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے بدون اس کے کہ اوس کو حاجت ہو عرش کی یا اوس پر قرار پکڑنے والا ہو اور وہی
نگہبان ہے عرش کا بیس اگر وہ حاجت مند ہوتا تو البتہ قادر نہ ہوتا عالم کو موجود کرنے پر اور اوس کی تدبیر پر مانند
مخلوق کے اور اگر محتاج ہوتا بیٹھنے اور ٹھہرنے کا تو عرش پیدا کرنے سے پہلے کہان رہتا تھا حق تعالیٰ پس
وہ اس سے منزہ ہے اور بلند تر ہے بہت بلند ہونا نقل کیا اس کو شیخ علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح مین انتہی مین
کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ قول امام اعظمؒ کا (پھر ہم اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے) موافق ہے
مضمون قرآن کے اور وہ ایمان لانا ہے متشابہات پر جو شرع مین وارد ہین پھر قول امام کا (بدون اس کے کہ اوس کو
حاجت ہو عرش کی اور اوس کا قرار ہو اوس پر آخر تک) تصریح ہے ظاہر سے ماؤل ہونے کی اس لئے کہ ظاہر معنی سے تشبیہ
لازم آتی ہے اور حق تعالیٰ اس سے پاک ہے پس اس قول مین تائید ہے اہل سنت کے مذہب کی اور رد ہے معتزلہ
پر اس لئے کہ وہ صفات کے منکر ہین اور رد ہے حشویہ پر اس لئے کہ انہون نے متشابہات کو ظاہر معنی پر حمل کیا ہی پس
وہ تشبیہ مین مبتلا ہو گئے اور باوجودیکہ یہ قول مخالف ہے پہلے قول سے کہ جس کو مصنف نے سابق مین نقل کیا ہے پھر
بھی مصنف نے اس قول کو یہان نقل کیا ہے اس غرض سے کہ حشویہ و اہل سنت کے مذہب مین جمع ہو جائے اور تفرقہ
مٹ جائے اور امام اعظمؒ کے دونون قول مین تطبیق ہو جائے اور تشبیہ و تنزیہ کی دلیلون مین مطابقت پیدا ہو جائے بایں طور
تشبیہ حق اور ثابت باعتبار مقتضا ے اسم الظاہر کے مظاہر مین اپنا جلوہ کرنے کی وجہ سے اور تنزیہ حق و ثابت ہے باعتبار مقتضا
اسم الباطن کے بطون مین اوس کے مخفی ہونے کی وجہ سے اور یہ ایک کلمہ عظیم و شدید فہیم ہے کہ جسکو ماہر پہچانتے ہین اور اہل ایمان
جانتے ہین کہ حق ثابت اوس سے کوسون دور ہے اور باطل کو حق سے بہت فاصلہ ہے اور ہم سابق مین بیان کر چکے ہین
کہ مصنف کی یہ رائے مستلزم ہے اجتماع نقیضین کو اور جامع ہے دو منافی کی جہت سے منقسم ہونے
متشابہ کے دو قسمون کی طرف اور مصنف کو نفع نہین دیتا ہے۔ دستاویز یا ؟

التشبيه تبعا لبعض الحشويين الا ان دعوى كون سائر المتشابهات محمولة على ظواهرها
حقيقة بمرفع تفاسير الحشويين من البين فمتد ابد (قال) وقال البيهقى فى كتاب الاسماء
والصفات اناابو بكر بن زكريا بن الحارث الفقيه قال انا ابو محمد بن حبان اى
ابو الشيخ الحافظ انا احمد بن جعفر بن نصر ثنا يحيى بن يعلى قال سمعت
نعيم بن حماد يقول سمعت نوح بن ابى مريم ابا عصمة اى المشهور
بالجامع لجمعه العلوم يقول كنا عند ابى حنيفة اول ما ظهر اذ جاءته
امراة من ترمذ كان تجالس جهما فدخلت الكوفة فاظنى اقل ما رايت
عليها عشرة آلاف من الناس تدعو الى رأيها فقيل لها ان ههنا
رجلا قد نظر فى المعقول يقال له ابو حنيفة فاتته فقالت انت الذى
تعلم الناس المسائل وقد تركت دينك واين الهك الذى تعبد
فسكت عنها ثم مكث عنها سبعة ايام لا يجيبها ثم خرج الينا وقد وضع
كتابا ان الله تبارك وتعالى فى السماء دون الارض فقال له رجل وهو معكم
اينما كنتم قال هو كما تكتب الى الرجل انى معك وانت غائب عنه والمعنى بالسماء
فى حديث الجارية السوداء وقول ابى حنيفة الجهة السامية العالية فيشمل
العرش والسماء الدنيا اذ ينزل اليها وهو مستو على العرش بشانه انتهى اقول بتوفيق
الله تعالى وعونه ان استدلال المصنف بهذه القصة باطل لوجهين الاول ان
سند القصة عن الامام لا تصح لان راويها وهو ابو عصمة نوح بن ابى مريم
وضاع كذاب قد جرح اهل الحديث بوضعه وكذبه وايضا فهو بنفسه
انه كذب على الامام حسبما كما نقلناه فى المقدمة والثانى على التسليم انه قال
البيهقى لقد اصاب ابو حنيفة فيما نفى عن الله عز وجل من الكون فى
الارض وفيما ذكر من تاويل الآية وتبع مطلق السمع فى قوله

دو حیثیتون کے تغایر کو اس لئے کہ دعوے ہونے تمام متشابہات کا محمول اپنے ظاہر پر حقیقۃً تغایر حیثیتین کو دور کر دیتا ہے درمیان سے کہ جس [illegible] کہ مصنف نے اور کہا بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین کہ ہم کو خبر دی ابو زکریا بن حارث فقیہ نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو محمد بن حیان یعنی ابو الشیخ حافظ نے کہ خبر دی ہم کو احمد بن جعفر بن نصر نے کہ بیان کیا ہم سے یحیی بن یعلی نے کہا سنا مین نے نعیم بن حماد سے وہ کہتے تھے کہ سنا مین نے نوح بن ابی مریم ابو عصمہ سے جو کہ مشہور ہین جامع کے نام سے بسبب جمع کرنے علوم کے وہ کہتے تھے کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس تھے اون کے زمانہ شہرت کے آغاز مین کہ ناگہان ایک عورت اون کے پاس آئی جو کہ جہم کی صحبت یافتہ تھی پس کوفہ مین داخل ہوئی پس مین گمان کرتا ہون کہ کم از کم دس ہزار لوگون کو وہ اپنی رائے کی طرف دعوت کرتی تھی پھر اوس سے کہا گیا کہ یہان ایک معقولی مرد ہے جس کو لوگ ابو حنیفہ کہتے ہین پس وہ عورت اون کے پاس آئی اور کہا کہ تو ہی لوگون کو مسئلے سکھاتا ہے اور تو نے اپنے دین کو چھوڑ دیا ہے اور کہان ہے تیرا معبود کہ جس کو تو پوجتا ہے پس ابو حنیفہؒ ساکت ہو گئے اور سات دن تک جواب دینے مین توقف کیا پھر ہمارے پاس آئے اور ایک کتاب تصنیف کی کہ بیشک اللہ تبارک وتعالی آسمان مین ہے زمین مین نہین ہے پھر ایک شخص نے اون سے کہا کہ تم نے دیکھا ہے قول حق تعالی کا کہ (وہ تمہارے ساتھ ہی جہان تم ہو) کہا کہ اس کو ایسا سمجھو کہ جس طرح تم کسی کو لکھو کہ مین تیرے ساتھ ہون حالانکہ تم اوس سے دور ہو اور مراد ساتھ

معنی جاریہ سوداء کی حدیث اور ابو حنیفہ کے قول مین جہت علو کے ہین پس شامل ہے عرش و آسمان دنیا کو اس لئے کہ حق تعالی نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کی طرف حالانکہ وہ اپنی شان سے عرش پر مستوی ہے انتہی مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف کا دلیل لانا اس قصہ سے باطل ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ یہ قصہ امام کی طرف سے صحیح نہین ہے اس لئے کہ اس کا راوی اور وہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم ہے وضاع حدیث و کذاب ہے کہ جسکی وضع حدیث و کذب پر محدثین نے تصریح کر دی ہے اور نیز اوس نے خود بھی اس امر کا اقرار کیا ہے کہ مین نے امام ابو حنیفہ پر بغرض ثواب جھوٹ بولا ہے جیسا کہ ہم نے مقدمہ مین اس کو نقل کیا ہے اور دوم برتقدیر تسلیم صحت یہہ کہ بیہقی نے کہا ہے کہ بیشک ابو حنیفہؒ نے حق بیان کیا ہے اس امر مین کہ نفی کی حق تعالی کے زمین مین ہونے کی اور آیت کی تاویل مین پیروی کی مطلق نقل کی اپنے اس قولین

ان الله عزوجل فی السماء ومراده من ذلک والله اعلم ان صحت الحکایة عنه
ما ذکرنا فی معنی قوله اء منتم من فی السماء وقد روی عنه ابو عصمة انه ذکر
مذهب اهل السنة وذکر فی جملة ذلک ان لایتکلم فی الله بشیٔ وهو نظیر
ما روینا عن سفیان بن عیینة ما وصف الله به نفسه فتفسیره قرائته لیس
لاحد ان یفسره الا الله تبارک وتعالی او رسله صلوات الله علیهم انتهی قال
المفتی العلامه بعد نقله فی التنبیه قلت فی قول البیهقی وتبع مطلق السمع
اشارة الی ان الامام تبع بما ورد فی الخبر من الصفة غیر متجاوز عنه بان
یثبت لله جهة ویحده علی السماء فی قوله ما ذکرنا فی معنی قوله اء منتم
اشارة الی ما نقل عنه فی معناه علی معنی نفی الحد عنه وانه لیس ما یحویه
طبق او یحیط به قط ثم بروایة ابی عصمة عنه فی ذکر مذهب
اهل السنة وتنظیر روایة سفیان ایضاح فی انه لایجوز تفسیره وتاویله ای
بالقطع) وقوله ان صحت الحکایة عنه اشارة الی عدم صحة هذه الحکایة
عن الامام فان فیها ابا عصمة وقد صرح اهل الحدیث بکذبه ووضعه
وحینئذ فاستدلال المخالف بهذه الروایة باطل بوجهین الاول انه لا تصح
هذه الحکایة عن الامام والثانی علی تقدیر التسلیم فهو من الصفات توقف السلف فی
معناه وفوض الی الله ورسوله فلا یجوز تفسیره والله اعلم انتهی کلام المفتی العلامه فعلم
من هذا ان قول المصنف المعنی بالسماء فی حدیث الجاریة السوداء وقول ابی حنیفة الجهة
العالیة السامیة الخ مخالف لمذهب اهل الحق ومذهب امام الاعظم وتوجیه
للحدیث وقول الامام بما لا یرضی به المحققون وموافق للحشویة الذین
هم الضالون المضلون والله تعالی یحق الحق ویهدی السبیل الی الصدق (قال)

کہ حق تعالیٰ آسمان میں ہے اور مراد امام کی اس قول سے واللہ اعلم اگر یہ قصہ اون کی طرف سے صحیح ہے وہ ہے کہ
جس کو ہم نے ذکر کیا ہے تفسیر میں حق تعالیٰ کے قول (ءامنتم من فی السماء) کی اور تحقیق روایت کی امام سے ابو عصمہ
نے یہہ کہ ذکر کیا اونہون نے مذہب اہل سنت کا اور منجملہ اوس کے یہہ ذکر کیا کہ خدا کے باب مین کچھ کلام نہ کیا جاے
اور یہ قول نظیر ہے اوس کی کہ جو ہم کو سفیان بن عیینہ سے روایت پہونچی ہے کہ جن الفاظ سے حق تعالیٰ نے اپنے کو موصوف
کیا ہے اون کی تفسیر یہی ہے کہ وہ پڑھے جاویں کسی کو حق نہین ہے کہ اون کی تفسیر بیان کرے سوا
خدا تعالیٰ اور اوس کے رسول کے کہ جن پر نازل ہوئی ہون خدا کی اون پر سلام ہو اونہی پر انتہی ملا علی قاری نے اس کو تنبیہ میں
نقل کرنے کے بعد کہا ہے (مین کہتا ہون کہ بیہقی کے اس قول مین کہ مطلق نقل کی پیروی کی ہے اشارہ اس طرف
کہ امام نے پیروی کی اوس صفت کی جو خبر مین وارد ہوئی ہے اور نہین تجاوز کیا اوس سے با این طور کہ ثابت کرے
اوس کے لئے جہت کو اور اوس کو محدود کر دیتے آسمان پر اور اوس کے اس قول مین کہ جس کو ہم نے ءامنتم من فی السماء
کے معنے مین بیان کیا ہے اشارہ ہے اوس امر کی طرف کہ جو بیہقی سے منقول ہے اس کے معنے مین حق تعالیٰ
سے حد کی نفی اور یہہ کہ اوس کو نہ کوئی طبق حاوی ہے اور نہ کوئی قطر اوس کو گھیرے ہوئے ہے پھر ابو عصمہ کی روایت
مین امام سے مذہب اہل سنت کے ذکر کرنے مین اور سفیان کی روایت سے نظیر بیان کرنے مین اعلان اس
امر کا کہ اوس کی تفسیر و تاویل یعنے قطعی طور پر جائز نہین ہے اور اوس کا یہہ قول کہ اگر یہہ قصہ صحیح ہو
امام سے اشارہ ہے امام سے اس قصہ کے صحیح نہ ہونے کی طرف اس لئے کہ اس قصہ کی سند مین
ابو عصمہ ہے اور محدثین نے اوس کے وضع حدیث اور جھوٹا ہونیکی تصریح کی ہے اور اوس وقت مخالف کا دلیل لانا اس روایت
باطل ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ یہہ قصہ امام کی طرف سے صحیح نہین ہے اور دوم بر تقدیر تسلیم پس یہہ صفات متشابہات
مین سے ہی کہ جن کے معنی مین سلف نے توقف کیا ہے اور خدا و رسول کی طرف اوس کو سونپ دیا ہے پس اوسکی
تفسیر ناجائز ہے واللہ اعلم انتہی ۔ پس اس سے معلوم ہو گیا کہ مصنف کا یہ قول کہ معنی سماء کے جاریہ سودا کی حدیث اور قول ابو حنیفہ
مین جہت عالیہ سامیہ ہے تا آخر مخالف ہی مذہب اہل حق و مذہب امام اعظم سے اور حدیث جاریہ و قول امام اعظم کی ایسی وجہ بیان کرتا ہے
کہ جس سے محققین راضی نہین ہین اور موافق ہی حشویہ کے جو کہ خود گمراہ ہین اور دوسرونکو گمراہ کرنیوالے ہین اور حق تعالیٰ ہی امر حق کو ثابت کرتا ہے اور سچائی کی طرف رہنمائی

وقال اسحق بن ابراهيم قال ابو حنيفة اتانا من المشرق رأيان خبيثان جهم معطل ومقاتل
مشبه وقال محمد بن سماعة عن ابي يوسف عن ابي حنيفة افرط جهم في النفي حتى قال انه
ليس بشيء وافرط مقاتل في اثبات حتى جعل الله تعالى مثل خلقه وقال الحسين بن
اشكاب عن ابي يوسف بخراسان صنفان ما على الارض ابغض الي منهم المقاتلية والجهمية
اثبتها الحفاظ المزي والذهبي والعسقلاني في التهذيب والتذهيب والتهذيب
التهذيب وقال الذهبي وغيره قصة ابي يوسف صاحب ابي حنيفة مشهورة في
استتابة بشر المريسي لما انكر ان يكون الله تعالى فوق العرش وانكر الصفات واظهر
قول جهم رواها ابن حاتم وغيره واسند اللالكائي في كتاب السنة وغيره عن محمد بن
الحسن قال اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقرآن والاحاديث
التي جاء بها الثقات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في صفة الرب عز وجل من
غير تشبيه ولا وصف ولا تفسير فمن فسر اليوم شيئا منها وقال بقول جهم فقد خرج عما كان
عليه النبي صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه وفارق الجماعة لانه وصف الرب
بصفة لا شيء اقول وبالله الثقة ان هذه النقول كالنصوص على خواتم العقول في
ان جهما افرط في النفي حيث انكر الظاهر والباطن كليهما ومقاتلا افرط في الاثبات حيث
سلم الظاهر والباطن كليهما وهما باطلان مخالفان للتنزيل والاحاديث واجماع الامة
فان الاول يفضي الى التعطيل والثاني يفضي الى التشبيه وكلاهما من الاباطيل وما
عليه اجماع اهل الحق من الصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين والفقهاء والمحدثين
والصوفية والمتكلمين هو التاويل عن الظاهر لئلا يلزم التشبيه لان الله تعالى ليس
كمثله شيء والتسليم للباطن لئلا يلزم التعطيل مع ترك التفسير على القطع و
الترجمة بلغة آخر لئلا يوهم ارادة الظاهر مع احتمال الوقوع في الزيغ فما زعمه المصنف

(کہا مصنف نے) اور کہا اسحٰق ابن ابراہیم نے کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ ہمارے پاس مشرق سے دو خبیث رائے آئے ہین
ایک جہم معطل دوسرا مقاتل مشبہ اور کہا محمد بن سماعہ نے ابو یوسف کی روایت سے اونہون نے روایت کی ابو حنیفہ سے
کہ زیادتی کی جہم نے نفی صفات مین یہانتک کہ اوسکا قول ہے کہ خدا شئے نہین ہے اور زیادتی کی مقاتل نے صفات کے
ثابت کرنیمین یہانتک کہ بنا دیا حقتعالی کو مثل اوسکی مخلوق کے اور روایت کی حسین بن اشکاب نے ابو یوسف سے کہ خراسان مین
دو قسمین ہین کہ روئے زمین مین سبسے بدتر نزدیک میرے ہین ایک مقاتل کی جماعت اور دوسری جہم کی جماعت ثابت کیا اس روایت کو
حفاظ مزی و ذہبی و عسقلانی نے تہذیب و تذہیب و تہذیب التہذیب مین اور کہا ذہبی وغیرہ نے کہ قصہ ابو یوسف ابو حنیفہ کا مشہور ہے
اونکے توبہ طلب کرنیکے باب مین بشر مریسی سے جبکہ اوس نے انکار کیا خدا کے عرش پر ہونے سے اور انکار کیا صفات الٰہی سے
اور ظاہر کیا قول جہم کا روایت کیا اس قصہ کو ابن ابی حاتم وغیرہ اور بسند روایت بیان کی لالکائی نے کتاب السنہ وغیرہ
محمد بن حسن سے کہ کہا اونہون نے کہ تمام فقہا مشرق سے لیکر مغرب تک متفق ہین قرآن اور اون حدیثون پر ایمان
لانے مین کہ جنکو ثقہ لوگون نے رسول خدا صلعم سے نقل کیا ہے حقتعالی کی صفت مین بدون تشبیہ کے اور بدون
بیان کرنیکے اور بغیر تفسیر کے پس جس نے بیان کیا آجکے دن کسی صفت کو اونمین سے اور جہم کے قول کا قائل ہوا
پس بیشک وہ خارج ہو گیا اوس عقیدہ سے کہ جس پر تھے نبی صلعم اور اون کے اصحاب اور جدا ہو گیا جماعت اہلسنت سے
اس لیئے کہ اوس نے بیان کیا صفت رب کو لاشی کی صفت سے مین کہتا ہون اور خدا ہی پر بھروسا ہے کہ یہ تین
مثل نگینون کے ہین عقلون کی انگوٹھیون پر اسباب مین کہ جہم نے زیادتی کی ہے اثبات مین اسلیئے کہ مان لیا ظاہر و باطن
دونون کو اور یہ دونون مذہب باطل ہین مخالف ہین قرآن و حدیث و اجماع امت کے صفحہ ۵۳ اسلیئے کہ پہلے مذہب سے تعطیل لازم
آتی ہے اور دوسرے سے تشبیہ اور یہ دونون امور باطلہ مین سے ہین اور جمہور کا اجماع ہے یعنی صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و فقہا و
محدثین و صوفیہ و متکلمین کا وہ پھیرنا ہے متشابہات کو ظاہر معنی سے تاکہ تشبیہ لازم نہ آئے اسلیئے کہ حقتعالی کے مثل کوئی شئے نہین ہے اور اونکا
سونپنا ہے باطن معنی کو تاکہ تعطیل لازم نہ آئے ساتھ ترک کر دینے کے تفسیر کو یقینی طور پر اور ترجمہ کرنے کو دوسری زبان مین
تاکہ وہم نہ دلاوے کے ارادہ کرنے ظاہر معنی کا مع احتمال واقع ہونے کے بھی ہین پس یہ جو مصنف نے
کہا ہے۔

من ان مذهب اهل الحق حمل المتشابه على ظاهره وفرع عليه كونهم قائلين
بالجهة وكونه تعالى قاعدا على العرش باطل وما نقله من الاقاويل فهو عن تائيد
مزعومه عاطل (قال) قال الحافظ ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن الصابوني النيسابوري
من اعيان اهل الاثر بخراسان واحد شيوخ البيهقي في جزء له في اصول الدين
الى ان قال سمعت محمد بن الحسن الشيباني يقول قال حماد بن ابي حنيفة قلنا
لهؤلاء ارأيتم قول الله عز وجل (وجاء ربك والملك صفا صفا) قالوا
اما الملائكة فيجيئون صفا صفا واما الرب تعالى فانا لا ندري ما عني بذلك ولا
ندري كيف جيئته فقلنا لهم انا لم نكلفكم ان تعلموا كيف جيئته ولكنا نكلفكم
ان تؤمنوا بمجيئه ارأيتم من انكر ان الملك لا يجيئ صفا صفا قالوا اكافر مكذب
قلنا فكذلك من انكر ان الله لا يجيئ فهو كافر مكذب وعلى هذا كله فما
عن بعضهم في ابي حنيفة وابن الحسن انهما جهميان ففي غاية البطلان
فلا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم انتهى اقول وبحوله وقوته تعالى اصول
ان هذه الروايات كما تدل على انهما ليسا جهميين كذلك تدل على انهما
ليسا حشويين فما عن المصنف وشيخه ابن تيمية انهما حشويان ففي نهاية البهتان ولا حول ولا
قوة الا بالله العلي العظيم (قال) ولعبد الله بن احمد في الرد على الجهمية وغيره بطرق صحيحة
عن عبد الله بن المبارك انه قيل له كيف نعرف ربنا قال بانه تعالى فوق سمواته
على عرشه بائن من خلقه ولا نقول كما تقول الجهمية انه ههنا في الارض انتهى
اقول وبالله التوفيق هذا القول كما ينفي مذهب الجهمية كذلك ينفي مذهب الحشوية
الذي تصدى المصنف لاثباته لان كونه تعالى فوق سمواته على عرشه مطابق للتنزيل
وكونه بائنا من خلقه المراد به التنزيه عن صفات المخلوق والرد على ما زعمه الجهمية بكونه تعا

کہ الحق کا مذہب متشابہ کو حمل کرنا ہی اوسکے ظاہر معنی پر اور اس پر تفریع کی اس امر کی کہ وہ قائل ہین جہت کا اور خدا کو عرش پر بیٹھا
رہنے کا باطل ہی اور جسقدر اقوال مصنف نے نقل کیے وہ سب مصنف کے قول کی تائید سی بیکار ہین (کہا مصنف نے) کہا حافظ ابو عثمان اسمعیل
بن عبد الرحمن صابونی نیشاپوری نے کہ جو خراسان کے اجلہ محدثین سی ہین اور بیہقی کے اساتذہ مین سی ہین اپنی کتاب عقائد مین یہانتک
کہ کہا سنا مین نے محمد ابن حسن شیبانی سی کہ وہ کہتے تہی کہ کہا حماد بن ابو حنیفہ نے کہ کہا ہمنے اون لوگونسے کیا دیکہا ہی تمنے قول خدای عزوجل کا وجاء ربک
تیرا رب اور فرشتے صف صف) کہا اونہون نے لیکن فرشتے پس وہ آئینگے صف صف اور لیکن حقتعالی پس ہمکو معلوم نہین ہے کہ
اس نے کیا قصد کیا ہی اس سی اور نہ ہمکو معلوم نہین ہے کہ خدا کا آنا کیونکر ہی پہر ہمنے اونسے کہا کہ ہمنے یہ تکلیف نہین دی کہ تم اسکا علم حاصل کرو
کہ خدا کا آنا کیونکر ہے اور لیکن ہمنے تمکو اسکی تکلیف دی ہے کہ تم ایمان لاؤ خدا کے آنے پر کیا تمکو معلوم ہے کہ جو انکار کرے
اوسکے کہ فرشتے نہین آئینگے صف صف کہا اونہون نے کہ وہ شخص کافر ہے جہٹلانیوالا ہی کہا ہمنے پس اسیطرح جو
انکار کرے کہ خدا نہین آئیگا پس وہ کافر ہے جہٹلانیوالا ہے اور اسیطرح حال ہے تمام متشابہات کا انتہی بعض
لوگون سے منقول ہے امام ابوحنیفہ وابن حسن کے بابمین کہ وہ دونون جہمی ہین پس نہایت درجہ کا باطل ہی اور نہین بچنا
گناہ سی اور نہ قوت بندگی پر مگر خدای علی عظیم کی توفیق سے انتہی مین کہتا ہون اور خدا کی حول وقوت کی امداد پر بہروسا کرتا ہون کہ یہ جو اپنی
جبطرح سے اون دونون کے جہمی نہونیکی دلیل ہین اسیطرح دلیل ہین اس امر کی کہ وہ دونون حشوی نہین ہین باقی رہگئی پس یہ جو
مصنف اور اوسکے شیخ ابن تیمیہ کیطرف سی منقول ہی کہ وہ دونون حشوی ہین نہایت درجہ کا بہتان ہے اور نہین ہے حول اور قوت
مگر خدای علی عظیم کی توفیق سے (کہا مصنف نے) اور عبد اللہ بن احمد نے جہمیہ کے رد مین اور اوسکے غیر نے ذکر کیا ہے کہ
عبد اللہ ابن مبارک سے روایت کی ہے کہ اونسے پوچہا گیا کہ ہم اپنے پروردگار کو کسطرح پہچانین کہا اسطرحسے کہ پروردگار
اپنے آسمانون سی اوپر اپنے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے اور ہم جہمیہ کے طرح نہین کہتے ہین کہ خدا یہان زمین مین ہے انتہی
مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی سے ہے کہ یہ قول جسطرح جہمیہ کے مذہب کی نفی کرتا ہی اسیطرح حشویہ کے
مذہب کی نفی کرتا ہے جسکے ثابت کرنیکے درپے مصنف ہورہا ہے اس لئے کہ حقتعالی کا
آسمانون سے اوپر عرش پر ہونا مطابق قرآن کے ہے اور اوس کا مخلوق سے جدا ہونا اسی
مراد اوس کی پاکی بیان کرنا ہے صفات مخلوق سے اور رد کرنا ہے جہمیہ کے اس اعتقاد کا کہ حقتعالی

ههنا في الارض وليس المراد به كونه تعالى مفارقا عن الخلق بالمسافة البعيدة في
الجهة العالية مماسا للعرش او محاذيا له وهكذا حال كلما نقله من اقاويل
الرد على الجهمية فانه عليه لا له فاتيانه في معرض الاستدلال لا يخلو عن التلبيس
والتدليس قال وله ان رجلا قال لابن المبارك يا ابا عبد الرحمن قد
خفت من كثرة ما ادعوا على الجهمية قال لا تخف انهم يزعمون ان الهك
الذي في السماء ليس بشيء انتهى اقول هذا القول ايضا موافق للتنزيل وليس
بمفيد لمذهب الحشوية فاتيانه ههنا غير مفيد للمصنف (قال) قال الصابوني
قال ابو عبد الله بن ابي حفص البخاري ايضا في كتابه ذكر ابراهيم بن الاشعث
قال سمعت الفضيل بن عياض يقول اذا قال لك الجهمي انا لا أومن برب
يزول عن مكانه فقل انت انا اومن برب يفعل ما يشاء انتهى اقول
هذا القول في غاية المتانة ونهاية الرزانة تقطع مادة المنازعة كقوله تعالى
لكم دينكم ولي دين فالاستدلال به على اثبات الجهة لا يخلو عن السفاهة والبلاهة
(قال) وقول الفضيل ذكره ابو عبد الله بن اسمعيل البخاري في الرد على الجهمية ايضا
وكانه عن فضيل اخذه صاحبه اسحق بن راهويه فقال رواه علي بن ابي صالح
قبله رواه البيهقي في الاسماء والصفات بسند صحيح وروى بن ابي حاتم
ثنا علي بن الحسن بن زيد السلمي ان هشام بن عبد الله الرازي صاحب محمد
بن الحسن حبس رجلا في التجهم فتاب فجيء به الى هشام ليمتحنه فقال له
اتشهد ان الله عز وجل على عرشه بائن من خلقه فقال اشهد ان الله على
عرشه ولكن لا ادري ما بائن من خلقه فقال ردوه الى الحبس فانه لم يتب
انتهى اقول هذا القول ايضا يقلع مذهب الجهمية في كونه تعالى في الارض متصلا بالمكان

یہان زمین مین ہے اور اس قول سے یہ مراد نہین ہے کہ حق تعالیٰ مخلوق سے دور دراز مسافت پر بلندی مین عرش
سے ملا ہوا یا عرش کے محاذی ہے اور یہی حال اون تمام اقوال کا جنکو مصنف نے جہمیہ کے رد مین نقل کیا ہے اسلئے کہ وہ اقوال
مصنف کو مضر ہین مفید نہین ہین پس اونکو مقام استدلال مین نقل کرنا فریب دہی اور مکاری سے خالی نہین ہے کہا مصنف نے
اور اوسی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ابن مبارک سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن مین خوفناک ہوگیا ہون لوگون کو بہت رد وقدح کرنیسے
جہمیہ پر کہا تو مت خوف کر کیونکہ جہمیہ کا قول ہے کہ تیرا معبود جو آسمان مین ہے وہ کوئی شی نہین ہے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ قول بھی قرآن کے
مطابق ہے اور حشویہ کو مفید نہین ہے پس اسکو یہان لانا مصنف کی حق مین فائدہ بخش نہین ہے کہا مصنف نے کہ کہا ہمارے ذکر ابو عبد اللہ
بن ابو حفص بخاری نے اپنی کتاب مین کہا ہے ابراہیم بن اشعث نے ذکر کیا کہ سنا مین نے فضیل بن عیاض کو کہتے ہوئے کہ جب تجھ سے جہمی کہے کہ مین
ایسے رب پر ایمان نہین لاتا ہون کہ جو اپنی جگہ سے زائل ہوجاتا ہے تو تو اسکا جواب اسطرح دے کہ مین ایمان لاتا ہون ایسے رب پر کہ جو چاہے کرے انتہی
مین کہتا ہون کہ یہ قول غایت متانت اور نہایت پختگی مین ہے اور مادہ نزاع کو قطع کردیتا ہے کیونکہ مثل قول حق تعالیٰ کے فعال لما یرید ہے یعنی جو ارادہ کرتا ہے
اوسکو کر ڈالتا ہے پس اس قول سے اثبات جہت پر دلیل لانا سفاہت وحماقت سے خالی نہین ہے کہا مصنف نے اور فضیل کے
اس قول کو ابو عبد اللہ بن اسمٰعیل بخاری نے بھی جہمیہ کے رد مین نقل کیا ہے اور شاید اس قول کو فضیل سے اونکے شاگرد اسحاق
بن راہویہ نے لیا ہے پھر ابن ابی صالح کے اوپر رد کرنیکو کہا ہے قبل بخاری کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اسما والصفات مین
صحیح سند کیساتھ اور روایت کی ابن ابی حاتم نے کہ بیان کیا ہمسے علی بن حسن بن زید سلمی نے کہ ہشام بن عبید اللہ رازی
محمد بن حسن کے تلمیذ نے ایک شخص کو جہمی ہونیکی علت مین گرفتار کیا پس اوسنے توبہ کی تو ہشام کے پاس امتحان کیلئے
لایا گیا پس اونہون نے اوس سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ خدائے عز وجل اپنے عرش پر اپنے مخلوق سے
جدا ہے پس اوس مرد نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ خدا عرش پر ہے اور لیکن مین نہین جانتا ہون کہ خلق سے
جدا ہونا کیا شے ہے پس اونہون نے کہا کہ اسکو پھر قیدخانہ مین لیجاؤ اسلئے کہ ابھی تائب نہین ہوا ہے انتہی
مین کہتا ہون کہ یہ قول بھی جہمیہ کے مذہب کو اونکے ذہن سے دور کرتا ہے خدا کے زمین مین مکان سے متصل ہونیکے باب مین

ولا يفيد للحشوية اصلا لان كونه تعالى على العرش موافق للتنزيل والبينونة على الخلق رد على ما ذهب اليه الجهمية من كونه متصلا بالمكان ولا يلزم من قطع الاتصال الانفصال الذى يكون ببعد المسافة حتى يثبت به مذهب الحشوية لان الاتصال والانفصال كلاهما من صفات الاجسام والله تعالى منزه عنها ولهذا احكم بعدم التوبة والرد الى المجلس (قال) وقال عمدة الحنفية الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الطحاوى فى بيان عقيدة اهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة ابى حنيفة وابى يوسف ومحمد بن الحسن ومن لم يتوق النفى والتشبيه زل ولم يصب التنزيه الى ان قال والعرش والكرسى حق كما بين فى كتابه وهو مستغن عن العرش وما دونه محيط بكل شئ وفوقه (قلت) هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر ناظر ظاهر فيما ذكرنا من الجمع بين الامرين فافهم ولا تتوهم والله اعلم انتهى اقول وبه تعالى استعين فى هذا القول تصريح بان من لم يتوق النفى اى مذهب المعتزلة والتشبيه اى مذهب الحشوية زل قدمه عن جادة السوية ولم يصب التنزيه فالايمان بالعرش والكرسى وكونه تعالى فوقهما وسائر المتشابهات كما بين فى كتابه واجب وبهذا يحصل التوقى عن الاعتزال وكذلك الايمان بكونه تعالى مستغنيا عن الاستقرار على العرش وما دونه من الفرش واجب وبهذا يتيسر التوقى عن التجسيم ويكون المومن بهذين الامرين على الصراط المستقيم وهذا هو ما اجمع عليه اهل الحق فما فرع عليه المصنف بقوله (هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر ناظر ظاهر فيما ذكرنا من الجمع بين الامرين) فباطل كل البطلان لان ما ذكره من الجمع بين الامرين

اور حشویہ کیلیے اصلا مفید نہین ہے اس لیے کہ خدا کا عرش پر ہونا قرآن کے مطابق ہے اور خلق سے جدا ہونین رد
مذہب جہمیہ کا کہ حقتعالی مکان سے منفصل ہے اور اتصال کی نفی سے وہ انفصال لازم نہین آتا ہے جو بعد مسافت
سے ہوتا ہے حتی کہ اس سے حشویہ کا مذہب ثابت ہوجائے اس لیے کہ اتصال و انفصال دونون صفات اجسام
سے ہین اور حقتعالی صفات اجسام سے منزہ ہے اسی وجہ سے اوسکے ثابت ہونے اور نفی ہونے مین ابہام پیدا ہونیکا
حکم کیا (کہا مصنف نے) اور کہا عمدۃ حنفیہ حافظ ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی نے عقیدۃ اہلسنت مطابق مذہب
فقہاے ملت ابوحنیفہ و ابویوسف و محمد بن حسن کے بیان مین اور جو کہ نہ بچا نفی و تشبیہ سے لغزش کر گیا اور اوس نے
تنزیہہ کو نہ پایا یہانتک کہ کہا اور عرش و کرسی حق ہے جیسا کہ کتاب الہی مین مذکور ہے اور خدا بے پرواہ عرش سے
اور ماسوا سے عرش سے گھیرے ہوے ہے ہر شے کو اور اوپر ہے اوس کے (مین کہتا ہون کہ یہ قول جیسا کہ پوشیدہ
نہین ہے اہل بصیرت و تدبر پر ناظر و ظاہر ہے اوس باب مین کہ جسکو ہمنے ذکر کیا ہے یعنی جمع کرنا دونون امر کا
پس تو سمجھ لے اور وہم نہ کر اور خدا دانا تر ہے انتہی صفحہ ۱۵ مین کہتا ہون اور حقتعالی سے مدد لیتا ہون کہ اس
قول مین تصریح ہے باینطور کہ جو شخص نہ بچا نفی سے یعنی مذہب معتزلہ سے اور تشبیہ سے یعنی مذہب حشویہ
اوس کا قدم پھسلگیا راہ استقامت سے اور نہ پہونچا وہ تنزیہہ تک پس ایمان لانا عرش و کرسی پر اور خدا کے
اونکے اوپر ہونے پر اور تمام متشابہات پر جیسا کہ کتاب الہی مین مذکور ہے ضروری امر ہے اور اس قدر
مذہب معتزلہ سے بچاو ہوتا ہے اور اسی طرح ایمان لانا خدا کے بے پروا ہونے پر عرش وغیرہ پر قرار
پکڑنے ضروری ہے اور اس طور سے حاصل ہوجاتا ہے بچاو مجسمہ کے مذہب سے اور ان دونون
امر کے وجہ سے مومن صراط مستقیم پر ہوجاتا ہے اور اسی پر اہل حق کا اجماع ہے پس اسپر مصنف نے
جو تصریح کی ہے اپنے اس قول سے (ھذا کما لا یخفی علی المتبصر المتدبر
ناظر ظاہر فیما ذکرنا من الجمع بین الامرین) پس سراسر باطل ہے
اس لیے کہ جمع کرنا دونون امر کا کہ جسکو مصنف نے ذکر کیا ہے — اجتماع النقیضین کا

وهو الحمل على الظواهر للصفات كما ذهب اليه الحشوية والتنزيه للذات
لاستحالتها كما هو مذهب المسلمين عنها خلط وتلفيق بين المذهبين ومستلزم
لاجتماع النقيضين فعلى المتبصر المتدبر ان يتدبر فيما قلنا كل التدبر قال ولابي
الشيخ الاصبهاني والبيهقي عن يحيى بن يحيى قال كنا عند مالك بن انس فجاء رجل
فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف استوائه فاطرق مالك
راسه حتى علاه الرحضاء ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول
والايمان به واجب والسؤال عنه بدعة وما اراك الا مبتدعا
فامر به ليخرج انتهى الى ان قال بعد بيان طرق القول المذكور
فاخرج الخلال واللالكائي بسند كله ائمة من طريق سفيان بن عيينة
والبيهقي في الاسماء والصفات من طريق عبد الله بن صالح بن مسلم
قالا سئل ربيعة بن ابي عبد الرحمن عن قوله تعالى استوى على العرش
كيف استوى قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ومن الله الرسالة
وعلى الرسول البلاغ وعلينا التصديق وكان ربيعة بلغه نحو ذلك عن ام
المومنين ام سلمة فاخرج ابن منده وابن مردويه واللالكائي باسانيد صحيحة عن
محمد بن اشرس الكوفي وابي كنانة الكوفي ثنا ابو المغيرة النضر بن اسمعيل الحنفي ثنا
قرة بن خالد عن الحسن عن امه عن ام سلمة زوج النبي صلعم انها قالت
الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والاقرار به ايمان والجحود به كفر
ولعبد الله بن احمد في الرد على الجهمية عن ابيه عن شريح بن النعمان
عن عبد الله بن نافع الصائغ صاحب مالك وخصيصه قال سمعت مالك بن انس
يقول الله في السماء وعلمه في كل مكان قال الذهبي هذا ثابت عن مالك انتهى

اور وہ حمل کرنا ہے صفات خدا کا اونکے ظاہری معانی پر جیسا کہ حشویہ کا مذہب ہے اور پاک سمجھنا اون سے
ذات خدا کو بسبب مستغنی ہونے ذات کے اون سے جیسا کہ متکلمین کا مذہب ہے ملا دینا ہر اور تلفیق سے دونون
مذہبون مین اور مستلزم ہے اجماع نقیضین کو پس اہل بصیرت و تدبیر پر واجب ہے کہ ہمارا اس قول مین پوری طرح سے
تدبیر کرے کہا مصنف نے اور ابو الشیخ اصبہانی اور بیہقی نے یحیی بن یحیی سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مالک
ابن انس کے پاس تہے کہ ایک مرد آیا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ رحمن عرش مستوی ہوا کیونکر ہے اوسکا مستوی ہونا
پس مالک نے اپنا سر جہکا لیا یہانتک کہ اونکو پسینا آگیا پہر کہا کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور ایمان
اسپر واجب ہے اور اسکا سوال کرنا بدعت ہے اور تیرے نزدیک تو بدعتی ہے پہر اوسکو حکم دیا کہ چلا جاوے انتہی یہانتک کہ
کہا مصنف نے بعد بیان کرنے طرق اس قول کے پس روایت کی خلال اور لالکائی نے ایسی سند کیساتہہ کہ اوسکے کل
رجال ائمہ ہین سفیان بن عیینہ کی طرق سے اور بیہقی نے اسماء و صفات مین عبد اللہ بن صالح بن مسلم کے طریق سے
کہ کہا اونہون نے کہ ربیعہ بن عبد الرحمن سے پوچہا گیا حقتعالی کے قول استوی علی العرش کو کہ کیونکر مستوی ہوا کہا کہ استوا
غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور خدا کی طرف سے بہیجنا ہے اور رسول پر پہونچانا ہے
اور ہمپر تصدیق کرنا ہے اور شاید کہ ربیعہ کو ایسا ہی پہونچا ہے ام المومنین ام سلمہ سے پس روایت کی
ابن مندہ و ابن مردویہ و لالکائی نے صحیح سندون کے ساتہہ محمد بن اشرس کوفی و ابو کنانہ کوفی سے کہ
بیان کیا ہمسے ابو منیرہ نضر بن اسمعیل حنفی نے کہ بیان کیا ہمسے قرہ بن خالد نے بروایت حسن اونہون نے
روایت کی اپنی والدہ ام سلمہ زوجہ نبی صلعم سے کہ فرمایا اونہون نے استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر
معقول ہے اور اوسکا اقرار کرنا ایمان ہے اور اوسکا انکار کرنا کفر ہے اور عبد اللہ بن احمد نے جہمیہ کے
رد مین اپنے باپ سے اونہون نے شریح بن نعمان سے اونہون نے عبد اللہ بن نافع صائغ سے
جو امام مالک کے صحبت یافتہ اور اون کے خاص لوگون مین سے ہین کہا اونہون نے کہ سنا مینے
امام مالک بن انس سے کہ وہ کہتے تہے کہ حقتعالی آسمان مین ہے اور اوس کا علم ہر جگہ
مین ہے کہا ذہبی نے کہ یہہ روایت ثابت ہے امام مالک سے۔ انتہی۔

اقول ومن الله التوفيق لما فرغ المصنف عن الاستدلال باقوال الامام الاعظمؒ واصحابه شرع في الاستدلال باقوال الامام مالكؒ واصحابه وجمع كلما تمسك به منها في هذا القول وهذا ايضا اقتفاء منه بشيخه ابن تيمية فعلينا ان ننقل كلام ابن تيمية وكلام العلامة المحلى في رد عليه من التنبيه كي تتضح الاحوال وتنكشف حقيقة المقال (قال العلام المفتى محمد سعيد رحمه الله في التنبيه في صحيفة ٣٣ روى الخلال باسناد كلهم ائمة عن سفيان بن عيينة قال سئل ربيعة بن ابي عبد الرحمن عن قوله تعالى الرحمن على العرش استوى كيف استوى قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ومن الله الرسالة وعلى الرسول البلاغ المبين وعلينا التصديق قال ابن تيمية وهذا الكلام روى عن مالك ابن انس تلميذ ربيعة من غير وجه منها ما رواه ابو الشيخ الاصبهاني وابو بكر البيهقي عن يحيى بن يحيى قال كنا عند مالك بن انس فجاء رجل فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف الاستواء فاطرق مالك براسه حتى علاه الرحضاء ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والايمان به واجب موافق لقول الباقين امروها كما جاءت بلا كيف فانما نفوا علم الكيفية ولم ينفوا حقيقة الصفة ولو كان القوم قد امنوا باللفظ المجرد من غير فهم لمعناه على ما يليق بالله تعالى لما قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ولما قالوا امروها كما جاءت بلا كيف فان الاستواء حينئذ لا يكون معلوما بل مجهولا بمنزلة حروف المعجم وايضا فانه لا يحتاج الى نفي علم الكيفية اذا لم يفهم

مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے کہ ہر گاہ مصنف فارغ ہوا امام اعظم اور اونکے اصحاب کے اقوال سے
دلیل لانے سے شروع کیا دلیل لانے مین امام مالک اور اونکے احباب کے اقوال سے اور اونکے جسقدر اقوال سے
استدلال کیا ہے اسکو اس قول مین جمع کر دیا اور یہ بھی مصنف نے پیروی کی ہے اپنے شیخ ابن تیمیہ کی پس ہمکو لازم ہے
کہ ہم ابن تیمیہ کا کلام اور علامہ حلبی کا کلام اوس کے رد مین تنبیہ سے نقل کر دیوین تاکہ احوال واضح ہو جاوے
اور اس کلام کی حقیقت کھل جاوے علامہ مفتی محمد سعید رحمہ اللہ نے تنبیہ کے صفحہ ٣٢٣ مین کہا ہے کہ روایت کی
فلان نے ایسی سند کے ساتھ کہ کل رجال ائمہ ہین سفیان بن عیینہ سے کہا کہ ربیعہ بن عبد الرحمن سے پوچھا گیا
حق تعالی کے قول الرحمن علی العرش استوی کو کہ استوار کیونکر ہے کہا اونہون نے کہ استوار غیر مجہول ہے
اور کیفیت غیر معقول ہے اور خدا کے طرف سے بھیجنا ہے اور رسول پر صاف صاف پہونچانا ہے اور ہمپر
تصدیق کرنا ہے کہا ابن تیمیہ نے اور یہ کلام روایت کیا گیا ہے مالک بن انس سے کہ شاگرد ہین ربیعہ کے
بسند جید وجود منجملہ اونکے وہ ہے کہ اسکو روایت کیا ابو الشیخ اصبہانی و ابو بکر بیہقی نے یحیی بن یحیی سے کہا کہ
ہم مالک بن انس کے پاس تھے پس ایک مرد نے آکر کہا کہ اے ابو عبد اللہ رحمن عرش پر مستوی ہوا کیونکر ہوا استوار
پس مالک نے اپنی سر کو جھکا لیا یہانتک کہ اونکو پسینا آگیا پھر کہا کہ استوار غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور اسپر
ایمان لانا واجب ہے یہ قول موافق ہے باقی ائمہ کے قول کے کہ جاری کرو صفات متشابہات کو جسطور پر کہ نازل ہوئی
ہین بدون کیفیت کے پس اونہون نے علم کیفیت کی نفی کی ہے اور حقیقت صفت کی نفی نہین کی ہے اور اگر
یہ لوگ ایمان لائے ہوتے مجرد لفظ پر بدون سمجھنے اوسکے معنی کے اوسطور پر کہ خدا کے لائق ہین تو امام مالک نکہتے
کہ استوار غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور نہ ائمہ دین یہ کہتے کہ صفات کو جاری کرو جسطور پر کہ آئی
ہین بدون کیفیت کے اس لیے استوار اس حالت مین معلوم نہین ہوتی بلکہ مجہول رہتی بمنزلہ حروف
معجم کے اور نیز اس کو حاجت نہین ہے علم کیفیت کے نفی کرنیکی جبکہ لفظ سے کوئی معنی ہی نہ سمجھے جاوین ۔

من اللفظ معنى فانما يحتاج الى نفى علم الكيفية اذا اثبتت الصفات انتهى
قال العلامة الحلبى فى رده و روى قول الربيعة و مالك الاستواء غير مجهول
فليت شعرى من قال انه مجهول بل انت زعمت انه لمعنى عينته واردت
ان تعزوه الى الائمة ونحن لا نسمع لك بذلك ثم نقل عن مالك انه
قال للسائل الايمان به واجب والسوال عنه بدعة وما اراك الا
مبتدعا فامر به فاخرج فيقال له ليت شعرى من امتثل منا قول مالك هل
امتثلناه نحن حيث امرنا بالامساك والجمنا العوام عن الخوض فى ذلك
او امتثله هو حيث جعله وارسنة يلقيه ويلقفه ويلقنه ويكتبه ويدرسه و
يامر العوام بالخوض فيه وهل انكر على المستفتى فى هذه المسئلة بعينها واخرجه
كما فعل مالك رضى الله فيها بعينها وعند ذلك يعلم ان ما نقل عن مالك حجة عليه لا له
انتهى اقول معنى قول ام سلمة ام المومنين رض وقول الامام مالك رح الاستواء غير
مجهول اى بالمعنى اللغوى لكنه يستلزم التكييف والتحديد وهو غير معقول فى حقه
تعالى لانه غنى عنه لكن الاقرار بان الاستواء صفة من صفاته تعالى لا يعلم
ما ذا رادبها واجب الاذعان لورود التنزيل به والجحود باصل الاستواء كما فعله
الجهمية كفر لانه يفضى الى انكار صفة من صفاته تعالى وعلى هذا بطل ما قاله
ابن تيمية من ان القوم لو امنوا بمجرد اللفظ من غير فهم لمعناه على ما يليق بالله تعالى
لما قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول انتهى لان القوم لو امنوا به بعد ان
فهموا معناه الذى يليق به تعالى لما قال الامام مالك والكيف غير معقول لان الكيف
بعد تعيين المعنى المراد والعلم به لا يبقى مجهولا فلا يعد من المتشابهات وايضا بطل ما
قال له من انه لا يحتاج الى نفى علم الكيفية اذا لم يفهم من اللفظ معنى وانما يحتاج الى نفى

اور نفی علم کیفیت کی حاجت تو تب ہو کہ جب صفات ثابت ہوں انتہی علامہ حلبی نے اسکے رد مین کہا ہو اور روایت کیا ابن تیمیہ نے
قول ربیعہ و مالک کا کہ استوا غیر مجہول ہے پس کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ کسنے کہا ہے کہ وہ مجہول ہے بلکہ تو نے اعتقاد کر لیا ہے کہ وہ
اوس معنی کیلیے ہے کہ جس کو تو نے معین کر لیا ہے اور تیرا ارادہ ہے کہ وہ دونوں اماموں کیطرف اوسکو منسوب کر دے اور اوسکو
سمجھے نہین سمجھتے ہین پھر نقل کیا امام مالک سے کہ کہا اونہوں نے سائل کو اور اسپر ایمان لانا واجب ہے اور اسکا سوال کرنا بدعت ہے
اور مجھکو تو بد مذہبی معلوم ہوتا ہے ہیں اوسکو حکم دیا گیا پس نکالا گیا پس ابن تیمیہ سے کہا جاتا ہے کہ کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ کہتے کیا
کسنے امام مالک کے قول پر عمل کیا ہے ایا تم نے اوس پر عمل کیا ہے اس لئے کہ تم نے حکم دیا ہے کہ لسان کا اور عوام
کا کام بند کیا جاوے اور نہین غوض کرنے سے یا ابن تیمیہ نے عمل کیا ہے اسلئے کہ اوس نے اسکو صفت کا کہ تو لید دیا
کہ اسکا القاء و تلقین و تقریر و تدریس کرتا ہے اور عوام کو حکم دیتا ہے اسمین خوض کرنے کا اور کیا ابن تیمیہ نے اس سائل کو جو
اوسکے کو ناپسند کیا ہے اور اوسکو نکال دیا ہے جسطرح کہ مالک نے نکالا اس سائل کو جس نے کہا تھا اور اسوقت معلوم ہوا کہ انکا کہنا
ابن تیمیہ نے امام مالک سے نقل کیا ہے اور یہ محبت ہے تو کہ اوسکے لئے انتہی مین کہتا ہون کہ معنی قول امام
ام المومنین کے اور قول امام مالک کے کہ استوا غیر مجہول ہے یہ ہین کہ معنی لغوی غیر مجہول ہے لیکن وہ معلوم ہے
تجدید کرا اور خدا کے حق مین غیر معقول ہے اسلئے کہ تعالی اوس سے غنی ہے لیکن اقرار اس امر کا کہ استوا ایک صفت ہے صفات مین سے
ہمکو معلوم نہین کہ خدا نے اوس سے کیا ارادہ کیا ہے واجب الاعتقاد ہے بسبب ورود قرآن کے اسپر اور انکار اس استوا کا
کفر کیا ہے جیسے کہ کفر ہے اس لئے کہ اس سے خدا کی صفات مین سے ایک صفت کا انکار لازم آتا ہے
اور اسی سے باطل ہو گیا جو کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ اگر محمد دین اگر لفظ پر ایمان لاتے بدون سمجھنے انکے معنی
جو خدا کے لائق ہین تو امام مالک یہ نہ کہتے کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے انتہی اسلئے کہ اوسکا
اگر اسپر ایمان لاتے بعد ایسے معنی سمجھنے کے جو شان خدا کے لائق ہین تو امام مالک یون فرماتے کہ کیفیت
غیر معقول ہے اس لئے کہ بعد معین کر لینے معنی مراد کے اور اوس کو جان لینے کے کیفیت مجہول نہین رہتی
پھر اوس کا متشابہات مین شمار نہ کیا جاتا اور نیز باطل ہو گیا جو کہ اوس نے کہا ہے کہ نفی علم کیفیت
کی حاجت نہین رہتی ہے جبکہ لفظ سے کچھ معنی نہ سمجھا جاوے نفی علم کیفیت کی تو جبھی حاجت ہے

علم الكيفية إذا أثبتنا الصفات انتهى لأن المراد بالكيفية تبيان المعنى المراد وثبوت أصل الصفة
المراد بالاستواء لا يستلزم القول بالمعنى اللغوي حتى يقال إن المراد بقول مالك الاستواء غير
مجهول أن الاستواء محمول على ظاهره والكيفية ذلك المعنى غير معقول فكما لا احتياج إلى نفي
علم الكيفية إذا لم يفهم من اللفظ معنى كذلك لا احتياج إليه إذا علم أن المراد باللفظ معناه اللغوي
فلم يتم عليه ما ألزم علينا مع أنا لم نقل بأنه لا يفهم من المتشابه معنى حتى يرد علينا قوله لا احتياج
إلى نفي علم الكيفية حينئذ فصدق ما قاله العلامة الحلبي في رده أن ما نقله عن مالك حجة عليه لا له
ولله الحمد ولما فرغ عن الاستدلال بقول الإمام مالك شرع في الاستدلال بما قاله الإمام الشافعي و
أتباعه فقال روى الحافظ عبد الغني المقدسي وشيخ الإسلام أبو الحسن علي الهكاري وغيرهما
في صحيح عقيدة الشافعي قال القول في السنة التي أنا عليها ورأيت أهل الحديث عليها الذين
رأيتهم مثل سفيان ومالك وغيرهما الإقرار بشهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وذكر
أشياء ثم قال وأن الله فوق عرشه على سمائه يقرب من خلقه كيف يشاء وينزل إلى سماء الدنيا كيف
شاء وذكر سائر الاعتقاد وروى المقدسي والهكاري عن الحسن بن هشام البلدي قال هذه وصية محمد بن
إدريس الشافعي أوصى أن يشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وذكر الوصية إلى أن قال فيها والقرآن
كلام الله غير مخلوق وأن الله تعالى يرى في الآخرة عيانا ينظر إليه المؤمنون ويسمعون كلامه وأنه تعالى فوق
وذكر سائر الوصية انتهى أقول ويبعد أن يستفيد من هذين الروايتين عن الإمام الشافعي ما احتج به الخصم
نقلها المحشي العلامة في المنبه ثم قال لا يخفى أن هاتين الروايتين عن الإمام مما لم ينقلها أصحابه عنه فكيف ولم
يذكرها البيهقي وغيره في اعتقاد الشافعي قال المزني سألت الشافعي عن مسألة في الكلام فقال سلني عن شيء
إذا أخطأت فيه قلت أخطأت ولا تسألني عن شيء إذا أخطأت فيه قلت كفرت وذكر الحافظ [illegible]
الإمام في بيان اعتقاده سندا إليه فلم [illegible] ثم قال الذهبي بعد ذكر الروايتين المذكورتين رواه ابن أبي حاتم
عنه ثم قال فيها أثبت هذه الصفات التي لم تنف عنها التشبيه كما نفى عن نفسه فقال ليس كمثله شيء وهو السميع البصير

چاہیے تھا کا ثبوت ہوجاتا انتہی ملخصاً کہ مراد کیفیت سے یہی کرنا ہے معنی مراد کا اور ثابت ہونا اصل صفت کا جس کو استوا سے مراد لیتے ہیں مستلزم ہے معنی لغوی کے قائل
ہونیکو جیسی کہ کہا جاتا ہے کہ مراد امام مالک کے اس قول سے کہ استوا غیر مجہول ہے یہ ہے کہ استوا معلوم ہے اپنے ظاہر معنی پر لیکن کیفیت اوس معنی کی غیر معقول ہے پس جس طرح
نفی علم کیفیت کی بابت نہیں ہوتی ہے جبکہ لفظ اوس کو کوئی معنی نہ سمجھا جاوے اوس کی بابت نہیں ہوتی ہے جبکہ معلوم ہوتا کہ مراد لفظ سے اوسکے معنی لغوی ہیں
یہ لازم آگیا ابن تیمیہ پر وہ اعتراض کہ اوس نے لازم کیا تھا مہیر یا اگر ہم نہیں کہتے کہ مشابہ ہے کوئی معنی نہیں سمجھتے کہ پھر اوسکا یہ قول (القول)
الی نفی علم الکیفیۃ ... وارد ہوتی صادق آگیا جو کہ علامہ حلبی نے اوسکے رد میں کہا ہے کہ جو کچھ ابن تیمیہ نے امام مالک سے نقل کیا ہے
تجہیز اوسی پر کہ اوسکے واسطے اور خدا ہی کیلئے سب تعریفیں ثابت ہوں ... مفید ہوا ... امام مالک کے قول ... لا تشبیہ
اپنے ... امام شافعی اور اونکے اتباع کے اقوال سے اوسے کہا اور روایت کیا حافظ عبد الغنی مقدسی نے شیخ الاسلام ابو ...
وغیرہ نے اپنی ... میں عقیدہ امام شافعی کا کہا امام شافعی نے کلام اور ... میں ... اور ... کو ...
... جیسے ... ومالک وغیرہ اقرار کرنا ... اس امر کا ... کو ... اور ...
اور ذکر کیا چند امور کا یہ فرمایا اور اقرار اس امر کا کہ خدا اپنے عرش پر ہے اپنی آسمان کی ... اپنی مخلوق سے ... جس طرح چاہتا ہے
نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کی طرف جس طرح چاہتا ہے اور ذکر کیا امام ... اور روایت کی مقدسی اور ... حسن بن ... امام ...
کی ... شافعی کی وصیت کی کہ ... اس امر کی کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز خدا کے ... کوئی اوسکا شریک ...
اور ذکر کیا وصیت کو ... کہا ... اور قرآن خدا کا کلام غیر مخلوق ہے اور یہ کہ حق تعالیٰ کا ... آخرت میں ...
ایمان والے ... کلام ... اور یہ کہ حق تعالیٰ عرش پر ہے اور ذکر کیا امام ... کہا ... اور حق تعالیٰ ...
دونوں روایتیں امام شافعی ... کی ... نقل کیا اور ...
دونوں روایتیں ثابت نہیں ہیں ... امام شافعی کو اصحاب ... وغیرہ امام شافعی کی ...
مزنی کو کہ پوچھا ہے امام شافعی سے ایک مسئلہ علم کلام کا ... کہا اور سوال ... کا ...
اور ... سوال کرنے ... ایسی ... کہ جس میں خطا کرون ... تو ... ذکر کیا ... حافظ ابن حجر ... امام شافعی کی ...
یا ... کو ... اور ... ان دونوں ... ذکر ... کیا ابن ابی حاتم ... کہا ...
ہم ثابت کرتے ہیں ان صفات کو اور نفی کرتے ہیں اون سے تشبیہ کو جس طرح کہ خدا نے اپنی ذات سے نفی کیا ہے اور فرمایا ہے ... اور وہی ... ہے

ثم قال رواه شيخ الاسلام في عقيدة الشافعي وغيره باسناد كلهم ثقات انتهى وهذا القول يدل
على اتباعه عقيدة السلف فقوله نثبت هذه الصفات رد للجهمية وقوله ننفي عنها التشبيه رد على
المشبهة وقد ذكر الشافعي في كتاب الرسالة في خطبته ان الله لا يبلغ الواصفون كنه عظمته والذي هو
فوق ما يصفه به خلقه قال الامام الرازي وهذا الكلام يدل على انه كان يعتقد ان الله تعالى ليس بجسم
ولا في جهة ولا يبلغ الواصفون كنه عظمته وهذا القدر وانه كان كلاما قليلا الا انه كاف في الغرض
كما ان قوله تعالى ليس كمثله شيء كاف في هذا الغرض انتهى اقول وايضا يكفي في الجواب عما اورده المصنف
عند بعد هذا فقال وروى الحافظ عبد الرحمن بن ابي حاتم والقاضي الشهيد ابو الحسين محمد بن القاضي
ابي يعلى محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة والحافظ ابو موسى المديني والحافظ عبد الغني المقدسي في اعتقاد
الشافعي عن يونس بن عبد الاعلى المصري قال سمعت ابا عبد الله محمد بن ادريس الشافعي يقول وقد سئل عن
صفات الله عز وجل وما ينبغي ان يؤمن به فقال لله تبارك وتعالى اسماء وصفات جاء بها كتابه واخبر بها
نبيه صلى الله عليه وسلم امته لا يسع احدا من خلق الله قامت عليه الحجة الا الايمان بها لان القرآن نزل به وصح عنده
بقول النبي صلى الله عليه وسلم فيما روى عنه العدل فان خالف ذلك بعد ثبوت الحجة عليه فهو بالله
كافر فاما قبل ثبوت الحجة عليه من جهة الخبر فمعذور بالجهل لان علم ذلك لا يدرك
بالعقل ولا بالروية والفكر الى ان قال بعد ذكر المتشابهات
العديدة ونحن نثبت هذه الصفات وننفي التشبيه كما نفى ذلك
عن نفسه تعالى ذكره فقال ليس كمثله شيء وهو السميع البصير انتهى
اقول بتوفيقه تعالى وعونه هذا كله حجة على المصنف وليس مؤيدا له
لان قول الامام (ونحن نثبت هذه الصفات) رد لمذهب الجهمية حيث
انكروها وقوله (وننفي التشبيه) رد لمذهب الحشوية حيث حملوها على ظواهرها حتى لزمهم التشبيه
فالاستدلال به على ادعاء المصنف ليس بصحيح والله الموفق للصواب والخبير بالهويات والمفهم للابواب وعنده ام الكتاب

کہا امام رازی نے کہ یہ کلام دلالت کرتا ہے اسپر کہ امام شافعی معتقد تھے کہ خدا نہ جسم ہے اور نہ جہت میں ہے ورنہ البتہ پہونچ جاتے وصف بیان کرنیوالے اوس کی عظمت کی کنہ کو اور اسقدر۔ اگرچہ تھوڑا سا کلام ہے مگر یہ کافی ہے غرض کے لیے جسطرح کہ قول حق تعالے کا لیس کمثلہ شیء۔ کافی ہے اس غرض کیلئے انتہی میں کہتا ہون اور نیز کافی جواب ہیں اوس قول کے کہ جسکو مصنف نے اس کے بعد نقل کیا ہے اور کہا ہے (اور روایت کیا حافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم نے پھر قاضی شہید ابو الحسین محمد بن قاضی ابو یعلی محمد بن فراء حنبلی نے طبقات حنابلہ میں اور حافظ ابو موسی مدنی نے پھر حافظ عبد الغنی مقدسی نے اعتقاد شافعی میں یونس بن عبد الاعلی مصری سے کہا اونہون نے کہ سنا مینے ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی سے کہ وہ اور اون سے پوچھا گیا تھا احوال صفات خدا عز و جل کا اور دیگر ایمانیات کا یا کہ حق تبارک و تعالی کے لئے اسماء و صفات ہین کہ جنکی خبر کتاب الہی مین ہے اور نبی صلعم نے اپنی امت سے اونکو بیان کیا ہے نہین درست ہے کسیکو خدا کی مخلوق مین سے کہ جسپر قائم ہو گئی حجت کہ اونپر ایمان لاوے قرآن اوس کی ساتھ اترا ہے اور صادق ہے اوس کے نزدیک ثابت ہو گیا نبی صلعم کا قول جسطرح اوس روایت مین کہ جسکو ثقہ نے بیان کیا ہے پس وہ خلاف کرے اوسکا بعد ثابت ہونے حجت کے اوپر پس وہ شخص کافر ہے خدا سے لیکن ثبوت حجت سے پہلے خبر کی جہت سے پس وہ معذور ہے نہ جاننے کے سبب سے اس لئے کہ اسکا علم نہ عقل سے معلوم ہوتا ہے اور نہ سوچنے اور فکر کرنے سے یہانتک کہ کہا بعد ذکر چند صفات کے اور ہم ثابت کرتے ہین ان صفات کو اور نفی کرتے ہین تشبیہ کی جیسا کہ تشبیہ کی نفی بیان کی ہے حقتعالی نے اپنے نفس سے پس فرمایا کہ اوس کے مانند کوئی شے نہین ہے اور وہی سنتا دیکھتا ہے انتہی میں کہتا ہون خدا کی توفیق اور اوس کی مدد سے کہ یہ تمام حجت مصنف اور اوسکو مفید نہین ہے اسلئے کہ امام کا یہ قول (ونحن نثبت هذه الصفات) رد ہے مذہب جہمیہ کا اس لئے کہ اونہون نے صفات کا انکار کیا ہے اور قول امام کا (وننفی التشبیه) رد ہے مذہب حشویہ کا اس لئے کہ اونہون نے صفات کو اون کے ظاہری معانی پر حمل کیا ہے یہانتک کہ اوس سے تشبیہ لازم آگئی ہے پس اس قول سے دلیل لانا مصنف کا اپنے دعوی پر صحیح نہین ہے اور خدا ہی توفیق

قال وروى الساجي قال الذهبي عن علي بن عبد الله الحلواني قصة
كان اصلها انه واصحابه كتبوا الى المزني يسئلونه ويستعلمون منه
في كتب الجهم الجواب وفيه في حق الله الحق تعالى السميع البصير
العليم الخبير المنيع الرفيع قال على العرش بائن من خلقه وروى اللا
لكائي عن المروزي قال قلت لابي عبد الله احمد بن حنبل
ما معنى قوله وهو معكم ما يكون من نجوى ثلثة الا هو
رابعهم قال علمه محيط بالكل وربنا على العرش بلا حد ولا صفة
وروى الخلال عن يوسف بن موسى القطان قيل لابي عبد الله
احمد بن حنبل الله فوق السماء السابعة على عرشه بائن من خلقه
وعلمه وقدرته بكل مكان قال نعم وروى القاضي ابو الحسين
محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة في ترجمة ابي العباس
احمد بن جعفر الفارسي الاصطخري باسناده عنه قال قال ابو
عبد الله احمد بن محمد بن حنبل هذه مذاهب اهل العلم
واصحاب الاثر واهل السنة المتمسكين بعروقها المعروفين بها
المقتدى بهم فيها من لدن النبي صلى الله عليه واله وسلم
الى يومنا هذا ادركت من علماء اهل الحجاز والشام وغيرهم
عليها فمن خالف شيئا من هذه المذاهب او طعن فيها او عاب
قائلها فهو مخالف مبتدع خارج عن الجماعة زائل عن منهج السنة
وسبيل الحق ثم ساقها بطولها وفيها وخلق سبع سموات بعضها
فوق بعض وسبع ارضين بعضها فوق بعض وبين الارض العليا

والسماء الدنيا خمسمائة عام وبين كل سماء إلى سماء مسيرة خمسمائة عام والماء فوق
السماء العليا السابعة وعرش الرحمن عز وجل فوق الماء والله عز وجل على
العرش والكرسي موضع قدميه وهو يعلم ما في السموات والأرضين السبع
وما بينهما وما تحت الثرى وما في قعر البحار الى قوله ويعلم كل شيء لا يخفى عليه
من ذلك شيء وهو على العرش ۔ (کہا مصنف نے) اور روایت کی سلفی نے محمد بن علی بن عبد اللہ
حلوانی سے ایک حکایت کہ جسکا حاصل یہ ہے کہا انھوں نے اور اونکے یاروں نے مزنی کو خط لکھا اوس میں انھوں
نے حق تعالی کی صفات کو پوچھا تھا پس مزنی نے اونکو جواب لکھا کہ حق تعالی سنتا ہے دیکھتا ہے دانا ہے خبردار ہے
روکنے والا ہے بلند اور اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے اور روایت کی لالکائی نے مروزی سے کہ کہا انھوں نے کہ
پوچھا ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے پوچھا گیا حق تعالی کے قول (وهو معكم ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم)
کے معنی میں کہا کہ اوسکا علم سبکو گھیرے ہوئے ہے اور ہمارا رب عرش پر ہے پہچانتے ہیں ہم اوسکو بدون حد کے اور بدون صفت کے اور
روایت کی خلال نے یوسف بن موسی قطان سے کہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ اللہ ساتوین آسمان پر ہے اوپر اپنے
عرش پر مخلوق سے جدا ہے اور اوسکا علم وقدرت ہر جگہ ہے کہا کہ ہاں اور روایت کی قاضی ابو الحسین محمد بن فرا
حنبلی نے طبقات حنابلہ میں ابو العباس احمد بن جعفر فارسی اصطخری کے احوال میں ساتھ اپنی سند کے اون سے
کہا کہ کہا ابو عبد اللہ احمد بن محمد حنبل نے کہ یہی مذاہب ہیں اہل علم واہل اثر واصحاب سنت کے جو کہ پکڑنے والے
ہیں سنت کی رگوں کو اور سنت کے ساتھ مشہور ہیں اور سنت کی اقتدا ان سے کی جاتی ہے نبی صلعم کے زمانہ سے اوس وقت تک
پائے انھیں عقائد پر پایا ہے جسکو پایا ہے علمای حرمین وشام وغیرہ کو پس جو کوئی ان مذاہب میں سے کچھ خلاف کرے یا طعن کرے یا اوسکے قائل
پر عیب لگائے پس مخالف ہے بدعتی ہے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہے راہ سنت وطریق حق سے ہٹا ہوا ہے پھر اون مذاہب کے
بیان کیا طوالت کے ساتھ اور اونھیں میں تھا کہ (اور پیدا کیا سات آسمانوں کو بعض اونکے اوپر بعض کے اور سات زمینوں کو بعض اوپر بعض کے اور
درمیان اوپر کی زمین و آسمان دنیا کے پانسو برس کی مسافت ہے اور درمیان ہر آسمان کے دوسرے آسمان تک پانسو
برس کی مسافت ہے اور ساتوین آسمان بلند کے اوپر پانی ہے اور خدائے عز وجل کا عرش)

فوق السماء السابعة ودونه حجب من نار ونور وظلمة وما هو اعلم بها الى آخر ما هنا
هنا واقواله فيه كثيرة جدا انتهى اقول بعونه وقوته تعالى اصول لما فرغ المصنف
عن الاستدلال بقول الامام الشافعي شرع في الاستدلال بقول الامام احمد بن حنبل فهذا
القول فلنبين في جوابه اعتقاد الامام احمد في هذا الباب برواية الثقات من اهل
السنة والكتاب نقلا من التبيه قال المفتي العلامة في صحته من التنبه
قال الامام احمد بن حنبل رضي الله عنه لا يوصف الله تعالى الا بما وصف به
نفسه او وصفه به رسوله لا يتجاوز القرآن والحديث الخ وقد قدمنا هذا القول
في المقدمة بتمامه نقلا عن ابن تيمية وهو جوامع الكلم ساق فيه ادلة
المتكلمين وهو حجة على الحشوية قال ابرهيم بن ابان الموصلي سمعت ابا عبد الله
وجاءه رجل فقال اني سمعت ابا ثور يقول ان الله خلق ادم على صورة
نفسه فاطرق طويلا ثم ضرب بيده على وجهه ثم قال هذا كلام سوء هذا كلام
جهم لا تقربوه رواه ابن ابي يعلى وقال عبد الله سألت ابي عن قوم يقولون لما
كلم الله موسى لم يتكلم بصوت فقال ابي تكلم تبارك وتعالى بصوت
وهذه الاحاديث نرويها كما جاءت ذكره ابن ابي يعلى قلت وهذه الاقوال تدل
صريحا ان اعتقاده اعتقاد السلف من التوقف والتفويض في آيات
الصفات واحاديثها قال محمد بن محمد السعدي الحنبلي في كتابه
في مناقب الامام احمد في بيان اعتقاده وكان يذهب الى مذهب
السلف مع القول بالتنزيه ونفي التشبيه وربما اول في بعض المواضع
قال حنبل بن عم الامام احمد سمعت عمي يقول احتجوا علي يوم المناظرة
فقالوا تجيء يوم القيمة سورة البقرة وتجيء سورة تبارك قال فقلت لهم انما هو الثواب قال الله

پانی کے اوپر ہے اور خدائی عزوجل عرش پر ہے اور کرسی پر اوسکے دونو پیر ہین اور وہ جانتا ہے جو کچھ کہ آسمانون اور ساتون
زمینون مین ہے اور جو کچھ اون دونونکے درمیان ہے اور جو کچھ خاک مناک کے نیچے ہے اور جو کچھ دریا کے قعر مین ہے یہانتک کہ کہا
اور جانتا ہے ہر شی کو پوشیدہ نہین اوسپر اس تمام کچھ اور وہ عرش پر ہے ساتوین آسمان سے اوپر اور اوسکے نیچے نار و نور و ظلمت کے
پردے ہین اور وہ چیزین ہین کہ جنکو وہی زیادہ جانتا ہے اس عالم کی آخر تک امام احمد کے اقوال اس باب مین یقیناً بہت ہین انتہی
مین کہتا ہون اب حق تعالی کی مدد و قوت سے حملہ کرتا ہون کہ ہرگاہ مصنف فارغ ہوا امام شافعی کے قول سے استدلال کر کے شروع کیا
دلیل لانا امام احمد بن حنبل کے قول سے اپنے اس قول مین پس چاہئے کہ اسکے جواب مین ہم اقتصار امام احمد کا جواب اس باب مین ہے
ثقات اہل سنت کی روایت سے بیان کرین تنبیہ سے نقل کر کے کہا مفتی علامہ نے تنبیہ کے صفحہ ۱۰۵ مین کہ کہا امام احمد بن حنبل
نے کہ نہ وصف کیا جائے حق تعالی کا مگر اوس صفت کے ساتھ کہ جس سے خود اوس نے اپنی ذات کو یا اوسکے رسول نے اوسکو موصوف کیا
ہو ہم نہین آگے بڑھتے ہین قرآن و حدیث سے آخر تک اور اس قول کو ہم پہلے مقدمہ مین بیان کر آئے ہین پوری طور پر اسکو ہم
نقل کر کے اور یہ جوامع کلمات کو شامل ہے بیان کیا ہے اس قول مین متکلمین کی دلیلون کا اور یہ قول اچھا ہے اور جو شخص اسکے
کہا ابراہیم بن ابان موصلی نے کہ سنا مین نے ابو عبد اللہ سے اور آیا اونکے پاس ایک مرد اور کہا کہ ہمنے سنا ہے انکو
کہ وہ کہتے تھے کہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی ذات کی شکل پر پس اونہون نے دیر تک سر جھکا کر رکھا پھر اپنا
ہاتھ اپنے مونہہ پر مارا اور کہا کہ یہہ کلام بدی کا ہے یہہ کلام جہم کا ہے اور اسکے نزدیک شبہا و تم
روایت کیا اسکو ابن ابی یعلی نے اور کہا عبد اللہ نے کہ مین نے پوچھا اپنے باپ سے اون لوگونکا
حال جو کہتے ہین کہ جب کلام کیا خدا نے موسی سے تو آواز کے ساتھ نہین کلام کیا پس کہا میرے باپ نے کہ کلام کیا
حق تبارک و تعالی نے آواز کے ساتھ اور ان حدیثون کو ہم روایت کرتے ہین جسطرح کہ انکا ورود ہوا ہے اوسکو ذکر کیا ابن ابی یعلی نے
مین کہتا ہون اور یہ اقوال صریحاً دلالت کرتے ہین اسپر کہ امام احمد کا اعتقاد مطابق اعتقاد سلف کے ہے آیات و احادیث صفات
مین بغیر تفکر کے اور سپرد کرنا اونکا علم خدا کو کہا محمد بن محمد سعدی حنبلی نے اپنی کتاب مین مناقب امام احمد مین اوسکا اعتقاد ذکر کیا ہے کہ بیشک
وہ مذہب سلف کیطرف مائل تھے قائل تھے تنزیہ کے اور نفی کرتے تشبیہ کے اور بعض مواضع مین تاویل بھی کرتے تھے کہا حنبل امام احمد کے چچازاد بھائی نے کہ سنا مین نے انکو
کہتے ہوئے کہ حجت پکڑی مجھ پر اونہون نے اوس دن پس کہا اونہون نے کہ قیامت کے دن آویگی سورہ بقرہ آویگی سورہ تبارک کہا کہ مین نے جواب دیا کہ اس سے اسکا ثواب ہے کما قال تعالی

جل ذكره وجاء ربك والملك صفا صفا وانما تاتی قدرته القران
المثال ومواعظ وامره ونهیه وكذا وكذا انتهى قال المحقق الشيخ ابن حجر المكى
الهيتمى فی فتاوه عقیدة امام السنة احمد بن حنبل رضى الله عنه وارضاه
وجعل جنان المعارف متقلبه ومثواه وفی الفردوس ماواه وافاض عليه
من سوابغ امتنانه وبواه الفردوس الاعلى من جنانه موافقة لعقيدة
اهل السنة والجماعة من المبالغة التامة فی تنزيه الله تعالى عما يقول الظالمون
والجاحدون علوا كبيرا من الجهة والجسمية وغيرهما من سائر سمات النقص
بل ومن كل وصف ليس فيه كمال مطلق وما اشتهر من جهلة المنسوبين
الى هذا الامام الحبر المجتهد الاعظم من انه قائل بشئ من الجهة اونحوها فكذب
وبهتان وافتراء عليه فلعن الله من نسب ذلك اليه ورماه بشئ من هذه
المثالب التى برأه الله منها وقد بين الحافظ الحجة القدوة الامام ابو الفرج بن
الجوزى من ائمة مذهبه المبرئين من هذه الوصمة القبيحة الشنيعة ان كلما نسب اليه
من ذلك كذب عليه وافتراء وبهتان وان نصوصه صريحة فی بطلان ذلك
وتنزيه الله تعالى عنه فاعلم ذلك فانه مهم وقال واياك وان تصغى الى
ما كتب ابن تيمية وتلميذه ابن قيم الجوزى وغيرهما ممن اتخذ الهه هواه
واضله الله على علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة
فمن يهديه من بعد الله وكيف وقد تجاوز هؤلاء الملحدون الحدود وتعدوا
الرسوم وخرقوا سياج الشريعة والحقيقة وظنوا بذلك انهم على
هدى من ربهم وليس كذلك بل هم على اسوء الضلال واقبح الخصال
وابلغ المقت والخسران وانهى الكذب والبهتان فخذل الله سعيهم

اور آیا رب تیرا اور فرشتے صف بصف اور آنیکی قدرت اوسکی قران عبارت ہو امثال و مواعظ و امر و نہی
وغیرہ وغیرہ سے انتہی کہا محقق شیخ ابن حجر مکی ہیتمی نے اپنے فتاوی مین کہ عقیدہ امام سنت احمد بن حنبل کا
راضی ہو خدا اون سے اور راضی کرے اونکو اور کرے معارف کی جنتونکو اونکا ٹھکانا اور سیرگاہ اور کرے فردوس مین
اونکا مقام اور جاری کرے اونپر اپنے کامل احسانات کو اور رہبا کرے اونکے لئے اپنی جنتونمین سے فردوس اعلی کو موافق
ہو اہلسنت وجماعت کے عقیدہ سے یعنے پورا مبالغہ کرنا حقتعالی کی پاکی بیان کرنیمین اون چیزون سے کہ
جنکے ظالم و منکر قائل ہین جہت و جسمیت وغیرہ تمام علامات نقصان سے بلکہ ہر ایسی صفت سے کہ جسمین
کمال مطلق نہین ہے اور جو کہ مشہور ہوگیا ہے اس امام دانشمند بڑے مجتہد کے بعض جاہل مقلدین سے
کہ امام احمد قائل ہین کسی شے کے جہت وغیرہ سے پس کذب و بہتان و افترا ہے اوپر پس لعنت کرے
خدا اوسپر کہ جس نے اسکو امام احمد کیطرف منسوب کیا اور ان قبائح کے بعض سے اون کو نشانہ بنایا کہ
جسے خدا نے اون کو بری کیا ہے اور تحقیق بیان کیا ہے حافظ حجت پیشوا امام ابو الفرج بن
جوزی نے جو امام ہے مذہب امام احمد کے اون ائمہ مین سے کہ بری تہے اس گندہ ناپاک بد عقیدہ
سے کہ جو کچہہ منسوب ہے امام احمد کیطرف از قسم تشبیہ اوپر کذب و افترا و بہتان ہوا اور اونکی تصریحات اسکے
بطلان مین اور خدا کی تنزیہہ مین اس عقیدہ سے کہلی ہوئی ہین تو اوسکو معلوم کرے اس لئے کہ یہ ایک ضروری امر
اور کہا اور دور کہا ایسکو التفات کرنیسے اون اقوال کیطرف کہ جنکو لکہا ہے ابن تیمیہ اور اوسکے شاگرد ابن قیم جوزی وغیرہ
نے اون لوگونمین سے کہ جنہون نے اپنا معبود بنالیا ہے اپنی خواہش نفسانی کو اور باوجود علم خدا نے اونکو گمراہ کردیا
اور اونکے کانون پر اور دلون پر مہر کردی ہے اور اونکی بینائی پر پردہ ڈالدیا ہے پہر اونکو کون ہدایت کرسکتا ہے
بعد خدا کے کیونکہ ان ملحدون نے حدود دین سے قدم بڑہا دیا ہے اور رسوم شرعیہ سے آگے بڑہ گئے
ہین اور شریعت و حقیقت کی صورتون کو بگاڑ دیا ہے اور اسپر اونکا گمان ہے کہ ہم ہدایت پر ہین
رب کیطرف سے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ یہہ لوگ بدتر گمراہی و قبیح تر عادات و انتہا کی ناخوشی
و خسارہ و منفرع تر کذب و بہتان پر ہین پس رسوا کرے خدا اون کی کوشش کو۔

وجمهوره الارض من امثالهم انتهى وقال السنوسى المالكى فى شرح عقائده
قد لطخت الحشوية بهذه المذهب الفاسد يعنى الجهة بعض ائمة اهل السنة
فرماه انسبوه لاحمد بن حنبل رضى الله عنه اذهم مقلدون له فى الفروع فاوهموا
انهم كما اتبعوه فى الفروع تبعوه فى العقائد وحاشاه ان تكون عقائده
رضى الله عنه مثل عقائدهم اذ امامة فى علم التوحيد على طريق اهل السنة
مجمع عليه ومناظرة لاهل البدع وامتحانه معهم فى ذات الله تعالى مشهور ومستفيض
رضى الله عنه وجزاه عن نفسه وعن المسلمين افضل جزاء ولو قدر ان ذلك
وقع منه على سبيل الفرض والتسليم الجدلى كما يقدر وقوع المحال ولا
حول ولا قوة الا بالله لم يكن لهم عذر ولا حجة باتباعه اذ التقليد فى عقائد
الدين المجمع على صحتها لا يفيد عند كثير من المحققين فكيف بالتقليد فيما
قام البرهان القطعى وحصل الاجماع على فساده انتهى اقول وبعد تصريحات
هذه العلماء الفحول المحققين فى الفروع والاصول الجامعين للمعقول
والمنقول لا يبقى مجال الانكار للمنصف المتورع العادل وان مجال المعاند
اللدود المجادل فى ان الائمة الاربعة رضى الله تعالى عنهم وشيوخهم و
تلاميذهم والمحققين من مقلديهم وكذا سائر المحققين من الصحابة
والتابعين وائمة اهل البيت رضى الله تعالى عنهم اجمعين اجمعوا على
تنزيه الله تعالى عن ظواهر المتشابهات التى هى من صفات الاجسام
الماديات وفوضوا علم حقائقها الى الموصوف بها الذى هو خالق الكائنات
ومبدع الموجودات ورفيع الدرجات وعميم البركات وان اول بعضهم
بشئ منها فهو ليس على القطع واليقين بل كان بالظن والتخمين ومن خالفهم

اور پاک کرے زمین کو اسی قسم کے لوگون سے انتہی اور کہا سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد کی شرح مین کہ آلودہ
کر دیا ہے حشویہ نے جہت کے فاسد مذہب سے بعض ائمہ اہل سنت کو پس بسا اوقات اس عقیدہ کو منسوب
کیا ہے انہون نے احمد بن حنبل کی طرف سو جہت کے پیرو لوگ اونکے مقلد ہین فروع مین پس یہ گمان کیا انہون نے
کہ جسطرح ہم فروع مین اونکے پیرو ہین اسیطرح عقائد مین اونکو متبع ہین حالانکہ وہ بری ہین اس سے کہ اونکے
عقائد ان لوگون کے سے ہون اسلئے کہ اونکا امام ہونا توحید مین اہل سنت کے طریقہ پر مجمع علیہ ہے اور دعا مانگا
کرنا بدعتیون سے اور اونکے ساتھ مین اونکا مشقت اوٹھانا ذات الہی کے بارہ مین مشہور و منقول ہے خدا
اون سے راضی ہوا اور اونکو جزاے خیر دے اونکے نفس اور تمام مسلمانونکی طرف سے افضل جزا کا
اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ویسا ہی اون سے واقع ہوا ہے جسطرح کہ منقول ہوا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کلام
کیا جاتا ہے اور نہین ہے حول قوت مگر خدا کی توفیق سے تو ان لوگون کے لئے امام احمد کی طرف نسبت کرنے اس باب
مین کچھ عذر حجت نہین ہے اس لئے کہ تقلید کرنا دین کے عقائد مین کہ جنکی صحت پر اجماع ہے
بہت سے محققین کے نزدیک صحیح نہین ہے پس کیونکر صحیح ہو تقلید اون عقائد مین کہ جنکے
فساد پر برہان قطعی قائم ہے اور امت محمدیہ کا اجماع ہے انتہی مین کہتا ہون اور بعد تصریحات ان علماے
فحول کے کہ جو فروع و اصول مین پایہ تحقیق رکھتے ہین اور معقول و منقول کے جامع ہین مصنف پرہیزگار
عادل کو انکار کرنے کی مجال باقی نہین ہے اگرچہ انکار کرے سو اسکے جدال کرنے والا اس باب مین
کہ ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم اور اونکے اساتذہ و شاگردان اور اونکے مقلدین کے اہل تحقیق اور اسیطرح
کل محققین صحابہ و تابعین و ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا اجماع ہے حق تعالے کے پاک ہونے
پر متشابہات کے ظاہری معانی سے جوکہ اجسام مادیہ کی صفات سے ہین اور اونکا حقیقی علم سپرد ہونے
سونپ دیا ہے اونکے موصوف کو جوکہ پیدا کرنیوالا ہے جہان کا اور علت ہے موجودات کی اور بلند درجون
والا اور عام برکتون والا ہے اور اگر بعض علماء نے کسی متشابہ کی تاویل بھی کی ہے تو وہ قطعی و یقینی
طور پر نہین ہے بلکہ ظن و تخمین سے تھی اور جو شخص کہ مخالف ہو۔

في ذلك مثقال ذرة كائنا من كان فليس على منهاجهم بل هو تابع لهواه
ومقاول لسبيل المؤمنين وقد قال الله تعالى في اضرابه ومن يتبع غير سبيل
المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم فبئس مثوى الظالمين والحمد لله والمنان
قال والخلال في السنة عن حرب بن اسمعيل قال قلت لاسحق بن راهويه
في قول الله تعالى ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم كيف تقول فيه قال
حيث ما كنت فهو اقرب اليك من حبل الوريد وهو بائن من خلقه
ثم ذكر عن ابن المبارك هو على عرشه بائن من خلقه ثم قال واعلى
شيء من ذلك واثبته قوله تعالى الرحمن على العرش استوى وفي
للبيهقي بسند صحيح عن الاوزاعي اعلم اهل الشام قال كنا والتابعون
متوافرون نقول ان الله فوق عرشه ونؤمن بما وردت به السنة
من صفاته انتهى اقول هذه النقول تعين وتؤيد ما عليه الفحول
ولا تفيد شيئا للظلوم والجهول وانما تشبثها لتوهم ان الجملة
(بائن من خلقه) يفيد لزعمه الفضول وحاشا ما عن ذلك بل فيها رد
لقول المشبهة انه تعالى ههنا متمكن ومتلبس بالمكان فقيل لهم انه
تعالى ليس كذلك بل هو بائن من خلقه اي ليس ممازج ولا مماس لشيء
من خلقه لان المماسة والممازجة من صفات الاجسام فتوهم الخصم انه تعالى
لما لم يكن مماسا فلا بد ان يكون مفارقا بالبعد والمسافة فيكون في الجهة العالية وهذا
غلط فاحش انما وقع بمعونة وهمه وسوء فهمه لان المفارقة والبينونة بالبعد
والمسافة ايضا من صفات الاجسام فلا بد من نفيها ايضا في حق الله تعالى
لئلا يلزم القرار على ما عنه الفرار لان الكلام مع المجسمة انما كان لتنزيه الله

اہل سنت کا اسباب مین ذرہ برابر کوئی بہی کیون ہنو پس وہ اونکے طریقہ پر نہین ہے بلکہ وہ پیرو ہے
اپنی خواہش کا اور تارک ہے راہ مومنین کا اور ایسون کے باب مین حق تعالی نے فرمایا ہے
اور جو کہ پیروی کرے گا راہ مومنین کے غیر کی تو ہم اوسکو پہیر دینگے جسطرف کہ وہ پہرا ہے اور
داخل کرینگے اوسکو جہنم مین اور کیا برا ٹہکانا ہے ظالمون کا اور سب تعریفین خدا ہی کیواسطے
ہین کہ پروردگار ہے سارے جہان کا (کہا مصنف) اور خلال نے سنت مین حرب بن اسمٰعیل سے
روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مین نے اسحق بن راہویہ سے کہا کہ کلام ربانی ما یکون من نجوی
ثلثۃ الا ہو رابعہم مین تمہارا کیا قول ہے کہا اونہون نے کہ تو جس جگہ ہو پس خدا تجہسے زیادہ قریب
ہے شہ رگ سے اور وہ جدا ہے اپنی مخلوق سے اور نقل کیا ابن مبارک سے کہ وہ اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے
جدا ہے پہر کہا اور اس سے بڑہکر اور زیادہ ثابت کرنیوالا قول حق تعالی کا الرحمن علی العرش استوی ہے اور بیہقی نے
بسند صحیح اوزاعی امام اہل شام سے نقل کیا ہے کہا اونہون نے کہ ہم اور بہت سے تابعین کہتے تھے کہ حق تعالی
اپنے عرش پر ہے اور ہم ایمان لاتے ہین اون صفات پر کہ جو سنت مین وارد ہوئی ہین انتہی مین کہتا ہون
کہ یہہ عبارات معین ومویدہین مذہب خلال کی اور ظالم وجہول کو اصلا مفید نہین ہین اور انکو مصنف نے اپنے
دستاویز بنایا ہے کہ اوسکے وہم مین بائن من خلقہ کا جملہ اوسکے زعم فضول کے لئے مفید ہے حالانکہ
یہہ جملہ اس سے بری ہے بلکہ اس جملہ مین رد ہے مشبہ کے اس قول کا کہ اللہ تعالی یہان ہے
مکان مین ٹہرا ہوا اور ملا ہوا ہے پس اون سے کہا گیا کہ وہ ایسا نہین ہے بلکہ اپنے مخلوق سے
جدا ہے یعنی کسی چیز سے متصل اور ملا ہوا نہین ہے اس لئے کہ متصل ہونا اور ملنا اجسام کی صفات سے ہے
پس اس مدعی نے وہم کر لیا کہ حق تعالی سے جب کہ متصل ہنوا پس لامحالہ جدا ہوگا اور ایسا فصل
کے ساتہہ پس ہوگا جہت علو مین اور یہہ فاحش غلطی ہے کہ جسمین ہو نشا وہم و سوء فہم کے سبب مبتلا ہوا ہے اسلئے
کہ علیحدہ ہونا اور جدا ہونا بعد و مسافت کے ساتہہ بہی صفات اجسام سے ہے پس اسکی نفی بہی حق تعالی سے
ضروری تہا کہ جس سے بہاگے تہے اوسپر قرار لازم نہ آوے اسلئے کہ مجسمہ ہمارا کلام خدا کہ پاک ہے سنجہین تہا

عن سمات الحدوث فلو اريد بها ما فهم المدعى منه لما حصل التنزيه
بل لزم الفرار من التشبيه الى التشبيه وهو ليس من شان العقلاء فضلا
عن الفضلاء والكملاء وهكذا حال سائر ما اورده في هذا الكتاب من الاقاويل
البلاء للتدليس بالجبلاء او التلبيس بين الجهلاء اعاذنا الله منه قال
وقال الشيخ الاشاعرة ابو الحسن علي الاشعري في كتابه الابانة
عن اصول الديانة باب ذكر الاستواء على العرش ان قال قائل
ما تقولون في الاستواء قيل له نقول ان الله عز وجل مستو على عرشه
كما قال الرحمن على العرش استوى وقد قال الله عز وجل يدبر الامر من
السماء الى الارض ثم يعرج اليه وقال حكاية عن فرعون يا هامان
ابن لي صرحا لعلي ابلغ الاسباب اسباب السموت فاطلع الى اله موسى
واني لاظنه كاذبا كذب موسى عليه السلام في قوله ان الله عز وجل
فوق السموت وقال عز وجل أامنتم من في السماء ان يخسف بكم
الارض فوقها العرش فلما كان العرش فوق السموت
قال عز وجل أامنتم من في السماء لانه مستو على العرش التي فوق السموت
وكل ما علا فهو سماء فالعرش اعلى السموت وليس اذا قال أامنتم من في السماء
يعني جميع السموت وانما اراد العرش الذي هو اعلى السموات الا ترى ان
الله عز وجل ذكر السموت فقال وجعل القمر فيهن نورا ولم يرد
ان القمر يملاهن جميعا وانه فيهن جميعا ورأينا المسلمين جميعا يرفعون
ايديهم اذا دعوا نحو السماء لان الله عز وجل مستو على العرش
الذي هو فوق السموت فلولا ان الله عز وجل على العرش لم يرفعوا

علامات حدوث سے پس اگر اس کلام سے ارادہ کیا جائے جو کہ اس مدعی نے سمجھا ہے تو تنزیہ الٰہی حاصل نہوگی بلکہ تشبیہ کے طرف جانا لازم آئیگا اور یہ عقلا کی شان سے نہیں ہے چہ جائیکہ فضلا کا یہیں ایسا کہیں اور یہی حال ہے اون اقوال بزرگان دین کا کہ جنکو مصنف نے اس کتاب میں نقل کیا ہے اپنی بڑائی کے خیال سے یا نادانی کو نعوذ باللہ وہی کے وجہ سے خدا ہمکو اس سے پناہ دے (کہا مصنف نے) اور کہا اشاعرہ کے شیخ ابو الحسن علی اشعری نے اپنی کتاب ابانہ عن اصول الدیانہ کے باب ذکر استوای علی العرش میں اگر کہنے والا کہے کہ استوا میں تمہارا کیا قول ہے اوس سے کہا جائیگا کہ ہم کہتے ہیں کہ حق تعالی اپنے عرش پر مستوی ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے کہ وہ تدبیر کرتا ہے کام کی آسمان سے لیکر زمین تک پھر آدمی کے طرف عروج کرتا ہے اور کہا فرعون کیطرف سے کہ اے ہامان تو میرے لئے ایک بلند محل بنا دے شاید میں آسمان کے رستے تک پہنچ جاؤن پھر موسی کے معبود کو جھانک کر دیکھلوں میرے گمان میں تو موسی کاذب ہے جھٹلایا اوس نے موسی علیہ السلام کو اوسکے اس قول میں کہ حق تعالی آسمانوں کے اوپر ہے اور فرمایا حق تعالی نے کیا بے ڈر ہوگئے تم اوس سے جو آسمان میں ہے اس امر میں کہ تمکو دھنسا دیوے زمین میں پس آسمانوں کے اوپر عرش ہے پس جبکہ عرش آسمانوں کے اوپر ہوا فرمایا حق تعالی نے کیا تم بے ڈر ہوگئے اوس سے کہ جو آسمان میں ہے اس لئے کہ وہ مستوی ہے عرش پر جو کہ آسمان سے اوپر ہے اور جو کچھ اوپر ہے اوسکو سما کہتے ہیں پس عرش سب سے اوپر کا سما ہے اور جبکہ فرمایا أأمنتم من فی السموات تو یہ مطلب نہیں ہے کہ کل آسمانوں میں ہے بلکہ عرش کو ارادہ کیا ہے جو کہ اعلی سماوات ہے کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ حق تعالی نے سماوات کا ذکر کیا پس فرمایا ہے کہ اور بنایا چاند کو اونمین روشنی اور اس سے یہ نہیں مراد ہے کہ چاند سب آسمانوں کو بھر دیتا ہے اور یہ کہ وہ ان سب میں ہے اور ہمنے تمام مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ دعا کے وقت آسمان کے طرف اوٹھاتے ہیں اس وجہ سے کہ حق تعالی عرش پر مستوی ہوا پس اگر خدا عزوجل عرش پر نہ ہوتا تو مسلمان اپنے ہاتھوں کو عرش کے طرف نہ اوٹھاتے

ايليق بشيخوخة العرفة كما لا يخطى فيما اذا دعوا الى الارض الى آخر ما ذكر في تحقيق الامر والنهي
على من انكر انها اقول بعون الله التوفيق وبيده ازمة التحقيق قد تمسك بظاهر هذا
الكلام كثير من الحشوية الشام منهم ابن تيمية وتلميذه ابن قيم والحافظ الذهبي وغيرهم
الذين يحذون حذوهم في الصفات ايضا لما كان مذهبهم سلوك مسالكهم في التشبث بظاهر هذا
الكلام لاثبات الجهة والاستقرار والبينونة عن الخلق لله تعالى وغير ذلك من المرام
فعلينا بذكر الاقاويل للثقات العظام والائمة الكرام لتحقيق المقام وتوجيه الكلام
اللائق بالمقام الذي هو امام الكلام فنقول بتوفيق العلام ان المفتي العلامة نقل اولا اقوال الائمة
من كتب الامام الاشعري من جملتها هذا القول في التنبيه ثم قال وقلت مقالات الشيخ الامام
ابي الحسن الاشعري ناصر السنة والشريعة في هذه الكتب على طريقة المشتغلين بالرواية
حيث ذكر الروايات الواردة بذكر اعتقاد الجهمية المنكرين لها على مسلك
السلف بالتوقف عن معناه لا بالمعنى الحقيقي الذي هو مسلك المشبهة والحشوية و
يدل عليه ما نقل عنه من اول كتاب الابانة وغيره ان الله على عرشه كما قال الرحمن
على العرش استوى وان له يدين بلا كيف كما قال خلقت بيدي الخ وقال والمسلمون
يسلمون الروايات الصحيحة والمجيء في الآثار التي جاء بها الثقات عدلا عن عدل
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقولون كيف ولا لم لان ذلك بدعة وقال قال
اهل السنة واصحاب الحديث ليس بجسم ولا يشبه الاشياء انه استوى على العرش كما
قال الرحمن على العرش استوى ولا نتقدم بين يدي الله في القول بل نقول استوى
بلا كيف وان له وجها كما قال ويبقى وجه ربك ذو الجلال الآية وقوله كما قال الاشارة الى ان
نقول كما قال الله تعالى بلا تفسير وبلا تاويل فقد صح ولا نتقدم بين يدي الله في القول
وصح انه ليس بجسم وكذا يدل عليه قول الامام الاشعري في كتاب الموجز في باب الاسماء والصفات

جیسا کہ وہ اکیوقت انہونکو نہین کیطرف نہین گراتی آخر کلام تک کہ جسکو حقیقت حال کی تحقیق ہین اور اسکو
ذکر کرنے مین ذکر کیا ہے انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے اور اوسیکے ہاتھ مین زمام
تحقیق ہے کہ اس کلام کے ظاہر سے تمسک بکڑا ہے اکثر حشویہ لیام نے اونہین سے ابن تیمیہ ہے اور اوسکا
ابن قیم و حافظ ذہبی وغیرہ جو اونکے قدم بقدم ہین اور چونکہ مصنف بھی اونہین سے ہے لہذا اونکے مسلک پر چلا ہے اس
کلام کے ظاہر سے دلیل لائے ہین اثبات جہت و استقرار و بینونت وغیرہ مقاصد حشویہ کو یہان ہمکو لازم ہوا ذکر کرنا بڑے
بڑے محققین و ائمہ کرام کے اقوال کا تحقیق مقام و توجیہ کلام امام کیلئے جو کہ علم کلام کا امام ہے سو ہم کہتے ہین خدا کی توفیق
سے کہ شیخ علامہ نے پہلے اقوال امام اشعری کے سے نقل کیئے کہ اونہین سے یہ قول بھی ہے اوسکے بعد تنبیہ مین لکہا کہ
مین کہتا ہون کہ اقوال شیخ سنت امام ابو الحسن اشعری ناصر سنت و شریعت کے ان کتابین اہل روایت کے طرز پر ہین
اس لئے کہ ذکر کیا روایات کو جو وارد ہین صفات کے ذکر مین بغیر اسکے منکرین صفات کا رد کرنیکے واسطے سلف کے طریقہ پر ساتہ
توقف کرنیکے معنا ہے کے بیان معنی سے نہ ساتھ بیان کرنے معنی حقیقی کے جیسا کہ مشبہہ و حشویہ کا مسلک ہے اور اسپر دلالت
کرتا ہے جو کہ اوس سے منقول ہے کتاب ابانہ وغیرہ کی شروع سے کہ خدا اپنے عرش پر ہے جیسا کہ اوس نے فرمایا ہے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا
اور اوسکے دو ہاتھ ہین بدون کیفیت کے جیسا کہ اوس نے فرمایا ہے کہ جسکو پیدا کیا اپنے دونون ہاتھ سے تا آخر اور کہا کہ مسلمان تسلیم کرتے ہین
روایات صحیحہ کو اور جو کچہ کہ وارد ہوا آثار مین کہ جنکو روایت کیا ہے ثقہ لوگون نے ثقہ لوگون سے رسول خدا صلعم تک نہ
کہتے ہین کیونکر اور نہ کہتے ہین کس لیئے اسلیئے کہ یہ سوال بدعت ہے اور کہا کہ کہا اہلسنت و محدثین نے کہ خدا جسم نہین ہے اور نہ اشیاء کے
مشابہ ہے وہ مستوی ہے عرش پر جیسا کہ اوس نے فرمایا ہے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور ہم خدا کے سامنے قول مین قدم نہین
بڑہاتے ہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ وہ مستوی ہوا بدون کیفیت کے اور اسکی وجہ یہ ہے جیسا کہ اوس نے فرمایا ہے
ویبقی وجہ ربک ذو الجلال تا آخر یہ قول امام کا کہ قال اشارہ ہے اس طرف کہ ہم کہتے ہین جسطرح
کہ خدا تعالی نے کہا ہے بغیر تفسیر و تاویل کے اور صاف کہہ دیا ہے کہ ہم قدم نہین بڑہاتے ہین خدا کے سامنے قول مین
اور صاف کہہ دیا ہے کہ وہ جسم نہین ہے اور اسیطرح اسپر دلالت کرتا ہے قول امام اشعری کا کہ کتاب موجز کے
باب اسماء و صفات کے آخر مین۔

ان قال قائل ما تنكرون لو ان ورد الخبر بانه جسم او متحرك كما ورد بان
له يدين ووجها وعينا فالجواب ان لو ورد ذلك على الوجه الذي يليق به لكان غير
منكر لا على معنى انه محل الحركة وانه مولف بل على معنى انه فعل الحركة وانه قائم بنفسه
مستغن عن غيره نقله ابن فورك في مجرد المقالات واما قول الابانة اخر باب الاستواء فلولا ان
الله على العرش اي استوى على العرش لم يرفعوا ايديهم نحو العرش فلو صح فالمراد به لولا ان الله
فعل فعلا ما يلجأ العبد اليه بالدعاء والسؤال والاستغفار عن ذنوبه لم يرفعوا ايديهم نحو
العرش لاختصاصه وتميزه تعالى جهة العرش وذلك لانه نقل البيهقي عنه ان استوى فعل
في العرش فعلا سماه استوى كما مر وقال الامام ابن فورك في مجرد مقالات الامام الاشعري واما ما
يوصف به من ذلك من جهة الفعل كالاستواء والمجيء والنزول والاتيان فان الفاظها
لا تطلق الاسماء منها لانها تثبت افعالا ويشتق اسامي هذه الافعال بالخبر عنها
بذلك فما ورد به الكتاب وورد بتثبيته الاخبار المتواترة اجري على ما جاء في الخبر وما ورد به
خبر الاحاد فان الحكم فيه مجرى على هذا الوجه دون القطع واليقين انتهى وقال الحافظ
ابن عساكر في تبيين كذب المفتري عن الشيخ ابي القاسم بن نصر الواعظ عن القاضي ابي
سعيد بن عبد الملك ذكر ابا الحسن الاشعري الى ان قال وقالت المعتزلة النزول بعض الايه
وملائكته والاستواء بمعنى الاستيلاء وقالت المشبهة والحشوية النزول نزول ذاته بحركة
وانتقال من مكان والاستواء جلوس على العرش وحلول فيه فسلك رضي الله عنه طريقة
بينهما فقال النزول صفة من صفاته والاستواء صفة من صفاته وفعل فعله في العرش سمي الاستواء
انتهى فعلم انه لو حمل اخر الكلام على ظاهره لكان مناقضا اول باب الاستواء فقال
اوله ان قال قائل ما تقولون في الاستواء قيل له نقول ان الله مستو على عرشه
كما قال الرحمن على العرش استوى بحق كما قال استوى بلا تفسير ولا تاويل

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ کیا تم اجازت دو گے اگر وارد ہو خبر میں کہ خدا جسم ہے یا متحرک ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ اوسکے ہاتھ اور
چہرہ اور آنکھ ہے پس جواب دیا یا نہیں کہ اگر وارد ہوگا تو ایسی وجہ پر کہا دوسکو لائق ہو البتہ اسکا انکار کیا جاتا نہ اس معنی سے کہ وہ محل
حرکت ہوا اور وہ متحرک ہے بلکہ اس معنی پر کہ ادسنے کیا حرکت کو اور وہ قائم اپنی ذات سے [illegible] پیدا ہوا اپنے غیر سے اسکو نقل کیا ابن فورک نے مجرد
مقالات میں اور لیکن بات کا قول جو باب الاستوا کے آخر میں ہے پس اگر یہ ہو تا کہ لئے عرش ہے جیسا کہ مستقر ہو عرش پر تو وہ ہوتا بڑا
یا چھوٹا عرش کے اطراف سے پس اگر [illegible] صحیح ہو پس مراد اس سے یہ ہے کہ اگر خدا [illegible] منافات ہے کہ اپنی نسبت [illegible] سوال [illegible]
[illegible] اپنے ہاتھ کو عرش کے اطراف سے مراد یہ ہے کہ خدا [illegible] عرش پر اور [illegible] نقل کیا ہے [illegible] امام
حق تعالیٰ عرش میں ایک فعل کیا جسکا نام استوا رکھا ہے جیسا کہ [illegible] ابن فورک نے مجرد مقالات امام اشعری میں اور [illegible]
[illegible] ساتھ [illegible] موصوف ہو [illegible] فعل [illegible] اور [illegible] کہا جاتا ہے کہ [illegible]
[illegible] عقل ہے اور [illegible] فعال [illegible] حق تعالیٰ [illegible] اختیار [illegible]
[illegible] علم اور [illegible] مطابق [illegible] کہا جاتا [illegible]
[illegible] طور پر [illegible] اور کہا ابن [illegible] شیخ ابو الحسن اشعری [illegible] امام قاضی ابو البیان
[illegible] طرف سے اور ذکر کیا ابو الحسن اشعری نے [illegible] کہا [illegible]
بعض [illegible] سے اور استوا [illegible] اور کہا [illegible]
[illegible] اور [illegible] عرش پر اور [illegible] اور دونوں [illegible]
اور کہا کہ [illegible] ایک صفت ہے اور [illegible] ایک صفت ہے [illegible]
[illegible] عرش میں کہا ہے اور [illegible] نام استوا رکھا جاتا ہے [illegible]
مخالف ہوگا اول یا باب الاستوا [illegible] اول میں [illegible]
استوا [illegible] کہ خدا استوی ہے [illegible]
مستوی ہوا [illegible] کہ کہا مستوی ہوا [illegible]

ولم يحصل انه لم يقل في جواب السائل ساكن او مستقر على العرش بل قال
على العرش استوى وايضا قال استوى بلا كيف فلو قيل استوى بمعنى عدل او استقر
على ظاهر المعنى اللغوي فكان يكفيه ان ينفي الكيفية عنه وايضا هذه كتب
المعتقدات المتداولة بين ايدينا جميع علمائها الان جماهير اهل الامصار الاسلامية
من جملة اصول عقيدة قد اتفقت الكلمة فيها ان الله منزه عن الجهة
والمكان انتهى قال في مختصر تاريخ الياقعي في ترجمته رحمه الله وكفاه منقبة
عن يكون في اصول الدين ينسبون اليه من سائر المذاهب ثم قال
ان طريقته ومذهبه طريق اهل السنة والجماعة جمع بين المعقول والمنقول
وجانب مذهب الحشوية الواقفين مع ظواهر المنقول وان كان مستحيلا
في المعقول وتحكيمهم المبتدعة بالمعقول دون المنقول فتوسط رحمه الله تعالى
بين الطريقين المذمومين سالكا للمنهج الاوسط المحمود انتهى وقال المقريزي
في الخطط والاثار حقيقة مذهب الاشعري رحمه الله انه سلك طريقا بين النفي الذي هو مذهب
الاعتزال وبين اثبات الذي هو مذهب اهل التجسيم رفانك قلت عنى به رحمه الله النفي
من حيث الظاهر خلافا للمجسمة والحشوية خذلهم الله تعالى والاثبات من حيث الحقيقة خلافا
للمعتزلة قاتلهم الله انى يؤفكون) وناظر على قوله هذا واحتج لمذهبه فمال اليه جماعة وعولوا
على رايه منهم القاضي ابو بكر بن الطيب الباقلاني المالكي وابو بكر محمد بن الحسن بن فورك
والشيخ ابو اسحق ابراهيم بن محمد بن مهران الاسفرائني والشيخ ابو اسحق ابراهيم بن علي بن يوسف
الشيرازي والشيخ ابو حامد محمد بن محمد الغزالي وابو الفتح محمد بن عبد الكريم بن احمد الشهرستاني
والامام فخر الدين محمد بن عمر بن الحسين الرازي وغيرهم ممن يطول ذكرهم ونصروا مذهبه
وناظروا عليه وجادلوا فيه واستدلوا له في مصنفات لا تكاد تحصر انتهى قال العلامة الحلبي

اور اصل کلام تو پہلی مسائل کے جواب میں ہے یہ نہیں کہا ہے کہ وہ ساکن ہے یا ٹھہرا ہوا ہے عرش پر بلکہ کہا کہ عرش پر مستوی ہے اور
یہ کہا ہے کہ مستوی ہوا بلا کیف کے پس اگر پھر کیا استوا کے معنی تجاوز کیا یا کہ گیا ہے ظاہر معانی لغوی کی اعتبار ہے تو وہ بھی کیف کا بیان
ہو جاویگا حالانکہ امام نے اوسی سے نفی کی ہے اور سب یہ تمام کتابیں عقائد کی جو مستعمل ہیں [illegible] بلکہ یہ نہیں کہ پھر اس وقت بلاد
اسلامیہ کے جمہور اہل اسلام کا علماء آرہے ہے مقبول الاصول عقیدہ امام ابو الحسن کا ہی ہے اور ساری میں کلام مبنی ہے اسپر اور منزہ ہے جہت و مکان سے
انتہی کہا مقریزی نے بیچ خطط کے میں امام اشعری کے احوال میں کہا کہ ہو ہی یا اعتبار نسبت کی یہ کہ علوی صفت جو سرابہ ہیں اصول میں [illegible] امام
کی طرف منسوب ہیں پس نسبت تمام مذاہب کے پھر کہا کہ بیشک امام اشعری کا طریقہ مذاہب کہ اہلسنت کا طریقہ ہے جمع کرتا ہے درمیان معقول
منقول کے اور علاوہ [illegible] جو [illegible] ظاہر معانی پر اگرچہ محال ہوں معقول میں اور [illegible] توقف کیا
معتزلہ نے [illegible] معقول پر بدون منقول کے [illegible] امام اشعری [illegible] راہ متوسط [illegible] انتہی اور کہا
مقریزی کی خطط و آثار میں کہ حقیقت مذہب امام اشعری کی یہ ہے کہ [illegible] متوسط ہے درمیان نفی کے جو معتزلہ کا مذہب ہے
اور درمیان اثبات کے جو مجسمہ کا مذہب ہے فاتلک میں کہا [illegible] کہ امام اشعری [illegible] ظاہر معنی [illegible] جو خلف مجسمہ [illegible]
اونکو [illegible] اور [illegible] حقیقت صفت کا [illegible] بخلاف معتزلہ کے اونکے مذاہب کو [illegible] ہیں اون کی
اس قول پر امام اشعری نے مناظرہ کیا ہے اور اپنے مذہب کی [illegible] بیان کی ہے [illegible] ایک بڑی جماعت اوسکی اطراف واقع
ہوگئی اور اونکی رائے پر اونہوں نے اعتماد کر لیا اونہیں میں سے قاضی ابوبکر محمد بن طیب باقلانی مالکی ہیں اور ابوبکر محمد
بن الحسین بن فورک اور شیخ ابو اسحق ابراہیم بن محمد بن مہران اسفراینی اور شیخ ابو اسحق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی
اور شیخ ابو حامد محمد بن احمد غزالی و ابو الفتح محمد بن عبد الکریم بن احمد شہرستانی و امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی
وغیرہ ہیں کہ جنکا ذکر دراز ہے اور مدد کی ان لوگوں نے امام اشعری کے مذہب کی اور اوسپر مخالفین سے مناظرہ کیا
اور اوسکے باب میں مجادلہ کیا اور اوسکی تائید دلیلیں لائے اپنی تصانیف میں کہ جنکا حصر دشوار ہے انتہی کہا علامہ [illegible] نے

في ردها ابن تيمية ثم ذكر بعد ذلك شيخنا ابي الحسن علي بن اسمعيل الاشعري فانه يقول ان الله
على العرش استوى ولا نتقدم بين يدي الله تعالى في القول بل نقول استوى بلا كيف وهذا
الذي نقله عن شيخنا هو معتقدنا وعقيدتنا لكن نقله لكلامه ما اراه الا قصد الايهام ان الشيخ
يقول بالجهة فان كان كذلك فلقد بالغ في البهت وكلام الشيخ في هذا انه قال
كان ولا مكان فخلق العرش والكرسي فلم يحتج الى مكان وهو بعد خلق المكان كما كان
قبل خلقه وكلامه وكلام اصحابه يصعب حصره في ابطالها انتهى كذا في التنبيه ثم قال
المفتي العلامة فيه ثم قال الذهبي نقلا عن الحافظ ابي العباس الطرقي قرأت في كتاب
ابي الحسن الاشعري الموسوم بالابانة ادلة على اثبات الاستواء قال في جملة ذلك ومن
دعاء اهل الاسلام اذا هم رغبوا الى الله يقولون يا ساكن العرش ومن حلفهم لا والذي احتجب
بسبع سموات انتهى قلت هذا القول في رد الجهمية وقد اثبت فيه صفة الاستواء في مواضع
المنكرين كما يدل عليه عبارة ما قبله وقد اسقطها الذهبي كما قال الطرقي وانت هؤلاء الجهمية
ينمون في نفي العرش وتعطيل الاستواء الى ابي الحسن الاشعري وما هذا باول باطل ادعوه
وكذب تعاطوه فقد قرأت في كتابه الموسوم بالابانة عن اصول الديانة ادلة من جملة ما
ذكره على اثبات الاستواء وقال في جملة ذلك الرحمن فالغرض منه مجرد اثبات صفة الاستواء
لا حقيقة معناه وقوله تعطيل الاستواء اشارة الى مذهبهم فانا انكرنا وفيه تعطيل
حقيقة السكون وقولهم يا ساكن العرش اليه تعالى مجاز للتشريف كما قال تعالى ان طهرا
بيتي لا يريد به المكان حقيقة والكون ومما فيه القول الملك الحامل العرش سبحانك اين
كنت واين تكون رواه ابو يعلى مرفوعا عن ابي هريرة كما تقدم الى ان قال ومما ذكر
في قوله ووجه دليله لم يدرك اصل معناها فاسقط الذهبي به مبطل لمذهبه كأنه تدلس
بحذف العبارة الاخيرة للتغرير كما هو دابه وخشونه انتهى وقال القاضي ابو بكر محمد بن الطيب الباقلاني

ابن تیمیہ کے رد مین ذہبی نے ذکر کیا اسکے بعد ہمارے شیخ ابو الحسن علی بن اسمعیل اشعری کو اور یہ کہ وہ کہتے ہین کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا وہم
خدا کے سامنے پیش قدمی نہین کرتے ہین قولین بلکہ ہم کہتے ہین کہ مستوی ہوا بدون کیفیت کے اور یہہ جو نقل کیا ہے ہمارے شیخ ہی ہمارا مسلک اور معتقد ہے لیکن وہ
ابن تیمیہ کا نقل کرنا شیخ کے کلام کو مختصر ہے خیال مین وہم و داستے کے مقصد ہے اس امر کا کہ شیخ جہت کا قائل ہے پس اگر ایسا ہے تو بتایا ابن تیمیہ نے مبالغہ کیا ہے اور بتایا
اور کلام شیخ کا اسنادہ مین یہ ہے کہ کہا اونہون نے کہ خدا تھا اور مکان نہ تھا پہر پیدا کیا عرش و کرسی کو اور نہین محتاج ہوا طرف مکان کے اور وہ بعد پیدا کرنے مکان کے
ویسا ہی ہے کہ جیسا مکان پیدا کرنے سے پہلے تھا اور وضع اور ادسکو یاد رکھنا کلام ابطال جہت مین مقصد ہے کہ جیسا حصر کرنا دشوار ہے انتہی اسیطرح ذکر کیا
تنبیہ مین ہے کہا مفتی علامہ نے تنبیہ مین رد پر کہا ذہبی نے نقل کر کے حافظ ابو العباس طوفی سے کہ بیشک ہم نے پایا ہے ابو الحسن اشعری کی کتاب مین کہ مشکلام اوپر تنبیہ
چند دلیلونکو استوار کی اثبات مین کہا کہ منجملہ اونکے کہا ہے کہ مسلمانونکی دعا سے یہ ہے کہ جب وہ راغب ہوتے ہین خدا کیطرف تو کہتے ہین کہ اے عرش کے رہنے والے
اور وہ کہ جس نے اونکو پیدا کیا ہے قسم اوس ذات کی کہ مخفی ہے سات آسمانون مین انتہی مین کہتا ہون کہ یہ قول جہمیہ کے رد مین ہے اور اونہین نے کہا ہے
صفت استوار کو منکرون کے مقابلہ مین جیسا کہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ اسکے قبل کی عبارت جسکو ذہبی نے گرا دیا ہے چنانچہ طوفی
کہا ہے کہ بیشک جہمیہ کی جماعت کو دیکھا ہے کہ نفی عرش و تعطیل استوا مین ابو الحسن اشعری کیطرف انتساب کرتے ہین اور یہ کچھ پہلا باطل
نہین ہے کہ سچا انہون نے دعوی کیا ہے اور پہلا جہوٹا نہین ہے کہ جسکو انہون نے استدلال کیا ہے اس لئے کہ بیشک پایا ہے امام اشعری
کی کتاب مسمی با بانہ مین چند دلیلونکو منجملہ اونکے وہ ہے کہ جسکو اثبات استوار کیلئے اونہون نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اوس تمام مین آخر تک اور
اس وقت ہی اوس سے غرض مجرد اثبات صفت استوا کا ہے نہ اوسکے حقیقی معنی کا اور قول اونکا تعطیل الاستوا اشارہ
اونکے مذہب کیطرف اس لئے کہ جہمیہ نے اوسکا انکار کیا ہے اور اسمین بیکار کر دیا ہے پس نسبت سکون کی اونکے قول یا ساکن
العرش مین حقتعالی کیطرف مجاز ہے واسطے اظہار عظمت عرش کے جیسا کہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ پاک کرو تم دونون میرے
گھر کو اس سے مراد حقیقۃً مکان نہین ہے ورنہ مخالف ہوجاویگا فرشتے حامل عرش کے اس قول سے کہ پاک ہے تو کہ ان کہا تھا کہ
کہان ہوگا اور روایت کیا اسکو ابو یعلی نے مرفوعا ابو ہریرہ سے کہ جیسا کہ گذرا ہے اور کہا اوس وقت جو کچھ کہ ہے اوسکے قول وہ جسم وہ وہین ہے کہ
مراد حقیقی معنی نہین ہے پس ذہبی کا اسکو نسبت کرنا باطل کرتا ہے مذاہب امام کو گویا کہ ذہبی نے تدلیس کی ہے عبارت اخیرہ کو حذف
کرکے خوف تعزیر سے جیسا کہ حشویہ کی عادت ہے انتہی۔ اور کہا قاضی ابو بکر محمد بن طیب باقلانی۔

المتكلم وهو افضل المتكلمين من المنتسبين الى الاشعري ليس فيهم مثله لا قبله ولا
بعده قال في كتاب الابانة تصنيفه فان قيل فما الدليل على ان لله وجها ويدا قيل
قوله ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام وقوله تعالى ما منعك ان تسجد لما
خلقت بيدي فاثبت لنفسه وجها ويدا فان قال فما انكرتم ان يكون وجهه ويده جارحة
اذ كنتم لا تعقلون وجها ويدا الا جارحة قلنا لا يجب هذا كما لا يجب اذا لم نعقل حيا عا
لما قادرا الا جسما ان نقضي نحن وانتم بذلك على الله سبحانه وكما لا يجب في كل شيء كان
قائما بذاته ان يكون جوهرا لانا واياكم لا نجد قائما بنفسه في شاهدنا الا كذلك وكذلك الجواب
لهم ان قالوا فيجب ان يكون علمه وكلامه وسمعه وبصره وسائر صفاته عرضا واعتلوا بالوجود
فان قال فهل تقولون انه في كل مكان قيل له معاذ الله بل هو مستو على عرشه كما اخبر في كتابه
فقال الرحمن على العرش استوى وقال اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه وقال تعالى
أأمنتم من في السماء ان يخسف بكم الارض فاذا هي تمور فلو كان في كل مكان لكان في
بطن الانسان وفمه والحشوش والمواضع التي يرغب عن ذكرها ولوجب ان يزيد بزيادة الاماكن
اذا خلق منها ما لم يكن وينقص بنقصانها اذا بطل منها ما كان ولصح ان يرغب اليه الى نحو الارض
والى خلفنا والى يميننا والى شمالنا وهذا قد اجمع المسلمون على خلافه وتخطئة قائله انتهى وقال في
كتاب التمهيد كلاما اكثر من هذا قلت اثبت لله وجها ويدا وغيرهما من الصفات ونفى عنها التشبيه
بالمخلوق رد المجسمة وكذا نفى المكان عنه تعالى كلية فيلزم تنزيهه عن المكان فوق العرش
فلا يفيد المستدل انتهى بقدر الحاجة ومن شاء التفصيل المزيد التحقيق فليرجع الى التنبيه للمفتي العلامة
محمد سعيد غفر له الوحيد (قال) وقال شيخ الاسلام ابو عبد الله محمد بن خفيف الشيرازي المحدث
الفقيه الشافعي الصوفي في عقيدة الصوفية ونعتقد انه على عرشه استوى وانه ينزل الى السماء الدنيا
عند الاسحار بمعنى الصفة لا بمعنى الانتقال وانه خلق آدم لا بيد قدرته بل بيد صفته وهكذا جميع الاخبار

متکلم نزادور وہ افضال من متکلمین ہین جو منسوب ہین بامام اشعری کیطرف کہ نہین ہے مثل انکا متکلمین مین قبل انکے اور نہ بعد انکے کہا انہون نے
کتاب الابانہ مین جو انکی تصنیف ہے اور مین اگر کہا جاوے کہ کیا دلیل ہے اسپر کہ حقتعالی کیلیے وجہ و ید ہے کہا جاویگا کہ دلیل اسپر قول حقتعالی کا (ویبقی وجہ
ربک ذو الجلال والاکرام) اور قول اوسکا ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی) ہے پس اوسنے ثابت کیا ہے اپنے نفس کیلیے وجہ اور ید کو
پس اگر معترض کہے کہ یہ کیون انکار کیا تمنے اس سے کہ اوسکا چہرہ اور ہاتھ جارحہ ہو جبکہ تم نہین جانتے ہو کسیکو چہرہ و ید کو سوا جارحہ کے ہم کہینگے کہ یہ کچھ ضروری نہین
جیسا کہ ضروری نہین ہے جبکہ سمجھا جاتا ہے کوئی زندہ عالم قادر سوا جسم کے یہ کہ حکم کرین ہم اوسکو جسمیت کا اللہ پاک پر جیسا کہ ضروری نہین ہر شی مین
کہ اپنی ذات سے قائم ہو یہ کہ جوہر ہو اسلیے کہ ہم اور تم نہین پاتے ہین کسی قائم بنفسہ کو اپنے مشاہدہ مین غیر جسم اور ایسا ہی جواب ہے اوسکو واسطے اگر کہا ان
کو واجب ہے کہ ہو وے اوسکا علم و حیوۃ و کلام و سمع و بصر اور باقی صفات اوسکے عرض یا جمع ہون اور علت اسکی وہ لوگ ہین اگر کہو کہ کیا قائل ہین
وہ خدا کے ہر جگہ ہونیکے کہا جاویگا معاذ اللہ بلکہ وہ مستوی ہے اپنے عرش پر جیسا کہ اوسنے خبر دی ہے اپنی کتاب مین پس کہا کہ رحمن
عرش پر مستوی ہوا اور فرمایا کہ اوسکی طرف چڑہتے ہین پاک سخن اور وہ عمل صالح کہ وہ اوٹھا لیتا ہے اور فرمایا حقتعالی نے کہ کیا بیخوف
ہوگئے تم اوس سے کہ آسمان مین ہے کہ دھنسا دیوے تمکو زمین مین پس ناگاہ وہ ہلنے لگے کہا اور اگر ہوتا ہر جگہ مین تو ہوتا انسان کے شکم مین اور اوسکے منہ
اور ہاتھ مین اور اون جگہون مین کہ جنکا ذکر کرنا مکروہ ہے اور واجب ہوتا کہ زیادہ ہوتا ساتھ اوسکے زیادہ ہونیکے جبکہ پیدا کرے کسی
مکان کو بعد اوسکے عدم کے اور کم ہو جاتا اوسکے کم ہونیسے جبکہ کوئی مکان اون مین سے فنا ہو جاتا اور صحیح ہوتا راغب ہونا طرف خدا کے
زمین کیجانب اور ہمارے پیچھے اور داہنے اور بائین اور اوسکے خلاف پر اجماع کیا ہے مسلمانون نے اور اسکے قائل کی خطا کرنیکے
پر انتہی اور کہا کتاب تمہید مین اس سے زیادہ کلام مین کہا ہون کہ ثابت کیا خدا کے لیے وجہ و ید اور دوسری صفات کو
اور نفی کی اوسکی مشابہت کو مخلوق سے مجسمہ پر رد کرنیکو اسلیے اور اسیطرح حقتعالی سے بالکلیہ مکانکی نفی کی پس لازم آیا یہ کہ ہو اوسکا
مکان ہی جو عرش ہے پس یہ کلام دلیل لاتا ہے اسکے غیر پر مفید ہے تمام ہوا القید صاحب اور جو شخص زیادہ تحقیق [illegible]
محمد سعید غفرلہ الوحید کی تنبیہ کی طرف رجوع ہو (کہا مصنف نے) اور کہا شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن خفیف شیرازی محدث فقیہ شافعی صوفی نے
عقیدہ صوفیہ مین (اور اعتقاد رکہتے ہین کہ حقتعالی اپنے عرش پر مستوی ہے) اور یہ کہ وہ نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کی طرف
اسحار مین معنی صفت کے نہ بمعنی انتقال کے اور یہ کہ اوسنے آدم کو پیدا کیا نہ قدرت کے ہاتھ سے بلکہ اپنے
ید سے کہ اوسکی صفت ہے اور اسیطرح جملہ اخبار۔

الصحيحة التي رويت في الصفات يعتقد ايمانا وتسليما لا مقايسة ولا مقايسة هذا وقد افرد جمع من
حفاظ المحدثين وايقاظ المحققين تواليف لهذا فلا حاجة بنا الى الاطالة ههنا انتهى اقول وبالله التوفيق من
عند الله الوهاب ان المصنف لما فرغ عن الاستدلال باقوال الائمة الاربعة وراس المتكلمين في تسميتهم الامام
ابي الحسن الاشعري شرع في الاستدلال باقوال الصوفية فهذا القول واكتفى بقول محمد بن خفيف الشيرازي
منهم رعاية للاختصار وخوفا من الاكثار وقد ابطلنا جملة تمسكاته وجملة استدلالاته باحسن وجوه لا مزيد
عليها وما تمسك به في هذا القول فهو ايضا غير مفيد له لان استوائه تعالى على العرش ونزوله الى السماء الدنيا
عندنا الاسعار بمعنى الصفة كما اعتقد به اهل السنة والجماعة واما بمعنى الانتقال كما هو الظاهر في الاجسام و
عليه اعتقاد المجسمة والحشوية فهو باطل في حقه تعالى عندهم وهو معنى قوله لا بمعنى الانتقال فهذا القول
متناقض ومبطل المزعوم المصنف فضلا عن كونه دالا على مرامه وهكذا قوله وانه خلق ادم لابيد
قدرته بل بيد صفته انتهى يعني به رحمه الله ابطال التأويل على سبيل القطع واليقين كما هو مذهب الاعتزال
وابطال الحمل على الظاهر كما هو مذهب المجسمة والحشوية وهذا المحاول المتظاهر واثبات الطريق المستوي
والصراط السوي المتوسط بين الطرفين والاوسط بين القولين اعني اثبات حقائق الصفات وانكار ارادة
ظواهرها من الآيات فعلم ان هذا الكلام مفيد لنا لا له فسقط ما رام به من اثبات المرام واحكام مذهب الحشوية
والاوهام ولاحول ولاقوة الا بالله المنعام ذي الجلال والاكرام (قال تنبيه) في فتح الباري
عن ابي طاهر محمد بن عبد الرحمن المخلص الذهبي صاحب كتاب العلم من طريق عبد الله بن شريك العامري
عن ابيه قال قيل لعلي ان ههنا قوما على باب المسجد يدعون انك ربهم فدعاهم فقال لهم ويلكم
ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ويلكم انما انا عبد مثلكم آكل الطعام كما تأكلون
واشرب كما تشربون ان اطعت الله اثابني ان شاء وان عصيته خشيت ان يعذبني فاتقوا الله
وارجعوا فابوا فلما كان الغد غدوا عليه فجاء قنبر فقال قد والله رجعوا يقولون ذلك الكلام
فقال ادخلهم فقالوا كذلك فلما كان الثالث قال لئن قلتم ذلك لاقتلنكم باخبث قتلة فابوا الا ذلك

صحیح پر کہ صفات کے باب میں مروی ہیں اعتقاد رکہیں ایمان و تسلیم کے طور پر نہ کہ ظن و تخمین سے اسکو یاد رکہو اور حفاظ و محدثین میں سے ایک جماعت محققین نے بہت تصانیف
علیحدہ و جداگانہ اس باب میں لکہی ہیں پس ہمکو بیان انکی ذکر کرنیکی سلسلہ سخن دراز کرنیکی حاجت نہیں ہے انتہی میں کہتا ہوں دیکہو تم خدا کی واسطے اس بات کی طرف کہ مصنف نے کیا بیان کیا
اقوال ائمہ اربعہ و راس میں متکلمین امام ابو الحسن اشعری کے استدلال سے شروع اقوال صوفیہ سے دلیل لاتے ہیں اقوال انکی اور کفایت کی سند میں محمد بن خفیف شیرازی کے قول پر
اختصار کرنیکا قصد ہے اور طول التکلم کے خوف سے اور ہم باطل کرتے ہیں مصنف کے جملہ استدلال اور بڑے بڑے شبہات کو اس وجہ سے کہ زیادہ بیانی دشوار ہو اور سب چیز کی اس میں
جیسے کہ بہی ہے وہ بہی مصنف کو غیر مفید ہے اسلیے کہ حق تعالی کا مستوی ہونا عرش پر اور اخیر تہائی رات میں اسکا نزول فرمانا آسمان دنیا کی طرف صفت منفی میں ہے بمنزلہ اعتقاد
بشبیہ کے ہے اور لیکن امثال کے معنی میں جیسا کہ اجسام میں ظاہر ہے اور تشبیہ سے جسمیہ کا مذہب ہے پس حق تعالی کی صفت میں وہ نزدیک باطل ہے اور یہی معنی اسکے قول الا بمعنی لائق
کا پس یہ قول مخالف و مبطل ہے مصنف کے دعوے کو چہ جائیکہ دلالت کرے اسکے مرام پر اور اسیطرح اسکا قول ہے کہ اوس نے پیدا کیا آدم کو نہ قدرت کے ہاتہ سے بلکہ اپنے ید
سے کہ صفت ہے انتہی اس قول سے کہ شیرازی نے قصد کیا ہے ابطال تاویل کو تو اسی قسم سے ہے جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور ابطال ظاہر معنی ہے جیسا کہ مشبہ و حشویہ
اور اس مجادل نے ظاہر کا مذہب اور اثبات راہ ہموار و طریق مستقیم کو جو متوسط ہے دونوں طرفوں میں اور اسکی وہ ہے کہ قائلین سے معنی نا مناسب کی نفی صفات کی حقائق کی اور
انکار کرنا اوسکے ظاہر معانی کا مراد ہونیکا آیات سے پس معلوم ہو گیا کہ یہ کلام ہمکو مفید ہے نہ کہ مصنف کو پس مقرر ہو گیا جو کہ مصنف اس قول سے انکا مقصود
اثبات اور مذہب حشویہ کا مضبوط کرنا اور قوی کرنا قصد کیا ہے اور نہیں ہے حول و قوۃ مگر خدا کثیر الانعام صاحب جلال و اکرام کی توفیق سے کہا مصنف نے
تنبیہ فتح الباری میں مروی ہے ابو طاہر محمد بن عبد الرحمن مخلص نے بہی حصہ کتاب العلم سے عبد اللہ بن شریک عامری کے طریق سے انکے باپ کی روایت سے کہا اونہوں نے کہ کہا گیا علی
کو یہاں مسجد کے دروازے پر کچہ لوگ ہیں کہ جنکا دعوی یہ ہے کہ تو اونکا رب ہے پس حضرت علی نے اونکو بلایا اور کہا کہ تمہاری خرابی ہو تم کیا کہتے ہو اونہوں نے کہا کہ
تو ہمارا رب و خالق و رازق ہے پس کہا کہ تمہاری خرابی ہو میں تو تمہارے مثل ایک بندہ ہوں کہ کہاتا ہوں کہانا جیسا کہ تم کہاتے ہو اور پیتا ہوں جیسا کہ تم پیتے ہو
اگر میں اطاعت کروں تو مجکو ثواب دیگا اگر چاہیگا اور اگر نافرمانی کروں تو مجکو خوف ہے اوسکے عذاب کا پس ڈرو تم خدا سے اور توبہ کرو پس انہوں نے
انکار کیا پہر جبکہ دوسرا دن ہوا تو علی الصباح حضرت کے پاس آئے پس قنبر نے آکر کہا کہ وہ تو پہر ایسے ہی ہو گئے وہی کلام کہتے ہیں
پس کہا کہ بلاؤ اونکو پس اونہوں نے اوسیطرح سے کہا پہر جبکہ تیسرا دن ہوا کہا کہ اگر تمنے کہا ویسا ہی تو میں تمکو قتل کرونگا سب سے
بدتر قتل کرنا پس انکار کیا اونہوں نے بجز اوس قول کے۔

فقال يا قنبر ائتني بفعلة معهم مرور وهم فخد لهم اخدودا بين باب المسجد والقصر
وقال احفروا فابعدوا في الارض وجاء بالحطب فطرحه بالنار في الاخدود وقال
اني طارحكم فيها او ترجعوا فابوا ان يرجعوا فقذفهم فيها حتى اذا احترقوا قال اني اذا رايت امرا
منكرا اوقدت ناري ودعوت قنبرا ولله اسناده حسن انتهى وقد حدث في
هذا الزمان احداث على آثارهم يهرعون فانا لله وانا اليه راجعون
يجب اشد الوجوب على اولي الامر ويتحتم اكد الحتم على اهل العلم والمدد ان
يعتنوا ويجتهدوا بازالة هذا الامر وحسما دبارا ويعزروهم غاية التعزير
حبسا وضربا وقتلا واعلانا والتوفيق من الله رب كل شيء فسبحان
الذي بيده ملكوت كل شيء وفي خطبة للمولى علي المرتضى يوشك ان
لا يبقى من الاسلام الا اسمه ومن القرآن الا رسمه وفيها مساجدكم
يومئذ عامرة وقلوبكم وابدانكم خربة من الهدى شر من تحت ظل
السماء فمنها تكون منهم تبدو الفتنة وفيهم تعود اخرجه البيهقي
في شعب الايمان واشار اليه البخاري في رد على الجهمية انتهى
اقول بحوله تعالى وقوته ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم اذ فرغنا (?)
عن الاستدلال باقوال ائمة اهل البيت وفقهاء اهل السنة ومتكلميهم
والصوفية الصافية منهم ومحدثيهم على مذهبه الباطل ومسلكه العاطل
الذي هو مذهب ابن تيمية وتلميذيه الحافظ ابن قيم والحافظ الذهبي الذين
من اجلة الحشوية وناصريهم في الاصول ومن مقلدي الحنابلة وتابعيهم
في الفروع وهكذا حال المصنف انه يدعي الحنفية في الفروع وليست مذهب
الحشوية في الاصول فهو ليس من الحنفية الخالصة ولا من الحشوية المحضة

پس کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ لے قنبر آ میرے پاس مزدورون کو مع اونکے اوزار کے پس بنائی اونکے لئے ایک
خندق باب مسجد و محل کے درمیان اور کہا کہ کہودو پس گہرا کو زمین مین اور لایا لکڑیان پس ڈالدیا اوسکو آگ
مین خندق کے اندر اور کہا کہ مین اسمین تمکو ڈالنے والا ہون یا تم توبہ کرو پس اونہون نے انکار کیا توبہ کرنے سے
پس اونکو خندق مین ڈالدیا یہانتک کہ جب جل چکے فرمایا کہ مین جب دیکہونگا کسی ناپسندیدہ کام کو جلاؤنگا اپنی آگ کو
اور بلاؤنگا قنبر کو اور یہ سند حسن ہے اور اس زمانہ مین کچہہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہین کہ اون سوختگان کے نقش قدم
دوڑتے ہین پس انا للہ وانا الیہ راجعون حکام پر واجب ہے سخت تر واجب ہونا اور اسی طرح وزرا پر موکد ہے نہایت
موکد ہونا یہ کہ اہتمام و بند و بست کرین اس امر کے دور کرنے کا دفعہ دبیان سے اور تعزیر دین اون لوگون کو حد درجہ کی
تعزیر گرفتار کرنے اور ضرب و قتل و تشہیر سے اور توفیق خدا کی طرف سے ہے کہ ہر شئے کا رب ہے پاک ہے
وہ کہ اوسکے ہاتہہ مین ہے جان ہر چیز کی اور روایت علی مرتضی کے ایک خطبہ مین ہے (قریب آتا ہے کہ نہ باقی رہیگا اسلام
مگر نام اوسکا اور قرآن سے مگر نشان اوسکا اور اوسی مین ہے کہ تمہاری مسجدین اوس روز آباد ہونگی اور تمہارے دل اور بدن ویران
ہونگے ہدایت سے بدتر موجودین زیر آسمان کے تمہارے مولوی ہونگے اونہین سے فتنہ اوٹہیگا اور اونہین مین لوٹیگا اس کو
روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان مین اور اشارہ کیا اس کیطرف بخاری نے جہمیہ کے رد مین انتہی مین کہتا ہون خدا تعالے
کی حول و قوت سے اور حول و قوت نہین ہے مگر خدای علی و عظیم کی توفیق سے جبکہ فارغ ہوا مصنف دلیل لانے سے ائمہ اہلبیت
و فقہاء اہلسنت اور اون کے متکلمین و صوفیہ و محدثین کے اقوال سے اپنے مذہب باطل و مسلک عاطل پر جو کہ مذہب ہے
ابن تیمیہ کا اور اوسکے شاگرد حافظ ابن قیم و حافظ ذہبی کا کہ سب اجلہ حشویہ سے ہین اور اونکے بدو گار ہین عقائد مین
اور حنبلیہ کے مقلدین و متبعین سے ہین فروع مین اور ایسا ہی مصنف کا حال ہے کہ حنفی ہونے کا دعوی کرتا ہے
فروع مین اور مسلک حشویہ پر چلتا ہے اصول عقائد مین پس مصنف نہ تو خالص حنفی ہے اور نہ محض حشوی ہے

بل مذهبه مركب من المذهبين وملفق من طور المسلكين فالصحيح ان يقال له
الحنفشوي كما يقال للحنفي فروعا والمعتزلي اصولا حنفزلي
اشرع في الافتاء على من خالفه في عقائده من اثبات الجهة
والاستقرار والقعود على العرش وسائر المتشابهات لله تعالى
محمولة على ظواهرها مستدلا لابقو لا بقول مسند لا بقول سند له على
احدهما نقله من فتح الباري بعنوان التنبيه وفيه قصة احراقه رضي الله
عنه للمرتدين وثانيهما نقله من شعب الايمان للبيهقي بعنوان الخطبة وفيه
بيان مثالب فقهاء هذا الزمان وحكم من كان فيه من اهل الايمان
ومرام المصنف من نقل القولين ان اهل الاسلام في هذه الايام صاروا
مصداق هذين القولين لانكارهم ظواهر المتشابهات واصرارهم
على التعطيل والتاويلات فلذلك ارتدوا عن الدين
واعتزلوا عن مناهج الائمة والصحابة والتابعين فحكمهم
ان يحرقوا بالنار ويضربوا ويقتلوا وينفوا من الارض ويعذبوا
بالاعلان والاشتهار لانهم ما بقي فيهم من الاسلام الا اسمه
ومن القرآن الا رسمه مساجدهم يومئذ عامرة وقلوبهم
وابدانهم خربة من الهدى وهم اليوم شر من
تحت السماء فقهاؤهم بدأت منهم هذه الفتنة وعادت اليهم في
هذا الزمان لان عوامهم اتبعوا احكامهم في الدين والايمان
ولولاهم كذلك لما ضلت العوام عن اقوم المسالك فمست الحاجة
الى تجديد الدين ودعت الضرورة الى ان يبعث الله اليهم من يبلغهم الحق المبين

اور مسلک حشویہ پر چلتا ہے اصول عقاید مین پس مصنف نہ تو خالص حنفی ہے اور نہ محض حشوی ہے بلکہ اوسکا
مذہب مرکب ہے دونون مذہبون سے اور ملا یا ہوا ہے دونون مسلک کے طور سے پس صحیح یہ ہے کہ
اوسکو حنفی حشوی کہا جاے جیسا کہ فروع مین حنفی اور اصول مین معتزلی کو حنفی معتزلی کہا جاتا ہے شروع کیا مصنف نے
فتوی دینا اپنے مخالفین عقاید پر اس باب مین کہ حقتعالی کے لئے جہت عالیہ و قرار پکڑنا اور عرش پر بیٹھنا
اور تمام متشابہات اپنے ظاہر معانی پر محمول ہوکر ثابت ہین دلیل لاکر سیدنا علی کے دو قول سے ایک وہ
کہ جسکو فتح الباری سے نقل کیا تنبیہ کے عنوان سے اور اوسمین حضرت علی کے مرتدین کو جلانیکا قصہ مذکور ہے
اور دوسرا وہ جسکو بیہقی کی شعب الایمان سے نقل کیا ہے خطبہ کے عنوان سے اور اوس مین اس
زمانہ کے مولویون کے معایب کا بیان ہے اور کل مومنین اس زمانہ کا حکم مذکور ہے اور مصنف کا مقصود
ان دونون قول کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان ان دونون قول کا مصداق ہو گئے ہین بسبب
اونکے انکار کرنے کے متشابہات کے ظاہری معانی سے اور اونکے امر کی [illegible] تعطیل و تاویل [illegible]
پس اسوجہ سے دین سے مرتد ہو گئے اور [illegible] کی راہون سے پس اونکا حکم
یہ ہے کہ آگ مین جلائے جائین اور مارے جائین اور قتل کئے جائین اور جلا وطن کئے جائین اور اونکو تشہیر
دیجائے اعلان و اشتہار کے ساتھ اس لئے کہ اون مین اسلام کے نام کے سوا کچھ باقی نہین رہا اور قرآن کا
رسم ہی رسم رہ گیا ہے اون کے مسجدین آجکے دن آباد ہین اور اونکے دل و بدن ہدایت سے ویران ہین
اور یہی لوگ آجکے دن بدترین موجودین زیر آسمان ہین انکے مولویون ہی سے یہ فتنہ شروع ہوا ہے اور
اونہی کے طرف اس زمانہ مین لوٹ گیا ہے اسلئے کہ عام مسلمان دین و ایمان مین اون کے فتوی کے
تابع ہین اور اگر یہہ مولوی ایسے نہوتے تو عام مسلمان دین حق سے گمراہ نہوتے پس دین کی تجدید کے
طرف احتیاج پیدا ہو گئی ہے اور ضرورت داعی ہو گئی ہے کہ حقتعالی اون کے طرف بھیجے ایسا
شخص کہ بیان کر دیوے اون کے واسطے کھلا ہوا امر حق -

وان هو الا المصنف لانه فى مزعومه انه عالم قريش وسع علمه طباق الارض وقد
فعل فى هذا الزمان امرا لم يفعله احد منذ بداء الاسلام الى الآن هذه خلاصة
ما رامه بهذا التاليف ونحن نقول انه ليس كذلك لانه فى كل هذه الدعاوى
مخالف لما هو مذهب الجمهور وهو القول المنصور كما ظهر منكرا بناه على انه قد مضى
وقد احدث فى الدين بدعة شنيعة لم يحدثها احد قبله من الائمة والمجتهدين
فانه خلط المذاهب كلها بعضها مع بعض ولم يات بها كما كانت منقولة من اهاليها
وافترى عليهم بنسبة مزعوماته الباطلة اليهم فان اهل السنة والشيعة
والصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين كلهم ينزهون الله تعالى عن
الجهة والاستقرار على العرش والمصنف يدعى ان الكتاب والسنة واقوال
الائمة والمجتهدين والعلماء الراسخين كلها مملوة من اثبات الجهة والاستقرار
على العرش لله تعالى عنه علوا كبيرا وفرع على هذا ان جميع اهل الايمان
فى هذه الاوان ارتدوا عن قول الايمان فصاروا مستحقين للاحراق بالنار
نعوذ بالله هفوات الظالمين وخرافات المبتدعين وقد صرح اكابر الامة
بالكف عن تكفير اهل القبلة وان تكفير المسلم ليس من داب الصحابة واهل
بيت النبوة ولا من خصيصة اهل السنة والجماعة بل هو من خصائص الخوارج
وشنائع اهل البدعة اعاذنا الله من هذه الشنيعة كما قال العالم العلامة
والنحرير الفهامة الشيخ سليمان بن عبد الوهاب رحمة الله تعالى رحمة
واسعة فى الرد على اخيه محمد بن عبد الوهاب النجدى واتباعه ممن
كفر المسلمين وحكم بردتهم عاملهم الله يوم الجزاء بعدله لا بلطفه وفضله
اعلم ان الله سبحانه وتعالى بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالهدى ودين الحق

اور وہ نہین ہے مگر مصنف اس لئے مصنف کے گمان مین یہ ہے کہ مین قریشی عالم ہون کہ جس کا علم تمام روئے
زمین مین پہیلگیا ہے اور اس زمانہ مین وہ کام کیا ہے کہ جس کو آغاز اسلام سے اب تک کسی نے نہین کیا
یہی مصنف کے مقصد کا خلاصہ ہے اس کتاب کی تصنیف سے اور ہم کہتے ہین کہ مصنف ایسا نہین ہے۔
اس لئے کہ وہ ان تمام دعوون مین مخالف ہے مذہب جمہور اور قول منصور کا جیسا کہ ہماری اس کتاب سے
ظاہر ہو چکا ہے سابق کے بیان مین اور مصنف نے دین مین ایک ایسی بدعت شنیعہ کا احداث کیا ہے
کہ مصنف سے پہلے کسی نے ائمہ و مجتہدین مین سے نہین کیا اس لئے کہ اس نے تمام مذاہب کو خلط ملط کردیا
ہے اور جس طور پر کہ مذاہب مدون تہے ارباب مذاہب سے اون کو نقل کیا اور اون پر افترا پردازی کی ہے
اپنے خیالات فاسدہ کو اون کی طرف نسبت کرنے سے کیونکہ اہل سنت و شیعہ و صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین
سب کے سب حقتعالی کو جہت سے اور عرش پر بیٹہنے سے پاک جانتے ہین اور مصنف کا دعوی ہے کہ
کتاب و سنت و اقوال ائمہ مجتہدین و علماے راسخین تمام مملو ہین اثبات جہت و استقرار علی العرش
سے حقتعالی کے لئے اور اوسپر یہ تصریح کی ہے کہ تمام مسلمان اس زمانہ مین ایمان کے قول سے
پہر گئے ہین اور آگ مین جلانے کے مستحق ہوگئے ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین ظالمون کی بیہودہ باتون
اور بیوقوفون کی خرافات سے اور اکابر امت نے تصریح کی ہے اہل قبلہ کی تکفیر سے زبان روکنے پر
اور اسپر کہ مسلمان کی تکفیر نہ صحابہ و اہل بیت کا طریقہ ہے اور نہ اہل سنت والجماعت کا خاصہ بلکہ یہہ
امر خوارج کے خواص سے ہے اور اہل بدعت کے شنایع سے ہمکو خدا اپنا پناہ مین رکہے اسی بری
عادت سے۔ جیسا کہ عالم علامہ نحریر فہامہ شیخ سلیمان بن عبد الوہاب رح نے کہا ہے اپنے بہائی
محمد بن عبد الوہاب نجدی کے رد مین اور اوس کے اتباع کے رد مین جنہون نے مسلمانون کی
تکفیر کی ہے اور اون کے مرتد ہونے کا حکم دیا ہے خدا اون سے یوم جزا مین اپنے عدل سے
معاملہ کرے نہ اپنے لطف و فضل سے (جاننا چاہئے کہ حق سبحانہ وتعالی نے محمد صلعم کو بہیجا ہے ہدایت
و دین حق کے ساتہہ۔۔

عمره على الدين كله وانزل عليه الكتاب تبيانا لكل شئ فانجز الله له
ما وعده واظهر دينه على جميع الاديان وجعل ذلك ثابتا الى آخر الدهر
وجعل انحرافهم افضل جميع المومنين وجعل امته خير الامم كما اخبر بذلك
بقوله كنتم خير امة اخرجت للناس وجعلهم شهداء على الناس و
اجتباهم كما قال تعالى هو اجتباكم وما جعل عليكم في الدين من حرج
وقال النبي صلى الله عليه وسلم انتم توفون سبعين امة انتم خيرها و
اكرمها عند الله ومن الادلة ما ذكرنا الاقصى وقال صلى الله عليه وسلم
لا يزال امر هذه الامة مستقيما حتى تقوم الساعة رواه البخاري
وجعل اقتفاء اثر هذه الامة واجبا على كل احد بقوله تعالى ومن
يتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا
وجعل اجماعهم حجة قاطعة لا يجوز لاحد الخروج عنه وهذه الادلة
معلومة عند كل من له نوع ممارسة في العلم انتهى ثم قال بعد ذلك
اعلم ان ما جاء به محمد صلى الله عليه وسلم ان الجاهل لا يستبد برأيه
بل يجب عليه ان يسئل اهل العلم كما قال تعالى فاسئلوا اهل الذكر
ان كنتم لا تعلمون وقال صلى الله عليه وسلم هلا اذا لم يعلموا اسئلوا فانما
دواء العي السوال وهذا اجماع قال في غاية السوال قال الامام ابوبكر ابن فورك اجمعت
العلماء قاطبة على انه لا يجوز لاحد ان يكون اماما في الدين والمذهب المستقيم
حتى يكون جامعا هذه الخصال وهي ان يكون حافظا للغات العرب واختلافها
ومعاني اشعارها واصنافها واختلاف العلماء والفقهاء ويكون عالما
فقيها وحافظا للاعراب وانواعه والاختلاف عالما بكتاب الله حافظا له

تاکہ اوس کے دین کو تمام دینون پر غالب کرے اور اون پر کتاب نازل فرمائی کہ جسمین ہر شے کا بیان ہے پس پورا کیا
حقتعالی نے جو کچھ حضرت سے وعدہ کیا اور اوس کے دین کو تمام دینون پر غالب کر دیا اور اوس کو آخر زمانہ تک ثابت
کر دیا جب تک کہ تمام مسلمان گذر جائین اور حضرت کی امت کو بہتر امتون کا قرار دیا جیسا کہ اسکی خبر دی ہے اپنے قول
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس مین اور اون کو دوسرے لوگون پر گواہ قرار دیا ہے اور برگزیدہ فرمایا ہے
جیسا کہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ اوس نے تمکو برگزیدہ کیا اور تم پر دین مین کچھ تنگی نہین رکھی اور نبی صلعم نے فرمایا
کہ تم ستر امتون کی برابر ہو تم اون سب سے بہتر ہو اور بزرگ تر ہو اون سب کے خدا کے نزدیک اور ہمارے اس دعوی کی
دلیلین بے شمار ہین اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ اس امت کا معاملہ برابر درست رہیگا قیامت کے قائم ہونے
تک اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور اس امت کے نقش قدم پر چلنا واجب کیا گیا ہے ہر شخص پر حقتعالی
کے اس قول سے (اور جو پیروی کرے گا مومنین کی راہ کے غیر کی ہم اوس کو پھیر دینگے جدھر وہ پھرا ہے اور
اوس کو جہنم مین داخل کرینگے اور کیا برا ٹھکانا ہے وہ) اور اون کے اجماع کو دلیل قطعی قرار دیا ہے کہ کسیکو
اوس سے خروج کرنا جائز نہین ہے اور ہمارے اس دعوے کی دلیلین معلوم ہین ہر ایسے شخص کو کہ جس کو
علم مین مہارت ہے انتہی۔ پھر اس کے بعد کہا ہے کہ جانو جو کہ نبی صلعم نے بیان فرمایا ہے یہ امر ہے کہ
جاہل اپنی رائے مین خود مختار نہین ہے بلکہ اوس پر واجب ہے کہ عالمون کے فتوی پر عمل کرے جیسا کہ
حقتعالی نے فرمایا ہے کہ تم عالمون سے دریافت کر لو اگر تم کو معلوم نہ ہو اور حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ
کیون نہین دریافت کر لیتے جبکہ نہین جانتے اس لئے کہ تھکے ہوے کا علاج پوچھ لینا ہے اور یہہ ایک
اجماعی مسئلہ ہے کہ جسکو سوال کے باب مین فرمایا ہے کہا امام ابو بکر ہروی نے کہ تمام علمار نے اجماع کیا
اس پر کہ نہین جائز ہے کسیکو یہہ کہ دین و مذہب مستقیم مین امام ہو جاوے یہانتک کہ وہ ان
خصلتون کا جامع ہو جاوے اور وہ خصلتین یہہ ہین کہ حافظ ہو لغات عرب اور اون کے
اختلافات کا اور اشعار عرب کے معانی اور اون کے اقسام کا اور علماء و فقہا کے اختلافات کا
اور ہووے عالم فقیہہ اور حافظ اعراب اور اوسکے انواع و اختلاف کا عالم ہو کتاب اللہ کا حافظ ہو اور اوسکا

ولاختلاف قرائته اختلاف القراء فيها عالما بتفسيره ومحكمه ومتشابهه وناسخه ومنسوخه وقصصه عالما باحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم مميزا بين صحيحها وسقيمها ومتصلها ومنقطعها ومراسيلها ومسانيدها ومشاهيرها واحاديث الصحابة موقوفها ومسندها ثم يكون ورعا دينا صائنا لنفسه مهدوفا فقيها يبنى مذهبه ودينه على كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم فاذا اجمع هذه الخصال فحينئذ يجوز ان يكون اماما وجاز ان يقلد ويجتهد فى دينه وفتاويه واذا لم يكن جامعا لهذه الخصال او اخل بواحدة منها كان ناقصا ولم يجز ان يكون اماما وان يقلده الناس قال (قلت) واذا ثبت ان هذه شرائط لصحة الاجتهاد والامامة فقد علم ان كل من لم يكن كذلك فعليه ان يقتدى من هو بهذه الخصال المذكورة (وقال) الناس فى الدين على قسمين مقلد ومجتهد والمجتهدون مخصوصون بالعلم وعلم الدين يتعلق بالكتاب والسنة واللسان العربى الذى ورد ابه فمن كان فيهما يعلم الكتاب والسنة وحكم الفاظهما ومعرفة الثابت من احكامهما والمنتقل من الثبوت بنسخ اوغيره والمتقدم والموخر صح اجتهاده وان يقلده من لم يبلغ درجته وفرض من ليس بمجتهد ان يسأل ويقلد وهذا لااختلاف فيه انتهى انظر قوله وهذا لااختلاف فيه وقال ابن القيم فى اعلام الموقعين لايجوز لاحد ان ياخذ من الكتاب والسنة مالم يجتمع فيه شروط الاجتهاد ومن جميع العلوم قال احمد بن المنادى سال رجل احمد بن حنبل اذا حفظ الرجل مائة الف حديث هل يكون فقيها قال لا قال فمائتى الف حديث قال لا قال

اور اوس کے اختلاف قرارت و اختلاف قرار کا باب قرارت مین عالم ہو کتاب اللہ کی تفسیر و محکم و متشابہ و
ناسخ و منسوخ اور اوسکے مضمون کا جانتا ہو احادیث رسول صلعم کو تمیز رکھتا ہو احادیث کے صحیح و سقیم و متصل
و منقطع و مرسل و مسند و مشاہیر کی اور احادیث صحابہ کے موقوف و مسند کی پھر ہووے پرہیزگار
دیندار اپنے نفس کی حفاظت رکھنے والا بہت بڑا سچا معتبر کہ اپنے مذاہب اور اپنے دین کو بنا
کرے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم پر پس جبکہ ان خصلتون کا جامع ہو پس اوس وقت اوسکو
جائز ہے کہ امام بنجاوے اور جائز ہے کہ اوسکی تقلید کیجاوے اور اجتہاد کرے اپنے دین اور اپنے
فتوون مین اور جبکہ جامع ان خصائل کا نہو یا انمین سے ایک خصلت اوس مین کم ہو تو وہ ناقص
ہے اور اوسکو امام ہونا ناجائز ہے اور نہ لوگون کو اوس کی تقلید کرنا درست ہے کہا مین کہتا ہون
(اور جبکہ ثابت ہوگیا کہ یہہ خصلتین اجتہاد و امامت کے صحیح ہونیکی شرطین ہین پس معلوم ہوگیا
کہ جو شخص ایسا نہو پس اوسپر واجب ہے کہ پیروی کرے ایسے شخص کی کہ جو خصائل مذکورہ سے
موصوف ہے اور کہا کہ لوگ دین کے باب مین دو قسم کے ہین مقلد و مجتہد اور مجتہد خصوصیت رکھتے
ہین علم سے اور علم دین کو تعلق ہے کتاب و سنت و زبان عربی سے کہ جسمین کتاب و سنت کا ورود ہوا
ہے پس جو کہ سمجھدار ہے کہ جانتا ہے کتاب و سنت کو اور حکم اون دونون کے لفظون کا اور معرفت
اونکے احکام ثابتہ کی اور غیر ثابتہ کی بسبب نسخ وغیرہ کے اور پہلے اور پچھلے کی تو اوسکا اجتہاد کرنا درست ہے
اور یہہ کہ اوسکی تقلید کرے جو کہ اوسکے درجہ تک نہین پہونچا ہے اور غیر مجتہد کا فرض یہہ ہے کہ پوچھے
اور تقلید کرے اور اس امر مذکور مین کسیکا اختلاف نہین ہے انتہی۔ نظر کرو اوسکے اس قول مین کہ اسمین
کسیکا اختلاف نہین ہے اور ابن قیم نے اعلام الموقعین مین کہا ہے کہ کسی کو جائز
نہین ہے کہ کتاب و سنت سے لیکر عمل کرے جب تک کہ اوس مین اجتہاد کی شرطین
نہ پائی جائین اور جملہ علوم نہ جانتا ہو احمد بن منادی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے احمد بن حنبل
سے پوچھا کہ جب کسیکو ایک لاکھ حدیثین یاد ہون آیا وہ مجتہد ہوجاتا ہے کہا کہ نہین

فثلاث مائة الف حديث قال لا قال فاربع مائة قال نعم قال ابو الحسين
فقالت جدى كم كان يحفظ احمد قال اجاب عن ستمائة الف حديث
قال ابو اسحق لما جلست فى جامع المنصور للفتيا ذكرت هذه المسئلة
فقال لى رجل فانت تحفظ هذا المقدار حتى تفتى الناس قلت لا
انما افتى بقول من يحفظ هذا المقدار انتهى ولو ذهبنا نحكى الاجماع
لطال وفى هذا الكفاية للمسترشد وانما ذكرت هذه المقدمة لتكون
قاعدة يرجع اليها فيما نذكره فان اليوم ابتلى الناس بمن ينتسب
الى الكتاب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالى من خالفه و
اذا طلبت منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يوجب على
الناس الاخذ بقوله وبمفهومه ومن خالفه فهو عنده كافر هذا وهو
لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال اهل الاجتهاد ولا والله عشر واحدة
ومع هذا فراج كلامه على كثير من الجهال فانا لله وانا اليه راجعون الامة
كلها تصيح بلسان واحد ومع هذا لا يرد لهم فى كلمة بل كلهم كفار او جهال اللهم
اهد الضال ورده الى الحق فنقول قال الله عز وجل ان الدين عند الله
الاسلام وقال تعالى ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وقال
تعالى فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فخلوا سبيلهم وفى الاية
الاخرى فاخوانكم فى الدين قال ابن عباس حرمت هذه الاية دماء اهل
القبلة وقال ايضا لا تكونوا كالخوارج تؤولوا ايات القران فى اهل القبلة
وانما نزلت فى اهل الكتاب والمشركين فجهلوا علمها فسفكوا بها الدماء
واستحلوا الاموال وشهدوا على اهل السنة بالضلالة فعليكم بالعلم

کہا کہ دو لاکھہ حدیثین کہا کہ نہین کہا کہ تین لاکھہ حدیثین کہا کہ نہین کہا کہ چار لاکھہ کہا کہ ہان کہا ابو الحسین نے کہ بیٹے
اپنے دادا سے پوچھا کہ امام احمد کو کس قدر حدیثین یاد تہین کہا کہ چہہ لاکھہ حدیثین کہا ابو اسحق نے کہ جب مین
جامع منصور مین فتوی دینے کو بیٹھا تو مینے اس مسئلہ کا ذکر کیا پس مجھے ایک شخص نے کہا کہ کیا تمکو اس قدر
حدیثین یاد ہین کہ تم لوگون کو فتوی دیتے ہو مینے کہا کہ نہین مین تو اون لوگون کے قول پر فتوی دیتا ہون
کہ جنکو اس قدر حدیثین یاد ہین انتہی اور اگر ہم اجماع کو بیان کرنے لگین تو کلام دراز ہوجاے گا اور
طالب ہدایت کے لئے اسی قدر بیان کافی ہے اور مینے اس مقدمہ کو اس لئے ذکر کیا ہے تا کہ یہ ایک
قاعدہ ہوجاے کہ جسکی طرف رجوع کیا جاے اون امور مین کہ جنکو ہم ذکر کرینگے اس لئے کہ اس زمانہ مین
لوگ مبتلا ہوگئے ہین ایسے شخص کے ہاتھون مین کہ جو کتاب و سنت کیطرف اپنے احکام کو منسوب کرتا ہے
اور اون دونون کے علوم سے مسئلے نکالتا ہے اور کچھہ خوف نہین رکہتا ہے اپنے مخالف کا اور جبکہ
اوس سے خواہش کیجاے کہ اپنا کلام علما کے سامنے پیش کرے تو نہین کرتا ہے بلکہ لوگون پر واجب کرتا ہے
اپنے قول و مدعا پر عمل کرنا اور جو کہ اوس کا خلاف کرے پس وہ شخص اوسکے نزدیک کافر ہے اوس کو
یاد رکہو حالانکہ اوس مین مجتہدون کی خصلتون مین سے ایک خصلت بہی نہین ہے اور سچ اگر ایک
خصلت کا دسوان حصہ بہی اوس مین نہین ہے۔ اور باوجود اسکے اوسنے بہت سے لوگو نہین اپنے کلام کو
رواج دیدیا ہی انا للہ وانا الیہ راجعون ساری امت کلمۂ طیبہ کو پکار رہی ہے ایک زبان ہوکر اور وہ شخص سبکو کافر یا جاہل کہتا
اسیواسطے اللہ گمراہ کو ہدایت دے اور امر حق کیطرف اوسکو پہیر دے پس ہم کہتے ہین کہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ دین خدا کے
نزدیک اسلام ہے اور فرمایا کہ جو شخص پیروی کریگا اسلام سے سوا دوسرے دین کی پس ہرگز مقبول نہوگی اور فرمایا
کہ پس اگر توبہ کرین اور قائم کرین نماز اور ادا کرین زکوۃ تو چہوڑ دو تم اونکا راستہ اور دوسری آیت مین ہے کہ پس وہ
لوگ تمھارے دینی بہائی ہین ابن عباس نے کہا ہے کہ اس آیت نے حرام کردئے ہین اہل قبلہ کے خون اور نیز کہا ہے کہ تم
خارجیون کیطرح مت ہوجاؤ کہ آیات قرآنیہ کو اہل قبلہ کے اوپر ڈہالنے لگو حالانکہ وہ نازل ہوئی ہین اہل کتاب و مشرکون کے باب مین پس خوارج نے اونکے
علم کو نہ جانا اور اونکی وجہ سے خونریزیان کرنے لگے اور مسلمانونکے مال لوٹ لئے اور اہل سنت پر گمراہی کا فتوے دیدیا

بما نزل فيه القرآن انتهى وكان ابن عمر يرى الخوارج شرار الخلق
قال انهم عمدوا الى آيات نزلت في الكفار فجعلوها في المسلمين رواه
البخاري عنه فحينئذ ذكر الله عز وجل ان الدين عند الله الاسلام
وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم في حديث جبريل في الصحيحين الاسلام
ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله الحديث وفي حديث
ابن عمر الذي في الصحيحين بني الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله
وان محمدا عبده ورسوله الحديث وفي حديث وفد عبد القيس امركم
بالايمان بالله وحده اتدرون ما الايمان بالله وحده شهادة ان لا
اله الا الله وان محمدا رسول الله الحديث وهو في الصحيحين وغيرها
من الاحاديث وصف الاسلام بالشهادتين وما معهما من الاركان وهذا
اجماع من الامة بل اجمعوا ان من نطق بالشهادتين اجريت عليه احكام الاسلام
لحديث امرت ان اقاتل الناس ولحديث الجارية اين الله قالت في السماء
قال من انا قالت رسول الله قال اعتقها فانها مومنة وكل ذلك في الصحيحين
ولحديث كفوا عن اهل لا اله الا الله وغير ذلك قال ابن القيم اجمع
المسلمون على ان الكافر اذا قال لا اله الا الله وان محمدا رسول الله
دخل في الاسلام انتهى ثم قال (فصل) اذا فهمتم ما تقدم فانكم
الان تكفرون من شهد ان لا اله الا الله وحده وان محمدا عبده
ورسوله واقام الصلوة واتى الزكوة وصام رمضان وحج البيت
مومنا بالله وملئكته وكتبه ورسله ملتزما لجميع شعائر الاسلام
وتجعلونهم كفارا وبلادهم بلاد حرب فنحن نسألكم من امامكم في

اور لازم پکڑو تم قرآن کے شان نزول کے علم کو انتہی اور ابن عمر خارجیون کو بدترین خلق جانتے تھے انکا قول ہے کہ
خارجیون نے دانستہ جو آیتین کفار کے باب مین نازل ہوئی تہی اون کو مسلمانون پر چسپان کر دیا ہے روایت کیا اسکو
بخاری نے ابن عمر سے پس اسی لئے حق تعالی نے ذکر فرمایا ہے کہ دین خدا کے نزدیک اسلام ہے اور نبی صلعم نے حدیث
جبریل مین کہ صحیحین مین مذکور ہے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور
محمد خدا کا رسول ہے آخر حدیث تک اور ابن عمر کی حدیث مین جو کہ صحیحین مین مروی ہے مذکور ہے کہ اسلام
بنا کیا گیا ہے پانچ پر گواہی دینا کلمہ طیبہ کی آخر حدیث تک اور وفد عبد القیس کی حدیث مین مذکور ہے کہ حکم
کرتا ہون مین تمکو صرف خدا پر ایمان لانے کا کیا جانتے ہو تم کیا چیز ہے صرف خدا پر ایمان لانا گواہی دینا اس امر کی
کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور یہ کہ محمد خدا کا رسول ہے آخر حدیث تک اور یہ اور اسکے سوا صحیحین
کی اور حدیثون مین اسلام کو بیان کیا گیا ہے دونو گواہیون اور دوسرے ارکان کے ساتھ اور یہ اس امت کا اجماعی مسئلہ
ہے بلکہ علما ے امت نے اجماع کیا ہے کہ جس نے دونون شہادتون کا اقرار کر لیا اس پر اسلام کے احکام جاری کئے
جائینگے بسبب اس حدیث کے (مجہکو حکم کیا گیا ہے کہ لوگون سے جہاد کرون تا آخر) اور بسبب حدیث جاریہ کے (کہ کہان ہے
خدا کہا لونڈی نے کہ آسمان مین ہے کہا کہ مین کون ہون کہا لونڈی نے کہ خدا کا رسول فرمایا حضرت نے کہ اسکو آزاد کرو
اسلئے کہ یہ مومنہ ہے) اور یہ سب صحیحین مین موجود ہے اور بسبب اس حدیث کے (باز رہو تم کلمہ گو لوگون سے) اور اسکے
سوا دوسری حدیثین ہین ابن قیم نے کہا ہے کہ مسلمانون نے اجماع کیا ہے اسپر کہ کافر نے جبکہ کلمہ طیبہ کا اقرار کر لیا تو
اسلام مین داخل ہوگیا انتہی پہر کہا (فصل) جبکہ تمنے سمجھ لیا جو کچھہ کہ مذکور ہوا پس اے تم کافر کہتے ہو ایسے شخص کو
جس نے گواہی دی کہ خدا اے یکتا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد اوس کا بندہ اور اوس کا رسول ہے اور قائم کیا
نماز کو اور ادا کیا زکوۃ کو اور رمضان مین روزہ رکہا اور بیت اللہ کا حج کیا اس حال مین کہ وہ ایمان لایا ہے
خدا پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوس کی کتابون پر اور رسولون پر لازم پکڑے ہوے ہے تمام شعائر
اسلام کو اور تم ایسے لوگون کو کافر بتاتے ہو اور اون کے شہرون کو دار الحرب کہتے ہو پس ہم تمسے
پوچھتے ہین کہ اس باب مین تمہارا پیشوا کون ہے۔

ذلك ومن اخذ تم هذا المذهب عنه فان قلتم كفرناهم لانهم مشركون
بالله لانه سبحانه قال ان الله لا يغفر ان يشرك به الآية وما في معناها
من الآيات وان اهل العلم قد عدوا في المكفرات من اشرك بالله
قلنا الآيات حق وكلام اهل العلم حق ولكن اهل العلم قالوا في تفسير اشرك
بالله اي ادعى ان لله شريكا كقول المشركين هؤلاء شركاؤنا وقوله
تعالى وما نرى معكم شفعاءكم الذين زعمتم انهم فيكم شركاء واذا قيل لهم
لا اله الا الله يستكبرون اجعل الآلهة الها واحدا الى غير ذلك مما ذكره الله في
كتابه ورسوله واهل العلم ولكن هذه التفاصيل التي تفصلون من عندكم
ان من فعل كذا فهو مشرك وتخرجونه من الاسلام من اين لكم هذا التفصيل
استنبطتم ذلك بمفاهيمكم فقد تقدم لكم من اجماع الامة انه لا يجوز
لمثلكم الاستنباط الكم في ذلك قدوة من اجماع او تقليد من يجوز تقليده
مع انه لا يجوز للمقلد ان يكفر ان لم يجمع الامة على قول متبوعه فبينوا
لنا من اين اخذتم مذهبكم هذا ولكم علينا عهد الله وميثاقه ان بينتم
لنا مقتضيا المصير اليه لنتبع الحق انشاء الله تعالى انتهى وقال فيه
في صفحة ٣٨ فصل قال ابن القيم في شرح المنازل اهل السنة متفقون على
ان الشخص الواحد يكون فيه ولاية لله وعداوة له من وجهين
مختلفين ويكون محبوبا لله ومبغوضا من وجهين بل يكون فيه ايمان
ونفاق وايمان وكفر ويكون الى احدهما اقرب من الآخر فيكون الى
اهله كما قال تعالى هم للكفر يومئذ اقرب منهم للايمان وقال وما يؤمن
اكثرهم بالله الا وهم مشركون فاثبت لهم تبارك وتعالى الايمان مع

اور کس سے تمنے اس مذہب کو لیا ہے پس اگر تم کہو کہ ہم نے اس لئے اون کی تکفیر کی ہے کہ یہہ لوگ مشرک ہین اور
حق سبحانہ کا قول ہے کہ حقتعالی شرک کو نہ بخشیگا آخر آیت تک اور اس کے ہم معنی اور بہی آیتین ہین اور علما نے
مشرک کو کفار مین شمار کیا ہے ہم کہینگے کہ آیتین حق ہے اور علمار کا کلام حق ہے اور لیکن علمار نے مشرک کی
تفسیر مین کہا ہے کہ خدا کے لئے دوسرے شریک کا دعوی کرے جیسا کہ مشرکون نے بتون کو کہا تہا کہ یہہ لوگ
ہمارے شریک ہین اور مثل قول حق تعالی کے اور ہم نہین دیکہتے تمہارے ساتہہ تمہارے شرکار کو کہ جنکو تمنے
اعتقاد کیا تہا کہ وے تمہارے باب مین شریک ہین اور جبکہ اون سے کہا جاتا کہ کوئی معبود نہین ہے بجز خدا کے
تو تکبر کرتے ہین کیا بنا دیا چند معبودون کو ایک معبود اس کے غیر اور اقوال ہین کہ خدا نے اپنی کتاب مین اور اوسکے
رسول اور علما نے اونکو بیان کیا ہے اور لیکن یہہ تفصیل مسئلے کہ جنکو تمنے اپنے ذہن مین ثابت کیا ہے کہ جو
ایسا کرے مشرک ہے اور اوسکو تم اسلام سے خارج کر دیتے ہو یہہ مسئلے تمہارے تراشیدہ ہین کہ انکو کہان سے لئے
ہین اسلئے کہ تمہارے لئے اجماع امت منقول ہو چکا ہے اس پر کہ تمہارے ایسے لوگون کو اجتہاد کرنا درست
نہین ہے کیا تمہارے لئے اس باب مین کوئی اجماع یا تقلید اوس کی کہ جسکی تقلید درست ہیشوا ہے یا آپکے مقلد کو
جائز نہین ہے کہ اپنے پیشوا کے قول پر چلے اگر امت کا اوس قول کے خلاف پر اجماع ہو پس ہمکو بتا دو کہ تم نے
اپنا یہہ مذہب کہان سے اخذ کیا ہے اور تمہارے لئے ہم اپنے اوپر خدا سے عہد و پیمان کرتے ہین کہ اگر ہمکو امر حق کہ
جسکی اتباع واجب ہو جاتی ہے بتا دوگے تو انشاء اللہ تعالی ہم اوس امر حق کی اتباع کرینگے انتہی اور نیز اوسی
کتاب کے صفحہ ۳۵ مین کہا ہے (فصل) ابن قیم نے شرح منازل مین کہا ہے کہ اہل سنت متفق ہین اسپر کہ
ایک ہی شخص مین خدا کی محبت و عداوت دو جہت مختلف سے ہو سکتی ہے اور وہ خدا کا محبوب اور مبغوض
دو وجہہ سے ہو جاتا ہے بلکہ اسمین ایمان و نفاق اور ایمان و کفر جمع ہو سکتا ہے اور وہ ایک کے دوسرے سے
زیادہ قریب ہوتا ہے پس اوس کے اہل سے قریب تر ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ
وے آجکے دن کفر کے زیادہ قریب ہین ایمان سے اور فرمایا (اور نہین ایمان لاتے اکثر
اونکے خدا پر مگر اس حال مین کہ وہ مشرک ہین پس حق تبارک و تعالی نے اونکے ثابت کیا ہے

مقارنة الشرك فان كان مع هذا الشرك تكذيب لرسله لم ينفعهم ما معهم
من الايمان وان كان تصديق برسله وهم يرتكبون الانواع من الشرك
لا يخرجهم عن الايمان بالرسل واليوم الاخر فهم مستحقون للوعيد
اعظم من استحقاق اهل الكبائر وبهذا الاصل اثبت اهل السنة
دخول اهل الكبائر النار ثم خروجهم منها ودخولهم الجنة لما قام
بهم من السببين قال وقال ابن عباس في قوله تعالى ومن لم يحكم بما انزل الله
فاولئك هم الكافرون ليس بكفر ينقل عن الملة اذا فعله فهو به كفر
وليس كمن كفر بالله واليوم الاخر وكذلك قال طاؤس وعطاء
انتهى كلامه وقال الشيخ تقي الدين كان الصحابة والسلف يقولون انه
يكون في العبد ايمان ونفاق وهذا يدل عليه قوله عز وجل هم للكفر يومئذ
اقرب منهم للايمان وهذا كثير في كلام السلف يبينون ان القلب يكون
فيه ايمان ونفاق والكتاب والسنة يدل على ذلك ولهذا قال النبي
صلى الله عليه وسلم يخرج من النار من كان في قلبه مثقال ذرة
من ايمان فعلم انه من كان معه من الايمان اقل قليل لم يخلد في النار
وان كان معه كثير من النفاق فهذا يعذب في النار على قدر ما
معه ثم يخرج انتهى الى ان قال فتامل هذا الفصل وانظر حكايتهم
الاجماع من السلف ولا تظن ان هذا في المخطي فان ذلك مرفوع عنه
خطائه كما تقدم مرارا عديدة فانتم الان تكفرون باقل القليل من الكفر
بل تكفرون بما تظنون انتم انا كفر بل تكفرون بصريح الاسلام فان
عندكم ان من توقف عن تكفير من كفرتموه خائفا من الله تعالى

ایمان کفر کے ساتھہ پس اگر اس شرک کی ساتھہ رسولونکی تکذیب بہی اون مین ہے تو یہ ایمان اونکو نفع نہ دیگا اور اگر رسولون کی تصدیق اونکو ہے اور وے انواع شرک کے مرتکب ہین تو وہ شرک اون کو ایمان رسل ولیوم جزا سے خارج نہ کریگا پس وے مستحق ہین زیادہ وعید کے اہل کبائر سے اور اسی دلیل سے اہل سنت نے ثابت کیا ہے اہل کبائر کا داخل ہونا آگ مین پہر اون کا آگ سے نکلکر جنت مین جانا بسبب قائم ہونے دونون سببکے اون مین کہا ابن قیم نے اور کہا ابن عباس نے حق تعالی کے قول (اور جو کہ نہ حکم کرے مطابق خدا کے بہیجے ہوئے کے پس وہ لوگ کفار ہین) کی تفسیر مین کہ اس سے مراد وہ کفر نہین ہے کہ جس کے کرنے سے ملت اسلام سے نکلجائے پس اسکی وجہ سے وہ کافر تو ہوگیا پر ایسا کافر نہین ہوا کہ جو خدا اور روز جزا کے انکار سے کافر ہوتا ہے اور ایسا ہی کہا ہے طاوس و عطا نے انتہی۔ اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ صحابہ و سلف کا قول ہے کہ بندہ مین ایمان اور نفاق جمع ہوجاتے ہین اور اسپر دلیل ہے یہ قول حق تعالی کا وے آجکے دن کفر کے زیادہ قریب ہین ایمان سے اور یہ امر کلام سلف مین بکثرت منقول ہے اون کا بیان ہے کہ قلب مین ایمان و نفاق جمع ہوتے ہین اور کتاب و سنت اس پر دلالت کرتی ہے اور اسی وجہ سے نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ آگ سے نکلیگا جسکے دل مین ذرہ برابر ایمان ہوگا پس معلوم ہوگیا کہ جو شخص اقل قلیل ایمان رکہتا ہے ہمیشہ آگ مین نہ رہیگا اگرچہ بہت سا نفاق رکہتا ہو پس اوس کو آگ کا عذاب ہوگا بقدر اوس کے نفاق کے پہر آگ سے نکالا جائیگا انتہی یہانتک کہ کہا پس تامل کر تو اس فصل کو اور نظر کر اون کے اجماع سلف کی حکایت کو اور یہہ گمان مت کر کہ یہہ حکم خطا کرنے والے مین ہے اس لئے کہ خطا کا گناہ تو پہلے سے معاف ہے جیسا کہ چند بار پیشتر گذر چکا ہے پس اب تم کافر کہدیتے ہو خدا سے کفر کے وجہ سے بلکہ کافر بنا دیتے ہو اپنے خیالی کفر کے وجہ سے بلکہ کافر کہدیتے ہو صریح اسلام پر بہی اس لئے کہ تمہارے نزدیک جو شخص توقف کرے کافر کہنے سے اوس کو کہ جس کو تم کافر جانتے ہو خدا سے ڈرکر

فی تکفیر من رائی علیہ علامات الاسلام فهو عند کم کافر نسئل الله العظیم ان یخرجکم من الظلمات الی النور وان یهدینا وایاکم الصراط المستقیم صراط الذین انعم علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین انتهی وقال فیه فی صفحہ ۱۲ فان قلت علی نفسہ قتل الغالیۃ بل حرقهم بالنار وهم مجتهدون والصحابۃ قاتلوا اهل الردۃ قلت هذا الحق فاما الغالیۃ فهم مشرکون زنادقۃ اظهروا الاسلام تلبیسا حتی اظهروا الکفر ظهورا جلیا لا لبس فیه علی احد وذلک ان علیا رضی الله عنه لما خرج علیهم من باب کندۃ سجدوا له فقال لهم ما هذا قالوا انت الله فقال لهم انا عبد من عباد الله قالوا بل انت هو الله فاستتابهم وعرضهم علی السیف وابوان یتوبوا فامر بخد الاخادید فی الارض واضرم فیها النار وعرضهم علیها وقال لهم ان لم تتوبوا قذفتکم فیها قالوا الآن تحققنا انک انت الله لان ما یعذب بالنار الا الله فهذه قصۃ الزنادقۃ الذین حرقهم علی رضی الله عنه ذکرها العلماء فی کتبهم فان رأیتم من یقول لمخلوق هذا هو الله فحرقوه والا فاتقوا الله ولا تلبسوا الحق بالباطل ولا تقیسوا المسلمین علی الکافرین بارائکم الفاسدۃ ومفاهیمکم الواهیۃ انتهی (قلت) قوله رحمه الله فحرقوه علی سبیل التنزل والا فقد حققنا فی مقدمتنا ان الاحراق بالنار لا یجوز لاحد سوی الله تعالی ولهذا رجع عنه علی رضی الله تعالی عنه لما بلغه قول عبد الله بن عباس رضی الله عنهما فی هذا الباب فالاستدلال بهذه القصۃ بعد ما ثبت الرجوع عنها لیس من دأب العلماء وقد علم مما نقلناه فی رد قوله هذا انه لیس من اهل الاجتهاد ولا یصلح لتجدید دین الله بای العباد

اوس شخص کی تکفیر ہین کہ جس مین علامتین اسلام کی دیکہی جاتی ہین پس وہ بہی تمہارے نزدیک کافر ہے
ہم خدائے بزرگ سے دعا کرتے ہین کہ تم کو اندہیرون سے اوجالے کے طرف نکال دے اور
ہمکو اور تم کو راہ راست کی ہدایت فرمائے راہ اون لوگون کا کہ جن پر اوس نے انعام فرمایا
ہے یعنے انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین انتہی۔ اور کہا اوس نے صفحہ (۱۲) مین پس اگر کہے تو
کہ خود علیؓ نے فرقۂ غالیہ کو قتل کیا بلکہ اون کو آگ مین جلادیا اور وہ مجتہد تہے اور صحابہ
نے مرتدون سے جہاد کیا مین کہونگا یہہ سب حق ہے لیکن غالیہ پس وہ تو مشرک زندیق تہے
انہون نے کفر سے اسلام کو ظاہر کیا تہا یہانتک کہ آخر کار کفر کو بالکل ظاہر کردیا کہ جس مین کسیکو
شبہ نہین رہا اور اس کا بیان یہ ہے کہ علیؓ نے جبکہ کندہ کے دروازے سے اونپر گذرے
تو اون لوگون نے اونکو سجدہ کیا پس حضرت امیر نے اون سے کہا کہ یہہ کیا حرکت ہے اونہون
نے کہا کہ تو خدا ہے پس آپ نے فرمایا کہ مین تو خدا کے بندون مین سے ایک بندہ ہون اونہون
نے کہا بلکہ توہی خدا ہے پس آپ نے اون سے توبہ طلب کی اور تلوار اون کو دکہائی اونہون نے
توبہ سے انکار کیا پس آپ نے خندقین کہودنے کا حکم دیا اور اون مین آگ گرم کرائی اور اونکو اوسپر
لاکر کہا کہ تم اگر توبہ نکروگے تو مین تمکو ان خندقون مین ڈالدونگا اونہون نے کہا کہ ابتو ہمکو ثابت ہوگیا کہ توہی
خدا ہے اسلئے کہ آگ سے خدا ہی عذاب دیتا ہے پس یہ قصہ ہے اون بدینون کا کہ جنکو حضرت علیؓ نے جلایا تہا
اسکو ذکر کیا ہے علما نے اپنی کتابون مین پس اگر تم دیکہو کسیکو کہ مخلوق کے حق مین ایسا کہتا ہے تو اوسکو جلادو ورنہ
ڈرو خدا سے اور حق کو باطل سے نہ ملاؤ اور مسلمانون کو کافرون پر قیاس مت کرو اپنے فاسد آرا سے اور واہی
خیالات سے انتہی مین کہتا ہون کہ قول اوس کا پس تم اوس کو جلادو بطور تنزل کے ہے ورنہ ہمنے مقدمہ مین
ثابت کردیا ہے کہ آگ جلانا بجز خدا کے کسیکو جائز نہین ہے اور اسیوجہ سے علیؓ نے اس سے رجوع کیا ہی جبکہ اونکو
عبداللہ بن عباسؓ کا قول معلوم ہوا اس باب مین پس اس قصے سے دلیل لانا رجوع ثابت ہونیکے بعد علما کی عادت سے
خارج ہے اور ہمارے اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ مصنف اہل اجتہاد سے نہین ہے اور نہ دین کی تجدید کی صلاحیت رکہتا

بل لا يخلو رايه عن الفساد بل يفضى فى مواضع الى الزندقة والالحاد والله
الهادى الى سبيل الرشاد (قال لا يستطيع احد من الانام ان يرى الله تعالى
فى دار الدنيا الا فى المنام او فى القلب بحقيقة الايمان بالرب قال ذو الجلال المتعال
ولما جاء موسى لميقاتنا وكلمه ربه قال رب ارنى انظر اليك قال لن ترانى الاية) اقول
ومن الله التوفيق قد تمسك فى هذا الباب بالاية وبقول الحسين بن على رضى الله تعالى
عنهما فى قنوت الوتر اللهم انك ترى ولا ترى وانت بالمنظر الاعلى الحديث وبقول الحسن
بن على رضى الله تعالى عنهما رايت البارحة فى منامى عجبا رايت الرب تعالى فوق عرشه
الحديث موميا بنحو هذين الاثرين الى كونه تعالى فى الجهة الفائقة وهذا ايضا
باطل مخالف لما عليه المحققون كما قال الامام النووى رح فى شرح مسلم اعلم ان مذهب اهل
السنة باجماعهم ان روية الله تعالى ممكنة غير مستحيلة عقلا فبطل قوله (لا يستطيع
احد من الانام ان يرى الله تعالى فى دار الدنيا) لان سلب الاستطاعة
يتبادر منه سلب الامكان وهو مخالف للاجماع والاية التى تمسك بها ايضا
يرشد الى الامكان لان موسى عليه السلام طلب الروية منه تعالى فلو كانت
مستحيلة لما طلب لان طلب المحال سفاهة واجاب تعالى عن سواله عليه السلام
بانك لن ترانى ولو كانت مستحيلة لاجاب بانك لن تستطيع ان ترانى) ثم
قال الامام النووى رح بعد ذلك القول (واجمعوا ايضا على وقوعها فى الاخرة
وان المومنين يرون الله تعالى دون الكافرين ثم مذهب اهل الحق ان
الروية قوة يجعلها الله تعالى فى خلقه ولا يشترط فيها اتصال الاشعة
ولا مقابلة المرئى ولا غير ذلك لكن جرت العادة فى رويته بعضنا بعضا
بوجود ذلك على جهة الاتفاق لا على سبيل الاشتراط وقد قرر ائمتنا المتكلمون

اس لئے کہ مصنف کی رائے فساد سے خالی نہین ہے بلکہ بہت سے مقامات مین زندقہ والحاد کے طرف
مفضی ہے اور خدا ہی رہنما ہے راہ حق کا (کہا مصنف نے) نہین طاقت رکہتا ہے کوئی شخص مخلوق مین سے
کہ دیکہے حقتعالی کو دنیا مین بجز خواب کے یا دل مین ایمان پروردگار کی حقیقت سے فرمایا حقتعالی نے اور جبکہ آیا موسیٰ ہمارا
وقت معینہ پر اور کلام کیا اوس سے اوسکے رب نے کہا اے پروردگار مجہکو نظر آ کہ مین دیکہون تجہکو فرمایا کہ تو مجہکو ہرگز نہ دیکہیگا
آخر آیت تک انتہی مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے کہ مصنف نے دستاویز بنایا ہے اس باب مین آیت
مذکورہ کو اور قول حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو کہ تحقیق وارد ہے (انہ) ابیشک وہ دیکہتا ہے اور نہین دیکہا جاتا ہے اور وہ نظر گاہ
بلند مین ہے آخر حدیث تک اور قول حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو کہ دیکہا مینے کل کی رات اپنے خواب مین امر عجیب کو دیکہا مینے حقتعالی کو
اوسکے عرش پر آخر حدیث تک ان دونون اثر کے مضمون سے مصنف نے اشارہ کیا ہے حقتعالی کے جہت فوق مین
ہونے کے طرف اور یہہ بہی باطل ہے مخالف ہے مذہب محققین کے چنانچہ امام نووی نے مسلم کی شرح مین فرمایا ہے۔
(جاننا چاہیئے کہ تمام اہلسنت کا مذہب بالاجماع یہ ہے کہ عقلاً حقتعالی کو دیکہنا ممکن ہے کچہہ اسمین استحالہ نہین ہے پس اس سے
باطل ہوگیا مصنف کا یہہ کہنا کہ نہین دیکہہ سکتا ہے کوئی شخص مخلوق سے حقتعالی کو دنیا مین)
اس لئے کہ سلب استطاعت سے متبادر سلب امکان ہے اور وہ مخالف اجماع امت ہے اور جس
آیت کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے وہ بہی امکان رویت کے طرف رہنمائی کرتی ہے اس لئے
کہ موسیٰ نے حقتعالی سے دیکہنے کو طلب کیا پس اگر رویت الہی محال ہوتی تو موسیٰ طلب نہ کرتے
اس لئے کہ محال کو طلب کرنا بے عقلی ہے اور اونکے سوال کا جواب حق تعالے نے فرمایا کہ تم ہرگز نہ
دیکہو گے اور اگر محال ہوتی تو یون جواب دیتا کہ تم ہرگز نہ دیکہہ سکوگے پہر امام نووی نے قول مذکور کے بعد
فرمایا اور نیز اہلسنت نے اجماع کیا ہے رویت الہی کے واقع ہونے پر اور اسپر کہ مومن خدا کو دیکہینگے کافر نہ دیکہینگے
پہر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ دیکہنا ایک قوت ہے کہ جسکو حقتعالے اپنی مخلوق مین پیدا کرتا ہے اور اوسمین شعاعون کا
ملنا اور شئے مرئی کا مقابلہ وغیرہ شرط نہین ہے لیکن ہمارے آپسمین دیکہنے کے واسطے عادت جاری ہوگئی
ہے ان امور کے ہونے پر اتفاقی طور سے نہ کہ شرط ہونے کے طریق سے اور اوسکو ہمارے ائمہ متکلمین نے

ذلك بدلالة الجليه ولا يلزم من رويته الله تعالى اثبات جهة تعالى عن ذلك
بل يراه المومنون لا فى جهة كما يعلمونه لا فى جهة انتهى ملخصا وكما قال
الامام الحافظ ابو زرعة العراقى فى الغيث الهامع شرح جمع الجوامع رويته
المومنين لربهم فى الدنيا والآخرة متفق عليها بين اهل السنة وقد تواترت
به الاحاديث عن النبى صلى الله عليه وسلم ودل عليها قوله تعالى وجوه
يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة وقوله تعالى كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون
فانه لما حجبهم فى الغضب دل على انهم يرونه فى الرضى وقوله تعالى للذين
احسنوا الحسنى وزيادة هى النظر الى وجه الله الكريم كما بين
فى الصحيح وحديث صهيب رضى الله تعالى عنه والمخالف فى ذلك المعتزلة
فانكروا الروية لاعتقادهم ان شرط المرئى ان يكون فى جهة واتصال
الشعاع بالمرئى فالرب تعالى منزه عن الجهات ومذهب المتكلمين من اهل السنة
انه علم يخلقه الله تعالى فى نفس الرائى مقارنا للروية ولا يشترط فى ذلك
اتصال الاشعة بينهما وقد ثبت له رويته من غير شعاع فى قوله عليه الصلوة والسلام
انى اراكم من وراء ظهرى كما اراكم من امامى وقد وافق المعتزلة على انه تعالى
يرى عباده فهذا راء ليس فى جهته ووافق الجمهور على ان الرب تعالى
يرى نفسه فهذا مرئى ليس فى جهته وقال الشيخ عز الدين بن عبد السلام
فى بعض فتاويه اما روية الرب فى الآخرة فانه يرى بالنور الذى يخلقه الله تعالى
فى الاعين زائدا على نور الاعين فان الروية تكشف ما لا تكشف به العلم
ولو اراد الرب تعالى ان يخلق فى القلب نورا مثل نور الاعين لما اعجزه ذلك
بل لو اراد ان يخلق نور الاعين فى الايدى والارجل لامكن ذلك انتهى

روشن دلیلون سے قریب الفہم کر دیا ہے اور حقتعالی کو دیکھنے سے حق تعالی کے لئے جہت کا اثبات لازم نہین آتا ہے بلکہ مومن اوسکو بلا جہت کے دیکھینگے جیسا کہ بلا جہت اوسکو جانتے ہین انتہی۔ اور جیسا کہ امام حافظ ابو زرعہ عراقی نے جامع شرح جمع الجوامع مین کہا ہے کہ رویت پروردگار کی دنیا و آخرت مین اہل سنت کے مذہب مین متفق علیہ ہے اور احادیث نبویہ سے بتواتر ثابت ہے اور قول حق تعالے کا (بہت سے لوگ اوس دن اپنے رب کو دیکھینگے) اور قول حق تعالے کا (بیشک کفار اوس دن اپنے رب سے محجوب ہونگے) اس پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ جبکہ بندون کو حق تعالے نے غضب کے وجہ سے محجوب رکہا تو معلوم ہوگیا اون کو دیدار الٰہی خوشنودی حق کے وجہ سے حاصل ہوگا اور حق تعالے کے قول (واسطے اون لوگون کے کہ جنہون نے نیکی کی ہے اور زیادہ ہے) مین زیادہ سے مراد دیکہنا ہے خدائے تعالی کی وجہ کریم کو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے صحیح حدیث مین اور حدیث صحیحہ مین اور اسباب مین المعتزلہ مخالف ہین پس اونہون نے رویت کا انکار کیا ہے اس لئے کہ اونکے اعتقاد مین شرط یہ ہے کہ مرئی جہت مین ہو اور شعاع مرئی سے جا ملے پس حقتعالی جہات سے منزہ ہے اور متکلمین اہل سنت کے نزدیک رویت ایک علم ہے کہ جسکو حقتعالی دیکھنے والے مین پیدا کرتا ہے دیکھنے کے متصل اور اوسمین شعاع کا ملنا شرط نہین ہے اور حضرت کے لئے بغیر شعاع کے دیکہنا ثابت ہے حضرت صلعم کے اس قول مین (مین تمکو دیکہتا ہون اپنی پشت کے طرف سے جیسا کہ تم کو دیکہتا ہون اپنے سامنے سے) اور معتزلہ نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ حقتعالی اپنے بندونکو دیکہتا ہے پس وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ جہت مین نہین ہے اور جمہور موافق ہین اسپر کہ پروردگار اپنے نفس کو دیکہتا ہے پس وہ مرئی ہے غیر جہت مین اور کہا شیخ عزالدین بن عبد السلام نے اپنے فتاوی مین کہ دیکہنا پروردگار کو آخرت مین پس وہ دیکہا جائیگا ایسے نور سے کہ جسکو حقتعالی پیدا کریگا آنکہون مین علاوہ آنکہون کی روشنی کے اسلئے کہ رویت کہولدیتی ہے اوسکو کہ جو علم سے نہین کہلتا ہے اور اگر چاہے حقتعالی کہ پیدا کرے دل مین یا کف رجل یا آنکھونکے نور کے تو یہ اوسکی قدرت سے باہر نہین ہے بلکہ اگر چاہے کہ آنکہون کا نور ہاتہون یا پیرون مین پیدا کرے تو کر سکتا ہے انتہی

قال ابو القاسم القشيري في الرسالة بسنده عن سهل بن عبد الله التستري يقول
ينظر اليه المؤمنون بالابصار من غير احاطة ولا ادراك نهاية قال
الشيخ زكريا الانصاري رحمه الله في شرحه وعليه حمل قوله تعالى
لا تدركه الابصار اي ادراك احاطة ونهاية لان ذلك انما يكون في
محدود ومحصور وهذه صفة الاجسام وهو تعالى منزه عن ذلك انتهى
كذا في التنبيه وفي التحفة عقيده بست ودوم آنكه حق تعالى را توان ديد ومومنين
در آخرت بديدار او مشرف شوند وكافران ومنافقان ازين نعمت محروم مانند وهيئت مذهب
اهلسنت وجميع فرق شيعه غير ازمجسمه كه اجماع دارند برانكار رويت ويقولون لا يستطيع
الى اخره صفحه ٣٢٥ فعلم من هذه النقول من اكابر العلماء الفحول ان استدلال
المصنف بالاية والاثرين المذكورين على ابطال الروية صراحة وعلى اثبات الجهة
اشارة باطل غير قابل للاعتبار ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ثم لما فرغ
من الايمان بالله تعالى واسمائه وصفاته شرع في بيان الايمان بملئكة الرحمن
واستدل عليه بعدة آيات واحاديث وآثار يطول الكلام فيها بما لا طائل تحته
ولهذا اصفحنا عن ذكرها بتفاصيلها وهذا الباب ايضا لا يخلو عن الافراط والتفريط
اما الافراط فلانه قد حكم في آخر الباب بتكفير من اول الملئكة بالقوى حيث
قال يتحتم على العلماء تكفيرهم وعلى الامراء تعذيرهم واستتابتهم فان تابوا والا
يجب على اولى الامر قتلهم آخر الامر والتوفيق من الله انتهى وقد حققنا
فيما مضى ان تكفير اهل القبلة ما داموا يشهدون بالتوحيد والرسالة وقاموا
باركان الاسلام الخمسة ليس من مذهب اهل السنة والجماعة وانما هو من خصائص
المبتدعة واهل الشناعة والا فالمصنف وشيوخه واتباعه الذين قالوا بالجهة لله تعالى

کہا ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالہ قشیریہ مین اپنے سند سے سہل بن عبد اللہ تستری کہتے ہیں کہ
حقتعالی کو مومن دیکہین گے آنکہون سے بغیر احاطہ کے اور بدون پانے جہت کے کہا شیخ زکریا انصاری رح
نے اوسکی شرح مین اور اسپر محمول ہے اور حقتعالی کا یہہ قول نہین ادراک کرتی بینائیان یعنے ادراک
کرنا احاطہ و جہت کا اسلئے کہ یہہ ادراک شئے محدود و محصور مین ہوتا ہے اور یہہ اجسام کی صفت
ہے اور حقتعالی اس سے پاک ہے انتہی جیسا کہ تنبیہ مین مذکور ہے اور تحفہ کے صفحہ ۳۲۵ مین
مذکور ہے کہ (بائیسوان عقیدہ یہہ ہے کہ حقتعالی کو دیکہنا ممکن ہے اور مومن آخرت مین اوس کے
دیدار سے مشرف ہونگے اور کافر و منافق اسی نعمت سے محروم رہین گے اور یہی مذہب ہے اہلسنت کا
اور شیعون کے تمام فرقون کا بجز مجسمہ کے کہ رویت کے انکار پر اون کا اجماع ہے اور کہتے ہین کہ نہین
دیکھہ سکتا ہے آخر تک پس اکابر علماے محول کے ان نقول سے معلوم ہوگیا کہ مصنف کا دلیل لانا آیت اور
دونون اثر مذکور سے ابطال رویت پر بصراحت اور اثبات جہت پر باشارت باطل ہے کہ اعتبار کے
قابل نہین ہے اور نہین حول و قوۃ مگر خدا کے علی و عظیم کی توفیق سے پہر جبکہ فارغ ہوا مصنف باب
ایمان باللہ و اسما و صفات سے شروع کیا ایمان بالنبیین اور ملائکہ رحمان پر اور اوسپر دلیل لایا چند
آیات و احادیث و آثار سے کہ جنہین کلام کرنا طوالت بیفائدہ ہے اور اسیوجہ سے ہمنے اونکی تفصیلی فکر
سے درگذر کیا اور یہہ باب بہی افراط و تفریط سے خالی نہین ہے افراط اس وجہ سے کہ مصنف نے اس باب کے
آخر مین کفر کا فتوی دیا ہے اون لوگون پر کہ جو ملائکہ کو قوتون سے تاویل کرتے ہین جیسا کہ
کہا ہے مصنف نے (واجب ہے عالمون پر اون کو کافر کہنا اور حکام پر اون کو ڈرانا اور اونسے
توبہ کرانا پس توبہ کرین تو خیر ورنہ حکام پر آخر کار اون کا قتل کرنا واجب ہے اور توفیق
خدا کے طرف سے ہے اور ہمنے ثابت کر دیا ہے سابق مین کہ اہل قبلہ کو کافر کہنا جب تک کہ
وہ توحید و رسالت کے مقر ہین اور اسلام کے پانچون رکنون کو قایم رکہتے ہین اہل سنت کا مذہب
نہین ہے بلکہ وہ خاصہ ہے بدعتیون اور اہل شناعت کا ورنہ مصنف اور اوسکے شیوخ و شاگردان کہ جو اسکے قایل ہین

فحملوا المتشابهات على ظواهرها اولى بالتكفير والاستتابة ممن اولوا الملئكة على خلاف
مقتضى الايات والاحاديث لان تنزيه الله تعالى عما لا يليق به اولى وارفع من تنزيه
الملئكة عما لا يليق بها ونحن لا نكفر هؤلاء ولا هؤلاء بل نقول كلهم على الضلالة وعزل
عن الهدايت صانهم الله تعالى عن الضلال وشفاهم من الداء العضال واما التفريط فانه
ادخل قصة الزهرا وبين ذكر الملئكة وما درى ان هذه القصة تشين الملئكة وتقبح
امرهم وقد عدها المحققون من اباطيل الاسرائيليات وصرح المتقنون بانها من الموضوعات
ونحن ننقل عبارة المصنف التي فيها ذكر هذه القصة اولا ثم ناتي بما قال المحققون
فيها ثانيا والله الموفق والمعين واياه نعبد ونستعين قال المصنف في صفحة ١٨ وعن علي
في قوله تعالى وما انزل على الملكين ببابل هاروت وماروت قال هما ملكان من ملئكة
السماء اخرجه ابن ابي حاتم قال السيوطي في الاتقان وقد اوردت في قصتهما جزء
وعن عمير بن سعيد قال سمعت عليا يخبر القوم ان هذه الزهرة تسميها العرب الزهرة
وتسميها العجم اناهيذ وكان الملكان يحكمان بين الناس فاتتهما فارادها كل واحد منهما
عن غير علم صاحبه فقال احدهما لصاحبه يا اخي ان في نفسي بعض الامر اريد ان اذكره
لك قال اذكره يا اخي لعل الذي في نفسي مثل الذي في نفسك فاتفقا على امر في
ذلك فقالت لهما المرأة الا تخبراني بما تصعدان به الى السماء وبما تهبطان به الى
الارض فقال باسم الله الاعظم نهبط وبه نصعد فقالت ما انا بمواتيتكما الذي تريدان
حتى تعلمانيه فقال احدهما لصاحبه علمها اياه قال فكيف لنا بشدة عذاب الله
فقال الآخر انا نرجو سعة رحمة الله فعلمها اياه فتكلمت به فطارت الى السماء
ففزع ملك في السماء لصعودها فطأطأ راسه فلم يجلس بعد ومسخها الله فكانت
كوكبا اخرجه اسحق وعبد بن حميد وابن ابي الدنيا في العقوبات وابن جرير وابو الشيخ

اور متشابہات کو اونکی ظاہری معانی پر حمل کرتے ہین بکفیر اور توبہ کرانے کے زیادہ لایق ہین اون لوگون کی نسبت کہ جنہون نے
ملائکہ کی تاویل کی ہے برخلاف مقتضی آیات واحادیث کے اس لئے کہ حق تعالی کو پاک جاننا اون صفات سے جو اوسکے
لایق نہین ہین بہتر اور بڑھکر ہے فرشتون کو پاک جاننے سے اون صفات سے جو اونکے لایق نہین ہین اور ہم انکو کافر کہتے
تہے انکو ملحد ہم کہتے ہین کہ یہ لوگ بسبب کجی کے گمراہی پر ہین اور ہدایت سے علیحدہ ہین انکو خدا بچاوے گمراہی سے اور شفا بخشے علل امراض
عارضہ سے اور تفسیر یہ اسوجہ سے کہ مصنف نے زہرہ قصہ ملائکہ کے ذکر مین داخل کردیا اور یہ سمجہا کہ یہ قصہ ملائکہ پر عیب لگاتا ہے
اور اون کے امر کو ذلیل کرتا ہے اور محققین نے اس قصہ کو اسرائیلیات کی اباطیل سے شمار کیا ہے اور جانچنے والے علماء نے
اسکے موضوع ہونیکی تصریح کی ہے اور ہم پہلے مصنف کی عبارت کو جسمین اس قصہ کا ذکر ہے نقل کرتے ہین اوسکے بعد
اس قصہ کے متعلق محققین کے اقوال کو ذکر کرینگے اور خدا ہی ہمارا توفیق دینے والا اور مددگار ہے اور اوسی کی ہم عبادت کرتے
ہین اور اوسی سے مدد طلب کرتے ہین کہا مصنف نے صفحہ (١٠٥) مین (اور علی سے مروی ہے حق تعالی کے قول) اور جو کچھ اوتارا
گیا بابل مین ہاروت و ماروت دو فرشتون پر) کی تفسیر مین کہا اونہون نے کہ وہ دو فرشتے ہین آسمانکے فرشتون مین سے روایت کیا
اسکو ابن ابی حاتم نے کہا سیوطی نے اتقان مین کہ مین نے جدا بیان کیا ہے ان دونو کا قصہ ایک جزو مین اور مجملاً یہ ہے کہ مروی ہے
علی رضی سے کہ وہ ایک گروہ سے بیان کرتے تہے کہ یہ زہرہ کہ جسکو عرب زہرہ کہتے ہین اور عجم اناہید کہتے ہین دو فرشتون کے پاس آئی
کہ جو فیصلہ کیا کرتے تہے لوگون کے معاملات کا پس اون مین سے ہر ایک نے بلا علم اپنے صاحب کے اس سے ارادہ کیا اور ایک نے دوسرے سے
کہا کہ اے بہائی میرے جی مین ایک بات ہے مین تمسے اوسکو بیان کیا چاہتا ہون اوس نے کہا کہ اے بہائی بیان کر شاید میرے جی مین بہی
وہی بات ہے کہ جو تیرے جی مین ہے پس اس بات مین دونون متفق ہوگئے پس اس عورت نے اون دونو سے کہا کہ تم دونون کہانتک بتاؤگے
مجہکو جس چیز سے کہ تم آسمانکی طرف آمد و رفت رکہتے ہو اونہون نے کہا کہ خدا کے اسم اعظم سے ہم اوترتے اور چڑہتے ہین پس عورت نے
کہا کہ مین تمہاری مراد پوری نہ کرونگی یہانتک کہ تم مجہکو اسم اعظم سکہا دو پس ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو اسکو اسم اعظم سکہا دے اوس نے
کہا کہ پہر خدا کے سخت عذاب سے ہمارا کیا حال ہوگا دوسرے نے کہا کہ ہم خدا کی وسعت رحمت سے امید مغفرت رکہتے ہین پہر اوس نے عورت کو اسم اعظم سکہا دیا پس وہ آسمان
مین اوس کی چڑہنے سے گہبرایا اور اپنا سر جہکا لیا پس ابہی تک وہ بیٹہا ہے کہ اوس عورت کو خدا نے ستارہ کی صورت مین
مسخ کر دیا روایت کیا اس کو اسحق و عبد بن حمید نے اور ابن ابی الدنیا نے عقوبات مین اور ابن جریر نے اور ابو الشیخ نے

فی العظمة والحاکم وصححه و لا سحق بن عمرو ویہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم لعن اللہ الزھرۃ فانہا ھی التی فتنت الملکین ھاروت و ماروت انتھی
ہذہ الاثار کلہا منقول من تفسیر در المنثور فی جلد الاول من صفحہ ۹۶ الی صفحہ ۹۷
اقول بتوفیق اللہ تعالی و عونہ قال المفسر الفاضل والمحقق الکامل ابو محمد
عبد الحق الدہلوی فی مقدمۃ تفسیرہ الحقانی فی صفحہ ۹۰ ما نصہ بالہندیۃ ہکذا
اب علم تفسیر دو جز سے مرکب ہوا ایک جز اصلی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جز حل لغات
و بیان محاورات و دفع اشکالات وغیرہا علوم جز اول کو نقل کہتے ہین یہہ آثار
سلف و اقوال قدما کی طرف مستند ہے جس کی ساخین معرفت ناسخ و منسوخ
و اسباب نزول و مقاصد آیات و شرح مجمل قرانی ہے اس فن کے ائمہ طبری
اور واقدی اور ثعالبی وغیرہ مصنفین ہین ان ابن جریر ابو جعفر طبری نے
کہ جنکا انتقال سن سو دس ہجری مین ہوا ہے اپنی کتاب مین کہ جسکو تفسیر
ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کر دیا ہے اور اسی طرح حافظ ابو بکر
عبد اللہ ابن ابی شیبۃ وغیرہ محدثین نے اپنی کتابون مین ان کو جمع کیا مگر
رطب و یابس صحیح و غلط ان مین سب کچہہ ہے کیونکہ اکثر روایات ایسی ہین
اہل کتاب سے منقول ہین اسلئے کہ جو اہل کتاب اسلام مین داخل ہوا اور یہود تھے
وہ صحیح و غلط باتین کہ جو ان کی کتابون مین بھری پڑی تہین نقل کین
لوگون نے اون کو متبرک سمجھہ کر روایت کیا پہر کسی نے اونکو رواج دینے کیلئے
جناب نبی صلعم کے طرف اور کسی نے حضرت عبد اللہ بن عباس کیطرف اور کسی نے
کعب احبار اور وہب بن منبہ کیطرف منسوب کر دیا جلال الدین سیوطی کی
تفسیر در منثور بہی اسی قسم کی ہے اور اس وقت مخالفین یہود و نصاری وہنود

عظمت مین اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور اسحاق بن مردویہ کی روایت علی سے ہے کہ کہا
اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے لعنت کرے خدا زہرہ پر اس لیے کہ یہی ہے کہ جسنے ہاروت
و ماروت دو فرشتون کو فتنہ مین ڈالا ہے انتہی۔ مین کہتا ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ
مفسر فاضل محقق کامل الحاج محمد عبد الحق دہلوی نے مقدمہ تفسیر حقانی کے صفحہ ۱۳۹ مین اردو عبارت
مین اس طرح بیان کیا ہے۔

اب علم تفسیر دو چیزسے مرکب ہوا ایک جزو اصلی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جز وصل لغات و بیان
محاورات و دفع اشکالات وغیرہا علوم جزو اول کو نقلی کہتے ہین جو آثار سلف و اقوال قدما
طرف مستند ہے جس کی سا خین معرفت ناسخ و منسوخ و اسباب نزول و مقاصد آیات
و شرح مجمل قرانی ہے اس فن کے ائمہ طبری اور واقدی اور ثعالبی وغیرہ مفسرین ہین
ان ابن جریر ابو جعفر طبری نے کہ جنکا انتقال تین سو دس ہجری مین ہوا ہے اپنی کتاب مین کہ
جس کو تفسیر ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کر دیا ہے اور اسیطرح حافظ ابو بکر
عبد اللہ ابن ابی شیبہ وغیرہ محدثین نے اپنی کتابون مین ان کو جمع کیا مگر رطب و یابس
صحیح و غلط ان مین سب کچھ ہے کیونکہ اکثر روایات ان مین اہل کتاب سے منقول ہے
اس لیے کہ جو اہل کتاب اسلام مین داخل ہوے اور اونہون نے وہ صحیح و غلط باتین کہ جو
اون کی کتابون مین بہری پڑی تہین نقل کین لوگون نے اون کو متبرک سمجھکر روایت کیا۔
پہر کسی نے اون کو رواج دینے کے لئے جناب نبی صلعم کے طرف اور کسی نے حضرت
عبد اللہ بن عباس کے طرف اور کسی نے کعب احبار اور وہب بن منبہ کے طرف منسوب
کر دیا جلال الدین سیوطی کی تفسیر درمنثور بہی اس قسم کی ہے اور اسوقت مخالفین یہود و نصاریٰ

جو کچھ اعتراضات قرآن اور اسلام اور پیغمبر علیہ السلام پر کرتے ہین اون کی بنیاد انہین
لغو روایات پر کہ جن کا اسلام مین کچھ بھی اعتبار نہین اور قصہ زینب اور تلک
غرانیق العلی اور زمین و آسمان کی کائنات اور زمین کا سات طبقی ہونا اور
ہر طبقے مین اسی قسم کی کائنات اور زمین کا بیل کے سینگ پر ہونا اور بیل کا مچھلی
ہونا اور اوس کے ہلنے سے زلزلہ آنا اور یاجوج وماجوج کا ایک کان ایسا اور
ایک کان ایسا ہونا اور زہرہ کا قصہ وغیر ذلک من الاسرائیلیات سادہ
لوح محدثون کی خوش اعتقادی ہے اور بس ان علوم خمسہ مین اس قسم کی وہ غلط
اور لغو باتین ان راویون نے ملائی ہین کہ جن سے اصل مدعا قرآن بھی الٹ پلٹ
کر دیا خدا محققین کو جزائے خیر عطا کرے انہون نے کھرا کھوٹا پرا اور لغو اور بے اصل
باتون کو کتب تفاسیر سے خارج کیا انتہی ۔ بقدر الحاجۃ ومن شاء المزید فلیرجع
الیہا وایضا اقول ان ہذہ القصۃ ان ثبت لیثبت باخبار الاحاد وحکمہا
قد مر فی المقدمۃ بانہا لاتصلح للاستدلال بہا فی باب العقاید لانہا
لاتفید الا الظن والصالح لاثبات العقائد لیس الا مایفید الیقین
وہذا ما اتفق علیہ جمہور اہل السنہ والشیعۃ ومایفید الیقین
فہو ایضا انما یثبت بہ العقائد اما کان موافقا للعقل والنقل
من الکتاب والسنۃ المتواترۃ وہذہ القصۃ لیست کذلک
لانہا تنبئ عن احتیاج الملئکۃ الی الزواج ومیلہم الی السفاح
وخیانتہم فی امانۃ اللہ تعالی وغیرہا من الشنائع والقبائح التی
یہین بشان الملئکۃ ویناقض کلام اللہ تعالی ویفعلون ما یؤمرون
اعاذنا اللہ تعالی من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا واللہ الموفق

اور ہر طبقہ مین اسی قسم کی کائنات اور زمین کا بیل کے سینگ پر ہونا اور بیل کا مچھلی پر ہونا اور اوس کے ہلنے سے زلزلہ آنا اور یاجوج و ماجوج کا ایک کان ایسا اور ایک کان ایسا ہونا اور زہرہ کا قصہ وغیرہ ذلک از قسم اسرائیلیات سادہ لوح محدثون کی خوش اعتقادی سے ہے اور بس ان علوم خمسہ مین اس قسم کی وہ غلط اور لغو باتین ان راویون نے ملا دی ہین کہ جن سے اصل مدعائے قرآن کو بھی الٹ پلٹ کر دیا خدا محققین کو جزائے خیر عطا کرے انہون نے کھرا کھوٹا پرکھا اور لغو و بے اصل باتون کو کتب تفاسیر سے خارج کیا تمام ہوا بقدر حاجت اور جو زیادہ تحقیق چاہتا ہو تو چاہیے کہ مقدمہ مذکورہ کے طرف رجوع ہو اور تتمیم کہتے ہین کہ یہ قصہ اگر ثابت ہو تو اخبار احاد سے ثابت ہوگا اور اون کا حکم مقدمہ مین گذر چکا ہے۔ باین طور کہ اون مین صلاحیت دلیل ہونے کی نہین ہے عقاید کے لئے اس لئے کہ وہ مفید ظن ہین اور اثبات عقاید کے لئے وہ دلیل صلاحیت رکھتی ہے کہ جو مفید یقین ہو اور جمہور سنی و شیعہ کا اسی پر اتفاق ہے اور جو دلیل کہ مفید یقین ہے اوس سے ہی عقاید کا ثبوت جیسا ہوتا ہے کہ مطابق ہو عقل و کتاب و سنت متواترہ کے اور یہ دلیل ایسا نہین ہے اس لئے کہ اس سے ملائکہ کا محتاج ہونا زوجہ کے لئے اور اون کی خواہش طرف زنا کے اور اون کا خیانت کرنا حق تعالی کی امانت مین اور اس کے سوا دوسری برائیون اور قباحتون کا ثبوت ہوتا ہے کہ جن سے شان ملائکہ کی اہانت ہوتی ہے اور خدا کے اس کلام ذا اور وہ کرتے ہین جو کچھ اون کو حکم ہوتا ہے سے مخالفت لازم آتی ہے ہمکو خدا اپنا پناہ مین رکھے ہمارے نفسون کی بدیون سے اور ہمارے کامون کی برائیون سے اور خدا ہی توفیق دینے والا ہے۔

ثم لما فرغ عن بيان الايمان بملئكة الرحمن شرع فى بيان الايمان بكتب الرحمن و
استدل عليه بعدة آيات واحاديث وآثار لا يخلو اكثرها عن ضعف ولما كان
البحث فيها والكلام عليها يجري الى الاطالة ويقتضي الطوالة صفحنا
عن النظر فيها ولخصنا مجملتها ما كان مخالفا لعقيدة اهل السنة
والجماعة وموافقا لليهود والنصارى والشيعة واجباعنه بما هو حق عند
اهل السنة ارغاما لمن خالفهم مدعيا بانه منهم وناصر لمذهبهم ولو كان
كما زعم لما حكم فى هذا الكتاب خلاف ما هو الحق عندهم والصواب فنقول
بتوفيق الله تعالى دعونه قال المصنف فى هذا الباب فى صفحة ٢٠ من هذا الكتاب
وليعلم ان العبارات التى ينقلها رواة الاحاديث من التوراة والانجيل
يوجد بعضها الى الآن فى التوراة والزبور والانجيل وصحائف انبياء
بنى اسرائيل ويوجد بعض الفاظها متفرقة فى مواضع شتى وكثير منها
لا يوجد الآن فى هذه الكتاب الموجودة فيحتمل ان اليهود والنصارى
اسقطوها على وفق عادتهم المعروفة التى اقربها المفسرون من النصارى
ويحتمل ان تكون تلك العبارات منقولة من كتب احاديث موسى
على نبينا وعليه السلام واحاديث انبياء بنى اسرائيل فان اهل الكتاب
يطلقون لفظ التوراة على تلك الكتب ايضا انتهى بقدر الحاجة
اقول هذا القول منه مخالف لما عليه جمهور الامة من اهل السنة والجماعة
لانه يشعر ان سائر الكتب السماوية التى نزلت قبل القران موجودة فى هذا
الزمان وايضا لها مفسرون ولاحاديث من نزلت عليها من الانبياء السابقين
محدثون وهذا انما يتم اذا ثبت تواتر النقل وبقاء الاسناد فيهم كما هو ثابت فينا و

پہر جبکہ فارغ ہوا مصنف ایمان بملائکہ رحمان کے بیان سے شروع کیا بیان ایمان بکتب الرحمن کو اور اوس پر دلیل دلایا چند
آیات و احادیث و آثار سے کہ اکثر اون کے ضعف سے خالی نہین ہین اور جبکہ اون مین بحث کرنا اور اونپر کلام وارد کرنا باعث
اطالت و موجب طوالت تہا لہذا ہمنے اون مین نظر کرنے سے درگذر کیا اور اون مین سے ہمنے اون دلائل کو چن لیا کہ جو اہل سنت
کے عقیدہ کے مخالف تہے اور یہود و نصاری و شیعہ کے موافق تہے اور اون کا جواب جو اہل سنت کے نزدیک
حق تہا ہمنے دیدیا اون کے مخالف کو خاک مین ملانے کی غرض سے جو کہ دعوی کرتا ہے کہ مین اونہین سے ہون
اور اونکے مذہب کا مددگار ہون اور اگر وہ ہوتا جیسا کہ اوس کا دعوی ہے تو اس کتاب مین مذہب اہلسنت کے
خلاف کا حکم نہ کرتا پس ہم کہتے ہین حقتعالی کی توفیق و مدد سے کہا مصنف نے اس کتاب کے صفحہ ۲۰۲ مین اور جاننا
چاہیے کہ ان عبارتون کو روایت احادیث توراۃ و انجیل سے نقل کرتے ہین بعض اون مین سے اب تک توراۃ
و زبور و انجیل و صحائف انبیائی بنی اسرائیل مین موجود ہین اور بعض کے الفاظ متفرق طور پر مختلف مقامات مین
پائے جاتے ہین اور بہت اون مین سے اب ان کتب موجودہ مین نہین پائے جاتے ہین احتمال ہے اس کا
یہود و نصاری نے اون کو ساقط کر دیا ہے اپنی عادت مشہورہ کے موافق کہ جس کا نصاری کے مفسرین نے
اقرار کیا ہے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ وہ عبارتین موسی و انبیائے بنی اسرائیل کی حدیثون کی کتابون سے
منقول ہون اس لئے کہ اہل کتاب توراۃ کا لفظ اون کتابون پر بہی اطلاق کرتے ہین تمام ہوا کلام مصنف کا
بقدر حاجت کے مین کہتا ہون کہ مصنف کا یہہ قول مخالف ہے مذہب جمہور امت و اہل سنت والجماعت کے
اس لئے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام آسمانی کتابین کہ جن کا نزول قرآن کے پہلے ہوا ہے اس زمانہ
مین موجود ہون۔ اور نیز اون کے لئے تفسیر کرنے والے ہین اور جن انبیا پر وہ نازل ہوئی ہین اون کی
حدیثون کیلئے محدثین ہین اور یہہ قول جبہی روا ہو سکتا ہے کہ جب تواتر نقل و بقائے اسناد اونکی ثابت ہو جائے جیسا کہ ہم مین

ليس الامر كذلك وتبجح ذلك مما نص عليه صاحب قوت القلوب حيث
قال فيه في صفحة ۱۳ ومما فضل الله تعالى به هذه الامة على سائر الامم وصفهاته
ثلاثة اشياء بتبقية الاسناد فيهم يأثره خلف ان سلف متصلا الى نبينا صلى الله
عليه وسلم الى من خلا من علمائنا وانما كانوا قبلهم يستنسخون الصحف كلما
اختلقت صحيفة جددت فكان ذلك اثر العلم فيهم والثانية حفظ كتاب
الله المنزل عن ظهر غيب وانما كانوا يقرأون كتبهم نظرا ولم يحفظ
جميع كتاب انزله الله تعالى قط غير كتابنا هذا الا ما الهمه الله تعالى
عزيرا من التوراة بعد ان كان بختنصر احرق جميعها عند احراق بيت
المقدس فلذلك قال سبط من اليهود انه ابن الله عز عن ذلك
علوا كبيرا لما خصه به وافرده من حفظ جميع التوراة والثالث كل مؤمن
من هذه الامة يسئل عن علم الايمان ويسمع قوله ويوخذ من رأيه وعلمه
مع حداثة سنه ولم يكونوا فيما مضى يسمعون العلم الا من الاحبار
والقسيسين والرهبان لا غير من الناس انتهى فعلم ان الاسناد من خصائص
هذه الامة وكيف يصح الحكم بكون كتبهم السماوية وكتب احاديثهم النبوية
موجودة في هذه الزمان ان هذا الا زعم فاسد ورأى كاسد نشأ من قلب
جاحد او حاسد ثم قال المصنف في صفحة ۲ من كتابه هذا او فرقة اخرى يدعون
ان التوراة والزبور والانجيل وغيرها فقدت من الدنيا وليس في هذه الكتب منها
حرف واحد فهم يشنعون في رسائلهم تشنيعا عظيما على آيات هذه الكتب
الموجودة لانها في زعمهم من تصنيفات اليهود والنصارى فتارة
يعمدون الى الآيات المتشابهات ويبتغون منها الفتنة ويقولون يلزم منه

ثابت ہے اور حالانکہ ایسا نہین ہے اور یہہ ظاہر ہوتا ہے اوس بیان سے کہ جسپر مفسر نے تصریح فرمائی ہے صاحب قوت القلوب نے چنانچہ اوس نے صفحہ ۲۳۱ مین کہا ہے (اور منجملہ اون امور کے کہ جنکی وجہ سے حقتعالی نے اوس امت کو اور امتون پر بزرگی بخشی ہے اور اسی امت کو اون کے ساتھہ خصوصیت عطا کی ہے تین چیزین ہین باقی رکہنا اسناد کا اس امت مین کہ نقل کرتا ہے خلف سلف سے تا بہ نبی صلعم اور ہمارے دیگر علما تک اور اگلی امتون مین صحیفون کو لکہہ لیتے تہے جب ایک صحیفہ پرانا ہو جاتا پہر اوس کی نقل لیکر نیا کر لیا جاتا پس اونہین ہی علم کا نشان تہا دوسری فضیلت اس امت کی برزبان کرنا ہے کتاب اللہ کا اور اگلی امتون مین ناظرہ پڑہتے تہے اپنے کتب سماویہ کو اور کبہی اون مین کوئی کتاب سماوی برزبان نہین کی گئی بجز ہماری اس کتاب مجید کے مگر جس قدر توراۃ کا الہام کیا تہا حقتعالی نے عزیر علیہ السلام کو بعد اس کے کہ بخت نصر نے اوسکے کل نسخون کو جلا دیا تہا بیت المقدس کے جلانیکے وقت مین پس اسی وجہ سے یہود کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے پاک ہے اس سے حقتعالی بہت پاک ہونا اس سبب سے کہ حقتعالی نے تمام توراۃ کو یاد کرنیکے ساتہہ اون کو خصوصیت بخشی اور منفرد کیا اور تیسرا امر یہہ ہے کہ ہر مومن اس امت کا سوال کیا جاتا ہے ایمان کے علم سے اور اوسکا قول سنا جاتا ہے اور اوسکی رائے علم پر عمل کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کمسن ہو اور اگلی علم کا مسئلہ اخبار و حسن ذرہیان ہی سے سنتے تہے نہ دوسرے لوگون سے انتہی پس معلوم ہوا کہ اسناد اس امت کے خصائص مین سے ہے پس جبکہ اگلی امتون مین اسناد انتہی پہر اون کا حال کیونکر اس امت کے حال پر قیاس کیا جاوے اور کسطرح درست ہو حکم کرنا اون کی کتب سماویہ و کتب احادیث کے موجود ہونے کا اس زمانہ مین یہہ تو زعم فاسد و رائے کاسد ہے کہ منکر یا حاسد کے قلب سے پیدا ہوئی ہے پہر کہا مصنف نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۲۰۶ مین (اور دوسری جماعت دعوی کرتی ہے کہ توراۃ و زبور و انجیل وغیرہ دنیا سے ناپید ہو گئے ہین اور اون موجودہ کتابون مین اونکا ایک حرف بہی نہین ہے پس یہہ لوگ اپنی کتابون مین بہت بڑی تشنیع کرتے ہین ان کتب موجودہ کی آیتون مین اس لئے کہ اونکے زعم مین یہہ کتابین یہود و نصاری کی تصانیف سے ہین پس کبہی تو قصد کرتے ہین آیات متشابہات کیطرف اور اون سے فتنہ کو تلاش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے ایسا لازم آتا ہے ۔۔

كذا وكذا ولا يطلبون لها تاويلا صحيحا مع علمهم بان المثال هذه المتشابهات موجودة فى القران العظيم تارة يعهدون الى الآيات المحكمات ويحرفون معانيها الى غير مقاصدها ومع وضوح معانيها ثم يشنعون عليها تشنيعا عظيما وتارة يدعون التناقض فى آيات ليس فيها مظنة للتناقض فهم يدعون التناقض جهلا وعنادا وتارة يشنعون على امثال ضربها الله تعالى لتفهيم عباده ويقولون اى ركاكة عند الله مثال غير هذا وقد قال الله تعالى ان الله لا يستحى ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها والاشياء التى هى محرمة فى شريعتنا اذا وجدوها غير محرمة فى شريعة سابقة يشنعون تشنيعا عظيما على هذه الكتب الالهية مع علمهم بان كثيرا من الاشياء التى هى محرمة فى شريعتنا لم تكن محرمة فى الشرائع السابقة فهؤلاء يخالفون القواعد الشرعية ويتكلمون فى شان الكتب المنزلة بكلمات تقشعر منها جلود المومنين فان احتاطوا احتاطوا فى تكفيرهم لاقرارهم باصل هذه الكتب وزعمهم فقدانها فلا شك انهم مبتدعون بدعة عظيمة قاربوا بها الكفر اعاذنا الله من شرورهم انتهى بقدر الحاجة

اقول بتوفيق الله تعالى وعونه ما قال المصنف فى هذا القول فهو حكم منه قد فرعه على ما قال فى القول السابق من ان الكتب السماوية السابقة موجودة فى هذا الزمان وقد ابدع فى هذا الحكم حيث قرنه بما هو ممنوع ومحرم جدا عند اهل السنة ولم يقل به صريحا ولم يفرعه مجردا على محض انكار وجودها الآن وهذا النوع من الحكم يجرى على جل الاحكام الشرعية و جملة الامور الاصلية والفرعية مثلا نقول الصلوة حرام فى حال السكر والزكوة حرام من مال الغير وتلاوة القرآن حرام فى حال الجنابة والسجدة حرام لغير الله تعالى والايمان حرام بالطاغوت والنكاح

اور اونکی صحیح تاویل کو طلب نہین کرتے باوجود اونکے جاننے کے اس امر کو کہ اس قسم کی متشابہات قرآن مجید مین بہی موجود ہین اور کبہی قصد کرتے آیات محکمات کی طرف اور اونکے معانی مین خلاف مقصود تحریف کرتے ہین یا آنکہ اونکے معانی کہلے کہلے ہین پہر اون پر تشنیع عظیم کرتے ہین اور کبہی تناقض کا دعوے کرتے ہین اون آیتون مین کہ جنمین تناقض کا شائبہ نہین ہے پس یہ لوگ نادانی وعناد سے دعوے تناقض کرتے ہین اور کبہی تشنیع کرتے ہین اون مثلون پر کہ جنکو حقتعالی نے اپنے بندون کو سمجہانے کے واسطے بیان کیا ہے اور کہتے ہین کہ کیا انکے سوا خدا کے پاس کوئی مثل نہ تہی حالانکہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ نہین شرماتا ہے اس سے کہ مثل بیان کرے کوئی مثل ہو مچہر ہو یا اوس سے اوپر کی چیز اور جو چیزین کہ ہماری شریعت مین حرام ہین جب اونکو یہ لوگ پہلی کسی شریعت مین حلال پاتے ہین تو اون کتب الہیہ پر بڑی تشنیع کرتے ہین حالانکہ ان کو معلوم ہے کہ بہت سی چیزین ہماری شریعت مین حرام کیگئی ہین پہلی شریعتون مین حرام نہ تہی پس یہ لوگ قواعد شرعیہ کے خلاف کرتے ہین اور کتب منزلہ کی شان مین ایسے کلمات بولتے ہین کہ جنکے سننے سے مومنونکے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین پس اگر انکی تکفیر مین کوئی احتیاط کرے بسبب انکے اقرار کرنیکے ان کتابون کی اصل کا اور اعتقاد کرنیکے اونکے کم ہوجانے کا پس اسمین تو شک نہین ہے کہ یہ لوگ بدعتی ہین بہت بڑی بدعت کے کہ جسکی وجہ سے قریب ہو گئے ہین کفر کے ہمکو خدا پناہ دے انکے شرون سے انتہی بقدر حاجت مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور مدد سے کہ مصنف نے اس قول مین جو کچہ کہا ہے یہہ ایک فتوی ہے اوس کا کہ جسکو نکالا ہے پہلے قول سے وہ یہ کہ کتب سابقہ اس زمانہ مین موجود ہین اور اس فتوی مین ایک نادر صنعت یہہ بہی کی ہے کہ اسکو متصل کیا ہے ایسے اقوال سے کہ جو اہل سنت کے نزدیک قطعا منع اور حرام ہین اور اس کو صاف طور پر اور جداگانہ سبب نہ کیا محض اتنی بات پر کہ ان لوگونکو اس وقت کتب سابقہ کے وجود کا انکار ہے اور اس طور کا فتوی دیا جا سکتا ہے بڑے بڑے احکام شرعیہ پر اور تمام امور اصلیہ و فرعیہ پر مثلاً ہم کہتے ہین کہ نماز حرام ہے حالت سکر مین اور زکوۃ دینا حرام ہے مال غیر سے اور تلاوت قرآن حرام ہے جنابت کی حالت مین اور سجدہ کرنا حرام غیر اللہ کو اور ایمان لانا حرام ہے شیطان پر اور نکاح

سواء عن منكوحة الغير التي زوجها هي وغير ذلك من الامثلة فنقول ان
هذا الحكم منه على منكري وجود الكتب السابقة الآن انما هو راجع الى
جمهور اهل السنة ومحققي هذه الامة ويتضح ذلك مما نص عليه المحقق المدقق
ابو محمد عبد الحق الدهلوي في مصنفه من مقدمة تفسير الحقاني حيث
قال بالهندية بعض ناانصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے برگشتہ ہوگئے ہین
قرآن مجید پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابون کی از حد
تصدیق کی پھران تحریفات کی باتون کو اعنی الوہیت وغیرہا کو بڑے زور سے رد
کیا اس سے قرآن کا کتاب الہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ پادری صفدر علی
نے نیاز نامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروئی حاصل کی ہے
مگر یہہ اعتراض کیونکر وارد ہوسکتا ہے حالانکہ قرآن شریف نے ان کتابون کی کہ
جنمین یہہ ناپاک مضامین مذکور ہین کس جگہ مدح فرمائی ذرا بیان تو کیجئے کیا لوگون کی
وہ تالیفات جو صدہا سال بعد موسی و عیسی علیہم السلام کے ہوئی ہین تورات وانجیل
ہوسکتی ہین حاشا وکلا انتہی وفی هذا الكلام تصريح بليغ على ان هذه الكتب
الموجودة التي في ايدي اليهود والنصارى في زماننا هذا ليست
هي التي صدقها القرآن العظيم بل هي مما الفها اليهود والنصارى بعد
قرون من زمن موسى وعيسى عليهما السلام فمنكر هذه الكتب الموجودة
كيف يكون مستحقا للحكم عليه بالكفر او البدعة العظيمة التي حكم
بها المصنف عليه اعاذنا الله من احكام الضالين وهفوات الجاهلين
ثم حقق كلامه المذكور ان ذلك المحقق هكذا امر ضروری یہ ہے
کہ تورات وہ کتاب ہے کہ جو خاص حضرت موسی پر نازل ہوئی تھی اور زبور وہ

حرام ہے غیر کی منکوحہ سے کہ جس کا شوہر زندہ ہے اسکے سوا اور بہت سی مثالین ہین پس ہم کہتے ہین کہ
مصنف کا یہہ فتوی منکرین وجوہ کتب سابقہ پر اس وقت مین درحقیقت راجع ہے جمہور اہل سنت کی طرف
اور محققین اس امت کی طرف اور یہہ امر واضح ہوتا ہے اوس کلام سے کہ جس کو بصراحت بیان کیا ہے
محقق مدقق ابو محمد عبد الحق دہلوی نے اپنی تفسیر حقانی کے مقدمہ کے صفحہ ۲۰۵ مین چنانچہ اردو زبان مین
کہا ہے (بعض ناانصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے کرشٹین ہو گئے ہین قرآن مجید پر یہہ اعتراض
کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابون کی از حد تصدیق کی پھر ان نجات کی باتون کو یعنی الوہیت
وغیرہا کو بڑے زور سے رد کیا اس سے قرآن کا کتاب الہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ پادری
صفدر علی نے نیاز نامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروئی حاصل کی ہے مگر یہہ
اعتراض کیونکر وارد ہو سکتا ہے حالانکہ قرآن شریف نے ان کتابون کی کہ جنمین یہہ ناپاک مضامین ہین کو
ہین کس جگہ سچ فرمائی ذرا بیان تو کیجئے کیا لوگون کی وہ تالیفات جو صدہا سال بعد موسی و عیسی علیہم السلام
کے ہوئی ہین توراۃ و انجیل ہو سکتی ہین حاشا و کلا انتہی) اور اس کلام مین بہت بڑی تصریح ہے اسپر کہ
یہہ موجودہ کتابین جو اس زمانہ مین یہود و نصاری کے ہاتھون مین ہین وہ کتابین نہین ہین کہ
جنکی قرآن مجید نے تصدیق فرمائی ہے بلکہ یہہ تو یہود و نصاری کی تالیفات سے ہین موسی و عیسی
علیہم السلام کے بہت برسون بعد پس ان کتابون کا منکر کیونکر مستحق ہوگا کافر یا بدعتی کہے جانے کا
جیسا کہ مصنف نے فتوی دیا ہے ہمکو خدا پناہ مین رکھے گمراہون کے فتوون اور اہل بدعت کے
فضول باتون سے پھر اوسی محقق نے اپنے کلام مذکور کی تحقیق اس طرح پر بیان فرمائی (امر ضروری
یہ ہے کہ توراۃ وہ کتاب ہے کہ جو خاص حضرت موسی پر نازل ہوئی تھی اور زبور

وہ کتاب ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوئی تہی اور انجیل وہ کتاب ہے کہ جو
حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تہی اور کچھہ صحیفے حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیا پر نازل ہوئی
تہی اس امر منصوص مین سنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے لیکر خلف تک
متفق ہین پس یہ کتاب جو موسیٰ کے بعد مین تصنیف ہوئی اور کچھہ مضامین توراۃ
اصلی کے یادداشت کے طور پر اوس مین درج کرکے توراۃ نام رکھا قطعی وہ توراۃ
نہین کہ جس کا قرآن مین ذکر ہے اسیطرح وہ کتابین کہ جو حضرت عیسیٰ کے بعد لوگون نے
تصنیف کی ہین اور اون مین حضرت عیسیٰ کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع
کر دیا ہے کہ جس کو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہین وہ انجیل نہین
کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام مین اسکی تصریح فرمائی ہے
اور امام رازی وغیرہ جمیع علماے اسلام اسکے قائل ہین بلکہ تمام امت محمدیہ مین یہ مسئلہ
متفق علیہا ہے بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہین جانتا پس اب جو اہل کتاب
اس توراۃ و انجیل کو لیئے پہرتے ہین اور اسکو اصل توراۃ و انجیل بتلاکر مسلمانون کو
ایمان لانے کے لئے مجبور کرتے ہین محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے
انتہی وقال فی موضع آخر فی صفحہ ۱۲۸ منہا واضح ہو کہ یہہ بات ہمارے اور
عیسائیون کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ یہہ چارون انجیلین نہ حضرت عیسیٰؑ کی تصنیف
ہین نہ اون کے عہد مین لکہی گئی ہین پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہ تمام کر دینا چاہیئے تہا
کیونکہ جس انجیل کے اہل اسلام قائل ہین اور جس کا قرآن مین ذکر ہے وہ انجیل ہے
کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس نازل ہوئی ہے جس طرح کہ توراۃ و
زبور و دیگر صحف انبیا کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے قائل ہین کہ گو یہہ مسیح کی
اناجیل نہین مگر یہہ بہی الہامی اور رسولون کی تصنیف ہین ہر چند اس بات کو بہی ہم نے مجلس کے

وہ کتاب ہے کہ حضرت داؤدؑ کو عطا ہوئی تھی اور انجیل وہ کتاب ہے کہ جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی اور کچھ صحیفے حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیا پر نازل ہوئے تھے اس امر مخصوص میں سنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے لیکر خلف تک متفق ہیں پس یہ کتاب جو موسیٰؑ کے بعد میں تصنیف ہوئی اور کچھ مضامین تورات اصلی کے یادداشت کے طور پر اوس میں درج کر کے تورات نام رکھا گیا قطعی وہ تورات نہیں کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے اسی طرح وہ کتابیں کہ جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد لوگوں نے تصنیف کی ہیں اور اون میں حضرت عیسیٰؑ کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع کر دیا ہے کہ جنکو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہیں وہ انجیل نہیں کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام میں اس کی تصریح فرمائی ہے اور امام رازی وغیرہ جمیع علمائے اسلام اس کے قائل ہیں بلکہ تمام امت محمدیہ میں یہ مسئلہ متفق علیہا ہے بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہیں جانتا پس اب جو اہل کتاب اس تورات و انجیل کو لئے پھرتے ہیں اور اوس کو اصل تورات و انجیل بتلا کر مسلمانوں کو ایمان لانے کے لئے مجبور کرتے ہیں محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے انتہی) اور دوسرے مقام میں اسی مقدمہ تفسیر حقانی کے صفحہ ۷۸ میں کہا ہے (واضح ہو کہ یہ بات ہمارے اور عیسائیوں کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ یہ چاروں انجیلیں نہ حضرت عیسیٰؑ کی تصنیف ہیں نہ اون کے عہد میں لکھی گئی ہیں پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہ تمام کر دینا چاہیئے تھا کیونکہ جس انجیل کے اہل اسلام قائل ہیں اور جس کا قرآن میں ذکر ہے وہ انجیل ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس نازل ہوئی ہے جس طرح کہ تورات و زبور و دیگر صحف انبیا کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ گو یہ مسیح کی اناجیل نہیں مگر یہ بھی الہامی اور رسولوں کی تصنیف ہیں اس جہت سے اس بات کو بھی ہم نے تجسس کر کے -

دیکھا مگر بہت سے وجوہات سے غلط پایا اور عیسائیون کے پاس سوائے خوش
اعتقادی کے اور کوئی دلیل نہ دیکھی ہان اس قدر ہم بھی مانتے ہین کہ انہین کچھ
مضامین الہامی بھی ماخوذ ہین اور یہہ بھی متفق علیہ ہے کہ انکے مضامین کے بعد ان مین
خواہ سہوًا خواہ عمدًا بیشمار جگہ غلطیان اور کمی و زیادتیان ہوئی ہین کہ جنکا شمار بقول علمائے
اہل کتاب ہزارہا تک پہونچتا ہے جنکی تفصیل اظہار الحق وغیرہ کتب مین ہے اور
جنکا اقرار پادری صاحب کو بھی ہے انتہی وقال فی موضع آخر فی صفحہ ۱۶۰
منہا واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہ توراۃ و انجیل و زبور و صحف ابراہیم علیہ السلام
وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور انکی مدح اور تصدیق اور کتاب الہی ہونا بیان کیا ہے اور بعض
مضامین کا حوالہ انکی طرف دیا ہے اسلئے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر ایمان لانا
ضرور ہے کیونکہ جمیع انبیا اور تمام کتب الہیہ کو بلا تفریق حق سمجھنا خاص اہل اسلام کا
ہی حصہ ہے اسلئے مجھکو ضرور ہوا کہ ان کتابون کا کسیقدر مختصر حال بیان کرون تاکہ
ہر شخص کو معلوم ہو جائے کہ اسوقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین
وہ اصل نہین ہین اس زمانہ مین عیسائیون کا بڑا زور ہے پادری گلی کوچون مین لوگونکو
بہکاتے پھرتے ہین کہین کالج مقرر کرکے لڑکون کو لالچ دیکر انجیل کی تعلیم دیتے اور کرسٹین
بناتے ہین بلکہ سینا پرونا سکہانیکے بہانہ سے شرفاء اہل اسلام کے گہرونمین مستورات
کے بہکانیکے لئے جوان شاطر میمون کو بھیجتے ہین اور وہ گہر کی نوجوانون سے نہایت
خوش خلاقی سے پیش آکر رجہاتین اور دین سے برگشتہ کراتی ہین اور کہتی ہین اول
تمہارے قرآن مین بھی توراۃ و انجیل و زبور پر ایمان لانیکی تاکید ہے یہ کتابین ہمارے
پاس ہین انپر ایمان لاؤ انمین جو کچھہ لکہا ہے اوسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا
کفارہ ہے جب سادہ لوح اس دام مین آئے تب اونکو اور کچھہ سنایا کہ تمہارے

دیکہا اگر بہت سے وجوہات سے غلط پایا اور عیسائیون کے پاس سوائی خوش اعتقادی کے اور بہی
کوئی دلیل نہ دیکہی ہان اس قدر ہم بہی مانتے ہین کہ انہین کچہہ مضامین الہامی بہی ماخوذ ہین اور یہ بہی
متفق علیہ ہے کہ انکے مضامین کے بعد ان مین خواہ سہوًا خواہ عمدًا بے شمار جگہہ غلطیان اور کمی و
زیادتیان ہوئی ہین کہ جن کا شمار (بقول علماے اہل کتاب ہزارہا تک پہونچتا ہے جنکی تفصیل اظہار الحق
وغیرہ کتب مین ہے اور جن کا اقرار پادری صاحب کو بہی ہے انتہی) اور دوسرے مقام مین مقدمہ
مذکورہ کے صفحہ ۱۷۰ مین کہا ہے (واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہہ توریت و انجیل و زبور و صحف
ابراہیم علیہ السلام وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور ان کی مدح اور تصدیق اور کتاب الہی ہونا بیان کیا
ہے اور بعض مضامین کا حوالہ ان کی طرف دیا ہے اس لئے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر
ایمان لانا ضرور ہے کیونکہ جمیع انبیا اور تمام کتب الہیہ کو بلا تفریق حق سمجہنا خاص اہل اسلام کا
ہی حصہ ہے اس لئے مجہکو ضرور ہوا کہ ان کتابون کا کسیقدر مختصر حال بیان کر دون تاکہ ہر شخص کو معلوم
ہو جاوے کہ اس وقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین ہین اس زمانہ
مین عیسائیون کا بڑا زور ہے پادری گلی کوچون مین لوگون کو بہکاتے پہرتے ہین کہین کالج مقرر
کر کے لوگون کو لالچ دیکر انجیل کی تعلیم دیتے اور کرسچین بناتے ہین بلکہ سینا پرونا سکہانے کے
بہانہ سے شرفاء اہل اسلام کے گہرون مین مستورات کے بہکانے کے لئے جوان جوان شاطر
میمون کو بہیجتے ہین اور وہ گہر کی نوجوانون سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آکر رجہاتین اور
دین سے برگشتہ کراتی ہین اور کہتی ہین اول تمہارے قرآن مین بہی توریت و انجیل و
زبور پر ایمان لانے کی تاکید ہے یہہ کتابین ہمارے پاس ہین ان پر ایمان لاؤ ان مین
کچہہ لکہا ہی اوسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا کفارہ ہے جب سادہ لوح اس مقام مین آگئے تب انکو دیکہنا یا کہ تمہارے

نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تہا اگر ہوتا تو قران مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجہتے ہو
وہ نبی نہ تہے اوسنے قرآن مین بہت سی غلط باتین لکہدین اور جب کسی نے
پوچہا اچہا مہیم صاحب ان باتونکے غلط ہونے کی کیا دلیل تو اونہون نے کہا۔
جسکو تم چند روز ہوئے تورات وانجیل مان چکے ہو یہ باتین اونکے برخلاف ہین
اسلئے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پہر مہیم صاحب کی نرم وہیمی آواز اور پوپلے
ناز وانداز اور بہی غضب تر ویرہے اسلئے اس پرآشوب زمانہ مین ان کتابونکی
تحقیقات کی ہمکو زیادہ ضرورت ہوئی انتہی) بقدر الحاجة ومن شاء مزید
التحقیق فلیرجع الی تلک المقدمه فعلم من هذه التحقیقات ان المصنف
فی هذه المسئلة لیس علی منهاج الحق وخارج عن ما علیه سائر اهل القبلة
من اهل السنة والشیعة وغیرهما وحکمه هذا باطل کل البطلان لاینبغی
ان یصغی الیه کل من کان من اهل الایمان لانه یوهن بنیان الاسلام
ویقوی مابناه الیهود والنصاری وسائر عبدة الطاغوت وهمزات الشیطان
لصرف المومنین عن دینهم وایمانهم بصدق النبی والقران معاذ الله
منه قال فی آخر هذا الکتاب فی صفحہ ۲۲ فقد علم انه کرم الله وجهه
جمع القرآن قدیما علی تنزیل الاول فالاول من سوره کما ذکر الباقلانی
علی ما فی تفسیر القرطبی وابن کثیر اشعرا باستثناء من بعضها لبعض ایضا
وترتیب نزول الذی فی سورة خالف تنزیلها ترتیب النظم کما کان
تلقاه من رسول الله صلی الله وآله وسلم حیث کان له اعتناء بعلمه
من اول تعلمه ثم جمعه بعد وفاته صلی الله علیه وآله وسلم کما تقرر فی
العرضة الاخیرة خشیة ان ینفلت فقصد به محافظة علم التنزیل والتحدید

نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تہا اگر ہوتا تو قرآن مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجھتے ہو وہ نبی نہ تہے اونہوں
قرآن مین بہت سی غلط باتین لکہدین اور جب کسی نے پوچہا اچہا میم صاحبہ ان باتون کے غلط
ہونیکی کیا دلیل تو اونہون نے کہا جسکو تم چند روز ہوے تورات وانجیل مان چکے ہو یہ باتین اونکے
برخلاف ہین اسلئے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پہر میم صاحبہ کی نرم دہیمی آواز اور یورپ کے
ناز و انداز اور بہی غضب تر و پر ہے اسلئے اس پر آشوب زمانہ مین ان کتابونکی تحقیقات کی ہمکو زیادہ
ضرورت ہوئی انتہی) تمام ہوا بقدر حاجت اور جسکو زیادہ تحقیق درکار ہو تو مقدمہ مذکورہ کیطرف رجوع ہو
پس ان تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مصنف اس مسئلہ مین راہ حق پر نہین ہے اور تمام اہل قبلہ سنی شیعہ وغیرہ کے
مذہب سے خارج ہوا اور اوسکا یہ فتوی سرتاپا باطل ہے نہین لایق ہے کہ اسکی طرف کان لگاوے کوئی بہی مسلمان
مین سے اسلئے کہ یہ فتوی سست کرتا ہے اسلام کی عمارت کو اور قوی کرتا ہے یہود و نصاری اور دیگر بندگان طاغوت
وہمزات شیطان کی بنا کو جسکو اونہون نے قایم کیا ہے مومنین کو پہیر دینے کے واسطے اونکے دین سے
اور اونکے صادق ماننے سے بہی اور قرآن خدا کی پناہ اس سے کہا مصنف نے اس کتاب کے آخر مین صفحہ ۲۹۲
مین (پس بیشک معلوم ہوگیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہلے زمانہ مین قرآن کو مطابق نزول اول پس اول آیتیں
سورتونکی جمع کیا تہا جیسا کہ اسکو ذکر کیا ہے باقلانی نے تفسیر قرطبی کے بیان پر بنا کرکے ابن کثیر نے ظاہر کرکے
بعض آیتون کا استثنا دوسری بعض آیتونکی وجہ سے اور ترتیب آیتونکے نزول کی بعض سورہ مین کہ
اونکے مخالف ہے ترتیب اس نظم کی بطور یہ کہ حضرت امیر نے اوسکو حاصل کیا تہا رسول خدا صلعم سے اسلئے
کہ اونکو قرآن کے سیکہنے ہی علم قرآن کے طرف خاص توجہ ہوگئی تہی پہر اوسکو جمع کیا آنحضرت صلعم کی
وفات کے بعد جسطرح جبرائیل دورہ مین ثابت ہوچکا تہا ضایع ہوجانیکے خوف سے پس آپ کو جمع
قرآن سے علم قرآن کی حفاظت اور تجدید۔

وارشد الى معرفة الناسخ والمنسوخ وعلم اهل الرسوخ فكان كانه
كتاب علوم القران يعلم منه علما جما ظهريا وفهما عما بطنيا اعطاها الله
من لدنه اياه فكان كانه العلم كله قال ابن حجر المكي فى المنح المكية
واختلى اى المرتضى بعد موته صلى الله عليه واله وسلم فكتب كتابا
فيه العلوم الجمة حتى قال ابن سيرين لو اصبت ذلك الكتاب لظفرت
بالعلم كله انتهى الى ههنا كتابه هذا ولذا قال بعده كمل الجزء الاول
من كتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر ويتلوه الجزء الثانى
من الايمان بانبياء الله ورسله تعالى انتهى اقول ومن الله التوفيق هذه
الرواية مما ستشهد به الشيعة على ان امير المومنين سيدنا على بن ابيطالب
كرم الله تعالى وجهه قد جمع قرانا جامعا لجملة ما ورد به التنزيل كافلا
لكل ما نزل به التنزيل لكن الصحابة قد تركوه وما اعتنوا به حتى الغفوا
لما رأوا فيه من اعلام قبائحهم ونقائصهم وانحطاط درجتهم من
درجات اهل البيت وائمتهم وغير ذلك من الاحكام والمعالم
التى هم على خلافها فلهذا غاب عنهم وستر حتى اذا ظهر
الامام الثانى عشر من غار سر من راى يعمل بذلك القران الغائب
ويحكم به بين الناس ويامر الناس بترك العمل بالقران الموجود لان
الموجود محرف وناقص بخلاف الغائب فانه تام موافق للتنزيل الاول
فالاول ومطابق للمعرفة الاخيرة ولهذا تمنى ابن سيرين بانه لو اصاب
ذلك الكتاب لظفر بالعلم كله فعلم من فحوى هذه التمنى ان العلم كله
فيه لا فى الموجود والا فما معنى للتمنى ههنا وبهذا البيان ظهر ما على اهل السنة

مد نظر تھی اور آپ نے معرفت ناسخ و منسوخ و علم اہل رسوخ کے طرف رہبری فرمائی پس گویا کہ وہی قرآن علوم قرآنی
کتاب تھی کہ جس سے علم کثیر قوی اور فہم عمیم خفی کا علم حاصل ہوتا تھا کہ جن دونوں کو اپنے پاس سے حق تعالیٰ نے
اونکو عطا فرمایا تھا پس گویا سارا علم اوسی قرآن مین جمع ہو گیا تھا کہا ہے مجسر کی نے صحیح تکیہ مین اور تنہائی
مین بیٹھے علی مرتضیٰ بعد وفات آنحضرت صلعم کے پس ایک ایسی کتاب لکھی کہ جو تمام علوم کا مجموعہ تھی یہانتک کہ
ابن سیرین نے کہا ہے کہ اگر مجھکو وہ کتاب میسر آتی تو سارا علم مجھکو حاصل ہو جاتا یہانتک مصنف کی یہ کتاب
ختم ہو گئی اور اسی وجہ سے اس عبارت کے بعد مصنف نے کہا ہے کہ ذکر اول ہو گیا پہلا حصہ کتاب فقہ اکبر
عن اہلبیت الاطہر کا اور اس سے متصل ہوگا دوسرا حصہ اس کتاب کا کہ جو شروع ہوگا انبیا سی خدا
اور اوس کے رسولون پر ایمان لانے کے بیان سے انتہی مین کہتا ہون اور توفیق خداہی کے
طرف سے ہے کہ اس روایت سے شیعہ دلیل لاتے ہین اس پر حضرت امیر نے قرآن جمع
کیا تھا کہ جو جامع تھا تمام آیات منزلہ کا ضمہ دار تھا کل الفاظ قرآنیہ کا لیکن صحابہ نے اوسکو چھوڑ دیا
اور اوسی کی طرف جیسا چاہیئے توجہ نہ کی اس وجہ سے کہ اونھون نے اوسمین اپنے قبائح و نقصانات اور اپنی
پستی درجات اہلبیت اور اونکے ائمہ کے درجات سے اور دیگر امور کا اظہار دیکھا اسی سبب سے وہ قرآن
اون سے غایب و مستور ہو گیا یہانتک کہ جبتک کہ بارھوین امام موقع سر من رای کے غار سے ظاہر ہونگے
تو وہ اوسی قرآن غایب پر عمل کرینگے اور اوس کے مطابق لوگون مین احکام جاری کرینگے اور قرآن موجود پر عمل کرنیسے
روکینگے اس لئے کہ قرآن موجود محرف و ناقص ہے بخلاف قرآن غایب کے کیونکہ وہ کامل ہے
اور منزل اول پس اول کے موافق ہے اور اخیر دورۂ قرآن کے مطابق ہے اور اسی وجہ سے
ابن سیرین نے تمنا کی ہے کہ اگر وہ قرآن میسر آتا تو سارا علم حاصل ہو جاتا پس اس تمنا کے معنون سے
معلوم ہو گیا کہ تمام علم اوسی مین ہے نہ کہ قرآن موجود مین ورنہ اس مقام مین تمنا کے کیا معنی
ہو سکتے ہین اور اسی بیان سے شیعہ نے اہل سنت پر

بانکم لستم علی الهدی وما عندکم لیس بما یهتدی به الهدی فالمصنف لما سلم هذه الروایة
واستشهد بها قوی مزعوم الشیعة وثبت الزامهم علی اهل السنة والجماعة والعذر بانه رد مازعم
الشیعة فی صدر البحث بقوله وقد یتوهم انه قران له مجود فیه ما لیس فی غیره ولیس کما یتوهم ولهذا
سماه بکتاب علوم القران لا بالقران لا یجدی لانه بنفسه صرح بان ذلک الکتاب کان قرانا لا غیر
حیث قال بعد ذلک فقد علم انه کرم الله وجهه جمع القران قدیما علی تنزیله الاول فالاول الی
ان قال فکان کانه کتاب علوم القران انتهی والعارف بلغات العرب یعلم ان معنی کان زیدا اسد لیس
ان زیدا اسد فی الحقیقة بل هو مشابه بالاسد فی صفة الشجاعة فصار کانه اسد فکذا ههنا لما قال
المصنف اولا انه کرم الله وجهه جمع القران علم ان ما جمعه کرم الله وجهه قران فی الحقیقة لا غیر ثم
لما قال بعده فکان کانه کتاب علوم القران علم ان ذلک القران لکونه جامعا لجملة العلوم مشابه بکتاب
علوم القران فصح ان یقال لکتاب علوم القران استعارة لا حقیقة وبالجملة فاول کلامه ههنا مناقض لاخره
کما لا یخفی فعلم مما حققنا فی رد کتابه هذا من اوله الی اخره انه لیس من اعوان اهل السنة ولا من محیی
علوم اهل البیت بل هو داخل فی زمرة من زعم انه متستر فی دعوی نصرة اهل السنة واحیاء علوم اهل بیت
النبوة ففی موضع یوافق اهل السنة ویخالف الشیعة وفی موضع بالعکس وفی موضع یخالفهما جمیعا
بل یخالف سائر اهل القبلة کما فی مسئلة اجماع خالفهما جمیعا وفی مسئلة الکتب السماویة السابقة خالف
سائر اهل القبلة بل خالف الیهود والنصاری ایضا کما یستفاد مما حققناه فیهما فلا ینبغی للعاقل
ان یتوجه الی مزعوماته خالیا الذهن عن ما هو حق عند اهل السنة والجماعة کثرهم الله تعالی فالتحقیق
فی هذه المسئلة بحیث ینکشف به الاختلاف فی القران الموجود بین اهل السنة والشیعة فما اقوله
بتوفیق الله تعالی وحسن عونه قال خاتم المفسرین فی التحفة فی صفحة ۲۶ باید دانست که اقسام دلیل نزد
ایشان چهار است کتاب وخبر واجماع وعقل کتاب که قران مجید است بزعم ایشان قابل استدلال نیست زیرا که
اعتماد بر قرآنیت او حاصل نشود الا وقتیکه ماخوذ باشد بواسطهٔ امام معصوم وقرآنیکه ماخوذ از ائمه است

الزام لگایا گیا ہے کہ تم ہدایت پر نہیں ہو اور جو قرآن تمہارے پاس ہے اس قابل نہیں ہے کہ اوس سے مخلوق راہ حق کو پاسکے پس مصنف نے
جبکہ اس روایت کو مان لیا اور اس سے دلیل لایا شیعہ کا اعتقاد قوی ہو گیا اور اونکا الزام اہلسنت پر ثابت ہو گیا اور عذر کرنا باین طور کہ
مصنف نے اس بحث کی شرح میں شیعہ کے خیال کو رد کیا ہے اپنے اس قول سے کہ کبھی وہم کیا جاتا ہے کہ وہ کتاب حضرت علی کا قران ہے کہ
اوس میں وہ احکام مندرج ہیں کہ اوس کے غیر میں نہیں ہیں اور ایسا نہیں ہے اور اسی وجہ سے مصنف نے اوسکا نام کتاب علوم القران کہا ہے نہ کہ
قرآن غیر نافع ہے اسوجہ سے کہ خود مصنف نے صاف کہدیا ہے کہ وہ کتاب قرآن تہا نہ کچھ اور چنانچہ اسکے بعد کہا ہے (پس معلوم ہو گیا کہ حضرت امیر نے
پہلے زمانہ میں قرآن جمع کیا تہا اوسکی تنزیل یا اول سے اول کو مطابق) پہر انکے کہا ہے گویا کہ وہ قرآن کی کتاب علوم قرآن ہی تہی اور لغات کی
جو شخص ماہر ہے جانتا ہے معنی کان زید الاسد کو یہ نہیں ہیں کہ زید حقیقت میں شیر ہے بلکہ وہ شیر کے مشابہ ہے صفت شجاعت میں پس گویا کہ وہ
شیر ہے اسیطرح اس مقام میں جبکہ مصنف نے پہلے کہدیا ہے کہ حضرت امیر نے قرآن جمع کیا تہا تو اوس سے معلوم ہو گیا کہ جو کچھ اونہوں نے جمع کیا تہا
وہ قرآن تہا درحقیقت اوسکے سوا اور کچھ نہ تہا پہر جب اسکے بعد کہا گویا ان کا نام کتاب علوم القران ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ قرآن ہی تہا
جامع ہونیکی علوم کو شامل ہو گیا کتاب علوم القرآن کی تصحیح ہو گئی کہ اوسکو مجازا کتاب علوم القرآن کہا جاتا ہے نہ کہ حقیقتا اور حاصل یہ ہے کہ مصنف کا
اول کلام اس مقام میں مناقض ہے آخر کلام کو جیسا کہ مخفی نہیں ہے پس [illegible] مصنف کی اس کتاب کا مدار از اول تا آخر تحقیق [illegible] کیا
اوس سے معلوم ہو گیا کہ مصنف اہلسنت کے معاندین سے نہیں ہے اور علوم اہلبیت کے زندہ کرنیوالے نہیں ہے بلکہ اوسنے اپنے خیالات کی تائید کا قصد کیا ہے تائید
اہلسنت و احیاء علوم اہلبیت نبوت کا دعوی کرکے پہر کسی مقام میں مصنف اہلسنت کا معین اور شیعہ کا مخالف ہے اور کسی مقام میں اسکے برعکس ہے اور بعض
دونوں کا بلکہ تمام اہل قبلہ کا مخالف ہے جیسا کہ مسئلہ جبیت میں دونوں کا مخالف ہے اور کتب سابقہ کے مسئلہ میں تمام اہل توحید کا بلکہ یہود و
نصاری کا بہی مخالف ہے جیسا کہ ہماری تحقیق سابق سے مستفاد ہوتا ہے پس عاقل کو لائق نہیں ہے کہ مصنف کے خیالات کیطرف توجہ کرے خالی الذہن
ہو کر اون عقاید سے کہ جو حق ہیں نزدیک اہلسنت والجماعت کے حق تعالی اوسکو زیادہ کرے اور تحقیق اس مسئلہ میں اسطرح ہے کہ جس سے
ظاہر ہو جاوے جو اختلاف کہ قرآن موجود کے متعلق اہل سنت اور شیعہ میں ہے پس وہ ہے کہ جسکو میں بیان کرتا ہوں
حق تعالی کی توفیق اور اوسکی مدد سے خاتم المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ ۲۴۲ میں کہا ہے جاننا چاہئے کہ
ادلہ کے اقسام شیعہ کے نزدیک چار ہیں کتاب و خبر و اجماع و عقل کتاب سے کہ قرآن مجید ہے اونکے خیال میں استدلال کے
قابل نہیں ہے اسلئے کہ اوسکے قرآن ہونے پر اعتماد جبہی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی امام معصوم کے ذریعہ سے لیا جاتا اور جو قرآن کہ اماموں سے لیا گیا ہے

در دست ایشان موجود نیست واین قرآن را ائمه بزعم ایشان معتبر نداشته اند و قابل استدلال و تمسک نشمرده
چنانچه از کلینی وغیره کتب معتبره ایشان منقول خواهد شد واین مطلب بچند وجه ثابت است اول آنکه جماعه کثیر از
امامیه روایت کرده اند که قرآن منزل را تحریف کلمات از مواضع آن و اسقاط آیات بلکه سور نیز
بوقوع آمده و ترتیب هم متغیر شده و حالا آنچه موجود است مصحف عثمان است که بهفت نسخه آنرا نوشته
باطراف عالم شهرت داد و کسی را که قرآن منزل بحال ترتیب و وضع بود بضرب و شلاق منع نمود
تا آنکه طوعا و کرها همه آفاق برین مصحف اجماع کردند پس این مصحف قابل تمسک و استدلال نباشد و نظم و الفاظ
او در عام و خاص و مجمل اعتماد نباشد چه جائز است که این احکام که درین قرآن موجود اند همه اینها یا اکثر اینها
منسوخ باشند بآیات و سور که اسقاط کرده اند بالخصوص باشند بآیات و سور مسقطه وجه دوم آنکه ناقلان این قرآن
بلا تشبیه مثل ناقلان توریت و انجیل اند که بعضی از ایشان اهل نفاق بودند مثل عظماء صحابه بزعم ایشان و
بعضی از ایشان طالبین دنیا و ملک و بین قریش مثل عوام صحابه که بطمع مال و مناصب اتباع رئیسان خود کردند
از دین مرتد شدند گویا کسانی باشند که بعد صحبت پیغمبر را جواب داده اند و با خاندان او دشمنی ورزیده و عداوت پیش گرفتند و
کتاب او را بتحریف و خطاب او را بتغییر کردند مثلا جای من المرافق الی المرافق ساختند و جای ائمة هی ازکی
من ائمتکم امة هی اربی من امة نوشتند و علی هذا القیاس الی آن قال پس چنانکه بر توریت و انجیل اعتماد
نتوان کرد و عقیده و عمل را از ان نتوان گرفت همچنین ازین قرآن موجود تمسک نباید کرد و هم چنانکه احکام
اینها منسوخ شده اند بالقرآن مجید همچنین ازین قرآن هم چیزی بسیار نسخ شده و ناسخ را از غیر ائمه کسی نمیداند
سوم آنکه ثبوت نزول قرآن و اعجاز او بلکه ثبوت نبوت پیغمبر نیز موقوف است بر ثبوت صدق ناقلین
وچون ناقلین نبوت پیغمبر اجماعا باشند که بسبب غرض فاسد خود نص را که بحضور یک لک و بست و چهار هزار
کس پیغمبر فرموده بود در خفا و کتمان نمودند و هیچکس عند الحاجت اظهار نساخت تا آنکه حق خاندان نبوت
تلف شد و اصل عظیم دین که هم نصب نبوت است یعنی امامت برهم گشت بر نقل اینها چه اعتماد
شاید بنا بر غرض فاسدی همه طوطیا با هم بسته باشند که فلانی نبی بود و معجزها آورد و قرآن برو نازل شده

شیعہ کے ہاتھ مین موجود نہین ہی اور اس قرآن کو ائمہ معتبر نہین سمجھتے تہے اور قابل استدلال و تمسک جانتے تہے جیسا کہ کلینی وغیرہ اونکی معتبر کتابون سے
منقول ہوگا اور یہ مدعا چند وجہ سے ثابت ہی اول یہ کہ ایک بڑی جماعت امامیہ نے اپنے اماموں سے روایت کی ہی کہ قرآن منزل مین بدلدیا کلمات کا اونکے مواضع سے
اور گرا دینا آیات بلکہ بعض سورتونکا بہی وقوع مین آیا ہی اور ترتیب مین بہی تغیر ہوگیا ہی اور اب جو کچھ موجود ہی مصحف عثمان ہی کہ جسکی سات نسخے لکہکر اطراف عالم مین
مشہور کئے ہی اور جو کہ قرآن نازل ہی اسکی آل کی ترتیب وضع پر پہونچتا تہا اوسکو زد و کوب کیا یہانتک کہ شیعہ کے امام جہان نے اسی مصحف پر اتباع کر لیا پس مصحف
تمسک و استدلال کے قابل نہین ہی اور اوسکی نظم و الفاظ اور اوسکے عام و خاص مجمل پر اعتماد نہین ہین کیونکہ جائز ہی کہ یہ احکام کہ اس قرآن مین موجود ہین منسوخ ہوئے ہوں
یا اکثر منسوخ ہین اون آیات اور سورتون سے کہ جنکو گرا دیا ہی یا مخصوص ہوں آیات و سور متفرقہ سے دوسری وجہ یہ کہ اس قرآن کے نقل کرنیوالے بلاشبہ مثل
ناقلین توریت و انجیل کے ہین کہ بعض اونمین منافق ہیں جیسا کہ صحابہ جلیل القدر اور بعض اونکے راہین دنیا طلب و دین فروش تہے جیسا کہ عوام
صحابہ کہ مال و مناصب کی طمع مین اپنے پیغمبر کے دین سے مرتد ہوگئے بجز چار یا پانچ شخص کے اور پیغمبر کے طریقہ کو چہوڑ بیٹہے اور اونکے
خاندان سے دشمنی و عداوت اختیار کی اور اوسکی کتاب مین تحریف اور اوسکے مطالب مین رد و بدل کر دیا مثلاً من المرافق کی جگہ الی المرافق بنا دیا
اور ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم کی جگہ امۃ ہی اربی من امۃ کہدیا اور اسی طرح سے یہانتک کہ کہا پس جیسا کہ توریت و انجیل پر اعتماد نہین
کر سکتے ہین اور عقیدہ و عمل کو اون سے لے نہین سکتے ہین اسی طرح اس قرآن موجود پر تمسک نہ کرنا چاہیے اور جس طرح کہ اونکے احکام منسوخ
ہوگئی ہین قرآن مجید سے اسی طرح سے اس قرآن سے بہی بہت سی باتیں منسوخ ہوگئی اور ناسخ کا علم اماموں کے سوا دوسرے کو نہین ہی
تیسری وجہ یہ ہے کہ نزول قرآن اور اوس کے معجزہ ہونے کا ثبوت بلکہ پیغمبر کی نبوت کا ثبوت بہی موقوف ہی نقل کرنیوالوں کے
صادق ہونے پر اور جب کہ نبوت پیغمبر کے نقل کرنے والے یہ لوگ ہین کہ جنہون نے اپنی غرض فاسد کی وجہ سے اوس
کلام کو کہ پیغمبر نے ایک لاکہ چوبیس ہزار لوگونکے سامنے فرمایا تہا یعنی و پوشیدہ کر دیا اور کسی شخص نے حاجت کے وقت
ظاہر نہ کیا یہانتک کہ خاندان نبوت کا حق تلف ہوگیا اور دین کی بہت بڑی اصل کہ نبوت کے ہم پلہ ہے یعنی
امامت درہم برہم ہوگئی ان لوگون کی نقل پر کیا اعتماد چاہیے غرض فاسد کے وجہ سے یہ سب تہمتیں جائز
ہونگی کہ فلان شخص نبی تہا معجزے لایا اور اوس پر قرآن نازل ہوا۔

ہمہ ملفا از مصاحف ابو بکر و عمر نوشتہ شدہ و در دل قطع جمیع نباشد انتہی اذا انتہا ہذا او نقص عنہ اختلاف لتضاد
فی القرآن المجید و فاعلم انہ قال ہوانہ طعن للسان علی من جمع فی القرآن وضعف المتہ قال المجتہد
العلام اور ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ جب لوگون نے
ابو بکر سے بیعت کی تو حضرت امیر نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گہر مین بیٹھ رہے ابو بکر نے کہلا بھیجا کہ کیون
دیر کی تمنے میری بیعت مین آیا کراہت کی تمنے میری امارت اور خلافت سے پس فرمایا حضرت نے کہ کراہت تو
نہین کی ہے لیکن قسم کہائی ہے مینے کہ چادر نہ اوڑہونگا الی ردا اوسوقت نماز کے جبتک کہ جمع نہ کرلون قرآن کو کہا
ابن سیرین نے کہ روایت پہونچی مجھکو کہ آنحضرت نے جمع کیا قرآن کو موافق اوسکے کہ نازل ہوا تہا اور اگر ہاتہہ آتا
وہ قرآن تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا اور اسکے قریب دوسری روایت عبد الرزاق کے اسناد سے ہے
اوسی کتاب مین مذکور ہے **اقول بفضل العزیز العلام** ملا علی قاری نے مرقات مین لکہا ہے کہ
یہ خبر ضعیف ہے اسواسطے کہ بسند حسن ثابت ہے کہ جناب امیر فرماتے تہے اعظم الناس فی المصاحف اجرا
ابو بکر رحمۃ اللہ علی ابی بکر ہو اول من جمع کتاب اللہ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کے
معارض نہین کہہ سکتے معارضہ مین شرط ہے کہ متعارضان ضعف و قوت مین برابر ہون پہر اسی کتاب مذکور مین ہے کہ
بر تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ بر اسرہ ہے یا جمع بانفرادہ لیکن جمع ابو بکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان
معتد بہا نہین رکہتا اور اسی جہت سے جناب امیر نے حضرت ابو بکر کے جمع کو پسند کیا اور اونکو کلمہ دعا سے خورسند کیا
قال المجتہد العلام اب ہم پوچہتے ہین کہ وہ قرآن کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور کوئی اوسکا حافظ اور راوی اوسکے
علم کثیر کا عالم ہے یا نہین اگر ہے تو کہان ہے اور کس ملک اور کس شہر مین ہے اور جتنے سوال کہ تمنے ہمسے کئے تہے ہی
لئے باقی ہین اونکا جواب تمپر لازم ہے **اقول بفضل العزیز العلام** یہ سوال فرع صحت روایت ابن سیرین کا
حالانکہ جب وہ روایت مخدوش ٹہری تو اب اس سوال کی گنجائش نرہی بلکہ بابرحم ملازمان والا شان کا
سوال اور چلا آگیا کہ وہ پوچہینگا کہ یہ قرآن جو اس وقت قرآن غائب کا عین ہے یا غیر اگر عین ہے تو پہر اوسکے نقص ہونے کی کیا
وجہ اور امام جعفر صادق نے کیون اسکو زمین پر پہینک مارا اور جدائی اسمین اور اہلبیت مین کہان لازم آئی

اور بدلنا اوسکے مقابلہ و عاجز ہو گئے اور مراقع مین کچہہ ہی نہو گا انتہی) جبکہ یہ ثابت ہو چکی اور اس سے شیعہ و سنی کا اختلاف قران موجود مین ظاہر ہو گیا
ہین جاننا کہ کہا ملا صاحب لسان علی من حرم فی القران کو مصنف زاد کی صفحہ ۱۱ مین کہا مجتہد مقام نے (اور ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد ابن
سیرین سے روایت کی ہے کہ جب لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی تو حضرت امیر نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گہر مین بیٹہہ رہے ابوبکر نے کہلا بہیجا کہ کیون دیر کی تمنے
میری بیعت مین آیا کراہت کی تمنے میری امارت اور خلافت سے پس فرمایا حضرت نے کہ کراہت تو نہین کی ہے لیکن قسم کہائی ہے مینے کہ نہ اوڑہونگا
اپنی ردا کو سوا وقت نماز کے جبتک کہ جمع نکرلون قران کو کہا ابن سیرین نے کہ روایت پہونچی مجہکو کہ انحضرت نے جمع کیا قران کو موافق اوسکے
نازل ہوا تہا اور اگر پاتے ہم اوس قران کو تو البتہ اوس مین علم کثیر حاصل ہوتا اور اسیکے قریب دوسری روایت عبد الرزاق کی اور سند سے اوسی
کتاب مین مذکور ہے) مین کہتا ہون عزیز علام کے فضل سے (ملا علی قاری نے مرقات مین لکہا ہے کہ یہ خبر ضعیف ہے اور اسکی سند حسن
ثابت ہے کہ جناب امیر فرماتے تہے اعظم الناس پانیوالا قرآن جمع کرنیوالا لوگون مین ابوبکر ہے رحمۃ اللہ علی ابی بکر
ہو اول جمع کتاب اللہ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کے معارض نہین کہہ سکتے معارضہ مین شرط یہ ہے
کہ متعارضان ضعف اور قوت مین برابر ہون پہر اوسی کتاب مذکور مین ہے کہ بر تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ بر اسرہ ہے یا جمع
بالفراده لیکن جمع ابوبکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان معتدبہ کا نہین رکہتا اور اسی سبب سے جناب امیر نے حضرت ابوبکر کے
جمع کو پسند کیا اور برا دلکو کلمہ دعا سے خوش نود کیا) کہا مجتہد مقام نے (اب ہم پوچہتے ہین کہ وہ قران کہا ہوا اور کہان غائب ہوا اور
کوئی اوس کا حافظ اور اوسکے علم کثیر کا عالم ہے یا نہین اگر ہے تو کہان ہے اور کس ملک اور کس شہر مین ہے اور حقیقے
سوال کہ تمنے ہمسے کیے تمسے ہی کئے جاتے ہین اونکا جواب تمپر لازم ہے) مین کہتا ہون عزیز علام کے فضل سے
یہ سوال فرع ہے صحت روایت ابن سیرین کا حالانکہ جب وہ روایت مخدوش ٹہری تو اب اس
سوال کی گنجایش نہ رہی بلکہ بنا بر زعم ملا زمان والا ستعنی کا سوال اور چلا یا گیا کہ وہ پوچہے گا کہ یہ قران
حاضر اوس قران غائب کا عین ہے یا غیر اگر عین ہے تو پہر ناقص ہونے کی کیا وجہ اور امام جعفر صادق نے
کیون اس کو زمین پر پہینک مارا اور جدائی اوس مین اور اہل بہشت مین کہان لازم آئی۔

اور اگر غیر ہے تو کیوں نماز وہ نہیں پڑہتے ہو اور اسپر عمل کرتے ہو اوس قرآن کو کیوں نہیں ڈہونڈہتے
اور ائمہ نے کیوں اوسکو ظاہر کیا اور بے نشان رکہا قرآن پڑہنے پڑہانیکو آیا تہا یا رکہنے اور چہپانیکو —
انتہی بقدر الحاجة فظہر من ہذہ التحقیقات ان المصنف لم یات فی ہذا الکتاب بما ہو تحقیق
عند اہل السنة فی ہذا الباب بل جمع الحق والباطل واید المذہب العاطل وان مرادہ مذہب
اہل السنة ومرہ تشیہ بما ہی اہل البدعة وان دعواہ غیر مطابق لدلیلہ وکلامہ مختلط بین
صحیحہ وعلیلہ ما بین النقول کما ہی وما فی المذاہب مثلما ہی فلا فقی فی مواضع بغیر الحق
قد ثنی فی مواقع غیر الصدق وانہ اختار لنفسہ ما ہو لیس لہ باہل ونسب الی غیرہ
بالجد ول الہزلی ومعذلک یحسب انہ من المجددین بل ہو من احسن الراسخین و
اکمل العالمین والعالمین وانا نسئل اللہ تعالی لنا ولاخواننا من امة سید المرسلین
ان یختم لنا بالخیر والعافیة ویرزقنا خیر الدنیا والآخرة ویحفظنا عن الضلالة بالہدایة
ویصونا عن الغوایة بالعنایة اللہم اہد الضالین واحفظنا من شرورہم اجمعین
واکف المسلمین شر الشیاطین فی کل وقت وحین ہذا فی الدنیا واما فی الآخرة
فارزقہم شفاعة سید المرسلین وادخلہم جنات النعیم مع من یحبونہم
من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین
واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین ۝

تمت

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا غايت تهذيب البيان في تقريظ الكتابين للمولوي محمد شاه والمولوي حسن زمان نمقه العارف المتقي والعالم المتبحر اللوذعي المولوي احمد بن محمد بن حسن بن ابراهيم القديمي الحسيني اليمني كان الله له الحمد لله الذي هدانا للاسلام والايمان ومن علينا بالاتباع لنبيه الهادي الى الحق والبيان والصلوة على سيدنا محمد المبعوث الى الانس والجان وعلى اله واصحابه وتابعيهم باحسان اما بعد فاني نظرت ما صنفه المولوي حسين الزمان فوجدته اصلحه الله وعفى عنه قد طمح في التخليط بلا تامل ولا امعان ثم رايت الرد على مصنفه فيما خلط وغلط للمولوي العالم الورع محمد شاه بارك الله له في العلم والعمل وحفه بانوار المعارف والغفران فالحق اقول والله المستعان ان الرد المسمى باحسن الدلائل هو الحق الذي عليه السلف والخلف والحق احق ان يتبع وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب كتبه العبد الحقير القاصر عند ذوي البلاغة والمعرفة احمد بن محمد بن حسين بن ابراهيم القديمي الحسيني اليمني وفقه الله

هذا ما قرظه رئيس المحدثين في هذا الزمان بحر العلوم مولنا المفتي محمد عباس عليه ان افاض عليه الرحمن سجال الرحمة والغفران ان ما حرره في احسن الدلائل المولوي محمد شاه فاضل المحققين فانه لحق اليقين ولفضل من الله المبين ولتذكرة للمتقين ولتحفة للمسلمين ولبشرى للمؤمنين ولحسرة على المنكرين ولو تقول علينا احد لاخذه الله باليمين ولقطع منه الوتين فهو لقاصم لافتراء المكذبين وبيد عنهم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہہ نہایت مہذب بیان ہے مولوی محمد شاہ صاحب و مولوی حسن الزمان صاحب کی دونون کتابونکی تقریظ مین اسکو لکہا ہے عارف متقی و عالم متبحر لوذعی مولوی احمد بن محمد بن حسین بن ابراہیم قدیمی حسینی نے خدا اون کا حامی رہے۔

شکر ہے اوس خدا کا جس نے ہم کو اسلام و ایمان کا راستہ بتایا اور اپنے نبی کی پیروی سے ہمپر احسان فرمایا ایسے نبی کہ امر حق اور اوسکے بیان کیطرف رہنما ہین اور درود ہمارے سردار محمد پر جو جن و انس کیطرف بہیجے گئے ہین اور اونکی آل و اصحاب اور اونکے تابعین پر جنکی پیروی کرنیکے باب مین حمد و صلوۃ کے بعد پس مینے مولوی حسن الزمان کی کتاب کو دیکہا تو ایسی کتاب پایا خدا اوسکو درست کرے اور اوسکی لغزش سے درگذر فرما(ے) کیونکہ بوجہہ حق و باطل مین خلط ملط کیا گیا ہی پہر مینے اوس کتاب کی آمیزش و اغلاط کے رد کو دیکہا جسکے مؤلف عالم پرہیزگار مولوی محمد شاہ ہین خدا اونکے علم و عمل مین برکت دے اور اون کے انوار معارف او مغفرت سے کہیر لیوے مین سچ کہتا ہون اور اسمہی مادہ سطلوب ہے کہ بیشک یہہ رد کہ جس کا نام احسن الذریعہ ہی یہی حق ہے کہ جس پر پہلے اور پچہلے علما تہے اور حق ہی اتباع کا زیادہ مستحق ہے اور میری توفیق خدا ہی سے ہے اوسی پر مینے بہروسا کیا اور اوسی کیطرف رجوع ہوتا ہون۔

یہہ تقریظ لکہی ہے اس زمانہ کے رئیس المحدثین بحر العلوم مولانا مفتی محمد عباس علیمان نے اونپر رحمن اپنی رحمت و مغفرت کے ڈول بہاے۔

جو کچہ کہ احسن الذریعہ مین مولوی محمد شاہ فاضل محققین نے لکہا ہی پس وہ بیشک امر حق یقینی ہے اور خدا معین کا فضل اور اہل تقوے کیلئے تذکرہ اور مسلمانون کیلئے تحفہ اور اہل ایمان کیلئے بشارت اور منکرین کیلئے حجت ہے اور اگر کوئی شخص اس پر زبان درازی کریگا البتہ خدا اوسکے دہنے ہاتہہ کو پکڑ لے گا

المبتدعين ولناف لتحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين فهو نور يهدي للمهديين

هذا ما قرظه ذو الفهم الثاقب والفكر الصائب جامع المعقول والمنقول حاوي الفروع والاصول الذي يلوح في جبهته سيماء الصالحين المولوي الالمعي ابو المظفر محمد سعيد الدين الرامفوري عمم فيضه المعنوي والصوري مدرس المدرسه النظاميه في السنين الماضيه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله واهب العطايا — التي لا تحملها المطايا وغافر الخطايا بمكفرات المناسك والضحايا والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على سيد البرايا محمد المصطفى صاحب البينات والهدايا وعلى اله وصحبه الذين هم سفن النجاة عن البلايا ونجوم الاهتداء في ظلمات الزوايا — وبعد فقد طالعت العقد الاكبر عن اهل البيت الاطهر الذي صنفه المولوي حسن الزمان التركماني نسبا والحيدرابادي مسكنا من الاول الى الآخر بالنظر الغامر والتدبر اللايق بالناظر ثم نظرت في رده احسن الذريعة للسد عن الاقوال الشنيعة الذي الفه حامي السنة قامع البدعة ذو الطبع النقاد والفكر الوقاد الذي تميز بالصدق والصلاح والفوز على مدارج الرشد والفلاح الشيخ الحاج الصوفي المولوي محمد شاه القميصي القادري اوصله الله الى ما يتمناه وعلى المراتب العلية رقاه فوجدت المردود مطرودا — والرد عليه مقبولا محمودا وقلت قد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا — فلله در الراد حيث اتى في رده بما يطلب ويراد — من نظر في هذين الكتابين بالتدبر لا معان

اور اوسکی شہ رگ کو کاٹ ڈالیگا اس لئے کہ یہہ کتاب جھٹلانیوالونکی دروغگوئی اور بدعتیونکی بدعت کو اوکہیڑنیوالی ہے
اور علو کرنیوالونکی رد و بدل اور اہل باطل کی دعا اور جاہلونکی تاویل کو مٹانیوالی ہے یعنی ایک نسخہ ہیکہ اہل سنت کی رہنمائی کرتاہے فقط

یہہ تقریظ لکہی ہے صاحب فہم ثاقب و فکر صائب جامع معقول و منقول حامی فروع و اصول کہ جسکی
پیشانی مین نیکون کی علامت نمایان ہے مولوی تبریز ا ے ابو المظفر محمد سعید الدین رامپوری نے اونکا
باطنی و ظاہری فیض عام ہوجیو جو کہ گذشتہ برسون مین مدرسہ نظامیہ کے مدرس رہے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمیع حمد خدا کو ثابت ہے کہ بخشنے والا ہے ایسی عطاؤن کا کہ جنکو بوجہ لیجانیوالے جانور نہ اوٹھا
سکتے ہین اور معاف کرنے والا ہے خطاؤن کا عبادات حج و قربانیون کے کفارون سے اور
درود و سلام مخلوق کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ پر کہ معجزون اور ہدیون والے ہین اور اون کی
آل و اصحاب پر کہ بلاؤن سے بچنے کی کشتیان اور مصیبتون کی تاریکیون مین راہ پانیکے ستارے ہین
اسکے بعد پس مینے کتاب فقہ اکبر مولفہ مولوی حسن الزمان ترکمانی حیدرآبادی کو اول سے آخر تک
نظر غائر و تدبر لائق سے دیکھا پھر مینے اوسکے رد احسن الذریعہ مولفہ حامی سنت قامع بدعت
صاحب طبع نقاد و فکر وقاد جو کہ صدق و صلاح و فوز بدایت رشد و فلاح مین ممتاز ہین شیخ
حاجی صوفی مولوی محمد شاہ قمیصی القادری دام ظلہ خدا اونکی آرزو تک پہونچائے اور بلند مرتبہ پر
عروج کرائے) کو دیکھا پس مینے کتاب مردود کو مطرود اور اسکے رد کو مقبول و محمود پایا اور
بیساختہ مینے کہا کہ امر حق آگیا اور امر باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے والا ہی تہا پس خدا ہی
کیلئے ہے نیکی رد کرنیوالے کی اس لئے کہ اپنے رد مین امر مطلوب و مراد کو درج کردیا ہے جو شخص
ان دونون کتابون مین تدبر و امعان سے نظر کریگا اوسپر ثابت ہو جائیگا کہ حسن الزمان

محقق عليه ان حسن الزمان قد مان وزلت له قدمان وباء بالهوان والخذ لان
اى كان مبتلا فى القاموس
مخذ لان الوباء فى الامراض المهلكة للانسان لا بل هو اشد من الوباء بلاءً واشنع منه
ابتلاءً لان ضرر الوباء انما هو على الابدان والاشباح وضرر كتابه المردود
على العقايد والارواح والضرر الروحي والايماني فوق الضرر الجسماني ومن
عقائده الفاسدة فى هذا الكتاب المعتدة لبصائر القلوب والالباب انه
اثبت الجهة لله تعالى وهو خالق الجهات ومدبر الكائنات واثبت له البينونة
عن الخلق والاستقرار على العرش مع ان العرش ايضا من الخلق فالبينونة عن
الخلق تستلزم البينونة عن العرش على ان البينونة والاتصال من صفات النقص
والزوال والله تعالى مقدس عنهما ـــــ ومتصف بالكمال حيّ قيوم لم يزل
ولا يزال واثبت ان الايمان عند الامام ابي حنيفة النعمان هو نفس المعرفة والقول وعند
غيره من الائمة المعرفة والقول والعمل وكلاهما باطلان لان المعرفة ليست من
الايمان عند احد من اهل النجاة والغفران سوى الطائفة المرجية التي من
اهل البدعة والطغيان كما هو مصرح فى الملل والنحل وكتب العقايد بالتفصيل
والبرهان والذي هو المعتبر عند اهل الحق فى الايمان التصديق بمعنى
الايقان كما نطق به القران وشهد عليه سنة سيد الانس والجان واثبت
انحصار الائمة فى العدد المعتبرة عند الاثنى عشرية بخلاف اهل السنة والجماعة واثبت
خروج الازواج المطهرات من اهلبيت صاحب المعجزات واثبت عدالة الضعفاء
الوضاعين من الرواة فى مقابلة جروح اجلة المحدثين والثقات واثبت
ان الائمة من اهلبيت النبوة والصحابة والتابعين والائمة المجتهدين فى ساير

نے دروغگوئی کی ہے اور اوس کے دونون قدم پھسل گئے ہین اور خواری رسوائی کے لوٹا ہے
مثل رسوائی وبا کے انسان کے مہلک امراض مین نہین بلکہ وہ وبا سے زیادہ سخت ہے بلا مین
اور اوس سے بدتر ہے ابتلا مین اس لئے کہ وبا کا ضرر تو بدنوا ور جسمون ہی پر ہے اور اسکی مردودگی کا
ضرر عاید وارواح پر ہے اور روحی وایمانی ضرر بڑا ہے جسمانی ضرر سے اور منجملہ اوس کے عقائد فاسدہ کے
اس کتاب مین جو کہ دلون اور عقلون کی بنیادون کو تباہ کرنے والے ہین یہہ عقیدہ ہے کہ اوس نے ثابت
کیا ہی جہت کو حق تعالے کیلئے حالانکہ وہ جہات کا خالق ہے اور سارے جہان کا مدبر ہے اور اُس کا
مخلوق سے جدا ہونا اور عرش پر بیٹھنا ثابت کیا ہے باآنکہ عرش بہی ایک مخلوق ہے پس مخلوق سے
جدا ہونیکو عرش سے جدا ہونا لازم ہے اس کے علاوہ جدا ہونا اور ملنا نقصان وزوال کی صفاتمین ہی ہے
اور حق تعالی ان دونون امر سے پاک ہے اور کمال سے موصوف ہے زندہ قایم رہنے والا ہے کہ نہ زایل
ہوا اور نہ زایل ہوگا اور ثابت کیا ہے کہ ایمان امام ابوحنیفہ نعمان کے نزدیک معرفت اور قول کا
مجموعہ ہے اور ان کے سوا دوسرے امامون کے نزدیک معرفت و قول و عمل کا مجموعہ ہے اور یہہ دونون
قول باطل ہین اس لئے کہ معرفت اہل نجات وغفران مین سے کسی کے نزدیک ایمان مین معتبر نہین
ہے بجز طائفہ مرجیہ کے جو کہ اہل بدعت وطغیان مین داخل ہے جیسا کہ ملل ونحل مین اور کتب عقاید
مین تفصیل و برہان کیساتھہ مصرح ہے اور اہل حق کے نزدیک ایمان مین تصدیق یعنی اذعان
معتبر ہے اور بس جیسا کہ اس پر قرآن ناطق ہے اور سید انس وجن کی سنت شاہد ہے اور ثابت
کیا ہی ازواج مطہرات کا خارج ہونا صاحب معجزات کے اہل بیت سے اور ثابت کیا ہے امامون کا منحصر ہونا
ایسی عدد مین کہ جو اثنا عشریہ کے نزدیک معتبر ہے برخلاف اہل سنت کے اور ثابت کیا ہے
ثقہ ہونا ان ضعیف راویون کا جو حدیثین بنانیوالے ہین اجلہ محدثین کی جرحون کے
مقابلہ مین اور ثابت کیا ہے اہل بیت نبوی کے امام اور صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین

العلماء الراسخين من اهل المعرفة والمحدثين والفقهاء والمتكلمين على بينونة
الحق من الخلق وانه تعالى فى اعلى عليين باعدا بمراحل من اسفل السافلين وفرع
عليه تكفير ارباب العينية من اولياء الامة والصالحين واثبت وجود الكتب
السماوية السابقة فى هذا الزمان وبقائها الى الان وفرع عليه تكفير من انكر وجودها
من سائر اهل الايمان مع ان اهل الكتب وعلمائهم ايضا فى هذه المسئلة من المنكرين وبفقدانها من
الوجود معترفين واثبت ان ارباب العينية وسائر المنزهين به تعالى عن ظواهر الصفات من المرتدين تدينا يجب
احراقهم وضربهم وقتلهم وتشهيرهم ونفيهم من بلاد المسلمين كما فعل بائمتهم المرتدين السابقين بسيدنا علي
امير المومنين امام الموحدين واثبت بطلان صحة القصة الموضوعة للزهرة عند المحققين وصرح بها فى تحفة الايمان عند كلام
الرحمن مع كونها مستلوة لصبيانهم وفضلا عن فضلائهم امر ربهم وهم من المعصومين بالكتب
والسنة واجماع الامة بالصدق واليقين واثبت القران الثاني ما سوى هذا
القران العظيم والسبع المثاني وانه كان كثير المعاني جامعا للعلوم مطابقا للتنزيل
الربانى فكان كانه كتاب علوم القران ليعلم منه علما جما ظاهرا وفهما عجبا باطنيا ولهذا
قال ابن سيرين لو اصبت ذلك لظفرت بالعلم كله وصرح بنفسه قبل هذا البحث
(هكذا القران المنزل المسطر يقرأ الامام المهدي المنتظر اذا ولد وظهر كما قرأ به
المولى علي واهل بيته لا غير بالضبير وهذا الكلام يهدم اساس الشريعة والدين
لعقيدة الرافضة والشيعة واثبت التلفيق بين مذهب المشبهة ومذهب
اهل التحقيق حيث قال (قلت هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر ناظر ظاهر فيما ذكرنا من
الجمع بين الامرين فافهم ولا تتوهم والله اعلم) وبيانه ان مذهب المشبهة
حمل المتشابهات على ظواهرها ومذهب اهل التحقيق صرفها عن ظواهرها وحملها على

اور تمام علمائے راسخین صوفیہ و محدثین و فقہاء و متکلمین کے قایل ہین کہ خدا مخلوق سے جدا ہے اور
بہت بلند تر ہے مقام ہین جو پہنچنے کے مقام سے منزلون دور ہے اور اس پر ارباب وحدت وجود
کو کافر بنایا ہے کہ جو اس ہستی کے اولیا و صالحین ہین اور ثابت کیا ہے اس زمانہ مین کتب سماویہ سابقہ کا
موجود ہونا اور اونکا ابتک باقی رہنا اور اسپر کافر بنایا ہی تمام اہل قبلہ کو کہ جو اون کے وجود کا انکار کرتے ہین
حالانکہ اہل کتاب اور اون کے علما ہی اس مسئلہ مین منکرون مین داخل ہین اور صحف موجودہ کے اون کے
گم ہونیکا اقرار کرتے ہین اور ثابت کیا ہی کہ اہل وحدت وجود اور تمام حق تعالی کو پاک جانتے والے صفات
متشابہات کے ظاہری معانی سے مرتد ہین کہ جنکا جلانا اور مارنا و مارڈالنا و تشہیر و جلاوطن کرنا واجب ہے جیسا کہ اونکے
پیشوا اون کو جو اون سے پہلے مرتد ہو گئے تھے سیدنا امیر المومنین و امام موحدین علی نے جلا دیا تھا اور ثابت کیا ہے
زہرہ کے موضوع قصہ کا صحیح ہونا اور اوسکو درج کر دیا ہے ایمان بمابسکہ رحمن کی بحث مین حالانکہ اس قصہ سے فرشتون کی
نافرمان ہونا اور اپنے پروردگار کے حکم کے برخلاف کرنا لازم آتا ہے باآنکہ ملائکہ کرام معصوم ہین بحکم کتاب وسنت
و اجماع امت صدق و یقین کے ساتھہ اور دوسرا قرآن ثابت کیا ہی علاوہ اس قرآن عظیم و سبع مثانی کے اور یہ ثابت کیا ہے
کہ وہ قرآن کثیر المعانی تھا تمام علوم کا جامع اور تنزیل ربانی کے مطابق تھا پس گویا کہ علوم قرآن کی کتاب تہی کہ
جس کے علم کثیر قوی و فہم عام باطنی معلوم ہوتی تہی اور اسی وجہ سے ابن سیرین نے کہا ہی کہ اگر مین اوسکو پاتا البتہ سا علم کو
پالیتا اور خود مصنف نے اس بحث سے پہلے اس طرح پر تصریح کی ہی دلیس سی قرآن اوتار ہوئے لکھے ہو کو امام مہدی منتظر
پر ہین گے جبکہ پیدا و ظاہر ہونگے جسطرح سے کہ اوسکی قرأت کی ہر مولی علی اور اونکی اہل بیت نے دوسرون بدلنے خبر دی
اور یہہ کلام گرانا ہے شریعت کی بنیاد کو اور اہل تشیع کے عقیدہ کو عار دیتا ہی اور یہ مذہب شیعہ و مذہب اہل حق مین تلفیق ثابت
کی ہی اس لئے کہ کہا ہی کہ مین کہتا ہون کہ یہہ جیسا کہ مخفی نہین ہی تبصر متدبر پر ناظر و ظاہر ہے ہماری تحقیق کے باب مین جسکو ہم
ذکر کیا ہے یعنے جمع کرنا دونون امر مین پس تو سمجھ لے اور وہم مت کر خدا دانا تر ہی اور بیان تلفیق کا یہہ کہ مشبہ کا مذ.
متشابہا کو حمل کرنا ہی اون کے ظاہری معانی پر اور محققین کا مذہب اونکو پہیرنا ہی اون کے ظاہری معانی سے اور اونکو حمل کرنا ہی ایسی معانی پر

ما يليق بجلال الله والمصنف حملها على ظواهرها ونفي الكيفية مقلد الشيخ ابن تيمية فحصل التوفيق وان هو الا التلفيق هذا فالمولى الراد مولف احسن الادلة ازاح هذا الفساد واراح اهل المودة والسداد واطاح اهل الزندقة والالحاد فاقام الحق الحقيق واقاد عين التحقيق اذاقه الله حلاوة التصديق ولفاض عليه من شآبيب التوفيق

هذا ما قرظه الفاضل اللبيب الطبيب الاريب الحبر اللوذعي والبحر الالمعي المولوي محمد منصور علي عم فيضه الجلي والخفي صينت الملة عن الشين في المدينة الطيبة من مطلع حيدر آباد دكن صين عن شرور الزمن

الحمد لله رب العالمين والصلوة على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين اما بعد فاني رائت الكتاب الذي اخترع في هذا الزمان وسمي بالفقه الاكبر المنسوب الى حسن الزمان الذي قد احدث في امور الدين وخطاء جمهور الائمة والمسلمين فوجدته مشحونا بالاقاويل الباطلة والخيالات العاطلة التي تجب الاجتناب والاحتراز عنها لجميع المسلمين فان فيه من الاحاديث الموضوعة ما لا يحصى ومن الاقوال المزخرفة ما لا يخفى فاياكم واياها فلما رائت رده الذي صنفه الفاضل الالمعي والحبر اللوذعي اعني المولوي محمد شاه سلمه الله فرحت فرحا شديدا لما وجدت فيه من التحقيقات ما يكفي ومن الحق الصريح ما يروى جزاه الله تعالى خير الجزاء عنا وعن جميع اهل السنة والجماعة وهو جدير بان يتلقى بالقبول العام والخاص ١٢

محمد منصور علي عفي عنه

هذا ما قاله الاديب الفطن اللبيب الفاضل الماهر الحكيم الذكي المتوقد الفهيم البارع المتبحر الفائق المتدبر الحبر اللوذعي البحر الالمعي ذو المجد والكمال صاحب

کہ جلال الہی کے لایق ہیں اور یہ مصنف نے متشابہات کو حمل کیا ہی ظاہری معانی پر اور کیفیت کی نفی کی ہی اپنے شیخ ابن تیمیہ کی تقلید
بلکہ پس دونوں مذہبوں میں توفیق حاصل ہو گئی اور یہی تو تطبیق ہی اسکو یاد رکھ پس مولانا ابو الفضل حسن لذریعہ نے اس فساد کو مٹا دیا
اور اہل ہنود و ملحد کو راحت پہنچائی اور اہل زندقہ و الحاد کو ہلاکت میں ڈال دیا پس امر حق ثابت کو قایم کر دیا اور علم تحقیق کا
فائدہ پہنچایا اوس کو حق تعالی ایمان کی حلاوت چکھاوے اور توفیق کی بارشیں اوس پر برساوے فقط

یہہ تقریظ وہ ہے کہ جس کو فاضل لبیب طبیب اریب جیر لوذعی وبحر المعی مولوی محمد منصور علی صاحب عم فیضہ
المجلی والخفی مدرسہ طبیہ حیدرآباد دکن کے صدر مدرس نے رقم فرمایا ہے۔

تمام تعریفیں ثابت ہیں خدا کو کہ پروردگار سارے جہان کا ہے اور درود نازل ہو اوس کے رسول محمد پر
اور اونکی تمام آل و اصحاب پر اس کے بعد پس دیکھا میں نے اوس کتاب کو جو اس زمانہ میں تراشی گئی ہے اور فقہ اکبر کے
نام سے حسن الزمان صاحب کے طرف منسوب ہے کہ جنہوں نے دین کے امور میں احداث کیا ہی اور جمہور ائمہ و مسلمانوں کو خطا وار
بتایا ہے پس میں نے اوس کتاب کو اون بے اصل باتوں اور بیکار خیالات سے معمور پایا کہ جن سے سب مسلمانوں کو اجتناب و پرہیز کرنا
واجب ہے اس لئے کہ اس کتاب میں موضوع حدیثیں بے حد ہیں اور بنائی ہوئی باتیں اسقدر
ہیں کہ کسی عارف پر مخفی نہیں پس بچو تم اے مسلمانو اس کتاب سے اور اپنے سے اسکو دور رکھو پھر جبکہ
میں نے اس کا رد دیکھا کہ جس کو فاضل المعی وجیر لوذعی مولوی محمد شاہ سلمہ اللہ نے تصنیف فرمایا ہے
تو میں بہت ہی خوش ہوا اس وجہ سے کہ میں نے اس میں اسقدر تحقیقات پائی کہ اس باب میں کافی ہیں اور
حق صریح اس قدر پایا کہ طبیعت کو سیراب کر دیتا ہے حق تعالی ممدوح کو ہم تمام اہل سنت کی طرف سے
جزاء خیر عطا فرماوے اور یہہ کتاب اس لایق ہو کہ مقبول خاص و عام ہو۔

یہہ تحریر دلپذیر بطور تقریظ جناب ادیب اریب فطن لبیب فاضل ماہر حکیم ذکی متوقد فہیم بارع متبحر
فایق مستند برجیر لوذعی بحر المعی ذو المجد و الکمال صاحب ساعت و نوال مولوی ابو الجلال محمد اعظم صاحب
چریاکوٹی دام اجلالہ و عم نوالہ نے قلم بند فرمائی ہے۔

السماحت والنوال المولوي ابو الجلال محمد اعظم الجريا كوتي دام جلاله وعم نواله مقرظا على الكتاب ومعرضا عن سوء الخطاب

الحمد لوليه واهله والصلوة على نبيه واهله اما بعد فان اختلاف العلماء رحمة ان كان هونا ناشئا عن النقه فمنهم من اختار السداد فقد ظفر وفرح ومن مال الى اللداد فقد عثر وعرج فكم من مسائل اثبتها الخيرة السابقون من الاذكياء وخالفهم فيها المهرة اللاحقون من الاذكياء وكذالك هذا الكتاب وجوابه صرحت في مرجع نظري ثمه ثم فوجدته رأفة حيث تنطست في التنقيح وبذلت فيه الهمه وانا على ما عليه الاشاعرة الكرام الذين جهدوا في احكام مباني الاسلام فجزى الله المولف خير الجزاء وصانه عن المكاره والارزاء فقط الثامن من المحرم سنة ١٣٠٠ خادم العلماء ابو الجلال محمد اعظم الجرياكوتي

هذا ما قرظه الحبر اللوذعي والجهبذ الالمعي الاديب النبيه والمحدث الفقيه المولوي محمد حبيب الرحمن عم فيضه المعنوي والصوري نجل محدث الهند مولانا المولوي احمد علي السهارنفوري حمدا لمن جعل العلم نورا يهتدي به وابان بالعلماء الفرق بين المحكم منه والمتشابه والصلوة والسلام على من لا ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى وعلى اله واصحابه الذين هم مصابيح الهدى ومفاتيح خزائن الورع والتقى رضوان الله عليهم اجمعين اما بعد فقد عثرت على تقاريظ عديدة ذات مبان مشيدة ومعان سديدة على الكتاب الذي الفه المولوي محمد شاه القيصي القادري في بعض الملاحظات على كتاب الفقه الاكبر الحديث واورد فيه من الاحاديث لكن لم يسع لي مع المشاغل المفوضة على ان اعكف الفكر عليها واجذب الراي

جمیع حمد ثابت ہے صاحب حمد کو کہ حمد کا اہل ہے اور درود اوس کے نبی اور اون کی آل پر
اس کے بعد پس معلوم ہو کہ علما کا اختلاف رحمت ہے اگر نفسانیت سے دور ہو بعضے علما وہ ہین کہ جنہون نے
راستی کو اختیار کیا وہ تو کامیاب ہو گئے او عروج کر گئے اور جس نے اونہین جھگڑے کیطرف میلان
کیا پس ٹھوکر کہائی اور لنگڑا ہو گیا بہت سے ایسے ہین کہ جن کو بہترین سابقین علما نے جو
نفوس قدسیہ رکھتے تھے بخوبی ثابت کر دیا ہے پچھلے چالاک تیز طبع لوگون نے اون مین
مخالفت شروع کر دی ایسا ہی حال ہے اس کتاب فقہ اکبر عن اہل بیت اطہر کا اور اوس کے
جواب کو جو نیسے مختلف مقامات سے دیکھا تو پسندیدہ جہان سے مین نے چھان بین کی اور اپنی
ہمت کو صرف کیا اور اشاعرہ کرام نے جو عقائد اسلام مین تحقیق فرمائی ہے یہی میرا مسلک ہے
پس مولف کو اس تحقیق کے صلہ مین حق تعالی جزاء خیر دے اور مکروہات زمانہ و مصائب سے
محفوظ رکھے آمین ۔

یہہ وہ تقریظ ہے کہ جس کو لکھا ہے حبر لوذعی وحید المعی ادیب نبیہ و محدث فقیہہ مولوی محمد حبیب الرحمن ادام اللہ
نے اون کا فیض معنوی و صوری عام ہو جیو کہ محدث ہند مولانا مولوی احمد علی سہارنپوری کے فرزند ہین
شکر کرتا ہون اوس ذات پاک کا جس نے علم کو ایسی روشنی بنایا ہے کہ جس سے راہ حق دیکھا جاتا ہے
اور جسنے علما کے ذریعہ سے محکم و متشابہ مین فرق جتا دیا۔ اور درود و سلام ہو اوس پر کہ جو خواہش نفس سے
کلام نہین کرتا ہے اوس کا کلام تو وحی ہے جو اوس کے طرف بہیجی گئی ہے اور اوس کی آل و اصحاب
پر کہ ہدایت کے چراغ ہین اور ورع و تقوی کے خزانون کی کنجیان ہین خدا کی خوشنودی اون سب پر کہ اوس کے بعد
پس مین چند تقریظین دیکھی بلند الفاظ اور درست معانی والے مولوی محمد شاہ قمیمی القادری کی کتاب پر جو فقہ اکبر
جدید کے بعض جدید مسائل و احادیث پر لکھی گئی ہے لیکن مجکو مشاغل سرکاری کیوجہ سے اسقدر
کبھی فرصت نہ ملی کہ مین اوس کتاب پر فکر کرون اور اوس کے طرف اپنی رائے و نظر دوڑاؤن

والروية اليه الان اقول ان موضوع كتب الفقه الاكبر اشرف موضوع وجامعه ومجموعه اجل جامع ومجموع قد جمع ما تفرق في كتب اهل السنة من علوم اهل البيت عليهم السلام وقام ما استطاع عليه من القيام غير انه ما فرق بين صحيح ومسطور وبين بياض النهار وظلمة الديجور ولم تميز بين الساقط المتهم والاثبات الحفاظ الذين لعدل التهم وصدقهم شهدت الامم وما احترز عن الاقوال المزخرفة والاحاديث الموضوعة المموهة لكن الباذل الجهده وان اخطاء ماجور ومعذور ان كان نائيا عن التعمد بالكذب والزور ولعل الكتب الذي وعليه تدارك تلك الهفوات الجليلة وعالج الحكمة ادراك تلك النقط العليلة ولعمري بعد اصلاح ما اومانا اليه وتوطيد ما اسس ذلك القصر المشيد عليه الكتب لا يوجد له نظير فجزى الله كلا المولفين ما يستحقه وبهدينا الصراط المستقيم صراط جمهور الائمة والمسلمين واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين

هذا ما قرظه الحبر العلامه والبحر الفهامه سباق الغايات في مضمار المناظرات المولوي وكيل احمد السكندرفوري عم فيضه المعنوي والصوري عفقه ارتجالا فلله دره ما احسنه مقالا حامدا ومصليا قد طالعت الكتب المستطاب الموسوم باحسن الذريعة لسد عن الاقوال الشنيعة من الفاضل الكامل مولنا محمد شاه القيصي القادري جزاه الله تعالى خير الجزاء لله در المصنف فانه قد راى فرض الكفاية يدعو من راى الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر انا ادوا على امور مخالفة لمسالك اهل السنة والجماعة تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم

عفقه وكيل احمد السكندرفوري كان الله له

مگر مین اسقدر کہتا ہون کہ اس فقہ اکبر مین جس امر کا بیان ہے وہ اعلی درجہ کا ہے (یعنے مسائل ایمان) اور اسکا جامع و مجموعہ بہت بڑا جامع و مجموعہ ہے جو کچھ علوم اہل بیت اہل سنت کی کتابون مین پھیلے ہوئے تھے اوسنے جمع کردئے اور جس قدر ہوسکا اوس نے قایم کردیا صحیح و غیر صحیح مین اور اون کی روشنی و ظلمت شب مین اوس نے فرق نہین کیا اور نہ یہ تمیز کی کہ کون راوی ساقط الاعتبار و متہم ہے اور کون سے رواۃ معتبر و حفاظ ہین کہ جنکی راست بازی اور سچائی پر سب لے گواہی دی ہے اور نہ اوسنے بنائے ہوئے اقوال اور گھڑی ہوئی بناوٹ کی ہوئی حدیثون سے احتراز کیا ہے مگر جو شخص کہ اپنی کوشش صرف کرتا ہے وہ اگرچہ خطا کرے ماجور و معذور ہے بشرطیکہ عمداً جھوٹ بولنے اور طوفان باندہنے سے کنارہ رہا ہو اور امید ہے کہ جو کتاب اوس کے رد مین لکھی گئی ہے اوس کی بڑی بڑی بیہودہ باتون کا تدارک ہوگیا ہے اور اپنی حکمت سے اوس کتاب کے نادرست لفظون کا اوسنے علاج کردیا ہے اور قسمیہ لکھتا ہون کہ یہ کتاب اون امور کی اصلاح کے کہ جن کو اشارۃً ہم نے بیان کردیا ہے اور اون احکام کے مضبوط کرنے کے بعد کہ جن پر اس بلند عمارت کی بنیاد رکھی گئی ہے بے نظیر ہے پس دونون مولفون کو خدا اون کے عمل کی جزا دے اور ہم کو سیدہے راستہ پر کہ جمہور ائمہ و مسلمانون کا راستہ ہی چلاوے اور آخر ہماری دعا یہ ہے کہ سب تعریفین ثابت ہین خدا کو کہ سارے جہان کا پروردگار ہے

اس تقریظ کو لکھا ہے حبر علامہ و بحر فہامہ مناظرون کے میدان مین بڑھجانے والے مولوی وکیل احمد سکندر پوری نے اون کا فیض باطنی و ظاہری عام ہوجیو کہ اونہون نے فی الفور اس کو لکھا ہے اون کو جزائے خیر دے کیا اچھا لکھا ہے

حمد و صلوۃ کے بعد مینے کتاب پسندیدہ مسمی باحسن الذریعہ للسد عن الاقوال الشنیعہ کو کہ جس کے مصنف فاضل کامل مولانا محمد شاہ قمیصی القادری ہین دیکھا مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اونہون نے فرض کفایہ کو ادا کردیا جس نے فقہ اکبر عن اہل البیت الاطہر کو دیکھا یقین و کہتا اس امر کا کہ یہ کتاب برخلاف مسلک اہل سنت والجماعت ایسے امور کو شامل ہے کہ جنکی وجہ سے خدا سے ڈرنیوالون کے بال بدن پر کھڑے ہوجاتے ہین فقط